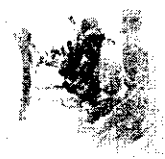




زندگی گزارنے کے آداب
ائمہ علیہم السلام کے ارشادات کی روشنی میں



خُصَال

شیخ الصدوق ^{رح}

AL-KISA®
PUBLISHERS

R-159 Sector 5-B/2 North Karachi, Uc-12, 75850

DI # 00189991 E-mail # al-kisa@kayam.com

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	خصال
مؤلف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
تحقیق و تشریح	محمد باقر کمرہ ای
مترجم	عمران رجانی
مترجم تشریحات	ملیکہ خاتون کاظمی
ترمیم و تصحیح	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	الکساء پبلیشرز (آرٹ ڈیپارٹمنٹ)
اشاعت اول	اکتوبر ۲۰۰۳ء، رمضان ۱۴۲۳
اشاعت دوم	جولائی ۲۰۰۸ء، رجب ۱۴۲۹

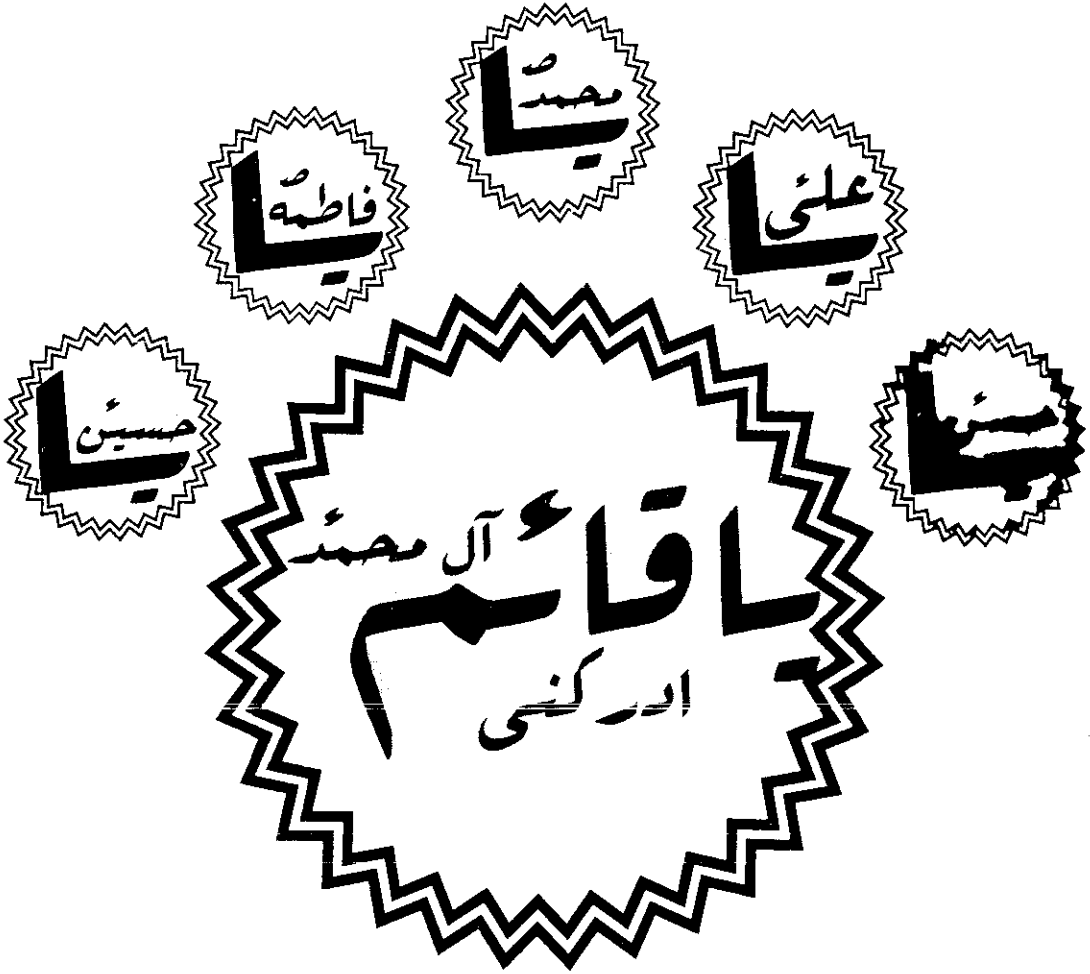


AL-KISA®
PUBLISHERS

R-159 Sector 5-B/2 North Kanachi, Uc-12, 75850

Ph# 021-8205932 E-mail# Alkisapublishers@hotmail.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

نمبر شمار فہرست

پہلا باب

۳۴	اللہ سخت آزمائش میں ڈالتا ہے	۲۲	صفحہ نمبر
۳۴	وہ عادت جو نیکی کا پھل ہے	۲۳	
۳۴	وہ عادت جو ایمان کو مضبوط کرتی ہے	۲۴	
۳۴	وہ عادت جو مومن کا وقار ختم کر دیتی ہے	۲۵	
۳۴	ایک نیکی سے اوپر کوئی نیکی نہیں	۲۶	
۳۴	ایک عادی جو کبھی فقیر نہیں ہوگا	۲۷	
۳۵	ایک عادت مرآت خانوادہ نبی ہے	۲۸	
۳۵	ایک عادت مردانگی ہے	۲۹	
۳۵	ایک عادت شریف آدمی کے لئے بڑی ہے	۳۰	
۳۵	ایک عادت جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے	۳۱	
۳۵	وہ عادت گویا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا	۳۲	
۳۵	جو شخص ایک عادت پر ناراض نہیں	۳۳	
۳۵	ایک عادت تواضع کی نشانی ہے	۳۴	
۳۵	وہ عادت جو کفر کے قریب ہے	۳۵	
۳۵	وہ عادت سے جس سے پچھلی اقوام تباہ ہوئیں	۳۶	
۳۵	ایک عادت جس کا کفارہ تین چیزیں ہیں	۳۷	
۳۵	وہ تحفہ جو امت محمدیہ کو دیا گیا	۳۸	
۳۶	وہ عادت جس سے خیر و برکت ہوتی ہے	۳۹	
۳۶	جب اللہ کسی پر نظر کرتا ہے تو اسے تحفہ دیتا ہے	۴۰	
۳۶	قیامت میں پرہیزگاروں کے لئے خوشی ہے	۴۱	
۳۶	وہ عادت جس کی وجہ سے موت پسند نہیں ہے	۴۲	
۳۶	وہ عادت جو اپنی ضد کی طرح ہے	۴۳	
۳۶	جس وجہ سے بدترین اشخاص کی عزت کی جاتی ہے	۴۴	
۳۶	وہ عادت جو بر نعمت کا شکر ہے	۴۵	
۳۶	کون سی چیز سب سے زیادہ قیود کی حقدار ہے	۴۶	
۳۶ عمل ہے	۴۷	
			عرض ناشر
			عرض ناشر اشاعت دوم
			کتاب تالیف کرنے کی وجہ
			کسی بغیر دیکھی چیز کی خاطر موجودہ عادت کو چھوڑ دینا
			وہ عادت جو ظلم ہے
			وہ عادت جو دین کی دوستی ہے
			ایک عادت جس سے پانچ چیزیں حاصل ہوتی ہیں
			ایک عادت سے دوسری عادت
			وہ عادت جو نجات دلاتی ہے
			وہ عادت جو دین میں افضل ہے
			ایک چیز سے دوسری چیز کا ایک جگہ ہونا
			وہ عادت جس میں دین و دنیا کا شرف ہے
			سب لوگوں میں زیادہ علم والا
			نیکی و بدی کی حقیقت
			ثواب اور عذاب کا ملنا
			بہترین جہاد
			ایک سخت ترین عادت
			ایک عادت میں مومن کا شرف اور عزت
			ہر شر کی چابی ایک عادت ہے
			ایک عادت جو انصاف ہے
			اپنے خلاف فیصلے پر راضی
			مومن کا حق اپنے مومن بھائی پر
			وہ عادت جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا باعث

۳۹	دین کے نو (۹) حصے ہیں	۷۴	۳۶	خاموش رہنے والا نیک لکھا جائے گا	۴۸
۴۰	جو تقدیر پر راضی اور ناراض ہوا	۷۵	۳۶	اللہ قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے گا	۴۹
۴۰	جس کی برابری مال بالوں والے اونٹ نہیں کر سکتے	۷۶	۳۷	وہ عادت جو عقل کا سر ہے	۵۰
۴۰	وہ عادت جو رزق کو بڑھاتی ہے	۷۷	۳۷	زیادہ پرہیزگار اور زحمت اٹھانے والا	۵۱
۴۰	وہ عادت جو معاف نہیں کی جائے گی	۷۸	۳۷	پشیمان ہونا توبہ کرنے کے برابر ہے	۵۲
۴۰	وہ عادت جس سے نفاق پیدا ہوتا ہے	۷۹	۳۷	جس نے اپنی حیثیت سے زیادہ مال دنیا جمع کیا	۵۳
۴۰	پہلے تھخڑے ملے گا	۸۰	۳۷	ایک عادت جو وصیت کے لئے منسب ہے	۵۴
۴۰	جس کی وجہ سے وہ بخش دیا جائے گا	۸۱	۳۷	ایک عادت علیحدہ اور دوسری ملانے کا بہانہ	۵۵
۴۰	وہ عادت جو ہر گناہ کی بنیاد ہے	۸۲	۳۷	ایک عادت جو اہل دنیا پر بھاری ہے	۵۶
۴۰	جو جنت میں ذلیل ہو کر داخل ہوگا	۸۳	۳۷	کوئی کرم، عمل، عبادت نہیں سوائے ایک عادت کے	۵۷
۴۰	وہ عادت جو اللہ کی رحمت کی وجہ ہوتی ہے	۸۴	۳۷	ایک عادت جو چار باتوں میں فائدہ پہنچاتی ہے	۵۸
۴۱	برکت زیادہ ہوتی ہے	۸۵	۳۷	پروردگار بڑے امتحان میں ڈالتا ہے	۵۹
۴۱	تندرست شخص اگر علاج کرائے اور مر جائے	۸۶	۳۸	وہ عادت جس سے بوسیر ہوتی ہے	۶۰
۴۱	وہ عادت جو مومنین میں نہیں ہوتی	۸۷	۳۸	ہاتھ پاک نہیں ہوتے	۶۱
۴۱	ایمان ختم ہو جاتا ہے	۸۸	۳۸	اس کو کسی بات کا جواب نہ دو	۶۲
۴۱	اپنا جانشین دیکھ لے	۸۹	۳۸	وہ شخص دین سے نکل جاتا ہے	۶۳
۴۱	مومن کا مرتبہ خانہ کعبہ سے بلند ہے	۹۰	۳۸	ایک عادت جو بائی رہ گئی	۶۴
۴۱	مومن کے دشمن کا اللہ کی نافرمانی میں مبتلا دیکھنا	۹۱	۳۸	اللہ سے جلد سزا دیتا ہے	۶۵
۴۱	تھخڑا دینا بغض و عناد کو کم کرتا ہے	۹۲	۳۹	فاسدوں کے مقابلہ میں صبر سے کام لو	۶۶
۴۱	گنہگار شخص کے لئے خوشخبری ہے	۹۳	۳۹	نبی اور علی ایک درخت سے پیدا ہوئے ہیں	۶۷
۴۱	عادت جو انسان کو فقیر بنا دے گی	۹۴	۳۹	ایک عادت جو ہر نعمت کا شکر ادا کرنا ہے	۶۸
۴۱	قرآن اٹھانے والے اہل جنت ہیں	۹۵	۳۹	دین محبت اور دوستی کا نام ہے	۶۹
۴۲	رسول اللہ نے اعضائے وضو ایک مرتبہ دھوئے	۹۶	۳۹	مومن گناہ سے پاک ہو جاتا ہے	۷۰
۴۲	وہ عادت جو بہتر سے بہتر ہے	۹۷	۳۹	وہ عادت جو دلوں کو زندہ کرتی ہے	۷۱
۴۲	ہر نبی کی ایک خاص دعا ہوتی ہے	۹۸	۳۹	وہ عادت جو حجت خدا کو زندہ کرتی ہے	۷۲
۴۲	اللہ کے فضل سے ہوتی ہے	۹۹	۳۹	جس کو اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے	۷۳

۴۱	جو اللہ تعالیٰ کا خیال کرے گا	۴۸	۶۶	حیاء و وقار کی ہے	۵۲
۴۲	مکمل سچا مومن وہ ہوگا جس میں دو عادتیں ہوں گی	۴۸	۶۷	عاقب کرنے سے والدین پر کیا لازم آتا ہے	۵۲
۴۳	دو عادتیں ہونی چاہئیں	۴۸	۶۸	نبیؐ نے فرمایا میں دو ذبیحوں فرزندوں	۵۲
۴۴	مطلقہ مستراہ میں جو امر پہلے واقع ہو	۴۸	۶۹	دو چیزیں جو قائم، جاری، مختلف اور دشمن ہیں	۵۲
۴۵	اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے	۴۹	۷۰	دو حج کا ثواب	۵۲
۴۶	فقروفاقہ کو دور اور عمر کو طویل کرتی ہے	۴۹	۷۱	دو مقامات پر سچ بات کہنا	۵۲
۴۷	سنت دو ہیں	۴۹	۷۲	دو قسم کا قتل اور دو قسم کی جنگ	۵۲
۴۸	جس میں دو عادتیں ہوں	۴۹	۷۳	دو عادتوں کی وجہ سے اللہ آسمان پر اور بندے زمین پر	۵۲
۴۹	بھائی دو قسم کے ہیں	۴۹		اُسے دوست رکھتے ہیں	
۵۰	انسان دو طرح کے ہوتے ہیں	۴۹	۷۴	رسول اللہؐ کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں	۵۲
۵۱	دو اشخاص امیر نہیں	۴۹	۷۵	دو چیزیں روزہ دار کا تھنہ ہیں	۵۲
۵۲	لوگ اپنی نمازیں خراب کر لیتے ہیں	۴۹	۷۶	قیامت آنے کی دو نشانیاں ہیں	۵۲
۵۳	دو قدم، دو گھونٹ، اور دو قطرے سے زیادہ کوئی چیز	۴۹	۷۷	دو مقامات پر بنو ہاشم پر صدقہ حلال ہے	۵۲
	اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیاری نہیں		۷۸	دو عادتوں کی وجہ سے انسان پست ہو جاتا ہے	۵۵
۵۴	وہ عادتیں جن کا ذکر شیطان نے کیا	۵۰	۷۹	دو گناہ ایک دوسرے سے زیادہ سخت ہیں	۵۵
۵۵	دو عادتوں سے ڈرو	۵۰	۸۰	سعد سے دانقوں کو دھونے سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں	۵۵
۵۶	دو عادتوں سے منع کیا گیا	۵۰	۸۱	اشنان کمانے سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں	۵۵
۵۷	دو پانیوں نے حضرت نوحؑ کی بات نہ مانی	۵۱	۸۲	دو اشخاص نبیؐ کی سفارش نہیں پائیں گے	۵۵
۵۸	قول اور عمل ایمان کا نام ہے	۵۱	۸۳	دو قسم کے خال جدام کی رگ کو حرکت دیتے ہیں	۵۵
۵۹	دو اشخاص کبھی مطمئن نہیں ہوتے	۵۱	۸۴	دنیا اور آخرت ترازو کے دو پلڑے ہیں	۵۵
۶۰	دو عادتیں جو ایمان کی حقیقت ہیں	۵۱	۸۵	مرج البحرین یلتقین ة بینہما برزخ لا یبعین ہ	۵۶
۶۱	جو اس مردی دو قسم کی ہے	۵۱	۸۶	نبیؐ نے اپنی امت میں دو امر چھوڑے ہیں	۵۶
۶۲	دو عادتیں اخلاق کے خلاف ہیں	۵۱	۸۷	قیامت میں سوال کیا جائے گا	۵۶
۶۳	دو عادتیں جو رزق بڑھاتی ہیں	۵۱	۸۸	امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے تعویذ	۵۷
۶۴	دو مکروہ کے درمیان خرچ کرنا واجب ہے	۵۱	۸۹	دن اور رات دو سواریاں ہیں	۵۷
۶۵	دو چیزیں جو عبادت میں حلال ہوتی ہیں	۵۱	۹۰	دو چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہیں	۵۷

تیسرا باب

۶۱	۱	اللہ جنت اور دوزخ میں داخل کرے گا
۶۱	۲	اللہ تعالیٰ مومن سے نہیں پوچھے گا
۶۱	۳	تین باتوں میں سے ایک ہوگی
۶۱	۴	تین اشخاص اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوں گے
۶۱	۵	تین باتوں کی وجہ سے دعا قبول ہوتی ہے
۶۱	۶	تین عادتیں مومن میں ہوتی ہیں
۶۲	۷	مومن میں یہ تین عادتیں نہیں ہوتی
۶۲	۸	نبی نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کے سوال کیے
۶۲	۹	تین چیزیں گناہ کا کفارہ ہیں
۶۳	۱۰	اللہ تعالیٰ اس کی شادی حورالعین سے کرے گا
۶۳	۱۱	اگر ان تین افراد پر ظلم نہیں کیا گیا تو تم پر ظلم ہوگا
۶۳	۱۲	تین افراد تین افراد سے اپنا حق دریافت نہیں کرتے
۶۳	۱۳	انسان تین عادتوں کے درمیان ہوتا ہے
۶۳	۱۴	تین لوگ رحم کے حقدار ہیں
۶۳	۱۵	تین افراد کو پروردگار عالم دشمن رکھتا ہے
۶۳	۱۶	تین مقامات پر جھوٹ بولنا جائز ہے
۶۳	۱۷	تین باتوں سے تین چیزیں پیدا ہوتی ہیں
۶۳	۱۸	ایک چیز سے تین چیزیں پیدا ہوتی ہیں
۶۳	۱۹	بڑھاپے کی تین علامات ہیں
۶۴	۲۰	انبیاء، اولاد انبیاء اور ان کے ماننے والوں کی تین عادتیں
۶۴	۲۱	اللہ تعالیٰ تین عادتوں سے ناراض ہوتا ہے
۶۴	۲۲	ہدیہ کی تین وجہیں ہیں
۶۴	۲۳	تین عادتوں سے نبی اور عام آدمی خالی نہیں
۶۵	۲۴	کفر کے تین اصول ہیں

۵۷	۹۱	دو چیزوں نے لوگوں کو ہلاک کیا
۵۷	۹۲	دو قسم کے لوگوں نے کفر توڑ دیا ہے
۵۷	۹۳	لاالچی شخص محروم ہو جاتا ہے
۵۸	۹۴	رسول اللہ نے دو نمازیں ترک نہیں کیں
۵۸	۹۵	دو چیزوں کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں
۵۸	۹۶	بغض و کینہ سے دو عادتیں پیدا ہوتی ہیں
۵۸	۹۷	بڑھاپے میں دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں
۵۹	۹۸	دو عادتیں دو باتیں پیدا کرتی ہیں
۵۹	۹۹	آدمی دو باتوں کو پسند نہیں کرتا
۵۹	۱۰۰	رسول اللہ دو مرتبہ سکوت فرماتے تھے
۵۹	۱۰۱	دو عادتیں ایک ساتھ نہیں ہوتیں
۵۹	۱۰۲	بندے میں یہ دو عادتیں نہیں ہوتیں
۵۹	۱۰۳	دو باتوں میں رشک کرنا مناسب ہے
۵۹	۱۰۴	دو وجوہات کی بناء پر رسول اللہ جناب عقیل بن ابی طالب سے محبت کرتے تھے
۵۹	۱۰۵	دو باتوں سے رسول اللہ خوش ہوئے
۶۰	۱۰۶	رسول اللہ نے امام حسن اور امام حسین کو دو باتوں سے نوازا
۶۰	۱۰۷	نمازِ عشاء کے بعد جاگنا صرف دو اشخاص کے لئے جائز ہے
۶۰	۱۰۸	لوگ دو باتوں کی وجہ سے دوزخ اور جنت میں جائیں گے
۶۰	۱۰۹	دو خوف اور دو امن ایک ساتھ نہیں ہونگے
۶۰	۱۱۰	امت کی اصلاح پہلے دو عادتوں سے اور بعد میں ہلاکت دو عادتوں کی وجہ سے ہوگی

۲۵	۲۵	۴۸	تین چیزیں تین چیزوں کے ساتھ ہیں
۲۶	۲۵	۴۹	تین چیزیں منحوس ہیں
۲۷	۲۵	۵۰	بھول جانے والی باتیں تین قسم کی ہیں
۲۸	۲۵	۵۱	تین اشخاص اللہ کی پناہ میں ہونگے
۲۹	۲۵	۵۲	تین کام کرنے والا تین چیزوں سے محروم نہیں ہوتا
۲۹		۵۳	تین اشخاص سے مشورہ نہیں کرنا چاہئے
۳۰	۲۵	۵۴	عقل کے تین حصے ہیں
۳۱	۲۵	۵۵	حضرت آدم نے تین چیزوں میں سے ایک کو اختیار کیا
۳۲	۲۵	۵۶	انسان کی عقل کا اندازہ تین چیزوں سے ہوتا ہے
۳۳	۲۵	۵۷	شیعہ تین قسم کے ہیں
۳۴	۲۵	۵۸	شیعوں کا امتحان تین چیزوں سے ہوتا ہے
۳۵	۲۵	۵۹	تین عادتوں سے مومن کامل ہوتا ہے
۳۶	۲۶	۶۰	اس کا ایمان مکمل ہوگا
۳۷	۲۶	۶۱	اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا
۳۸	۲۶	۶۲	تین مقامات بہت وحشت ناک ہیں
۳۹	۲۶	۶۳	علم میں تین افراد شامل ہوتے ہیں
۴۰	۲۶	۶۴	چغخل خورتین آدمیوں کا قاتل ہے
۴۱	۲۶	۶۵	مومن اور کافر کے تین ٹھکانے ہیں
۴۲	۲۶	۶۶	اللہ تعالیٰ کے تین دن ہیں
۴۳	۲۶	۶۷	وہ قیامت میں عذاب کیے جائیں گے
۴۴	۲۶	۶۸	تین عادتیں غرور نہیں آنے دیتیں
۴۵	۲۶	۶۹	وہ نیکی کا حکم دے گا
۴۶	۲۶	۷۰	تین اشخاص نجیب نہیں
۴۷	۲۶	۷۱	یہ عیب کیا کم ہے کہ
۴۸	۲۶	۷۲	جونہی کی عترت سے محبت نہیں رکھتا
۴۹	۲۶	۷۳	اللہ تعالیٰ کی عبادت میں جو شخص کسی
۲۵			قرض کی تین وجوہات ہیں
۲۶			حصول اجازت تین مرتبہ ہے
۲۷			تین لوگوں کو سلام نہیں کرنا چاہیے
۲۸			بہترین اشخاص تین ہیں
۲۹			تین عادتیں ایک سے اظہار دولت دوسری سے
۳۰			خوبصورتی اور تیسری سے دشمن کی سرکوبی ہوتی ہے
۳۱			تین باتیں انبیاء کی عادتیں ہیں
۳۲			تین چیزیں آنکھوں کو روشن کرتی ہیں
۳۳			تین عادتیں اچھی ہیں
۳۴			تین باتوں میں اسراف ہے
۳۵			رسول اللہ نے تین افراد پر لعنت کی ہے
۳۶			جنت کا ایک درجہ ہے جس کو صرف تین افراد پائیں گے
۳۷			تین اشخاص سے سزا موقوف
۳۸			تین افراد جنہوں نے قسم کھائی کہ وہ رسول اللہ کو قتل
۳۹			کریں گے
۴۰			بھائیوں کے ساتھ نیکی کرنا اور انکی ضروریات میں
۴۱			کوشش کرنا ہے
۴۲			تین مقامات پر قضاے حاجت نہیں کرنا چاہئے
۴۳			سورج کا سامنا کرنے سے تین خرابیاں ہوتی ہیں
۴۴			اسراف کرنے والوں کی تین علامات ہیں
۴۵			سوائے تین کے ساری آنکھیں قیامت میں روکیں گی
۴۶			تمام خوبیاں تین عادتوں میں ہیں
۴۷			ایک سواری پر تین اشخاص کا سوار ہونا منع ہے
۴۸			بیمار مسافر کے پاس تین دن تک ٹھہرنا چاہیے
۴۹			سیاہ اور زرد جوتے میں تین تین باتیں
۵۰			کے لئے تین قسم کے

۷۴	دوزخ قیامت کے دن بات کرے گی	۷۳	۱۰۰	تین باتوں سے مسلمان مکمل ہو جاتا ہے	۷۹
۷۵	تین چیزیں کم توڑ دیتی ہیں	۷۳	۱۰۱	حضرت علی کے لیے تین وصیتیں	۷۹
۷۶	اللہ نے اپنے بندوں پر تین چیزوں کا احسان کیا	۷۳	۱۰۲	دعا تین آدمیوں پر کرنی چاہیے	۸۰
۷۷	تین باتوں کے لئے رات کو جاگنا جائز ہے	۷۳	۱۰۳	چھینکنے والے پر تین مرتبہ یرحمکم اللہ کہنا چاہئے	۸۰
۷۸	اگر یہ تین چیزیں نہ ہوں تو انسان کسی کے آگے نہیں جھکتا	۷۴	۱۰۴	تین باتیں کبھی کسی منافق اور فاسق میں جمع نہیں ہونگی	۸۰
۷۹	سارے دین کے آداب تین چیزوں میں ہیں	۷۴	۱۰۵	تین اشخاص اللہ کے مہمان اور اس کی پناہ میں ہوتے ہیں	۸۱
۸۰	فتنے تین ہیں	۷۴	۱۰۶	جانوروں کی خریداری کی واجبی کا اختیار تین دن تک ہے	۸۱
۸۱	مسلمانوں کے دوست تین ہیں	۷۴	۱۰۷	تین باتوں میں مخالفت کی اجازت نہیں ہے	۸۱
۸۲	اللہ تعالیٰ نے حضرت علی کے بارے میں وحی کی	۷۵	۱۰۸	تین باتوں سے زیادہ سخت کسی مومن کو مبتلا نہیں کیا	۸۱
۸۳	انسان تین قسم کے ہیں	۷۵	۱۰۹	اللہ تعالیٰ بندوں پر سخت عذاب نازل کرتا اگر تین	۸۱
۸۴	جس میں یہ باتیں ہوں وہ امامت کا حقدار ہے	۷۵		چیزیں نہ ہوں	
۸۵	جس نے تین حج کیے ہوں	۷۶	۱۱۰	تین اشخاص ملعون ہیں	۸۱
۸۶	جس نے تین مومنوں کے حج کرایا ہو	۷۶	۱۱۱	حکماء اور فقہاء تین باتوں کے بارے میں تحریر کرتے ہیں	۸۱
۸۷	حضرت یوسف کی قمیص میں تین آیت تحریر تھیں	۷۶	۱۱۲	تین چیزیں مومن کی فطرت نہیں ہوتیں	۸۲
۸۸	ظلم تین ہیں	۷۶	۱۱۳	دنیا میں جبراً کوئی چیز لے لی جائے تو اس کے بدلے	۸۲
۸۹	عورتیں تین طرح حلال ہوتی ہیں	۷۶		میں تین چیزیں ملتی ہیں	
۹۰	تین افراد کے سوا تمام کی بخشش کی امید ہے	۷۶	۱۱۴	جنت میں صرف تین اشخاص داخل ہونگے	۸۲
۹۱	انسان پر سخت وقت تین ہیں	۷۷	۱۱۵	شیعوں میں یہ تین عادتیں نہیں ہوتیں	۸۲
۹۲	تین وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑے ہیں	۷۷	۱۱۶	انسان کی تین عادتیں بہت سخت ہیں	۸۲
۹۳	انسان تین باتوں کی وجہ سے سفر کرتا ہے	۷۷	۱۱۷	ابلیس نے کہا کہ مجھے تین مقامات پر یاد کرنا	۸۳
۹۴	بستر تین ہیں	۷۷	۱۱۸	ابلیس کو انسان ہرگز مجبور نہیں کر سکتا	۸۳
۹۵	نشانیوں تین ہیں	۷۷	۱۱۹	تین باتوں کی طاقت لوگوں میں نہیں ہے	۸۳
۹۶	بندے کا کام اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے	۷۸	۱۲۰	نیکیاں تین باتوں کی وجہ سے ہوتی ہیں	۸۳
۹۷	انسان تین طرح کے ہیں	۷۹	۱۲۱	احسان کرنے میں تین باتھ کام کرتے ہیں	۸۳
۹۸	تین باتوں میں کسی کو انکار نہیں	۷۹	۱۲۲	تین عادتیں مستحب ہیں	۸۳
۹۹	تین باتوں کا انجام مرنے سے پہلے کی بات ہے	۷۹	۱۲۳	تین باتوں سے اللہ تعالیٰ	۸۳

۸۸	تین باتوں میں منع کرنا ہے	۱۵۰	۸۴	تین مقامات پر سوال کرنا جائز ہے	۱۲۴
۸۸	تین مقام پر کالارنگ جائز ہے	۱۵۱	۸۴	اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر احسان کیا ہے	۱۲۵
۸۸	حج پر جانے والوں میں یہ تین عادتیں	۱۵۲	۸۴	وہ مشرک نہیں ہوتا	۱۲۶
۸۹	ضیافت (مہمانی) تین دن کی ہوتی ہے	۱۵۳	۸۴	کم از کم تین چیزیں ملیں گی	۱۲۷
۸۹	مسلمان کے دل میں کھوٹ نہیں ہوتی	۱۵۴	۸۴	تین باتیں بہت سخت ہیں	۱۲۸
۹۰	نبیؐ نے فرمایا کہ تین چیزیں برحق ہیں	۱۵۵	۸۵	میری امت میں تین باتیں نہیں ہوگی	۱۲۹
۹۰	مرنے کے بعد تین چیزیں فائدہ دیں گی	۱۵۶	۸۵	اس گھر میں فرشتہ داخل ہوتا	۱۳۰
۹۰	اللہ تعالیٰ تین لوگوں کو جنت میں جگہ نہیں دے گا	۱۵۷	۸۵	تین اشخاص نیکی اور بدی میں شریک ہیں	۱۳۱
۹۰	باپ تین ہیں	۱۵۸	۸۵	اللہ تعالیٰ نے مومن کو تین چیزیں دی ہیں	۱۳۲
۹۰	مومن کو تین عادتیں عطا ہوئی ہیں	۱۵۹	۸۵	دین میں تین آدمیوں سے ڈرنا چاہئے	۱۳۳
۹۰	لوگ تین چیزوں کی آرزو کرتے ہیں	۱۶۰	۸۵	گر جانفشین (پادری) کا تین باتیں پوچھنا	۱۳۴
۹۱	امور تین ہیں	۱۶۱	۸۶	زمین اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتی ہے	۱۳۵
۹۱	چورتین ہیں	۱۶۲	۸۶	پروردگار تین چیزوں کی حفاظت نہیں کرتا	۱۳۶
۹۱	فرشتوں کے گروہ تین ہیں	۱۶۳	۸۶	اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہونگے	۱۳۷
۹۱	جن اور انسان تین تین قسم کے ہیں	۱۶۴	۸۶	تین چیزیں اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گی	۱۳۸
۹۱	تین اشخاص کے پیچھے نماز نہیں پڑھنا چاہئے	۱۶۵	۸۶	تین قسم کے انسان قرآن پڑھنے والے ہیں	۱۳۹
۹۱	تین چیزیں کھانے سے مونا اور تین چیزیں کھانے	۱۶۶	۸۷	تین آدمیوں میں بڑا مجرم کون ہے	۱۴۰
	سے جسم پتلا ہوتا ہے		۸۷	تین مساجد کی طرف سفر کرنا چاہئے	۱۴۱
۹۱	احکام تین طریقوں سے جاری ہوئے	۱۶۷	۸۷	مولیٰ میں تین فائدے ہیں	۱۴۲
۹۱	تین چیزیں تین چیزوں کے ساتھ ہیں	۱۶۸	۸۷	تین چیزیں نقصان نہیں کرتیں	۱۴۳
۹۲	تین افراد کی سفارش اللہ تعالیٰ قبول کرے گا	۱۶۹	۸۷	نبیؐ جنت کے تین گھروں کے ضامن ہیں	۱۴۴
۹۲	سب سے پہلے قرعہ اندازی میں تین افراد تھے	۱۷۰	۸۷	حضرت علیؑ کو تین گروہوں سے جنگ کا حکم ہوا	۱۴۵
۹۲	سفرِ جہل میں تین خوبیاں ہیں	۱۷۱	۸۷	اللہ اور رسولؐ سے کوئی تعلق نہیں	۱۴۶
۹۲	پیاز میں تین خوبیاں ہیں	۱۷۲	۸۷	حرمت خدا تین ہیں	۱۴۷
۹۲	ورد (بار بار پڑھنا) تین چیزوں میں اثر کرتا ہے	۱۷۳	۸۸	ایمان کی حقیقت تین ہیں	۱۴۸
۹۲	تین چیزیں ہیں جن میں سبھی کی نامت ہیں	۱۷۴	۸۸	تین چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ	۱۴۹

۹۹	ابن مسعود نے کہا کہ دنیا میں تین عالم ہیں	۱۹۸	۹۲	تین چیزوں میں دم کرنا بُرا ہے	۱۷۵
۹۹	جنہوں نے کبھی وحی کا انکار نہیں کیا	۱۹۹	۹۳	جس میں یہ تین عادتیں ہوں گی وہ دوزخ میں ہوگا	۱۷۶
۹۹	جس کی تین بیٹیاں ہوں	۲۰۰	۹۳	حرام مال سے تین چیزیں مسلط ہوتی ہیں	۱۷۷
۹۹	تین چیزیں اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گی	۲۰۱	۹۳	تین چیزوں میں مومن کے لئے راحت ہے	۱۷۸
۱۰۰	تین اشخاص سے سزا موقوف ہے	۲۰۲	۹۳	مرد کی سعادت تین چیزوں میں ہے	۱۷۹
۱۰۰	کنجوس سے تین بُری عادتیں پیدا ہوتی ہیں	۲۰۳	۹۳	تین اشخاص کی دعا قبول نہیں ہوتی	۱۸۰
۱۰۰	نبیؐ نے تین باتوں سے آغا زکار کیا	۲۰۴	۹۳	سالانہ روزے ہر ماہ تین روز کے ہیں	۱۸۱
۱۰۱	جس نے عمل کیا وہ مسلمان ہے	۲۰۵	۹۳	مومن کی سرگرمی تین چیزوں میں ہے	۱۸۲
۱۰۱	وہ تین چیزیں جن میں نبوت کے ۱۳۵ اجزاء ہیں	۲۰۶	۹۳	جس کو تین چیزیں مل جائیں	۱۸۳
۱۰۱	ایمان تین چیزوں کا نام ہے	۲۰۷	۹۳	رسول اللہؐ نے خندق میں تین بار پھاؤڑا مارا	۱۸۴
۱۰۲	تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہوں گے	۲۰۸	۹۳	تین کام اللہ کو بہت پسند ہیں	۱۸۵
۱۰۲	جس کے تین فرزند مر گئے ہیں	۲۰۹	۹۳	تین چیزیں اس امت پر خوفناک ہیں	۱۸۶
۱۰۲	تین عادتوں کے ثواب	۲۱۰	۹۳	جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے	۱۸۷
۱۰۲	ایسے تین بھائی جن میں دس (۱۰) دس (۱۰) سال کا فرق ہے	۲۱۱	۹۳	تین باتوں کے ہونے سے ڈر لگتا ہے	۱۸۸
۱۰۲	تین ایسی باتیں جن سے لوگ ذلیل ہوں گے	۲۱۲	۹۳	آنحضرتؐ کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں	۱۸۹
۱۰۲	سوال کرنے (بھیک مانگنے) سے تین باتیں	۲۱۳	۹۵	امام جعفر صادقؑ تین باتوں سے فارغ نہیں	۱۹۰
۱۰۲	تین دن سے زیادہ کنارہ کشی مناسب نہیں	۲۱۴	۹۵	امام علیؑ رضا کا زائر تین جگہ فائدہ اٹھائے گا	۱۹۱
۱۰۳	تین چیزیں مسلمانوں کی سعادت ہیں	۲۱۵	۹۵	اعمال تین قسم کے ہیں	۱۹۲
۱۰۳	تین اشخاص سے اللہ کلام نہیں کرے گا	۲۱۶	۹۶	امام محمد باقرؑ نے امام جعفر صادقؑ کو تین باتوں کا حکم دیا اور تین باتوں سے منع کیا	۱۹۳
۱۰۳	صدیق تین ہیں	۲۱۷	۹۷	قائم آل محمد (امام عصرؑ) ظہور کے بعد تین باتوں کا حکم دیں گے	۱۹۴
۱۰۳	اصحابِ رقیم تین آدمی تھے	۲۱۸	۹۷	نبیؐ نے سلمان فارسیؓ سے فرمایا کہ تیری بیماری میں تین باتیں ہوں گی	۱۹۵
۱۰۳	اللہ کو تین کام بہت پسند ہیں	۲۱۹	۹۷	حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں تین باتوں سے توبہ کرتا ہوں	۱۹۶
۱۰۳	انسان تین قسم کے ہیں	۲۲۰	۹۷	حضرت علیؑ نے کہا کہ تین باتیں ہوں گی جن سے انسان تین قسم کے ہیں	۱۹۷
۱۰۳	اس نور کا ذکر جو تین حصوں میں تقسیم ہو گیا	۲۲۱	۹۷		
۱۰۵	مہارت کرنے والے تین قسم کے ہیں	۲۲۲	۹۷		

۱۱۰	نبیؐ ہجرت کے بعد چار عمرے بجلائے	۱۰	۱۰۵	حضرت امیر المومنینؑ نے دعوت قبول کرنے کی تین	۲۲۳
۱۱۰	چار عادتوں سے امام وقت پہچانا جاتا ہے	۱۱		شرائط رکھیں	
۱۱۰	چار چیزوں کی وجہ سے فضیلت ہے	۱۲	۱۰۵	تین باتیں جو امیر المومنینؑ میں تھیں	۲۲۴
۱۱۰	بہترین سفر کے ساتھی چار ہیں	۱۳	۱۰۵	حضرت عائشہؓ کی کنیز بریرہ سے اسلام کے تین	۲۲۵
۱۱۱	جس کو چار چیزیں دی جاتی ہیں	۱۴		قانون بنے	
۱۱۱	چار مخلوق تمام اولاد آدمؑ کی باتیں سنتی ہیں	۱۵	۱۰۵	تین اشخاص نے رسول اللہؐ پر جھوٹ باندھا	۲۲۶
۱۱۱	اللہ تعالیٰ چار اشخاص کی طرف نہیں دیکھے گا	۱۶	۱۰۶	تین ملعون	۲۲۷
۱۱۱	قیامت میں چار سوار ہونگے	۱۷	۱۰۶	تین اشخاص میں بڑا مجرم کون ہے	۲۲۸
۱۱۲	بڑھیا نے موسیٰؑ سے چار چیزیں طلب کیں	۱۸	۱۰۶	برآ بن معرور انصاریؓ کی وجہ سے اسلام کے تین	۲۲۹
۱۱۲	جنت میں بہترین عورتیں چار ہیں	۱۹		احکامات جاری ہوئے	
۱۱۲	چار چیزیں کمر توڑ دیتی ہیں	۲۰	۱۰۶	صفوان بن امیہؓ جی سے تین قانون بنے	۲۳۰
۱۱۳	اللہ تعالیٰ نے چار مرتبہ دنیا کی طرف نظر کی	۲۱	۱۰۶	سعد بن معاذؓ اسلام میں تین مقامات کے حامل ہیں	۲۳۱
۱۱۳	نبیؐ نے علیؑ سے فرمایا میں نے تیرا نام اپنے نام کے	۲۲	۱۰۷	علم کے اٹھانے والے تین قسم کے لوگ ہیں	۲۳۲
	ساتھ چار مقامات پر لکھا ہوا دیکھا		۱۰۸	تین اشخاص کو دشمن سمجھنے والا ذلیل ہوتا ہے	۲۳۳
۱۱۳	اہل بیتؑ کی احادیث کوئی برداشت نہیں کر سکتا	۲۳	۱۰۸	قضاء اور قدر کے عقیدے میں لوگ تین قسم کے ہیں	۲۳۴
	سوائے چار اشخاص کے				
۱۱۳	چار چیزیں واجب ہو جائیں گی	۲۴			
۱۱۳	حضرت آدمؑ کے دو اشعار کے جواب میں شیطان نے چار اشعار کہے	۲۵	۱۰۹	چار اشخاص کی شفاعت رسول اللہؐ کریں گے	۱
	اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو چار چیزوں میں چھپا رکھا ہے	۲۶	۱۰۹	چار باتوں میں عورت کی بات ماننے والے	۲
۱۱۴	چار چیزیں چار چیزوں کے لئے امان ہیں	۲۷	۱۰۹	چار اشخاص کی دعا رد نہیں ہوتی	۳
۱۱۴	حضرت علیؑ کی چار فضیلتیں جو کسی کو نہیں ملیں	۲۸	۱۰۹	چار اشخاص سے دین قائم ہوتا ہے	۴
	معاویہ نے ابن عباسؓ سے کہا میں چار باتوں کی وجہ سے تجھے دوست رکھتا ہوں اور چار باتیں میں نے تجھے معاف کر دی ہیں	۲۹	۱۰۹	جس نے چار مقامات پر سختی سے کام نہیں لیا	۵
	گناہ کی چار جوہرات ہیں	۳۰	۱۰۹	لوگوں کو چار چیزوں کی ضرورت ہے	۶
			۱۱۰	جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ ہو	۷
			۱۱۰	حضرت علیؑ کے پاس چار انگوٹھیاں تھیں	۸
			۱۱۰	چار سورتوں نے رسول اللہؐ کو بوڑھا کر دیا	۹

۱۲۲	جسم چار چیزوں سے بنا ہے	۵۴	۱۱۸	چار حج کرنے کا ثواب	۳۱
۱۲۲	انسان کی بقاء چار چیزوں پر منحصر ہے	۵۵	۱۱۸	چار قسم کا مال فائدہ نہیں دے گا	۳۲
۱۲۳	چار چیزیں دل کو تباہ کرتی ہیں	۵۶	۱۱۸	مکمل خوراک کی چار علامات ہیں	۳۳
۱۲۳	رسول اللہ چار قبائل کو دوست رکھتے تھے	۵۷	۱۱۸	نطفہ حرام کی چار نشانیاں ہیں	۳۴
۱۲۴	چار چیزیں دل کو برباد کر دیتی ہیں	۵۸	۱۱۸	حضرت موسیٰ کو چار باتوں کی وصیت کی گئی	۳۵
۱۲۴	دنیا میں چار مومنین سے کم کبھی نہ ہونگے	۵۹	۱۱۸	حضرت علی جب کسی جنگ پر روانہ ہوتے تو چار باتیں	۳۶
۱۲۴	چار عادتوں پر عمل کرنے سے	۶۰		ہوتیں	
۱۲۴	چار باتیں مومن میں نہیں ہوتیں	۶۱	۱۱۸	جو چار چیزوں میں ڈرتا ہے اور دوسری چار چیزوں	۳۷
۱۲۴	اللہ تعالیٰ نے مومن سے چار چیزوں کا وعدہ لیا ہے	۶۲		سے پناہ نہیں لیتا	
۱۲۴	مومن چار باتوں سے الگ نہیں ہوگا	۶۳	۱۱۹	حضرت علی نے چار اشخاص کے لئے بد دعا کی	۳۸
۱۲۴	چار باتوں سے بہت جلد سزا ملتی ہے	۶۴	۱۱۹	چار کلمے آخرت کے لئے امان ہیں	۳۹
۱۲۵	وہ گھربتاہ و برباد ہو جاتا ہے	۶۵	۱۲۰	دوسواں کی وجہ سے چار کام ہیں	۴۰
۱۲۵	وہ چیزیں جو چار ستونوں پر قائم ہیں	۶۶	۱۲۰	چار چیزیں کبھی چار چیزوں سے مطمئن نہیں ہوتیں	۴۱
۱۲۶	نذیرہ خارجی نے ابن عباس سے چار باتیں پوچھیں	۶۷	۱۲۰	جس میں یہ چار عادتیں ہونگی	۴۲
۱۲۷	بزحاپے سے سفید بال چار جگہ ہوتے ہیں	۶۸	۱۲۰	اس کا اسلام مکمل ہوگا	۴۳
۱۲۷	لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں	۶۹	۱۲۱	حکمت کے چار کلمات ہیں	۴۴
۱۲۷	حق و باطل میں چار انگلیوں کا فاصلہ ہے	۷۰	۱۲۱	ایک شخص چار عادتوں کی وجہ سے جنت میں ہوگا	۴۵
۱۲۷	قیہوں کا خزانہ چار کلمات تھے	۷۱	۱۲۱	جس میں یہ چار عادتیں ہونگی اللہ تعالیٰ اس کے لئے	۴۶
۱۲۷	چار آدمیوں پر سلام کرنا جائز نہیں	۷۲		جنت میں گھر بنائے گا	
۱۲۷	چار چیزوں سے چہرہ روشن ہوتا ہے	۷۳	۱۲۱	جو چار باتوں سے کنارہ کش ہوگا وہ جنت میں جائیگا	۴۷
۱۲۷	اللہ تعالیٰ کے سفر کے ساتھی چار ہیں	۷۴	۱۲۱	اللہ تعالیٰ چار اشخاص پر نظر کرم کرے گا	۴۸
۱۲۸	چار آدمیوں پر آگ حرام ہوگی	۷۵	۱۲۱	شیعدان چار باتوں میں گرفتار نہیں ہونگے	۴۹
۱۲۸	چار تھوڑی چیزیں بہت ہیں	۷۶	۱۲۱	جس میں یہ چار صفات ہوں	۵۰
۱۲۸	چار چیزوں سے فائدہ اٹھا لو	۷۷	۱۲۱	اللہ تعالیٰ نے چار کو منتخب کیا	۵۱
۱۲۸	لوگوں کا علم چار کلمات میں ہے	۷۸	۱۲۲	چار چیزیں باعث غم ہیں	۵۲
۱۲۸	چار باتوں میں حق از سر ہے	۷۹	۱۲۲	چار باتیں امت محمدیہ میں قیامت تک ہیں	۵۳

۱۳۳	چار چیزوں کو استعمال کرنا حرام ہے	۱۰۶	۱۲۸	جہاد کی چار قسم ہیں	۸۰
۱۳۳	چار چیزوں کو دفن کرنے کا حکم ہے	۱۰۷	۱۲۹	بندے کی چار آنکھیں ہیں	۸۱
۱۳۳	چار عادتیں انبیاء کے اخلاق ہیں	۱۰۸	۱۲۹	چار باتیں سب سے افضل ہیں	۸۲
۱۳۳	چار اشخاص کو پوری نماز پڑھنی چاہئے	۱۰۹	۱۲۹	عورتیں چار قسم کی ہیں	۸۳
۱۳۴	چار مقامات پر پوری نماز پڑھنی چاہئے	۱۱۰	۱۲۹	چار باتیں رسولوں کی سنت ہیں	۸۴
۱۳۴	سورہ سجدہ چار ہیں	۱۱۱	۱۲۹	چار آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی	۸۵
۱۳۴	چار باتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا	۱۱۲	۱۲۹	جب چار چیزیں عام ہوں گی تو چار سزا میں واقع ہوں گی	۸۶
۱۳۴	رسول اللہ نے چار اشخاص سے محبت کرنے کا حکم دیا	۱۱۳	۱۲۹	بدبختی کی نشانیاں چار ہیں	۸۷
۱۳۴	چار اشخاص جنت میں پہلے داخل ہوں گے	۱۱۴	۱۳۰	اللہ تعالیٰ نے تمام کلام کو چار کلمات میں جمع کیا	۸۸
۱۳۴	منافق کی چار علامات ہیں	۱۱۵	۱۳۰	چار لوگوں سے دوستی کرنا منع ہے	۸۹
۱۳۴	روئے زمین پر بادشاہ چار ہیں	۱۱۶	۱۳۰	چار اشخاص علم سے ثواب اٹھاتے ہیں	۹۰
۱۳۵	لوگوں کے پاس چار قسم کی احادیث نبوی ہیں	۱۱۷	۱۳۰	چار چیزوں میں کسی بیشی نہیں کرنی چاہئے	۹۱
۱۳۷	چار باتوں سے ماہِ صیام میں چھٹکارہ نہیں ہے	۱۲۱	۱۳۰	غلام یا کنیر میں کوئی ایک چیز پیدا ہو جائے تو	۹۲
۱۳۷	چار باتوں سے جانور واقف ہے	۱۲۲	۱۳۱	بہترین مال چار ہیں	۹۳
۱۳۸	گھوڑوں کو چار چیزوں سے پیدا کیا گیا	۱۲۳	۱۳۱	چار نمازیں کسی وقت بھی پڑھی جاسکتی ہیں	۹۴
۱۳۸	ہوائیں چار طرح کی ہیں	۱۲۴	۱۳۱	قاضی چار قسم کے ہیں	۹۵
۱۳۸	انسان چار قسم کے ہیں	۱۲۵	۱۳۲	چار ہستیوں کا خرچ دینا واجب ہے	۹۶
۱۳۸	لوگ چار طرح سوتے ہیں	۱۲۶	۱۳۲	دنیا میں چار بیٹمبر بادشاہ گزرے ہیں	۹۷
۱۳۸	انہیں نے چار مرتبہ فریاد کی	۱۲۷	۱۳۲	سورج میں چار باتیں ہیں	۹۸
۱۳۸	چار چیزیں ضائع ہو جاتی ہیں	۱۲۸	۱۳۲	دو چار چیزیں ہیں	۹۹
۱۳۹	مسلمانوں کی عیدیں چار ہیں	۱۲۹	۱۳۲	چار چیزیں مزاج کو معتدل کرتی ہیں	۱۰۰
۱۳۹	چار پرندے جن کو حضرت ابراہیم نے ذبح کیا	۱۳۰	۱۳۲	کراث میں چار خوبیاں ہیں	۱۰۱
۱۴۰	اللہ تعالیٰ اس کو دشمن رکھتا ہے	۱۳۱	۱۳۲	خوابی خون کی چار علامات ہیں	۱۰۲
			۱۳۳	جنت کی چار نہریں	۱۰۳
			۱۳۳	چار طرح کی کنیت رکھنا منع ہے	۱۰۴
			۱۳۳	بہترین نام چار ہیں	۱۰۵
			۱		

پانچواں باب

پانچ چیزیں میدانِ عمل میں بہت بھاری ہیں

۱۴۸	پانچ افراد قیامت میں حجت طلب کریں گے	۲۷	۱۴۱	اللہ تعالیٰ نے پانچ میں سے ایک کا حکم دیا	۲
۱۴۸	گوسفند کی پانچ چیزیں کھانا مکروہ ہے	۲۸	۱۴۱	کنگھی میں پانچ خصوصیات ہیں	۳
۱۴۸	جس میں پانچ میں سے ایک بھی بات نہ ہو	۲۹	۱۴۲	مومن کی پانچ علامات ہیں	۴
۱۴۹	پانچ باتوں کے نقص سے نماز کا اعادہ ہونا چاہئے	۳۰	۱۴۲	پانچ باتیں محال ہیں	۵
۱۵۰	بندوں میں پانچ باتوں سے کم تقسیم نہیں ہوگی	۳۱	۱۴۲	پانچ چیزیں پچاس شمار ہوگی	۶
۱۵۰	پانچ اشخاص تک شیطان کی رسائی نہیں	۳۲	۱۴۲	اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پانچ کلمات القا کیے	۷
۱۵۰	پانچ باتوں سے پرہیز کرے	۳۳	۱۴۲	پانچ عادتوں سے برص کا مرض پیدا ہوتا ہے	۸
۱۵۰	پانچ چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے	۳۴	۱۴۲	حضرت امام جعفر صادقؑ کے پانچ اقوال	۹
۱۵۰	پانچ چیزیں ائمہ سے مخصوص ہیں	۳۵	۱۴۲	سر اور جسم کی پانچ پانچ سنٹیں ہیں	۱۰
۱۵۱	پانچ افراد کو آگ کے لئے پیدا کیا گیا	۳۶	۱۴۲	نبی کا قول ہے میں پانچ باتوں کو مرتے دم تک نہیں	۱۱
۱۵۱	ان افراد سے ہر حال میں بچنا چاہئے	۳۷		چھوڑوں گا	
۱۵۱	علم کے پانچ درجات ہیں	۳۸	۱۴۳	پانچ چیزیں مسافروں کے لئے منحوس ہیں	۱۲
۱۵۱	پانچ پیشے مکروہ ہیں	۳۹	۱۴۳	رونے والے پانچ ہیں	۱۳
۱۵۱	پانچ افراد زکوٰۃ کے حقدار نہیں ہیں	۴۰	۱۴۳	گناہان کبیرہ پانچ ہیں	۱۴
۱۵۱	نماز جماعت کے لئے کم از کم پانچ افراد	۴۱	۱۴۴	اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کو پانچ تلواریں دیکر بھیجا	۱۵
۱۵۱	دنیا کے پانچ میوے جنت کے میوے ہیں	۴۲	۱۴۵	دوستی کی پانچ شرائط ہیں	۱۶
۱۵۱	رسول اللہؐ نے پانچ چیزوں سے منع کیا	۴۳	۱۴۵	نور کی پانچ موجوں میں مومن رہتا ہے	۱۷
۱۵۲	اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں سے کسی کو مطلع نہیں کیا	۴۴	۱۴۵	اسلام کے پانچ بنیادی ستون ہیں	۱۸
۱۵۲	مسلمان کے دین کا کمال پانچ باتوں سے معلوم ہوتا ہے	۴۵	۱۴۵	مکہ کے پانچ نام ہیں	۱۹
۱۵۲	پانچ چیزوں پر جس دینا واجب ہے	۴۶	۱۴۶	دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں	۲۰
۱۵۲	حضرت جبرئیلؑ نے اپنے پیروں سے کھودا	۴۷	۱۴۶	پانچ آدمیوں نے نبی کا مذاق اڑایا	۲۱
۱۵۲	قربانی پانچ افراد کے لئے ہے	۴۸	۱۴۷	نماز میت میں پانچ تکبیریں ہیں	۲۲
۱۵۳	پانچ چیزیں ایسی ہیں جو رسول اللہؐ کے سوا کسی کو نہیں ملیں	۴۹	۱۴۷	خوف کی پانچ اقسام ہیں	۲۳
۱۵۳	اللہ تعالیٰ نے محمدؐ اور علیؑ کو پانچ چیزیں عطا کیں ہیں	۵۰	۱۴۷	اللہ اور اس کا رسولؐ پانچ باتیں پسند کرتے ہیں	۲۴
۱۵۳	اللہ تعالیٰ کے لئے حق حیا پانچ عادتوں میں ہے	۵۱	۱۴۸	پانچ باتوں سے مال جمع ہوتا ہے	۲۵
			۱۴۸	پانچ حج کرنے کا ثواب	۲۶

۱۵۷	ظہور قائم آل محمد (امام عصر) کی پانچ نشانیاں ہیں	۷۵	۱۵۴	پانچ افراد کے بارے میں اللہ تعالیٰ سفارش قبول کرے گا	۵۲
۱۵۷	پانچ عورتوں اور ان کے شوہروں کے درمیان ملاعت نہیں	۷۶	۱۵۴	جو شخص پانچ باتوں پر عمل کرے گا رسول اللہ جنت کی ضمانت دیں گے	۵۳
۱۵۸	حضرت ابراہیم کا امتحان پانچ کلمات سے لیا گیا	۷۷	۱۵۴	مجھے علی سے پانچ چیزیں عطا ہوں	۵۴
۱۶۲	حضرت علی نے اپنے عمال (گورنروں) کو پانچ باتوں کا حکم دیا	۷۸	۱۵۴	جس میں یہ پانچ باتیں ہیں اس کے لئے طوبیٰ ہے	۵۵
۱۶۲	پانچ باتیں فطرت کے موافق ہیں	۷۹	۱۵۴	حضرت جعفر بن محمد کے شیعوں میں پانچ باتیں خاص طور پر ہونگی	۵۶
۱۶۲	حضرت علی کے پانچ بڑے فضائل	۸۰	۱۵۴	پانچ افراد نہیں سوتے	۵۷
۱۶۳	یہ پانچ باتیں قاضی پر واجب ہیں	۸۱	۱۵۴	دوزخ کی پچھلی پانچ افراد کو پیسے کی	۵۸
۱۶۳	پہل کرنے والے پانچ افراد	۸۲	۱۵۵	پانچ کو قتل کرنے اور پانچ کو نہ کرنے کا حکم	۵۹
۱۶۳	جناب عبدالملک نے پانچ باتوں کی بنیاد رکھی	۸۳	۱۵۵	پانچ افراد ملعون ہیں	۶۰
۱۶۳	پانچ باتوں میں ولیمہ ہے	۸۴	۱۵۵	عمید کے دن پانچ کاموں سے بہتر کوئی کام نہیں ہے	۶۱
۱۶۴	رسول اللہ نے اللہ سے سوال کیا	۸۵	۱۵۵	جس میں یہ پانچ باتیں نہیں	۶۲
۱۶۴	پانچ بے مثال نصیحتیں	۸۶	۱۵۵	سفید مرغ میں پانچ باتیں	۶۳
۱۶۴	جمعہ کے دن میں پانچ باتیں ہیں	۸۷	۱۵۵	پانچ افراد کی دعا قبول نہیں ہوتی	۶۴
۱۶۴	پانچ عورتوں سے نکاح بڑا ہے	۸۸	۱۵۶	اللہ تعالیٰ کی بزرگی پانچ جملوں میں	۶۵
۱۶۵	اچھے بندے یہ پانچ کام کرتے ہیں	۸۹	۱۵۶	اولوالعزم رسول پانچ ہیں	۶۶
۱۶۵	اچھی بات میں پانچ باتیں ہیں	۹۰	۱۵۶	پانچ افراد کا انتظار کیا جائے	۶۷
۱۶۵	پانچ باتیں جو کسی امت کو نہیں ملیں	۹۱	۱۵۶	پانچ مساجد ملعون اور پانچ مساجد مبارکہ ہیں	۶۸
۱۶۵	پانچ اشخاص پانچ سے بھاگیں گے	۹۲	۱۵۷	پانچ مساجد میں نماز پڑھنا منع ہے	۶۹
۱۶۵	پانچ انبیاء نے عربی زبان میں گفتگو کی	۹۳	۱۵۷	پانچ افراد کو سفر میں پوری نماز پڑھنی چاہئے	۷۰
۱۶۵	اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق پانچ ہیں	۹۴	۱۵۷	نامحرم عورت کے پانچ مقامات پر آدمی دیکھ سکتا ہے	۷۱
چھٹا باب			۱۵۷	پانچ وقت آسمان کے دروازے کھلتے ہیں	۷۲
۱۶۷	اس امت کی چھ باتیں	۱	۱۵۷	جنت پانچ افراد کی مشتاق ہے	۷۳
۱۶۷	زنا کی وجہ سے چھ باتیں ہوتی ہیں	۲	۱۵۷	پانچ عورتوں کو ہر حال میں طلاق ہو سکتی ہے	۷۴
۱۶۷	نبی نے فرمایا مجھ سے چھ باتوں کا وعدہ کرو	۳			

۱۷۳	شہید کی چھ چیزیں اتار کر باقی کے ساتھ دفنا دینا چاہئے	۳۰	۱۶۷	جنت میں لے جانے والی چھ باتیں	۴
۱۷۳	لوگ چھ قسم کے ہیں	۳۱	۱۶۷	چھ ایسے انبیاء جن کے دونام ہیں	۵
۱۷۳	جو علی کو دوست رکھتا ہو اسے چھ چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے	۳۲	۱۶۷	چھ ایسی چیزیں جو رحم مادر میں نہیں رہیں	۶
۱۷۳	اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے پاس انگوٹھی بھیجی جس پر چھ کلمات تھے	۳۳	۱۶۸	چھ چیزیں مومن کے لئے فائدہ مند ہیں	۷
۱۷۴	اللہ تعالیٰ نے چھ باتوں میں شیعوں کو معاف کیا ہے	۳۴	۱۶۸	جنت کے دروازے پر لکھے ہوئے چھ کلمات	۸
۱۷۴	حضرت علیؑ چھ باتوں میں سب سے سہقت لے گئے	۳۵	۱۶۸	مروت (شرافت) کی چھ اقسام	۹
۱۷۴	چھ افراد کی دعا قبول نہیں ہوتی	۳۶	۱۶۹	خمس چھ سپہم (حصوں) پر تقسیم	۱۰
۱۷۵	چھ اشخاص ملعون ہیں	۳۷	۱۶۹	چھ چیزوں میں بندوں کو دخل نہیں	۱۱
۱۷۵	آدمی کا کمال چھ باتوں میں ہے	۳۸	۱۶۹	اللہ تعالیٰ چھ باتوں کی وجہ سے عذاب دے گا	۱۲
۱۷۵	لوگوں کے چھ طبقے ہیں	۳۹	۱۶۹	مومن میں چھ باتیں نہیں ہونگی	۱۳
۱۷۶			۱۶۹	چھ آدمی سلام کے لائق نہیں	۱۴
	جلد دوم		۱۶۹	چھ چیزیں عجیب ہیں	۱۵
	ساتواں باب		۱۷۰	چھ جانوروں کو قتل کرنا منع ہے	۱۶
			۱۷۰	اللہ تعالیٰ نے چھ باتوں کو ناپسند کیا ہے	۱۷
صفحہ نمبر		نمبر شمار	۱۷۰	دین کی چھ آسان باتیں	۱۸
			۱۷۰	چھ آدمی نجیب نہیں ہیں	۱۹
۱۷۷	سات چیزوں کو دفن کرنے کا حکم	۱	۱۷۰	عزل چھ مقامات پر جائز ہے	۲۰
۱۷۷	سات چیزوں کا حکم اور ممانعت	۲	۱۷۰	چھ چیزوں میں ذخیرہ اندوزی ناجائز ہے	۲۱
۱۷۷	کبرے کی سات چیزوں کا حرام ہونا	۳	۱۷۱	چھ باتوں سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہئے	۲۲
۱۷۷	حضرت علیؑ کے بارے میں سات خاصیتیں	۴	۱۷۱	چھ چیزوں کی کمائی حرام میں داخل ہے	۲۳
۱۷۸	نبیؐ کا سات دفعہ خوش نصیب کہنا	۵	۱۷۱	چھ چیزوں کی محبت گناہ کی پہلے وجہ ہے	۲۴
۱۷۸	سات افراد عرش الہی کے سایہ میں ہونگے	۶	۱۷۱	جانور کے چھ حقوق مالک پر	۲۵
۱۷۸	کشش میں سات خوبیاں ہیں	۷	۱۷۱	چھ آدمی پیش امامت کے قابل نہیں	۲۶
۱۷۸	یوم موسیٰ کو سات پہاڑ اڑے تھے	۸	۱۷۱	تفسیر کلمات جو اصل بہا ہیں	۲۷
۱۷۹	سات آسمان اور ان کے رنگ	۹	۱۷۲	دیوانے میں چھ باتیں پائی جاتی ہیں	۲۸
۱۷۹	رسول اللہؐ نے ابوذرؓ کو سات نصیحتیں کیں	۱۰	۱۷۲	چھ نمازوں میں توجہ سنت ہے	۲۹

۱۹۰	نجاشی کی وفات پر نبیؐ نے سات تکبیریں کہیں	۳۷	۱۷۹	سات خصلتیں ایمان کو مکمل کرتی ہیں	۱۱
۱۹۱	جب خدا کسی قوم پر غضبناک ہو تو انہیں سات مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے	۳۸	۱۷۹	روزے رکھنے سے سات خوبیاں حاصل ہوگی	۱۲
۱۹۱	نبیؐ اور اہل بیت کی محبت فائدہ دیتی ہے	۳۹	۱۸۰	سات افراد کو سخت عذاب ہوگا	۱۳
۱۹۱	زمین سات افراد کے لئے خلق کی گئی ہے	۴۰	۱۸۰	تکبیرات افتتاح سات ہیں	۱۴
۱۹۲	جہنم کے سات دروازے ہیں	۴۱	۱۸۰	سورۃ توحید اور کافرون سات جگہوں پر پڑھنا	۱۵
۱۹۳	قیامت کے دن حضرت علیؑ لوگوں پر حجت کریں گے	۴۲	۱۸۰	سات کلمات کے لئے ۷۰۰ فرسخ کا سفر	۱۶
۱۹۴	سات عورتیں ایک دوسرے کی بہنیں ہیں	۴۳	۱۸۱	انسان کے اعمال کو ضائع کر دیتی ہیں	۱۷
۱۹۴	گناہان کبیرا سات ہیں	۴۴	۱۸۱	سات اعضاء پر سجدہ کرنا	۱۸
۱۹۵	انبیاء کے جائزینوں کا امتحان سات مقامات پر ہوتا ہے	۴۵	۱۸۱	رسول اللہؐ نے سات افراد پر لعنت کی	۱۹
۲۰۸	ہفتہ کے سات دنوں کے بارے میں	۴۶	۱۸۲	مومن کے دوسرے مومن پر سات حقوق ہیں	۲۰
۲۰۹	اتوار کے بارے میں وارد ہونے والی خصوصیات	۴۷	۱۸۲	کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے	۲۱
۲۰۹	پیر کے بارے میں وارد ہونے والی باتیں	۴۸	۱۸۲	مومن کی سات خوبیاں ہوتی ہیں	۲۲
۲۱۰	منگل کے بارے میں وارد ہونے والی باتیں	۴۹	۱۸۳	مومن کے سات درجے ہیں	۲۳
۲۱۰	بدھ کے بارے میں وارد ہونے والی باتیں	۵۰	۱۸۳	دل میں اسلام کی چاشنی داخل نہیں ہوتی	۲۴
۲۱۱	جمعرات کے بارے میں وارد ہونے والی باتیں	۵۱	۱۸۳	سات قسم کے لوگ دوزخی ہیں	۲۵
۲۱۲	جمعہ کے بارے میں وارد ہونے والی باتیں	۵۲	۱۸۳	سات چیزیں رحم مادر میں نہیں رہیں	۲۶
۲۱۳	ہفتہ (سنیچر) کے بارے میں وارد ہونے والی باتیں	۵۳	۱۸۴	اسلام کو سات حصوں میں قرار دیا	۲۷
۲۱۴	نبیؐ کا ارشاد ہے کہ تم دنوں سے دشمنی نہ کرو	۵۴	۱۸۵	نبیؐ کو سات خوبیاں عطا کی	۲۸
۲۱۷	حضرت آدمؑ و حواء نے جنت میں سات گھڑی قیام کیا تھا	۵۵	۱۸۵	گائے اور اونٹ میں سات افراد کی قربانی	۲۹
۲۱۷	شیعوں میں سات خصوصیات پائی جاتی ہیں	۵۶	۱۸۷	چاند اور سورج کی سات سات پرت ہیں	۳۰
۲۱۸	رسول اللہؐ نے سات مقامات پر ابوسفیان پر لعنت کی	۵۷	۱۸۸	دنیا سات اقلیم پر مشتمل ہیں	۳۱
۲۱۹	دوزخ کے سات صندوقوں کے بارے میں	۵۸	۱۸۸	سات مقامات پر مخصوص دعائیں پڑھی جاتی	۳۲
۲۱۹	حضرت ایوبؑ کو سات سال تک مصیبتوں میں مبتلا رکھا گیا	۵۹	۱۸۸	سات افراد کو قرآن نہیں پڑھنا چاہیے	۳۳
۲۲۰	فرشتوں کی سات قسمیں ہیں	۶۰	۱۹۰	قرآن سات حرف پر نازل ہوا	۳۴
			۱۸۹	وہ مخلوق جسے عالمین کو پیدا کرتے وقت پیدا کیا	۳۵
			۱۹۰	سوائے سات چیزوں کے کوئی چیز نہیں ہوگی	۳۶

۲۳۳	حضرت علیؑ اور ان کے چاہنے والوں کو نو خوبیاں عطا کی گئیں	۲	۲۳۱	سات نفلو کرنے والوں پر شیطین نازل ہوئے	۶۱
۲۳۳	جناب سیدہ کے نو نام ہیں	۳	۲۳۲	حضرت علیؑ نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی	۶۲
۲۳۴	اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ اور حضرت علیؑ کو نو ایسی خوبیاں عطا کی جو کسی اور کو نہیں	۴	۲۳۲	شیعان علیؑ کو سات خوبیاں عطا ہوئی ہیں	۶۳
۲۳۴	نبیؐ کو حضرت علیؑ کے بارے میں نو خوبیاں عطا کی گئیں	۵	۲۳۲	آیت تطہیر سات افراد کے بارے میں نازل ہوئی	۶۴
۲۳۵	نو چیزوں کے لئے نو آفتیں ہیں	۶	۲۳۲	سات آدمیوں کی نماز قصر نہیں ہوتی	۶۵
۲۳۵	برنی کھجوروں میں نو خصوصیات ہیں	۷	۲۳۲	ذکر ساتھ اعضاء پر تقسیم کیا گیا	۶۶
۲۳۵	اس امت سے نو چیزوں کی پوچھ گچھ نہیں ہوگی	۸	۲۳۳	رسول اللہؐ کی سات اولادیں تھیں	۶۷
۲۳۶	نو چیزوں کی ممانعت	۹	آٹھواں باب		
۲۳۶	گناہ کرنے والوں کو نو گھسنے کی مہلت	۱۰	۲۳۴	مومن کو آٹھ خوبیاں زیب دیتی ہیں	۱
۲۳۶	امام حسینؑ کی نو اولادِ ائمہ ہیں	۱۱	۲۳۴	آٹھ افراد کی نماز قبول نہیں ہوتی	۲
۲۳۶	نبیؐ کی وفات کے وقت نو بیویاں حیات تھیں	۱۲	۲۳۴	حالیٰ عرش آٹھ ہیں	۳
۲۳۷	حضرت علیؑ نے نو کلمے ارشاد فرمائے	۱۳	۲۳۷	جنت کے آٹھ دروازے ہیں	۴
۲۳۷	لڑکی کے لئے سن بلوغت نو سال ہے	۱۴	۲۳۷	چھت آٹھ ہاتھ سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے	۵
۲۳۸	طلاق یافتہ عورت نو طلاقوں کے بعد شوہر کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے	۱۵	۲۳۸	آٹھ بیویاں	۶
۲۳۹	نو چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے	۱۶	۲۳۸	آٹھ قسم کے لوگ انسانوں میں شمار نہیں ہوتے	۷
۲۳۹	نو افراد پر سے نماز جمعہ ساقط ہے	۱۷	۲۳۸	جو مسجد چاتا رہتا ہے اس میں آٹھ میں سے ایک خوبی ضرور پائی جاتی ہے	۸
۲۳۹	نو چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں	۱۸	۲۳۹	آٹھ افراد کی توہین ہو تو	۹
۲۴۰	اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو نو نشانیاں دیں	۱۹	۲۳۹	مساجد کو آٹھ چیزوں سے دور رکھنا چاہئے	۱۰
۲۴۰	نو قبیلوں کے افراد امامِ عصر کے ساتھ آئیں گے	۲۰	۲۳۹	ایمان آٹھ خصلتوں کا نام ہے	۱۱
			۲۴۰	گناہان کبیرہ آٹھ ہیں	۱۲
			۲۴۱	حضرت علیؑ کی آٹھ خوبیاں	۱۳

دسواں باب**نواں باب**

۲۴۱	نبیؐ کے دس نام ہیں	۱	۲۴۳	اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کو نو خوبیاں عطا کیں	۱
۲۴۲	دس دروازوں پر آنے والوں کو دس چیزیں عطا ہوتی ہیں	۲			

۲۵۳	نماز کی دس وجوہات ہیں	۲۸	۲۴۲	قوائے عقل کو دس چیزوں سے مکمل کیا گیا	۳
۲۵۳	شیعوں میں دس خاصیتیں پائی جاتی ہیں	۲۹	۲۴۳	امام کی صفات دس ہیں	۴
۲۵۳	رسول اللہؐ نے دس افراد پر لعنت کی	۳۰	۲۴۳	حضرت علیؑ دس خوبیوں سے بہرہ مند ہوئے	۵
۲۵۴	جس نے دس سال تک روزے رکھے	۳۱	۲۴۴	شیعوں کے لئے دس خاصیتوں کی خوشخبری	۶
۲۵۴	دس حج کرنے والے کا ثواب	۳۲	۲۴۵	دس چیزوں مکارم اخلاق شمار ہوتی ہیں	۷
۲۵۴	برکت کے دس حصے ہیں	۳۳	۲۴۵	قیامت آنے کی دس نشانیاں	۸
۲۵۴	قیامت سے پہلے کی دس نشانیاں	۳۴	۲۴۵	نبیؐ اور اہل بیت کے لئے دس خوبیوں کو ایک جگہ کیا گیا ہے	۹
۲۵۵	اسلام کی بنیاد دس حصوں پر رکھی گئی	۳۵			
۲۵۵	ایمان کے دس درجے ہیں	۳۶	۲۴۶	جس میں دس خصوصیات ہوں گی وہ جنتی ہے	۱۰
۲۵۶	دس سال تک اذان دینے والے کا ثواب	۳۷	۲۴۶	عقل مند وہ ہے جس میں یہ دس خوبیاں ہوں	۱۱
۲۵۶	مسواک میں دس خوبیاں ہیں	۳۸	۲۴۶	بکرے کی دس چیزیں نہیں کھانی جائیں	۱۲
۲۵۶	قیامت کی دس نشانیاں ہیں	۳۹	۲۴۷	مردار جانور کی دس چیزیں پاک ہیں	۱۳
۲۵۶	رسول اللہؐ دن اور رات میں دس طواف کرتے تھے	۴۰	۲۴۷	دس قسم کے لوگوں کو طمع نہیں رکھنی چاہئے	۱۴
۲۵۷	جس نے ماہ رمضان میں دن کی وقت دس مرتبہ جماع کیا	۴۱	۲۴۷	دس مقامات پر نماز نہیں پڑھنی چاہئے	۱۵
۲۵۷	دس نصیحت آموز باتیں	۴۲	۲۴۸	دس افراد جنت میں داخل نہیں ہونگے	۱۶
۲۵۷	امت کے دس افراد اللہ تعالیٰ کے منکر ہیں	۴۳	۲۴۸	عافیت کے دس اجزاء ہیں	۱۷
۲۵۷	لوگوں کے جوئے کے دس تیر تھے	۴۴	۲۴۸	دس افراد تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں	۱۸
۲۵۸	طلوع وغروب آفتاب کے وقت دعا پڑھنا	۴۵	۲۴۹	زہد کے دس حصے ہیں	۱۹
۲۵۹	بنو عبدالمطلب دس افراد تھے	۴۶	۲۴۹	دس قسم کی کنیریں اپنے آقا پر حرام ہیں	۲۰
	گیارہ ہواں باب		۲۴۹	شہوت کے دس حصے ہیں	۲۱
			۲۴۹	شرم و حیا کے دس حصے ہیں	۲۲
۲۶۰	گیارہ ستاروں کے نام جنہیں حضرت یوسفؑ نے	۱	۲۴۹	بچوں کو عورتوں کے بستر سے الگ رہنا چاہئے	۲۳
	خواب میں دیکھا		۲۵۰	عورت دس مردوں کے برابر صبر کر سکتی ہے	۲۴
۲۶۰	زم زم کے گیارہ نام ہیں	۲	۲۵۰	دس چیزیں آپس میں سخت ترین ہیں	۲۵
			۲۵۲	تربوز میں دس خاصیتیں ہیں	۲۶
			۲۵۳	دس چیزیں خوشنماں لانے والی ہیں	۲۷

بارہواں باب

چودہواں باب

۲۹۸	۱	۲۶۲	۱	پہلے باب سے بارہویں باب تک	۱
۲۹۹	۲	۲۶۳	۲	اولیٰں اور آخرین میں سے بدترین افراد بارہ تھے	۲
۲۹۹	۳	۲۶۶	۳	بارہ رومی مہینوں میں زوال شمس کی شناخت کا طریقہ	۳
		۲۶۶	۴	جن لوگوں کے ابو بکر کی خلافت پر بیٹھے سے انکار کیا	۴
				ان کی تعداد بارہ (۱۲) تھی	

پندرہواں باب

۳۰۰	۱	۲۷۰	۵	اللہ نے بنی اسرائیل سے بارہ سبط نکالے	۵
		۲۷۱	۶	رسول اللہ کے بعد ائمہ کی تعداد بارہ ہے	۶
		۲۸۲	۷	مسواک میں بارہ خوبیاں ہیں	۷
		۲۸۳	۸	بارہ حجابوں کی حدیث	۸
		۲۸۴	۹	صاحبان تقویٰ کی بارہ علامتیں	۹
۳۰۱	۴	۲۸۵	۱۰	بارہ افراد کو سلام نہیں کرنا چاہئے	۱۰
۳۰۱	۵	۲۸۵	۱۱	رسول اللہ سے بارہ قدم سے استقبال کیا	۱۱
		۲۸۵	۱۲	دوزخ کے تابوت میں بارہ افراد ہیں	۱۲
		۲۸۶	۱۳	دستر خوان میں بارہ خوبیاں پائی جاتی ہیں	۱۳
		۲۸۶	۱۴	سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں	۱۴
		۲۹۰	۱۵	رات اور دن میں بارہ بارہ ساعتیں ہیں	۱۵
		۲۹۰	۱۶	برجوں کی تعداد بارہ ہے	۱۶
		۲۹۲	۱۷	وہ بارہ درہم جو رسول اللہ کو ہدیہ کیے گئے	۱۷
		۲۹۳	۱۸	نقیب بارہ ہیں	۱۸

سولہواں باب

۳۰۲	۱	۲۸۶	۱۳	دستر خوان میں بارہ خوبیاں پائی جاتی ہیں	۱۳
۳۰۲	۲	۲۸۶	۱۴	سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں	۱۴
۳۰۳	۳	۲۹۰	۱۵	رات اور دن میں بارہ بارہ ساعتیں ہیں	۱۵
۳۰۳	۴	۲۹۰	۱۶	برجوں کی تعداد بارہ ہے	۱۶

سترہواں باب

۳۰۸	۱	۲۹۲	۱۷	وہ بارہ درہم جو رسول اللہ کو ہدیہ کیے گئے	۱۷
		۲۹۳	۱۸	نقیب بارہ ہیں	۱۸

اٹھارہواں باب

تیرہواں باب

۳۰۹	۱	۲۹۳	۱	مسخ شدہ جانور تیرہ ہیں	۱
۳۰۹	۲	۲۹۶	۲	بالغ ہونے کی عمر تیرہ سے چودہ سال ہے	۲
		۲۹۶	۳	امیر المؤمنین کی تیرہ فضیلتیں	۳

۳۲۸	چونتیس (۳۴) شرمگاہیں حرام ہیں	۳	
۳۲۹	دو جمعوں کے درمیان پنتیس (۳۵) نمازیں فرض ہیں	۴	
باب انیسواں باب			
			۱ ایسے انیس کلمے جن کے پڑھنے سے مصیبت سے ۳۱۰
			نجات ملتی ہے
		۲	۳۱۱ انیس باتیں عورتوں پر معاف ہیں
		۳	۳۱۱ وہ انیس مسائل جو امام نے طبیب ہندی سے پوچھے
باب بیسواں باب			
			[اس باب میں بیس سے اکتیس (۲۹) عدد کے متعلق
			روایتیں ہیں]
		۲	۳۱۵ اہل بیت کی محبت میں بیس خوبیاں ہیں
		۳	۳۱۵ اللہ تعالیٰ پر مومن کے بیس حقوق ہیں
		۴	۳۱۶ بیس مرتبہ حج کرنے کا ثواب
		۵	۳۱۶ امام زین العابدین کی تیس (۲۳) صفات
		۶	۳۱۸ ماہ رمضان کی اکیس اور تیس کی راتوں میں جو کچھ آیا
		۷	۳۱۸ چوبیس (۲۴) عادتوں کی ممانعت ہے
		۸	۳۱۹ نماز جماعت کی فضیلت
		۹	۳۲۰ نماز میں اکتیس (۲۹) خوبیاں ہیں
		۱۰	۳۲۰ علم میں اکتیس (۲۹) خوبیاں ہیں
			۳۲۱ وہ عادتیں جس کے بارے میں رسول اللہ سے سوال
			کیا گیا
باب اکیسواں باب			
			[اس باب میں تیس (۳۰) سے اکتیس (۳۹) عدد
			تک کے متعلق روایتیں ہیں]
		۱	۳۲۲ امام میں تیس علامتیں ہونی چاہئیں
		۲	۳۲۵ ماہ رمضان ہمیشہ تیس دن کا ہوتا ہے
۳۲۸	چونتیس (۳۴) شرمگاہیں حرام ہیں	۳	
۳۲۹	دو جمعوں کے درمیان پنتیس (۳۵) نمازیں فرض ہیں	۴	
باب انیسواں باب			
۳۳۰	اس باب میں چالیس (۴۰) اور اس کے عدد سے		
	زیادہ روایتیں ہیں		
۳۳۰	چالیس دن تک شراب پینے والے کی نماز اور توبہ قبول	۱	
	نہیں ہوتی		
۳۳۳	روزے کی چالیس اقسام ہیں	۲	
۳۳۳	پہلے اپنے چالیس دینی بھائیوں کے لئے دعا مانگیں	۳	
۳۳۳	جس مومن کی موت کے بعد چالیس مومنین اس کی	۴	
	نیکی کی گواہی دیں		
۳۳۳	چالیس دن کے اندر بیڑو کے بال کاٹنے چاہئیں	۵	
۳۳۳	جس کی ختنہ نہ ہوگی اس کے پیشاب سے زمین	۶	
	چالیس دن تک شمس رہتی ہے		
۳۳۳	چالیس دن کے اندر کم از کم ایک مرتبہ ہمسری کرنا چاہئے	۷	
۳۳۳	شکاری کتے کی دیت چالیس (۴۰) درہم ہے	۸	
۳۳۵	فرعون کے دو کلہوں کے درمیان چالیس برس کی	۹	
	مہلت دی گئی		
۳۳۵	وہ استغفار جس سے چالیس گناہان کبیرہ معاف	۱۰	
	کر دیئے جاتے ہیں		
۳۳۵	رحم چالیس پشتوں تک ہوتا ہے	۱۱	
۳۳۵	امام عصر کے ظہور کے وقت مومن کو چالیس افراد کی	۱۲	
	قوت عطا ہوگی	۳۲۲	
۳۳۵	جو شخص چالیس احادیث یاد کرے گا	۱۳	۳۲۵

۳۸۰	اللہ تعالیٰ کے نانوے نام ہیں	۳۶	۳۳۷	مسجد کی حدود چالیس ہاتھ تک ہے	۱۴
۳۸۰	سومرتبہ مغفرت طلب کرنے کا ثواب	۳۷	۳۳۷	جس شخص کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو	۱۵
تیسواں باب			۳۳۹	چالیس حج کرنے والے کے لئے ثواب	۱۶
[اس باب میں سو (۱۰۰) سے دس لاکھ کے متعلق روایتیں ہیں]			۳۴۰	حضرت علیٰ ابن ابی طالب کا حضرت ابو بکرؓ پر	۱۷
				تینتالیس (۳۳) خوبیوں کے ذریعے حجت قائم کرنا	
			۳۴۶	حضرت علیٰ کا شوری کے دن لوگوں پر حجت قائم کرنا	۱۸
۳۸۱	یہودیوں کے سوالات	۱	۳۵۶	وہ پچاس حقوق جو امام زین العابدینؑ نے ایک صحابی	۱۹
۳۸۸	نبیؐ ایک سو بیس مرتبہ معراج پر تشریف لے گئے	۲		کو تحریر کیے	
۳۸۸	پھلوں کے ایک سو بیس رنگ ہیں	۳	۳۶۲	مومن کی پچاس خوبیاں ہیں	۲۰
۳۸۹	ایک سو بیس قسم کے جنتی لوگ	۴	۳۶۳	ستر حج کرنے کا ثواب	۲۱
۳۸۹	حافظ قرآن کو بیت المال سے دو سو درہم دیے جائیں گے	۵	۳۶۳	حضرت علیٰ کے ستر مناقب	۲۲
۳۸۹	سال بھر میں تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں	۶	۳۶۳	نماز وتر میں ستر مرتبہ مغفرت طلب کرنے کا ثواب	۲۳
۳۸۹	مکہ جانے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ تین سو ساٹھ طواف کرے	۷	۳۷۳	نماز فجر کے بعد ستر مرتبہ مغفرت طلب کرنے کا اجر	۲۴
			۳۷۳	ماہ شعبان میں روزانہ ستر مرتبہ مغفرت طلب کرنے والے کا اجر	۲۵
۳۸۹	وہ خوبیاں جو دین کی شرائع ہیں	۸	۳۷۴	پرچمِ محمد کے ستر پھیرے ہیں	۲۶
۳۹۶	حضرت علیٰ نے ایک نشست میں چار سو باب تعلیم کیے	۹	۳۷۴	سود کے ستر اجزاء ہیں	۲۷
۴۲۴	زمین و آسمان کے خلق کرنے سے دو ہزار سال قبل جنت کے دروازے پر جو کچھ تحریر تھا	۱۰	۳۷۴	دوزخ میں ستر شریف تک رہنے والے کے متعلق حدیث	۲۸
۴۲۴	نماز کے چار ہزار دروازے ہیں	۱۱	۳۷۵	امت محمدیؐ بہتر (۷۲) فرقوں میں بٹ جائے گی	۲۹
۴۲۵	حضرت آدمؑ سے سات ہزار سال پہلے ساق عرش پر جو لکھا تھا	۱۲	۳۷۵	جنہوں نے یہ روایت بیان کی کہ امت محمدیؐ بہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی	۳۰
۴۲۵	اللہ تعالیٰ کے بارہ ہزار عالم ہیں	۱۳	۳۷۶	عورتوں کے بہتر آداب	۳۱
۴۲۶	رسول اللہؐ کے اصحاب بارہ ہزار تھے	۱۴	۳۷۸	عقل اور جبل کے پچھتر (۷۵) لشکر ہیں	۳۲
۴۲۶	وہ نور جو حضرت آدمؑ کی خلقت سے چار ہزار سال پہلے تھا	۱۵	۳۷۹	حضرت علیٰ کی شان میں اسی (۸۰) آیتیں نازل ہوئیں	۳۳
			۳۷۹	شرابی کو رسول اللہؐ نے اسی (۸۰) کوڑے لگائے	۳۴
			۳۸۰	دن بھر کی نمازوں میں پچانوے تکبیریں ہیں	۳۵

- ۱۶ حضرت آدمؑ کی خلقت سے بائیس ہزار سال پہلے ۴۲۶
لکھی تحریر کا ذکر
- ۱۷ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء خلق کیے ۴۲۶
- ۱۸ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے ایک لاکھ چوبیس ہزار ۴۲۷
کلمات کہے
- ۱۹ رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ کو ہزار باب تعلیم کیے ۴۲۷
- ۲۰ اللہ تعالیٰ نے دس لاکھ جہاں پیدا کیے اور دس لاکھ آدم ۴۳۵

انتساب

ان مومنین و مومنات کے نام جو معصومین علیہم
السلام کے ارشادات پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا و
آخرت سدھارنا چاہتے ہیں

عرض ناشر

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو سارے جہانوں کا پیدا کرنے اور پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک اور ہمسر نہیں۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔ نہ اسے نیندا آتی ہے اور نہ اونگھ۔ وہ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ پروردگار عالم اپنے رحمتیں نازل کرے ہمارے پیارے نبی اور ان پر سلام ہو جو سلام کا حق ہے، جن کے صدقے میں پروردگار عالم نے یہ ساری کائنات خلق فرمائی ہے اور پروردگار عالم ہمیشہ لعنت کرے ان کے دشمنوں پر۔

یوں تو پروردگار عالم کے ہم پر اتنے احسانات ہیں کہ جن کو ہم نہ شمار کر سکتے ہیں اور نہ ان کا ادراک کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان احسانات کا شکر بجا لاسکتے ہیں۔ وہ تو خود ہی اپنے احسانات کا شعور محنت فرماتا ہے اور اپنے بندوں کو حیران کرتا رہتا ہے۔ خود توفیق عطا کرتا ہے اور خود اجردیتا ہے۔ حالانکہ نہ بندے کا کوئی زور ہوتا ہے اور نہ استحقاق وہی پروردگار جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں کی نظروں میں صاحب توقیر و عزت بنا دیتا ہے جس کی خود اپنی نظروں میں وقعت و عزت نہیں ہوتی۔ وہی کارساز ہے جو کمزوروں اور ناتوانوں سے وہ کام لے لیتا ہے۔ جو صرف صاحبان علم و ثروت، طاقت و قوت کے حامل افراد سے توقع کی جاسکتی ہے، پروردگار عالم نے ہم جیسے بے بضاعت افراد سے وہ کام لیا ہے جو صرف صاحبان علم و ثروت افراد کو انجام دینا چاہیے تھا۔ اسی رب العزت کا احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں وہ شعور اور استطاعت بخشی کہ مذہبِ حقدی کی بنیادی کتب عربی زبان سے اردو ترجمہ کرا کے شائع کرانے کی توفیق عطا فرمائی۔

اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ہم نے جناب شیخ الصدوق کی کتب جتنی بھی ہمیں دستیاب ہوگی ان کا ترجمہ کرانے کا عہد کیا۔ محمد اللہ اب تک ان کی چار کتب (۱) علل الشرائع (۲) من لا یحضرہ الفقیہ (۳) کمال الدین و تمام النعمۃ (۴) التوحید کا اردو ترجمہ پیش کیا جا چکا ہے جو مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ ان کتب کے بارے میں اور جناب شیخ صدوق کے بارے میں چند دینی رہنماؤں کی آراء پیش خدمت ہیں۔

جناب شیخ الصدوق کے بارے میں علامہ حلی کی رائے۔

علامہ حلی نے اپنی کتاب خلاصۃ الاقوال (جلد اول) میں جناب شیخ الصدوق کے بارے میں وہی لکھا ہے جو نجاشی اور شیخ طوسی نے تحریر کیا اور کہا ہے کہ ان کی تقریباً تین سو (۳۰۰) تصانیف ہیں جن میں اکثر کا ذکر ہم اپنی کتاب کبیر میں کر دیا ہے۔ آپ (شیخ الصدوق) نے ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔ علامہ سید بحر العلوم نے اپنی کتاب ”فوائد جالیہ“ میں تحریر کیا ہے کہ اپنے مشائخ شیعہ میں سے ایک شیخ اور ارکان شریعت میں سے ایک رکن تھے۔ جن لوگوں نے ائمہ طاہرین علیہم السلام سے جس قدر روایتیں نقل کی ہیں ان میں سے جناب صدوق (حد سے زیادہ سچ بولنے والے) تھے۔ آپ امام عصر کی دعا کی برکت سے پیدا ہوئے اور یہ فضل اور شرف اور افتخار ان کو اسی وجہ سے حاصل ہوا۔ امام عصر نے اپنی توقیع میں لکھا ہے کہ یہ فقیہ اور مبارک ہوں گے۔ ان سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو بہت فائدہ پہنچائے گا۔ اس لئے ساری دنیا پر آپ کے علم کی برکت چھا گئی اور ہر خاص و عام نے ان سے نفع حاصل کیا۔ آپ کی تصانیف مدت تک باقی رہیں گی اور ان کی فقہ حدیث سے فقہاء اور غیر فقہاء جن کے پاس کوئی مرد فقیہ نہ ہو فائدہ اٹھائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے شیخ صدوق کی ولادت کے بارے میں روایت کو نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ یہ روایت شیخ الصدوق کے عظیم المرتبت ہونے کی دلیل ہے۔

الحمد للہ ثواب الاعمال و عقاب الاعمال کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے اور اب خصال بھی آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ (ادارہ)

علل الشرائع۔

جناب شیخ الصدوق کی مشہور اور اپنے موضوع کے اعتبار سے ایک منفرد اور عدیم النظیر کتاب علل الشرائع ہے۔ اس میں ہر دور کے لوگوں کے لئے ہر امر کی وجہ اور سبب بتائے گئے ہیں جو ہر دور کے تقاضوں کو بہت کچھ پورا کر سکتی ہے۔ اس میں شرعی احکامات کے وہ اسباب بتائے گئے ہیں جو ائمہ طاہرین سے منقول ہیں۔ جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے جناب شیخ الصدوق نے تین سو (۳۰۰) کتب تالیف کر کے اپنی قوم کو علمی اعتبار سے مفلس اور نادار نہیں چھوڑا۔ ہمارے دیگر بزرگ مذہبی رہنماؤں نے اتنا علمی سرمایہ چھوڑا ہے کہ ہم علمی لحاظ سے یتیم اور مفلس و نادار نہیں ہیں۔ اس علمی سرمائے کی حفاظت اب ہمارا فرض ہے مگر نجانے کن وجوہات کی بناء پر دین کے ٹھیکیداروں نے عوام کو ان سے دور رکھا ہوا ہے۔

من لا تحضرہ الفقہیہ۔

یہ فقہ کی بنیادی کتب اربعہ میں سے ایک کتاب ہے۔ اس کے بارے میں علامہ صادق بحر العلوم نے تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا: ”شیخ صدوق کی سب سے زیادہ مشہور کتاب ”من لا تحضرہ الفقہیہ“ ہے۔ اس کا شمار شیعوں کی کتب اربعہ میں ہوتا ہے۔ یہ کتب اربعہ وہ ہیں کہ احکام شریعہ کے اخذ کرنے میں شیعوں کا ان پر دارومدار ہے۔ نو سو (۹۰۰) سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا اور فقہاء اور غیر فقہاء دونوں میں بہت مقبول ہے۔ اور اتنی معتبر اور قابل اعتماد ہیں کہ سوائے چند کہ آج تک کوئی اعتراض نہ کر سکا۔ اب اس سے بڑھ کر اس کی اہمیت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ اس کتاب کے بارے میں علامہ مطہر طہائی نے جناب شیخ الصدوق کی عدالت پر یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ ”ان کے اقوال کی نقل نیز ان کی کتابوں خصوصاً ”من لا تحضرہ الفقہیہ“ کی توثیق پر تمام اصحاب فقہ کا اجماع ہے۔“

کمال الدین وتمام العممۃ۔

یہ کتاب امام عصرؑ کے حکم پر لکھی گئی ہے یہ اپنے موضوع کے اعتبار سے بلیغ اور ابواب کے لحاظ سے ایک ممتاز کتاب ہے اس سے پہلے غیبت کے موضوع پر کوئی اور کتاب نہیں لکھی گئی اور نہ ہی شیخ صدوق جیسی صفات کا حامل کوئی اور شخص گزرا ہے۔ اس کتاب میں علم و عرفان کی ضوفشائیاں ہیں۔ اس کتاب میں امام عصرؑ کی شخصیت، وجود، غیبت اور ان کے بارے میں موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ اور اس کے لئے ایسی روایات اور احادیث کو بنیاد بنایا گیا ہے جو معصومین سے روایت کی گئی ہیں۔ اس کتاب میں مخالفین اور منکرین کے شبہات کا جواب دیا گیا ہے اور ان کے شکوک کو دلائل و برہان کے ذریعے رد کیا گیا ہے۔ امامت اور غیبت کے ثبوت قرآن و حدیث اور اقوال معصومین کے ذریعے دیئے گئے ہیں۔

مولائے کائنات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے آپ نے اعلان کیا کہ پوچھ لو پوچھ لو جو کچھ چاہو پوچھ لو قبل اس کے کہ تم مجھے کھو دو۔ ہمارے تمام ائمہ علیہم السلام نے لوگوں کے سوالات کے جوابات دیئے اور علوم کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا۔ اس زمانے میں عربی زبان رائج تھی جس کی وجہ سے یہ ساری کتب عربی زبان میں ہیں۔ ائمہ طاہرین کے عمل کی پیروی کرتے ہوئے ان کا ترجمہ دوسری زبانوں میں ہونا چاہئے تھا مگر نہیں ہوا اور ابھی تو بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر۔ ہمارے رہنماؤں نے اور بظاہر ائمہ طاہرین کا نام لینے والوں نے علم اور ائمہ طاہرین کے اقوال اور احادیث کو عربی دان طے تک محدود رہنے دیا اور اردو جاننے والوں کو دور رکھا اور اپنے آپ کو رہنمائی کے اطوار پر چلایا۔ پروردگار عالم کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں یہ توفیق عطا کی کہ ہم مذہب حقہ کی بنیادی کتب کا اردو ترجمہ شائع کر سکیں۔ ہم اس قابل تو نہ تھے مگر اللہ تعالیٰ جس سے جو کام چاہتا ہے کر دیتا ہے چنانچہ اسی نے ہمیں یہ عزت بخشی۔ ہم تو مابطل علم، اہل ثروت اور ائمہ طاہرین نے

احکامات پر عمل کرنے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی اپنی جگہ اور اپنی اپنی حیثیت سے ائمہ کے اقوال اور دین کے احکامات کو پھیلانے کی کوشش کریں اور اپنی عاقبت سنواریں۔

حرفِ آخر کے طور پر ہمیں اس بات کا اعتراف کرنے میں کوئی عار نہیں کہ ہم انسان ہیں جو خطا کا پتلا ہے۔ ہم خواہ کتنی ہی عرق ریزی اور محنت کر لیں پھر بھی کام میں خامی، غلطی، کوتاہی رہ جاتی ہے۔ اس کتاب کی اشاعت سے سلسلے میں اگرچہ جملہ احباب نے اپنی صلاحیتوں کو بہترین استعمال کیا اور بہت احتیاط سے کام لیا ہے اور پروردگار سے بھی دعا گو رہے ہیں کہ پروردگار تو ہماری مدد کر، اس کے باوجود اگر کوئی خامی، غلطی یا کوتاہی قارئین کی نظر سے گزرے تو اس جانب ہماری توجہ مبذول کرا کے ہمیں شکر یہ کا موقع دیں۔ ہم ان شاء اللہ آئندہ کی اشاعت میں اس کا ازالہ کریں گے اور اس کرم فرمائی کے لئے آپ کے احسان مند ہونگے۔ ہم بارگاہِ رب العزت میں سجدہ ریز ہو کر اس حقیر کوشش کو امام عصرؑ کے توسط سے تمام معصومین کی نذر کرتے ہیں اور اس کی مقبولیت کے لئے دعا گو ہیں کہ پروردگار عالم اس کا ثواب ہمارے والدین اور جملہ مومنین و مومنات کو عطا فرمائے اور جملہ قارئین کو احکام معصومین پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ مزید ہم پروردگار عالم سے دعا کرتے ہیں کہ تو محمدؐ اور آل محمدؑ علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کے دشمنوں یہود و نصاریٰ، کافرین، مشرکین، منافقین کو قرآن شریف کے احکام کے خلاف حکم دینے والوں اور ان پر ایمان نہ رکھنے والوں اور عمل نہ کرنے والوں کو دین و دنیا دونوں جگہ دردناک عذاب دے۔ اور آپس میں لڑوا کر تباہ و برباد کر دے۔

خاکِ پائے اہلبیتؑ

سید اشفاق حسین نقوی (مرحوم)

عرض ناشر (اشاعتِ دوئم)

الحمد للہ الکساء پبلشرز نے اردو زبان میں احادیث معصومین کی نشر و اشاعت کا جو بیڑہ اٹھایا تھا اس کے خاطر خواہ اثرات سامنے آنے لگے ہیں اور ہماری کتابوں کی مانگ میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ تشنگانِ علوم معصومین کو اپنی پیاس بجھانے کا موقع میسر آ گیا ہے البتہ ہم اس کوشش میں اکیلے نہیں ہیں بلکہ دیگر ادارے بھی اس عظیم کام کی اہمیت سمجھتے ہوئے اپنے اپنے وسائل کے مطابق اس دینی فریضے کی ادائیگی میں ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ خدا ان کی اور ہماری توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے۔

”خصال“ جو اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے کافی عرصے سے اس کی دوسری اشاعت کا تقاضہ کیا جا رہا تھا لیکن نامساعد حالات کے تحت اس میں دیر ہوتی گئی۔ اب بحمد اللہ محمد آل محمدؑ کے وسیلے اور خدا کی بے پایاں عنایات کے نتیجے میں ہم اس قابل ہو گئے ہیں کہ اسے دوبارہ شائع کر سکیں۔

اس بار یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو بعض وضاحت طلب احادیث کی تشریح بھی کر دی جائے۔ یہ تشریح مرحوم محمد باقر کمرہ ای کے الفاظ میں تھی جسے اردو کا جامہ محترمہ ملیکہ خاتون کاظمی نے پہنایا ہے جس کے لئے ہم موصوفہ کے بجا طور پر ممنون ہیں۔ اس سلسلے میں مرحوم محمد باقر نے جدید سائنسی انکشافات سے بھی فائدہ اٹھایا ہے جو یقیناً قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا۔ البتہ موضوع کے تقاضوں کے مطابق بعض جگہ بعض بات گجٹک بھی ہو گئی ہے۔ لیکن ہم توقع کرتے ہیں کہ صاحبِ ادراک قارئین اس مفہوم کو بخوبی سمجھ لیں گے جو مرحوم کمرہ ای پیش کرنا چاہتے تھے۔

نئی کمپوزنگ میں یہ کوشش بھی کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ کی سچھلی غلطیوں کی بھی تصحیح کر دی جائے تاکہ کتاب بہتر انداز میں قارئین کے سامنے آئے۔ اس سلسلے میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں فیصلہ آپ پر ہے۔

والسلام

سید فیضیاب علی رضوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب تالیف کرنے کی وجہ

تمام تعریف اس اللہ کے لیے جو اکیلا اور یکتا ہے۔ الوہیت میں تھا ہے۔ بندوں کو اپنی معرفت پر پیدا کیا۔ زبانیں اس کی تعریف بیان نہیں کر سکتیں۔ آنکھیں اسے نہیں دیکھ سکتیں۔ وہ مخلوق کی صفات سے بالاتر ہے۔ محدود و معانی سے بلند ہے تمام مخلوق میں اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ ساری کائنات میں اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے اکیلے ہونے کا اقرار کرتا ہوں اس کی کرامت کا خواہشمند ہوں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ ان کو اپنی رسالت کے لئے منتخب کیا۔ دین کے معاملات ان کے سپرد کیے۔ ان کو کتاب دے کر بھیجا تا کہ اپنے بندوں پر حجت قائم ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ علی ابن ابی طالب آپ کے جانشین ہیں (جو) آپ کے بعد ساری مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ آپ کے حکم پر قائم اور آپ کے راستے پر بلانے والے ہیں۔ آپ امیر المؤمنین اور اوصیاء کے سردار ہیں۔ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا آپ کی زوجہ محترمہ ہیں جو تمام کائنات کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن اور حسین جو آپ کے فرزند ہیں، امامین ہدایت اور نشان تقویٰ ہیں دنیا والوں پر اللہ کی حجت ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے ان کی پیروی کی نجات پا گیا۔ جس نے ان کو چھوڑا ہلاک ہو گیا۔ ان پر پروردگارِ عالم کی رحمت نازل ہو اور ان کی روحوں اور ان کے اجساد پر رحمتِ خدا نازل ہو۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ میرے اساتذہ اور اسلاف نے ہر طرح کی کتب لکھیں لیکن ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی جو کہ اعداد اور خصال محمودہ اور مذمومہ پر ہو۔ حالانکہ ایسی کتاب کی تصنیف میں طالب علم اور بھلائی کے چاہنے والوں کے لئے بہت بڑا فائدہ تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے قرب کی خاطر یہ کتاب لکھی۔ اس کے ثواب کے حصول اور اس کی رحمت پانے کے لئے مجھے امید ہے کہ وہ اپنی رحمت اور احسان سے میری خواہش و آرزو کو رو نہیں کرے گا۔ بے شک وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

محمد بن علی بن حسین

(شیخ الصدوق)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

﴿پہلا باب﴾

(۱) مقدم ابن شریح بن ہانی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی شخص جنگ جمل کے دن جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ ایک ہے۔ لوگوں نے اس کو گھیر لیا کہنے لگے: تجھے نہیں معلوم کہ آپ علیہ السلام کا دل کس حالت میں ہے؟ اور کئی امور کی طرف متوجہ ہے یہ سوال کرنے کا وقت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو۔ یہ بھی وہی بات چاہتا ہے جو قوم سے ہم چاہتے ہیں۔ آپ نے اعرابی سے فرمایا: خدا ایک ہے۔ اس کی چار اقسام ہیں۔ دو اللہ کے لئے جائز ہیں اور دو جائز نہیں ہیں۔ وہ یہ کہ کوئی یہ کہے کہ اللہ ایک ہے اور اس کا اس سے مقصد عدد ہو۔ یہ خدا کے لئے جائز نہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا تین میں سے تیسرا ہے کافر ہے۔ دوسرے یہ کہ یہ کہنے والا کہے کہ خدا لوگوں میں ایک ہے۔ اس کی مراد جنس سے اور فرد نوعی ہو۔ یہ بھی خدا کی ذات کے لئے جائز نہیں۔ اس میں شبہ پائی جاتی ہے۔ ہمارا پروردگار اس سے بلند و بالا ہے۔ دو باتیں جو اللہ کے لئے جائز ہیں وہ یہ ہیں کہ کہنے والا کہے کہ اللہ ایک ہے۔ کوئی شے اس کی طرح نہیں ہمارا اللہ ایسا ہی ہے۔ کہنے والا کہے ہمارا رب وجود میں عقل و خیال میں نہیں لایا جاسکتا۔ اس کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ وہی ہمارا رب ہے۔

(شرح! عدد خالص حساب کا موضوع ہے۔ حساب جو ریاضت کی ایک قسم ہے اور سوائے تصور کے اسکی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (یعنی اعداد ایک دو تین وغیرہ ایک تصوراتی چیز ہے۔ مترجم شرح) اس لئے یہ کہتے ہیں کہ علم ریاضی ایسے امور پر بحث کرتا ہے جو زمین میں مادہ کا محتاج نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عدد غیر متناہی ہوتا ہے۔ کیوں کہ اس کی حقیقت تصوراتی ہے جو صرف ایک اعتباری چیز ہے اور ذہن سے باہر اسکی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے تسلسل ٹوٹ سکے اور معدودات پر اعداد کا انطباق صرف حکایتی (روایتی) انطباق ہے۔ جیسے منشاء اعتبار پر صرف ظاہری اعتبار مثلاً آزادی و غلامی۔ نہ کہ اصلاحی انداز پر محمول کرنا ہے جو اپنے وجود میں ایک زائد وجود کا مصداق رکھتی ہے۔ جیسے یوں کہا جائے کہ کاغذ سفید ہے اس لحاظ سے ایک کے عدد کا تعلق علم حساب کے موضوع سے ہے اور اس طرح ایک کہنا خدا کیلئے جائز نہیں ہے کیوں کہ خدا تصور میں نہیں آتا اور عدد مقید ہے اس اعتبار سے کہ وہ گھٹنا بڑھتا ہے اور یہ علم الجبر کا موضوع ہے اور اسی طرح کے عدد میں ایک طرح سے معدود تعلق بھی رہتا ہے تو واحد بھی اسی لحاظ سے خدا کے لئے کہنا جائز نہیں کیوں کہ خدا کے لئے گھٹنا بڑھنا نہیں ہے اسی لئے یہ فرمایا کہ جو چیز دو (دوسرا) نہیں رکھتی وہ عدد میں داخل نہیں۔

وحدت اعتباری ہے کہ معدود امور کو ایک ہی رخ سے ملاحظہ کریں اور اسی طرح وحدت نوعی، جنسی اور صنفی بھی ہوتی ہے کہ متعدد امور کو مکمل حقیقت میں یا بعض حقیقت (حقیقت کا کچھ حصہ) صفات میں شرکت کے لحاظ سے ہم ایک ہی سمجھیں اسی طرح کی وحدت بھی خدا کے لئے جائز نہیں ہے کیوں کہ اس طرح تعداد (یعنی کئی ہونا) اور شرک دونوں لازم آجاتے ہیں۔

وحدت حقیقی ایک مثبت مفہوم کے ساتھ کہ جو حقیقت کی تشریح کرے یا اس کا تعارف کرائے قابل تعبیر نہیں ہے۔ ہاں صرف نفی کے اعتبار سے اس کو سمجھا جاسکتا ہے اور اس کی دو جوہات ہیں ایک ظاہری جو مقام واحدیت ہے اور اس کی بہترین تعبیر یہی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تمام چیزوں میں اس کی مثل نہیں ہے۔ دوسرے عین ذات کے پہلو سے ہے جو مقام باطن اور غیب مطلق واحدیت کا مرتبہ ہے۔ کہ فرماتے ہیں کہ بلحاظ معنی احد ہے یعنی اس کا وجود خارج میں بھی قابل تقسیم نہیں ہے اور اس میں کمیت (یعنی مقدار) نہیں پائی جاتی نہ عضو رکھتا ہے نہ جزو اور عقل اعتبار سے بھی قابل تقسیم

نہیں ہے یعنی نہ جنس رکھتا ہے نہ فصل (۱) اور تو ہم ہونے کا تصور بھی اس کے بارے میں نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ بھی قابل احساس نہیں ہے اور مدرکات (۲) اور ہم شبیہ ہونا محسوسات سے ہوتا ہے اور فہم میں بھی ناقابل تقسیم ہے یعنی اس کی تمام صافست عین ذات ہیں اور وہ زائد برذات نہیں ہے جیسا کہ اشاعرہ کہا کرتے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ توحید کامل کی یہ وضاحت اتنی مختصر و جامع تعبیر کے ساتھ حضرت امیر کی کرامات سے شمار ہوتی ہیں اور لفظ و معنی کے اعتبار سے یہ حدیث اعجازی مقام پر فائز ہے۔

مترجم شرح:

(۱) فصل: علم منطوق کی اصطلاح میں وہ ذاتی خصوصیت جو نوع کی تمیز دے لفظ ناطق کہ انسان کو دیگر حیوانات سے ممتاز کرتا ہے۔

(۲) مدرکات جمع مدرکہ: اشیاء کی حقیقت معلوم کرنے کی قوت۔

(۲) کسی ان دیکھی چیز کی خاطر موجودہ عادت کو چھوڑ دینا: حضور اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس نے ان دیکھی چیز (جنت) کو حاصل کرنے کی خاطر اپنی موجودہ عادت و خصلت کو چھوڑ دیا۔

(۳) وہ عادت جو ظلم ہے: جناب ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ کسی سوار کا پیدل چلنے والے سے بات چیت کرنا ظلم ہے۔

(شرح: یعنی سواری والے کو اس بات سے ہوشیار رہنا چاہئے کہ پیدل چلنے والے شخص سے مزاحمت نہ کرے اور اس کو زبردستی راستہ چھوڑنے پر مجبور نہ کرے۔)

(۴) وہ عادت جو دین کی دوستی ہے: جناب ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ دین کی دوستی یہ ہے کہ اپنے بھائیوں (سے محبت) کو دوست رکھے۔

(۵) ایک ایسی عادت جس سے پانچ چیزیں حاصل ہوتی ہیں: ابو جعفر امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ مجھے جلال، جمال، بہا و علا اور بلندی کی قسم جو شخص میری خواہش کو اپنی خواہش پر مقدم رکھتا ہے میں اس کو بے نیاز کر دیتا ہوں۔ اس کی آخرت کو بنا دیتا ہوں، ہلاکت سے بچاتا ہوں۔ زمین و آسمان کو اس کے رزق کا ضامن بنا دیتا ہوں۔ ہر تجارت میں اسے نفع دیتا ہوں۔

(۶) ایک عادت سے دوسری عادت: رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے رب کو ناراض کر کے بندوں کو خوش کرتا ہے تو پروردگار اس کی تعریف کرنے والے کو اس کی مذمت کرنے والا بنا دیتا ہے۔ آپؐ نے مزید فرمایا کہ اگر ایک شخص کسی چیز کی خواہش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس میں مرضی ہے تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ چیز اس کو حاصل نہ ہو جائے۔

(۷) وہ عادت جو نجات دلاتی ہے: نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کی اولاد میرا حکم مانو اور اپنی مصلحت مجھ سے مت پڑھاؤ۔

(شرح: یعنی تیری مصلحت میرے اوامر کی اطاعت کے زیر نظر ہونی چاہئے اور تجھے اسی اطاعت میں اپنی مصلحت سمجھنے چاہئے۔)

(۸) وہ عادت جو دین میں افضل ہے: نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے زیادہ ہے۔ تمہارا افضل دین تقویٰ و یرہیز گاری ہے۔

(۹) ایک چیز کا دوسری چیز سے یکجا ہونا بہتر نہیں ہے کہ ایک عادت دوسری عادت سے مل جائے : رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز سے جمع ہونا حکم کا علم کے ساتھ جمع ہونے سے بہتر نہیں ہے۔

(۱۰) وہ عادت جس میں دین و دنیا کا شرف ہو : رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اہل دین کے ہم نشین ہونے میں دین اور دنیا دونوں کا شرف ہے۔

(۱۱) سب لوگوں میں زیادہ علم والا وہ ہے جس نے ایک عادت کے ساتھ دوسری عادت جمع کر رکھی ہو : حضرت علی بن ابی طالبؓ سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں زیادہ علم والا کون ہے؟ آپؓ نے فرمایا: وہ شخص زیادہ علم رکھنے والا ہے جس نے لوگوں کے علم کو اپنے علم میں جمع کر دیا ہو۔

(۱۲) نیکی کی حقیقت اور بدی کی حقیقت : حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نیکی کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کا خاتمہ خیر پر ہو اور بدی کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کا انجام بدبختی پر ہو۔

(شرح) انسان کا حال احوال ہمیشہ تبدیل ہوتا رہتا ہے اور گناہگار انسان کے لئے ہمیشہ توبہ اور حق کی طرف رجوع کا راستہ کھلا رہتا ہے اور نیکو کار کبھی بھی لغزش کر سکتا ہے اور گمراہ ہو سکتا ہے اور نتیجاً اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب پورا راستہ طے ہو جاتا ہے یعنی سعادت و شقاوت یا نیکی و بدبختی کا علم اختتام کار پر ہوتا ہے۔ کتنے ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے عمر بھر عبادت میں بسر کی ہوتی ہے اور آخری زندگی کسی لغزش کا شکار ہو کر دنیا سے بے ایمان رخصت ہوتے ہیں۔)

(۱۳) لوگوں کو ثواب اور عذاب ایک عادت سے ملتا ہے : جناب علی بن حسینؑ (امام زین العابدین) نے ارشاد فرمایا کہ بنی آدم کی زبان ہر روز اس کے تمام اعضاء سے کہتی ہے کہ تمہارا حال کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو خیریت سے ہیں۔ ہمارے بارے میں اللہ کو راضی رکھ۔ اس کو تم دیتے ہیں کہ ہم تیری وجہ سے ثواب اور عذاب کے مستحق ہوں گے۔

(۱۴) وہ عادت جو بہترین جہاد ہے : امام جعفر صادقؑ سے رسول اللہ کی حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا کہ بہترین کلمہ انصاف وہ ہے کہ ظالم کے سامنے کہا جائے اس کا مطلب کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا اس کو اس کی سمجھ کے مطابق حکم دے اگر قبول کرے تو ٹھیک ورنہ نہیں۔

(۱۵) ایک عادت سخت ترین ہے اس سے پرہیز ایک عادت چھوڑنے سے ہوتا ہے : امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کے حواریوں نے ان سے پوچھا: اے نیکوں کے پڑھانے والے ہمیں سخت ترین چیز سے آگاہ کیجئے۔ انہوں نے کہا: سخت ترین چیز اللہ کا عذاب ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے بچنے کے لئے کیا طریقہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ناراض نہ ہو، ناراض نہ کر۔ ان لوگوں نے پوچھا ناراضگی کا سبب کیا ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا تکبر، جبر اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

(۱۶) ایک عادت میں مومن کا شرف اور ایک عادت میں اس کی عزت : امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی شرافت یہ ہے کہ وہ نماز شب پڑھتا ہو اور اس کی عزت اس میں ہے کہ وہ لوگوں کو تکلیف نہ دیتا ہو۔ رسول اللہؐ نے جبرئیل سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ (حضرت جبرئیلؑ نے کہا: اے محمدؐ جب تک آپ چاہیں زندہ رہیں آخر کار آپ کو مرنا ہے۔ جس چیز کو دوست رکھو گے اس کو چھوڑ جاؤ گے جو کام کرو گے اس کا بدلہ ملے گا۔ مومن کی شرافت نماز شب میں ہے۔ اس کی عزت لوگوں سے اعلیٰ ہے۔)

سبل ابن سعد سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل رسول اللہ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے محمد جتنا چاہو زندہ رہو گے آخر کار مرنا ہوگا۔ جس چیز کو پسند کرو گے آخر کار اس کو چھوڑنا پڑے گا۔ جو عمل کرو گے اس کا بدلہ ملے گا۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آدمی کی شرافت نماز شب سے ظاہر ہوتی ہے اور اس کی عزت لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھنے سے ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: میری امت کے اشرف حافظان قرآن اور نماز شب پڑھنے والے لوگ ہیں۔

(۱۷) ہر شر کی چابی ایک عادت ہے : امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہر شر کی کنجی غصہ ہے۔

(۱۸) وہ عادت جو انصاف ہے : امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔

(۱۹) ایک ایسی عادت جس کا عادی اپنے خلاف فیصلہ پر راضی ہے : ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے لوگوں سے اور اپنی ذات سے انصاف سے کام لیا وہ اپنے خلاف فیصلہ پر راضی ہوا۔

(۲۰) مومن کا ادنیٰ حق اپنے مومن بھائی پر : ابو عبد اللہ امام جعفر صادق سے سوال کیا گیا کہ ایک مومن کا دوسرے مومن پر کم سے کم حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جس چیز کا مومن بھائی اس سے زیادہ محتاج ہو اس کو اپنے لئے مخصوص نہ کرے۔

(۲۱) وہ عادت جو پروردگار عالم کے قرب کا باعث ہے : ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائیوں سے نیکی کر کے پروردگار عالم کی بارگاہ میں قرب حاصل کرو۔

(۲۲) ایک ایسی عادت جس کے ذریعے پروردگار نے آزمائش کی جو تمام آزمائشوں سے زیادہ سخت ہے : ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم نے درہم (مال و دولت) دینے سے زیادہ اپنے بندوں کا کوئی سخت امتحان نہیں لیا۔

(۲۳) وہ عادت جو نیکی کا پھل ہے : حمران ابن ائین نے کہا کہ ابو جعفر امام محمد باقر نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کا ایک پھل ہوتا ہے اور نیکی کا پھل جلد چراغ روشن کرنا ہے۔

(۲۴) ایک عادت بندے کا ایمان مضبوط کرتی ہے اور ایک عادت ایمان کو دل سے نکال دیتی ہے : ابان ابن سوید نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق سے سوال کیا گیا کہ کون سی چیز ایمان کو مضبوط کرتی ہے اور (آپ نے) فرمایا: پرہیزگاری ایمان کو مضبوط کرتی ہے۔

لا لئ ایمان کو دل سے نکال دیتا ہے۔

(۲۵) وہ عادت جو مومن کا وقار ختم کو دیتی ہے : ابو الحسن (امام علی رضا) نے ارشاد فرمایا کہ تیز چلنا مومن کے وقار کو ختم کر دیتا ہے۔

(۲۶) ایک نیکی سے اوپر کوئی اور نیکی نہیں۔ ایک حق ناشناسی کے اوپر کوئی اور حق ناشناسی نہیں ہے : نبی اکرم نے فرمایا کہ ہر نیکی کے بعد ایک نیکی ہوتی ہے لیکن اللہ کی راہ میں شہید ہونے کے بعد کوئی اور نیکی نہیں ہوتی۔ جب اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے گا تو اس کے اوپر کوئی نیکی نہیں ہے۔ ایک حق ناشناسی کے بعد دوسری حق ناشناسی ہے۔ ماں یا باپ کو قتل کرنے کے بعد اور کوئی حق ناشناسی نہیں ہے۔ اگر ان میں سے ایک قتل کر دے گا تو اس سے اوپر کوئی حق ناشناسی نہیں ہے۔

(۲۷) ایک عادی جو کبھی فقیر نہیں ہوگا : ابراہیم بن میمون نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق کو فرماتے ہوئے سنا کہ

میں اس شخص کی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ کبھی فقیر نہیں ہوگا جس نے کفایت شعاری سے کام لیا اور اپنی آمدنی کے مطابق خرچ کیا۔

(۲۸) ایک عادت مروت خانوادہ نبی ہے : زرارہؓ نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم اہل بیت نبوت ہیں اور ہماری مردانگی یہ ہے کہ جو شخص ہم پر ظلم کرتا ہے ہم اسے بخش دیتے ہیں۔

(۲۹) ایک عادت مردانگی ہے : رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: مال کی اصلاح مردانگی ہے۔

(۳۰) وہ عادت جو شریف آدمی کے لئے بری ہے : معاویہ بن وہب نے کہا کہ جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے مجھے مدینہ میں اس وقت دیکھا جب میں ہری گھاس اٹھا کر جا رہا تھا اور فرمایا کہ شریف آدمی کے لئے یہ بات بری ہے کہ وہ ایسی چیز اٹھائے جس پر لوگ انگلی اٹھائیں۔

(۳۱) ایک عادت سے اللہ تعالیٰ راضی اور دوسری سے ناراض ہوتا ہے : جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم میانہ روی کو پسند کرتا ہے اور اسراف کو ناپسند کرتا ہے۔ کھجور کی گٹھلی کو پھینکنا پسند نہیں کرتا۔ ممکن ہے کسی کے کام آئے حتیٰ کہ بچا ہو پانی۔

(۳۲) جو شخص اس عادت کو برداشت کرتا ہے گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا نہیں کیا : جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ظلم اور بے عزتی کو برداشت کیا گویا اس نے (پروردگار عالم کی) نعمت کا شکر ادا نہیں کیا۔

(۳۳) جو شخص ایک عادت پر ناراض نہیں ہوا وہ دوسری عادت کا شکر ادا نہیں کرتا : جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی شکرگزاری کے لئے ناراض نہیں ہوا۔ وہ نعمت کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔

(۳۴) ایک عادت تواضع کی نشانی ہے : جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ ملاقات کے وقت سلام کرنا تواضع کی نشانی ہے۔

(۳۵) وہ عادت جو کفر کے قریب ہے اور وہ عادت قضاء اور قدر پر غالب ہے : رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ فقر کفر کے قریب ہوتا ہے اور حد قضاء و قدر پر غالب آجاتا ہے۔

(۳۶) وہ عادت جس سے پچھلی اقوام تباہ ہوئیں : جناب ابوالحسن (امام علی رضا) نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق کو ابو عباس بقباق سے ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تو نے بیت حج کیوں نہیں کی۔ اس نے کہا: کفالت کی وجہ سے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کفالت سے تیرا کیا واسطہ ہے؟ پچھلی اقوام کفالت کی وجہ سے ہلاک ہوئی ہیں۔

(۳۷) ہر گناہ کا کفارہ اللہ کی راہ میں شہید ہونا ہے۔ لیکن ایک عادت جس کا کفارہ تین چیزیں ہیں : جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونا ہر گناہ کا کفارہ ہے۔ مگر قرض لینا ایسی عادت ہے جس کی ادائیگی لازمی ہے۔ (چنانچہ یا تو) مقروض خود ادا کرے یا اس کا دوست (قرابت دار) اس کی طرف سے ادا کرے یا قرض خواہ سے معاف کر دے۔

(۳۸) پروردگار نے محمدؐ اور آپؐ کی امت کو ایک ایسا تحفہ دیا ہے کہ ایسا تحفہ کسی اور امت کو نہیں دیا گیا : رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم نے مجھے اور میری امت کو ایک ایسا تحفہ عطا کیا ہے جو کسی اور امت کو نہیں دیا گیا۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: سفر میں روزہ کا انظار اور آدھی نماز پڑھنا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے اس تحفہ پر عمل نہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے تحفہ کو واپس کر دیا۔

(۳۹) جو کوئی چاہے کہ اس کے گھر میں خیر و برکت ہو اسے چاہئے کہ کھانا شروع کرنے سے پہلے ہاتھ دھوئے : امیرالمؤمنین حضرت علی نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اس کے گھر میں خیر و برکت ہو اسے چاہئے کہ وہ کھانا شروع کرنے سے پہلے ہاتھ دھوئے۔

(۴۰) پروردگار عالم جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کی طرف دیکھتا ہے۔ اور اسے تین چیزوں میں سے ایک چیز تحفہ میں دیتا ہے : ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب پروردگار عالم کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کی طرف دیکھتا ہے تو اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز تحفے میں دیتا ہے۔ درود سر، بخاریا آشوب چشم۔

(۴۱) قیامت میں پرہیزگاروں کے لئے خوشی ہے : جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ قیامت میں پرہیزگاروں کے لئے خوشی ہے۔

(۴۲) وہ عادت جس کی وجہ سے موت پسند نہیں ہے : ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ میں موت کو کیوں نہیں پسند کرتا؟ آپ نے فرمایا: کیا (اپنے پاس) مال رکھتے ہو؟ (اس نے) کہا: ہاں۔ (آپ نے) فرمایا: اس کو اپنی قبر میں بھیج دیا ہے؟ (اس نے) کہا: نہیں۔ (آپ نے) فرمایا: اسی لئے تم موت کو پسند نہیں کرتے ہو۔

(۴۳) وہ عادت جو اپنی ضد کی طرح ہے : جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے یقین خالص کو شک کی طرح پیدا نہیں کیا جیسے موت۔ موت کا ہر شخص کو یقین ہے۔

(۴۴) وہ عادت جس کی وجہ سے بدترین اشخاص کی عزت کی جاتی ہے : رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ لوگ بدترین ہیں جن کے شر کے ڈرے لوگ ان کی عزت کرتے ہیں۔ جو شخص ان کے خوف سے ان کی عزت کرتا ہے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

(۴۵) وہ عادت جو دنیا میں زہد اور وہ عادت جو ہر نعمت کا شکر ہے : امیرالمؤمنین حضرت علی نے ارشاد فرمایا کہ عمل کے قبول ہونے کو خود عمل کرنے سے زیادہ اہمیت دو۔ دنیا میں آرزوؤں کو کم کرنے کا نام زہد ہے۔ پروردگار عالم کی حرام کی ہونے والی چیزوں سے کنارہ کشی شکر ہے۔ جس نے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا اس نے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا اور جس نے خود کو تکلیف ندی اس نے پروردگار عالم کو ناراض کیا۔

(۴۶) کون سی چیز سب سے زیادہ قید کی حقدار ہے : حارث کا بیان ہے کہ میں نے امیرالمؤمنین حضرت علی کو فرماتے ہوئے سنا کہ زبان سب سے زیادہ قید کی حقدار ہے۔

(۴۷) جس کی خواہشات زیادہ ہیں وہ برے عمل والا ہے : حضرت علی نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنی خواہشات زیادہ رکھیں وہ برے کام کرنے والا ہے۔

(۴۸) مسلم جب تک خاموش ہے نیک کام کرنے والا لکھا جائے گا : ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ مومن بندہ جب تک خاموش ہے نیک عمل کرنے والا لکھا جائے گا۔ جب بولے گا اگر اچھی بات ہے تو نیک اور اگر بری بات ہے تو بدکار لکھا جائے گا۔

(۴۹) وہ عادت جس کی وجہ سے اللہ عز و جل قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے گا : رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے لوگوں کے بجائے اپنے آپ کو دشمن رکھا پروردگار عالم اس کو قیامت کے خوف سے محفوظ رکھے گا۔

- (۵۰) وہ عادت جو عقل کا سر ہے : رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ عقل کا سر اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد لوگوں سے محبت کرنا ہے۔
- (۵۱) زیادہ پرہیز گار، زیادہ عبادت گزار، زیادہ زہد و تقویٰ والا اور زیادہ زحمت اٹھانے والا : ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں میں زیادہ پرہیز گار وہ ہے جو مشکوک معاملات میں جلدی نہ کرے۔ زیادہ عبادت کرنے والا وہ ہے جو فرائض کو ادا کرتا ہے۔ زیادہ زہد والا وہ ہے جس نے حرام چیزوں کو چھوڑ دیا۔ زیادہ زحمت اٹھانے والا وہ ہے جو گناہ نہیں کرتا۔
- (۵۲) پشیمان ہونا توبہ کرنے کے برابر ہے : ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ شرمندہ ہونا توبہ کرنے کے برابر ہے۔
- (۵۳) جس نے اپنی حیثیت سے زیادہ مال دنیا جمع کیا : ایک شخص حضرت امیر المؤمنین (علیؑ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حاجت کی شکایت کی۔ (آپ نے) فرمایا: جس شخص نے مال دنیا اپنی حیثیت (وقت) سے زیادہ جمع کیا وہ دوسروں کا خزانچی ہوا۔
- (۵۴) ایک عادت جو وصیت کے لئے مناسب ہے : ابو جعفر امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ جب میرے والد (امام علیؑ ابن حسینؑ) کی موت کا وقت قریب آیا تو مجھے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ میں تجھے وہی وصیت کرتا ہوں جو میرے والد نے مجھے اپنی موت کے وقت کی تھی۔ ان سے ان کے والد نے وصیت کی تھی کہ جس کا خدا کے سوا کوئی مددگار نہ ہو اس پر ظلم نہ کرنا۔
- (۵۵) ایک عادت علیحدگی کی وجہ اور دوسری عادت ملائے کا بھانہ : حذیفہ ابن منصور نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ قریش کے ایک گروہ کا لوگوں سے اچھا سلوک نہیں تھا۔ اس وجہ سے وہ قریش نہ رہے۔ حالانکہ ان کے حسب نسب میں کوئی خرابی نہیں تھی۔ ایک گروہ غیر قریش کا تھا جن کا سلوک لوگوں سے اچھا تھا وہ قریش سے مل گئے۔ جس نے لوگوں سے اپنا ایک ہاتھ روک لیا اس سے بہت سے ہاتھ ترک گئے۔
- (۵۶) ایک عادت جو اہل دنیا پر بھاری ہے دوسری عادت ہلکی ہے : محمد بن مسلم نے کہا کہ ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نیک کام دنیا والوں پر گراں ہے قیامت کے روز ان کے اعمال میزان میں گراں ہوں گے۔ اہل دنیا پر برے کام ہلکے اور آسان معلوم ہوتے ہیں۔ قیامت میں ایسے اعمال ہلکے ہوں گے۔
- (۵۷) کوئی حسب نہیں سوائے عادت کے۔ کوئی کرم نہیں سوائے عادت کے، کوئی عمل نہیں سوائے عادت کے اور کوئی عبادت نہیں سوائے عادت کے : علیؑ بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) نے ارشاد فرمایا کہ قریش اور عرب کی شرافت صرف تواضع میں ہے۔ کرم پرہیز گاری میں ہے۔ عمل کا تعلق نیت سے ہے۔ عبادت مسئلہ جاننے میں ہے۔ اللہ کا سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو امام کا پیرو کار کہلائے مگر ان کے اعمال پر کار بند نہ ہو (عمل نہ کرے)۔
- (۵۸) ایک عادت جو چار باتوں میں فائدہ پہنچاتی ہے : ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ سرمہ لگانے سے بال اگتے ہیں۔ آنکھوں میں پانی آنا بند ہوتا ہے۔ منہ کا ذائقہ شیریں کرتا ہے اور آنکھوں کو روشنی دیتا ہے۔
- (۵۹) جب پروردگار عالم کسی کو دوست رکھتا ہے تو اسے بڑے امتحان میں ڈالتا ہے : رسول اللہ نے فرمایا کہ بڑے امتحان کا بدلہ بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اسے کسی بڑی آزمائش میں ڈالتا ہے۔ جو اس آزمائش میں پورا اتر اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ اور جو بندہ اس آزمائش سے ناراض ہو اس سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتا ہے۔

(۶۰) وہ عادات جس سے بواسیر ہوتی ہے : حضرت امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب نے ارشاد فرمایا کہ بیت الخلاء میں زیادہ دیر بیٹھنے سے بواسیر کا مرض پیدا ہوتا ہے۔

(۶۱) لوہے کی انگوٹھی پہننے سے ہاتھ پاک نہیں ہوتے : رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے جس ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی ہوگی وہ پاک نہیں ہوگا۔

(۶۲) جو شخص بات کرنے سے پہلے سلام نہ کرے اس کو جواب نہ دو : رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص بات کرنے سے پہلے سلام نہ کرے اس کی بات کا جواب نہ دو۔ اگر سلام نہ کرے تو اس کو کھانا کھانے کے لئے مت بلاؤ۔

(۶۳) ایک عادت ایسی ہے کہ اگر خود کرے یا اس کی خاطر کسی جائے تو وہ دین محمدی سے نکل جاتا ہے : ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کہانت (غیب کی باتیں، فال گوئی) کرے یا کسی کی خاطر کہانت کرے وہ دین محمدی سے الگ ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ قیافہ کے بارے میں کیا حکم ہے؟ (آپ نے) فرمایا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ کوئی ان کی طرف رجوع ہو۔ اگر چہ ان کا کہنا واقعہ کے قریب ہو۔ (مزید) فرمایا قیافہ شناسی نبوت کی فصل سے ہے جو لوگوں میں موجود ہے۔

(شرح: کہانت غیب گوئی کا ایک طریقہ ہے جسے رمانی اور فال نکالنا جو جاہلی عربوں میں رائج تھی وہ لوگ جو خود کو کابن کہتے تھے ان کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ جنوں سے دوستی رکھتے ہیں اور ان کے ذریعے ان کو غیب کا علم حاصل ہو جاتا ہے اور اس بہانے وہ لوگ اپنی طرف مائل کرتے تھے اور ان کی مشکات اور نزاعات میں اپنا رعب داب قائم کر لیتے تھے۔ پیغمبر اسلام نے اس بات کی سختی سے مخالفت کی اور کابنوں کی تکذیب کی کیونکہ علم غیب کا انحصار خدا پر ہے۔ اور یہاں تک کہ پیغمبر بھی علم غیب سے کچھ نہ فرماتے سوائے ان آیات کہ جو خدا کی جانب سے ان پر نازل ہوتی تھیں۔

قیافہ شناسی کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی خلقی خصوصیات و علامات کو دیکھ کر اس کا نسب و اخلاق سمجھ لیا جائے۔ یہ علم بھی شریعت اسلام میں معتبر نہیں ہے۔ اور اسلامی مقررات (۱) کے خلاف کسی کے نسب کو اس کے گہوارے میں معین کرنا اور اس پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس نے جو طے کیا وہ محض گمان سے کیا لیکن ایسے گمان سے جو قابل اعتبار نہیں ہے۔

(۱) مقررات: لکھے ہوئے دستور کو کہتے ہیں۔)

(۶۴) انبیاء علیہم السلام کی مثال میں سے ایک بات باقی رہ گئی : ابو الحسن اول (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ انبیاء کی مثال میں سے ایک بات باقی رہ گئی ہے اور وہ حیاء ہے۔ اگر حیاء نہیں ہے تو جو مرضی میں آئے کرو۔ (آپ نے) فرمایا: یہ بات بنی امیہ میں موجود ہے۔

(۶۵) اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لئے بھلائی چاہتا ہے تو اس کو دنیا میں جلدی سزا دیتا ہے اور اگر برائی چاہتا ہے تو اس کو سزا کو ٹال دیتا ہے : ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اس کو دنیا میں جلد سزا دیتا ہے۔ اور اگر برائی چاہتا ہے تو اس کے گناہ کو پیش نظر رکھتا ہے اور قیامت میں اس کو سزا دے گا۔

(شرح: پہلی قسم سے مقصود وہ بندہ مومن ہے جو عملاً گناہگار ہے اللہ تعالیٰ اس کو فوری سزا دیتا ہے تاکہ وہ متنبہ ہو جائے اور توبہ کر لے اور دوسرے قسم کے بندے سے مراد منافق و بے ایمان شخص ہے کہ جن کو خدا دنیا میں مہلت دیتا ہے اور وہ دھوکے میں رہتا ہے اور یہ بھی کہ ایک قسم کی سزا ہی ہے جس کا وہ مستحق

ہوتا ہے۔

مترجم شرح:

یعنی خدا چونکہ اسے کوئی فوری عذاب نہیں دیتا تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کے سب کام اچھے ہیں اور قابل مواخذہ نہیں ہیں چنانچہ وہ گناہ پر گناہ کرتا چلا جاتا ہے اور آخر میں جہنم رسید ہو جاتا ہے۔

(۶۶) حاسدوں کے مقابلے میں صبر سے کام لو وہ خدا کی نعمت کے دشمن ہیں : ابو عبد اللہ امام جعفر صادق * نے ارشاد فرمایا کہ حاسدوں سے صبر سے کام لو۔ وہ خدا کی نعمت کے دشمن ہیں تو اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ بہتر ہے اس میں تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔

(۶۷) نبی اور علی * ایک درخت سے پیدا ہوئے ہیں : رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ تمام لوگ مختلف درختوں سے پیدا ہوئے ہیں اور میں اور علی * ایک درخت سے پیدا ہوئے ہیں۔ میری جڑ علی اور شاخ جعفر ہیں۔

(۶۸) ایک عادت جو ہر نعمت کا شکر ادا کرنا ہے : عمر بن یزید سے روایت ہے کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق * نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا شکر ادا کرو اگر بڑی ہو تو اللہ کی حمد بجا لاؤ۔

(۶۹) دین محبت اور دوستی کا نام ہے : سعید بن یسار سے روایت ہے کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق * نے فرمایا دین کا مطلب محبت ہے۔ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تمہیں دوست رکھے گا۔

(۷۰) مومن جب مومن سے ہاتھ ملا کر الگ ہوتا ہے تو گناہ سے پاک ہو جاتا ہے : ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب مومن کسی مومن سے مصافحہ کرتا ہے اور جب وہ الگ ہوتے ہیں تو دونوں گناہ سے پاک ہوتے ہیں۔

(۷۱) وہ عادت جو دلوں کو زندہ کرتی ہے : ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا : اے فضیل ہماری حدیث دلوں کو زندہ کرتی ہے۔

(۷۲) وہ عادت جو امر خدا کو زندہ کرتی ہے : خیشہ سے روایت ہے کہ ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ (تم لوگ) ایک دوسرے سے گھروں میں ملاقات کیا کرو اس بات سے ہمارے امر زندہ ہوتے ہیں۔ اور پروردگار عالم اس بندے پر رحم کرتا ہے جو ہمارے امر کو زندہ کرتا ہے۔

(۷۳) پروردگار عالم نے کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو آنکھ کو زیادہ روشن کرے سوائے ایک عادت کے : محمد بن مروان سے روایت ہے کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق * نے ارشاد فرمایا کہ اے محمد بن مروان میرے جد امجد (علیہ السلام) فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے) خوف سے زیادہ کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو تیرے باپ کی آنکھ کو زیادہ روشن کرے۔

(۷۴) دین کے نو حصے ایک عادت میں ہیں : ابو عمر عجمی کا بیان ہے کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق * نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابو عمر اللہ سے ڈرنے میں دین کے نو (۹) حصے ہیں۔ جو اللہ سے نہیں ڈرتا اس کا کوئی دین نہیں ہوتا۔ شراب پینے اور جرابوں پر مسح کرنے کے علاوہ ہر بات میں اللہ سے ڈرنا چاہئے۔

(شرح: تقیہ سے مراد وہی اعمال میں حق کے خلاف عمل کرنا اور مخالف مذاہب کے ساتھ موافقت کرنا ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہے کہ اگر وہ ان کی

مخالفت نہ کرے اور اپنے اصلی وظیفہ (یا ذمہ داری) کو انجام دے تو باعث ضرر ہے لیکن تقیہ سے نبیز (شراب جو) اور وضو میں موزہ کے اوپر مسح کرنا ان دو کاموں کی اجازت نہیں ہے کیونکہ مذہب مخالفین میں یہ دونوں کام حتمی طور پر نہیں ہیں اور ان دونوں کو ترک کرنے سے نہ عقیدہ کا اظہار ہوتا ہے اور نہ ضرر کا امکان ہے۔)

(۷۵) جو تقدیر پر راضی ہوا اور جو ناراض ہوا : ابو عبد اللہ امام جعفر صادق * نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کے فیصلے پر راضی ہو اور فیصلہ اس کے خلاف ہو جائے تو اس شخص کو پروردگار عالم اجر عطا فرمائے گا۔ اور جو شخص اللہ کے فیصلے پر راضی نہ ہو گا اس کو اجر نہیں ملے گا۔

(۷۶) وہ عادت جس کی برابری لال بالوں والا اونٹ نہیں کر سکتا : علی بن حسین امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ لال اونٹ دے دوں (بلکہ) میں غصے کے اس گھونٹ کو پینا پسند کرتا ہوں جس کے دلانے والے سے بدلہ نہ لوں۔

(۷۷) وہ عادت جو رزق کو بڑھا دیتی ہے : ابو عوف عجبلی نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق * کو فرماتے ہوئے سنا کہ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد وضو کرنے سے روزی بڑھتی ہے۔

(۷۸) ایک عادت معاف نہیں کی جائے گی : ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک عادت گناہ معاف نہیں کی جائے گی (اور وہ یہ ہے) کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میری صرف اس کام پر پوچھ گچھ ہوگی اور باقی تمام (چھوٹے گناہ) معاف ہو جائیں گے۔

(۷۹) وہ عادت جس سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور اس کا انجام فقر و فاقہ ہے : راوی کا بیان ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق * کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے کہ گانے کی وجہ سے نفاق پیدا ہوتا ہے اور اس کا انجام فقر و فاقہ ہے۔

(۸۰) وہ عادت جس کی وجہ سے مومن کو سب سے پہلے تحفہ ملے گا : اسحاق بن عمار نے کہا کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق * سے میں نے دریافت کیا کہ قیامت میں مومن کو سب سے پہلے کیا تحفہ ملے گا؟ (آپ نے) فرمایا جو شخص اس کے جنازے کے ساتھ چلا اس کو بخش دیا جائے گا۔

(۸۱) وہ عادت جس کی وجہ سے وہ بخش دیا جائے گا بغیر کسی نیکی کے : ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا جس کی کوئی نیکی نہیں ہوگی۔ اس سے کہا جائے گا کہ اپنی کوئی نیکی یاد کرو وہ عرض کرے گا کہ میری صرف ایک نیکی ہے وہ یہ کہ تیرا ایک بندہ میرے قریب سے گزرا میں نے اس سے پانی طلب کیا اس نے پانی دے دیا۔ میں نے پانی سے وضو کر کے تیری نماز پڑھی۔ پروردگار عالم ارشاد فرمائے گا کہ میں نے تجھے بخش دیا ہے میرے اس بندے کو جنت میں لے جاؤ۔

(۸۲) وہ عادت جو ہر گناہ کی بنیاد ہے : ابو عبد اللہ امام جعفر صادق * کا ارشاد گرامی ہے کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کی بنیاد ہے۔

(۸۳) وہ شخص بہت برا ہے جو جنت میں ذلیل ہو کر داخل ہوگا : نجم نے کہا ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے نجم تم میں سے ہر شخص جنت میں ہمارے ساتھ ہوگا۔ وہ شخص کتنا برا ہے جو جنت میں بے عزت ہو کر داخل ہوگا۔ پوچھا: کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ (آپ نے) فرمایا: ہاں ایسا ہوگا۔ جس نے اپنی شرم گاہ اور پیٹ کو نہیں چھپایا ہوگا۔

(۸۴) وہ عادت جو اللہ کی رحمت کی وجہ ہوتی ہے : جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے عقلمند پروردگار عالم اس بندے پر رحم کرتا ہے جو انسانوں کی محبت اپنی طرف کرے، لوگوں کو دوامات بتائے جس کو سمجھ سکیں اور اس بات سے کنارہ کشی اختیار

کرے جس کو وہ سمجھ نہ سکیں۔

(۸۵) وہ عادت جس کی وجہ سے گھبر میں برکت زیادہ ہوتی ہے : امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کے گھر میں برکت زیادہ ہو اسے چاہئے کہ وہ ہمیشہ کھانا کھانے سے پہلے اپنے ہاتھ دھو لے۔

(۸۶) جو شخص تندرست ہو اور علاج کرائے اور مر جائے : جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے تندرستی کی حالت میں اپنا علاج کرایا اور مر گیا۔ میں اس کا مددگار نہیں ہوں (صرف بیماری کی حالت میں علاج کرانا چاہئے)۔

(۸۷) وہ عادت جو مومن میں نہیں ہوتی : عبد الواحد بن مختار نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے شطرنج کھیلنے کے بارے میں سوال کیا تو (آپ نے) فرمایا کہ مومن کا اس کھیل سے کوئی تعلق نہیں۔

(۸۸) وہ عادت جس کی وجہ سے ایمان ختم ہو جاتا ہے : رسول اللہؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ کنجوسی سے زیادہ کوئی چیز ایمان کو ختم نہیں کرتی۔ کنجوس چینی کی چال چلتا ہے۔ شرک ایک گھائی (کھائی) کی طرح گھائی رکھتا ہے۔

(۸۹) جو شخص مرنے سے پہلے اپنا جانشین دیکھ لے وہ نیک، خوش نصیب (خوش بخت) ہے : موسیٰ بن بکرو اسطی سے روایت ہے کہ ابو الحسن موسیٰ بن جعفر (امام موسیٰ کاظمؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے یا بیٹی سے کہے کہ میرے ماں اور باپ تم پر قربان ہوں۔ تو کیا یہ بات ٹھیک ہے؟ آپ نے فرمایا اگر والدین حیات ہیں تو درست نہیں اور اگر مر چکے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا وہ شخص نیک بخت ہے جو اپنی حیات میں اپنا جانشین دیکھ لے۔ اللہ کی قسم اللہ نے مجھے اپنا جانشین دکھلایا ہے۔

(۹۰) مومن کا مرتبہ خانہ کعبہ سے بلند ہے : حضرت ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ مومن کا مرتبہ خانہ کعبہ کی حرمت سے بلند ہے۔

(۹۱) مومن کے لئے اللہ کی مدد یہ ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی نافرمانی میں مبتلا دیکھتا ہے : حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے مومن کی یہ مدد کم نہیں ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی نافرمانی کرتا ہوا دیکھتا ہے۔

(۹۲) تحفہ دینا بغض و عناد کو کم کرتا ہے : حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ اچھی چیز ضرورت سے پہلے تحفہ دینا ہے۔ آپس میں تحفہ دیا کرو تا کہ تم میں اس سے محبت پیدا ہو۔ تحفہ دینے سے بغض و عناد دور ہوتا ہے۔

(۹۳) گمنام شخص کے لئے خوشخبری ہے : حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ گمنام شخص کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ وہ لوگوں کو جانتا ہے، جسمانی طور پر ان کے ساتھ ہے، دل سے ان کے کاموں میں شریک نہیں ہے۔ وہ لوگوں کو ظاہری طور پر جانتا ہے اور لوگ اس کے باطن سے اعلم ہیں۔

(۹۴) وہ عادت جو انسان کو قیامت میں فقیر بنا دے گی : رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ سلیمان ابن داؤدؑ کی والدہ نے سلیمانؑ سے فرمایا کہ رات کو زیادہ نہیں سونا چاہئے کیونکہ یہ انسان کو قیامت کے روز فقیر کر دے گا۔

(۹۵) قرآن کے اٹھانے والے (جاننے والے) اہل جنت ہیں : رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن اٹھانے والے (جاننے والے) جنت والے ہیں۔

(۹۶) رسول اللہ نے اعضائے وضو کو ایک مرتبہ دھویا : ابن عمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے اعضائے وضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا۔

(۹۷) وہ عادت جو بہتر سے بہتر ہے : امام حسن کا ارشاد گرامی ہے کہ بہترین عادت اچھے اخلاق کا ہونا ہے۔

(۹۸) ہر نبی کی ایک خاص دعا ہوتی ہے : رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کی ایک خاص دعا ہوتی ہے جس سے وہ پروردگار عالم سے سوال کرتا ہے۔ میں نے اپنے لئے خاص دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی سفارش کے لئے اٹھا رکھا ہے۔

(۹۹) وہ عادت جو افضل عبادت اور افضل دین ہے : رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ مسند کا جاننا بہترین عبادت ہے اور پرہیزگاری بہترین دین داری ہے۔

(۱۰۰) وہ چیز جو بہت ہے مگر اس کے کرنے والے کم ہیں : رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ نیکی بہت ہے مگر اس کے کرنے والے بہت کم ہیں۔

(۱۰۱) وہ عادت جو نصف دین ہے : رسول اللہ کا ارشاد ہے اچھا اخلاق نصف (آدھا) دین ہے۔

(۱۰۲) وہ عادت جو مومنین کو دی گئی : رسول اللہ سے پوچھا گیا کہ مسلمانوں کو بہترین چیز کیا دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھا اخلاق۔

(۱۰۳) نبی اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے : رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ میں اور علیؑ ابن ابی طالب ایک ہی نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

(۱۰۴) اصلاح جسم آدمی کے لئے ایک عضو کی اصلاح سے ہوتی ہے : نعمان بن بشیر نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ٹوٹا ہے۔ اگر وہ صحیح سالم ہے تو انسان کا تمام جسم صحیح وسالم ہے۔ اگر وہ بیمار ہے تو تمام جسم بیمار اور تباہ ہو جاتا ہے اور وہ دل ہے۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر انسان کا دل پاک ہے تو تمام جسم پاک ہے اور اگر دل ناپاک ہے تو تمام جسم ناپاک ہے۔

(شرح: انسان کے عقیدہ و احساسات کا مرکز دل ہے کیونکہ اس کے تمام حرکات و اعمال کا سبب اس کے عقائد و احساسات ہی ہوتے ہیں۔ درست عقائد اور پاک احساسات کے معنی یہ ہیں کہ دل صحت مند ہے۔ اور اس طرح تمام بدن انسانی صحیح اور پاک سمجھا جائے گا۔ یعنی ہر عضو سے جو کام بھی سرانجام پائے گا وہ مفید، محقول اور ہر طرح عادلانہ ہوگا۔ برے عقائد و احساسات اصلاً دل کی بیماری کی دلیل ہیں کہ اس صورت حال میں جو بھی اعمال انسان انجام دے گا وہ شراکینز، برے اور ظلم پر مبنی ہوں گے۔)

(۱۰۵) وہ عادت جس کی وجہ سے انسان جنت میں داخل نہ ہوگا : رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ آدمی ایک کانٹے کی وجہ سے جنت میں داخل نہ ہوگا جو مسلمانوں کے راستے پر پڑا ہو اور وہ اس کو نہ ہٹائے۔

(۱۰۶) وہ انسان جس کو دو باتیں پسند ہوں اور وہ ایک پر عمل کرے : انس بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص وسعت رزق اور لمبی عمر چاہتا ہے تو اسے صلہ رحمی کرنا چاہئے۔

(۱۰۷) ایک سلام سے رسول اکرمؐ نماز ختم کرتے تھے : انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ ایک سلام پڑھ کر نماز کا اختتام کرتے تھے۔

﴿دوسرا باب﴾

- (۱) اللہ تعالیٰ کی معرفت دو باتوں سے ہوتی ہے : ابو عبد اللہ (امام محمد جعفر صادق ؑ) نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے والد (امام محمد باقر ؑ) کو فرماتے ہوئے سنا جو اپنے والد (امام زین العابدین ؑ) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امیر المؤمنین (علی ابن ابی طالب) کی خدمت میں کھڑے ہو کر عرض کیا کہ آپ نے پروردگار عالم کو کس طرح پہچانا۔ (آپ نے) فرمایا کہ عزم کے ٹوٹنے اور ہمت کے ٹوٹنے سے۔ میں جب ارادہ کرتا ہوں تو میرے اور میرے ارادہ کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا ارادہ قضاء کے مخالف ہے۔ یہی جانتا ہوں کہ تدبیر کرنے والا کوئی اور ہے (اس نے) عرض کیا (آپ) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں مصیبت کو دیکھتا ہوں کہ مجھ سے نال کر دوسرے کو مصیبت میں مبتلا کر دیا گیا ہے جس پر میں اس کی نعمت کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ (اس نے) عرض کیا اس (خدا) کو کیوں ملنا چاہتے ہیں؟ (آپ نے) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے فرشتوں، نبیوں اور رسولوں کا دین پسند کیا اس وجہ سے اس کی ملاقات پسند کرتا ہوں۔
- (۲) رسول اللہ نے فرمایا دو باتوں میں کسی کو اپنے ساتھ شامل نہیں کرنا چاہتا : رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میں دو باتوں میں کسی شخص کو شامل نہیں کرنا چاہتا۔ ایک وضو جو میری نماز کا حصہ ہے۔ دوسرا صدقہ اس کو میں اپنے ہاتھ سے سائل کو دینا چاہتا ہوں۔ سائل سے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔
- (۳) دو چیزوں کو قبول کر لو : رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ دو عجیب چیزیں ہیں جن کو قبول کر لیا کرو۔ ایک کسی بے وقوف سے عقلمندی کی بات دوسری کسی عقلمند آدمی سے بیوقوفی کی بات کو معاف کر دیا کرو۔
- (۴) وضو دو طرح سے باطل (ٹوٹ) ہو جاتا ہے : ابو بصیر مرادی سے روایت ہے کہ ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) سے میں نے دریافت کیا کہ کیا حجامت، قے اور خون سے وضو ٹوٹ جاتا ہے (آپ نے) فرمایا نہیں بلکہ نیچے سے نکلنے والی چیزوں سے باطل ہوتا ہے (یعنی پیشاب، پاخانہ، ریح، ہنسی وغیرہ)۔
- (۵) دو باتوں کی وجہ سے کفران نعمت ہوتا ہے : رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ دو نعمتیں کفران نعمت کی وجوہات ہیں ایک امن اور دوسری سلامتی۔
- (۶) دو باتوں کی وجہ سے فتنہ پیدا ہوتا ہے : رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ دو باتوں کی وجہ سے اکثر لوگ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں۔ ایک تندرستی اور دوسری بے روزگاری۔
- (۷) خاموش رہنا اور خانہ کعبہ کی طرف پیدل جانا تمام عبادات سے افضل ہے : ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) کا ارشاد ہے کہ خاموشی اور خانہ کعبہ کی طرف پیدل چلنے سے افضل اللہ تعالیٰ کی کوئی اور عبادت نہیں ہے۔
- (۸) دو اشخاص امر بالمعروف ہو جاتے ہیں : ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) کا ارشاد ہے کہ دو اشخاص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہو جاتے ہیں۔ ایک وہ مومن جو نصیحت حاصل کرے یا وہ نادان جو یاد کرے اور عمل کرے۔ تازیانہ اور تلووار رکھنے والا اس حکم میں نہیں ہے۔
- (۹) کفر کے دو بازو : ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) کا ارشاد گرامی ہے کہ کفر کے دو بازو ہیں ایک بنو امیہ اور دوسرے آل مہلب (ابولہب)

لی اولاد)۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا : رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم نے اہل زمین کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے اچھے حصے میں رکھا پھر اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے اچھے حصے میں رکھا۔ پھر عرب کو چنا۔ عرب سے قریش کو چنا۔ قریش سے بنو ہاشم کو چنا۔ اور بنو ہاشم سے عبدالمطلب کو چنا اور عبدالمطلب کی اولاد میں سے مجھے چنا۔

(شرح: ظاہراً پہلی دو قسمیں جن وانس ہیں کیونکہ کرۃ ارض پر یہ دونوں گروہ عاقل و مکلف (جن پر تکلیف شرعی عائد ہوتی ہے) اور شریف مانے جاتے ہیں۔ اور دوسری قسم سے مراد یہ ہے کہ رنگ کے اعتبار سے انسان گندمی، سیاہ فام یا سفید فام ہوتے ہیں۔ جن میں سے تیسری قسم یعنی سفید رنگت والے بہترین سمجھے جاتے ہیں اور اس میں عرب شامل ہیں۔ یا اس سے مقصود نوح کے بیٹوں سام و حام و یافث ہیں جیسا کہ بعض روایات کے مطابق تمام نوع انسان انہیں تینوں کی اولاد ہے اور اولاد سام جوان میں شریف ترین ہیں اس میں عرب شامل ہیں۔)

(۱۱) دو ایسے گروہ ہیں اگر نیک ہیں تو تمام لوگ نیک ہیں اور اگر وہ برے ہیں تو سارے لوگ برے ہیں : حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد امام محمد باقر نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میری امت کے دو گروہ ایسے ہیں اگر وہ نیک ہیں تو میری امت نیک ہوگی اور اگر وہ برے ہیں تو میری امت بری ہوگی۔ عرض کیا گیا وہ گروہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: فقہا اور امراء۔

(۱۲) دو کمزوروں کے معاملے میں پروردگار عالم سے ڈرو : جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ دو کمزوروں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو یعنی یتیم اور یتیم اور عورتوں کے معاملے میں۔

(۱۳) دو بیٹیوں، دو بہنوں، دو پھوپھیوں اور دو خالانوں کی پرورش کونے کا ثواب : جناب ابو جعفر (امام محمد باقر) نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنی دو بیٹیوں، دو بہنوں، دو پھوپھیوں یا دو خالانوں کی پرورش کی تو وہ اسے دوزخ کی آگ میں نہیں جانے دیں گی۔

(۱۴) دو اشخاص جنت کی خوشبو نہیں سونگھیں گے : رسول اللہ کا ارشاد گرامی ہے کہ پانچ سو سال چلنے کی راہ تک جنت کی خوشبو جائے گی مگر اس خوشبو کو دو اشخاص نہیں سونگھ سکیں گے۔ ایک وہ شخص جس کو والدین نے عاق کر دیا ہو دوسرا وہ جس کی بیوی زنا کراتی ہو اور اس کے علم میں ہو۔

(۱۵) دو زبانیں رکھنے والے (دو غلے کے بارے میں : رسول اللہ کے ارشاد ہے کہ قیامت کے دن دو غلہ شخص اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کی ایک زبان گدی سے نکلی ہوئی ہوگی، دوسری سینے میں پڑی ہوگی جس سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے جو اس کے جسم کو جلا کر راکھ کر دیں گی۔ اعلان کیا جائے گا کہ یہ شخص دنیا میں دو غلہ تھا، دوزبانیں رکھتا تھا۔ قیامت میں اسی نام سے مشہور ہوگا۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک قیامت میں بدترین شخص دو غلہ ہوگا۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا میں دو غلہ ہوگا قیامت میں اس کی دوزبانیں ہوں گی۔

ابن ابی عمیر نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مومنین سے مل کر ان سے دوستی کا دعویٰ کرے اور پیٹھ پیچھے ان کی برائی بیان کرے ایسا شخص قیامت میں آگ کی دوزبانوں سے مشہور ہوگا۔

ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص دو غلہ اور دوزبانوں والا ہے جو مومن کے منہ پر اس کی تعریف کرے اور پیٹھ پیچھے اس کی برائی بیان کرے۔ اگر اسے نعت ملے تو حسد کرے اور اگر مصیبت میں گرفتار ہو تو اسے چھوڑ دے۔

(۱۶) دو قسم کے انسان : رسول اللہ کا ارشاد پاک ہے کہ انسان دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ شخص ہے جو آرام پہنچاتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جو آرام میں ہوتا ہے۔ مومن جب مر جاتا ہے تو دنیا اور اس کی مصیبتوں سے آرام پاتا ہے اور جب کافر مرتا ہے تو درخت، جانور اور بہت سے لوگ اس کی تکلیف سے بے خوف ہو جاتے ہیں۔

(۱۷) انسان دو قسم کے ہیں عالم اور طالب علم : جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے ارشاد فرمایا کہ لوگ دو قسم کے ہیں۔ ایک عالم اور دوسرا طالب علم باقی سب بے سہارا ریوز ہیں۔ وہ سب آگ میں ہوں گے۔

(۱۸) ایک عادت گناہوں کو بھلا دیتی ہے اور دوسری عادت دلوں کو سخت کر دیتی ہے : جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے اپنے والد امام محمد باقر سے روایت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ مال کی کثرت سے خوش نہ ہو میرے ذکر کو ہر حال میں یاد رکھو۔ مال کی زیادتی گناہوں کو بھلا دیتی ہے۔ میری یاد کو چھوڑنے سے دلوں میں سختی پیدا ہوتی ہے۔

(۱۹) دو عادتیں جو جذام سے پناہ دیتی ہیں : جناب ابو عبد اللہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ناخن کا کاٹنا، شارب لینا، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک جذام سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۲۰) دو عظیم مصروفیات : ابو ذرؓ (اللہ تعالیٰ کے خوف سے) اس قدر روئے کہ ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی (ان سے) کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی شفا یابی کی دعا کریں۔ (انہوں نے) کہا کہ مجھے ضرورت نہیں، مجھے اس کی کوئی فکر نہیں۔ لوگوں نے کہا: کیوں؟ انہوں نے کہا کہ جنت اور دوزخ کی فکر کرنا بڑی مصروفیات ہیں۔

(۲۱) دنیا دو کلمہ اور دو درہم ہے : ابو ذرؓ خانہ کعبہ کے پاس کھڑے فرما رہے تھے کہ میں جناب ابن سکین ہوں۔ ان کو لوگوں نے گھیر لیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم سفر کرتے ہو تو مناسب سامان ساتھ لے جاتے ہو۔ آخرت کا سفر پیش ہے اس لئے مناسب سامان تیار کیوں نہیں کرتے؟ ایک شخص نے قریب جا کر کہا کہ کیا سامان تیار کریں؟ (انہوں نے) کہا کہ قیامت کا ذخیرہ (یہ ہے کہ) سخت گرمی میں روزہ رکھوں، بڑے کاموں کے لئے حج ادا کرو۔ اور وحشت قبر کی خاطر دو رکعت نماز شب پڑھو۔ اچھی بات کہا کرو، بری بات کہنے سے خاموش رہو۔ مسکین کو صدقہ دیا کرو۔ ممکن ہے کہ اس سے (قیامت کے) سخت دن سے چھٹکارا حاصل کرو۔ دنیا کو درہم کی مانند تصور کرو۔ ایک درہم عیال پر خرچ کرو، دوسرا آخرت کے لئے صرف خرچ کیا کرو۔ تیسرا نقصان دے گا فائدہ نہیں دے گا اس کو چھوڑ دو۔ اس دن کی فکر نے مجھے مار ڈالا جو ابھی مجھ پر نہیں آیا۔

(۲۲) دو عادتوں کسی وجہ سے انسان فقیہ بن جاتا ہے : موسیٰ بن اکیل نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی دو باتوں کی وجہ سے فقیہ ہوتا ہے (ایک یہ کہ) جس نے حرص وہوا کو چھوڑ دیا ہو۔ اسے یہ پتہ نہ ہو کہ اس نے کون سا کپڑا پہن رکھا ہے اور کیا کھایا ہوا ہے (یعنی جوئل جائے کھائے اور جوئل جائے پہن لے)۔

(۲۳) اچھی زندگی نہیں ہے مگر ان دو اشخاص کی : رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ صرف ان دو اشخاص کی زندگی اچھی ہے۔ ایک وہ عالم جس کی اطاعت کی جائے اور دوسرا وہ جو عقل کے امور کی اطاعت کرنے والا ہو۔

(۲۴) دنیا میں بھلاسی نہیں ہے مگر ان دو اشخاص کی : جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں بھلائی نہیں ہے مگر ان دو اشخاص کے لئے۔ ایک وہ جو روزانہ اپنی نیکیاں بڑھاتا ہے۔ اور دوسرا وہ جو توبہ سے اپنے گناہوں کی تلافی کرتا رہتا ہے۔ خدا کی

قسم کسی کی تو یہ اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ ہم اہل بیت کی ولایت کا اقرار نہیں کرتا اگرچہ سجدہ کرتے کرتے اس کی گردن ہی کیوں نہ ختم ہو جائے۔

(۲۵) علم دو قسم کے ہیں: سلیم بن قیس ہلانی نے کہا کہ میں نے سنا کہ حضرت علیؑ نے ابو طفیل عامر بن واثلہ کنانی سے فرمایا کہ علم دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ ہے جس میں عوام الناس غور و فکر کریں اور وہ دین کا علم ہے۔ اور دوسرا علم وہ ہے جس میں عوام الناس غور و فکر نہ کریں وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت (کا علم) ہے۔

(۲۶) دو عادتیں عجیب ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھانا اور دوسرے خدائی کا دعویٰ کرنا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم نے زمین پر ایک فرشتہ بھیجا جو کافی عرصہ تک زمین پر رہا۔ پھر واپس آسمان پر چلا گیا اس سے دریافت کیا گیا کہ تم نے دنیا میں سب سے عجیب چیز کیا دیکھی؟ (اس نے کہا: میں نے دیکھا کہ انسان جو تیری ہر قسم کی نعمت سے مالا مال تھا اور اپنی خدائی کا دعویٰ کرتا تھا مجھے اس کی حرکت پر بڑی حیرت ہوئی اور تیری برداشت پر بڑا حیران ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا میرے صبر کرنے پر حیران ہو؟ (اس نے) عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: میں نے اس کو چار سو سال اور مہلت دے دی ہے۔ اس کی کسی رگ کو تکلیف نہیں ہوگی۔ کھانے پینے کی کسی چیز کی اس پر کمی نہیں کروں گا۔

(۲۷) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں پروردگار عالم کی خلق کردہ ہیں: جناب ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں جس نے ان کی مدد کی پروردگار عالم اس کی مدد کرے گا اور جو ان کو چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو چھوڑ دے گا۔

(۲۸) ابو ذرؓ کی عبادت دو چیزیں تھیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ ابو ذرؓ کی اکثر عبادت دو تھیں ایک غور و حوض کرنا اور دوسرے عبرت حاصل کرنا۔

(۲۹) جس عورت کے دو شوہر ہوں اور وہ دونوں جنت میں چلے جائیں تو اسے کون سا شوہر ملے گا: رسول اللہؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس عورت کے دو شوہر ہوں اور وہ دونوں جنت میں چلے جائیں تو اس کو کون سا شوہر ملے گا (آپؐ نے) فرمایا: اے ام سلمیٰ وہ اس شوہر کو پسند کرے گی جو اچھے اخلاق والا ہوگا اے ام سلمیٰ اچھی دنیا اور اچھی آخرت اچھے اخلاق والے کی ہے۔

(۳۰) اللہ تعالیٰ کے معاملے میں جھگڑا کرنے کے لئے: نضر بن مالک نے کہا کہ میں نے امام حسین ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس آیت ہذان خصمان اختصموا فی ربہم (یہ دونوں جھگڑا کرنے والے ہیں اپنے پروردگار کے معاملے میں) (سورہ حج۔ آیت نمبر ۱۹) میں جھگڑنے والے کون ہیں۔ آپؐ نے فرمایا وہ لوگ ہم اور بنو امیہ ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ خدا نے غلط کہا ہے۔ ہم لوگ قیامت میں اس بارے میں ایک دوسرے سے جھگڑا کریں گے۔

(۳۱) سخی کی دو معنی ہیں: احمد بن سلیمان نے ابو الحسن علیہ السلام سے اس وقت دریافت کیا جب آپؐ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ سخی کون ہے؟ آپؐ نے (جواب میں) فرمایا کہ تیری بات کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ اگر مخلوق کے بارے میں پوچھا ہے تو جس نے اپنے فرائض ادا کیے ہیں وہ سخی ہے اور جس نے ندادا کیے ہوں وہ کجس ہے اگر اللہ کے بارے میں پوچھتے تو اگر وہ عطا کرے تب بھی سخی اگر نہ دے تب بھی سخی۔ اگر

بندے کو دیتا ہے تو اس کا حق نہیں ہے۔ اگر نہیں دیتا تو اس کا کوئی حق نہیں ہے۔

(۳۲) درہم و دینار ہلاک کرنے والے ہیں: رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ درہم و دینار ہلاک کرنے والے ہیں تم سے پہلے جو لوگ تھے ان کو ہلاک کیا اور تم کو بھی ہلاک کریں گے۔

(۳۳) سونا اور چاندی مسخ شدہ پتھر ہیں: فرمایا سونا اور چاندی مسخ شدہ پتھر ہیں جس شخص نے ان کو دوست رکھا وہ ان کے ساتھ ہوگا۔ کتاب کے مؤلفؒ کا کہنا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جس نے دونوں کو دوست رکھا اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہ کیا۔

(شرح: سونا چاندی تو مستور معدنی دھاتیں ہیں اور یہ جو ان کو مسخ شدہ پتھر قرار دیا گیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ مادہ سنگ (پتھر ہونے کا خاصہ) ان میں محفوظ ہے۔ اور کان میں مدتوں پڑے رہنے کی وجہ سے ان کی شکل بدل کر دھات میں تبدیل ہوگئی اور چونکہ پتھر جہنم کا ایندھن ہے اور چونکہ ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جن کو وہ دنیا میں محبوب رکھتا تھا تو جو ان سونے چاندی کو عزیز رکھتا ہے وہ انہیں کے ساتھ محسوس ہوگا۔ اور جہنم میں جھونک دیا جائے گا اور اپنی محبوب کے ساتھ محسوس ہونا ایک فطری بات ہے کیوں کہ عالم آخرت کے موجودات درحقیقت نفوس و ارواح کے امور کا ہی منعکس ہونا اور محقق ہونا ہے۔ جو اس کی راحت یا عذاب کا سبب بنتا ہے اور چونکہ محبت روح انسانی کی صفات میں سے ایک صفت ہے یہی اس کی سعادت و بدبختی کی بنیاد اور اساس ہے تو ان دھاتوں کی محبت کا بھی یہی نتیجہ برآمد ہوگا اور اس کے لئے وہ تفسیر و وضاحت پیش کرنی چاہئے جو مؤلف نے کردی ہے کیونکہ کوئی بھی صاحب ایمان بلکہ کوئی بھی عقل پر گزر گز سونے چاندی سے کوئی علاقہ و محبت نہیں رکھتا اور ان سے جو بھی تعلق ہے وہ محض ضرورتاً ہوتا ہے اور وہ اس محبت کی وجہ سے نہیں ہوتا جیسے اس حدیث کا موضوع ہے۔)

(۳۴) دو عادتوں سے پناہ: ابوسعید خدریؓ نے کہا میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا آپؐ نے فرمایا: میں دو باتوں (یعنی) کفر اور قرض سے پناہ چاہتا ہوں۔ (آپؐ سے) پوچھا گیا کہ کیا قرض اور کفر برابر ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

(۳۵) دو عادتیں شیعوں میں ہوتی ہیں: علی بن حسینؓ (امام زین العابدینؓ) نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں میں دو عادتیں ہوتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کے منہ میں اپنا ہاتھ دے دوں ایک بے صبری اور دوسری راز نہ رکھنا۔

(۳۶) روزہ رکھنے والوں کے لئے دو خوشیاں ہیں: حضرت امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ رکھنے والوں کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت ہوتی ہے۔ دوسری اللہ سے ملاقات کے وقت۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آدمی کا ہر عمل اس کی ذات کے لئے ہے۔ اس کا روزہ ڈھال کا کام کرے گا جس طرح تمہارا ہاتھ یا دنیا میں تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ خدا کے نزدیک روزہ دار کے منہ کی بو مشک کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے اور روزہ دار دوسرے خوش ہوتا ہے۔ انظار کے وقت جب کھاتا پیتا ہے دوسرے میری ملاقات کے وقت کہ میں اس کو جنت میں لے جاؤں گا۔

(۳۷) دو تاجروں کے بارے میں سچے اور نیک یا جھوٹے یا خائن: رسول اللہؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر دو تاجر آپس میں سچ بات کہیں اور نیکی کے ساتھ پیش آئیں تو تجارت میں برکت ہوگی، اگر جھوٹ بولیں اور خیانت کریں تو برکت نہیں ہوگی۔ اگر معاملہ میں اختلاف ہو تو بیچنے والے کی بات کو مانا جائے گا۔

(شرح: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر سامان کا مالک اپنے سامان کے فروخت کرنے کا انکار کر رہا ہے اور کوئی شخص یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اس نے وہ سامان

خریدا ہے۔ تو بھی بات مالک کی ہی مانی جائے گی اس طرح اگر مالک کہہ رہا ہے کہ اس نے قیمت نہیں دی اور دوسرا کہہ رہا ہے کہ میں نے دیدی ہے تو بھی مالک کا قول ہی مقدم رہے گا۔)

(۳۸) دو چیزیں صبح و شام خیر و برکت لاتی ہیں: رسول اللہؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ گوسفند (بھیڑ بکری) لو اور کھتی باڑی (زراعت) کرو صبح و شام تمہیں خیر و برکت دیں گی۔ (لوگوں نے پوچھا) اونٹ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ شیاطین کی مہاریں ہیں۔ ان سے خیر خطرناک طریقے سے آتی ہے۔ (لوگوں نے عرض کیا): اگر لوگوں نے سنا تو ان کو پالنا چھوڑ دیں گے۔ (آپؐ نے) فرمایا: بد بخت اور نابکار ان کو نہیں چھوڑیں گے۔

(۳۹) دو قسم کی خرید و فروخت مکروہ ہے: ابو جعفر امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا کہ دو قسم کی خرید و فروخت کو برا کہتے ہیں۔ ایک وہ جس کو پھینک دیا جائے اور جس کا جائزہ نہ لیا جائے۔ دوسرے بغیر دیکھے ہوئے کسی چیز کو خریدنا۔

(۴۰) اچھی چیز میں دو دعائیں، بری چیز میں دو دعائیں: ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ اچھی چیز کے مالک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اور اس شخص کو جس نے یہ چیز تیرے ہاتھ فروخت کی ہے برکت دے۔ بری چیز کے مالک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ خدا تجھے اور تجھے فروخت کرنے والے کو برکت نہ دے۔

(۴۱) جو شخص اللہ تعالیٰ کا خیال کرے گا اس کو دو باتیں ملیں گی: معاویہ بن وہب نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو مسلمانوں کے حقوق ادا کرے اور اپنا حق طلب کرے اس کو دو چیزیں عطا ہوں گی۔ رزق کشادہ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی جس سے وہ نجات پائے گا۔

(۴۲) جس شخص میں دو عادتیں ہوں گی وہ مکمل اور سچا مومن ہو گا: رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے فقیر کے ساتھ ہمدردی (رحمہ) کی اور لوگوں کے ساتھ انصاف کیا وہ سچا مومن ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی نیکی سے خوش اور اپنی بدی سے ناخوش ہو وہ پکا مومن ہے۔

(۴۳) جس میں یہ دو عادتیں ہوں گی وہ اچھا ہے ورنہ دور ہو دور ہو دور ہو: جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ جس میں یہ دو عادتیں ہوں گی وہ اچھا ہے ورنہ دور ہو دور ہو دور ہو۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی دو عادتیں ہیں؟ فرمایا کہ نماز کو وقت پر باقاعدہ ادا کرنا، محتاجوں اور قیدیوں سے ہمدردی کرنا۔

(۴۴) مطلقہ مستترابہ میں جو امر پہلے واقع ہو گا وہ عدت سے خارج ہو جائے گی: جناب ابو جعفر امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا کہ مطلقہ مستترابہ کے حیض میں شک ہو اس میں جو امر پہلے واقع ہو گا تو وہ عدت سے خارج ہو جائے گی۔ تین ماہ گزر گئے اور خون نہ آیا۔ تین حیض آئے مگر تین ماہ نہیں ہوئے۔ حیض آنے سے جدا ہو جائے گی۔

(شرح: مستترابہ سے مراد وہ عورت ہے جو جن حیض میں ہے اور اس کو حیض ہوتا بھی ہے۔ اس کو حالت طہارت میں طلاق ہوئی لیکن اپنی عادت کے مطابق حیض نہ ہوا تو یہ عورت مستترابہ ہے کیونکہ اب حمل کا بھی احتمال ہے اور تاخیر حیض کا بھی چنانچہ اس کی عدت ختم ہونے کی مدت دوام کے بیچ میں ہے جس کا روایت میں ذکر کیا گیا ہے۔)

(۴۵) دو عادتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے: جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ احسان کرنا زکوٰۃ دینے کے علاوہ ہے۔ صلہ رحمی سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو (زکوٰۃ دینا واجب ہے نہ دینا ظلم)۔ احسان یہ ہے کہ اپنی چیز دوسرے کو بغیر حق دے دو۔ صاحب حق کو اس کا حق دینا احسان نہیں ہے۔

(۴۶) دو عادتیں جو فقر و فاقہ کو دور، عمر کو طویل اور بری عادتوں کو دور کرتی ہیں: جناب ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ نیکی کرنا اور صدقہ دینا فقر و فاقہ کو دور، عمر کو طویل اور بری اموات کو دور کرتا ہے۔

(۴۷) سنت دو ہیں: حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ سنتیں دو ہیں۔ ایک سنت وہ جو فریضہ ہیں۔ ان کا پڑھنا باعث ثواب ہے اور ان کا چھوڑنا گناہ ہے۔ اور دوسرے سنت غیر فریضہ جن کا پڑھنا ثواب ہے اور چھوڑ دینا جائز ہے (سنت سے مراد رسول اللہؐ کی گفتاریکی بات اور پیغمبرؐ اور معصوم کا عمل ہے۔ بعض اوقات ان کی وضاحت امر واجب سے ہے بعض مرتبہ اس کا ادا کرنا مستحب ہے اس کا ترک کرنا جائز ہے)۔

(۴۸) جس میں یہ دو عادتیں موجود ہوں گی اس سے نیکی کو نا چاہئے: جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ نیکی کا حقدار شریف یا دین دار آدمی ہے۔

(۴۹) بھائی دو قسم کے ہیں: جناب ابو جعفر حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ ایک شخص نے امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ بھائیوں کے بارے میں آگاہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: بھائی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک مخلص بھائی دوسرا ظاہری بھائی۔ مخلص بھائی قابل بھروسہ دست و بازو اہل و مال ہیں۔ بھائی پردل و جان فدا کرنے سے دریغ نہ کرنا، بھائی کے دوست کو دوست رکھنا اور دشمن کو دشمن۔ اس کے راز اور عیب کی پردہ پوشی کرنا اس کی نیکی کا ظہار کرنا۔ اے سوال کرنے والے ایسے دوست بہت ہیں۔ ظاہری بھائی کی لذت معاشرت کو نہ چھوڑو۔ اس سے زیادہ کی ان سے توقع نہ رکھو۔ جس طرح تمہارے ساتھ خوش روی اور خوش گوئی سے پیش آئیں تم بھی ان سے ایسے ہی پیش آؤ۔

(۵۰) انسان دو طرح کے ہوتے ہیں: جناب ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک مرد مومن ہوتا ہے دوسرا جاہل۔ مومن کو تکلیف نہ پہنچاؤ، جاہل سے جہالت نہ کرو ورنہ تم بھی ایسے ہو جاؤ گے۔

(۵۱) دو اشخاص امیر نہیں: رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص رسماً امیر نہیں ہے جو جنازے کے ساتھ چلے اور میت کے دفن کرنے سے پہلے واپس ہو جائے۔ یا صاحب جنازہ سے واپسی کی اجازت نہ لے۔ دوسرا شخص وہ جو کسی عورت کے ساتھ حج کو جائے اور وہ عورت کا کفیل ہو جب تک وہ عورت حج نہ کرے وہ کوچ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

(۵۲) دو باتوں کی وجہ سے لوگ اپنی نمازوں کو خراب کر لیتے ہیں: جناب ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ عوام الناس دو باتوں سے اپنی نماز خراب کر لیتے ہیں۔ ایک یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ تیرا بخت بلند ہے، جنات نے جہالت کی وجہ سے اس کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں استعمال کیا۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص نماز کے دوران یہ کہے السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین تب بھی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ یہ جملہ نماز کے آخر میں کہنا چاہئے۔

(۵۳) پروردگار کے نزدیک دو قدم، دو گھونٹ اور دو قطروں سے زیادہ کوئی چیز بیماری نہیں: ابو جہزہ ثمالی نے کہا کہ میں نے علیؑ بن حسینؑ امام زین العابدینؑ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرما رہے تھے کہ دو قدم سے زیادہ اللہ کے نزدیک کوئی قدم پیارا نہیں۔ ایک مومن کا وہ

قدم جو راہ جہاد میں اٹھے۔ دوسرا مومن کا وہ قدم جو قطع رحم کرنے والے کے پاس جا کر اس سے دل جوئی کرے۔ ان دو گھونٹ سے زیادہ پروردگار کو کوئی گھونٹ پیارا نہیں ایک وہ گھونٹ جس کو غصہ کے وقت مومن پی جاتا ہے دوسرا وہ گھونٹ جو مومن مصیبت کے وقت صبر سے برداشت کر کے پی جاتا ہے۔ پروردگار عالم کو وہ دو قطرے سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ ایک وہ خون کا قطرہ جو راہ خدا میں گرا ہو اور دوسرا وہ آنسو کا قطرہ جو رات کی تاریکی میں پروردگار کی خاطر آنکھوں سے نکلا ہو۔

(۵۴) وہ دو عادتیں جن کا ذکر ابلیس نے حضرت نوحؑ سے کیا: جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حضرت نوحؑ زمین پر کشتی سے اترے تو ابلیس آپ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے مجھ پر بڑا احسان فرمایا ہے کہ فاسقین کو اپنی بدو عا سے ہلاک کر دیا۔ اور مجھے راحت دی۔ آپ دو باتوں سے بچیں۔ ایک حسد سے جس کی وجہ سے مجھے یہ کالے دن دیکھنا پڑے۔ دوسرے حرص سے جس کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے۔

(۵۵) میں عوام الناس کسی دو عادتوں سے ڈرتا ہوں: رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی امت کے لوگوں کی دو عادتوں سے ڈرتا ہوں۔ پہلی عادت یہ کہ طویل خواہش نفس حق کے راستے سے روک دیتی ہے اور طویل خواہشات آخرت کو بھلا دیتی ہیں۔ دنیا پیچھے جا رہی ہے آخرت سامنے آ رہی ہے۔ دونوں پر عمل کرنے والے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تم آخرت کے چاہنے والے بنو دنیا والے مت بنو۔ آج کل تم عمل کے گھر میں ہو۔ حساب کے گھر میں نہیں جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ کل تم حساب کے گھر میں ہو گے جہاں عمل کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

جناب رسول اللہؐ نے فرمایا عالم دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے نجات پانے والا ہے۔ دوسرا وہ ہے جس نے علم کو چھوڑ دیا ہلاک ہونے والا ہے۔ علم کو چھوڑنے والے عالم کو دوزخ والوں کی تکلیف اٹھانی ہوگی۔ سب سے ندامت اور حسرت اس دوزخی کو ہوگی جس نے بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا۔ جس نے اس کی بات قبول کر لی خدا کی اطاعت کی اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ خواہش کی پیروی اور علم کو چھوڑنے والوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

امیر المؤمنین علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ مجھے تم لوگوں سے دو عادتوں کا خوف ہے ایک خواہش کی پیروی اور دوسری طویل آرزوئیں۔ خواہش کی پیروی تم کو سیدھے راستے سے روک دے گی اور طویل آرزوئیں آخرت کو بھلا دیں گی۔

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت کی دو عادتوں سے ڈر ہے۔ پہلی خواہش نفس اور دوسری لمبی امیدیں۔ خواہش نفس سیدھے راستے سے روک دیتی ہے۔ لمبی آرزوئیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں۔ دنیا جا رہی ہے اور آخرت آ رہی ہے۔ ہر ایک کے ماننے والے ہیں جس قدر ہو سکے آخرت کے چاہنے والے بنو۔ دنیا والے نہ بنو۔ جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ اس وقت عمل کا وقت ہے حساب دینے کا نہیں۔ کل حساب دینے کا وقت ہو گا وہاں عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

(۵۶) دو عادتوں سے منع کرنا: مفضل بن یزید نے کہا کہ جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ میں تم کو دو عادتوں سے منع کرتا ہوں جس کی وجہ سے لوگ ہلاک ہو گئے۔ ایک یہ کہ تم اللہ کے علاوہ کسی اور دین پر عبادت کرو۔ دوسرے جس بات کا علم نہ ہو اس پر اپنا فتویٰ مت دو۔ ابوجاج نے کہا کہ جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ میں تمہیں دو باتوں سے منع کرتا ہوں جس کی وجہ سے لوگ ہلاک ہو گئے۔ اس بات کا فتویٰ مت دو جس کو تم نہیں جانتے اور جس بات کو نہیں جانتے اس پر اللہ کی عبادت کرو۔

(۵۷) دو پانیوں نے حضرت نوحؑ کی بات نہ مانی: ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ طوفان کے وقت نوحؑ نے دنیا کے تمام پانیوں کو کفار کی بلاکت کے لئے بلایا۔ مگر زروے پانی اور گندھک والے پانی کے علاوہ تمام پانیوں نے آپؑ کی مدد کی۔

(۵۸) قول اور عمل ایمان کا نام ہے: محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے کہا میں اپنے والد کے سامنے کھڑا تھا اور ان کے پاس ابوصلت ہروی، اسحاق بن راہویہ اور احمد بن محمد ابن ضبل موجود تھے۔ میرے والد نے ان سے کہا کہ تم مجھ سے حدیث بیان کرو۔ ابوصلت ہروی نے کہا کہ مجھے علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام نے کہا کہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ کی رضا کا مورد ہے۔ انہوں نے اپنے والد موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد محمد بن باقر علیہ السلام انہوں نے اپنے والد علی بن حسین امام زین العابدینؑ سے انہوں نے اپنے والد حسین بن علی امام حسین علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہوئے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ایمان قول و فعل کا نام ہے۔ جب ہم باہر نکلے تو احمد بن محمد بن ضبل نے کہا یہ کیسا سلسلہ سند ہے؟ میرے والد نے جواب فرمایا کہ یہ پاگل کا علاج ہے۔ جب پاگل پر پڑھ دیا جائے تو وہ ہوش میں آجاتا ہے (یعنی اگر کسی پاگل پر اسمائے ائمہ طاہرین علیہم السلام پڑھ کر پھونک دیں تو وہ پاگل ٹھیک ہو جائے گا)۔

(۵۹) دو اشخاص کبھی مطمئن نہیں ہوتے: جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ دو اشخاص کبھی مطمئن نہیں ہو سکتے۔ ایک طالب علم (علم سے) اور دوسرا طالب مال (مال سے)۔

(۶۰) وہ دو عادتیں جو ایمان کی حقیقت ہیں: جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ حق اختیار کروا کر چہ تم کو نقصان ہو۔ باطل کے مقابل میں اگر تم کو فائدہ ہو تم اپنی گفتگو میں اپنے علم سے آگے نہ بڑھو۔

(۶۱) جوان مردی دو قسم کی ہے: امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد بن حنفیہ کو وصیت فرمائی۔ مسلمان مرد کی جوان مردی دو قسم کی ہے۔ ایک گھر میں دوسری سفر میں۔ گھر میں قرآن شریف کی تلاوت کرنا، علماء کی مجلس میں حاضر ہونا، دین و فقہ کے مسائل میں غور و فکر کرنا، پابندی سے نماز باجماعت ادا کرنا۔ سفر میں اپنا توشہ (کھانے پینے کا سامان) دوستوں پر خرچ کرنا۔ ہم سفر لوگوں کی مخالفت نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنا اور پڑھتے وقت اور نیچے اترتے وقت اور بیٹھتے وقت (یعنی ہر وقت)۔

(۶۲) دو عادتیں اخلاق کے خلاف ہیں: رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ بغیر کسی وجہ کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور دانے ہاتھ سے استنجا کرنا، انسانیت کے اخلاق کے خلاف ہے۔

(۶۳) دو عادتیں رزق لاتی ہیں: جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ دو عادتیں رزق لاتی ہیں۔ ایک برتن دھونا اور دوسرا صحن اور گھر میں جھاڑ دینا۔

(۶۴) اپنے بیوی بچوں پر دو مکروہ کئے درمیان خرچ کرنا واجب ہے: عیاشی کا بیان ہے میں نے امام رضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ اپنے عیال پر کتنا خرچ کرنا چاہئے؟ آپؑ نے فرمایا: دو مکروہ کے درمیان۔ میں نے عرض کیا: مجھے دو مکروہ کا علم نہیں ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ہاں اللہ تجھ پر رحمت کرے۔ کیا تجھے علم نہیں کہ پروردگار عالم فضول خرچی اور کجی کو پسند نہیں کرتا۔ جب کجی اور فضول خرچی سے خرچ نہیں کرے گا تو دونوں کے درمیان اعتدال ہوگا۔

(۶۵) دو عادتوں سے دو باتیں حاصل ہوتی ہیں: جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ اپنے آباء، واحدہ سے نیکی کر۔

تمہارے فرزند تم سے نیکی کریں گے۔ دوسرے یہ کہ دوسروں کی عورتوں سے پاسار ہوتا کہ لوگ تمہاری عورتوں سے پاسار ہیں۔

(۶۶) حیاء دو قسم کی ہے: رسول اللہ نے فرمایا کہ حیاء دو قسم کی ہے۔ ایک سستی اور نفس کی کمزوری۔ دوسری قسم قوت ہے جو اسلام اور ایمان ہے۔

(۶۷) بیٹے کو عاق کرنے سے والدین پر کیا لازم آتا ہے: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اولاد اپنے والدین سے عاق اس صورت میں

ہوتی ہے جب والدین کی نافرمان ہو۔ والدین اولاد کے عاق اس صورت میں ہوتے ہیں جب اولاد نیک ہو (اور اس کا حق ادا نہ کیا جائے)۔

(۶۸) نبی نے فرمایا کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں: راوی نے کہا کہ میں نے ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ نبی

کے اس کہنے کا کیا مطلب ہے کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام اور دوسرا عبد اللہ بن

عبد المطلب ہیں۔ حضرت اسماعیل صابر لڑکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اس کی بشارت دی کہ جب صحرا میں جانے کے قابل ہوئے تو

حضرت ابراہیم نے کہا کہ اے میرے فرزند میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ حضرت اسماعیل نے عرض کیا: اے میرے والد

جس طرح آپ کو حکم ملا ہے آپ اسی طرح کریں۔ یہ نہیں کہا کہ جیسا خواب دیکھا ہے ویسا ہی کرو۔ ان شاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

جب ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے بڑی قربانی میں بدل دیا اور مینڈھے کو آپ کا فدیہ بنا لیا جو کبود (آسمانی) رنگ کا تھا۔ عیش و آرام کی زندگی بسر

کر رہا تھا۔ چالیس سالوں تک بہشت کے باغوں میں چرچکا تھا۔ شکم مادر سے پیدا نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا تاکہ حضرت

اسماعیل کا فدیہ بن سکے۔ حج کے موقع پر منیٰ میں جو جانور قیامت تک ذبح ہوتے رہیں گے وہ اسماعیل کا فدیہ ہیں۔ ذبیحہ کا ایک مطلب یہ ہوا۔

دوسرا یہ کہ حضرت عبد المطلب نے خانہ کعبہ کی زنجیر پکڑ کر اللہ سے دعا کی کہ اگر تو مجھے دس فرزند عطا کرے گا تو ان میں سے ایک لڑکے کو تیری راہ میں قربان

کروں گا۔ دعا قبول ہوئی۔ دس فرزند عطا ہوئے۔ انہوں نے کہا میں اپنی نذر پروری کروں گا۔ تمام فرزندوں کو خانہ کعبہ میں لے گئے، ان پر قرعہ ڈالا۔ قرعہ

میں عبد اللہ پھر رسول اللہ کا نام نکلا۔ وہ تمام فرزندوں میں سب سے زیادہ پیارے تھے۔ قرعہ بار بار ڈالا گیا اور ہر مرتبہ عبد اللہ ہی کا نام نکلا۔ عبد المطلب

نے عبد اللہ کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہا تو اہل قریش جمع ہو گئے اور آپ کو ذبح کرنے سے منع کر دیا۔ عبد المطلب کی عورتیں جمع ہو گئیں اور رونا اور فریاد کرنا

شروع کر دیا۔ آپ کی دختر عاتکہ جو آپ کو بہت پیاری تھیں انہوں نے عرض کیا کہ بابا جان آپ اپنے اور اللہ کے درمیان اپنے فرزند کے بارے میں

کوئی عذر پیش کیجئے۔ آپ نے (فرمایا): کیا بہانہ کروں؟ انہوں نے کہا کہ اونٹوں اور عبد اللہ کے درمیان قرعہ ڈالیے۔ عبد المطلب نے اونٹ منگوا کر

دس اونٹوں اور عبد اللہ کے درمیان قرعہ ڈالا۔ قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا۔ عبد المطلب دس اونٹ بڑھاتے گئے۔ جب ایک سواونٹ اور عبد اللہ کے درمیان

قرعہ ڈالا گیا تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ قریش نے اللہ اکبر کا زبردست نعرہ لگایا۔ جس کی وجہ سے مکہ کے پہاڑ لرز اٹھے۔ عبد المطلب نے کہا تین بار قرعہ

ڈالوں گا اور تین بار قرعہ ڈالا گیا تینوں بار قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ تیسری بار آپ کے بھائی زبیر اور ابوطالب علیہ السلام نے عبد المطلب کے پیروں کے

پاس سے عبد اللہ کو نکال لیا۔ گالوں کی جلد جو زمین پر پڑی تھی چہرے سے اتر گئی تھی۔ آپ کو اٹھا کر بلند کیا گیا اور بوسے دینے شروع کیے اور آپ کے

چہرے سے مٹی صاف کرتے جاتے تھے۔ عبد المطلب نے حکم دیا کہ اونٹوں کو خزورہ میں نحر کیا جائے۔ اونٹوں کی تعداد ایک سو تھی۔

عبد المطلب نے پانچ باتوں کی بنیاد رکھی جس کو اسلام نے جاری رکھا۔ (۱) باپ کی عورتوں کو بیٹوں پر حرام قرار دیا۔ (۲) قتل کے دیت

ایک سواونٹ قرار دی۔ (۳) خانہ کعبہ کا طواف سات چکر لگانا مقرر کیا (۴) خزانہ ملے تو اس کا خمس (پانچواں حصہ) نکالا (۵) زمزم کے کنوئیں کا نام

تقویۃ الحاج رکھا۔ اگر عبد المطلب حجت خدانہ ہوتے تو یہ باتیں نہ ہوتیں۔ عبد اللہ کے ذبح کا حکم ایسا تھا جیسا کہ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے

اسماعیل کے ذبح کا عزم کیا تھا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو رسول اللہ دونوں کی نسبت سے ہونے کا فخر نہ کرتے اور نہ کہتے کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں۔ جو بعد اسماعیل کے ذبح نہ ہونے کی تھی وہی وجہ عبداللہ کے ذبح نہ ہونے کی تھی کہ نبیؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کو دونوں کی صلب سے پیدا ہونا تھا۔ نبیؐ اور ائمہ کی برکت سے دونوں ذبح ہونے سے بچ گئے۔ اولاد کے قتل ہونے کا طریقہ جاری نہ ہوا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو لوگ اپنی اولاد کو قتل کر کے اللہ کا قرب حاصل کرتے۔ لوگ جو قربانی اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں قیامت تک حضرت اسماعیل کا فدیہ ہے۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ اس بارے میں روایات مختلف ہیں کہ ذبح ہونے والے اسماعیل تھے یا اسحاق۔ دونوں کے بارے میں روایات مستند ہیں جن کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ ذبح ہونے والے اسماعیل تھے۔ لیکن اسحاقؑ جب پیدا ہوئے تو ان کی خواہش ہوئی کہ ان کو باپ ذبح ہونے کا حکم دیتے اور وہ اللہ کے حکم کو تسلیم کر لیتے۔ جس طرح ان کے بھائی نے صبر کیا اور تسلیم کیا۔ اس طرح بھائی کے درجہ کا ثواب حاصل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسحاقؑ کے دل کی خواہش کو جان کر فرشتوں کی موجودگی میں ان کا نام ذبح رکھا۔

حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کا قول ہے کہ میں ذبحسمین کا فرزند ہوں اس سے مراد چچا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں چچا کو باپ کہا ہے۔ جب حضرت یعقوبؑ کی موت کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے فرزندوں سے کہا: میرے بعد کس کی عبادت کرو گے تو انہوں نے جواب دیا کہ تمہارے باپ ابراہیمؑ، اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کی۔ حضرت اسماعیلؑ حضرت یعقوبؑ کے چچا تھے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے ان کو باپ کہا۔ خود رسول اللہؐ نے فرمایا چچا باپ ہوتا ہے۔ رسول اللہؐ کا فرمان ہے کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں۔ اسماعیلؑ اور اسحاقؑ دونوں شامل ہیں۔ ایک ذبح حقیقی ہے اور دوسرا مجازی ہے۔ خواہش اور تمنا کرنے کی وجہ سے نبیؐ دو ذبح کے فرزند ہیں۔ ذبح عظیم کی وجہ ایک اور بھی ہے۔

فضل بن شاذان بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علی رضاؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اسماعیل کے بجائے بھیجا ہو ادبہ ذبح کریں تو حضرت ابراہیمؑ نے چاہا کہ اسماعیلؑ کو اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔ دنبہ کو اسماعیلؑ کی جگہ ذبح نہیں کرنا چاہتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ آپ کے دل کو اس قدر تکلیف ہو جس قدر سب سے پیارے بیٹے کو ذبح کرنے سے ہوتی ہے۔ تاکہ مصائب کی وجہ سے ثواب کے اعلیٰ ترین درجات کے حقدار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف وحی کی کہ تیرا سب سے پیارا بندہ کون ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا تیرے حبیب محمدؐ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ محمدؐ بہت پیارے ہیں یا تجھے تیری ذات پیاری ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا مجھے میری ذات سے زیادہ پیارے ہیں (اللہ نے فرمایا) محمدؐ کا فرزند تجھے زیادہ پیارا ہے یا تیرا اپنا فرزند؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا محمدؐ کا فرزند۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ محمدؐ کا فرزند اپنے دشمنوں کے ہاتھوں ظلم کے ساتھ ذبح ہوگا۔ یہ بات تجھے تکلیف دے گی یا یہ بات کہ تو میری فرمانبرداری میں اپنے فرزند کو ذبح کرے؟ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ محمدؐ کے فرزند کا تیرے دشمنوں کے ہاتھوں ظلم کی وجہ سے ذبح ہونا مجھے زیادہ تکلیف دہ ہوگا۔ اللہ نے فرمایا: اے ابراہیمؑ لوگوں کے ایک گروہ کا خیال ہے کہ وہ محمدؐ کی امت میں داخل ہیں۔ عنقریب آپ کے فرزند حسینؑ کو ظلم اور دشمنی سے اس طرح قتل کر دیں گے جس طرح بھیڑ بکریوں کو ذبح کرتے ہیں۔ اس سے وہ لوگ میری ناراضگی کے حقدار ہوں گے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ فریاد کرنے لگے۔ دل کو تکلیف ہوئی، رونا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف وحی کی کہ حسینؑ کی شہادت پر تیرا رونا میں نے تیرے فرزند کا فدیہ قرار دیا ہے۔ جو تم اس کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر کے روتے۔ میں نے تیرے لئے اعلیٰ درجات مقرر کیے ہیں۔ جو مصائب کی وجہ سے اہل ثواب کو مصائب جھیلنے کی وجہ سے ملتے ہیں۔ اس آیت کا مطلب یہی ہے "فدیباہ بذبح عظیمہ" ۵

(۶۹) دو چیزیں جو قائم ہیں دو چیزیں جو جاری ہیں دو چیزیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں دو چیزیں جو آپس میں دشمن ہیں: جناب عبداللہ بن سلیمان کتاب پڑھنے والے بیان کرتے ہیں کہ میں نے بعض کتب میں پڑھا ہے کہ جب ذوالقرنین دیوار بنا چکے تو وہ خود اور ان کا لشکر جا رہا تھا اسے ایک عالم ہلا۔ ذوالقرنین سے پوچھا کہ اللہ کی پیدا کردہ دو قائم دو جاری، دو مختلف اور دو آپس میں دشمن کون کون سی اشیاء ہیں؟ ذوالقرنین نے جواب دیا کہ دو قائم آسمان اور زمین ہیں۔ دو جاری سورج اور چاند ہیں، دو مختلف دن اور رات ہیں اور آپس میں دشمن زندگی اور موت ہیں۔ اس عالم نے کہا جو تم عالم ہو۔

حدیث بہت طویل ہے میں نے حسب ضرورت نقل کر دیا۔ میں نے اس کو مکمل کتاب النبوت میں بیان کر دیا ہے۔

(۷۰) دو حج کا ثواب: جناب ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جس نے دو حج کیے وہ مرتے وقت تک خوش رہے گا۔

(۷۱) دو مقامات پر سچ بات کہنا: رسول اللہؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ کی خوشنودی اور ناراضگی کی وجہ سے سچ بات کہنا پروردگار کے نزدیک مومن کے کسی چیز کے فرج کرنے سے بہتر ہے۔

(۷۲) دو قسم کا قتل اور دو قسم کی جنگ: جناب جعفر بن محمد امام جعفر صادقؑ اپنے والد امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قتل دو طرح کے ہیں۔ ایک قتل کفارہ میں دوسرا قتل جنگ میں۔ دو جنگیں ہیں۔ ایک کفار سے جنگ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو جائیں اور دوسری باغی گروہ سے جنگ اس وقت تک ہو جب تک کہ وہ حق پر واپس نہ آجائیں۔

(۷۳) دو عادتوں کی وجہ سے اللہ آسمان پر اور بندے زمین پر اسے دوست رکھتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کسی ایسی چیز سے آگاہ کیجئے کہ جس پر عمل کرنے سے میں آسمان پر اللہ اور زمین پر بندوں کا محبوب ہو جاؤں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پاس جو چیز ہے اسے مانگ تا کہ وہ تجھے دوست رکھے۔ اور لوگوں کے پاس جو چیز ہے اس سے کنارہ کش ہو جاتا کہ وہ تجھے دوست رکھیں۔

(۷۴) رسول اللہؐ کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں: جناب ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں۔ ایک پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور دوسری پر صدق اللہ لکھا ہوا تھا۔

(۷۵) دو چیزیں روزہ دار کا تحفہ ہیں: جناب امام حسن بن علی علیہما السلام نے فرمایا کہ روزہ دار کا تحفہ دو چیزیں ہیں۔ داڑھی پر عطر لگانا، کپڑوں پر خوشبو لگانا، عورت روزہ دار کا تحفہ یہ ہے کہ سر پر کنگھی کرے، کپڑوں پر خوشبو لگائے۔ امام حسین علیہ السلام جب روزہ رکھتے تو عطر سے اپنے آپ کو خوشبو لگاتے اور فرماتے کہ عطر لگانا روزہ دار کا تحفہ ہے۔

(۷۶) قیامت کے آنے کی دو نشانیاں ہیں: رسول اللہؐ سے سوال کیا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب لوگ ستاروں کے علم پر ایمان لے آئیں گے اور قضا و قدر کو جھٹلائیں گے۔

(۷۷) دو باتوں کی وجہ سے بنو ہاشم پر صدقہ حلال ہے: حضرت امام جعفر صادقؑ نے اپنے والد امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ بنو ہاشم کے لئے دو مقامات پر صدقہ حلال ہے۔ ایک اس وقت جب وہ پیاسے ہوں اور پانی مل جائے اور پی لیں۔ دوسرے یہ کہ ایک دوسرے کا صدقہ ان پر حلال ہے۔

(۷۸) دو عادتوں کسی وجہ سے انسان پست (گھٹیا) ہو جاتا ہے: جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ ذیل شخص کون ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: جو شراب پیتا ہے اور ظنورہ بجاتا ہے۔

(۷۹) دو گناہ ایک دوسرے سے زیادہ سخت ہیں: نبی اکرمؐ نے فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے۔ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا کیوں ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ زانی کی توبہ تو اللہ قبول کر لیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کی توبہ پروردگار اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک وہ معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی گئی ہو۔

(۸۰) سعد (ایک قسم کا عطر) سے دانتوں کو دھونے سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں: ابن عثمان نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا (آپؑ نے) فرمایا کہ اپنے دانتوں کو سعد سے دھویا کرو کیونکہ یہ منہ کو خوشبودار بناتا ہے اور قوت جماع پیدا کرتا ہے۔

(۸۱) اشنان کھانے سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں: حکم بن مسکین نے کہا میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا آپؑ نے فرمایا کہ اشنان (ایک بدبودار کڑوی سبزی) کھانے سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں ایک یہ کہ زانو کو سست کرتی ہے دوسرے منی کو فاسد کرتی ہے۔

(۸۲) دو اشخاص نبیؐ کسی سفارش نہیں پائیں گئے: رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ دو آدمی میری سفارش کے حقدار نہیں ہوں گے۔ ایک ظالم، ستم کرنے والے بے رحم بادشاہ کا دوست۔ دوسرا دین میں غلور کھنے والا جو دین سے نکل جائے گا۔

(شرح: جیسے کہ نہروان کے خوارج تھے کہ کثرتِ جہدہ کی وجہ سے ان کی پیشانیوں پر گتے پڑے ہوئے تھے اور دوسری طرف بے جا احتیاط اس قدر برتنے تھے کہ امیر المومنینؑ کو کافر قرار دینے لگے۔ ایک طرف تو کھجور کے درخت کے نیچے اگر ایک بوسیدہ کھجور پڑی ہوئی ہو تو اس (کے استعمال) سے پرہیز کیا کرتے تھے (اور دوسری طرف) حباب بن ارت جیسے صحابی پیغمبرؐ کا سر قلم کر دیتے تھے اور حاملہ عورت کا شکم چاک کر ڈالتے تھے۔)

(۸۳) دو قسم کے خلیل جذام کے مرض کی رگ کو حرکت دیتے ہیں: جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ریحان کی لکڑی اور انار کی شاخ سے خلیل نہ کیا کرو۔ یہ دونوں جذام کے مرض کی رگ کو حرکت میں لاتی ہیں۔

(۸۴) دنیا اور آخرت دونوں ترازو کے پلڑوں کی طرح ہیں: زہری نے کہا کہ علی بن حسین امام زین العابدینؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کا دل اللہ تعالیٰ کے وعدوں سے مطمئن نہیں ہوتا وہ دنیا کی حسرتیں لے کر جاتا ہے۔ اللہ کی قسم دنیا ترازو کے پلڑے کی مانند ہے۔ اگر ایک بھاری ہوتا ہے تو دوسرے کو لے جاتا ہے۔ جب قیامت آئے گی، جس کا آنا غلط نہیں ہے، اللہ کے دشمنوں کو دوزخ میں لے جائے گی، اللہ کے دوستوں کو جنت میں لے جائے گی۔

ایک شخص کی طرف رخ کر کے فرمایا: اللہ سے ڈرو۔ دنیا کی طلب میں میانہ روی اختیار کرو۔ وہ چیز مت طلب کرو جو دنیا میں پیدا نہیں ہوئی۔ جو شخص ایسی چیز طلب کرے گا جو دنیا میں پیدا نہیں ہوئی وہ حسرتیں لے کر جائے گا۔ جو تلاش کرے گا اسے نہ پائے گا۔ جو چیز پیدا نہیں ہوئی وہ کیسے پائے گا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ جو چیز پیدا نہیں ہوئی اسے کیسے طلب کرے گا؟ آپؑ نے فرمایا: جس شخص نے دنیا میں تو نگری، مال و وسعت طلب کی ان چیزوں سے مقصد راحت طلب کرنا ہے۔ راحت دنیا والوں کے لئے پیدا نہیں ہوئی۔ راحت جنت میں اہل جنت کے لئے پیدا ہوئی۔ رخ اور سختی دنیا والوں کے لئے دنیا میں پیدا کی گئی ہیں۔ اگر کچھ ملا بھی تو لچک دگنی ملی۔ اگر زیادہ مال ملا تو بڑا فقیر ہوا، کیونکہ مال کی حفاظت کے لئے لوگوں کا محتاج ہوا، دنیا

کے تمام اسباب کا محتاج ہو۔ ثروت دنیا میں آرام نہیں۔ اولاد آدم کے دل میں شیطان وسوسے ڈالتا ہے کہ مال جمع کرنے میں راحت ہے۔ اس کو سختی میں ڈالتا ہے۔ آخرت میں (اس مال کا) حساب دے گا۔ اللہ کے دوست دنیا میں غم نہیں اٹھاتے۔ آخرت کی طلب میں رنج اٹھاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ روزی کی فکر کرنا گناہ گار ہونا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ دنیا ایک ٹیل ہے اس کو پار کرو اس پر مکان کی تعمیر نہ کرو۔

(۸۵) مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيْنَ هَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيْن ۝ (سورہ الرحمن آیات نمبر ۱۹، ۲۰) (اس نے دو دریاؤں کو ملا کر چلا دیا۔ ان دونوں کے درمیان ایک حجاب ہے۔ وہ ایک دوسرے سے زیادتی نہیں کرتے): قطان نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا۔ (آپ نے) فرمایا کہ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيْنَ هَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيْن ۝ حضرت علی ابن ابی طالب اور جناب فاطمہ زہرا علیہما السلام علم کے گہرے سمندر ہیں۔ ایک دوسرے پر تجاوز نہیں کرتے ان سے موتی اور مرجان نکلتے ہیں یعنی امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام۔

(۸۶) نبی نے اپنی امت میں دو امر جھوڑے ہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ دونوں ایک دوسرے سے مشید تر ہیں۔ ایک اللہ کی کتاب (قرآن) جس کی رسی آسمان سے لے کر زمین تک ہے۔ دوسری میری عمرت (اولاد)۔ یہ دونوں ساتھ رہیں گی اور میرے پاس حوض (کوثر) پر پہنچیں گی۔ میں نے ابوسعید سے دریافت کیا۔ آپ کی عمرت کون ہے؟ (اس نے) جواب دیا کہ آپ کے اہل بیت۔

(۸۷) ثقلین کے بارے میں قیامت میں سوال کیا جائے گا: حذیفہ بن اسید غفاری نے بیان کیا کہ رسول اللہ خری حج سے واپس ہوئے۔ ہم لوگ آپ کے ساتھ تھے۔ جھہ (مکہ اور مدینہ کے درمیان منزل ہے) پر تشریف لائے۔ سواریوں سے اترنے کا حکم دیا گیا۔ لوگ اترے۔ نماز کا اعلان ہوا۔ اصحاب کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی۔ لوگوں کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ مجھے لطیف و خبیر (اللہ تعالیٰ) نے بتایا ہے کہ میں مرنے والا ہوں اور تم مرنے والے ہو۔ گویا کہ میں نے خدا کی دعوت کو قبول کر لیا ہے۔ امر رسالت، کتاب خدا اور حجت خدا کے بارے میں مجھ سے پوچھا جائے گا اور تم سے بھی پوچھا جائے گا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم کہیں گے کہ آپ نے رسالت کی تبلیغ کی، لوگوں کو ہدایت دی، اللہ کے راستے میں کوشش کی، پروردگار عالم ہماری طرف سے آپ کو بہترین بدلہ دے گا۔ پھر (آپ نے) فرمایا: کیا تم اس بات پر عقیدہ نہیں رکھتے کہ اللہ ایک ہے اور میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، مرنے کے بعد زندہ ہونا حق ہے۔ تمام لوگوں نے ان باتوں کی گواہی دی۔ (آپ نے) فرمایا: اے پروردگار تو ان باتوں پر گواہ رہنا۔ خبردار ہو جاؤ۔ میں تم کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میرا اللہ میرا سردار ہے۔ میں ہر مسلمان کا سردار ہوں۔ میں مومنین کی جان کا مالک ہوں۔ کیا تم میرے لئے اس بات کا اقرار کرتے ہو اور گواہی دیتے ہو؟ پھر (آپ نے) فرمایا کہ میں جس کا سردار ہوں علی ابن طالب (علیہ السلام) اس کے سردار ہیں۔ جو یہ ہیں۔ علی ابن طالب علیہ السلام کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اس قدر اڑھایا کہ بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی۔ (آپ نے) فرمایا اے میرے پروردگار تو اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے۔ اس کو دشمن رکھ جو اس سے دشمنی کرے۔ اس کی مدد کر جو اس کی مدد کرے۔ اس کو چھوڑ دے جو اس کو چھوڑ دے۔ پہلے جنت میں جاؤں گا۔ کل مجھے تم حوض کوثر پر ملو گے۔ جس کی چوڑائی بصری اور صنعا کے درمیان کا فاصلہ ہے۔ ستاروں کے برابر اس پر چاندی کے پیالے رکھے ہوں گے۔ جس بات پر آج تم پر اللہ کو گواہ کیا گیا ہے اس کے بارے میں کل تم سے دریافت کروں گا کہ تم نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جب تم میرے پاس حوض کوثر پر پہنچو گے۔ کہ تم نے اللہ کی کتاب پر اور میری عمرت سے کیا سلوک کیا ہے۔ خبردار ہو جاؤ۔ میری ملاقات کے وقت تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہوگا۔ سب نے عرض کیا یا رسول اللہ ثقلین کیا چیزیں ہیں۔

(آپ نے) فرمایا اعلیٰ اکبر اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ جس کا واسطہ اللہ تعالیٰ اور میری طرف سے تمہارے ہاتھوں کھینچا ہے جو ایک طرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں اور دوسری طرف تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں گذشتہ اور آنے والی تمام باتوں کا علم موجود ہوگا۔ جو قیامت تک واقع ہوگی۔ ثقل اصغر وہ قرآن کا ساتھی ہے۔ وہ علی ابن ابی طالب (علیہما السلام) اور ان کی اولاد ہے۔ جو آپس میں کبھی جدا نہیں ہوں گی۔ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں گے۔ معروف بن خربوذ نے کہا کہ میں نے یہ بات ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) کی خدمت میں عرض کی۔ (آپ نے) فرمایا کہ ابو طفیل (رحمۃ اللہ) نے سچ فرمایا یہ بات حضرت علی ابن ابی طالب (علیہما السلام) کی کتاب میں موجود ہے۔ ہم اس کو جانتے ہیں۔

اس کتاب کے مولف فرماتے ہیں کہ اس بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں۔ میں نے ان کو اپنی کتاب "المعرفۃ فی الفضائل" میں لکھ دیا ہے۔

(۸۸) امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے تعویذ: ابن عمر نے کہا کہ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے پاس دو تعویذ تھے جن کے اندر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پروں کے بال تھے۔

(۸۹) دن اور رات دو سواریاں ہیں: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ دن اور رات دو سواریاں ہیں۔

(شرح: یعنی ان کے ذریعے انسانی عمر کا خاتمہ ہوتا ہے کہ ہر روز انسان موت سے ایک منزل قریب ہو جاتا ہے)

(۹۰) دو اشخاص کو پروردگار عالم نے ہر عطا کیے ہیں جو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں: علی بن حسین (امام زین العابدینؑ) نے فرمایا کہ پروردگار حضرت عباسؑ پر رحم کرے۔ جنہوں نے اپنے بھائی کو مقدم رکھا۔ اپنی جان ان پر قربان کر دی۔ آپ کے دونوں بازو کوٹ گئے۔ پروردگار عالم نے اس کے بدلے آپ کو دو پر عطا کیے جن کے ذریعے بہشت میں وہ فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں جس طرح پروردگار نے حضرت جعفر بن ابوطالب کے لئے پر بنائے ہیں جو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں۔ حضرت عباس (علمدار) کی منزلت اللہ کی نظر میں بہت بڑی ہے۔ قیامت کے روز تمام شہداء آپ کی منزلت کی طرف دوڑیں گے۔

حدیث بہت لمبی ہے۔ یہاں حسب ضرورت لکھ دی ہے۔ مکمل حدیث فضائل عباس ابن علی (ابن ابوطالب) علیہم السلام میں مقتل حسین ابن علی علیہما السلام میں بیان کی ہے۔

(۹۱) دو (چیزوں) نے لوگوں کو ہلاک کیا: جناب امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ دو چیزوں نے لوگوں کو ہلاک کیا ایک فقر و فاقہ کا ڈر اور دوسرے طلب فقر۔

(۹۲) امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ دو قسم کے لوگوں نے میری کمر توڑ دی ہے: امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ دو قسم کے دنیا دار لوگوں نے میری کمر توڑ دی۔ ایک تیز زبان فاسق اور دوسرا نادان عابد۔ تیز زبان فاسق اپنے گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ دوسرا ظاہری باتوں سے اپنی جہالت پر پردہ ڈالتا ہے۔ فاسق عقلمندوں اور جاہل عابدوں سے بچو لوگوں کو دین سے دور کر دیں گے۔ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے علیؑ میری امت منافق اور تیز زبان عقلمندوں کے ہاتھوں برباد ہوگی۔

(۹۳) لالچی شخص دو عادتوں سے محروم اور دو عادتوں سے قریب ہو جاتا ہے: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ لالچی شخص دو عادتوں سے محروم اور دو باتوں کا پابند ہو جاتا ہے۔ وہ قناعت سے محروم اور راحت سے دور ہو جاتا ہے۔ اللہ کی رضا سے محروم اور یقین سے دور ہو جاتا ہے۔

(۹۴) رسول اللہ نے دو نمازیں ترک نہیں کیں: حضرت عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ نے دو نمازوں کو ظاہر اور باطناً نہیں چھوڑا نماز عصر کے بعد دو رکعت اور نماز فجر سے پہلے دو رکعت۔ عبد الواحد بن ابیہن نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ سے نماز عصر کے بعد دو رکعت کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے اس کو مرتے وقت تک نہیں چھوڑا۔ جب مرض الموت بڑھ گیا اور نماز پڑھنا مشکل ہو گئی تو وہ اپنی نمازیں اکثر بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ میں نے کہا کہ جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ان دونوں نمازوں کو پڑھنے سے منع کیا۔ (انہوں نے) کہا کہ تم نے سچ کہا۔ رسول اللہ ان نمازوں کو مسجد میں نہیں پڑھتے تھے۔ تاکہ امت پر گراں نہ گزرے۔ آپ وہ کام کرتے تھے جس سے لوگوں میں آسانی ہو۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ رسول اللہ میرے گھر تشریف فرما تھے نماز عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھی۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص دو ٹھنڈے وقتوں میں یہ نماز پڑھے گا وہ جنت میں جائے گا یعنی فجر اور عصر کے وقت نماز کے بعد۔

مؤلف کا کہنا ہے کہ میں نے مخالفین کی رد میں لکھا ہے کہ وہ لوگ فریضہ فجر اور عصر کے بعد نماز نافلہ کے قائل نہیں ہیں۔ یہ لوگ رسول اللہ کے قول اور فعل کے مخالف ہیں۔

(۹۵) اسلام میں دو چیزوں کا کوئی حصہ نہیں ہے: حضرت ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ وہ تھوڑی سی چیز ہے جس سے انسان ایمان سے نکل جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ غالی کی محبت میں بیٹھے اور اس کی بات سن کے تصدیق کرے۔ میرے والد (امام محمد باقر) نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد (امام زین العابدین) نے، آنجناب نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے جد امجد علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میری امت کے دو حصہ ہیں جن کا اسلام سے کوئی رابطہ نہیں ہے وہ غالی اور قدریہ ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ میری امت کے دو صنف ایسے ہیں جن کا اسلام میں کوئی نہیں ہے وہ مرجئیہ اور قدریہ ہیں۔

(شرح: غالی وہ ہوتے ہیں جو پیغمبر یا امام میں صفات خدا کے قائل ہیں۔ اور ان میں سے کچھ خدا اور امام کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ اور قدریہ وہ لوگ ہیں جو جبر یا تفویض کے قائل ہوتے ہیں۔ مرجئیہ معتزلہ کا ایک گروپ ہے جو مؤمن و کافر کے درمیان ایک اور قسم کے گروہ کو بھی مانتے ہیں جن کی نجات مشیت خدا پر موقوف سمجھتے ہیں اور ان کے حالات کی کیفیت کا انحصار آخرت کے دن پر ہے۔)

(۹۶) لوگوں سے بغض و کینہ رکھنے سے انسان میں دو عادتیں پیدا ہوتی ہیں: حضرت امیر المومنین (علی ابن ابی طالب) نے اپنے فرزندوں سے فرمایا کہ تم لوگوں سے بغض و عناد نہ رکھنا۔ لوگ دو قسم کے ہیں۔ عقلمند وہ تمہارے ساتھ مکاری کرے گا۔ دوسرا جاہل تجھے فوراً جواب دے گا۔ کلام مذکور ہے اس کا جواب مونث ہے۔ جب مونث اور مذکر ملتے ہیں تو کوئی نتیجہ نکلتا ہے۔ پھر مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

سليم العرض من حذرا الجوابا	ومن داری الرجال فقد اصابا
آبرومند وہ ہے جو جواب سے ڈرے	اچھا سلوک درست بات ہے
ومن هاب الرجال تهيبوه	ومن حقو الرجال قلن يهابا
جس نے لوگوں کی عزت کی انہوں نے اس کی عزت کی	جس نے لوگوں کی بے عزتی کی اس کی عزت نہ ہوئی

(۹۷) جب آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس میں دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں: رسول اللہ نے فرمایا جب آدم کی اولاد (آدمی) بوڑھا ہو جاتا ہے۔ تو اس میں دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں۔ مال کی لالچ اور عمر کی حرص۔ انس بن مالک نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ آدمی بوڑھا

ہو جاتا ہے یا فرمایا کہ ہلاک ہو جاتا ہے مگر اس میں دو چیزیں باقی رہ جاتی ہیں وہ لالچ اور خواہشات ہیں۔

(۹۸) دو عادتیں دو باتیں پیدا کرتی ہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ دنیا کی محبت رنج و غم پیدا کرتی ہے۔ دنیا کی خواہش نہ کرنا دل اور جسم دونوں کو آرام پہنچاتا ہے۔

(۹۹) آدمی دو باتوں کو پسند نہیں کرتا: رسول اللہ نے فرمایا کہ آدمی دو باتوں کو پسند نہیں کرتا۔ ایک موت کو حالانکہ موت مومن کے لئے آزمائش سے نجات کا باعث ہے دوسرے مال کی کمی کو پسند کرتا ہے۔ اگر مال کم ہے تو آخرت میں حساب بھی کم دینا ہوگا۔

(۱۰۰) رسول اللہ دو مرتبہ سکوت فرماتے تھے: سرہ بن جناب اور عمران بن حصین نے آپس میں بات چیت کی۔ سرہ بن جناب نے کہا کہ (نماز میں) رسول اللہ دو مرتبہ رکا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نماز کی تکبیر کے بعد اور دوسری قرات کے بعد رکوع سے پہلے۔ قتادہ نے کہا کہ دوسرا سکوت سرہ کی روایت سورۃ الحمد پڑھنے کے بعد ہے۔ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے بعد۔ عمران بن حصین سورۃ حمد کے بعد سکوت کا منکر تھا۔ دونوں نے اس بارے میں ابی بن کعب کے پاس خط لکھا۔ اس نے (اس خط کے) جواب میں لکھا کہ سرہ ٹھیک کہتا ہے۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ رسول اللہ قرات کے بعد سکوت فرماتے تھے (تاکہ) تکبیر سے الگ ہو جائے، سورۃ حمد کی قرات اور تکبیر کے درمیان فاصلہ ہو جائے۔ یہ بات اس کی دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ سورۃ حمد کے بعد آمین نہیں کہتے تھے۔ نہ آہستہ نہ زور سے۔ کہنے والا آہستہ کہے یا زور سے وہ ساکت نہیں ہوتا۔ شیعوں کے پاس اپنے مخالفوں کے لئے یہ دلیل قوی ہے کہ آنحضرت سورۃ حمد پڑھنے کے بعد آمین نہیں کہتے تھے۔ ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

(شرح: مخالفین شیعہ کے نزدیک حکم آمین سورۃ حمد کے آخر میں کہنا مستحب ہے۔ خواہ نماز جماعت ہو یا فردی اور خصوصاً نماز جماعت میں امام کے سورۃ حمد کی قرات سے فراغت کے بعد بل کر بیک زبان آمین کہتے ہیں۔ لیکن یہ کام فقہ شیعہ میں حرام و بدعت ہے۔)

(۱۰۱) ایک مسلمان میں دو عادتیں ایک ساتھ نہیں ہوتیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ ایک مسلمان میں دو عادتیں ایک ساتھ نہیں ہوتیں۔ ایک کجی اور دوسرے بد اخلاقی۔

(۱۰۲) اللہ کے بندے میں یہ دو عادتیں ایک ساتھ نہیں ہوتیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ کے بندے میں یہ دو عادتیں ایک ساتھ جمع نہیں ہوتیں ایک کجی اور دوسرے ایمان۔

(۱۰۳) دو باتوں میں رشک کرنا مناسب ہے: رسول اللہ نے فرمایا کہ دو باتوں میں رشک کیا جاسکتا ہے۔ ایک اس شخص سے جسے اللہ تعالیٰ نے مال سے نوازا ہے اور وہ اس کو دن رات خرچ کرتا ہے۔ دوسرا وہ جسے قرآن دیا جائے اور وہ اسے دن رات تلاوت کرے اور اس پر عمل کرے۔

(۱۰۴) دو وجوہات کی بناء پر رسول اللہ حضرت عقیل بن ابو طالب سے محبت کرتے تھے: رسول اللہ حضرت عقیل بن ابو طالب سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہیں دو وجوہات کی بناء پر دوست رکھتا ہوں ایک ذاتی پسند کی وجہ سے دوسرے (اس وجہ سے کہ) تمہیں ابو طالب دوست رکھتے تھے۔

(۱۰۵) دو باتوں کی وجہ سے رسول اللہ خوش ہوتے تھے: حسن بن زید نے کہا کہ میں نے اپنے خاندان کی ایک جماعت کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جعفر بن ابی طالب خوش کی جنت سے جب واپس آئے تو اس روز خیر فتح ہوا تھا۔ رسول اللہ نے جعفر بن ابی طالب کی آنکھوں سے

درمیان پیار کیا اور فرمایا کہ مجھے علم نہیں کہ میں کسی بات سے زیادہ خوش ہوں جعفر بن ابی طالب کی آمد سے یا خیبر کی فتح کی وجہ سے۔

(۱۰۶) جناب رسول اللہ نے امام حسن اور امام حسین دونوں کو دو باتوں سے نوازا: جناب سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو لیکر رسول اللہ کے پاس تشریف لائیں اس وقت آپ مرض الموت میں مبتلا تھے۔ (جناب سیدہ زہرا نے) کہا: یا رسول اللہ یہ دونوں آپ کے فرزند ہیں ان کو کوئی چیز میراث میں عطا فرمائیے۔ (آپ نے) فرمایا: میں نے اپنی ہیبت (رعب، دہشت، خوف) اور سیادت (سرداری، بزرگی، امامت) حسن کو عطا کی ہے اور حسین کو اپنی جرات اور سخاوت دی ہے۔ زینب بنت ابورافع اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام نے اپنے والد سے کہا کہ یا رسول اللہ یہ دونوں آپ کے فرزند ہیں ان کو کوئی چیز بخش دیجئے۔ (آپ نے) فرمایا کہ حسن کو اپنی ہیبت (رعب، خوف، دہشت) اور سیادت (سرداری، امامت، بزرگی) عطا کی اور حسین کو اپنی سخاوت اور شجاعت بخش دی ہے۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے حسن کو اپنی ہیبت اور علم عطا کیا۔ اور حسین کو اپنی سخاوت اور رحمت عطا کی۔

(۱۰۷) نماز عشاء کے بعد جاگنا صرف دو اشخاص کے لئے جائز ہے: جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ نماز عشاء کے بعد جاگنا صرف دو اشخاص کے لئے جائز ہے۔ ایک وہ جو نماز شب پڑھے اور دوسرا شخص جو سفر کر رہا ہو (مسافر)۔

(۱۰۸) اکثر لوگ دو باتوں کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے اور دو باتوں کی وجہ سے جنت میں جائیں گے: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے میری امت جو دوزخ میں جائے گی وہ اجوفان ہوں گے۔ (لوگوں نے) پوچھا: یا رسول اللہ اجوفان کیا ہیں؟۔ (آپ نے) فرمایا کہ شرمگاہ اور منہ۔ جنت میں بہت سے لوگ وہ جائیں گے جو اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتے ہو گئے اور اچھے اخلاق والے ہوں گے۔

(۱۰۹) پروردگار عالم اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن ایک ساتھ نہیں رکھے گا: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر کہا کہ میں اپنے بندوں پر دو خوف اور دو امن ایک ساتھ اکٹھا نہیں کروں گا۔ جو شخص دنیا میں چین اور سکون سے ہوگا تو آخرت میں اسے خوف دوں گا اگر دنیا میں خوف زدہ رہے گا تو قیامت میں اسے آرام دوں گا۔

(۱۱۰) امت کی اصلاح پہلے دو عادتوں سے اور بعد میں ہلاکت دو عادتوں کی وجہ سے ہوگی: رسول اللہ نے فرمایا کہ پہلے امت کی اصلاح زہد اور یقین کی وجہ سے ہوگی اور بعد میں ہلاکت کجی اور خواہشات کی وجہ سے ہوگی۔

﴿تیسرا باب﴾

(۱) اللہ تعالیٰ تین باتوں کی وجہ سے لوگوں کو بغیر حساب کیے جنت اور دوزخ میں داخل کرے گا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین اشخاص کو بغیر حساب کتاب کیے جنت میں داخل کرے گا۔ ایک امام عادل دوسرا سچا تاجر اور تیسرا وہ بوڑھا شخص جس نے اپنی ساری عمر پروردگار عالم کی فرمانبرداری میں گزاری ہو اور تین اشخاص کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے دوزخ میں داخل کرے گا۔ ایک ظالم امام، دوسرا جھوٹا تاجر اور تیسرا بوڑھا زانی۔

(۲) تین باتوں کے بارے میں پروردگار عالم مومن کی پوچھ گچھ نہیں کرے گا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ تین چیزوں کا پروردگار عالم مومن سے حساب کتاب نہیں لے گا ایک کھانے پینے کی اشیاء کا، دوسرے لباس کا تیسری نیک بیوی سے تعاون کرنے اور اس کی عزت کی حفاظت کرنے کا۔

(۳) وہ پروردگار عالم کے عرش کے سایہ میں ہو گا جس میں ان تین باتوں میں سے ایک ہو گی: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی یا ان میں سے (کم از کم) ایک بات ہو گی وہ قیامت کے دن عرش خدا کے سایہ میں ہو گا کہ اس دن کوئی اور سایہ نہ ہو گا۔ لوگوں کو ان کی امید کے مطابق دے۔ کسی بھی کام کے کرنے سے پہلے یہ دیکھ لے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے یا نہیں۔ ایک مومن بھائی کو اس کی برائی سے اس وقت آگاہ کرے جب وہ خود اپنے سے اس عیب کو دور کر لے۔ اپنے آپ سے اس وقت برائی دور کرے جب اس پر دوسرے کا عیب ظاہر ہو۔ آدمی کے لئے کافی ہے کہ وہ اپنے آپ سے سرور کا رکھے۔

خضر بن مسلم صیرفی نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین اشخاص اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جب کوئی اور سایہ نہیں ہو گا۔ ایک وہ شخص جس نے لوگوں اور اپنی ذات سے عدل کیا۔ دوسرا وہ شخص جس نے اپنا قدم اٹھانے سے پہلے خدا کی مرضی اور اس کی ناراضگی دیکھی ہو۔ تیسرا وہ شخص جو اپنے مومن بھائی پر عیب نہ لگائے جب تک وہ خود اس سے پاک نہ ہو جب ایک بدی دور کرے گا تو دوسری ظاہر ہوگی۔ آدمی کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے اور لوگوں کے پیچھے نہ پڑنا چاہئے۔

(۴) قیامت میں تین اشخاص اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوں گے: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ تین اشخاص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے بہت نزدیک ہوں گے۔ ایک وہ جو غصہ کی حالت میں اپنے ماتحت پر ظلم نہ کرے، دوسرا وہ شخص جو لوگوں کے پاس آنے جانے والا ہو مگر ذرا بھی کسی کی طرف نہ جھکے۔ تیسرا وہ شخص جو اپنے نفع نقصان میں بھی حق (سچ) بات کہے۔

(۵) تین باتوں کی وجہ سے دعا قبول ہوتی ہے: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ جب تیرا جسم کا پینے لگے، آنسو نکلے لگیں اور تیرا دل ڈرنے لگے تو اس وقت پروردگار عالم سے رجوع کر تیرا تیرا نشانے پر لگے گا (تیری دعا قبول ہو جائے گی)۔

(۶) کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس میں یہ تین عادتیں نہیں ہوتیں: امام علی رضا علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام نے کہا کہ میں نے ابو الحسن (امام علی رضاؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی مومن اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک اس میں تین عادتیں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی سنت، رسول اللہ کی سنت اور امام کی سنت۔ اللہ کی سنت پردہ پوشی ہے۔ اللہ تعالیٰ غیب کی باتوں کو جانتا ہے اور سوائے رسول

اللہ کے کسی اور کو آگاہ نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے رسول کی سنت لوگوں سے نیکی کرنا ہے۔ فرماتا ہے کہ لوگوں سے چشم پوشی کرو۔ نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے پرہیز کرو۔ امام کی سنت ہے نیکی اور سختی میں صبر کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ صابروہ ہے جو سختی اور نیکی میں صبر کرے۔

(۷) مومن میں یہ تین عادتیں نہیں ہوتیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے اپنے والد (امام محمد باقر) سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ کنجوسی، حسد اور بزدلی کسی مومن میں نہیں ہوتیں۔ مومن بزدل، لالچی اور کنجوس نہیں ہوتا۔

(۸) نبیؐ نے ہروردنگار سے تین چیزوں کے سوال کیے جن میں سے دو چیزیں عطا ہوئیں اور ایک کمرے لئے منع کیا گیا: نبیؐ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کے لئے سوال کیا۔ (اس نے) دو چیزیں دے دیں اور ایک چیز کے لئے منع کیا۔ میں نے کہا: اے میرے پروردگار میری امت کو بھوک سے ہلاک نہ کرنا۔ (اللہ نے) فرمایا: مجھے منظور ہے۔ (میں نے) عرض کیا کہ دشمن یعنی مشرکین کو ان پر مسلط نہ کرنا جو ان کی جڑیں اکھاڑ دیں۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: منظور ہے۔ (میں نے) عرض کیا ان کے درمیان جنگ و جدل قرار نہ دینا۔ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے منظور نہ کیا۔

سلیمان ابن احمد نے کہا کہ ان راویوں سے یہ حدیث علی علیہ السلام سے منقول ہے۔ منجاب ابن حارث اس میں اکیلا ہے۔

(۹) تین درجے تین گناہوں کا کفارہ، تین چیزیں ہلاک کرتی ہیں اور تین چیزیں نجات دیتی ہیں: ابو جعفر محمد بن علی باقر (امام پنجم) نے فرمایا کہ تین چیزیں درجات بلند کرتی ہیں۔ ایک سلام کرنا، دوسرے کھانا کھلانا، تیسرے جب لوگ سوئے ہوئے ہوں نماز شب پڑھنا۔ گناہوں کا کفارہ موسم سرما میں مکمل وضو اور نماز کے لئے دن رات جاگنا۔ نماز باجماعت پابندی سے پڑھنا۔

ہلاک کرنے والی چیزیں۔ کنجوسی کرنا، خواہش نفس کی پیروی کرنا اور اپنے آپ کو بڑا تصور کرنا۔

نجات دینے والی چیزیں اللہ تعالیٰ کا خوف کرنا، ظاہری اور باطنی طریقہ سے قناعت کرنا، فقر و فاقہ میں اور خوشنودی اور ناراضگی میں انصاف

کی بات کہنا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے خوف کرنا، غربت اور دولت مندی میں قناعت کرنا، خوشنودی اور ناراضگی میں انصاف کرنا۔ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ کنجوسی کرنا، خواہش نفس کی پیروی کرنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔

امام جعفر صادق* سے ایک اور روایت ہے کہ کنجوسی کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدگمانی ہے۔ میں نے اس روایت کو اسی سند کے ساتھ معانی الاخبار میں بیان کیا ہے۔ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے اپنی وصیت میں فرمایا: اے علیؑ تین چیزیں درجہ بلند کرتی ہیں، تین چیزیں گناہوں کا کفارہ ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرتی ہیں اور تین چیزیں نجات دیتی ہیں۔ درجات بلند کرنے والی چیزیں موسم سرما میں وضو کی تکمیل، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، دن اور رات باجماعت نماز ادا کرنا۔

(جو چیزیں) گناہوں کا کفارہ ہیں: سلام کرنا، لوگوں کو کھانا کھلانا، نماز شب اس وقت ادا کرنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

ہلاک کرنے والی چیزیں کنجوسی کرنا، اپنے نفس کی پیروی کرنا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنا۔

نجات دینے والی چیزیں ظاہر اور باطن میں اللہ کا خوف، تونگری اور غربت میں قناعت کرنا، خوشنودی اور ناراضگی میں سچ بات کہنا۔ ایک اور

حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہؐ سے معراج کے متعلق سوال کیا گیا کہ اشراف فرشتے کس بات میں بحث کرتے ہیں (آپؐ نے) فرمایا: درجات کی

بلندی اور کفارات کے بارے میں۔ مجھے آواز آئی کہ درجات کس کو کہتے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ سردی کے موسم میں وضو کرنا، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے جانا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ میرے اور میرے اہل بیت سے مرتے دم تک محبت کرنا۔ یہ حدیث بہت طویل ہے۔ میں نے پوری حدیث سند کے ساتھ اپنی کتاب اثبات معراج میں نقل کی ہے۔

حضرت جعفر بن محمد (امام ششم) اپنے والد گرامی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔ ایک وعدہ خلافی کرنا، دوسری ترک سنت رسول، تیسری مسلمانوں کی جمعیت سے الگ ہونا۔ نجات دینے والی تین چیزیں یہ ہیں۔ پہلے اپنی زبان پر قابو رکھنا، دوسرے اپنے گناہوں پر رونا، تیسرے اپنے گھر میں گوشہ نشین ہونا۔

(۱۰) جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کی شادی حور العین سے کرے گا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین چیزیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کی شادی حور العین سے کرے گا۔ پہلی چیز اپنے غصہ کو پی لینا۔ دوسری اللہ کی راہ میں شمشیر کے نیچے بھی صبر کرنا۔ تیسری حرام مال (ناجانز دولت) ملنے پر چھوڑ دینا۔

(۱۱) اگر ان تین افراد پر ظلم نہیں کیا گیا تو یہ لوگ تم پر ظلم کریں گے: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا اگر ان تین لوگوں پر تم دباؤ نہیں ڈالو گے تو یہ لوگ تم پر دباؤ ڈالیں گے۔ ایک ذلیل شخص، دوسری تیری بیوی، تیسرے تیرا نلام۔ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے حق پر قناعت نہیں کریں گے۔ انصاف پر صبر نہیں کریں گے۔ نرمی کرو مگر جائز حد تک۔ اتنا پیار کرو کہ یہ لوگ تم پر سوار نہ ہو جائیں۔

(۱۲) تین افراد تین افراد سے اپنا حق دریافت نہیں کرتے: حضرت علیؑ نے فرمایا کہ تین افراد تین سے اپنا حق دریافت نہیں کرتے۔ ایک شریف انسان کسی کمینہ سے، دوسرے ایک بردبار شخص کسی بے وقوف سے، تیسرے ایک نیک شخص کسی بدکار سے۔

(۱۳) انسان ہمیشہ تین عادتوں کے درمیان ہوتا ہے: اجزہ شمالی نے کہا: میں نے ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ انسان تین چیزوں کے درمیان رہتا ہے ایک بلا، دوسری قضاء، تیسری نعمت (اللہ کی طرف سے)۔ بلا نازل ہونے پر صبر کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو تسلیم کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرنا چاہئے (مصیبت پر صبر، قضاء پر تسلیم اور نعمت پر شکر کرنا چاہئے)۔

(۱۴) تین لوگ رحم کسے حق دار ہیں: جناب عبد اللہ بن سنان نے کہا کہ میں نے جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ان تین آدمیوں پر رحم کرتا ہوں وہ رحم کے حق دار ہیں ایک وہ جو عزت دار ہونے کے بعد ذلیل ہو جائے، دوسرے وہ دولت مند جو محتاج ہو جائے، تیسرے وہ عالم جس کے اہل و عیال اور نادان لوگ اس کو ذلیل کریں۔

(۱۵) پروردگار عالم تین افراد کو دشمن رکھتا ہے: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کو دشمن رکھتا ہے۔ ایک ظلم کرنے والا مالدار، دوسرے فسق و فجور کرنے والا مرد، تیسرے غرور کرنے والا درویش۔ (آپؑ نے) پوچھا: غرور کرنے والا درویش کیوں ہے؟ (لوگوں نے) عرض کیا: تھوڑے مال والا۔ (آپؑ نے) فرمایا: نہیں بلکہ وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اپنا مال خرچ نہ کرے۔

(۱۶) تین مقامات پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ تین مقامات پر سچ بولنا برا ہے اور تین افراد کی دوستی دلوں کو مردہ کر دیتی ہے: نبیؐ نے فرمایا کہ تین مقامات پر جھوٹ بولنا اچھا ہے ایک جنگ میں (دشمن سے) بہانہ کرنا، دوسرے اپنی بیوی سے وعدہ میں، تیسرے

لوگوں کی اصلاح میں۔ تین مقامات پر سچ بولنا برابر ہے۔ ایک چغلی میں، دوسرے عورت کی بدکاری میں اس کے شوہر کو خبر دینا، تیسرے کسی آدمی کی بات جھٹلانا۔ ان تین مقامات پر خاموش رہنا بہتر ہے۔ تین آدمیوں کی دوستی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔ ایک پست لوگوں کی دوستی، دوسرے عورت کی ہم نشینی، تیسرے دولت مند کی دوستی۔

(۱۷) تین باتوں سے تین چیزیں ہوتی ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ جس کی زبان سچی، اس کا عمل پاک اور جس کی نیت اچھی ہو، اللہ اس کو روزی زیادہ کرے گا۔ جو شخص اپنے اہل و عیال کے ساتھ خوش اخلاق ہے اللہ اس کی عمر لمبی کرتا ہے۔

(۱۸) ایک چیز سے تین چیزیں پیدا ہوتی ہیں: ابن ابی یعفور نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس کا دل دنیا میں لگ گیا وہ بے پایاں اندوہ، بے کار آرزو (خواہش) اور ناامیدی میں گرفتار ہوگا۔

(۱۹) بڑھاپے کی علامتیں تین ہیں: امام جعفر صادقؑ کے آزاد کردہ غلام ابوصباح نے کہا کہ میں امام جعفر صادقؑ کے ساتھ تھا جب ہم احد کے پہاڑ سے گزر رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اس پہاڑ کے سوراخ کو دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: میں اس کو نہیں دیکھتا۔ (آپ نے) فرمایا کہ بڑھاپے کی نشانیاں تین ہیں۔ ایک نگاہ کی کمی، پیٹھ کا جھکنا، قدم کا باریک (چھوٹا) ہونا۔

(۲۰) تین عادتیں انبیاء، اولاد انبیاء اور ان کے ماننے والوں کے لئے مخصوص ہیں: جناب ابوالحسن موسیٰ بن جعفر (امام موسیٰ کاظمؑ) نے فرمایا کہ انبیاء، اولاد انبیاء اور ان کے ماننے والوں کے ساتھ تین چیزیں مخصوص ہیں ایک جسمانی بیماری، دوسرے حاکموں کا خوف اور تیسرے غربت۔

(۲۱) اللہ تعالیٰ تین باتوں سے ناراض ہوتا ہے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پروردگار عالم ان تین باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ پہلی وہ نیند جس میں شب بیداری نہ ہو، دوسری بلا وجہ ہنسنا، تیسری پورا کھانے کے بعد پھر کھانا۔

(۲۲) ہمدیہ کی تین وجوہات ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ ہمدیہ تین قسم کا ہے۔ پہلا ہمدیہ عوض (کسی کام کے بدلے)، دوسرا ہمدیہ سازش (کسی سازش کے لئے)، تیسرا ہمدیہ برائے خدا (اللہ کی خوشنودی کے لئے)۔

(۲۳) تین عادتوں سے نبی اور عام آدمی خالی نہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ تین باتوں سے نبی اور عام آدمی خالی نہیں ہوتا۔ پہلی نخوست، دوسری حسد اور تیسری اندیشہ۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ اس جگہ نخوست سے مراد یہ ہے کہ ہر نبی کی امت نخوست کی قائل تھی، نبی اس بات کے قائل نہیں تھے۔ پروردگار عالم قوم صالح کی طرف سے بیان کرتا ہے "ہم تجھے اور تیرے ساتھیوں کو منحوس سمجھتے ہیں فرمایا تمہاری نخوست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے"۔ دوسرے لوگوں نے انبیاء سے کہا ہم تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔

حسد سے مراد یہ ہے کہ نبی سے حسد کیا جاتا ہے نہ کہ نبی حاسد ہوتا ہے جیسا کہ پروردگار عالم فرماتا ہے کہ "خدا نے اپنے فضل سے ان کو جو کچھ دیا ہے۔ لوگ ان سے حسد کرتے ہیں۔ ہم نے آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت عطا کی ہے۔ ان کو بڑا ملک دیا"۔ اندیشہ خلقت سے مراد یہ ہے کہ وہ اہل اندیشہ کے ساتھ گرفتار ہو جاتے ہیں۔ پروردگار عالم ولید بن مغیرہ مخزومی کی حکایت بیان کرتا ہے کہ اس نے اندیشہ کیا، اندازہ لگایا۔ جائے اس نے کیا اندازہ لگایا کہ قرآن محض جادو ہے اور انسان کا کلام ہے!

(۲۴) کفر کے تین اصول: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ کفر کے تین اصول ہیں۔ حرص، غرور اور حسد۔ حرص کے بارے میں یہ ہے کہ حضرت آدم کو درخت سے کھانے سے منع کیا گیا مگر حرص نے انہیں کھانے پر مجبور کیا۔ غرور کی بات یہ ہے کہ ابلیس کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا لیکن اس نے غرور کی وجہ سے حضرت آدم کو سجدہ نہ کیا۔ حسد یہ ہے کہ حضرت آدم کے ایک بیٹے نے دوسرے بیٹے کو قتل کیا۔

(۲۵) قرض کسی تین وجوہات ہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ قرض لینے والے کو مہلت دینی چاہئے جب دینے والا ہوگا اور بغیر حیل و حجت کے وہ ادا کر دے تو اس پر نہ کوئی نفع ہوگا اور نہ کوئی نقصان۔ جو شخص اپنے قرض کو طلب کرنا چاہے اپنا قرض طلب کرے۔ نہ اس پر کوئی نفع ہوگا نہ کوئی نقصان۔ جو شخص اپنے قرض کو مانگے اور مقروض ادا بیگی میں دیر کرے وہ نقصان میں ہوگا نفع میں نہیں ہوگا۔

(۲۶) حصول اجازت تین مرتبہ ہے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ حصول اجازت تین مرتبہ ہے۔ ایک مرتبہ سنیں گے دوسری مرتبہ یاد کریں گے۔ تیسری مرتبہ اجازت دیں گے یا انکار کریں گے۔

(۲۷) تین لوگوں کو سلام نہیں کرنا چاہئے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ تین اشخاص کو سلام نہیں کرنا چاہئے ایک وہ شخص جو جنازے کے ساتھ جا رہا ہو، دوسرا وہ شخص جو نماز جمعہ کے لئے جانے والا ہو، تیسرا وہ شخص جو حمام میں ہو۔

(۲۸) بہترین اشخاص تین ہیں: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ بہترین اشخاص تین ہیں۔ پہلا وہ شخص جو لوگوں کو کھانا کھلائے۔ دوسرا وہ شخص جو سلام با آواز بلند کرے۔ اور تیسرا وہ شخص جب لوگ سوئے ہوں اس وقت نماز پڑھے (نماز شب پڑھنے والا)۔

(۲۹) تین عادتیں۔ ایک سے دولت مندی کا اظہار، دوسری سے خوبصورتی اور تیسری سے دشمن کی سرکوبی ہوتی ہے: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ عطر استعمال کرنے سے دولت مندی کا اظہار ہوتا ہے۔ اچھے لباس پہننے سے خوبصورتی کا اظہار ہوتا ہے اور اچھے اخلاق سے دشمن کی سرکوبی ہوتی ہے۔

(۳۰) تین باتیں انبیاء کی عادت ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ تین چیزیں انبیاء کی عادتیں ہیں۔ ایک عطر لگانا، دوسرے بالوں میں گنگھی کرنا، تیسرے کثرت سے جماع کرنا۔

(۳۱) تین چیزیں آنکھوں کو جلا دیتی ہیں: ابی الحسن اول (علیہ السلام) نے فرمایا کہ تین چیزیں آنکھوں کو تیز کر دیتی ہیں۔ ایک سبزہ دیکھنا، دوسرا جاری پانی دیکھنا، تیسرا خوبصورت چہرہ دیکھنا۔

(۳۲) تین عادتیں اچھی ہیں: حلبی نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق ؑ) سے دریافت کیا کہ ایک اچھے انسان میں کون سی تین عادتیں بہت اچھی ہیں؟ (آپ نے) فرمایا کہ ایک وقار بغیر خوف، دوسرے بخشش (کرنا) بغیر مانگے، تیسرے مصروفیت بغیر لالچ دینا۔

(۳۳) تین باتوں میں اسراف ہے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ اسراف ان تین چیزوں میں ہے۔ ایک اپنے لباس میں زیادہ خرچ کرنا۔ دوسرے کھجور کی گٹھلی ادھر ادھر پھینکنا۔ تیسرے بچے ہوئے پانی کو پھینکنا۔ (آپ نے) فرمایا کہ کھانے میں اسراف نہیں ہوتا۔

(۳۴) رسول اللہ نے تین افراد پر لعنت کی ہے: ابوالحسن (امام موسیٰ کاظم ؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہ نے تین افراد پر لعنت کی ہے۔ ایک وہ شخص جو زوراواہ اکیلے کھائے اور اپنے ہم سفر ساتھیوں کو نہ دے۔ دوسرا وہ شخص جو بیابانوں میں اکیلا سفر کرے۔ تیسرے وہ شخص جو گھر میں تنہا سوئے۔

(۳۵) جنت کا ایک درجہ ہے جس کو صرف تین افراد پائیں گے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہ نے

فرمایا کہ جنت میں ایک درجہ ہے جس میں سوائے ان تین کے کوئی نہیں جائے گا۔ ایک امام عادل، دوسرا صلہ رحمی کرنے والا، تیسرا صبر کرنے والا عیال دار۔

(۳۶) تین اشخاص سے سزا موقوف ہے: ابن ظبیان نے کہا کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک بدکار پاگل عورت لائی گئی۔ انہوں نے رجم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ کے پاس سے گزر ہوا (آپؓ نے) فرمایا: کیا بات ہے؟ (لوگوں نے کہا) کہ پاگل عورت بدکار ہے۔ حضرت عمرؓ نے رجم کا حکم دیا ہے۔ (آپؓ نے) فرمایا جلدی نہ کرو۔ آپؓ حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لائے اور کہا۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ تین آدمیوں پر سزا موقوف ہے۔ ایک بچے پر جب تک وہ بالغ نہ ہو دوسرا پاگل پر جب تک وہ اچھا نہ ہو۔ تیسرے سونے والے پر جب تک وہ بیدار نہ ہو۔

(۳۷) ان تین افراد کی بات جنہوں نے لات و عزی کی قسم کھائی تھی کہ وہ رسول اللہؐ کو قتل کر دیں گئے: علیؓ بن حسینؓ (امام چہارم) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ ایک مرتبہ باہر تشریف لائے فجر کی نماز پڑھی پھر فرمایا: اے لوگو تم میں سے کون ہے جو ان تین اشخاص کے پاس جائے گا جنہوں نے لات و عزی کی قسم کھائی ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے؟ رب کعبہ کی قسم وہ جھوٹے ہیں۔ (یہ سن کر) لوگوں نے اپنے سر نیچے کر لیے۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ (آپؓ نے) فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ علیؓ تم میں موجود نہیں ہیں۔ عامر بن قنادہ نے عرض کیا کہ وہ آج رات بخار میں مبتلا تھے اور نماز پڑھنے نہیں آئے۔ اگر اجازت دیں تو ان کو اس بات سے آگاہ کروں۔ (آپؓ نے) فرمایا: آگاہ کرو۔ عامر بن قنادہ نے آپؓ کو آگاہ کیا۔ آپؓ اس طرح جلدی روانہ ہوئے جس طرح رہا شدہ آدمی جلدی روانہ ہوتا ہے۔ گردن پر کپڑا ڈالا جس کے کناروں پر گرہ دی ہوئی تھی۔ آپؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ کیا حکم ہے؟ (آپؓ نے) فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کے ایلچی نے خبر دی ہے کہ تین اشخاص نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ رب کی قسم یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ (آپؓ نے) عرض کیا کہ میں اپنے کپڑے پہن کر تمہا ان کی خبر لیتا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا: میرے کپڑے اور زرہ موجود ہے۔ (آپؓ نے) اپنے کپڑے پہنائے۔ عمامہ سر پر رکھا اور اپنے گھوڑے پر سوار کیا۔ حضرت علیؓ علیہ السلام روانہ ہوئے تین روز گزر گئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نہ آئے اور نہ حضرت علیؓ کا کہیں سے پتہ لگا۔ جناب سیدہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام حسن اور حسینؓ کو گود میں لیکر آنجنابؐ کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا کہ کیا آپؓ نے ان دونوں کو یتیم کر دیا ہے۔ آنحضرتؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (آپؓ نے) فرمایا جو علیؓ کی خبر لائے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا۔ لوگ آنحضرتؐ کی شدید فکر دیکھ کر تلاش میں لگ گئے۔ عامر بن قنادہ نے واپس آ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حضرت علیؓ کی واپسی کی خوشخبری سنائی۔ حضرت علیؓ علیہ السلام دو قیدی، ایک سرتین اونٹ اور تین گھوڑے لیکر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت جبرئیلؑ نے نازل ہو کر آنحضرتؐ کو حضرت علیؓ علیہ السلام کی کارگزاری سے مطلع فرمایا۔ (آپؓ نے) فرمایا کہ اے علیؓ کیا میں تمہاری کارگزاری بیان کروں؟ منافقین نے کہا کہ ابھی تک تو حیران تھے اب کہتے ہیں کہ میں تجھے تیری سرگزشت بیان کروں۔ (آپؓ نے) فرمایا: اے ابوالحسنؑ اپنی سرگزشت کو بیان کر دتا کہ یہ لوگ اس بات پر گواہ ہیں۔ (آپؓ نے) عرض کیا: بہت اچھا۔ (آپؓ نے) کہا: جب میں وادی میں داخل ہوا تو یہ لوگ اونٹوں پر سوار تھے۔ مجھے آواز دی کہ تم کون ہو؟ میں نے جواب میں کہا: میں علیؓ ابن ابی طالبؓ ابن عم رسول اللہؐ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہم رسول اللہؐ کو نہیں جانتے تیرا اور محمدؐ کا قتل کرنا ہم ایک جیسا تصور کرتے ہیں۔ اس مقتول نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ میرے اور اس کے درمیان چند وار کا تبادلہ ہوا۔ سُرخ آندھی چلی۔ میں نے اس وقت آپؓ کی آواز سنی کہ تیری خاطر اس کی زرہ کو شانہ سے کاٹ دیا ہے۔ اس کے شانہ پر وار کر میرا اور خطا ہو گیا۔ پھر سیاہ آندھی چلی جس میں آپؓ کی آواز سنی کہ تیری خاطر اس کی زرہ کو شانہ سے کاٹ دیا ہے اس کے شانہ پر وار کر میرا اور خطا ہو گیا۔ پھر سیاہ آندھی چلی اس میں آپؓ کی آواز سنی کہ میں

نے اس کی زہرہ ران سے کاٹ دی ہے وہاں ضرب لگاؤ۔ میں نے وہاں ضرب لگا کر اسے کاٹ دیا۔ اس کو زین پر گرا کر سر قلم کر کے زمین پر ڈال دیا۔ سر کو پکڑا۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ محمدؐ بہت رفیق اور مہربان ہیں۔ ان کے پاس لے چلیے جلدی نہ کریے۔ ہمارا ساتھی ہزار پہلو انوں کے برابر تھا۔ نبیؐ نے فرمایا پہلی آواز جو تم نے سنی وہ جبرئیل کی آواز تھی، دوسری آواز میکائیل کی تھی۔ (پھر آپؐ نے) فرمایا کہ ان دو میں سے ایک آدمی کو میرے سامنے لاؤ جب سامنے آیا تو (آپؐ نے) فرمایا: لا الہ الا اللہ واشہد ان رسول اللہ کہو (اس نے) کہا کہ پہاڑ ابوقیس کا کندھے پر اٹھانا میرے لئے اس گلے کے کہنے سے زیادہ آسان ہے۔ (آپؐ نے) فرمایا: لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔ پھر فرمایا: دوسرے شخص کو لاؤ۔ (جب وہ لایا گیا تو) کہا لا الہ الا اللہ واشہد ان رسول اللہ کہو۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے میرے ساتھی سے ملا دو۔ فرمایا اے ابوالحسنؑ اس کو لے جاؤ اور اس کی گردن اڑا دو۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام اس کی گردن مارنے والے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا کہ اے محمدؐ اللہ تعالیٰ (آپؐ کو) سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کو قتل نہ کرو (کیونکہ) یہ اپنی قوم میں اچھے اخلاق والا اور نئی تھا۔ تلوار کے نیچے پڑے ہوئے شخص نے کہا کہ کیا یہ تیرے اللہ کا بھیجا ہوا ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ (اس نے) کہا خدا کی قسم میں اپنے بھائی کے ایک درہم کا بھی مالک نہیں تھا۔ میں نے جنگ سے پیٹھ نہیں دکھائی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، تو اللہ کا رسول ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جس کو اچھے اخلاق اور سخاوت جنت نعیم میں لے گئے۔

(۳۸) بھائیوں کے ساتھ نیکی کرنا ان کی ضرورت میں کوشش کرنا ہے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ تم میں سے بہترین اشخاص بخشش کرنے والے ہیں اور بدترین اشخاص کجیوں ہیں۔ نیک کام بھائیوں سے نیکی اور ان کی ضرورت میں ان کی مدد کرنا ہے۔ یہ کام شیطان کو ذلیل اور مرد کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور جنت میں داخل کرتا ہے۔ (آپؐ نے) فرمایا: اے جمیل اس حدیث کو اپنے روشن خیال اصحاب سے بیان کرنا (جمیل نے) عرض کیا: میں قربان جاؤں۔ یہ روشن خیال دوست اصحاب کون ہیں؟ (آپؐ نے) فرمایا: جو اپنے بھائیوں سے خوشی اور تنگی میں نیکی کرتے ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے جمیل صاحب ثروت (دولت مند لوگ) کے لئے یہ کام آسان ہے۔ غریب نیکی کرنے والے کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے۔ کثیر حاجتوں کے باوجود اپنی ضرورت کو دوسروں کی ضرورت پر مقدم رکھتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو کجیوں سے بچاتے ہیں وہ کامیاب لوگ ہیں۔

(۳۹) تین مقامات پر قضاے حاجت نہیں کرنا چاہئے: حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے تین مقامات پر قضاے حاجت (پاخاند) کرنے سے منع کیا ہے۔ پہلا مقام خوشگوار پانی کے کنارے، دوسرا مقام خوشگوار ندی کے کنارے، تیسرا مقام میوہ دار درخت کے نیچے۔

(۴۰) سورج کا سامنا کرنے سے تین خرابیاں پیدا ہوتی ہیں: حضرت امیر المومنین (حضرت علیؑ) نے فرمایا کہ سورج کے سامنے نہیں جانا چاہئے کیونکہ سورج سے بخارات اٹھتی ہیں جو چہرے کو سیاہ کر دیتے ہیں۔ کپڑے کو بوسیدہ اور اندرونی درد کو ظاہر کرتے ہیں۔

(۴۱) اسراف کرنے والے کی تین علامتیں ہیں: امیر المومنین (حضرت علیؑ) نے فرمایا کہ اسراف کرنے والے کی تین علامت ہیں۔ ایک ضرورت سے زیادہ کھانے، دوسری ضرورت سے زیادہ لباس پہننے، تیسری ضرورت سے زیادہ سامان خرید لے۔

(۴۲) ساری آنکھیں قیامت میں روئیں گی سوائے تین آنکھوں کے: رسول اللہؐ کا ارشاد ہے کہ تین آنکھوں کے علاوہ قیامت میں ساری آنکھیں روئیں گی یہاں وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والی ہے۔ دوسری وہ آنکھ جو ناحق سے روئیں۔ تیسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ

میں جہاد کے وقت نہ سونے والی ہو۔

(۴۳) تمام خوبیاں تین عادتوں میں ہیں: جناب امیر المؤمنین (حضرت علیؑ) نے فرمایا کہ تین خوبیاں تین عادتوں میں ہیں۔ ایک نگاہ، دوسری خاموشی تیسری کلام۔ وہ نگاہ جس میں عبرت نہیں وہ بھول ہے۔ وہ سکوت جس میں اندیشہ نہ ہو وہ غفلت ہے۔ ہر وہ کلام جس میں یاد آوری نہ ہو بے ہودہ ہے۔ خوشخبری ہے اس کے لئے جس کی نگاہ میں عبرت ہے، جس کی خاموشی میں غور و فکر ہے، جس کے کلام میں ذکر ہے، اپنی نلٹی پر روتا ہے، لوگ اس کے شر سے محفوظ ہیں۔

(۴۴) ایک سواری پر تین اشخاص کا سوار ہونا منع ہے: رسول اللہؐ نے ایک طویل حدیث میں فرمایا کہ تین آدمی ایک جانور پر سوار نہ ہوں۔ ان میں ایک ملعون ہے جو آگے سوار ہے۔

(۴۵) مسافر کا حق یہ ہے کہ جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کے ساتھی اس کے پاس تین دن تک ٹھہریں: مسافر کا حق یہ ہے کہ اگر وہ بیمار ہو تو اس کے ساتھی تین دن اس کے ساتھ ٹھہریں۔

(۴۶) سیاہ جوتے میں تین باتیں بری ہیں اور زرد رنگ کے جوتے میں تین باتیں اچھی ہیں: حنان بن سدر نے کہا کہ میں ایک مرتبہ سیاہ جوتے پہنے ہوئے جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) کے پاس گیا۔ (آپ نے) فرمایا کالا جوتا کھلے پہنے ہوئے ہو؟ اس کی تین خرابیاں ہیں۔ (میں نے) عرض کیا: میں قربان جاؤں وہ کون سی ہیں؟ (آپ نے) فرمایا کہ آنکھوں کو کزور کرتا ہے، دوسرے مردانگی کی طاقت کو کم کرتا ہے، غم کو زیادہ کرتا ہے۔ یہ ظالموں کا پہناوا ہے زرد رنگ کا جوتا پہنا کر اس میں تین خوبیاں ہیں (میں نے) عرض کیا: وہ کونسی؟ (آپ نے) فرمایا: آنکھوں کو طاقت دیتا ہے۔ مردانگی کو بڑھاتا ہے۔ فکر و پریشانی کو دور کرتا ہے۔ یہ انبیاء کا پہناوا ہے۔

(۴۷) کٹومے سے تین باتیں سیکھو: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کٹومے سے تین باتیں سیکھو۔ ایک اپنی مادہ کے ساتھ پوشیدہ طور پر جماع کرنا۔ دوسرے صبح سویرے روزی کی تلاش میں نکلنا۔ تیسرے بہت زیادہ چوکس رہنا۔

(۴۸) تین چیزیں تین چیزوں کے ساتھ ہیں: ایان بن تغلب نے کہا کہ ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ سلامتی ثابت قدمی میں ہے، جلدی میں ندامت ہے، بے وقت کام کرنے کا نتیجہ بے موقع ہوتا ہے۔

(۴۹) تین چیزیں منحوس ہیں: خالد بن سنان سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امام جعفر صادقؑ کے سامنے منحوس چیزوں کا تذکرہ ہوا۔ (آپ نے) فرمایا کہ جس عورت کا حق مہر زیادہ ہو اور وہ اپنے شوہر کی نافرمان ہو منحوس ہوتی ہے۔ دوسرے جو جانور عادت کا خراب ہو اور اپنے اوپر کسی کو سوار نہ ہونے دے منحوس ہوتا ہے۔ تیسرے وہ گھر جس کا گھنٹنگ ہو اور اس کے پڑوسی خراب ہوں منحوس ہوتا ہے۔

(۵۰) یاد کی ہونئی باتیں اگر بھول جائیں ان کی تین قسمیں ہیں: جناب ابو جعفر (امام جعفر صادقؑ) نے اس آیت فلما نسوا ما ذکروا بہ (سورہ انعام آیت ۴۴ اور سورہ اعراف آیت نمبر ۱۶۵) کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جنہوں نے یاد کیا اور دوسروں کو اس کا حکم دیا وہ نجات پا گئے۔ دوسرے وہ لوگ جنہوں نے یاد تو کیا لیکن دوسروں کو حکم نہ دیا وہ لوگ بلیغ بن گئے۔ تیسرے وہ لوگ جنہوں نے یاد کیا نہ حکم دیا وہ لوگ ہلاک ہو گئے۔

(۵۱) تین اشخاص اللہ تعالیٰ کی بناہ میں ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے حساب کتاب سے فارغ

ہو جائے گا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ تین افراد پروردگار عالم کی پناہ میں ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کے حساب کتاب سے فارغ ہو جائے گا۔ ایک وہ شخص جس نے کبھی زنا نہیں کیا ہو، دوسرا وہ شخص جس نے اپنے مال میں سود شامل نہ کیا ہو، تیسرا وہ شخص جس نے کبھی ان دونوں (زنا اور سود) میں دلچسپی نہ لی ہو۔

(۵۲) جو شخص یہ تین کام کرتا ہے وہ ان تین چیزوں سے محروم نہیں ہوتا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ اے معاویہ تین کام کرنے والا تین چیزوں سے محروم نہیں ہوتا ایک وہ شخص جس کو دعائے گنہگار کا مانگنے کی توفیق ہوئی ہو اس کی دعا قبول ہوگی، دوسرے وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہے اس کی روزی زیادہ ہوتی ہے، تیسرے وہ شخص جو پروردگار عالم پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔ پروردگار عالم اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے کہ جس نے اللہ پر بھروسہ کیا اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہے (اللہ تعالیٰ) کہتا ہے۔ اتر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں زیادہ نعمت عطا کروں گا۔ (اللہ تعالیٰ) کہتا ہے مجھ سے دعائے گنہگار قبول کروں گا۔

(۵۳) تین اشخاص سے مشورہ کرنے سے منع کیا گیا ہے: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ بزدل شخص سے مشورہ نہ کرنا وہ تمہارا باہر جانے کا راستہ بند کر دے گا، کج بخت شخص سے مشورہ نہ کرنا وہ تمہاری ہمت کو پست کر دے گا اور لالچی شخص سے مشورہ نہ کرنا وہ مال جمع کرنے کی خوبیاں بیان کرے گا۔ اے علیؑ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ بزدل، کج بخت اور لالچی شخص کا ایک منبع ہے اور وہ ہے اللہ تعالیٰ سے بدگمانی پیدا کرنا۔

(۵۴) عقل کے تین حصہ ہیں: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ عقل کے تین حصہ ہیں جس میں یہ تینوں حصے ہیں اس کی عقل پوری ہے۔ اور جس میں یہ حصے نہ ہوں اس میں عقل نہیں ہے۔ ایک اللہ تعالیٰ کی معرفت، دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر سختی سے عمل پیرا ہونا اور اس کے حکم پر صبر کرنا۔

(۵۵) حضرت آدمؑ کو تین چیزوں میں سے ایک کو اختیار کرنے کی اجازت دی گئی: (امیر المؤمنینؑ) علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہو کر حضرت آدمؑ سے کہا کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ آپ ان تین چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کریں اور دو کو چھوڑ دیں۔ (حضرت آدمؑ نے) پوچھا کہ وہ تین چیزیں کون سی ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ عقل، حیا، اور دین (حضرت آدمؑ نے) کہا: میں نے عقل کو اختیار کیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حیا، اور دین سے کہا: جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں عقل کے ساتھ رہنے کا حکم ہوا ہے جہاں کہیں بھی ہو۔ حضرت جبرئیل نے کہا جیسی تمہاری مرضی اور چلے گئے۔

(۵۶) انسان کی عقل کا اندازہ ان تین چیزوں سے ہوتا ہے: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ انسان کی عقل کا اندازہ اس کی ڈاڑھی کے طول، انگوٹھی کے نقش اور اس کی کنیت سے ہوتا ہے۔

(۵۷) شیعہ تین قسم کے ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ شیعہ تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو خالصتاً ہمیں دوست رکھتے ہیں وہ لوگ ہم میں سے ہیں، دوسرے لوگ جو ہم سے رابطہ رکھنا باعث عزت سمجھتے ہیں ہم ان کی عزت کا ذریعہ ہیں، تیسرے وہ لوگ جو ہم سے رابطہ رکھنا اپنی روزی کا ذریعہ قرار دیتے ہیں ایسے لوگ فقیر ہیں۔ جو لوگ خالص محبت کرتے ہیں وہ ائمہ کے دوست ہیں۔ جو لوگ اپنی عزت کی خاطر ائمہ سے رابطہ رکھتے ہیں انہیں عزت مل جاتی ہے اور جو لوگ روپے پیسے کی وجہ سے ائمہ کو دوست رکھتے ہیں وہ لوگ فقیر ہیں۔

(۵۸) شیعوں کا امتحان تین چیزوں سے ہوتا ہے: جناب جعفر بن محمد (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں کا امتحان تین وقت ہوتا ہے۔ ایک نماز کے وقت کہ اس کی پابندی کیسے کرتے ہیں، دوسرے ہمارے اہل بیت سے کیسے چھپاتے رکھتے ہیں، تیسرے اپنے

مال کو اپنے بھائیوں پر کس طرح خرچ کرتے ہیں۔

(۵۹) تین عادتیں جس شخص میں پائی جائیں وہ کامل مومن ہو گا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین عادتیں موجود ہوں اس کا ایمان کامل ہے۔ جس پر ظلم ہو اور وہ صبر کرے، جو اپنے غصہ پر قابو رکھے، اس کو برداشت کرے اور صبر کرے، جو عفو اور درگزر کرے۔ ایسے شخص کو پروردگار عالم بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا۔ پروردگار عالم اس سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کے افراد کی تعداد کے برابر لوگوں کی سفارش قبول کرے گا۔

(۶۰) جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی اس کا ایمان مکمل ہے ایک خوشحالی میں گناہ نہ کرنا، دوسرے ناراضگی میں حد سے تجاوز نہ کرنا، تیسرے اقتدار میں آنے کے بعد کسی دوسرے کے مال پر ہاتھ نہ ڈالنا: ہشام بن معاذ نے کہا کہ جب عمر بن عبد العزیز مدینہ آیا تو میں اس کے ساتھ تھا اس نے اعلان کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ اس بات کا اعلان کرے کہ جو شخص ستم رسیدہ ہو یا کسی بات کا دعوے دار ہو وہ میرے پاس آ کر دعویٰ کرے۔ محمد بن علی (امام محمد باقرؑ) تشریف لائے تو عمر بن عبد العزیز کے غلام مزاحم نے جا کر اس سے کہا کہ محمد بن علی (امام محمد باقرؑ) آئے ہیں۔ اس نے مزاحم سے کہا: انہیں اندر لے آؤ۔ آپ اندر تشریف لائے تو عمر بن عبد العزیز اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھ رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کیوں رورہے ہو؟ ہشام بن معاذ نے کہا کہ فلاں فلاں وجہ سے رورہے ہیں آپ نے فرمایا: اے عمر بن عبد العزیز دنیا ایک بازار ہے کچھ لوگ اس سے چیزیں لے جاتے ہیں جو ان کو فائدہ دیں گی، بعض لوگ ایسی چیزیں لے جاتے ہیں جو ان کو نقصان دیں گی۔ جس دنیا میں ہم رہتے ہیں اس میں بہت سے لوگوں نے اپنا نقصان کیا۔ آخر کار موت نے ختم کر دیا۔ ڈرگئے دنیا سے غمگین ہو کر گئے کیونکہ مقصد کی چیز کو نہ پاسکے جو آخرت میں کام آتی۔ مال جمع کیا و ارثان ناحق شناس نے اس کو بانٹ لیا۔ جب اس ذات کے پاس جائیں گے تو ان کا کوئی عذر نہیں سنے گا۔ ہمیں وہ کام کرنا چاہئے جس میں ہم قابل رشک ہوں اور اس کو سرفہرست قرار دیں۔ خطرناک کاموں سے پرہیز کریں ان پر کڑی نگاہ رکھیں اور انہیں چھوڑ دیں۔ خدا سے ڈرو دل میں دو باتیں رکھو۔ ایسے کام پسند کرو جو کل تمہارے کام آئیں، ایسے کام پسند نہ کرو جو تمہارے کام نہ آئیں اس کے بدلے کوئی اور کام کرو جو آخرت میں تمہارے کام آئے۔ تم سے پہلے جو سامان بے کار ہو چکا ہے اس پر توجہ نہ دو یہی سمجھو کہ تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اے عمر بن عبد العزیز خدا سے ڈرو۔ اپنے دروازے کھول دو۔ پردے ہٹا دو۔ مظلوم کی مدد کرو، ظالم کے ہاتھ کو چھوٹا کرو۔ (آپ نے) فرمایا: جس شخص میں تین صفات ہیں اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔ عمر بن عبد العزیز نے اپنا سر دونوں زانو پر رکھ لیا۔ اور عرض کیا اے خانوادہ پیغمبران کو بیان فرمائیے۔ (آپ نے) فرمایا: اپنی رضامندی غلط کام میں استعمال نہ کرنا۔ اپنی ناراضگی میں حد سے تجاوز نہ کرنا۔ اقتدار پانے پر جو چیز تمہاری نہ ہو اس کو نہ لینا۔ عمر بن عبد العزیز نے قلم دو ات منگوا کر لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد بن علی (امام محمد باقرؑ) کا حق فدک ہے جس کو عمر بن عبد العزیز نے واپس کر دیا۔

ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ مومن وہ شخص ہے جو خوشی کے وقت گناہ اور غلط کام نہ کرے۔ ناراضگی میں حق بات سے تجاوز نہ کرے۔ اقتدار میں اس چیز سے دور رہے جو اس کی نہیں ہے۔ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جس میں تین باتیں ہوں گی اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔ ایک خوشحالی میں گناہ اور غلط کام نہ کرنا۔ دوسرے ناراضگی میں حق سے تجاوز نہ کرنا۔ تیسرے اقتدار میں آنے کے بعد کسی دوسرے کے مال پر ہاتھ نہ ڈالنا۔ ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ مومن شخص سے جو ناراضگی میں حق (بیج) کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اپنی خوشحالی میں غلط کام نہ کرے۔ اقتدار میں

آنے کے بعد کسی غیر کا مال نہ کھائے۔

(۶۱) تین قسم کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت میں بات نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرنے گا: ابوبصیر نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادق *) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین لوگوں سے پروردگار عالم قیامت کے روز بات نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ ایک وہ شخص جو اپنی سفید داڑھی منڈوانے والا ہو، دوسرا شخص مشت زنی کرنے والا، تیسرا وہ شخص جو بد فعلی کرے۔

ابو مالک جہنی نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام جعفر صادق *) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ ایک وہ شخص جو امامت کا دعویٰ کرے اور اللہ نے اس کو امام نہ بنایا ہو، دوسرا وہ شخص جو امام حق (سچ امام) کا منکر ہو، تیسرا وہ شخص جو ان دونوں کو مسلم سمجھے۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا، نہ ان کو دیکھے گا، نہ ان کو پاک کرے گا۔ وہ لوگ دردناک عذاب میں ہوں گے۔ ایک وہ شخص جس نے دنیا کی خاطر امام کی بیعت کی ہو۔ (یعنی) اگر اس کی طلب کردہ چیز (امام نے) دیدی تو اس سے وفا کی ورنہ چھوڑ دیا، دوسرا وہ شخص جس نے عصر کے بعد کوئی چیز فروخت کی اور اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ فلاں فلاں چیز میں نے تجھے دے دی ہے۔ خریدار نے تصدیق کی۔ اس نے وہ چیز خریدی اور جو چیز کبھی تھی وہ نہ دی۔ تیسرا وہ شخص جو بیابان میں کافی پانی کا مالک ہو اور وہ مسافروں کو پینے کے لئے نہ دے۔

(۶۲) انسانوں کے لئے تین مقامات بہت وحشت ناک ہیں: یا سر جو ابوالحسن الرضا (امام علی رضا) کا غلام تھا نے کہا کہ میں نے ابوالحسن امام علی رضا کو فرماتے ہوئے سنا کہ مخلوق کے لئے وحشت ناک ترین مقامات تین ہیں۔ ایک پیدائش کا دن کہ ماں کے پیٹ سے نکل کر دنیا دیکھتا ہے، دوسرے موت کا دن کہ آخرت اور اس کے رہنے والوں کو دیکھتا ہے، تیسرا اٹھنے کا دن کہ احکام کو دیکھے گا جن کو دنیا میں نہ دیکھا ہوگا۔ حضرت یحییٰ ان تینوں مقامات پر ٹھیک ٹھاک رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو سلامتی بخشی۔ پروردگار نے کہا یحییٰ پر سلامتی ہو جس روز وہ پیدا ہوئے، جس روز انتقال کیا اور جس روز اٹھائے جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ نے ان تینوں مقامات پر اپنی سلامتی کے بارے میں کہا۔ مجھ پر سلامتی ہو۔ جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا اور جس روز میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

(۶۳) ظلم میں تین افراد شامل ہوتے ہیں: حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے فرمایا کہ ظلم کرنے والا، اس کا مددگار، اس ظلم پر راضی رہنے والا یہ تینوں ظلم میں شریک ہیں۔

(۶۴) جعل خور تین آدمیوں کا قاتل ہے: ابوعبداللہ (امام جعفر صادق *) نے فرمایا کہ جعل خور تین آدمیوں کا قاتل ہے۔ ایک اپنی ذات کا، دوسرے جس شخص کی چغلی کی، تیسرے جس شخص کو اس نے بتایا۔

(شرح: اس کا مطلب یہ ہے کہ جعل خوری جو کسی بادشاہ اور برسر اقتدار طبقے کے افراد سے کی جائے کسی بے گناہ کے قتل کا باعث ہوتی ہے اور نتیجتاً تین افراد قتل ہوتے ہیں اور جعل خوران تینوں گناہوں میں ملوث ہوتا ہے۔)

(۶۵) مومن کے تین ٹھکانے ہیں اور کافر کے تین ٹھکانے ہیں: ابوعبداللہ (امام جعفر صادق *) نے فرمایا کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے، قبر اس کا قلعہ ہے اور جنت اس کا ٹھکانہ ہے۔ دنیا کافر کے لئے جنت ہے، قبر قید خانہ ہے اور دوزخ اس کا ٹھکانہ ہے۔

(۶۶) اللہ تعالیٰ کہے تین دن ہیں: راوی نے کہا کہ میں نے ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے تین دن ہیں۔ ایک وہ جس دن جناب حجت خدا (امام عصرؑ) ظہور فرمائیں گے، دوسرا وہ دن جس دن رجعت ہوگی اور تیسرا دن قیامت کا دن۔

(۶۷) قیامت کہے دن تین اشخاص عذاب کیے جائیں گے: محمد بن مروان سے روایت ہے کہ ابی عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) کو میں نے کہتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی حیوان کی صورت (مجسمہ) بنائی وہ اس وقت تک عذاب میں رہے گا جب تک وہ اس میں روح نہیں ڈالے گا اور وہ روح نہیں ڈال سکے گا، دوسرا نیند میں جھوٹ بولنے والا (جھوٹے خواب بیان کرنے والا) اس وقت تک عذاب میں رہے گا جب تک وہ ایک تہائی انچ لمبے دھاگے میں گرہ نہیں لگائے گا اور وہ گرہ نہیں لگا سکے گا۔ تیسرے وہ شخص لوگوں کی بات سننے والا جس کا سنا وہ پسند نہیں کرتے ہیں اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس نے صورت بنائی اس سے کہا جائے گا اس میں جان ڈالو اور وہ جان نہیں ڈال سکے گا، جس نے جھوٹا خواب سنایا اس سے کہا جائے گا کہ وہ ایک تہائی انچ لمبے دھاگے میں گرہ لگاؤ اور وہ ایسا نہیں کر سکے گا اور دوسروں کی باتیں سننے والا جس کو وہ ناپسند کرتے ہیں اس کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ ابوسفیان نے کہا کہ لانا تک سکھ کو کہتے ہیں۔

(۶۸) تین عادتیں غرور نہیں آئے دیتیں: ابی عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ اپنے گریبان میں صاف طور پر نانا لگانا، اپنی جوتی کی مرمت کرنا اور خریدے ہوئے سامان کو اپنے کاندھے پر اٹھانا۔ یہ تینوں عادتیں غرور اور تکبر سے دور رکھتی ہیں۔

(۶۹) نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرے گا وہ شخص جس میں یہ تین عادتیں ہوں گی: ابی عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین عادتیں ہوں گی وہ نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرے گا۔ جس نیکی کا حکم دے وہ اس کا علم رکھتا ہو اور جس برائی سے منع کرے وہ خود اسے چھوڑ چکا ہو۔ حکم دینے اور منع کرنے میں خود عادل اور نرمی برتنے والا ہو۔

(شرح: مطلب یہ ہے کہ جو بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا چاہتا ہے تو اول تو اسے خود معروف و منکر کا علم ہونا چاہئے اور خود اس پر عمل پیرا رہنا چاہئے اور اسے چاہئے کہ معروف و منکر کے بارے میں میانہ روی اور اعتدال کی راہ اختیار کرے۔ اور دوسرے کا شکار نہ ہونے اور فراط پسنند لوگوں میں سے ہو جو بے جا سخت گیری اختیار کرتے ہیں جیسے نہردان کے خارجی تھے۔ اور وہ اپنے امر و نہی میں لطف و مدارات سے کام لے اور تشدد اور سختی ہرگز نہ کرے کہ کہیں لوگ اس سے متنفر نہ ہو جائیں۔)

(۷۰) تین اشخاص نجیب (نسلاً شریف) نہیں ہوں گے: جناب ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) یا ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگ نجیب (نسلاً شریف) نہیں ہوں گے۔ ایک وہ جو دائیں آنکھ سے کانا ہو۔ دوسرا کہوہ چشم (نیلی آنکھ والا) جس کی آنکھیں گمبندگی کی طرح ہوں۔ تیسرا وہ جو سندی نژاد ہو۔

(شرح: یہ خبر (حدیث) اور اسی طرح کی دوسری احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کسی مخصوص مقام سے تعلق یا طبعی خصوصیات نیکی یا بدی کا سبب ہوتی ہیں۔ اور اس کی دو طرح توجیہ کی جاسکتی ہے۔

اول تو یہ کہ ان تین اقسام کے اشخاص جو اس زمانے میں ہوتے تھے وہ حق کے مخالف ہو کر تھے۔ اور ان کی اولاد اپنے والدین کے اتباع کی وجہ سے ابتداء سے ہی مخالف حق ہو جاتی تھی۔ دوسری یہ کہ ان گروہوں میں دوسرے تمام لوگوں کے مقابلہ میں مخالفت نہایت کی بے پناہ صلاحیت

ہوتی تھی۔ جو نسی اور آب و ہوا کی تاثیر کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اس معاملے میں اس امر سے کوئی منافات (اختلاف) نہیں ہے کہ تربیت اور جدوجہد کے نتیجے میں ایسے لوگ بھی نجیب اور سلیم الفطرت ہو سکتے ہیں۔

(۷۱) انسان کے لئے یہ عیب کیا کم ہے کہ اس میں یہ تین باتیں ہوں: رسول اللہ نے فرمایا کہ نیکی کا ثواب بہت جلد ملتا ہے۔ ظلم کا انجام بہت جلد ہوتا ہے۔ انسان کے لئے یہ عیب کیا کم ہے کہ وہ لوگوں کے عیب دیکھتا ہو اور اپنے عیب سے اندھا ہو، جو باتیں اس میں ہوں اس سے لوگوں کو برا بھلا کہے اور ساتھی کو بلا وجہ تکلیف دے۔

(۷۲) جو شخص نسیٰ کسی عسرت سے محبت نہیں رکھتا وہ ان تین میں سے ایک ہو گا: رسول اللہ نے فرمایا کہ جو میری عسرت (اہلیت ائمہ طاہرین علیہم السلام) کو دوست نہ رکھے وہ ان میں سے ایک ہو گا۔ وہ منافق ہو گا، یا ولد الحرام ہو گا یا اس کا نطفہ ایام حیض میں ٹھہرا ہو گا۔

(۷۳) اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین امور تین ہیں: جناب علی بن حسین (امام زین العابدین) نے فرمایا کہ موسیٰ بن عمران کو خضر نے آخری وصیت یہی کی کہ گناہ کی وجہ سے کسی کی سرزنش نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کو تین باتیں بہت پسند ہیں۔ تو نگری میں قناعت، اختیار میں درگزر، بندوں سے نرمی۔ جس نے دنیا میں بندے پر نرمی کی ہوگی اللہ تعالیٰ اس پر قیامت میں نرمی کرے گا۔ عقلمندی کی بنیاد اللہ کا خوف ہے۔

(۷۴) دوزخ قیامت کے روز تین افراد سے بات کرے گی: نبی اکرم نے فرمایا کہ دوزخ قیامت میں تین افراد سے بات کرے گی۔ ایک بادشاہ سے، دوسرے عالم سے، تیسرے دولت مند سے۔ بادشاہ سے کہے گی کہ خدا نے تجھے بادشاہی دی تھی تو تو نے عدل و انصاف سے کام کیوں نہ لیا۔ اس کو اسی طرح نکل جائے گی جس طرح پرندہ سرسوں کا دانہ نکل جاتا ہے۔ عالم سے کہے گی کہ تم لوگوں سے خود نمائی کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے باز نہیں آتے تھے۔ اس کو نکل جائے گی۔ دولت مند سے کہے گی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بہت دولت دی تھی سائل نے تھوڑا سا قرض مانگا تھا اور تو نے کنجوسی سے کام لیا اس کو نکل جائے گی۔

(۷۵) تین چیزیں کمزور توڑ دیتی ہیں: ابو جعفر (امام محمد باقر) نے فرمایا کہ تین چیزیں کمزور توڑتی ہیں ایک وہ شخص جس نے بہت زیادہ عمل کیا اور اپنے گناہ بھول گیا اور اپنی رائے کو بڑا جانا۔ ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ اطمینان ملعون نے اپنے لشکر سے کہا: انسان تین چیزوں میں مبتلا ہو جاتا ہے تو مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ وہ کیا عمل کرتا ہے کیونکہ جو بھی عمل کرے گا اس کی بخشش نہیں ہوگی۔ زیادہ عمل کرے، اپنے گناہوں کو بھول جائے، غرور میں مبتلا ہو جائے۔

(۷۶) پروردگار عالم نے اپنے بندوں پر تین چیزوں کا احسان کیا: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ پروردگار عالم کہتا ہے کہ میں نے اپنے بندوں پر تین چیزوں کا احسان کیا ایک روح نکلنے کے بعد ان میں بدبو کو ڈالا اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگ اپنے دوستوں کو دفن نہ کرتے، دوسرے مصیبت کے بعد تسلی دی اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی کو زندگی گزارنا پسند نہ ہوتی، میں نے ایسے جانور پیدا کیے اور ان کو گندم اور جو (اناج) پر مسلط کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو بادشاہ گندم اور جو (اناج) کو سونے چاندی کی طرح ذخیرہ کر لیتے۔

(۷۷) تین عادتوں کے لئے رات کو جاگنا جائز ہے: رسول اللہ نے فرمایا کہ تین باتوں کے لئے شب بیداری جائز ہے۔ ایک قرآن کے ساتھ عبادت کرنا، دوسرے طالب علم تیسرے دلہن جو شوہر کے گھر جا رہی ہو۔

(۷۸) اگر انسان میں یہ تین چیزیں نہ ہوتیں تو وہ کسی کے سامنے نہیں جھکتا: رسول اللہؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر انسان میں تین چیزیں نہ ہوتیں تو اس کا سر کسی کے آگے نہ جھکتا وہ یہ ہیں۔ ایک مرض، دوسرا فقر، تیسرا موت۔ یہ تمام باتیں انسان میں موجود ہیں (پھر بھی) ان کے ساتھ اتراتا پھرتا ہے۔

(۷۹) سارے دین کے آداب تین چیزوں میں ہیں: ابی مالک نے کہا کہ میں نے علی بن حسین (امام زین العابدینؑ) سے کہا کہ سارے دین کے آداب سے آگاہ فرمائیے۔ (آپ نے) فرمایا کہ حق بات کہنا، عادلانہ فیصلہ کرنا اور اپنے عہد (وعدے) کو پورا کرنا۔

(۸۰) فتنے تین ہیں: جناب امیر المؤمنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ فتنے تین ہیں ایک عورت کی دوستی یہ شیطان کی تلوار ہے، دوسری شراب پینا یہ شیطان کی پھونک ہے، تیسری درہم و دینار کی دوستی یہ شیطان کے تیر ہیں۔ جو عورت کو دوست رکھے گا اس کی زندگی آرام سے نہیں گزرے گی۔ شراب کو دوست رکھنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ جو درہم و دینار کو دوست رکھے گا وہ دنیا کا بندہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ نے فرمایا کہ درہم و دینار دین کے لئے بیماری ہے۔ عالم دین کے طبیب ہیں۔ جو بیماری کو اپنے اندر جمع کر لے اسے چھوڑ دو۔ دوسروں کے لئے اچھا نہیں ہے۔

(۸۱) مسلمانوں کے دوست تین ہیں: حضرت علی ابن ابی طالبؑ علیہما السلام نے فرمایا کہ مسلمانوں کے تین دوست ہیں۔ ایک دوست کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ زندگی اور موت میں رہوں گا وہ اس شخص کا عمل ہے، دوسرا دوست کہتا ہے کہ میں تیرا قبر کے دروازے تک ساتھ دوں گا پھر تجھے چھوڑ دوں گا وہ اس شخص کا بیٹا ہے، تیسرا دوست کہتا ہے کہ میں تیرا ساتھ موت تک دوں گا اور وہ اس کا مال ہے۔ جب وہ مرجاتا ہے تو اس کا مال میراث بن جاتا ہے۔

قیس بن عاصم نے کہا کہ میں تو تمیم کے ایک وفد کے ساتھ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے پاس صلصال ابن ذمیس بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ ہمیں نصیحت فرمائیے ہم بیابان کے رہنے والے ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ عزت کے ساتھ ذلت، زندگی کے ساتھ موت، اور دنیا کے ساتھ آخرت ہے۔ ہر چیز کا حساب ہوگا۔ ہر چیز پر نگران ہے۔ ہر نیکی پر ثواب اور ہر برائی پر عذاب ہے۔ ہر مدت ختم ہو جاتی ہے۔ اے قیس ایک ساتھی کا تیرے ساتھ ہونا بہت ضروری ہے جو تیرے ساتھ ذن ہو اور زندہ ہو اور تو اس کے ساتھ ذن ہو۔ اگر کریم ہوگا تو تیرے ساتھ نیکی کرے گا اور اگر ذلیل ہوگا تو تیرا ساتھ چھوڑ دے گا۔ وہ تیرے ساتھ مشور ہوگا تو اس کے ساتھ اٹھے گا اس کے بارے میں تجھ سے سوال ہوگا اگر وہ نیک اور اچھا ہے تو تو اس سے مانوس ہوگا۔ اگر وہ خراب ہے تو تجھے اس سے وحشت ہوگی وہ تیرا عمل ہے۔ (اس نے) عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ میں چاہتا ہوں کہ یہ بات اشعار کے چند مصرعوں میں ہو۔ تاکہ میں اپنے ہمسائے عرب پر فخر کر سکوں اور ان کو یاد اور اٹھا کر لوں۔ آنحضرتؐ نے حسان بن ثابت کو بلوایا۔ حسان کے آنے سے پہلے میں نے اس نصیحت کو نظم کر کے رسول اللہؐ کی خدمت میں پیش کیا کہ یہ اشعار آپ کی فرمائش کے مطابق ہو گئے میں نے یہ اشعار پڑھے۔

- | | |
|---|------------------------------------|
| (۱) تخیر خلیطا من فعالک انما | قرین الفتی فی القبر ما کان یفعل |
| اپنے کام سے اپنا ساتھی چن | قبر میں اس کا ساتھی اکیلا عمل ہے |
| (۲) ولا بعد الموت من ان تعدہ | لیوم ینادی المرثیہ فیقل |
| موت کے بعد کے لئے جس چیز کو مہیا کیا ہے | جس دن آدمی کو ندا دی جائے وہ آجائے |

- (۳) فان كنت مشغولا بشيء فلا تكن
بغير الذي يرضى به الله تشغل
اگر کسی کام میں مصروف ہے
تو وہ کام کر جس سے اللہ راضی ہو
- (۴) فلن يصحب الانسان من بعد موته
ومن قبله الا الذي كان يفعل
فلن يصحب الانسان من بعد موتہ
ساتھی اس کا عمل ہوتا ہے
- (۵) الانما الانسان ضيف لاهله
انسان اپنے اہل کا مہمان ہوتا ہے
انسان کو اپنی اہل سے ملا کر ہی
تھوڑی دیر رہتا ہے اور پھر چلا جاتا ہے

(۸۲) پروردگار عالم نے اپنے نبیؐ پر حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جب میں معراج پر گیا تو خدا نے مجھے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی کہ وہ متقیوں کے امام ہیں، مومنین کے سردار ہیں اور روشن پیشانی اور ہاتھ والوں کے قائد ہیں۔

(شرح: عربی لغت میں غیر مجلیں ان گھوڑوں کو کہتے ہیں جن کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہوتے ہیں اور یہاں مراد مسلمانوں سے ہے جو ہمیشہ با وضو رہتے ہیں اور نماز کے باقاعدہ پابند ہوتے ہیں اس وجہ سے ان کے جسم کے مواقع وضو (مقامات وضو) ظاہر و باطن میں پاک و درخشاں ہوتے ہیں۔)

(۸۳) انسان تین قسم کے ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ انسان تین قسم کے ہیں۔ ایک دولت مند، دوسرے عزت والے اور تیسرے علم والے۔ یہ سب سے افضل ہیں۔ جناب امیر المومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان تین طرح کے ہیں۔ ایک عقلمند، دوسرا احمق (بیوقوف) اور تیسرا بدکار۔ عقلمند کا دین قانون ہے، بد باری اس کی طبیعت اور رائے اس کی فطرت ہے۔ جب اس سے سوال کیا جائے تو جواب دے اگر بات کرے تو سچ بات کہے اگر سنے تو یاد رکھے۔ بات کرے تو حق کہے۔ اس پر بھروسہ کیا جائے تو وفا کرے۔ احمق اور بے وقوف کو اچھی طرح سمجھایا جائے تو وہ غفلت سے کام لے اگر اچھی چیز سے ہٹایا جائے تو ہٹ جائے جہل کی ترغیب دی جائے تو اسے اپنالے بات کرے تو جھوٹ بولے اگر سمجھایا جائے تو نہ سمجھے۔ بدکار پر بھروسہ کیا جائے تو خیانت کرے۔ اس سے دوستی کی جائے تو دشمنی کرے اس پر بھروسہ کیا جائے تو دھوکہ دے۔

(۸۴) جس میں یہ تین باتیں ہوں وہ امامت کا حقدار ہے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے اپنے والد ماجد (امام محمد باقرؑ) سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں وہ امامت کا حقدار ہے۔ پرہیزگار ہو جو حرام سے بچے، صابر ہو جو غصہ پر قابو پائے، مریدوں کا اچھا پیر ہو کہ باپ کی طرح مہربان ہو۔

بزنطی نے کہا کہ امام ابو الحسن علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک امام کے بعد دوسرا امام کس طرح پہچانا جاتا ہے؟۔ (آپ نے) فرمایا کہ امام میں کچھ علامات ہوتی ہیں۔ اپنے باپ کا بڑا بیٹا ہو۔ اس میں فضل موجود ہو۔ جب قافلہ مدینہ میں آئے اور پوچھا جائے فلاں نے کس کے بارے میں وصیت کی تھی؟ تو کہہ دیں فلاں کے بارے میں۔ فرمایا کہ رسول اللہؐ کے ہتھیار ہم میں موجود ہیں۔ یہ ایسے ہیں جیسے بنی اسرائیل کا تابوت ان میں ہوتا تھا۔ ہتھیار وہاں ہوں گے جہاں امام ہوگا۔

عبدالاعلیٰ ابن امین نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ جھوٹے امامت کے مدعی کی رد میں کیا دلیل ہے؟ (آپ نے) فرمایا کہ تین باتیں جس شخص میں ہوں گی وہ امامت کا حقدار ہوگا۔ پہلے اپنے وقت کے تمام لوگوں سے افضل ہوگا، رسول اللہؐ

کے ہتھیار اس کے پاس موجود ہوں گے، ظاہری وصیت اس کے حق میں ہوگی۔ جب مدینہ میں آئے اور آدمی اور بچے پوچھیں کہ امام سابق نے کس کے بارے میں وصیت کی تھی تو لوگ کہیں گے فلاں کے بارے میں۔

(۸۵) جس نے تین بار حج کیا ہو: حریر نے کہا کہ جس شخص نے متواتر تین مرتبہ حج کیا ہو پھر حج کیا ہو یا نہ کیا ہو وہ ہمیشہ حج کرنے والوں کی طرح ہے۔ اس نے فرمایا کہ اس حدیث کے اسناد مشکوک ہیں لیکن میں نے اس میں تبدیلی نہیں کی کیونکہ جو کتاب میرے پاس ہے اس میں اسی طرح تحریر ہے۔ حدیث صحیح ہے۔

ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق [ؑ]) نے فرمایا کہ جس شخص نے تین حج کیے وہ کبھی فقر و فاقہ میں مبتلا نہیں ہوگا ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق [ؑ]) نے فرمایا کہ جس شخص نے اونٹ پر سوار ہو کر تین حج کیے ہوں وہ اونٹ جنت کا اونٹ ہوگا ایک روایت میں سات حج لکھے ہوئے ہیں۔

(شرح: یہ حدیث ان داناؤں کے قول کی تائید کرتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ بعض حیوانات روح مجرد اور نفس ناطقہ کے حامل ہوتے ہیں کیونکہ جو انسانی نفوس مرنے کے بعد عالم آخرت میں چلے جاتے ہیں اور وہاں باقی رہتے ہیں وہ تحقیق کے مطابق اپنے جسم کے ساتھ پائے جاتے ہیں اور ترقی پاتے رہتے ہیں حتیٰ کہ ان کی روح مجرد باقی وابدی بن جاتی ہے اور اگر حیوانات میں عمومی طور پر یہ صلاحیت موجود ہو چنانچہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ انسانوں میں سے بھی کچھ مثل حیوانات کے نفس ناطقہ کے حامل نہیں ہوتے اور ان کی روحانی صلاحیت میں کوئی نشوونما نہیں ہوتی جیسے کافروں کے وہ بچے جو ن بلوغ سے پہلے مر جاتے ہیں یا وہ پاگل و مجنون افراد جو زندگی بھر عاقل نہ بن سکے۔)

(۸۶) اس شخص کا ثواب جس نے تین مومنوں کو حج کرایا ہو: امام رضا علیہ السلام کے آزاد کردہ غلام نے کہا کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے تین مومنین کو حج کرایا ہو اس نے اپنی جان پروردگار عالم سے قیمت دے کر خرید لی۔ اس کے مال کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا کہ اس نے کیسے مال کمایا حرام یا حلال (یعنی تین مرتبہ حج کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا مال حلال ہے اور مال حلال کا حساب نہیں ہوگا۔ شیخ الصدوق)۔

(۸۷) حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض میں تین آیات تحریر تھیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض پر تین آیات تحریر تھیں۔ (۱) و جاؤ قمیصہ بدم کذب (حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی غلط خون لگا کر قمیض لائے) (۲) ان کان قمیصہ قدم قبل (اگر قمیض سامنے سے پھٹی ہے) (۳) اذہبوا بقمیصی هذا (میری قمیض لے جاؤ)۔

(۸۸) ظلم تین ہیں: ابو جعفر (امام محمد باقر [ؑ]) نے فرمایا کہ ظلم تین ہیں۔ ایک ظلم کو پروردگار عالم بخش دے گا، دوسرا ظلم (وہ ہے) جس کو اللہ نہیں بخشے گا۔ تیسرا ظلم (وہ ہے) جس کو پروردگار عالم نظر انداز نہیں کرے گا۔ پروردگار عالم جس ظلم کو نہیں بخشے گا وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ جس ظلم کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا وہ بندے کا خود کیا ہوگا گناہ ہے (جیسے شراب نوشی وغیرہ وغیرہ، ممکن ہے اللہ تعالیٰ بخش دے) جس ظلم کو اللہ تعالیٰ نظر انداز نہیں کرے گا وہ لوگوں کو آپس میں حقوق کا معاملہ ہے۔

(۸۹) عورت تین طرح حلال ہوتی ہے: حضرت امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب) نے فرمایا کہ عورت (مرد کے لئے) تین طرح سے جائز ہوتی ہے۔ ایک عقد دائمی سے جو میراث کی موجب ہوتی ہے، دوسرا عقد متعہ جس میں میراث نہیں ہوتی، تیسرے آقا کی اپنی کنیز۔

(۹۰) تین افواد کے سوا امت کے تمام لوگوں کی بخشش کی امید ہے: جعفر بن محمد (امام صادق [ؑ]) نے فرمایا کہ مجھے تین افراد

کے علاوہ امت کے تمام افراد کی نجات کی امید ہے جو ہمارے حق کی معرفت رکھتے ہوں۔ ایک ظالم بادشاہ، دوسرا خواہشات کا غلام، تیسرے وہ جو کھلے عام بدکاریاں کرتا ہے۔

(۹۱) سخت وقت انسان پر تین ہیں: علی بن حسین (امام زین العابدینؑ) نے فرمایا کہ تین اوقات انسان پر بہت سخت ہیں۔ ایک وہ وقت جب موت کے فرشتے کو دیکھے گا، دوسرا وہ وقت جب وہ قبر سے اٹھے گا، تیسرا وہ وقت جب پروردگار عالم کے سامنے جائے گا۔ پھر فرمایا: اے آدم کی اولاد اگر موت کے وقت نجات پا گیا تو تیرا کیا کہنا ورنہ ہلاک ہو گیا۔ اگر قبر میں اتارتے وقت نجات پا گیا تو تیرے نصیب اچھے ہوں گے ورنہ ہلاک ہو گیا۔ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کے وقت نجات پا گیا تو خوش قسمتی ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون (سورۃ مومنون۔ آیت نمبر ۱۰۰)۔ (اور ان کے آگے اس دن تک کے لئے جب وہ مبعوث کیے جائیں گے برزخ ہے)۔

(آپ نے) فرمایا کہ منزل برزخ قبر ہے۔ وہاں نہایت تنگ زندگی بسر کریں گے۔ اللہ کی قسم قبر جنت کا باغ ہو گا یا آگ کا گڑھا۔ ایک اہل مجلس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ جنت والوں کو جانتا ہے کہ وہ کون ہیں دوزخ والوں کو پہچانتا ہے کہ وہ کون ہیں۔ تم کون سے لوگوں میں سے ہو اور کس گھرانے سے تمہارا تعلق ہے۔

(۹۲) انسان کے تین کام پروردگار کے نزدیک بہت بڑے ہیں: (۱) اُس نے نبی یا امام کو قتل کیا ہو (۲) خانہ کعبہ کو ڈھایا ہو جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے قبلہ قرار دیا ہے۔ (۳) غیر عورت میں اپنا حرام نطفہ گرایا ہو۔

(۹۳) انسان تین باتوں کی وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتا ہے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ کتاب حکمت آل داؤد میں لکھا ہے کہ انسان تین باتوں کی وجہ سے کوچ کرتا ہے ایک آخرت کے حصول کی خاطر، دوسرے اپنی زندگی کے معاملات کی بہتری کے لئے، تیسرے لذت حاصل کرنے کے لئے۔ جس نے زندگی کو دوست رکھا وہ ذلیل و خوار ہو۔

(شرح: اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بھی دنیا داری اور مادی امور میں لگا رہے گا وہ خدا پرستی و روحانیت کے بلند افکار سے بے بہرہ رہے گا وہ دنیا داری کے پست ناموں میں مشغول رہ کر اپنی عزت نفس کو پامال کر دیتا ہے اور آخر کار دنیا اس کو ذلیل و خوار کر دیتی ہے۔

(۹۴) بچھونے (بستر) تین ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ ایک شخص کے گھر میں بچھونوں (بستروں) کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ایک بچھونا (بستر) خود اپنا۔ دوسرا بیوی کا۔ تیسرا مہمان کا ہو گا۔ چوتھا شیطان کا ہو گا۔ جابر ابن عبد اللہ انصاریؑ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ بستر تین ہیں ایک آدمی کا اپنا بستر۔ دوسرا بیوی کا۔ تیسرا مہمان کا۔ اور چوتھا شیطان کا۔

(شرح: اس کا مطلب یہ ہے کہ فضول طور پر شب باشی کے زیادہ ملبوسات نہیں بنانے چاہئیں جو بے مصرف پڑے رہیں)۔

(۹۵) نشانیان تین ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ہر چیز کی تین نشانیاں ہوتی ہیں جس سے وہ پہچانی جاتی ہے اور وہ اس پر گواہ ہوتی ہے۔ دین کی نشانیاں تین ہیں۔ ایک علم، دوسرا ایمان، تیسرا اس پر عمل کرنا۔

ایمان کی نشانیاں تین ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، دوسرے اللہ کے رسولوں پر ایمان لانا، تیسرے اللہ تعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا۔ عالم کی تین نشانیاں ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی معرفت، دوسرے اس بات کا علم کہ وہ کیا پسند کرتا ہے، تیسرے اس بات کا علم کہ وہ کیا ناپسند کرتا

ہے۔

عامل کی تین نشانیاں ہیں۔ ایک نماز پڑھنا، دوسرا روزہ کھنا، تیسرا زکوٰۃ دینا۔

محتکف (تکلیف دینے والا، تکلیف کرنے والا، کوشش کرنے والا) کی تین نشانیاں ہیں۔ ایک اپنے سے اوپر والے سے جھگڑا کرے، دوسرے نادانستہ بات کرے، تیسرے جس چیز تک رسائی نہ ہو اس کی تلاش کرے۔

ظالم کی نشانیاں تین ہیں۔ ایک بالا دست کی نافرمانی کرے، دوسرے زیر دست پر ظلم کرے، تیسرے ظالموں کی مدد کرے۔

منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ ایک اس کی زبان اس کے دل کی مخالفت کرے، دوسرے اس کا دل اس کے عمل کی مخالفت کرے، تیسرے اس کا ظاہر اس کے باطن کی مخالفت کرے۔

گناہ گار کی تین نشانیاں ہیں۔ ایک (امانت) میں خیانت کرے، دوسرے جھوٹ بولے، تیسرے جو کچھ کہے اس کے خلاف عمل کرے۔

ریاکار (مکار) کی تین نشانیاں ہیں۔ ایک علیحدگی میں سست ہو، دوسرے لوگوں میں رہے تو خوش رہے، تیسرے ہر اچھے کام پر اعتراض کرے۔

حاسد کی تین نشانیاں ہیں۔ ایک پیٹھ پیچھے برائی کرے، دوسرے اس کے سامنے خوشامد کرے، تیسرے مصیبت زدہ کی سرزنش کرے۔

فضول خرچ کی نشانیاں تین ہیں۔ ایک جو چیز اس کے کام کی نہ ہو اس کو خرید لے، دوسرے جو چیز اس کی نہ ہو اس کو استعمال کرے، تیسرے جو چیز اس کی نہ ہو اسے کھائے۔

کابل کی تین نشانیاں ہیں۔ ایک جو کام کرتا ہے اس میں کوتاہی کرتا ہے، دوسرے اس قدر کوتاہی کرتا ہے کہ اس کو ضائع کر دیتا ہے، تیسرے ضائع کرنے سے گناہ گار ہوتا ہے۔

غفلت کرنے والے کی تین علامات ہیں۔ ایک سہو، دوسری لہو، تیسری نسیان۔ حماد بن عیسیٰ نے کہا کہ ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے

فرمایا کہ ان علامات میں ہر ایک کے ہزار باب۔ ہزار باب اور ہزار سے زیادہ شائیں ہیں۔ اے حماد بن اور رات علم کا طالب بن اگر اپنی آنکھ کو ٹھنڈا رکھنا چاہتا ہے اور دنیا کی بھلائی اور آخرت کا طالب ہے۔ لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس کا لالچ نہ رکھ۔ اپنے آپ کو مرے ہوئے لوگوں میں شمار کر۔ اپنے آپ کو لوگوں سے اونچا نہ سمجھ۔ اپنی زبان کو چھپا کر رکھ جس طرح اپنا مال پوشیدہ رکھتا ہے۔

(۹۶) پروردگار عالم تین باتوں میں بندے کا کام خود کرتا ہے: جناب امیر المؤمنین (حضرت علی ابن ابی طالب ؑ) نے فرمایا کہ

حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو جو وصیت فرمائی اس میں یہ باتیں تھیں کہ جس کا طلب رزق میں یقین کم اور ایمان کمزور ہے اسے عبرت حاصل کرنا

چاہئے کہ اللہ تین حالتوں میں بندے کا کام خود کرتا ہے۔ اس کو روزی دیتا ہے جبکہ اس کو تین حالتوں میں روزی حاصل کرنے کی طاقت نہیں ہو۔ چوتھی

حالت میں بھی ضرور پروردگار عالم اس کو روزی عطا کرے گا۔ ایک اس وقت جب وہ ماں کے رحم (پیٹ) میں ہوتا ہے۔ اس کو گرمی اور سردی سے محفوظ

رکھ کر روزی فراہم کرتا ہے جب باہر لاتا ہے تو ماں کا دودھ اس کی روزی قرار دیتا ہے جو اس کے لئے کافی ہوتا ہے۔ اس کی پرورش کرتا ہے جبکہ اس میں

طاقت اور قدرت نہیں ہوتی۔ جب دودھ چھڑایا جاتا ہے تو والدین کا کر نہایت لطف اور مہربانی سے اس کو خوراک مہیا کرتے ہیں۔ خود بھوکے رہ کر بچے کو

خوراک کھلاتے ہیں۔ جب وہ بڑا اور سمجھدار ہو جاتا ہے تو اس کا کام مشکل میں پڑ جاتا ہے۔ پروردگار کے بارے میں طرح طرح کے خیالات میں پڑ جاتا

ہے۔ اس کے حقوق کا اپنے مال میں انکار کرتا ہے۔ روزی کی کمی کے خوف سے اپنے اور اپنے عیال پر تنگی کرتا ہے۔ ایسا بندہ اللہ تعالیٰ سے بدگمانی اور ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ ایسا بندہ برا ہے۔

(۹۷) انسان تین طرح کے ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ انسانوں کے تین گروہ ہیں ایک عالم، دوسرے طالب علم اور تیسرے بیل (گھاس کوڑا کرکٹ) کی طرح ہیں۔

ابوالحسن موسیٰ بن جعفر (امام موسیٰ کاظمؑ) نے فرمایا کہ لوگوں کے تین گروہ ہیں۔ ایک عربی، دوسرا موالی، تیسرا گدھا۔ عرب ہم ہیں، موالی ہمیں دوست رکھنے والے۔ جو ہم سے دشمنی اور بیزاری رکھتے ہیں وہ گدھے ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: عالم ہو جایا طالب علم یا علماء کا دوست ہو جا۔ چوتھی چیز نہ بن۔ ان حضرات سے دشمنی رکھنے سے ہلاک ہو جائے گا۔

(۹۸) تین باتوں میں سے کسی کو انکار نہیں: حسین بن مصعب ہمدانی نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین باتیں ایسی ہیں جس کے کرنے میں کسی کو انکار نہیں۔ ایک اچھے برے کی امانت ادا کرنے میں، دوسرے اچھے برے سے وعدہ وفا کرنے میں، تیسرے والدین سے تنگی کرنے میں خواہ وہ برے ہوں یا بھلے۔

(۹۹) جس میں یہ تین عادتیں ہوں گی وہ مرنے سے پہلے ان کا انجام دیکھ لے گا: جناب ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ حضرت علیؑ علیہ السلام کی کتاب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ تین باتوں پر عمل کرنے والا اپنی موت سے پہلے ان کا انجام دیکھ لیتا ہے۔ ایک ظلم کرنے والا، دوسرا قطع رحم کرنے والا، تیسرا جھوٹی قسم کھانے والا یہ شخص اللہ تعالیٰ سے لڑتا ہے۔ جس کا ثواب جلدی ملتا ہے وہ صلہ رحمی ہے۔ ایک قوم آپس میں صلہ رحمی کرتی تھی ان کا مال زیادہ ہوتا تھا۔ نیکیاں کرتے تھے ان کی عمریں طول ہوتی تھیں۔ جھوٹی قسم اور صلہ رحمی نہ کرنے والوں کے گھر برباد ہو جاتے ہیں۔ عورتوں کے رحم سخت ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے نسل ختم ہو جاتی ہے۔

(۱۰۰) مسلمان تین باتوں کی وجہ سے مکمل ہو جاتا ہے: جناب امیر المومنین (حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ مسلمان تین باتوں کی وجہ سے کامل ہو جاتا ہے۔ ایک دین میں بصیرت، دوسرے زندگی میں قناعت۔ تیسرے مصائب پر سبر۔

(۱۰۱) جناب امیر المومنین (حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ) کے لئے رسول اللہؐ کی وصیت تین باتوں میں ہے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو وصیت فرمائی کہ اے علیؑ میں تجھے تین بری باتوں سے منع کرتا ہوں۔ ایک

حد سے، دوسرے حرص سے، تیسرے جھوٹ بولنے سے۔ اے علیؑ اعمال کے سردار تین ہیں۔ ایک لوگوں اور اپنی ذات سے انصاف کرنا، دوسرے اللہ کی راہ میں اپنے بھائی سے ہمدردی کرنا، تیسرے ہر حالت میں اللہ کو یاد رکھنا۔ اے علیؑ مومن کے لئے دنیا میں تین باتیں خوشی کی ہیں۔ ایک اپنے دینی بھائی سے اللہ کی خوشنودی کے لئے ملاقات کرنا، دوسرے روزہ افطار کرنا، تیسرے رات کے آخری حصہ میں نماز (شب) پڑھنا۔ اے علیؑ تین باتیں ایسی ہیں اگر وہ نہ ہوں تو کام پورا نہیں ہوتا۔ ایک پرہیز جو گناہ سے روکے، خوش خلق جو لوگوں سے مدارات کرے، علم جس سے جاہل کی جہالت کو برداشت کرے۔ اے علیؑ تین باتیں ایمان کی حقیقت میں داخل ہیں۔ ایک اس کو بخش دینا جس نے تجھے محروم کیا ہو، دوسرے اس شخص سے صلہ رحمی کرنا جس نے تیرے ساتھ قطع رحمی کی ہو، تیسرے جس نے تیرے ساتھ ظلم کیا ہو اسے معاف کرنا۔ حضرت علیؑ نبی اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے مجھ سے وصیت میں کہا: اے علیؑ تین باتیں ایسی ہیں کہ تو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملے تو وہ تمام لوگوں سے افضل ہوگا۔ ایک جو اللہ تعالیٰ کے فرائض کو بجالایا

(۱۲۳) عطا کونے والے تین ہاتھ ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ عطا کرنے والے تین ہاتھ ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ، دوسرا صاحب مال، تیسرا جس کے ذریعے سے مال ملا ہو۔ ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ عطا کرنے والے تین ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ، دوسرے مال دینے والا اور تیسرے مال دلانے میں کوشش کرنے والا۔

(۱۲۴) تین مقامات پر سوال کرنا جائز ہے: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ تین مقامات پر سوال کرنا جائز ہے۔ ایک اس وقت جب خوں بہا دینا ہو اور گردن جھکا چکا ہو، دوسرے اس وقت جب بھاری قرض ادا کرنا ہو، تیسرے اس وقت جب سخت حاجت نے انسان کو خاک نشین کر دیا ہو۔

جناب ابو عبد اللہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ عثمان بن عفان مسجد کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں سے ایک شخص کا گزر ہوا۔ اس نے سوال کیا، آپ نے پانچ درہم دینے کا حکم دیا۔ اس شخص نے کہا کہ مجھے اور لوگوں کی طرف رہنمائی فرمائیے۔ عثمان نے مسجد کے کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ان نوجوانوں کے پاس جاؤ۔ وہاں امام حسنؑ، امام حسینؑ اور عبد اللہ بن جعفرؑ تشریف فرما تھے۔ اس شخص نے حاضر ہو کر سلام کیا۔ سوال کیا۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ تین مقامات پر سوال کرنا جائز ہے۔ اگر خون بہا دینا ہو، دوسرے سنگین قرض دینا ہو، تیسرے پریشانی میں مبتلا ہو جو خاک نشین کر دے۔ تم کون سی چیز میں مبتلا ہو۔ (اس نے) عرض کیا میں ان میں سے ایک چیز میں مبتلا ہوں۔ امام حسنؑ اسے نے پچاس دینار دینے کا حکم دیا، امام حسینؑ نے پچاس دینار کا اور عبد اللہ بن جعفرؑ نے اڑتالیس دینار دینا کا حکم دیا۔ وہ شخص واپس عثمان کے پاس سے گزرا تو انہوں نے اس سے حقیقت دریافت کی۔ اس نے کہا: آپ کے پاس سے گزرا، آپ سے سوال کیا آپ نے جو کچھ دیا سو دیا اور یہ نہیں پوچھا کہ کیوں سوال کرتے ہو۔ جب میں نے صاحب مال سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کیوں سوال کرتے ہو۔ سوال تو تین مقامات پر جائز ہیں۔ میں نے سوال کرنے کی حقیقت بیان کی۔ تو ایک نے پچاس دوسرے نے پچاس اور تیسرے نے اڑتالیس دینار عطا کیے۔ عثمان نے کہا ان نوجوانوں کی مانند کون ہو سکتا ہے؟ انہوں نے دانش کو اپنے لئے ذخیرہ کر لیا ہے اور خیر اور حکمت کو دوسروں سے کاٹ کر اپنے میں جمع کر لیا ہے۔

(۱۲۵) تین باتوں میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر احسان کیا ہے: ابی جعفر (امام محمد باقرؑ) نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار عالم نے فرمایا کہ اے ابن آدم میں نے تجھ پر تین باتوں میں احسان کیا ہے اور ان کو پوشیدہ رکھا ہے اگر اس کو تیرے گھر والے جانتے تو تجھے دُفن نہ کرتے۔ تجھے بہت مال دیا، تجھ سے قرض مانگا تو تو نے کچھ نہ دیا اور موت کے وقت مال کا تیسرا حصہ دینے کا تجھے اختیار دیا لیکن تو نے اپنی بھلائی کے لئے آگے کچھ نہ بھیجا۔

(۱۲۶) انسان اس وقت تک مشرک نہیں ہوتا جب تک تین باتوں میں سے کسی ایک کا ارتکاب نہ کرے: عباس بن یزید جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ عوام کہتے ہیں کہ شرک تاریک رات میں چیونٹی کی چال سے زیادہ پوشیدہ ہے جو کالی چٹائی پر چل رہی ہو۔ (آپ نے) فرمایا: آدمی اس وقت مشرک ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا نام لیے بغیر نماز پڑھے، یا اللہ تعالیٰ کے نام کے بغیر ذبح کرے، یا غیر خدا کے آگے دعا مانگے۔

(۱۲۷) کم از کم تین چیزیں ملیں گی: رسول اللہؐ کا ارشاد پاک ہے کہ میری امت کے افراد کو کم سے کم تین چیزیں ملیں گی۔ ایک خوبصورتی، دوسری اچھی آواز، تیسری قوت حافظہ۔

(۱۲۸) تین باتیں بہت سخت ہیں: رسول اکرمؐ کا ارشاد پاک ہے کہ تین باتیں بہت سخت ہیں۔ ایک ہاتھ پاؤں باندھ کر آدمی کی گردن اڑا

دی جائے، دوسرے دشمن کی زنجیر میں قید ہو، تیسرے اپنی بیوی پر کسی غیر مرد کو سوار دیکھے۔

(۱۲۹) میری امت میں تین باتیں نہیں ہونگی: رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ میری امت میں تین باتیں نہیں ہوں گی۔ ایک رہبانیت، دوسرے جہاں گردی، تیسرے خاموشی۔

(شرح: رہبانیت یہ ہے کہ شادی نہ کی جائے، عورتوں سے کنارہ کشی کی جائے اور گرجاؤں میں سب سے الگ ہو کر عبادتِ الہی کی جائے اور اس کا رواج عیسائیوں میں تھا۔ اور صحرا نوردی کا مطلب ہے کہ کسی ایک مقام پر مستقل قیام نہ ہو جیسے خانہ بدوش بدوش کا دستور ہے۔ اور سکوت سارے دن خاموش رہنے کا روزہ ہے جس پر یہودی عمل پیرا ہوتے تھے۔ لیکن شریعتِ اسلام نے ان تمام اعمال کو جو معاشرتی زندگی کے خلاف ہیں ممنوع قرار دیا ہے۔)

(۱۳۰) اس گھرو میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں تین چیزیں ہوں: رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم فرشتے اس مکان میں داخل نہیں ہوتے جس میں تین باتوں میں سے ایک بھی ہو۔ ایک جس جگہ کتا ہو، دوسرے کسی جاندار کا مجسمہ (بت) ہو، تیسرے کوئی ایسا برتن جس میں پیشاب کیا جاتا ہو۔

(۱۳۱) تین اشخاص نیکی اور بدی میں شریک ہیں: رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نیکی انجام دی یا نبی کا حکم دیا یا اس کی طرف رہنمائی کی وہ سب اس فعل میں شریک ہیں اور جس نے برائی کا حکم دیا یا برائی کی طرف رہنمائی کی یا اس کی طرف اشارہ کیا وہ سب گناہ میں شریک ہیں۔

(۱۳۲) اللہ تعالیٰ نے مومن کو تین چیزیں دی ہیں: جناب ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کو تین چیزیں عطا کی ہیں۔ ایک دنیا میں عزت، دوسرے آخرت میں نجات، تیسرے لوگوں کے دل میں رعب و دبدبہ۔

(۱۳۳) دین میں تین آدمیوں سے ڈرنا چاہئے: سلیم بن قیس ہلالی نے کہا کہ میں نے امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین آدمیوں سے دین کے بارے میں ڈرو۔ (۱) ایک قرآن پڑھنے والا جب اس کے چہرے سے قرآن کا نور چمکے تو وہ اپنے ہمسائے پر شرک کی تہمت لگا کر اس پر تلوار کھینچے۔ عرض کیا: یا امیر المومنین ان میں شرک کون ہے؟ (آپ نے) فرمایا: تہمت لگانے والا۔ (۲) ایک شخص نے نئی باتیں پیش کیں، ذرا ان کو سنو اور۔ جب جھوٹی بدعت چل پڑی تو اس کو بدعت نے کافی فائدہ پہنچایا۔ (۳) اللہ تعالیٰ ایک شخص کو سلطنت دیتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ اس کی اطاعت خدا کی اطاعت اور اس کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ یہ شخص جھوٹ بولتا ہے۔ خدا کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت ناجائز ہے۔ کسی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اطاعت کا حق نہیں۔ معصیت میں اطاعت خدا نہیں ہے۔ گناہ کا حق اطاعت نہیں رکھتا۔ اطاعت اللہ کی اور اس کے رسول کی اور اولوالامر کی ہے کیونکہ یہ لوگ معصوم اور پاک ہیں۔ خدا کی نافرمانی کا حکم نہیں دیتے۔

(۱۳۴) گرجا نشین (پادری) کا امام سے تین باتیں پوچھنا: سلمہ کنیز فروش کا بیان ہے کہ میرے ایک ساتھی نے کہا کہ میں اس کے کھیت کی نگرانی کروں۔ کھیت کے پاس ایک گرجا گھر تھا۔ جب زوال کا وقت ہوتا تو میں وضو کرتا اور نماز پڑھتا تھا۔ ایک دن پادری نے مجھے بلایا اور کہا: یہ نماز کیسی ہے اس کو کسی کو پڑھتے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا: فرزند رسول نے اس کی تعلیم دی ہے۔ (اس نے) کہا: کیا وہ عالم ہیں؟ (میں نے) جواب دیا: ہاں وہ عالم ہیں۔ (اس نے) کہا کہ ان سے تین باتیں پوچھو۔ ایک انڈا دوسرے مچھلی اور تیسرے پرندے کی کیا کیا چیزیں حرام ہیں؟

میں نے اس سوال چ کیا۔ میں ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ایک آدمی نے مجھ سے ارجمت کی

ہے کہ میں آپ سے تین باتیں پوچھوں۔ (آپ نے) فرمایا: وہ کیا ہیں؟ (میں نے) عرض کیا کہ اس نے سوال کیا ہے کہ انڈے مچھلی اور پرندے کی کیا کیا چیزیں حرام ہیں؟ (آپ نے) فرمایا کہ انڈے کا جب تک نیچے سے سر نہ دیکھو اس کو نہ کھاؤ۔ جس مچھلی کا چھلکا نہ ہو اس کو نہ کھاؤ جب تک پرندے کا پونانہ ہو نہ کھاؤ۔ میں حج کر کے واپس جان بوجھ کر پادری کے پاس گیا۔ اس کو امام کی بات سے آگاہ کیا، اس نے قسم کھا کر کہا کہ یہ صاحب نبی ہیں یا نبی کے وصی ہیں۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ پانی والے اس پرندے کو کھانا چاہئے جس کا پونایا خار ہو۔ خشکی کے اس پرندے کا گوشت کھانا چاہئے جو پر مار کر اڑے۔ صرف صف باندھ کر اڑنے کی چال سے پر مارنا زیادہ ہوتا ہے کھانا چاہئے۔ اگر صف باندھنے کی چال پر مارنے سے زیادہ ہے تو اس کو نہیں کھانا چاہئے۔

(۱۳۵) اللہ تعالیٰ سے زمین تین چیزوں کی وجہ سے فریاد کرتی ہے: رسول اللہ کا ارشاد پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ سے زمین تین چیزوں کے کرنے سے فریاد کرتی ہے۔ ایک خون ناحق کرنے سے، دوسرے زنا کے غسل کے پانی گرنے سے، تیسرے طلوع فجر سے پہلے سونے سے۔

(۱۳۶) پروردگار عالم تین چیزوں کی حفاظت نہیں کرتا: رسول اکرم نے ارشاد فرمایا کہ ویران گھر میں آدمی کے سونے، دوسرے راستہ میں نماز پڑھنے، اور سواری بغیر باندھے چھوڑ دینے (پر اللہ حفاظت نہیں کرتا)۔

(۱۳۷) تین اشخاص قیامت میں اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے: موسیٰ بن جعفر (امام موسیٰ کاظم) نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز تین اشخاص اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جب کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ایک وہ شخص جو اپنے دینی بھائی کی شادی کرائے، دوسرے وہ جو اپنے دینی بھائی کی خدمت کرے، تیسرے وہ جو اپنے دینی بھائی کے راز کو راز رکھے۔

(۱۳۸) تین چیزیں اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گی: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ تین چیزیں اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گی۔ ایک ویران مسجد جس کے پاس رہنے والے اس میں نماز نہ پڑھتے ہوں، دوسرے وہ عالم جو چالوں کے درمیان موجود ہو، تیسرے قرآن جو ایک کونے میں لٹکا ہوا ہو اور کوئی اس کو پڑھتا نہ ہو۔

(۱۳۹) قرآن کسے پڑھنے والے تین قسم کے ہیں: جناب ابو جعفر (امام محمد باقر) نے فرمایا کہ قرآن کا پڑھنے والا ایک وہ شخص ہے جس نے اس کو پڑھ کر سرمایہ حیات بنا لیا۔ اس نے بادشاہوں سے فائدہ اٹھایا، لوگوں کا آقا بنا۔ دوسرا وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اس کے الفاظ کو یاد کیا اس کے احکام پر عمل نہ کیا، اس کو ضائع کر دیا۔ تیسرا پڑھنے والا ایسا ہے جس نے قرآن پڑھا، اس کی تعلیمات کو دل کے درد کا آسرا بنا یا رات کو اس سے مناجات کی، دن کو اس نے روزہ میں گزارا۔ مسجد میں اس کے ذریعہ عبادت کی۔ اپنے بستر سے الگ رہا۔ ایسے لوگوں کے ذریعہ پروردگار عالم بلاء اور مصیبت کو دور اور دشمنوں سے بدلہ لیتا ہے۔ ان کی وجہ سے آسمان سے بارش برساتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ قرآن کے عالم تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو قرآن کو اس لئے پڑھتا ہے کہ بادشاہوں اور اہل علم سے فائدہ اٹھائے اور لوگوں کا مالک بن سکے، ایسا شخص دوزخی ہے۔ دوسرا شخص وہ ہے جس نے قرآن پڑھا اس کے معانی پڑھے لیکن اس پر عمل نہ کیا وہ بھی دوزخی ہے۔ تیسرا شخص جس نے قرآن پڑھا اس کے مطلب میں غور و فکر کیا۔ آیات محکم پر عمل کیا۔ تشابہ پر ایمان لایا، فرائض ادا کیے۔ حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا۔ اس کا دل اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسے شخص جنتی ہے۔ جس شخص کی زبان سے کاشفائے گناہ آئے گا۔

(۱۳۰) تین آدمیوں میں بڑے جرم والا کون ہے: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ تین آدمی ہیں وہ نہیں جانتے کہ ان میں کون بڑا مجرم ہے۔ ایک وہ شخص جو جنازے کے ساتھ بغیر چادر کے چلے، دوسرا وہ شخص جو کہے کہ اس سے نرمی برتو، تیسرا وہ جو کہے کہ اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو اللہ تعالیٰ تم کو بخشش دے گا۔ (دیکھیں حدیث ۲۴۸)۔

(۱۳۱) تین مساجد کی طرف سفر کرنا چاہئے: حضرت امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا: مسجد حرام، مسجد نبویؐ اور مسجد کوفہ کی طرف جانا چاہئے۔ جناب علی بن موسیٰ (امام رضا علیہ السلام) نے فرمایا کہ ہماری قبور کی طرف سفر کرنا چاہئے۔ آگاہ ہو جاؤ میں زہر سے شہید کیا جاؤں گا، میں عالم مسافرت میں دفن کیا جاؤں گا۔ جو شخص میری زیارت کو آئے گا اس کی دعا قبول ہوگی اور اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

(۱۳۲) مولیٰ میں تین فائدے ہیں: حنان بن سدیر نے کہا کہ میں ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) کے دسترخوان پر بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے مولیٰ دیتے ہوئے فرمایا۔ اس کے تین فائدے ہیں۔ ایک اس کے پتے ریح (ہوا) خارج کرتے ہیں، اس کا مغز پیشاب جاری کرتا ہے، اس کی جڑ بھگم دور کر دیتی ہے۔

(۱۳۳) تین چیزیں نقصان نہیں کرتیں: منصور بن یونس نے کہا کہ میں نے ابو الحسن موسیٰ بن جعفر (امام موسیٰ کاظمؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین چیزیں نقصان نہیں کرتیں۔ ایک انگور اذتی، دوسرا کتا اور تیسرا لبنانی سیب۔

(۱۳۴) نبیؐ اس کے لئی جنت کے تین گھروں کے ضامن ہیں جس نے تین چیزیں چھوڑ دی ہوں: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس شخص کے لئے جنت میں تین گھروں کا ضامن ہوں (جن میں) ایک گھر سخن زار بہشت میں، دوسرا مرکز بہشت میں اور تیسرا ابالائے بہشت ہوگا (اور یہ اس شخص کے لئے ہوگا) جس نے جنگ و جدل کو چھوڑ دیا اگرچہ وہ حق پر ہو، مذاق کے طور پر بھی جھوٹ نہ بولا ہو اور خوش اخلاق ہو۔

(۱۳۵) حضرت امیر المومنینؑ کو تین گروہوں سے جنگ کا حکم ہوا: علقمہ نے کہا کہ میں نے امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے ناکشین، قاسطین اور مارقین سے جنگ کرنے کا حکم ہوا۔ کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں۔ ناکشین جمل والے، قاسطین اہل شام اور معاویہ اور مارقین نہروان والے ہیں۔ میں نے اسے کتاب وصف قتال الشراۃ المارقین میں بیان کیا ہے۔

(شرح: جنگ جمل کے بانی اصلاً طلحہ و زبیر تھے جنہوں نے نقل عثمانؓ کے بعد مدینے میں منصب و مال کے لالچ میں امیر المومنین کی بیعت کی لیکن جب دیکھا کہ ہماری آرزوئیں بر نہیں رہیں تو عمرہ کے بہانے مدینے سے نکل کر مکہ چلے گئے اور عائشہؓ سے مل کر جمل کا ہنگامہ کھڑا کر دیا اور اس وجہ سے انہیں ناکشین (عہد توڑنے والے) کہا گیا ہے اور مارقین نہروان کے خارجی ہیں جو صفین میں حکمین کے فیصلے کے بعد امیر المومنین کے خلاف صف آراء ہوئے اور دین اسلام سے خارج ہو گئے اور مارقین قرار پائے یعنی تقدس و احتیاط کی شدت کی بناء پر دائرۃ دین سے نکل گئے بالکل اسی طرح جیسے تیرکمان سے نکل جاتا ہے۔)

(۱۳۶) جس میں تین باتیں نہ ہوں اس کا اللہ اور رسولؐ سے کوئی تعلق نہیں: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں تین چیزیں نہ ہوں گی اس کا اللہ اور اس کے رسولؐ سے کوئی تعلق نہیں۔ عرض کیا گیا: وہ کونسی چیزیں ہیں؟ (آپؐ نے) فرمایا کہ ایک علم جس سے جہالت کو دور کیا جاسکے، دوسرے اچھا اخلاق جس سے لوگوں میں زندگی گزارے، تیسرے پرہیزگاری جس سے خدا کے گناہ سے بچے۔

(۱۳۷) حرمت خدا تین ہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ حرمت خدا تین ہیں جس نے ان کا خیال رکھا خدا ان شخص کے دین اور دنیا کا خیال رکھے

گا۔ جوان کا خیال نہیں رکھے گا خدا اس کا کسی چیز میں خیال نہیں رکھے گا۔ (وہ ہیں) اسلام کی عزت، میری عزت اور میری عزت کی عزت۔

ابن عباسؓ نے کہا: حرمتیں خدا تین ہیں ان کے برابر کوئی چیز نہیں۔ ایک کتاب خدا جس میں خدا کا نور اور حکمت ہے، ایک خدا کا گھر جس کو لوگوں کا قبلہ قرار دیا ہے، خدا صرف اس کی خاطر نماز روزہ میں توجہ قبول کرتا ہے، تیسرے تمہارے نبی کی عزت۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ حالت نماز و وقت ذبیحہ اور کیفیت احتضار اور ارکان حج کی بجا آوری میں جہاں جہاں بھی قبلہ رو ہونے کی شرط ہے وہاں قبلہ کی طرف رخ کرنا ہے۔)

(۱۴۸) ایمان کی حقیقت تین ہیں: جناب ابو جعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) نے فرمایا کہ رسول اکرمؐ سفر میں جا رہے تھے کہ آپؐ کو اونٹ سوار ملے۔ انہوں نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ۔ آپؐ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم کون ہو؟ (انہوں نے) کہا ہم مومن ہیں۔ رسول اللہ نے فرمایا تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ (انہوں نے) عرض کیا: اللہ کے فیصلے پر راضی ہونا، اس کے حکم کو تسلیم کرنا، تمام امور کو اللہ کے سپرد کرنا۔ آپؐ نے فرمایا: تم عالم اور حکیم ہو، قریب ہے کہ دانائی میں انبیاء کے قریب ہو جاؤ اگر تم سچے ہو۔ جس گھر میں نہ رہو اس کو نہ بناؤ، جس مال کو نہ کھاؤ اس کو جمع نہ کرو، اللہ سے ڈرو۔ اس کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

(شرح: ایمان، اصول دین اور احکامات اسلامی کی پابندی کا نام ہے اور ایمان کے دس درجے ہوتے ہیں۔ اور جس ایمان کا اس حدیث شریف میں ذکر ہوا ہے وہ اس ایمان سے بھی ایک بلند درجہ ہے جو مقام پیغمبری سے قریب تر ہے۔)

(۱۴۹) حج تین وجوہات کی بناء پر واقع ہوتا ہے: جناب ابو جعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) نے فرمایا کہ آدمی حج کو تین طرح کرتا ہے۔ ایک شخص حج قرآن کی نیت کرتا ہے اور قربانی کا جانور لے جاتا ہے۔ اس کو حج قرآن کہتے ہیں۔ ایک شخص حج افراد کی نیت کرتا ہے قربانی کا جانور ساتھ نہیں لے جاتا اس کو حج افراد کہتے ہیں۔ ایک شخص میقات سے حج تمتع کی نیت کرتا ہے کہ مکہ میں جا کر حج کا احرام باندھوں گا۔ اس کو حج تمتع کہتے ہیں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا حاجی تین ہیں۔ ان میں قسمت کا اچھا وہ ہے جس کے گزشتہ آئندہ گناہ بخش دیئے جائیں اور اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے عذاب سے بچالے، دوسرا وہ ہے جس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں اور آئندہ گناہوں کا ذمہ دار خود ہوگا، تیسرا وہ جس کا حج نہیں (البتہ) اس کا اہل اور مال محفوظ ہوگا (دنیا میں)۔

(۱۵۰) تین باتوں میں منع کرنا ہے: جناب امیر المؤمنین (حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام) نے اپنے بیٹے محمد حنفیہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ تجھے تکبر سے، برے اخلاق سے اور بے صبری سے پرہیز کرنا چاہئے۔ ان تین باتوں کے ہوتے ہوئے تمہارا کوئی دوست نہیں ہوگا ہمیشہ لوگ تم سے دور رہیں گے۔ لوگوں سے محبت سے پیش آؤ، لوگوں کی تکلیف (دہی) پر صبر کرو، سچے دوست پر اپنا مال اور جان خرچ کرو۔ جاننے والوں سے نیکی کرو، انہیں پاس بلاؤ۔ عوام الناس سے محبت اور خندہ پیشانی سے ملو۔ دشمن سے عدل و انصاف کرو۔ اپنے دین اور عزت کو ہر شخص سے بچاؤ۔ اس کی خود دیکھ بھال کرو۔ یہ بات تمہارے دین اور دنیا دونوں کو ٹھیک رکھے گی۔

(۱۵۱) تین مقام پر کالا رنگ جائز ہے: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کالا رنگ مکروہ ہے مگر تین کالی چیزیں استعمال کی جاسکتی ہیں ایک عمامہ، دوسرے موزہ اور تیسرے ردا (چادر)۔

(۱۵۲) حج یہ حائز والہ میں بہ تین عادتیں ہونی چاہئیں: جناب ابو جعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) نے فرمایا کہ حج کرنے والے میں

تین صفات موجود ہوتی چاہئیں۔ اس میں پرہیزگاری ہو جو اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے دور رکھے، اس میں بردباری ہو جو اس کو اللہ کی ناراضگی سے باز رکھے، تیسرے اچھا ساتھی ہو۔

(۱۵۳) ضیافت تین دن کی ہوتی ہے: رسول اللہ نے فرمایا کہ مہمانی کا حق تین روز تک ہے۔ اس کے بعد صدقہ ہے۔ پھر فرمایا: اپنے بھائی کے پاس اس وقت تک مہمان رہو کہ اسے گناہ گار (زیر بار) نہ بناؤ۔ عرض کیا گیا: کیونکر گناہ گار بنائے گا؟ (آپ نے) فرمایا کہ اس کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ نہ رہ جائے۔

(۱۵۴) تین باتوں سے مسلمان کے دل میں کھوٹ نہیں ہوتی: رسول اللہ نے آخری حج کے موقع پر منیٰ کے مقام پر مسجد خیف میں خطبہ دیا، اللہ کی تعریف اور ثناء کی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی مدد کرے جس نے میری بات سنی اور اسے یاد رکھا۔ اس شخص کے پاس پہنچا یا جس نے اسے نہیں سنا۔ بعض اوقات کوئی ایسا شخص مسئلہ بیان کرتا ہے جسے وہ خود نہیں سمجھتا لیکن سننے والا اس سے استفادہ کرتا ہے اور بعض اوقات خود مسئلہ سمجھتا ہے اور اسے اپنے سے زیادہ فہم رکھنے والے کے سامنے بیان کرتا ہے اور وہ سننے والا اس سے بہتر طور پر استفادہ کرتا ہے۔ تین باتوں میں مسلمان کے دل میں کھوٹ نہیں ہوتا۔ کام میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلوص، ائمہ مسلمین کی نصیحت پر عمل، مسلمان معاشرہ کی خدمت اور ان کا ساتھ دینا پس ان کی دعوت تمام مسلمانوں کو شامل کرتی ہے۔ ایک دوسرے کے بھائی ہونے میں ان کا خون برابر ہوتا ہے۔ اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہیں ان میں کم ترین ان کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے۔ تمام مسلمان ایک دوسرے کے مقابل میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

(شرح: اس کا مطلب یہ ہے کہ کم ترین لوگ بھی جو کام سرانجام دیتے ہیں وہ سب کی جانب سے ہوتا ہے مسلمانوں میں سے کسی پست ترین مسلمان نے بھی اگر کسی کافر کو پناہ دیدی ہے اور اس سے امان کا وعدہ کر لیا ہے تو تمام افراد پر لازم ہے کہ اس عہد و پیمان کا احترام کریں اور اس کو قبول کریں کیونکہ حقیقی مسلمان کو اسلام کے معاشرتی مصالح مد نظر رکھنا چاہئے اور خود پسندی اور مفاد پرستی سے بالاتر ہونا چاہئے اور جو بھی عہد و پیمان غیر مسلموں کے ساتھ کیا جاتا ہے اسی میں اسلام کا مفاد پوشیدہ ہوتا ہے چنانچہ دوسروں کو بھی اس کے قول کا پاس اور اس کے پیمان کی توثیق کرنی چاہئے اور اسی طریقے سے اسلام کی ریگانگت، آزادی اور عام مسلمانوں کی صلاحیت ثابت ہوتی ہے اور اس کے ذریعے اسلامی معاشرہ کا تعارف اس انداز سے ہوتا ہے کہ تمام افراد معاشرہ کو ایک فرد واحد کی حیثیت رکھتے ہیں اور سو دوزباں میں ایک دوسرے کے ساتھ مشترک ہیں اور ہر ایک میں معاشرہ کی نمائندگی کی صلاحیت ہے بلکہ حقیقتاً وہ ایک دوسرے کے نمائندے ہیں جیسے شاعر عرب نے اپنے بارے میں لکھا ہے:

من تلق منهم نقل لا قیت سیدھم

مثل النجوم التي يسرى بها الساری

کہ تو جس کے پاس بھی جائے تجھے یوں لگے کہ جیسے وہی سب سے بزرگ ہستی ہے۔ کہ جیسے شب تاریک میں ستارے درخشاں (روشن)

ہوتے ہیں۔

ہم آج کل کے مسلمانوں کے لئے جو صرف ظاہری طور پر اسلام کے نام لیوا ہیں ان اسلامی احکامات کو قبول کرنا بڑا مشکل لگتا ہے لیکن اگر ہم

حقیقی مسلمانوں کی ان صفات کو جو پیغمبر اکرم نے درج بالا پانچ فقروں میں بیان فرمائی ہیں بنظر غایت غور کریں تو ہم بہت جلد ان روشن احکام کو قبول

کر لیں گے۔)

(۱۵۵) نبیؐ نے فرمایا میں قسم کھاتا ہوں کہ تین چیزیں برحق ہیں: رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تین چیزیں برحق ہیں۔ ایک تم، دوسرے تمہارے بعد ہونے والے اوصیاء، تیسرے اللہ تعالیٰ کی شناخت کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت تمہاری معرفت کے ذریعہ ہوتی ہے۔ جنت میں وہ شخص داخل ہوگا جس کو تم جانتے ہوں گے اور وہ تمہیں جانتا ہوگا۔ دوزخ میں وہ جائے گا جو تمہارا منکر ہو گا اور تم اس کے منکر ہو گے۔

(۱۵۶) مونسے کے بعد تین چیزیں فائدہ دیں گی: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا کہ مرنے کے بعد انسان کو تین چیزیں فائدہ دیتی ہیں۔ ایک اپنی زندگی میں صدقہ جاری کیا ہو جو قیامت تک جاری رہے گا۔ دوسرے خود کو کوئی چیز وقف کی ہو جو کسی کی میراث نہ ہو۔ تیسرے نیک کام کیا ہو جس پر خود عمل کیا اور اس کے مرنے کے بعد لوگ عمل کرتے ہوں گے اور نیک فرزند چھوڑا ہو جو اس کی بخشش کی دعا کرتا ہو۔ (شرح: وقف ظاہری کے علاوہ صدقہ جاریہ سے مراد وہ نیک امور ہیں جو اس شخص کی ملکیت میں رہے ہوں لیکن بعد میں لوگ اس سے استفادہ کرتے رہیں۔ جیسے پانی کا کنواں، یا پل یا پانی کا حوض جو اس نے اپنے لئے بنایا تھا لیکن اب دوسرے لوگ بھی اس سے بہرہ ور ہو رہے ہوں۔)

(۱۵۷) اللہ تعالیٰ تین لوگوں کو جنت میں جگہ نہیں دے گا: ابو بارون مکفوف نے کہا کہ مجھے جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ پروردگار عالم اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اس کا بڑی خیانت کرنے والا نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا: خیانت کرنے والا کون ہوگا؟ (آپ نے) فرمایا: جس نے ایک درہم اپنے مومن بھائی سے ذخیرہ کر رکھا یا دنیا کی کوئی چیز اس سے روک رکھی ہو۔ میں نے عرض کیا: میں اللہ تعالیٰ کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ (آپ نے) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ تین قسم کے لوگ جنت میں نہیں جائیں گے۔ ایک وہ جس نے اللہ کے حکم کو رد کیا ہو، دوسرے حکم پیشوا اور امام برحق کو رد کیا ہو، تیسرے مرد مومن کا حق روک رکھا ہو۔ میں نے عرض کیا: اپنا بچا ہوا مال روک رکھا ہو؟ (آپ نے) فرمایا: اپنی روح اور اپنی جان دینے میں دریغ نہ کرے۔ اگر خود جان دینے میں دریغ کرے تو اس کا دینی بھائی بھائی نہیں ہے۔ وہ شیطان کی اولاد ہے۔

اس کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ روح اور جان دینے کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ اس کی مدد محتاج ہو تو اس کی حاجت برآوری میں پوری کوشش کرے۔

(۱۵۸) باپ تین ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا کہ باپ تین ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے مومن کو جنا، جن نے مومن اور کافر کو جنا۔ ابلیس نے کافر کو جنا۔ ان میں جھنے کا سلسلہ نہیں ہے وہ انڈے دیتے ہیں اور بچے پیدا کرتے ہیں ان میں مادہ نہیں ہے۔ (۱۵۹) مومن کو تین عادتیں عطا ہونی ہیں: جناب ابو جعفر (امام محمد باقر علیہ السلام) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کو تین عادتیں عطا کی ہیں۔ ایک دنیا میں عزت، دوسرے آخرت میں کامیابی، تیسرے ظالموں کے دل میں خوف اور پھر یہ آیت پڑھی ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين۔ قد افلح المؤمنون کو ہم فیہا خالدون تک پڑھا۔

(۱۶۰) لوگ تین چیزوں کی آرزو کرتے ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا کہ سزاوارترین مرد چاہتے ہیں کہ تمام کنجوس دولت مند ہو جائیں کیونکہ جب تمام لوگ دولت مند ہو جائیں گے تو کسی سے لینے کی توقع نہیں رکھیں گے۔ سزاوارترین مرد چاہتے ہیں کہ عیب دار شخص زیادہ ہو جائیں جب عیب دار مرد زیادہ ہو جائیں گے تو کسی کی عیب جوئی نہیں کریں گے۔ سزاوارترین مرد چاہتے ہیں کہ تمام بے عقل مرد

حکیم اور باحصول ہو جائیں برخلاف کنجوسوں کے وہ چاہتے ہیں کہ لوگ پریشان ہوں۔ آلودگان چاہتے ہیں کہ لوگ آلودہ اور معتوب ہوں۔ بے عقل لوگ چاہتے ہیں کہ تمام لوگ بے عقل ہوں کیونکہ فقر کی صورت میں کنجوسوں کے محتاج ہوں گے۔ فساد و عیب جوئی عیب والے کا کام ہے۔ بے وقوف اور بے عقل کے گناہ محسوب نہیں ہوتے۔

(۱۶۱) امور تین ہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ امور تین ہیں۔ ایک وہ امر جس کی اچھائی تجھے معلوم ہو اس پر عمل کرو۔ دوسرا وہ جس کی گمراہی تم پر ظاہر ہو اور اس کو تم چھوڑ دو۔ تیسرا وہ جس میں اختلاف ہو اس کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو۔

(۱۶۲) چور تین ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا کہ چور تین ہیں۔ ایک زکوٰۃ نہ دینے والا، دوسرا وہ جو اپنی عورت کا حق مہر کھا گیا، تیسرا وہ شخص جس کا ارادہ قرض لے کر واپس کرنے کا نہ ہو۔

(۱۶۳) فرشتوں کے گروہ تین ہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ فرشتوں کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جن کے دو پر ہیں، دوسرے وہ جن کے تین پر ہیں، تیسرے وہ جن کے چار پر ہیں۔

(۱۶۴) جن اور انسان تین قسم کے ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے ارشاد فرمایا کہ جنات کے تین حصے ہیں۔ ایک حصہ فرشتوں کے ساتھ رہتا ہے، دوسرا وہاں رہتا ہے، تیسرا حصہ کتوں اور سانپوں کی شکل میں موجود ہے۔ انسانوں کے تین حصے ہیں۔ ایک وہ جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جب اللہ تعالیٰ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ دوسرے وہ ہوں گے جن سے حساب ہوگا اور عذاب میں ہوں گے۔ تیسرے وہ ہوں گے جن کی شکلیں انسانوں جیسی ہوں گی ان کے دل شیاطین کے دل ہوں گے۔

(۱۶۵) تین اشخاص کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ تین اشخاص کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ ایک جاہل، دوسرا جھوٹ بولنے والا، تیسرا وہ جو کھلم کھلا بدکاری کرتا ہو اگرچہ خوش عقیدہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۶۶) تین چیزیں کھانے سے جسم موٹا اور تین چیزیں کھانے سے جسم پتلا ہوتا ہے: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ تین چیزیں کھانے سے جسم موٹا ہوتا ہے۔ اور تین چیزیں کھانے سے جسم پتلا ہوتا ہے۔ جن چیزوں سے جسم موٹا ہوتا ہے وہ یہ ہیں۔ ایک ہمیشہ گوشت کھانا، دوسرے خوشبو سونگھنا، تیسرے نرم کپڑے پہننا۔ جن چیزوں سے جسم پتلا ہوتا ہے وہ یہ ہیں۔ ایک اٹھا کھانے سے، دوسرے چھلی کھانے سے، تیسرے گل خرما کھانے سے۔

کتاب کے مولف فرماتے ہیں کہ روزانہ نہانے سے جسم لانغر ہو جاتا ہے اور ایک روز چھوڑ کر نہانا چاہئے۔

(۱۶۷) مسلمانوں کے تمام احکام تین طریقوں سے جاری ہوتے ہیں: جناب امیر المومنین (علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ مسلمانوں کے تمام احکام تین طریقوں سے جاری ہوتے ہیں۔ ایک شہادت عادلہ سے، دوسرے قطعی قسم سے، تیسرے وہ حکم جو ائمہ طاہرین کی طرف سے پہنچا ہو۔

(۱۶۸) تین چیزیں تین چیزوں کے ساتھ ہیں: جناب ابوالحسن الرضا (امام علی رضا) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کا حکم دیا جو دوسری تین چیزوں سے مل ہوئی ہیں۔ نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جو نماز پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اپنے والدین کا شکر کرنے کا حکم دیا جس نے والدین کا شکر ادا نہیں کیا۔ اللہ سے ڈرنے اور صلہ رحمی کا حکم دیا جس نے صلہ رحمی نہ کی وہ اللہ سے نہیں ڈرتا۔

(۱۶۹) تین چیزیں اللہ سے سفارش کریں گی اور سفارشیں قبول ہوں گی: رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ تین چیزیں اللہ تعالیٰ سے سفارش کریں گی اور ان کی سفارش قبول ہوگی۔ ایک انبیاء کی سفارش، دوسرے علماء کی سفارش، تیسرے شہداء کی سفارش۔

(۱۷۰) سب سے پہلے قرعہ اندازی تین کمرے کے لئے ہوئی: جناب ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس کے لئے قرعہ اندازی کی گئی وہ مریم بنت عمران تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے رسول (آپؐ) تو اس وقت نہیں تھے جب مریمؑ کے لئے لوگوں نے پانی میں قرعے ڈالے کہ اس کی سرپرستی کون کرے گا؟ یہ قرعہ چھ تھے۔

حضرت یونسؑ کے لئے قرعہ اندازی ہوئی۔ تین بار حضرت یونسؑ کا نام نکلا۔ وہ کشتی کے درمیان آئے۔ مچھلی منہ پھیلانے ہوئے تھی۔ حضرت یونسؑ نے اپنے آپ کو اس کے منہ میں دے دیا۔

عبدالطلبؑ کے نو فرزند تھے انہوں نے نذر مانگی کہ اگر اللہ تعالیٰ ایک اور فرزند عطا کرے گا تو اس کو ذبح کریں گے۔ جناب عبداللہ پیدا ہوئے۔ ان کو ذبح نہیں کر سکتے تھے کیونکہ جناب رسول اللہؐ آپ کی نسل میں تھے۔ دس اونٹوں اور عبداللہ کے درمیان قرعہ ڈالا تو عبداللہ کے نام نکلا۔ دس اونٹ زیادہ کرتے گئے قرعہ عبداللہ کے نام نکلتا گیا۔ جب سو (۱۰۰) اونٹ ہو گئے تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔

عبد نے کہا میں نے اپنے رب کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ تین مرتبہ قرعہ ڈالا گیا۔ تینوں مرتبہ اونٹوں کے نام نکلا۔ کہا اب میرا رب مجھ سے راضی ہے۔ چنانچہ اونٹوں کو نحر کیا۔

(۱۷۱) سفر جل (بھی) میں تین خوبیاں ہیں: شہاب بن عبد ربیع نے کہا کہ میں نے ابو عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ زیر رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بٹی تھی۔ (آپؐ نے) فرمایا: اے زیر تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: بٹی ہے۔ (آپؐ نے) فرمایا: بٹی کھاؤ اس میں تین خصوصیات ہیں۔ اس نے عرض کیا کونسی؟ (آپؐ نے) فرمایا: دل کو گرم، کنبوں کو ٹھنی، اور بزدل کو بہادر بناتی ہے۔

مؤلف کتاب ہذا فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ محمد بن حسن کو فرماتے ہوئے سنا۔ وہ حضرت صادق (امام جعفر صادقؑ) سے روایت کرتے ہیں کہ زیر باقاعدہ ہم اہل بیت کے ساتھ رہے۔ جب ان کا فرزند بدکار ہوا تو اس نے ان کو گمراہ کیا اور انہوں نے پہلا عقیدہ ترک کر دیا۔

(۱۷۲) پیاز میں تین خوبیاں ہیں: سیاہ غلام بیچنے والا میسر کہتا ہے کہ میں نے جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ پیاز کھاؤ اس میں تین خوبیاں ہیں ایک منہ کو خوشبودار کرتی ہے، دوسری دانت سخت کرنی ہے، تیسرے لطفہ اور باہ کو بڑھاتی ہے۔

(۱۷۳) ورد تین چیزوں میں اثر کرتا ہے: رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ (لکھی ہوئی دعاؤں کا) ورد تین چیزوں میں اثر کرتا ہے۔ بچھو کا کاٹا ہوا، دوسرے نظربد، تیسرا نہ گرایا ہوا خون۔

(شرح: اس سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ خون کی تاثیر اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ چھپنے لگانے سے بھی اس کو زائل نہیں کیا جاسکتا۔)

(۱۷۴) تین چیزیں دین میں سمجھداری کی علامت ہیں: جناب ابوالحسن (امام علی رضاؑ) نے فرمایا کہ فہم اور بصیرت کی علامت بردباری، عظمندی اور خاموشی ہے۔ خاموشی حکمت کا دروازہ ہے۔ خاموشی محبت لاتی ہے اور بھلائی کی طرف راستہ دکھاتی ہے۔

(۱۷۵) تین چیزوں میں پھونکنا برا ہے: جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ لکھی ہوئی دعا، گرم کھانا اور سجدہ کرنے کی جگہ

پھونک مارنا برا ہے۔

(۱۷۶) جس میں یہ تین عادتیں ہوں گی وہ دوزخ میں ہوگا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین عادتیں ہوں گی وہ یقیناً دوزخ میں ہوگا۔ ایک جفا کرنے والا، دوسرا بزدل، تیسرا کنجوسی کرنے والا۔ اگر عورت میں یہ تین باتیں ہوں گی تو وہ دوزخ میں ہوگی۔ ایک بے شرمی، دوسرے خود فروشی، تیسرے بدکاری۔

(۱۷۷) حرام مال کمانے سے تین چیزیں مسلط ہوتی ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ جو شخص حرام مال کمائے گا پروردگار عالم اس شخص پر تین چیزیں مسلط کرے گا۔ ایک عمارت، دوسرے پانی، تیسرے مٹی۔

(۱۷۸) تین باتوں میں مومن کئے لئے آرام (راحت) ہے: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ مومن کے لئے تین باتوں میں آرام و راحت ہے۔ ایک وسیع گھر میں جو اس کے عیب کو بری حالت میں چھپائے رکھے گا، دوسرے نیک عورت جو دنیا اور آخرت کے کام میں اس کی مدد کرے گی، تیسرے بیٹی یا بہن جسے موت یا شادی کے بعد گھر سے جدا کرے گا۔

(۱۷۹) مرد کی سعادت تین چیزوں میں ہے: جناب علی بن حسین (امام زین العابدینؑ) نے فرمایا کہ آدمی کے لئے سعادت یہ ہے کہ اس کی روزی کا سلسلہ اس کے وطن میں ہو، دوسرے اس کے پاس اٹھنے بیٹھنے والے نیک لوگ ہوں، تیسرے اس کا نیک فرزند اس کا مددگار ہو۔

(۱۸۰) تین اشخاص کی دعا قبول نہیں ہوتی: ولید بن صبح نے کہا کہ میں نے جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) کی خدمت میں حاضر تھا ان کے پاس خرے کا ایک تھال رکھا ہوا تھا۔ ایک سائل آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کو اس میں سے دے دیا۔ دوسرا سائل آیا اس کو دیا۔ تیسرا سائل آیا (آپ نے) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے رزق میں وسعت دے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے پاس تیس یا چالیس ہزار کا مال ہو پھر اپنی مرضی سے راہ حق میں تقسیم کر دے اور اس کے پاس کچھ نہ رہے وہ ان تین آدمیوں میں سے ہوگا جن کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ میں نے عرض کیا: میں قربان جاؤں وہ لوگ کون ہیں؟ (آپ نے) فرمایا کہ ایک شخص کو خدا نے مال سے نوازا، اس نے تمام مال راہ خدا میں خرچ کر دیا اور کہتا ہے کہ اے اللہ مجھے رزق دے۔ دوسرا وہ شخص جو اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے اور اس سے نفرت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ کیا میں نے اس کے نہ رکھنے کا اختیار تجھے نہیں دیا تھا؟ تیسرے وہ شخص جو گھر میں بیٹھ گیا، دروازہ بند کر دیا، روزی کی تلاش میں نہ نکلا۔ اور کہتا ہے کہ اے اللہ مجھے روزی عطا کر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے تیری روزی کا راستہ مقرر نہیں کیا تھا؟۔

(۱۸۱) سالانہ روزے ہر ماہ تین روز کئے ہیں: علی بن ابی حمزہ نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) سے دریافت کیا کہ رسول اکرمؐ سال میں کتنے روزے رکھتے تھے؟ (آپ نے) فرمایا کہ ہر ماہ تین روزے رکھتے تھے۔ پہلے عشرہ میں جمعرات کا روزہ۔ دوسرے عشرہ میں بدھ کا روزہ۔ آخری عشرہ میں جمعرات کا روزہ۔ یہ تین روزے پورے ماہ کے روزے کے برابر ہیں۔ پروردگار عالم کا ارشاد ہے کہ جو ایک نیکی لائے گا اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔ جو شخص کمزوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے اس کو ایک درہم صدقہ دینا چاہئے۔ ایک درہم کا صدقہ ایک دن کے روزے سے افضل ہے۔

(۱۸۲) مومن کی سرگرمی تین چیزوں میں ہے: جناب ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ مومن کی سرگرمی تین چیزوں میں ہے۔ ایک عورتوں سے متعلق کرنا۔ دوسرے دوستوں سے سچی محبت کرنا۔ تیسرے نماز شب پڑھنا۔

(۱۸۳) جس شخص کو تین چیزیں مل گئیں گویا اسے تمام چیزیں مل گئیں: رسول اکرمؐ نے ابو دردا سے فرمایا کہ جس شخص نے صبح تندرستی اور امن میں کی کہ اس کی روز کی خوراک بھی اس کے پاس ہو وہ ایسا ہے گویا اس کو تمام دنیا مل گئی ہو۔ اے فرزندِ نوحؑ تیرے لئے کافی ہے کہ تو سیر ہو کر کھائے۔ جس چیز کا چھپانا ضروری ہے اس کو چھپائے اگر اپنے لئے گھر ہے تو بہت اچھا ہے اگر سواری کے لئے گھوڑا ہے تو بہت اچھا ہے اور اگر پانی کا پیالہ ہے تو اس میں حساب ہو گا یا عذاب ہو گا

(شرح: مالِ حلال ہے تو حساب اگر حرام ہے تو عذاب ہوگا۔)

(۱۸۴) رسول اللہؐ نے خندق میں تین مرتبہ کدال ماری اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا: رسول اللہؐ نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ ایک بہت بڑا اور سخت پتھر خندق میں دریاقت ہوا۔ کوئی کدال اس پر اثر نہیں کر رہی تھی۔ رسول اللہؐ خود تشریف لائے اس کو دیکھا اپنے کپڑے کو چڑھا کر کدال کو پکڑا اور بسم اللہ کہہ کر کدال ماری پتھر کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ اکبر! ملک شام کی کنجیاں میرے حوالے کر دی گئی ہیں۔ بخدا میں سرخ محلات دیکھ رہا ہوں۔ دوسری مرتبہ زور سے کدال ماری اور بسم اللہ کہا۔ تیسرا حصہ ٹوٹ گیا۔ اللہ اکبر کہا اور کہا: مجھے فارس کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ میں مدائن کے سفید محل دیکھ رہا ہوں۔ تیسری مرتبہ پھر کدال ماری باقی پتھر بھی ٹوٹ گیا اللہ اکبر کہا کہ مجھے یمن کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ میں یہاں سے کھڑے ہو کر صنعا کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔

(۱۸۵) تین کام پروردگار عالم کو زیادہ پسند ہیں: عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ کو کون کون سے کام زیادہ پسند ہیں۔ (آپؐ نے) فرمایا: وقت کے اندر نماز پڑھنا، دوسرے والدین کے ساتھ نیکی کرنا، تیسرے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اتنا مجھ سے کہا اگر میں زیادہ پوچھتا تو زیادہ بتاتے۔

(۱۸۶) تین چیزیں اس امت پر خوفناک ترین ہیں: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں اپنی امت سے تین چیزوں میں ڈرتا ہوں۔ ایک عالم کی غلطی سے، دوسرے منافق سے جو اپنے غلط مدعا کا ثبوت قرآن سے پیش کرے، تیسرے دنیا سے جو تمہاری گردن مار دے اور اس کا الزام (بجی) تمہارے اوپر عائد کرے۔

(۱۸۷) جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان لائے گا وہ تین کام نہیں کرے گا: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھے گا وہ تین کام نہیں کرے گا۔ ایک برہنہ ہو کر حمام میں نہیں جائے گا، دوسرے جس دسترخوان پر شراب ہوگی وہاں کھانا نہیں کھائے گا، تیسرے اپنی بیوی کو گھر کے باہر حمام میں نہیں جانے دے گا۔

(۱۸۸) اس امت میں تین باتیں ہونے سے ڈر لگتا ہے: رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ مجھے اپنے بعد اپنی امت میں تین باتوں کے ہونے سے ڈر لگتا ہے ایک قرآن کی صحیح اور حقیقی معنوں میں تفسیر نہیں کریں گے، دوسرے عالم کی غلطی پر عمل کریں گے، تیسرے ایسے مال کی زیادتی ہوگی جس سے وہ گمراہ ہو جائیں گے اور اترا جائیں گے۔ ابھی ان کا علاج بتاتا ہوں۔ قرآن کی محکم آیات پر عمل کرو، متشابہات پر صرف ایمان لاؤ، عالم کی آزمائش کا انتظار کرو، اس کی اغزش پر عمل نہ کرو۔ مال سے بچنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اللہ کا شکر ادا کرو مال کا حق ادا کرو۔

(شرح: نعمت مال پر متکر کا مطلب یہ ہے کہ اس جگہ خرچ نہ ہو جو خدا کو ناپسند ہے۔ اور اس مال کے حقوق واجب و مستحب ادا کر دیئے گئے ہوں۔)

(۱۸۹) آنحضرتؐ کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں: نبیؐ نے فرمایا کہ میرے لئے دنیا میں عورتیں، خوشبو اور نماز میری آنکھوں کی

ٹھنڈک اور روشنی ہے۔ حضرت انس جناب رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے تمہاری دنیا سے عورتیں، خوشبو اور میری آنکھوں کی روشنی نماز پڑھنے سے ہے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ منکر خدا کہتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا مجھے دنیا سے عورتیں، خوشبو پسند ہے۔ تیسری چیز کہنے سے شرمائے اور نماز کا نام لے لیا۔ وہ جھوٹے ہیں۔ اس حدیث میں رسول اللہ کی مراد نماز تھی کیونکہ اگر شادی شدہ آدمی دو رکعت نماز پڑھے گا وہ غیر شادی شدہ آدمی کی ستر (۷۰) رکعت نماز سے افضل ہوگی۔ آنحضرت کو عورتیں نماز کی وجہ سے محبوب تھیں۔ اسی طرح فرمایا کہ اگر عطر لگا کر آدمی دو رکعت نماز پڑھے گا تو وہ عطر نہ لگانے والے شخص کی ستر (۷۰) رکعت نماز سے افضل ہوگی۔ عطر نماز کی وجہ سے محبوب تھا۔ پھر فرمایا میری آنکھوں کی روشنی نماز ہے کیونکہ اگر کوئی شخص عطر (خوشبو) لگا تا ہے اور شادی کرتا ہے پھر نماز نہیں پڑھتا ہے تو اس کو شادی کرنے اور خوشبو لگانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

(۱۹۰) جناب صادق (امام جعفر) تین چیزوں سے فارغ نہیں ہوتے تھے: مالک بن انس مدینہ کے فقیہ کا بیان ہے کہ میں اکثر جعفر بن محمد (امام صادق) کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔ آپ مجھے نیکو پیش کرتے میری منزلت جانتے اور فرماتے کہ اے مالک میں تجھے دوست رکھتا ہوں۔ میں اس سے خوش ہوتا، اللہ کی حمد کرتا۔ آپ کا معمول تھا کہ تین باتوں سے خالی نہیں ہوتے تھے۔ ایک روزہ دار ہوتے یا نماز پڑھتے یا خدا کو یاد کرتے۔ آپ بڑے عابد، بڑے زاہد اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے، کثیر اللحدیث تھے خوش مجلس اور آپ سے بہت فوائد حاصل ہوتے۔ جب فرماتے کہ رسول اللہ نے فرمایا کبھی آپ کا رنگ سبز کبھی زرد پڑ جاتا، کبھی حالت بگڑ جاتی کہ آپ کو جانے والا پہچان نہیں سکتا تھا۔ میں نے ایک سال آپ کے ساتھ حج کیا۔ احرام کے وقت جب سوار ہوئے تلبیہ کہا تو آواز گلے میں بند ہو گئی۔ سواری سے گرنے کے قریب تھے۔ عرض کیا گیا۔ اے فرزند رسول تلبیہ کہنا تو ضروری ہے۔ (آپ نے) فرمایا: اے ابن ابی عامر کے فرزند کہ میں کس طرح لیبک اللہم لیبک کی جرات کروں؟ میں تو ڈرتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ لا لیبک ولا سعیدیک نہ کہہ دے۔

(۱۹۱) امام رضا علیہ السلام کا زائر تین جگہ فائدہ اٹھائے گا: حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے دور ہونے کے بعد بھی میری قبر کی زیارت کی میں قیامت کے روز تین مقامات پر جا کر اسے نجات دلاؤں گا۔ (ایک اس وقت) جب اعمال نامہ دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے، دوسرے اس وقت (جب) پل صراط عبور کر رہے ہوں گے، تیسرے اس وقت جب اعمال میزان میں وزن کیے جا رہے ہوں گے۔

(۱۹۲) اعمال تین قسم کے ہیں: جناب حسین ابن علی (علیہ السلام) نے کہا کہ میں نے اپنے والد بزرگوار علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال کی تین قسمیں ہیں۔ ایک فرائض، دوسرے فضائل، تیسرے گناہ۔ فرائض کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حکم، مرضی، قضا و قدر، مشیت اور علم سے ہوتا ہے۔ فضائل کا تعلق اللہ کے حکم سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی، قضا و قدر، حیثیت اور علم سے ہوتا ہے۔ گناہ کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حکم سے نہیں ہوتا۔ لیکن قضا و قدر، مشیت اور علم سے ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر سزا دے گا۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ گناہوں میں قضائی الہی کا مطلب گناہوں سے روکنا ہے۔ خدا کا حکم ان میں منع کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدر کا مطلب ہے کہ اللہ کو ان کے مبلغ اور مقدر کا علم ہے۔ مشیت کا مطلب ہے کہ اللہ نے گناہوں سے روکا۔ قول نبی تحذیر سے منع کیا۔ جبر نہ کیا۔ قوت اور طاقت سے منع نہیں کیا۔

(شرح: فرائض فریضہ کی جمع ہے اور فرائض سے مراد وہ امانت ہے جو ایک مکلف شخص کو انجام دینے چاہئیں۔ اور ان کے بارے میں حکم الہی آچکا ہے۔ اور

فضائل فضیلت کی جمع ہے اور یہ وہ اعمال ہیں جو مصلحت کے تحت انجام پاتے ہیں اور ان میں خوبی ہوتی ہے لیکن یہ واجب اور حتمی نہیں ہیں جیسے کے مستحبات (جو واجب حتمی نہیں ہوتے) اور اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امر واجب کے لئے ہوتا ہے اور مستحبات وہ ہیں جن کے کرنے کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ اور فعل مباح اور مکروہ کا یہاں وجود ہی نہیں ہے ورنہ اعمال پانچ قسم کے قرار پاتے نہ کہ تین قسم کے۔ ممکن ہے یہ کہا جائے کہ مباحات و مکروہات تو فضائل میں شامل ہیں۔ مباحات تو اس طرح کہ مباح فعل تحصیل فضیلت میں مددگار ہوتا ہے اور اگر اس کی ہم کسی رذیلت (اخلاقی برائی) کا مقدمہ قرار دیں تو وہ رذیلت سمجھا جائے گا۔ اس وجہ سے کوئی بھی مباح عمل مطلق (آزاد-کیلا) نہیں ہوتا۔ اور مکروہات کو اگر ترک کیا جائے تو وہ بھی فضیلت کے دائرے میں آجائیں گی۔ اسی لئے ان برے کاموں کو ترک کرنا جو مکروہ ہیں حصول فضیلت و کمال نفس کا سبب بنتا ہے اور کیونکہ اس روایت میں گناہوں میں قضاء و قدر کا دخل بھی بتایا گیا ہے تو ممکن ہے کہ نا سمجھ افراد یہ سمجھیں کہ اگر ارتکاب گناہ قضاء و قدر الہی سے ہوتا ہے تو جبر لازم آئے گا لہذا مصنف کتاب نے قضاء و قدر کی وضاحت کر دی ہے اور کہتا ہے کہ اس بات کا مطلب کہ گناہ قضائے الہی سے ہوتے ہیں یہ ہے کہ چونکہ گناہوں کے بارے میں خدا کا حکم ان سے بچنا اور ان کو ترک کرنا ہے اور جب مکلف (وہ شخص جس پر احکام شرعی عائد ہوتے ہیں) حکم خدا کی مخالفت کرتا ہے اور اپنے اختیار سے ان گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے تو وہ گناہ گار ثابت ہو جاتا ہے اور اس کا مطلب کہ گناہ تقدیر الہی سے ہوتے ہیں یہ ہے کہ خدا کو ان کی مقدار کا علم ہے اور اس کا مطلب کہ گناہ خدا کی مرضی سے ہوتا ہے یہ ہے کہ خدا چاہتا ہے کہ گناہ گار کو اسی بات، طریقہ، رکاوٹ اور گناہ سے پرہیز کرنے سے دور رکھے لیکن زور و زبردستی سے نہیں ورنہ جبر لازم آئے گا۔ پس قضاء کے معنی تکلفی کے ہوئے اور قدر بندوں کے کردار کا تفصیلی علم ہوتا ہے اور مشیت سے مراد ان کو اختیار دینا ہے اور ان میں سے کوئی بھی مکلف کو عمل کی ترغیب دینے والی چیز نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے اس کا اختیار سلب ہو جائے اور وہ بے اختیاری کی وجہ سے راحت یا حرام عمل انجام دیدے بلکہ یہ سب تو خود مکلف کی آزادی و اختیار کے مقدمات ہیں ہر ایسے عمل کے لئے جن کو وہ انجام دے یا جس کا وہ ارتکاب کرے۔)

(۱۹۳) امام محمد باقر نے امام جعفر صادقؑ کو تین باتوں کا حکم دیا اور تین باتوں سے منع کیا: سفیان ثوری کا بیان ہے کہ میں امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ مجھے نصیحت فرمائیے۔ (آپ نے) فرمایا: جھوٹ بولنا مردانگی نہیں ہے۔ بادشاہوں کو بھائی نہ سمجھو۔ حاسد کبھی آسودہ حال نہیں ہوتا۔ بد اخلاق سردار نہیں بنتا۔ عرض کیا گیا: اے فرزند رسولؐ اور فرمائیے۔ (آپ نے) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو مومن ہو جاؤ گے، اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہو غنی ہو جاؤ گے۔ پڑوسی سے اچھا سلوک کرو آرام سے رہو گے۔ فاجر (بدکار) کی صحبت میں نہ رہو اس سے بدکاری کی باتیں سیکھو گے۔ ایسے لوگوں سے مشورہ کرو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ عرض کیا گیا: اے فرزند رسولؐ اور فرمائیے (آپ نے) فرمایا: جو شخص رشتہ داروں کے بغیر عزت، مال کے بغیر تو نگری، سلطنت کے بغیر رعب و دبدبہ چاہے اسے گناہ خدا کی ذلت سے خدا کی اطاعت کی طرف آنا چاہئے۔ عرض کیا گیا: اے فرزند رسولؐ اور فرمائیے۔ (آپ نے) فرمایا: مجھے میرے پدر بزرگوار علیہ السلام نے تین باتوں کے کرنے اور تین باتوں کے نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک جو شخص بروں کی صحبت میں بیٹھے گا سالم نہیں رہے گا، جو بدنام جگہ پر جائے گا بدنام ہوگا، جو زبان پر قابو نہ رکھے گا شرمسار ہوگا۔ پھر مجھے یہ دو شعر سنائے۔

عود لسانک قول الخیر تحفظ بہ
ان اللسان لما عودت یعتار
زبان کو اچھی باتوں کا عادی بناؤ
زبان کو جس بات کا عادی بناؤ گے ویسی ہوگی

موکل بتقاضی ما سنت له تیری زبان سے تیری بتائی ہوئی بات نکلے گی
فی الخیر والشر فانظر کیف تعداد اچھی بات ہوگی یا بری بات ہوگی دیکھتوم نے اس کو کیا تعلیم دی ہے

(۱۹۴) قائم آل محمد (امام عصرؑ) ظہور کے وقت تین باتوں کا حکم دیں گے: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) اور ابو الحسن (امام رضاؑ) نے فرمایا کہ جب امام عصرؑ ظہور فرمائیں گے تو تین باتوں کا حکم دیں گے اس سے پہلے کسی نے یہ حکم نہیں دیا ہوگا۔ (۱) بوڑھے زنا کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم (۲) زکوٰۃ نہ دینے والے کو قتل کرنے کا حکم (۳) جو چیز سایہ ڈالے گی بھائی اس کو میراث دے گا۔ (شرح: ظاہراً مقصود یہ ہے کہ بھائی کے گھر سے ایک حصہ بھائی کو دے تاکہ اس سے فائدہ اٹھائے)۔

(۱۹۵) سلمان فارسیؓ سے نبیؐ نے فرمایا کہ تیری بیماری میں تین باتیں ہوتی ہیں۔ ایک ہمیشہ اللہ کو یاد کرتے ہو، دوسرے تیری دعا قبول ہوتی ہے، تیسرے تیری بیماری کی وجہ سے تمام گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ پروردگار عالم تجھے تمام زندگی خیریت سے رکھے گا۔

(۱۹۶) حضرت عمرؓ نے کہا میں تین باتوں سے توبہ کرتا ہوں: حضرت عمرؓ نے موت کے وقت کہا کہ میں تین باتوں سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں ایک یہ کہ میں نے اور ابو بکرؓ نے مل کر خلافت کو غصب کر لیا۔ اس نے مجھے مسلمانوں کا خلیفہ بنایا اور ایک کو دوسرے پر ترجیح دی۔ جاہل بن عبد اللہ نے کہا کہ میں عمرؓ کی موت کے وقت ان کے پاس موجود تھا۔ عمرؓ نے کہا میں تین باتوں سے اللہ سے توبہ کرتا ہوں اور نام ہوں۔ ایک یمن کے قیدیوں کو واپس کر دیا، دوسرے رسول اللہؐ نے اسامہ کو ہم پر سردار بنایا اور میں لوٹ کر واپس آ گیا، تیسرے اہل بیت کے خلاف (اس بات پر) جمع ہو گئے کہ جب رسول اللہؐ فوت ہوں گے تو اہل بیت کے کسی شخص کو خلیفہ نہ ہونے دیں گے۔

زیاد بن عیسیٰ نے کہا کہ میں نے ابو جعفرؑ (امام محمد باقرؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ عمرؓ نے موت کے وقت کہا کہ میں تین باتوں سے اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔ ایک لشکر اسامہ سے واپس آ گیا تھا، یمن کے قیدی چھوڑ دیئے، اس اللہ سے توبہ کرتا ہوں کہ میں اس اندیشہ سے توبہ کرتا ہوں کہ خدا سے چاہتا ہوں کہ اس کے نقصان سے ہمیں محفوظ رکھے۔ ابو بکرؓ کی بیعت اچانک ہو گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

(شرح: یہ روایت آج ان تاریخ نویسوں کی تائید کر رہی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اصحاب پیغمبرؐ میں سے ایک گروہ (یا ایسی پارٹی) کا وجود تھا جو سہ پہلو گروہ (تین رخی پارٹی) کہلاتا تھا۔ جن کے لیڈر عمرؓ، ابو بکرؓ اور ابو عبیدہؓ تھے۔ اور ان کا مقصد یہ تھا کہ جناب پیغمبرؐ کے بعد ہرگز بھی خاندان رسالت کے رئیس و رہبر علیؑ ابن ابی طالبؑ کو خلافت تک نہ آنے دیں تاکہ حکومت اسلامی عدالت و دستور قرآنی پر گامزن نہ ہو سکے۔

زیاد بن عیسیٰ کہتا ہے کہ میں نے پانچویں امام سے سنا کہ انہوں نے فرمایا کہ جب عمرؓ کا وقت وفات قریب ہوا تو انہوں نے کہا کہ میں اس بات پر حضور خداوندی میں توبہ کرتا ہوں کہ میں لشکر اسامہ سے لوٹ آیا تھا اور اس بات پر بھی کہ میں نے یمن کے قیدیوں کو آزاد کر دیا تھا۔ اور اس برے خیال سے جو ہم دل میں چھپائے ہوئے تھے بھی توبہ کرتا ہوں۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اس کے ضرر سے سب کو محفوظ رکھے (دراصل) ابو بکرؓ کی بیعت ایک تاگہانی اور بے مشورہ کے روپذیر جانے والا امر تھا۔)

(۱۹۷) حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ مجھے دنیا کی تین باتوں پر افسوس ہے۔ میں نے ان کو کیا۔ میں پسند کرتا ہوں کہ ان کو ترک کر دینا۔ تین باتوں کو چھوڑ دیا۔ پسند کرتا ہوں کہ ان کو کرتا۔ پسند کرتا ہوں کہ تین باتیں رسول اللہؐ

سے سوچھ لیتا: حضرت ابو بکرؓ کا جس روز بیماری میں انتقال ہوا کہا کہ مجھے دنیا کی تین باتوں پر افسوس ہے۔ جن کو پسند کرتا ہوں کہ ان کو نہ کرتا، تین باتیں چھوڑ دی تھیں پسند کرتا ہوں کہ ان کو کرتا، تین باتیں رسول اللہؐ سے پوچھ لیتا جو میں نے کی ہیں، چاہتا ہوں کہ ان کو نہ کرتا۔ ایک یہ کہ کاش میں جناب فاطمہؑ الزہراءؑ کے گھر کے دروازے کو نہ کھولتا اگرچہ وہ جنگ ہی کے لئے کیوں نہ بند کیا جاتا۔ دوسرے یہ کہ کاش میں فجاۃ کے گھر کو آگ نہ لگاتا۔ یا اس کو فوراً قتل کر دیتا یا اس کو رہا کر دیتا۔ کاش کہ سقیفہ کے روز خلافت عمرؓ یا ابی عبیدہ کے گلے میں ڈالتا۔ وہ خلیفہ ہوتا اور میں وزیر ہوتا۔ جن باتوں کو میں نے چھوڑ دیا پسند کرتا ہوں کہ ان کو کرتا۔ وہ یہ ہیں کہ جس روز اشعث قید ہو کر میرے پاس آیا تھا۔ میں اس کی گردن اڑا دیتا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس نے صاحب شریک اعانت کی تھی۔ کاش کہ جس روز میں نے عمر کو مرتدین کے ساتھ جنگ کے لئے بھیجا تھا اس روز خود ایک ہستی میں چلا جاتا۔ اگر مسلمان کامیاب ہو جاتے تو انہی آنکھوں سے دیکھتا اور نہ خود میدان جنگ میں پہنچ جاتا یا ملک بھیجتا۔ جنگ میں کامیاب ہوتا۔ کاش جب میں خالد بن ولید کو شام بھیجتا تو اس وقت عمر بن خطاب کو جنگ خاور کی طرف روانہ کرتا (عراق و ایران) تاکہ دائیں بائیں میرے دونوں ہاتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ میں مصروف ہوتے۔ جن تین باتوں کو رسول اللہؐ سے پوچھنا چاہتا تھا وہ یہ ہیں۔ ایک یہ کہ رسول اللہؐ سے پوچھ لیتا کہ خلافت کا حقدار کون ہے؟ میں اس معاملہ میں کوئی جھگڑا نہیں کرتا۔ دوسرے میں یہ بھی پوچھ لیتا کہ خلافت میں انصار کا بھی حق ہے یا نہیں۔ تیسرے آنحضرتؐ سے بھائی اور بچا کی میراث کے متعلق پوچھ لیتا۔ اس بارے میں میرے دل میں کچھ خلش محسوس ہوتی ہے۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ غدیر خم کے مقام پر جب آنحضرتؐ نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خلافت کا اعلان کیا تھا تو اس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا تھا۔ جب جناب سیدہ فاطمہ زہرہؑ سے باغ فدک چھین لیا تھا تو آپ نے انصار کو خطبہ دیا تھا (کہ فدک میرا حق ہے) تو انصار نے جواب میں کہا تھا کہ اے دختر رسول اللہؐ! ابو بکرؓ کی بیعت کرنے سے پہلے آپ کی بات سن لیتے تو حضرت علیؑ علیہ السلام کے علاوہ کسی کی بیعت نہ کرتے۔ (آپ نے) فرمایا کہ میرے والد بزرگوار علیہ السلام نے غدیر خم کے مقام پر کسی کا عذر باقی نہ رکھا۔

(شرح: فجاۃ کا واقعہ جس کو زندہ جلا دینے پر ابو بکرؓ نے اظہارِ پیشینی کیا، علامہ مجلسی نے بحار الانوار کی آٹھویں جلد میں کامل بن اثیر سے نقل کیا ہے کہ فجاۃ سلمیٰ، ایسا بن عبد یلیل کے نام سے ابو بکرؓ کے پاس آیا۔ اور کہا کہ مجھے ہتھیار مہیا کر دو تو میں مرتدین اسلام سے جنگ کروں گا۔ ابو بکرؓ نے (نہ صرف) اسلحہ دیا (بلکہ) ایک فرمان بھی جاری کر دیا (تم مرتدین اسلام کے خلاف جنگ کرو) فجاۃ نے اسلحہ لے کر ابو بکرؓ کے فرمان کے خلاف مسلمانوں کو لوٹ لیا اور جواہ کو جہاں پانی موجود تھا اپنا مرکز قرار دیا اور نجدیہ کو ایک لشکر دے کر بھیجا جس نے مسلمانوں کے قبائل سلیم، عامر اور ہوازن کو لوٹا۔ یہ خبر ابو بکرؓ کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ طریف بن حاشی کو بلا کر اس کو حکم دیا کہ تم ایک جمیعت لے کر جاؤ اور اس فتنہ کا خاتمہ کرو اور عبد اللہ بن قش حاشی کو اس کی مدد کے لئے اس کے ساتھ روانہ کیا۔ ان لوگوں نے فجاۃ کا تعاقب کیا تو وہ جواہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ اس سے مقابلہ ہوا حتیٰ کہ نجدیہ مارا گیا اور خود فرار اختیار کیا۔ ابو بکرؓ نے حکم دیا کہ مدینے میں عید گاہ کے مقام پر آگ بھڑکائی جائے اور اس میں ہاتھ پیر باندھ کر اس کو ڈالا جائے اس طرح اس کو زندہ جلا دیا۔

اور اشعث کا معاملہ تو اسی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ وفاتِ پیغمبرؐ کے بعد یمن جا کر قبیلہ کندہ کے ساتھ مرتد ہو گیا اور جب اسلامی فوجوں نے چھپا کیا تو ایک قلعہ میں پناہ گزین ہو گئے اور جب مشکلات شدید ہو گئیں تو اشعث نے درخواست کی کہ ستر افرا کو امان دے دی جائے اور وہ ہتھیار ڈال دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے مطابقت قرار دے کر ہتھیار ڈال دیئے اور اشعث نے جب امان دیئے ہوئے ستر افرا کو شمار کیا تو ان میں خود کو شامل نہ کیا۔ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ اب تو خود قرار داد کے مطابق امان میں نہیں سے اور ہم تجھے قتل کریں گے تو اس نے جواباً کہا کہ میں تمہیں ایک اور بہتر طریقہ بتاتا

ہوں تم مجھ سے اپنے دشمنوں کو دفع کرنے میں فائدہ اٹھاؤ اور اپنی بہن کی مجھ سے شادی کر دو۔ ابو بکرؓ نے قبول کر لیا اور بہن کا رشتہ اس سے کر دیا اور اس کی توبہ کو قبول کر لیا۔ اور بعد میں اس بات پر بہت پشیمان ہوئے۔

(۱۹۸) ابن مسعودؓ نے کہا کہ دنیا میں تین عالم ہیں: ابن مسعودؓ نے کہا کہ دنیا میں تین عالم ہیں۔ ایک شام کے عالم، دوسرے حجاز کے عالم، تیسرے عراق کے عالم۔ ابودرداء شام کے عالم ہیں، دوسرے عراق کے عالم تمہارے کوفہ کا ایک بھائی ہے، تیسرے حجاز کے عالم حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ شام کے عالم اور عراق کے عالم حجاز کے عالم ہیں اور حجاز کا عالم ان دونوں کا محتاج نہیں ہے۔

(۱۹۹) تین آدمی ایسے ہیں جنہوں نے ایک لمحہ وحی کا انکار نہیں کیا: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں جنہوں نے ایک لمحہ وحی کا انکار نہیں کیا۔ ایک مومن آل لیلین، دوسرے (حضرت) علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) اور تیسری (حضرت) آسیہ زوجہ فرعون۔ (شرح: مومن آل لیلین تو وہی حبیب نجار ہیں جو صی عیسیٰ شمعون الصفا کے بھیجے ہوئے افراد پر پیغمبر تھے اور پہلے پہل ایمان لے کر آئے۔ کاشفی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ حبیب نجار ایک صحرا میں بھیڑیں چرا ہے تھے کہ ان پیغمبروں کی ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کیسے آئے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ہم گمراہوں کو خدا پرستی کی دعوت دینے آئے ہیں تو انہوں نے اس پر دلیل طلب کی تو انہوں نے ان کے بیمار بیٹے کو شفا یاب کر دیا تو وہ ان پر ایمان لے آئے اور لوگ ان کو صاحب لیلین کہتے ہیں۔)

(۲۰۰) اس شخص کے لئے ثواب جس کسی تین بیٹیاں ہوں: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس شخص کی تین بیٹیاں ہوں ان کی سختی، مشقت، تربیت اور نگہبانی پر صبر کرے وہ قیامت کے روز اس شخص کا حجاب ہوں گی۔

(۲۰۱) تین چیزیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گئی: حضرت جابرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین چیزیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے شکایت کریں گی۔ ایک قرآن، دوسرے مسجد، تیسرے اہلبیت رسولؐ۔ قرآن کہے گا: اے پروردگار لوگوں نے مجھ میں تغیر کیا اور نکلے کیا۔ مسجد کہے گی: اے پالنے والے مجھے بے کار کر دیا اور ضائع کر دیا۔ اہلبیت رسولؐ کہیں گے: اے ہمارے رب لوگوں نے ہمیں قتل کیا، دوڑایا، در بدر کیا۔ رسول اللہؐ فرمائیں گے کہ میں ان لوگوں سے حساب لینے کے لئے زانو کے بل بیٹھ جاؤں گا۔ پروردگار عالم فرمائے گا۔ میں تم سے زیادہ اس بات کا سزاوار ہوں۔

(شرح: یہاں ظاہری طور پر مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے جو حقیقتاً حکومت اسلامی کا مرکز تھی۔ اور وہیں سے قرآن کے حقیقی احکام و عدالت ساری دنیا میں شائع ہونے چاہئے تھے اور یہ تین چیزیں اسلامی خلافت کے غاصبین ہیں جنہوں نے قرآن کی تفسیر اپنے مفاد کے مطابق کی اور اس کے ان احکام کو جو عمومی عدالت کے ضامن تھے پارہ پارہ کر دیا اور اس کے تمام فوائد و خصائص کو عربوں اور اشراف قریش و بنی امیہ تک محدود کر دیا اور دوسروں کو اس سے محروم رکھا جب کہ قرآن نے تمام نسل بنی آدم کی برابری کا نظریہ پیش کیا اور اس کی نگاہ میں ہر رنگ و نسل کے لوگ آپس میں برابر ہیں۔ اور فضیلت کا اگر کوئی معیار ہے تو صرف تقویٰ ہے جس کا مقدمہ عقل و دانش ہے یعنی جس میں جتنی عقل ہوگی وہ اتنا ہی خوف خدا رکھنے والا اور متقی و پرہیزگار ہوگا۔ (مترجم شرح)

لیکن بنی امیہ کے سو (۱۰۰) سالہ دور شہنشاہی میں حکومت کا بنیادی پروگرام قرار دیا گیا کہ سب سے بہتر طبقہ عربوں کا ہے اور مسلمانوں کو تمام معاشرتی حقوق سے کنارہ کش کر دیا گیا اور اس بات کی اقدار شاعت کی گئی کہ قرآن و اسلام کا نام ہوائے بنی امیہ کی ذکیہ ٹرپ اور خافین کی سرکوبی کے

اور کچھ نہ رہا۔ بہر حال صفحات تاریخ پر قرآن کے اوراق کو جلانا اور قرآن میں تحریف کرنا بنی امیہ اور ان کے سرپرستوں کے ناپسندیدہ کاموں میں سے ایک کام قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ بنی امیہ کے ایک بادشاہ ولید کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس نے قرآن کو پارہ پارہ کیا اور اس کے اوراق کو پھاڑ دیا۔ اور کہتے ہیں کہ اس نے قرآن پر تیر اندازی کی اور یہ کہا کہ

”جب روزِ محشر پروردگار کے سامنے جانا تو فریاد کرنا کہ مجھے ولید نے پارہ پارہ کر دیا۔“

اور رہی مسجد جو حکومتِ اسلامی کا مرکز اور اس کی تعلیمات و تشکیلات کی بنیاد ہے رسول اللہ کے بعد معطل کر دی گئی اور عادلانہ اسلامی حکومت عربی ڈکٹیٹر شپ میں بدل کر رہ گئی۔ جبکہ پہلے تو یہ ناجائز کام درپردہ انجام دیئے جاتے تھے۔ اور ظاہری طور پر امور اسلامی کا تحفظ ہوتا تھا لیکن سن ۳۰ ہجری آنے تک اسلامی احکامات کی کھل کر مخالفت کا آغاز ہو گیا اور چند سال بعد تو معاویہ نے خود اپنی اور اپنے خاندان کی باقاعدہ بادشاہت کا اعلان کر دیا اور مسجد نبوی کے معطل ہونے کے ساتھ تمام عالم کی مساجد معطل ہو کر رہ گئیں کیونکہ مسجد کی روح اصلاً حکومتِ اسلامی کی تشکیلات میں مرکزیت کے لئے تھی نہ کہ صرف دعا اور خدا کے حضور نیاز مندی کے لئے یہ کام تو ہر عبادت گاہ میں انجام دیا جاسکتا ہے لیکن تاریخ میں عملی طور پر حکمِ یزید سے مسجد کو تباہ و برباد کیا گیا جب واقعہ حرہ کی شرمناک جنگ کے بعد شہر مدینہ تین روز کے لئے تباہی و بربادی اور مسلمانوں کی ہتک حرمت کے لئے مباح کر دیا گیا اور مسجد نبوی کی حرمت کو باقاعدہ برباد کیا گیا۔

(۲۰۲) تین اشخاص سے سزا موقوف ہے: ابوظیان کہتے ہیں کہ ایک پاگل عورت نے زنا کر لیا اور عمر کی خدمت میں لائی گئی۔ انہوں نے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ (سزا کے لئے لے جانے والے) حضرت علی علیہ السلام کے پاس سے گزرے۔ آپ نے پوچھا: اس عورت نے کیا کیا ہے؟ عرض کیا گیا: اس نے زنا کر لیا ہے عمر نے سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے۔ (آپ نے) فرمایا: اس کو سزا نہ دو۔ آپ خود عمر کے پاس گئے اور فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تین اشخاص پر سزا موقوف ہے ایک دیوانہ جب تک وہ ہوش میں نہ آئے۔ دوسرے بچہ جب تک وہ بالغ نہ ہو۔ تیسرا سویا ہوا شخص جب تک وہ نیند سے جاگ نہ جائے۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ حدیث اصل اسی طرح ہے۔ لیکن اہل بیت کا فرمان ہے۔ اگر پاگل مرد زنا کرے تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ کیونکہ مردیہ فعل کرتا ہے، عورت خودیہ فعل نہیں کرتی۔

(۲۰۳) کنجوسی کونے سے تین بوری عادتیں پیدا ہوتی ہیں: نبی کریم نے فرمایا کہ کنجوسی سے بچو۔ کنجوسی کی وجہ سے تم سے پہلی اقوام ہلاک ہو چکی ہیں۔ انہوں نے جھوٹ کا حکم دیا، لوگوں نے جھوٹ کہا۔ ظلم کا حکم دیا، انہوں نے ظلم کیا۔ قطع رحمی کا حکم دیا، انہوں نے قطع رحم کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا: بے ہودہ باتوں سے بچو، اللہ تعالیٰ بے ہودہ باتوں کو پسند نہیں کرتا۔ ظلم سے بچو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظلم قیامت کے روز تاریکی (کاسب) ہے۔ کنجوسی سے بچو، اس کی وجہ سے تم سے پہلے لوگوں نے ایک دوسرے کا خون بہایا، قطع رحم کیا، اپنی بے عزتی کی، اپنے محرموں پر ہاتھ ڈالا۔

(۲۰۴) نبی نے تین باتوں سے آغاز کار کیا: ابوامامہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نے اپنے کام کا آغاز کس طرح کیا؟ آپ نے فرمایا کہ دعائے ابراہیم سے بشارتِ عیسیٰ ابن مریم سے اور میری والدہ سوئی ہوئی تھیں ان سے ایک نور نکلا جس سے شام کے مچھات روشن ہو گئے۔

{شرح دعائے ابراہیم یہ تھی کہ جس وقت وہ اپنے فرزند اسماعیل کے ساتھ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے تو عرض کر رہے تھے کہ خدایا ہم کو اپنا فرمانبردار قرار دے اور ہماری اولاد میں سے ایک نروہ کو اپنا فرمانبردار قرار دے۔ فرزند اسماعیل میں اسی نسبت سے پیغمبری پہنچے تاکہ احکام دین، آیات کتاب اور حکمت کی باتیں انہیں بتلائیں اور انہیں پاک کریں۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۸-۱۲۹) اور بشارت عیسیٰ یہ تھی کہ جب حضرت عیسیٰ نے اپنی گرفتاری اور حواریوں سے جدائی کی خبر دی تو وہ غمگین ہوئے تو فرمایا: میرے بعد احمد تمہاری تسلی اور دنیا کی رہنمائی کے لئے آئے گا جیسا کہ سورہ صف آیت ۶ میں بتایا گیا ہے۔}

(۲۰۵) وہ تین عادتیں جن پر جس نے عمل کیا وہ ہماری طرح مسلمان ہے: رسول اللہ نے فرمایا کہ جس نے ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا اور ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح ذبح کر کے کھایا وہ مسلمان ہے اور ہماری طرح ہے۔

(۲۰۶) وہ تین چیزیں جن میں ہر ایک میں نبوت کے ۳۵ اجزاء ہیں: رسول اللہ نے فرمایا نیک ہدایت، اچھی سمت دیکھنا اور میانہ روی ہر ایک میں نبوت کے ۳۵ اجزاء ہیں۔

(۲۰۷) ایمان تین چیزوں کا نام ہے: رسول اللہ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ دل میں یقین ہو، زبان سے اس کا اقرار ہو اور اس کا عمل سے اظہار ہو۔ ابو صلت ہروی کا بیان ہے کہ اس نے امام رضا علیہ السلام سے ایمان کے بارے میں پوچھا۔ (آپ نے) فرمایا: زبان سے اقرار، دل سے یقین اور عمل سے اظہار ایمان۔

رسول اللہ نے فرمایا ایمان معرفت قلب، زبان سے اقرار اور اعضا یعنی عمل سے اظہار کا نام ہے۔ ہمارے بعض اصحاب نے کہا کہ اس حدیث کو ابوصنت ہروی عبد السلام بن صالح نے حضرت امام علی بن موسیٰ رضا (امام رضا علیہ السلام) سے انہی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ اگر یہی حدیث کسی مجنون پر پڑھی جائے تو وہ ٹھیک ہو جائے۔

{شرح ان احادیث کی ظاہری شرح یہ ہے کہ ایمان تین چیزوں سے مرکب ہے ایک دل میں، ایک زبان میں اور ایک اعضا کے ساتھ لیکن ان کا تعلق یہاں واضح نہیں کیا گیا۔ کہ دل کس طرح سے ایمان کا حصہ ہے اور زبانی اقرار کا کیا تعلق ہے اور تحقیق ایمان میں اعضا کیا کام انجام دیتے ہیں اور ان سب باتوں میں تشریح ابی عمرو زبیری کی مفصل روایت میں کتاب کافی میں کی گئی ہے اور ان احادیث کا مقصود یہ ہے کہ ایمان میں زبانی اقرار اور اسلامی احکامات پر قلبی عقیدہ ہونا قابل اعتبار ہوتا ہے کیونکہ جس شخص کا عقیدہ ہی پختہ نہ ہو وہ منافق محسوب ہوتا ہے۔ اگرچہ ظاہری حالات کی رو سے مسلمان ہے لیکن درحقیقت ایمان جو باعث نجات ہے وہ وہی عقیدہ ہے جو اصول دین و مذہب کے عقیدے کے ساتھ ساتھ اسلامی احکام کی مکمل بجا آوری اور زبان کے ساتھ اقرار اور اعضا کے ساتھ ان پر عمل پیرا ہونا اس ایمان کا اظہار ہے اور عقیدہ ایک نور کی طرح کبھی دل میں ضعیف یا قوی ہوتا ہے اور جس قدر انسان زبانی گفتگو اور کردار جتنا مضبوط و محکم ہوگا وہ قوت ایمان کی وسیل ہوگا لہذا کچھ احادیث میں ایمان کے دس درجے بتائے گئے ہیں اور بعض احادیث میں فرمایا ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔

آٹھویں امام نے اپنے آباء کے وسیلے سے قول رسول خدا کی روایت کی ہے کہ ایمان زبان سے اقرار، دل کی معرفت اور اعضا سے عمل کا نام ہے ہمارے بعض اصحاب نے اس حدیث کو ابی صلت ہروی سے امام ششم کا قول اپنے آباء سے پیغمبر سے روایت کیا ہے۔ ابو حاتم نے کہا کہ اگر اس سلسلہ سند کو جس میں تمام امام معصوم ہیں کسی مجنون پر پڑھا کر دیا گیا جائے تو وہ حمت مند ہو جائے۔ (

(۲۰۸) تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہوں گے: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تین اشخاص جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) جاؤ کرنے والا (۳) قطع رحم کرنے والا (یعنی ظالم) ہمیشہ شراب پینے والے کو مرنے کے بعد نہر غوطہ کا پانی پلایا جائے گا۔ عرض کیا گیا: "نہر غوطہ" کیا ہے؟ تو (آپؐ نے) فرمایا: یہ پیپ اور خون کی نہر ہے جو فاحشہ عورتوں کی فروج سے نکلتی ہے تاکہ جنم والوں کو اس کی بدبو اذیت دے۔

جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا: تین اشخاص جنت میں نہیں جائیں گے۔ سفاک خونخوار، عادی شرابی، اور چغفل خور۔

(۲۰۹) جس کے تین فرزند مر جائیں: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس شخص کے تین فرزند مر جائیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف اس شخص کے لئے جنت واجب ہے۔

(۲۱۰) ان تین عادتوں کے ثواب: صحیح وضو، بلند آواز سے سلام اور چھپا کر صدقہ دینا: انس ابن مالک نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ وضو کامل کیا کرو پل صراط سے بادل کی طرح گزرا جاؤ گے، سلام بلند آواز سے کیا کرو تمہارا گھر خیر و برکت سے بھر جائے گا، صدقہ ہمیشہ چھپا کر دینے سے اللہ کی ناراضگی ختم ہو جاتی ہے۔

(۲۱۱) ایسے بھائی جن میں دس دس سال کا فرق ہے: ابن عباسؓ نے کہا کہ جناب طالبؓ، جناب عقیلؓ، جناب جعفر طیارؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان دس دس سال کا فرق ہے ان میں حضرت علیؓ سب سے چھوٹے ہیں۔

(شرح: اس روایت کا مقصود یہ ہے کہ عمر میں بڑا ہونا فضیلت اور اولویت کی دلیل نہیں ہے بلکہ فضیلت کا تعلق عقل و پرہیزگاری اور اطاعت خداوندی ہے۔ علیؓ، عقیلؓ و جعفرؓ سے باوجود اس کے کہ کم سن تھے لیکن سبقت فی الاسلام اور راہ دین میں استقلال کی وجہ سے ان سے آگے بڑھ گئے اور عقل و تقویٰ میں فوقیت پا گئے اور مقام خلافت کے اہل قرار پائے۔ اور تین بھائی کا مطلب عقیلؓ و جعفرؓ و علیؓ ہیں اور طالبؓ کا ذکر تکرار کیا ہے یا تین کا مطلب چاروں بھائیوں کے درمیانی فاصلے کی بناء پر ہے جو سب کے درمیان دس دس سال کا تھا۔

(۲۱۲) تین باتیں جن کے کونے والے لوگ ذلیل ہو گئے: عمر بن بشر ہمدانی نے کہا کہ میں نے ابواسحاق سے سوال کیا کہ لوگ کب ذلیل ہوئے؟ (انہوں نے) کہا: ایک اس وقت جب حسینؓ بن علیؓ (امام حسینؓ) کو شہید کیا گیا، دوسرے اس وقت جب ابوسفیان نے زیاد کو اپنا بیٹا بنایا، تیسرے اس وقت جب حجر بن عدی قتل کیے گئے۔

(شرح: چونکہ حکومت بنی امیہ کھلی ڈکٹیٹر شپ اور اسلام کی روحانی ترقی اور آزادی کی بنیاد کو ملیا مٹ کرنے والی تھی اور ان تین پر اس کا اثر بہت زیادہ رونما ہوا اور اس کے بعد لوگ بنی امیہ کے ہتھے چڑھ کر ذلیل و خوار ہو کر رہ گئے۔ اور شہادت حسینؓ کا واقعہ دوسرے دو افراد کے بعد کا ہے لیکن اس کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ پہلے شہادت حسینؓ کا تذکرہ ہے اور دوسروں کا بعد میں ہے۔)

(۲۱۳) سوال کونسے کسی تین باتیں: رسول اللہؐ نے ابوذرؓ سے فرمایا تھے سوال کرنے (ہاتھ پھیلانے) سے بچنا چاہئے جس سے رسوائی ہو، جلدی غربت اور قیامت کے دن لمبا حساب ہو۔ اسے ابوذرؓ زتہا زندگی گزارو گے، تمہارا مرے اور تمہا جنت میں جاؤ گے۔ عراق کی ایک جماعت تیری وجہ سے نیک بنت ہوگی، تجھے غسل و کفن دے کر دفن کریں گے۔ اسے ابوذرؓ سوال کے لئے اپنا ہاتھ نہ پھیلانا اگر کوئی چیز دی جائے تو اس کو قبول کرنا۔ پھر

اصحاب کی طرف رخ کر کے فرمایا: کیا تم لوگوں کو بدترین آدمی کے متعلق بتاؤں؟ (سب نے) کہا: جی ہاں فرمائیے۔ (رسول اللہ نے) فرمایا: (۱) چغلی کرنے والا (۲) دوستوں میں جدائی ڈالنے والا (۳) پاک اور بے عیب لوگوں پر عیب لگانے والا۔

(۲۱۴) تین دن سے زیادہ مومن بھائی سے کنارہ کشی مناسب نہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی برادر مومن سے ناراض رہے۔ جناب ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ اگر کوئی مومن کسی دوسرے مومن سے تین دن سے زیادہ کنارہ کشی کرے تو میں ان سے بیزار ہوں۔ عرض کیا گیا: اے فرزند رسولؐ ظالم تو قصور وار ہے مظلوم نہیں؟ (آپ نے) فرمایا وہ ظالم کے پاس نہیں گیا تاکہ آپس میں صلح کر لیتے اور کہتا میں قصور وار ہوں۔

(۲۱۵) تین چیزیں مسلمان کی سعادت ہیں: رسول اللہ نے فرمایا تین چیزیں مسلمان کی سعادت ہیں۔ کشادہ گھر، اچھا ہمسایہ اور عمدہ سواری۔

(۲۱۶) تین آدمیوں سے اللہ کلام نہیں کرے گا: رسول اللہ نے فرمایا: تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا۔ احسان جتلا کر چیز دینے والا، تکبر سے دامن کھینچنے والا، اور جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنے والا۔

(شرح: اشراف و بزرگان عرب لے کر پڑے پہنٹے تھے کہ دامن زمین میں گھسٹتے تھے اور سرفرازی اور بزرگی کی علامت گردانتے تھے۔ اسی وجہ سے پیغمبر اسلام نے اس کی روک تھام کی اور فرمایا کہ لہذا دامن دوزخ میں ہے۔)

(۲۱۷) صدیق تین ہیں: رسول اللہ نے فرمایا: صدیق (سچے دل سے وقت کے نبی کی تصدیق کرنے والے) تین ہیں (۱) حضرت علی ابن ابی طالب (۲) حبیب بنجار (حواری مسیحی) (۳) مومن آل فرعون (بہ نسبت موسیٰ)۔

(۲۱۸) اصحابِ رفیق تین آدمی تھے: رسول اللہ نے فرمایا: تم سے پہلے تین آدمی کہیں جا رہے تھے کہ اچانک بارش ہو گئی۔ انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی تھی کہ اس کا دبانہ بند ہو گیا۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس سے نجات تب ملے گی جب ہم اپنا ایک سچا واقعہ بیان کریں جس میں کسی نیکی کا ذکر ہو اور خدا سے اس نیکی کا واسطہ دے کر فریاد کریں۔

ایک نے کہا: خداوند تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور رکھا تھا جس کی اجرت ایک پیانہ چاول تھی۔ وہ مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے وہ چاول کاشت کیے۔ چاولوں سے گائے خریدی۔ اس کے بعد وہ مزدور آ گیا اور اجرت طلب کرنے لگا۔ میں نے کہا: گائے لے جا۔ کہنے لگا: تیری طرف میرا چاول کا ایک پیانہ ہے۔ میں نے کہا: گائے دیکھو اور اس کو اپنے چاول کے عوض لے جاؤ، یہ چاولوں کے عوض خریدی گئی ہے۔ وہ گائے لے گیا خدا یا تو جانتا ہے میں اس معاملے میں سچا ہوں۔ میں نے محض تیرے خوف کی وجہ سے یہ کام کیا، تو ہم سے یہ مصیبت دور فرما۔ پھر کا تیسرا حصہ شگافتہ ہو گیا۔

دوسرا کہنے لگا: خدا یا تو جانتا ہے کہ میرے والدین ضعیف تھے۔ ہر رات میں اپنی بھیڑوں کا دودھ ان کے لئے لے جاتا تھا۔ ایک رات مجھے دیر ہو گئی جب میں آیا تو میرے اہل و عیال بھوک سے چیخ رہے تھے۔ اس وقت والدین سوئے ہوئے تھے۔ ان کو دودھ نہ دیا کیونکہ ان کا جگانا مناسب نہ تھا کہ اچانک وہ بیدار ہو جائیں اور مجھے نہ پائیں اس لئے میں ان کے سر ہانے کھڑا رہا کہ صبح کی سپیدی ظاہر ہو گئی۔ خدا یا تو جانتا ہے کہ تیرے خوف سے یہ کام کیا۔ تو ہماری تکلیف دور کر دے۔ پھر اور شگافتہ ہو گیا اور ہم نے آسمان دیکھ لیا۔

تیسرے نے کہا: اے خدا تو جانتا ہے کہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جس کو میں بہت چاہتا تھا۔ اس نے کہا: تمہاری بات تب مانوں گی جب تو

مجھے سو دینار دے گا۔ کوشش سے سو دینار لایا اور اس نے قبول کر لیے۔ جب اس کے پاؤں میں بیٹھا تو وہ کہنے لگی خدا کا خوف کرو اور مہر کونا جائز نہ توڑ میں اٹھا اور سو دینار اس کے پاس چھوڑ دیئے۔ خدایا تو جانتا ہے کہ تیرے خوف سے میں نے یہ کام کیا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے اللہ نے ان کی دعا سن لی اور وہ غار سے باہر نکل آئے۔

(۲۱۹) اللہ کو تین کام بہت پسند ہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ کو تین کام بہت پسند ہیں۔ (۱) نماز (۲) نیکی (۳) جہاد فی سبیل اللہ۔ (۲۲۰) انسان تین قسم کے ہیں: کمیل بن زیاد کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر کوفہ کی ایک ویران جگہ پر بیٹھ گئے اور فرمایا جو بات میں تجھے بتاؤں اسے خوب یاد رکھنا۔ لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ (۱) عالم ربانی (ائمہ طاہرین) (۲) علم کے طالب (۳) کمزور اور فضول لوگ جو ہر چیخنے والے کے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ عقل سے عاری ہیں۔

اے کمیل علم مال و دولت سے بہتر ہے۔ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے، جبکہ مال کی حفاظت تمہیں کرنی پڑتی ہے۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم استعمال کرنے سے بڑھتا ہے۔ مالی فائدہ مال کے ختم ہونے سے ختم ہو جاتا ہے۔ اے کمیل علم ایک مذہب ہے جس کے پرستار لوگ ہیں۔ اس کے سہارے انسان زندگی میں عبادت (کا فائدہ) حاصل کرتا ہے اور مرنے کے بعد بھی اسی علم کی وجہ سے دوسروں کے اذہان میں زندہ رہتا ہے۔ علم حاکم اور مال محکوم ہے۔ اے کمیل مال کے جمع کرنے والے اپنی زندگی میں ہلاک ہو گئے۔ اور علماء جب تک زمانہ ہے باقی رہیں گے۔ ان کے اجسام اٹھ گئے مگر دلوں میں صورت تصویر زندہ ہیں یاد رکھو (یہاں اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ فرمایا) بے انتہا علم ہے کاش اس سے فائدہ اٹھانے والے مل جاتے۔ ہاں کچھ لوگ اسے حاصل کرنے کے شوقین ہیں۔ مگر میں اس سے مطمئن نہیں کیونکہ یہ لوگ دین کو (تحصیل) دنیا کا آلہ بنانے والے ہیں وہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے بجائے بندوں پر احسان جتانے والے ہیں۔ اس کی جنتوں (عقل و علم) سے اولیاء اللہ پر تری چاہتے ہیں۔ یا پھر ایسے ہیں جو حق کے پرستار تو ہیں مگر ان میں بصیرت نہیں۔ پہلا شبہ جوان کے دل میں پیدا ہوا وہ شک کی چنگاریاں بھڑکا دیتا ہے لیکن دونوں صورتوں میں علم کا پرتو نہیں ان کے علاوہ وہ لوگ ہیں جو لذتوں کے بہت شوقین ہیں۔ خواہشات کے بہت جلد مطیع ہونے والے یا مال و دولت کے پرستار ہیں۔ یہ دونوں (عیاش اور مال جمع کرنے والے) بھی نہ دین کے محافظ ہیں اور نہ کسی کام کے۔ یہ تو چرنے والے جانوروں کی مانند ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ (عالم کو صحیح وارث نہ ملنے کی وجہ سے) علماء کے ساتھ ساتھ علم بھی مر جاتا ہے۔ لیکن زمین حجت خدا (امام) سے خالی نہیں رہتی یا وہ ظاہر اور معلوم ہو گا یا خوف اعداء یا مصلحت خداوندی سے پردہ غیب میں ہوگا۔ (یہ وجود امام) اس لئے کہ ہے کہ زمین حجت خدا سے خالی نہ ہو جائے۔ یہ لوگ (ائمہ طاہرین) کہتے ہیں اور کہاں ہیں۔ یہ لوگ بخدا عدد میں کم ہیں مگر اللہ کے نزدیک عزت میں زیادہ ہیں۔ جن سے اللہ اپنی جنتوں اور آیتوں کی حفاظت کراتا ہے۔ (یہ حفاظت اس وقت تک ہوتی ہے) جب تک کہ وہ (امام اپنے جیسے دوسرے امام کے) دل میں اسے منتقل نہ کر دے۔ ان پر بصیرت اور علم ایک ساتھ نازل ہوتے ہیں۔ یہ لوگ یقین سے جاملتے ہیں اور عشرت پسند انسانوں کی سختی کو نرمی میں بدل دیتے ہیں جس سے جاہلوں کو وحشت ہوتی ہے مگر یہ لوگ اس سے مانوس ہوتے ہیں۔ دنیا میں یہ لوگ ایسے جسموں کے ساتھ رہتے ہیں جن کی روحیں منزل اعلیٰ میں رہتی ہیں۔ یہ زمین پر اللہ کے نائب ہیں اور اس کے دین کے داعی۔ انفسوں ان سب کے دیکھنے کی تمنا ہے۔ میں خدا سے اپنے لئے اور تم سب کے لئے بخشش کا طلبگار ہوں۔

(۲۲۱) اس نور کا ذکر جو تین حصوں میں تقسیم ہو گیا: رسول اللہ نے فرمایا: خدا نے بہشت کو نور عرش سے پیدا کیا پھر اس کو پھیلا یا تو ایک حصہ مجھے، دوسرا حصہ فاطمہ (صلوات اللہ علیہا) اور تیسرا حصہ علی (علیہ السلام) کو ملا، جس پر اس نور کی چھینٹ پڑی اس نے ولایت آل محمد کو پالیا اور

جس پر نہ بڑی وہ گمراہ ہو گیا۔

(۲۲۲) خدا کی عبادت کرنے والے تین قسم کے لوگ ہیں: جعفر بن محمد (امام صادقؑ) نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرنے والے تین قسم کے لوگ ہیں۔ (۱) کچھ لوگ ثواب کی خاطر، جو طبع اور لالچ کی عبادت ہے (۲) کچھ لوگ دوزخ کے خوف سے، یہ غلاموں کی عبادت ہے جو ڈر کر کی جاتی ہے (۳) میں خدا کو دوست رکھتا ہوں اس لئے اس کی عبادت کرتا ہوں یہ آزاد لوگوں کی عبادت ہے۔ یہ امان ہے۔ اللہ فرماتا ہے اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ جس نے اللہ کو دوست رکھا اسے اللہ نے دوست رکھا۔ جسے اللہ نے دوست رکھا وہ امن پانے والوں میں سے ہوگا۔

(۲۲۳) امیر المومنین نے دعوت قبول کرنے کی تین شرطیں رکھیں: کسی شخص نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی دعوت کی تو آپ نے اس سے فرمایا: اس (دعوت) کے قبول کرنے کی تین شرطیں ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا: وہ کیا شرائط ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو کچھ تیرے گھر میں ہے وہی ہو، باہر سے کوئی چیز نہ لانا، اپنے بیوی بچوں کو کسی سختی میں نہ ڈالنا۔ اس نے عرض کیا: مجھے منظور ہے۔ پھر آپ نے اس کی دعوت قبول کر لی۔

(۲۲۴) تیس باتیں جو امیر المومنین میں تھیں: ایک شخص نے امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام سے عرض کیا کہ آپ کی ذات میں جو تین چیزیں ہیں کیا میں اس کی وجہ پوچھ سکتا ہوں؟ یعنی (۱) آپ کا قد چھوٹا کیوں ہے؟ (۲) پیٹ کیوں بڑا ہے؟ (۳) آپ کے سر کے بال کم کیوں ہیں؟ امیر المومنین علیہما السلام نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے مجھے نہ لمبے قد کا اور نہ چھوٹے قد کا بنایا بلکہ مجھے درمیانے قد کا خلق فرمایا۔ پیٹ بڑا اس لئے ہے کہ رسول اللہ نے مجھے ایک باب علم و دانش کا تعلیم کیا اس لئے میرے لئے ہزار باب علم کے اور کھل گئے۔ میرے شکم میں علم کی جگہ تنگ ہو گئی تو جسم کا یہ عضو کشادہ ہو گیا۔ اور سر کے بال اس لئے کم ہیں کہ میں لوہے کے خو کو ہمیشہ سر پر رکھتا اور بڑے بڑے پہلوانوں سے جنگ کرتا تھا۔

(شرح: علم روح انسانی کی صفات میں سے ایک صفت ہے اور علم کا مقام پیش پیش ہوتا ہے لیکن چونکہ علم کا تعلق دل سے ہے اور روحانی صفات بدن پر روحانی صفات ذاتی ہیں تو اس بات کو صحیح ماننا بعید نہیں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ قیافہ شناس جمالی صفات سے انسان اخلاق و افکار کا پتہ لگا لیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ خوف کے وقت رنگت زرد ہو جاتی ہے اور پیشانی و شرمندگی میں چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔)

(۲۲۵) حضرت عائشہؓ کی آزاد کردہ کنیز بریرہ سے اسلام کے تین قانون بنے: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ بریرہ شوہر دار کنیز تھی جس کو حضرت عائشہ نے خریدا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ بریرہ کو اپنے شوہر کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا اختیار ہے۔ حضرت عائشہ نے جن لوگوں سے بریرہ کو خریدا تھا، انہوں نے حضرت عائشہ سے شرط لگائی تھی کہ آزاد کرنے کا حق ان کو ہوگا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ آزاد کرنے کا حق اس کو ہے جس نے اس کو خریدا ہے۔ بریرہ کو صدقہ کا گوشت ملا اس نے بطور ہدیہ رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عائشہ نے اسے لوہے کی کیل میں لٹکا دیا۔ رسول اللہ جب تشریف لائے تو فرمایا گوشت کیوں نہیں پکایا؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے اس نے ہمیں ہدیہ کیا ہے اور آپ صدقہ کے گوشت تناول نہیں فرماتے۔ (آپ نے) فرمایا: بریرہ کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے یہ ہدیہ ہے۔ آپ نے اسے پکانے کا حکم دیا اور اس سے اسلام کے تین قانون بنے۔ ایک شوہر دار کنیز کو آزادی کے بعد شوہر کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا اختیار ہے، دوسرا یہ کہ آزاد کرنے کا حق اس کو ہے جس نے اسے خریدا ہے، تیسرا یہ کہ اگر فقیر صدقہ لے اور کسی سید کو ہدیہ کرے تو وہ اسے استعمال کر سکتا ہے۔

(۲۲۶) تین اشخاص نے رسول اللہ پر جھوٹ بانداھا: جعفر بن محمد بن عمارہ نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے

جعفر بن محمد (امام صادق) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تین اشخاص نے رسول اللہ پر جھوٹ باندھا۔ ایک ابو ہریرہ، دوسرے انس بن مالک اور تیسری ایک عورت۔

(۲۲۷) تین ملعون: عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ ابوسفیان اپنے اونٹ پر سوار تھا، معاویہ اس کو کھینچ رہا تھا۔ یزید (معاویہ کا بڑا بھائی) اسے ہانک رہا تھا۔ رسول اللہ نے سوار، سواری کھینچنے والے اور ہانکنے والے پر لعنت کی۔

(۲۲۸) تین اشخاص میں بڑے جرم والا کون ہے: جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ بڑا جرم کرنے والے کون ہے؟ ایک وہ جو جنازے کے پیچھے غیر کی مصیبت میں بغیر چادر کے چلتا ہے، دوسرا وہ جو مصیبت کے وقت اپنی ران پر ہاتھ مارتا ہے، تیسرا وہ ہے جو لوگوں سے کہتا ہے کہ اس سے نرمی برتو اور رحم کی دعا کرو۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ تین اشخاص کو میں نہیں جانتا کہ ان میں بڑا مجرم کون ہے؟ ایک وہ جو جنازے کے ساتھ بغیر چادر کے چلتا ہے، دوسرا وہ جو کہتا ہے کہ نرمی برتو، تیسرا وہ جو کہتا ہے کہ اس کے لئے بخشش مانگو۔ پروردگار تم لوگوں کو بخش دے۔

(شرح: یہ کہنے کا مطلب کہ میں نہیں جانتا کہ کس کا جرم زیادہ بڑا ہے سب کے جرم کی زیادتی کے اظہار کے لئے ہے نہ کہ واقعی مقدار جرم معلوم نہیں اور ان دونوں روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کسی مردہ کے جنازے کے پیچھے یہ کام انجام دینا بہت بُرا ہے۔

(۲۲۹) براء بن معرور انصاری کئی وجہ سے اسلام کی تین عام احکام جاری ہوئے: جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا کہ براء بن معرور انصاری کی وجہ سے تین عام احکام جاری ہوئے۔ پہلا یہ کہ لوگوں کا طریقہ تھا کہ پتھروں سے استنجا کیا کرتے تھے براء بن معرور نے کدو دکھایا اور انہیں دست لگ گئے تو انہوں نے پانی سے استنجا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا۔ ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین (سورۃ بقرہ۔ آیت نمبر ۲۲۲) اللہ تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے جو بہت توبہ کرنے والے ہیں اور ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو بہت پاک رہتے ہیں۔ براء بن معرور انصاری اپنی موت کے وقت مدینہ سے باہر تھے انہوں نے کہا کہ میرا منہ رسول اللہ کی طرف کر دیا جائے اور رسول اللہ مدینہ میں تھے۔ اور وصیت کی کہ میرے مال کا تیسرا حصہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ وہ دو قانون اسلام میں جاری ہوئے کہ موت کے وقت مرنے والے کا منہ قبلہ کی طرف کیا جائے اور مال کے تیسرے حصے کی امور خیر میں وصیت کی جاسکتی ہے۔ یہ تین قانون عام ثابت ہوئے۔

(۲۳۰) صفوان بن امیہ جمحی میں تین قانون عمومی بنے اور جاری ہوئے: جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ صفوان بن امیہ جحلی میں تین قانون بنے اور جاری ہوئے۔ رسول اللہ نے صفوان سے ستر (۷۰) چادریں عاریتاً لیں۔ صفوان نے کہا کہ کیا زبردستی لی ہیں؟ (آپ نے) فرمایا: عاریتاً لی ہیں، واپس کرنے کا وعدہ کرتا ہوں، مکہ سے مدینہ جانے سے پہلے واپس کریں گے۔ (آپ نے) فرمایا: فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں۔ صفوان مسجد رسول میں سر کے نیچے چادر رکھ کر سوائے ہوئے تھے پیشاب کرنے سے باہر چلے گئے۔ واپس آئے تو چادر چوری ہو چکی تھی۔ انہوں نے کہا کہ میری چادر کس نے چوری کی ہے؟ وہ چور کی تلاش میں نکلے۔ اس کو پکڑ کر رسول اللہ کی خدمت میں پیش کیا۔ پھر انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ اگر میری چادر چوری کرنے کی وجہ سے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو میں اس کو چادر ہبہ کرتا ہوں۔ (آپ نے) فرمایا کہ میرے سامنے پیش کرنے سے پہلے اس کو ہبہ کرتے۔ غرض چور کا ہاتھ کاٹا گیا۔

(۲۳۱) سعد بن معاذ اسلام میں تین مقامات کے حامل ہیں: اگر ایک مقام تمام لوگوں کو مل جاتا تو فضیلت کے لئے

کافی تھا: یہ عنوان مخطوطہ نسخے میں نہیں پایا گیا اور مطبوعہ نسخے میں اس عنوان کے تحت حدیث نہیں تحریر کی گئی۔ بہر حال ہم تکمیل فائدہ کے لئے سعد بن معاذ کے اسلام کے لئے خدمات انجام دینے کے تین بڑے تاریخی واقعات نقل کرتے ہیں ممکن ہے کہ مؤلف کا منشاء ان ہی سے رہا ہو، اگرچہ ظاہر عنوان یہ ہے کہ مذکورہ حدیث معصوم سے آئی لیکن ہم تک نہیں پہنچی۔

(۱) جب پیغمبر اسلام نے بنی قریظہ کے یہودیوں کا محاصرہ کیا تو پندرہ روز بعد سعد بن معاذ رئیس اوس کو حکم کیا حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ یہ کام ان پر سخت تھا۔ کیونکہ ایام جاہلیت میں وہ یہودی، اوس کے حلیف اور ہم پیمان تھے اور توقع رکھتے کہ وہ ان کو آزاد کر دیں گے۔ جنگ احزاب میں تیر کا زخم کھانے کے بعد ان کی بیوی نے انہیں گدیوں پر لٹایا ہوا تھا اور ان کا علاج کر رہی تھیں۔ پیغمبرؐ کے حکم پر ان کو حاضر کیا گیا۔ فخر کی پشت پر ایک تختہ باندھا گیا اور اس پر ان کو روانہ کیا گیا۔ وہ بنی قریظہ کے قلعے کے نیچے آئے تو اس وقت اوس کے سب افراد یہودیوں کے طرفدار تھے اور اصرار کر رہے تھے کہ سعد ان کے لئے حکم امان جاری کر دیں لیکن سعد نے حکم دیا کہ ان کے سردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے اموال کو ضبط کر لیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا جائے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: اے سعد تم نے جو حکم دیا ہے تو خدا نے اسات آسمانوں کے اوپر یہی لکھا ہوا تھا۔

(۲) سیرت ابن ہشام میں روایت کی گئی ہے کہ جس رات سعد بن معاذ نے جان دی تو جبرئیلؑ اس حالت میں پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کی استبرق کا عمامہ ان کے سر پر بندھا ہوا تھا اور عرض کرنے لگے: اے محمدؐ! آج کس کا انتقال ہوا ہے کہ جس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں اور عرش لرز رہا ہے۔

رسول خداؐ تیزی سے سعدؓ کے سر ہانے پہنچے دیکھا کہ ان کی روح پرواز کر چکی ہے۔

(۳) جنگ بدر میں پیغمبرؐ نے اصحاب کو خبر دی تھی کہ قریش کا لشکر چاہو بدر کے قریب پہنچ چکا ہے اور وہ ہم سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور خواہش ظاہر کی کہ مہاجر و انصار قریش سے جنگ کے لئے چلیں۔ چند اصحاب نے اس کی مخالفت کی اور چاہا کہ یہ نہ واپس ہو جائیں، لیکن تنہا سعد بن معاذ تھے جنہوں نے انصار کی نمائندگی کرتے ہوئے مؤثر گفتگو اور آتش بیانی سے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا اور اس طرح پیغمبرؐ کو مسرور کیا۔

(۲۳۲) علم کے اٹھانے والے تین قسم کے لوگ ہیں: حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ علم کا بوجھ اٹھانے والے تین قسم کے لوگ ہیں۔ ان کو علامات اور شخصیات سے پہچانو۔ ایک وہ جو خود نمائی اور جہالت کی وجہ سے علم حاصل کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو غرور اور دھوکہ دینے کے لئے پڑھتے ہیں۔ تیسرے وہ جو دانشمندی اور حکمت حاصل کرنے کے لئے علم حاصل کرتے ہیں۔ جو لوگ خود نمائی اور جہالت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں ان لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ لوگ مجالس میں لوگوں کو تکلیف دیں گے اور جھگڑا کریں گے۔ ظاہر میں خدا ترس اور پرہیزگار دکھائی دیں گے لیکن ان کے دل پر ہیزگاری سے خالی ہوں گے۔ پروردگار ان کی کمر توڑ دے گا، ان کی ناک کاٹ دے گا۔

جو لوگ غرور اور دھوکہ بازی کے لئے علم حاصل کرتے ہیں، اپنے ہم جیسوں اور ہم عقیدہ لوگوں کے آگے گردن اٹھاتے ہیں، دولت مندوں کے آگے اپنی گردن نیچی کر لیتے ہیں اور اپنے آپ کو چھوٹا دکھاتے ہیں تاکہ ان کی شیرینی کھا سکیں یہ اپنے دین کو فروخت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیتا ہے، عقلمندوں سے ان کی رگ کاٹ دیتا ہے۔ سمجھدار اور عقلمند کی علامت یہ ہے کہ وہ غم اور اندوہ میں مبتلا ہوتا ہے، شب کی تاریکی میں اللہ کی عبادت کرتا ہے، شب کی تاریکی میں اللہ کے آگے جھکتا ہے اور اللہ کے سامنے اپنے گناہوں کو پیش کرتا ہے۔

اور عقلمند سے مانوس ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو مضبوط کرتا ہے اور قیامت میں اس کو امان دے گا۔

(۲۳۳) تین اشخاص کو دشمن سمجھنے والا ذلیل ہوتا ہے: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق [ؑ]) نے فرمایا: جس نے اپنے والد، بادشاہ اور اپنے چاہنے والے کو دشمن سمجھا وہ ذلیل و رسوا ہوا۔

(۲۳۴) قضا اور قدر کے عقیدے میں لوگ تین قسم کے ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق [ؑ]) نے فرمایا کہ قضا اور قدر کے عقیدے میں لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جو کہتا کہ اللہ تعالیٰ نے گناہ کرنے پر لوگوں کو مجبور کیا ہے۔ ایسے لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر ظلم کیا اور وہ لوگ کافر ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو کہتا ہے کہ پروردگار عالم نے تمام کام انسانوں کے حوالے کر دیئے ہیں۔ ایسے لوگ اللہ کو احکام میں ست اور ناقص سمجھتے ہیں۔ یہ کافر ہیں۔ تیسرے وہ گروہ ہے جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ان کی طاقت کے مطابق تکلیف دی ہے۔ طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی۔ جب آدمی نیک کام کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی تعریف کرتا ہے جب کوئی برا کام کرتا ہے تو پروردگار عالم سے معافی مانگتا ہے (تو یہ کرتا ہے) ایسا شخص صحیح مسلمان ہے۔

﴿چوتھا باب﴾

(۱) رسول اللہ نے فرمایا کہ میں چار اشخاص کی سفارش قیامت کے روز کروں گا: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میں قیامت میں چار اشخاص کی سفارش کروں گا اگرچہ وہ تمام دنیا کے گناہ لے کر کیوں نہ حاضر ہوئے ہوں۔ ایک میرے اہل بیت کی مدد کرنے والا، دوسرے مجبوری کے وقت ان کی حاجت پوری کرنے والا، تیسرے دل اور زبان سے ان کو دوست رکھنے والا، چوتھا اپنے ہاتھ سے ان کا دفاع کرنے والا۔

(۲) چار باتوں میں عورت کی بات ماننے والے کھے لئے سزا: رسول اللہ نے حضرت علی ابن ابی طالب کو وصیت فرمائی کہ جس نے اپنی عورت کی اطاعت کی اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل دوزخ میں پھینک دے گا۔ آپ نے عرض کیا: وہ کون سی اطاعت ہے؟ فرمایا کہ حمام میں جانے کی، دوسرے مجلس عروسی، تیسرے مجلس نوحہ گری، چوتھے باریک لباس پہننے کی اجازت دے۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے ان چار باتوں میں اپنی عورت کو اجازت دی اس کو پروردگار عالم منہ کے بل دوزخ میں پھینک دے گا۔ عرض کیا گیا: وہ چار چیزیں کیا ہیں؟ (آپ نے) فرمایا ایک باریک کپڑے پہننے کی اجازت جس سے جسم نظر آئے، حمام، مجالس نوحہ گری اور شادی بیاہ کی تقریب میں جانے کی اجازت دینا۔

(۳) چار اشخاص کی دعا رد نہیں ہوتی: رسول اللہ نے حضرت علی ابن ابی طالب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ چار اشخاص کی دعا رد نہیں ہوتی ایک امام عادل، دوسرے ماں باپ کی دعا اولاد کے لئے، تیسرے کسی برادر مومن کے لئے دعا، چوتھے کسی مظلوم کی فریاد۔ پروردگار عالم کہتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں تیرا بدلہ ضرور لوں گا اگرچہ اسے کچھ وقت ہی کیوں نہ لگ جائے۔

(۴) چار اشخاص سے دین قائم ہوتا ہے: جناب امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب) نے فرمایا کہ چار قسم کے اشخاص سے دین قائم ہوتا ہے۔ (۱) ایسا عالم جو بائبل ہو (۲) ایسا مال دار جو اپنے اہل دین پر مال خرچ کرنے میں کنجوی نہ کرے (۳) ایسا فقیر (تنگ دست) جو دنیا کی خاطر اپنی آخرت نہ بیچے (۴) ایسا شخص جو کسی جاہل سے علم حاصل کرنے میں غرور سے کام نہ لے۔ جب عالم اپنا علم پوشیدہ رکھے اور غنی اپنے مال سے کنجوی کرے اور فقیر دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچے اور جاہل سے علم حاصل کرنے والا غرور کرے گویا دنیا الٹی چلنے لگے پس تمہیں مساجد کی زیادتی اور نمازیوں کی کثرت دھوکہ نہ دے۔ (حضرت علی علیہ السلام سے) کہا گیا: یا امیر المومنین اس زمانے میں زندگی کیسے گزاریں؟ (آپ نے) فرمایا: ظاہر میں لوگوں کے ساتھ میل جول رکھو اور باطن میں کنارہ کشی اختیار کر لو۔ جو کچھ کماے گا وہی اس کے ساتھ ہوگا۔ مایوس نہ ہو اللہ کی طرف سے کشائش کا انتظار کرو۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بخش دیا جس نے چار مقامات پر سختی سے کام نہ لیا: رسول اللہ نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایک شخص تھا جسے اللہ عزوجل نے بخش دیا اس میں یہ چار صفتیں تھیں (۱) خریدنے میں نرمی (۲) بیچنے میں نرمی (۳) فیصلہ کرنے میں نرمی (۴) اور درگزر سے کام لینا۔

(۶) اس فانی دنیا میں لوگوں کو چار چیزوں کی ضرورت ہے: جناب جعفر بن محمد (امام جعفر صادق) نے فرمایا: لوگوں کو اس

فانی دنیا میں چار چیزوں کی ضرورت ہے (۱) بے نیازی (۲) آسائش (۳) فراغت خاطر (۴) عزت۔ بے نیازی قناعت میں ہے جو شخص اسے کثرت مال میں تلاش کرے گا اسے نہ پائے گا۔ جو بہت زیادہ آسائشات چاہے گا اسے آسائش نہیں ملے گی۔ فراغت خاطر کم اہتمام میں ہے زیادہ میں نہیں۔ اور عزت اللہ کی رضا میں ہے لوگوں کی فرمانبرداری میں نہیں۔

(۷) جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ ہو کوئی شخص مومن نہیں ہوتا: رسول اللہ نے فرمایا کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ چار چیزوں پر ایمان نہ لائے۔ (۱) لا الہ الا اللہ و حدہ لا شریک لہ کی گواہی دے (۲) میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں اللہ نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا (۳) موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر یقین رکھتا ہو (۴) اور قضا و قدر پر عقیدہ رکھتا ہو۔

(۸) امیر المومنین (حضرت علیؑ) کی چار انگوٹھیاں تھیں: عبد اللہ ابن جبر (خیر) نے کہا امیر المومنین (حضرت علیؑ) ابن ابی طالبؑ کی چار انگوٹھیاں تھیں۔ (۱) یا قوت کی انگوٹھی بزرگی کے لئے (۲) فیروزہ کی نصرت کے لئے (۳) حدید چینی کی قوت کے لئے (۴) عقیق کی حفاظت کی خاطر۔ یا قوت پر نقش لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین۔ فیروزہ پر نقش اللہ الملک الحق۔ حدید چینی پر نقش العزۃ للہ جمیعاً اور عقیق پر نقش ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ استغفر اللہ کئندہ تھا۔

(۹) چار سورتوں نے رسول اللہ کو بوڑھا کر دیا: حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ آپ بہت جلد بوڑھے ہو گئے۔ (آپ نے) فرمایا: مجھے سورہ ہود، سورہ واقعہ، سورہ مرسلات اور سورہ عم یقیناً کون نے بوڑھا کر دیا۔

(۱۰) نبیؐ ہجرت کے بعد چار عمرے بجا لائے: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے چار عمرے ادا کیے۔ ایک عمرہ حدیبیہ، دوسرے عمرہ قضاء دو سال بعد تیسرے عمرہ ہجرانہ اور چوتھا عمرہ الوداع۔

(۱۱) چار عادتوں سے امام پھجانا جاتا ہے: حارث بن مغیرہ نضری نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) سے دریافت کیا کہ امام کی شناخت کیا ہے؟ (آپ نے) فرمایا کہ امام چار باتوں سے پہچانا جاتا ہے (۱) الطینان قلب (۲) وقار (۳) علم و دانش (۴) (جانے والے امام کی) وصیت۔ ابو جارد نے کہا کہ میں نے ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) سے پوچھا کہ جب امام اہلبیت فوت ہو جاتا ہے تو آئندہ کے امام کی پہچان کیسے ہوتی ہے؟ (آپ نے) فرمایا نیک روش، سنگینی (مضبوطی) آل محمد کا اس کی فضیلت کا اعتراف اور کوئی بات ایسی نہیں جس کا وہ جواب نہ دے سکے۔ (وہ کسی بات میں لا چاری اور مجبوری ظاہر نہیں کرے گا)۔

(۱۲) نبیؐ کا قول ہے کہ مجھے چار چیزوں کی وجہ سے فضیلت ہے: ابی امامہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے چار چیزوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے۔ ایک میری امت کے لئے زمین کو سجدہ کرنے کی جگہ اور پاک کرنے والی بنا یا ہے۔ میری امت کے اشخاص جب نماز پڑھنے کا ارادہ کریں اور پانی نہ ملے اور زمین ٹل جائے تو زمین ان کے سجدہ کرنے کی جگہ اور پاک کرنے والی چیز ہے۔ دوسرے رعب کے ذریعے سے میری مدد کی گئی جو ایک ماہ کی مسافت سے میرے آگے چلتی ہے۔ تیسرے میری امت کے لئے مال غنیمت حلال قرار دیا گیا۔ چوتھے تمام انسانوں کے لئے میں نبی بنا کر بھیجا گیا۔

(۱۳) بہترین سفر کے چار (۴) ساتھی بہترین سرایا چار سو (۴۰۰) اور بہترین لشکر چار ہزار (۴۰۰۰) ہیں: رسول اللہ نے فرمایا بہترین سفر کے ساتھی چار، بہترین سرایا چار سو (۴۰۰) اور بہترین لشکر چار ہزار (۴۰۰۰) ہے (کہ وہ) قلت تعداد کی وجہ سے بارہ ہزار کے

لشکر سے شکست نہیں کھائیں گے اُتر صبر کیا اور ثابت قدم رہے۔

(شرح: اس تربیت کے ساتھ فوجی طبقہ ہندی عرب کے لشکر کی انداز اور قدیمی اسلحہ کے ساتھ جنگ کے پیش نظر کی گئی ہے۔ قدیمی ہتھیار یعنی تلوار، نیزہ، تیر، کمان، ہیں جبکہ جنگی سوار گھوڑوں اور اونٹوں پر مشتمل ہوتے تھے اور اس کی موجودہ جنگی حالت سے کوئی منافات نہیں ہے کہ جنگی اسلحوں میں بجلی، گیس اور دیگر مصنوعات کا استعمال ہوتا ہے۔ اور دہائی دہائی ہو کر لشکر ہزاروں تک پہنچتا ہے۔ اور وسیع میدان سے جنگ میں سدھا ہزار لشکر جنگی امور میں شرکت کرتا ہے۔)

(۱۲) جس کو چار چیزیں (توفیقات) دی جاتی ہیں وہ چار (نعمتوں) چیزوں سے محروم نہیں ہوتا: جناب جعفر بن محمد علیہما السلام نے فرمایا جس کو چار چیزیں دی جاتی ہیں وہ ان چار چیزوں سے محروم نہیں ہوتا۔ (۱) جس کو دعا کرنے کی توفیق ہو وہ قبولیت دعا سے محروم نہیں ہوتا۔ (۲) جس کو استغفار کی توفیق ہو وہ توبہ کی قبولیت سے محروم نہیں ہوتا۔ (۳) جس کو شکر کی توفیق ہو وہ کثرت نعمت سے محروم نہیں ہوتا۔ (۴) جس کو صبر کی توفیق ہو وہ اجر سے محروم نہیں ہوتا۔

(۱۵) چار مخلوقات تمام اولاد آدمؑ کی باتیں سنتی ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار مخلوق تمام اولاد آدمؑ کی باتیں سنتی ہیں (۱) نبیؑ (۲) حور العین (۳) جنت (۴) دوزخ۔ جو شخص نبیؑ پر درود و سلام بھیجتا ہے وہ آنحضرتؐ تک پہنچتا ہے اور آپؐ اس کو سنتے ہیں۔ جو کوئی شخص کہتا ہے اے پروردگار حور العین سے میری شادی کر دے تو اس بات کو حوریں سنتی ہیں تو کہتی ہیں اے ہمارے رب جس نے ہماری خواہش کی اس سے ہماری شادی کر دے۔ جو شخص کہتا ہے اے میرے اللہ مجھے بہشت میں داخل کر تو بہشت سن کر کہتی ہے اے اللہ اسے مجھ (جنت) میں جگہ عطا فرما۔ جو دوزخ سے پناہ مانگتا ہے تو دوزخ کہتی ہے اے اللہ اس کو مجھ سے پناہ دے۔

(۱۶) بروز قیامت اللہ چار آدمیوں کی طرف نہیں دیکھے گا: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بروز قیامت اللہ چار آدمیوں کی طرف نہیں دیکھے گا۔ (۱) جس کو والدین نے عاق کیا ہو (۲) احسان جتانے والا (۳) قنصاء و قدر کو جھٹلانے والا (۴) عادی شرابی۔

(۱۷) قیامت میں چار سوار ہوں گے: رسول اللہؐ نے فرمایا قیامت کے روز چار سوار ہوں گے۔ وہ چار ہم ہوں گے۔ عباسؓ ابن عبد المطلبؑ نے کہا: وہ کون ہیں یا رسول اللہؐ؟ (آپؐ نے) فرمایا: میں براق پر سوار ہوں گا جس کا چہرہ انسان کے چہرے کی طرح ہوگا۔ اس کے رخسار گھوڑے کے رخسار کی طرح ہوں گے۔ اس کے بال پروئے ہوئے مروارید کی طرح ہوں گے۔ اس کے دونوں کان زبرجد کی طرح ہوں گے۔ آنکھیں زہرہ ستارے کی مانند چمکتی ہوں گی۔ روشن ستاروں کی مانند کان سے نور نکلتا ہوگا۔ سورج کے نور کی طرح۔ جب سورج کی شعاعوں سے اس کے پسینے کے قطرے نکلتے ہیں تو وہ مروارید کی طرح چمکتے ہیں۔ وہ فر بہ ہے اور اس کے دونوں ہاتھ اور پیر طویل (بڑے) ہیں اور وہ انسان کی طرح جاندار ہے۔ بات کو سنتا اور سمجھتا ہے وہ گدھے سے بڑا اور نچر سے چھوٹا ہے۔ عباسؓ نے عرض کیا: دوسرا کون ہوگا؟ (آپؐ نے) فرمایا: میرے بھائی صالح اللہ کی دی ہوئی اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ جس کے پیران کی قوم نے کاٹ دیئے تھے۔ عباسؓ نے کہا: اور کون ہوگا؟ (آپؐ نے) فرمایا: میرے چچا حمزہ بن عبد المطلب اللہ اور اس کے رسول کے شیر اور سید الشہداء (حضرت حمزہؑ) میرے عضا بے اونٹ پر سوار ہوں گے۔ جس کی مہار یا قوت سرخ کی ہوگی۔ عباسؓ نے کہا: اور کون ہوگا یا رسول اللہؐ؟ (آپؐ نے) فرمایا: میرے بھائی علیؑ ابن ابی طالب (علیہ السلام) جنت کے اونٹ پر سوار ہوں گے۔ جس کی مہار مروارید کی اور ہودج یا قوت سرخ کی ہوگی۔ ان (علیؑ علیہ السلام) کے سر پر سفید موتیوں کا نورانی تاج ہوگا۔ وہ سبز پوشاک پہنے ہوئے ہوں گے اور ان کے ہاتھ میں ابو الہد

(پرچم حمد) ہوگا۔ آپ نداءیں گے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له وان محمد رسول اللہ پس مخلوق کہے گی: کیا یہ نبی مرسل ہیں یا مقرب فرشتے ہیں؟ شکم عرش سے آواز آئے گی۔ یہ نبی اور مقرب فرشتہ میں نہ ہی عرش اٹھانے والے فرشتے ہیں۔ یہ علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) رسول رب العالمین کے وحی ہیں۔ امام المتقین اور قائد الفرائض ہیں۔

مؤلف کتاب (شیخ صدوق) کا کہنا ہے کہ ذکر براق اور اس کے اوصاف اور حمزہ بن عبدالمطلب کے بیان کی وجہ سے یہ حدیث غریب ہے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہؐ حضرت علیؑ علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا: اے گروہ انصار، اے گروہ بنی ہاشم اور اے اولاد عبدالمطلب میں محمد ہوں۔ میں اللہ کا رسول ہوں میں علی و حمزہ اور جعفر (علیہم السلام) محترم منی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ کسی نے سوال کیا: یا رسول اللہؐ یہ لوگ آپ کے ساتھ قیامت کے دن سوار ہوں گے؟ (آپ نے) فرمایا: تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے۔ قیامت کے روز چار اشخاص سوار ہوں گے ایک خود میں، علی، فاطمہ الزہراء اور (حضرت) صالح نبی خدا (علیہم السلام) ہیں۔ میں براق پر سوار ہوں گا۔ میری بیٹی فاطمہ عصباء اونٹنی پر اور (حضرت) صالح اس اونٹنی پر سوار ہوں گے جس کی کونچیں کاٹ دی گئی تھیں۔ علی (علیہ السلام) جنت کی اونٹنی پر سوار ہوں گے جس کی مہار یا قوت کی ہوگی۔ وہ سبز پوشاک پہنے ہوں گے۔ بہشت اور دوزخ کے درمیان کھڑے ہوں گے لوگوں کو ان کے پسینے نے لگام دے رکھی ہوگی عرش سے ہوا چلے گی اور لوگوں کے پسینے کو خشک کر دے گی۔ جب فرشتوں، نبیوں اور صدیقیوں کی نگاہ حضرت علیؑ پر پڑے گی تو وہ کہیں گے: یہ کیا ہیں؟ فرشتہ مقرب یا نبی مرسل؟ تو اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: نہ یہ کوئی مقرب فرشتہ ہے اور نہ ہی نبی مرسل۔ یہ تو حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں جو دنیا و آخرت میں رسول اللہؐ کے بھائی ہیں۔

(شرح: علمائے رجال کی اصطلاح میں غریب وہ حدیث ہوتی ہے جس میں کوئی غیر مسلم و خلاف باقاعدہ بات کہی گئی ہو۔)

(۱۸) بنی اسرائیل کسی بڑھیا نے موسیٰ علیہ السلام سے چار چیزیں طلب کیں: جناب ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) نے فرمایا کہ بنو اسرائیل پر چاند نے طلوع ہونا بند کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں مصر سے نکالو جب ہڈیاں باہر آ جائیں گی تو چاند طلوع کرے گا۔ جب ہڈیاں نکالنے کا ارادہ کیا تو عرض کیا: (ان کے ذہن کی) جگہ کو کون جانتا ہے؟ کہا گیا یہاں ایک بڑھیا رہتی ہے، وہ جانتی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟ چنانچہ اس تک پہنچے تو اسے اندھا اور پانچ پایا۔ اس سے کہا: کیا تم حضرت یوسفؑ کی قبر کی جگہ جانتی ہو؟ اس نے کہا ہاں جانتی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا بتاؤ کہاں ہے؟ اس نے کہا: جب تک مجھے چار چیزیں نہیں دو گے میں نہیں بتلاؤں گی۔ ایک میرے دونوں پاؤں ٹھیک کر دو، دوسرے میری جوانی واپس کر دو، تیسرے میری دونوں آنکھیں ٹھیک ہو جائیں، چوتھے اپنے ساتھ جنت میں جگہ دو۔ یہ باتیں حضرت موسیٰؑ پر سخت گزریں۔ پروردگار نے حضرت موسیٰؑ پر وحی کی: جو کچھ وہ چاہتی ہے اس کو دے دو۔ اس کے بعد اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر سے آگاہ کیا۔ حضرت موسیٰؑ نے دریائے نیل کے کنارے مرمر میں صندوق میں حضرت یوسفؑ کی لاش برآمد کی تو آسمان پر چاند نکل آیا۔ اس لاش کو شام لے گئے اسی لئے یہودی اپنے مردوں کو شام میں دفن کیا کرتے تھے۔

(۱۹) جنت کسی بہترین عورتیں چار ہیں: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے چار لکیریں کھینچ کر فرمایا کہ بہشت کی بہترین عورتیں چار ہیں۔ ایک حضرت خدیجہ بنت خویلد، دوسری فاطمہ زہراءؑ، تیسرے حضرت مریم بنت عمران، چوتھی حضرت آسیہ دختر مزاحم جو فرعون کی بیوی تھیں۔

(۲۰) چار چیزیں کم توڑ دیتی ہیں: حضرت علیؑ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے علیؑ

(علیہ السلام) چار چیزیں کمر توڑ دیتی ہیں۔ ایک ایسا امام جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کے حکم کی اطاعت کی جاتی ہے۔ دوسرے وہ عورت جس کی حفاظت اس کا شوہر کرتا ہے مگر وہ خیانت کرتی ہے۔ تیسرے غربت جس کا علاج غریب کے پاس نہیں ہو۔ چوتھے برا پڑوسی جو گھر کے پاس رہتا ہو۔

(۲۱) پروردگار عالم نے چار مرتبہ دنیا کی طرف نظر کمی: حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے علی (علیہ السلام) پروردگار نے دنیا کی طرف نظر کی اور مجھے عالین کے مردوں میں سے منتخب کیا۔ دوسری بار نظر کی اور میرے بعد تمام کائنات کے مردوں میں سے تجھے منتخب کیا۔ تیسری مرتبہ نظر ڈالی اور تمام کائنات کے مردوں میں سے تیرے بعد آنے والے ائمہ کو منتخب کیا۔ پھر چوتھی بار نظر ڈالی اور تمام کائنات کی عورتوں میں سے (جناب) فاطمہ الزہراء کو منتخب کیا۔

(۲۲) نبی نے حضرت علی سے فرمایا کہ میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ ملا ہوا چار مقامات پر دیکھا ہے: حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے وصیت کرتے ہوئے مجھ سے فرمایا کہ اے علی میں نے تیرا نام چار مقامات پر اپنے نام کے ساتھ ملا ہوا دیکھا ہے۔ ایک اس وقت جیسا میں معراج کے موقع پر بیت المقدس پہنچا تو آسمان کی فضاء میں لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ۔ میں نے جبرئیل سے کہا کہ میرا وزیر کون ہے؟ کہا: علی ابن ابی طالب۔ پھر جب میں سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچا تو میں نے لکھا ہوا دیکھا انا اللہ لا الہ الا انا و حدی محمد صفتی من خلقی ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ۔ میں نے جبرئیل سے کہا: میرا وزیر کون ہے؟ کہا: علی ابن ابی طالب۔ جب میں سدرۃ المنتہیٰ سے گزر کر عرش رب العالمین کے پاس پہنچا تو لکھا ہوا دیکھا انا اللہ لا الہ الا انا و حدی محمد حبیبی ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ۔ پھر جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو طاق عرش پر لکھا ہوا تھا: انا اللہ لا الہ الا انا و حدی محمد عبدی و رسولی ایدتہ بوزیرہ و نصرتہ بوزیرہ۔

(۲۳) سوائے چار اشخاص کے اہلیت کی احادیث کوئی نہیں برداشت کر سکتا: عمرو بن مسعود، شعیب حداد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق جعفر بن محمد کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہماری حدیث دشوار اور بہت سخت ہے اس کو صرف مقرب فرشتہ، نبی مرسل یا وہ بندہ جس کے قلب کا اللہ نے ایمان کے لئے امتحان لے لیا ہو یا مدینہ حصینہ اٹھا سکتا ہے۔ عمرو نے شعیب سے پوچھا "مدینہ حصینہ" کیا چیز ہے؟ کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق سے "مدینہ حصینہ" کے بارے میں پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا: جمع کیے ہوئے دل کا نام مدینہ حصینہ ہے۔

(۲۴) جس شخص میں تین عادتیں نہیں ہوں گی تو دوسرے لوگوں پر چار چیزیں واجب ہو جائیں گی: رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر حاکم ہو اور ان پر ظلم نہ کرے، ان سے کچھ بیان کرے تو جھوٹ نہ بولے اور وعدہ خلافی نہ کرے تو ان اشخاص میں ہوگا جن کا ایمان کامل، عدل ظاہر اور اس سے بھائی چارہ واجب اور اس کی غیبت حرام ہے۔ حضرت ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا جو شخص تین چیزیں رکھتا ہوگا لوگوں پر اس کی چار چیزیں واجب ہو جائیں گی۔ (۱) لوگوں سے کچھ بیان کرے تو جھوٹ نہ بولے (۲) ان سے معاشرت میں ظلم نہ کرے (۳) جب ان سے وعدہ کرے تو خلاف ورزی نہ کرے۔ لوگوں پر واجب ہے کہ اس کے عدل کو مانیں۔ اس کی جواں مردی ظاہر ہوگی۔ اس کی غیبت ان پر حرام ہوگی اور اس سے بھائی چارگی لازمی ہوگی۔

(۲۵) حضرت آدم کے دو اشعار کے جواب میں ابلیس کے چار اشعار: حضرت علی علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرماتے تھے کہ ایک شامی نے کہا: یا امیر المؤمنین (علیہ السلام) میں آپ سے چند چیزیں پوچھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: سمجھنے کے لئے پوچھو محض تکلیف دینے کے لئے نہ

پوچھو۔ عرض کیا: سب سے پہلے شعر کس نے کہا؟ (آپ نے) فرمایا: حضرت آدم نے۔ عرض کیا کون سا شعر ہے؟ فرمایا جب حضرت آدم زمین پر اترے زمین کو دیکھا اس کی وسعت اور ہوا کو دیکھا اور قاتیل نے بائبل کو قتل کیا تو وہ شعر کہے۔

تغیرت البلاد ومن علیہا	فوجہ الارض مغیر قبیح
دنیا اور اس پر رہنے والے دگرگوں ہو گئے	اس لئے زمین بد نما اور سیاہ ہے
تغیر کل ذی لون وطعم	و قل بشاشة الوجه الملیح
رنگ اور کھانے تبدیل ہو گئے	اور چہرے کی بشارت نہ رہی

ابلیس نے جواباً یہ اشعار کہے۔

تنح عن البلاد وساکنہا	فی فی الخلد ضاق بک الفسیح
دنیا اور اہل دنیا سے دور ہو جا	کیا خلد بریں تم پر تنگ تھی
و کنت بہا و زوجک فی قرار	و قلبک من اذی الدنیا مریح
تیرا بیوی کے ساتھ وہاں ٹھکانہ تھا	دنیا کی تکلیف سے تیرا دل الگ تھا
فلم تنفک من کیدی و مکری	الی ان فاتک الثمن الریح
تو میرے کرا اور چال بازی سے دور نہ ہوگا	فائدہ کا سودا تیرے ہاتھ سے کھائے میں بدل گیا
فلو لا رحمة الجبار اضححت	بکفک من جنان الخلد ریح
پس خدا کا رحم شامل نہ رہا	اور تیرے ہاتھ سے جنت نکل گئی

(۲۶) اللہ نے چار چیزوں کو چار چیزوں میں پوشیدہ رکھا: امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو چار چیزوں میں پوشیدہ رکھا۔ اپنی اطاعت میں اپنی رضامندی کو پوشیدہ رکھا۔ پس اللہ کی کسی اطاعت کو چھوٹا نہ جانو مبادا اس میں اللہ کی رضا ہو اور تمہیں معلوم نہ ہو۔ اپنی ناراضگی کو گناہوں میں پوشیدہ رکھا۔ پس کسی گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو شاید اس گناہ میں اس کی ناراضگی بڑی ہو اور تمہیں اس کا علم نہ ہو۔ اللہ کی قبولیت تمہاری دعائیں پوشیدہ ہے۔ پس کسی دعا کو کمتر نہ سمجھو ممکن ہے اس میں قبولیت مخفی ہو۔ اپنے دوست کو اپنے بندوں پر پوشیدہ رکھا۔ پس خدا کے کسی بندے کو حقیر نہ جانو ممکن ہے اس میں اس (اللہ) کا دوست موجود ہو اور تمہیں اس کا علم نہ ہو۔

(۲۷) رسول اللہ نے فرمایا چار چیزوں کو برانہ سمجھو وہ چار چیزوں کے لئے امان ہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ چار چیزوں کو برانہ سمجھو چار چیزیں چار چیزوں کے لئے امان ہیں۔ ایک زکام کو برانہ سمجھو۔ یہ جذام کے مرض کے لئے امان ہے۔ دوسرے پھوڑے پھنسی کو برانہ سمجھو برص کے مرض سے بچاتا ہے۔ آشوب چشم کو برانہ سمجھو وہ اندھے پن کے لئے امان ہے۔ کھانسی کو برانہ سمجھو وہ فالج کے مرض سے امان دیتا ہے۔

(۲۸) امیر المؤمنین علیہ السلام کی چار فضیلتیں ایسی ہیں جو کسی کو آج تک میسر نہیں ہوئیں: ابن عباس نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام کو چار فضیلتیں ایسی حاصل ہوئیں جو کسی کو حاصل نہیں ہوئیں۔ ایک یہ کہ سب سے پہلے رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی۔ دوسرے

ہر جنگ میں علم رسول حضرت علیؑ کے پاس رہا۔ تیسرے بہت سے لوگ احد کی جنگ میں بھاگ گئے مگر حضرت علیؑ ثابت قدم رہے۔ چوتھے آنحضرتؐ کو غسل و کفن دیکر قبر میں اتارا۔

ربیعہ حری نے کہا کہ حضرت علیؑ کا ذکر معاویہ سامنے سعد بن ابی وقاص کی موجودگی میں ہوا۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ حضرت علیؑ کے چار ایسے فضائل ہیں اگر مجھے ایک بھی مل جاتا تو میرے لئے فلاں فلاں چیز سے زیادہ فائدہ مند تھا اور سرخ اونٹوں کا ذکر کیا۔ (حضرت علیؑ کے فضائل بیان کرتے ہوئے کہا: رسول اللہؐ نے کہا کہ میں کل علم اس کو دوں گا (علیؑ کو جنگ خیبر میں علم دینے کی طرف اشارہ ہے)۔ رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ تجھے مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں علیؑ اس کے مولا ہیں۔ چوتھی بات سعد بن ابی وقاص بھول گیا۔

(۲۹) معاویہ نے ابن عباس سے کہا کہ چار باتوں کی وجہ سے میں تجھے دوست رکھتا ہوں اور چار باتیں میں نے تجھے معاف کر دی ہیں: عبدالملک بن مروان نے کہا کہ میں ایک روز معاویہ کے پاس موجود تھا۔ اس کے پاس قریش کے لوگ جمع تھے۔ جن میں کچھ افراد بنو ہاشم کے بھی تھے۔ معاویہ نے بنو ہاشم سے کہا کہ تم لوگ اپنے آپ کو ہم سے بڑا سمجھتے ہو۔ کیا ہمارے باپ اور ماں ایک نہیں ہیں؟ گھر اور جائے پیدائش ایک نہیں ہے؟ ابن عباسؓ نے کہا کہ جس طرح تم تمام قریش پر فخر کرتے ہو۔ اسی طرح ہم تم پر فخر کرتے ہیں۔ قریش انصار پر فخر کرتے ہیں۔ انصار تمام عرب پر فخر کرتے ہیں، عرب ہم پر فخر کرتے ہیں۔ ہم رسول اللہؐ کی وجہ سے فخر کرتے ہیں۔ جس کا تم انکار نہیں کر سکتے اور نہ اس سے بھاگ سکتے ہو۔ معاویہ نے کہا: اے ابن عباسؓ تم اپنی تیز زبان کے ذریعہ اپنے مخالف کے حق پر حاوی ہونا چاہتے ہو؟ ابن عباسؓ نے کہا: یہ بات نہیں ہے۔ باطل حق پر غالب نہیں آ سکتا۔ اپنے حسد کو چھوڑ دو۔ حسد بڑی چیز ہے۔ معاویہ نے کہا: تم نے سچ کہا۔ اللہ کی قسم میں تم کو چار باتوں کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں اور چار باتیں تمہاری معاف کر دی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ تم رسول اللہؐ کے رشتہ دار ہو۔ دوسری بات یہ کہ تم میرے خاندان اور عبدمناف کی پاک نسل کے آدمی ہو۔ تیسری بات یہ کہ میرا باپ اور تمہارا باپ دوست تھے۔ چوتھی بات یہ کہ تم قریش کی زبان، رئیس اور دانشمند ہو اور وہ چار باتیں جو میں نے معاف کر دیں وہ یہ ہیں کہ تم نے جنگ صفین میں ان لوگوں کے ساتھ شرکت کی جن لوگوں نے ہم پر حملہ کیا تھا۔ دوسری یہ کہ عثمان کو چھوڑ دینے کی برائی کی۔ تیسری یہ کہ جن لوگوں نے عائشہ ام المومنین کے لئے کوشش کی تم بھی ان میں تھے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ جن لوگوں نے کہا کہ زیاد میرا بھائی نہیں ہے تم نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملائی۔ اس معاملے کی میں نے خوب چھان بین کی۔ مجھے تمہارا بہانہ قرآن اور اشعار عرب میں مل گیا۔ پروردگار عالم کا ارشاد ہے خلطوا عملاً صالحاً و آخر سیناکہ نیک کام برے کام سے ملادیتے ہیں۔ (سورۃ توبہ۔ آیت نمبر ۱۰۲) بنی ذبیان نے (نعمان سے عذر خواہی کرتے ہوئے) یہ شعر کہا:

علی شعث اے الرجال المہذب

ولست بمستبق اخلا تلمہ

بہت سے ہم ذوق اور لائق موجود ہیں

دوستی کی امید ہمیشہ مت رکھ

پہلی چار باتیں مانتا ہوں اور آخری چار باتوں کو درگزر کرتا ہوں میں اس معاملے میں ایسا ہوں جیسے پہلے نے کہا:

واغفر ماقد کان من غیر ذالکا

ساقبل ممن قد احب جمیلہ

اس کے علاوہ جو کچھ سے میں نے اس کو معاف کیا

میں اس کی اچھی باتیں مانتا ہوں

یہ کہہ کر معاویہ چپ ہو گیا۔ پھر ابن عباسؓ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد کہا کہ تم نے یہ بات کہی ہے۔ میں تجھے رسول اللہ کی قربت کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں۔ یہ بات تم پر اور ہر اس مسلم جو پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے واجب ہے۔ یہ وہ اجر ہے جس کا رسول اللہؐ نے تم سے سوال کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة فی القربی (سورۃ شوریٰ - آیت نمبر ۲۳) (اے رسول) کہہ دو کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا سوائے اس کے کہ میرے بہنیت سے محبت کرو۔ جو شخص رسول اللہ کی بات نہ مانے گا وہ نقصان میں رہے گا، رسوا ہوگا، منہ کے بل دوزخ میں جائے گا۔ تم نے کہا کہ میں تیرے رشتہ داروں اور اہل بیت میں سے ہوں۔ یہ ٹھیک ہے۔ مگر اس سے مراد صلہ رحمی ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم پہلے کی نسبت اب زیادہ صلہ رحمی کرتے ہو پہلے والی غلطیوں کے ذمہ دار نہیں ہو؟ کہتے ہو کہ میرا باپ تمہارے باپ کا دوست تھا۔ یہ ٹھیک ہے پہلے شاعر کی بات اس پر گواہ ہے:

و احفظه من بعده في الاقارب

ساحفظ ودى من اخى في حياته

اس کے بعد میں اپنے اقارب سے محبت کروں گا

میں محبت اس وقت تک کروں گا جب تک وہ زندہ ہے

ولا هو عند النابات بصاحبی

ولست لمن لا يحفظ العهدو اتقا

میں مصیبت کے وقت اپنے ساتھی کا خیال نہیں رکھتا

میں ان میں نہیں جو وثوق سے اپنے وعدے کا خیال رکھے

تمہارا یہ کہنا کہ میں زبان قریش کا زعمیم اور فقیہ ہوں۔ یہ باتیں تو تمہیں بھی دی گئی ہیں مگر تم نے اپنے شرف اور بزرگی سے انکار کر دیا اور مجھے فضیلت دے دی ہے۔ اس بارے میں شاعر اول کا قول گزرا ہے:

براه له اهلا و ان كان فاضلا

وكل كريمه للكرام مفضل

اگر وہ صاحب فضیلت ہے تو ایسا ہی ہے

ہر کریم انسان صاحب فضیلت ہے

تم نے مجھ پر الزام لگایا ہے کہ میں نے صفین میں تمہارے خلاف جنگ کی۔ خدا کی قسم اگر میں یہ کام نہ کرتا تو عالمین کا پست ترین آدمی ہوتا۔ اے معاویہ تمہارے دل میں یہ بات ہے کہ میں اپنے چچا زاد امیر المؤمنین سید اوصیا المرسلین (حضرت علیؑ) کو چھوڑ دیتا جن کے ساتھ مہاجرین و انصار اور تمام اچھے لوگ تھے۔ اے معاویہ میں اپنے دین میں کیوں شک کروں یا میری طبیعت سرگرداں ہو یا راہ خدا میں جان دینے سے گریز کروں۔ تم نے یہ ذکر کیا ہے کہ میں نے (حضرت عثمان) کو کیوں چھوڑ دیا۔ انہیں تو ان لوگوں نے چھوڑ دیا جو ان سے زیادہ قریب تھے۔ ان کو ان کی قوم کے لوگوں اور رشتہ داروں نے چھوڑ دیا اور کوئی مدد نہ کی۔ میں نے قریبی رشتہ داروں اور دور کے عزیزوں کے اسوہ پر عمل کیا۔ میں نے ان پر حملہ کرنے والوں کا ساتھ نہیں دیا۔ مردانگی اور مروّت اختیار کرتے ہوئے اس معاملے سے علیحدہ رہا۔ رہی یہ بات کہ میں حضرت عائشہ کے خلاف ہو گیا تھا۔ یہ ٹھیک ہے۔ رسول خداؐ نے حضرت عائشہ کو گھر میں بیٹھنے اور پردے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے پردہ ترک کیا اور رسول اللہ کی بات نہ مانی۔ ہم نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا وہ جائز تھا۔ تمہارا یہ کہنا کہ میں نے زیادہ تمہارا بھائی نہیں جانا۔ رسول اللہ کے حکم کے مطابق ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ لڑکا اس کا ہے جس کا نکاح ہوزانی کی سزا کوڑے لگانا ہے۔ اس بات کے بعد میں تم کو دوست رکھتا ہوں وہ بات کہوں گا جو تمہیں خوش رکھے۔ عمرو بن عاص نے کہا: اے امیر المؤمنین (معاویہ) میں تمہیں ایک لمحے کے لئے بھی دوست نہ رکھوں گا۔ تمہاری زبان تیز ہے۔ بات کو جس طرح چاہتے ہو بنا لیتے ہو اور اس کی مثال شاعر اول کے شعر جیسی ہے جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا: عمر و اپنے کو بڈی گوشت مغز اور پوست کے درمیان لاتے ہو۔ اب میری بات سنو، اے

عمرو (بن عاص) خدا کی قسم میں خدا کی خاطر تم کو دشمن رکھتا ہوں تم نے کہا ہے میں حضرت محمدؐ کا دشمن ہوں۔ خدا نے آیت نازل کی کہ اے محمدؐ تیرا دشمن دم بریدہ ہے (ان شانک هو الایتر) تو دنیا اور آخرت میں دم بریدہ ہے۔ تو جاہلیت اور اسلام دونوں میں حضرت محمدؐ کا دشمن ہے۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوآدون من حاد اللہ ورسولہ (سورۃ مجادلہ۔ آیت نمبر ۲۲) ”تم ایسی قوم کو نہ پاؤ گے جو اللہ اور روز آخرت (قیامت) پر ایمان لائے اور دوستی کریں ایسوں سے جو مخالف ہوئے اللہ اور اس کے رسول کے، تم پہلے اور اب خدا اور اس کے رسول کے دشمن ہو۔ تم رسول خدا کے خلاف کوشش کرتے رہے۔ پیدل ہو یا سوار ہو۔ آخر کار خدا نے تجھے مغلوب کر دیا۔ تیرا کمر تیری گردن میں ڈال دیا۔ تیری چالوں کو جھوٹ کیا۔ تو نے افسوس کے ساتھ ہاتھ اٹھالیا۔ پھر تو نے خانوادہ رسول اور رسول کی دشمنی میں کوشش شروع کر دی۔ تجھے معاویہ اور آل معاویہ سے کوئی محبت نہیں ہے۔ تجھے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ دشمنی ہے اس کے ساتھ ساتھ تجھے اولاد عبد مناف کے ساتھ قدیم بغض اور حسد ہے اور اس معاملے میں تیری مثال ایسی ہے جیسا شاعر نے کہا ہے۔

تعرض من عمرو و عمرو خزایة	تعرض ضیع القفر لاسد المورد
عمرو نے مجھے طعن دیا عمرو خود خوار ہے	نر شیر کا بجو کیا بگاڑ سکتا ہے
فما هولی ند فاشتم عرضه	ولا هولی عبد فابطش بالعبد
ندو میرا ہسر ہے جو اسکو بے عزت کروں	ندو میرا غلام ہے جو کہوں خاموش ہو جا

عمرو بن عاص کی بات جاری تھی کہ معاویہ نے اس کی بات ختم کرادی اور کہا: بخدا اے عمرو تو ان (ابن عباسؓ) کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بہتر ہے کہ خاموش ہو جا۔ عمرو خاموش ہو گیا۔ ابن عباسؓ نے کہا: اے معاویہ اس کو چھوڑ دو اس کو میسم سے ایسا داغ لگاؤں گا کہ قیامت تک اس کا تنگ و عار باقی رہے گا محافل و مجالس میں لوٹدیاں اور غلام اس بات کو گائیں گے۔ پھر ابن عباسؓ نے عمرو سے کہا اے عمرو بات شروع کرو۔ معاویہ نے ابن عباس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا اے ابن عباس میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ خاموش ہو جا اہل شام سنیں گے اور برا محسوس کریں گے۔ اس کی آخری بات عمرو کے لئے یہ تھی: اے بندے تو گم ہو جا تو ذلیل ہے۔ اس کے بعد وہ چلا گیا۔

(۳۰) گناہ کسی چار و جوہات ہیں: محمد بن ابومیر سے روایت ہے کہ میں بڑے عرصہ تک بشام بن حکم کے پاس رہا۔ میں نے اس سے بہت فائدہ اٹھایا جو عصمت امام کے بارے میں ہے۔ ایک روز میں نے اس سے پوچھا کہ کیا امام معصوم ہوتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں معصوم ہوتا ہے۔ پھر پوچھا کہ عصمت کی کیا علامات ہیں؟ کس چیز کے ذریعہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ امام ہیں؟ فرمایا تمام گناہ چار ہیں ان میں پانچواں گناہ نہیں ہے وہ یہ ہیں۔ حرص، حسد، غضب اور شہوت۔ یہ چاروں باتیں امام میں نہیں ہوتیں۔ دنیا اس کے زیر نگین ہوتی ہے وہ خازن مسلمان ہوتا ہے وہ کیسے حریص ہو۔ وہ حاسد بھی نہیں ہوتا۔ حسد تو اس سے ہوتا ہے جو اس سے بڑا ہو اور اس سے بڑا کوئی بھی نہیں ہوتا۔ اپنے سے چھوٹے سے کون حسد کرتا ہے۔ وہ دنیا کے امور کی کسی چیز پر ناراض نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر ناراض ہوتا ہے۔ اللہ نے حدود جاری کرتے اس پر فرض کیے ہیں۔ اس معاملے میں وہ کسی کی پروا نہیں کرتا اور نہ زنی برتتا ہے۔ خدا کی حدود قائم کرتا ہے۔ خواہشات کی پیروی نہیں کرتا۔ دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے آخرت محبوب بنائی ہے جس طرح ہمارے لئے دنیا۔ وہ آخرت کی طرف نگاہ کرتا ہے جس طرح ہم دنیا کی طرف دیکھتے ہیں۔ کیا تم نے کسی شخص کو دیکھا ہے کہ کسی اچھی چیز کو چھوڑ کر بری چیز کی طرف جائے؟ یا کیزہ (ذائقہ دار) کھانا چھوڑ کر کروتے (بدبودار) کھانے کی طرف جائے۔ نرم کیزے کو چھوڑ کر سخت (جھپٹے)

والے کپڑے کو پسند کرے۔ دائمی نعمت کو چھوڑ کر فنا ہونے والی دنیا کی دولت کو پسند کرے۔

(۳۱) چار حج کرنے کا ثواب: منصور بن حازم نے کہا کہ میں نے جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) سے پوچھا کہ چار حج ادا کرنے کا کیا ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا: اے منصور چار حج ادا کرنے سے بندہ فٹنہ قبر سے ہمیشہ بچا رہے گا۔ اس کی موت کے بعد اس کے حج آدمیوں کی شکل میں اس کے سامنے ہوں گے۔ قبر سے محشر ہونے تک نماز پڑھتے رہیں گے اور اس نماز کا ثواب اسکو ملے گا۔ اس نماز کا ثواب آدمیوں کی ہزار رکعت نماز کے برابر ہوگا۔

(۳۲) چار قسم کا مال فائدہ نہیں دے گا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ چار قسم کا مال فائدہ نہیں دے گا۔ ایک خیانت کا مال، دوسرے مال غنیمت سے چوری کیا ہوا مال، تیسرے چوری کیا ہوا مال، چوتھے سود کا مال، حج، عمرہ اور صدقہ میں فائدہ نہیں دے گا۔

(۳۳) مکمل خوراک کی چار علامات ہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ جس خوراک میں یہ چار باتیں ہوں گی وہ مکمل ہے۔ ایک حلال ہو۔ دوسرے بہت زیادہ کھانے والے ہوں۔ تیسرے اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کیا ہو۔ چوتھے کھانا کھانے کے بعد پروردگار کی حمد و ثناء ادا کی گئی ہو۔

(۳۴) نطفہ حرام کی چار نشانیاں ہیں: جناب جعفر بن محمد (امام صادق) نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ ڈرنہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور اس کے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں (برایا بھلا)۔ وہ شیطان کا ساتھی ہے۔ جس کو یہ پرواہ نہ ہو کہ جو گناہ وہ کر رہا ہے اسے لوگ دیکھ رہے ہیں وہ شیطان کا شریک ہے۔ جو بلا کسی سبب کے اپنے مومن بھائی کی برائی بیان کرے شیطان کا شریک ہے۔ جو حرام کی محبت اور شہوت میں ڈوبا ہوا ہو وہ شیطان کا شریک ہے۔ پھر (آپ نے) فرمایا کہ حرام زادوں کی چار علامات ہیں۔ ایک ہمارے خانوادہ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ دوسرے حرام کی پیدائش والے کو دوست رکھتے ہیں۔ تیسرے دین کو حقیر سمجھتے ہیں۔ چوتھے لوگوں سے بدسلوکی کرتے ہیں۔ کوئی شخص اپنے بھائیوں سے بدسلوکی نہیں کرتا مگر ولد الزنا یا حیض کا نطفہ۔

(۳۵) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو چار باتوں کی وصیت کی: جناب امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چار باتوں کی وصیت کی۔ ایک یہ کہ جب تیرے گناہ معاف نہ ہوں دوسروں کی عیب جوئی میں مشغول نہ ہونا۔ دوسرے جب تک میرے خزانے ختم نہ ہوں اپنی روزی کی فکر مت کرنا۔ تیسرے میری حاکمیت کے ہوتے ہوئے کسی غیر کی حاکمیت کو تسلیم نہ کرنا۔ چوتھے جب تک شیطان مر نہ جائے اس کے مکر و فریب سے غافل نہ رہنا۔

(۳۶) حضرت امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) جب کسی جنگ پر روانہ ہوتے تو آپ کے ساتھ چار باتیں ہوتیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ جب میں علی کو جنگ پر روانہ کرتا تو جبریل ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ آپ کی دائیں طرف، میکائیل ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ بائیں طرف، موت کا فرشتہ آگے آگے اور بادل اوپر سایہ کیے ہوتے۔ یہاں تک کہ فتح یاب ہوتے۔

(۳۷) اس شخص پر حیرت ہو جو چار چیزوں سے ڈرتا ہے اور دوسری چار چیزوں سے پناہ نہیں لیتا: جناب جعفر بن محمد (امام صادق) علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس شخص پر حیرت ہے کہ وہ چار چیزوں سے ڈرتا ہے لیکن دوسری چار چیزوں سے پناہ نہیں لیتا۔ تعجب ہے کہ ڈرتا تو ہے مگر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے پناہ نہیں لیتا۔ "حسبنا اللہ و نعم الوکیل" کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ جل جلالہ اس کے فوراً بعد ہی فرماتا ہے "فانقلہ انعمۃ من اللہ و فضلہ لم یمسہم سوء" (سورہ آل عمران آیات ۱۷۳-۱۷۴) (ترجمہ: اللہ ہمارے لئے کافی ہے اور وہ

بہتر کار ساز ہے۔ پس وہ خدا کی نعمت اور فضل کے ساتھ پلٹ کر آئے اور ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچی)۔ اور میں تعجب کرتا ہوں کہ رنجیدہ ہوتا ہے مگر اللہ کی اس آیت سے پناہ نہیں لیتا۔ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے فوراً بعد فرمایا ہے۔ فاستجینا له ونجیناہ من الغم وکذلک ننجی المؤمنین (سورۃ انبیاء آیات ۸۷-۸۸) (ترجمہ: سوائے تیرے کوئی معبود نہیں ہے میں تو غلطی پر تھا۔ پس ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اس مصیبت سے نجات دی۔ اور ہم مومنوں کو اسی طرح نجات دے دیا کرتے ہیں)۔ میں حیران ہوں کہ وہو کہ کھاتا ہے لیکن اللہ کی اس امید سے پناہ نہیں لیتا۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا ہے فوقیہ اللہ سینات مامکروا (سورۃ مومن آیات ۴۲-۴۵) (ترجمہ: میں تو اپنے معاملے کو اللہ کے سپرد کیے دیتا ہوں بیشک اللہ سب بندوں کا نگران ہے۔ چنانچہ جو چاہیں وہ چلے اللہ نے ان کی چالوں سے اسے بچائے رکھا)۔ تعجب ہے کہ دنیا اور اس کی فضیلت کا دلدادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس آیت پر عمل کیوں نہیں کرتا۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان ترن انا اقل منک مالا وولداً فعیسیٰ ربی ان یؤتین خیراً من جنتک (سورۃ کہف آیت ۳۹) (ترجمہ: جو کچھ اللہ نے چاہا (سو ہوا) خدا کی قوت کے بغیر کوئی قوت نہیں تو یہ سمجھتا ہے کہ میں مال و اولاد میں تجھ سے کم ہوں)۔ لفظ عسیٰ مثبت معنی دیتا ہے۔

(۳۸) چار اشخاص نے علی علیہ السلام کی ولایت کے سلسلے میں اپنی گواہی کو چھپایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں حضرت علیؑ کی بددعا قبول کر لی: جابر بن عبد اللہ انصاری نے کہا کہ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے خطبہ میں کہا کہ منبر کے سامنے رسول اللہ کے چار صحابی ایک انس بن مالک، دوسرے براء بن عازب، تیسرے اشعث بن قیس کندی اور چوتھے خالد بن یزید بنجلی موجود تھے۔ آپ نے انس بن مالک کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے (جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کے مولا ہیں) اگر آج ولایت کی گواہی ندی تو برص کے مرض میں ہو کر مرو گے۔ عمامہ سے اپنا سر نہ چھپا سکو گے۔ اشعث بن قیس کندی سے فرمایا اگر تم نے من کنت مولا فہذا علی مولا کی حدیث رسول اللہ سے سنی اور آج میری ولایت کی گواہی ندی تو دونوں آنکھوں سے اندھے ہو کر مرو گے۔ خالد بن یزید سے فرمایا کہ اگر تم نے رسول اللہ سے من کنت مولا فہذا علی مولا اللہم وال من والہ و عادمین عادہ والی حدیث سنی ہے آج میری ولایت کی گواہی ندی تو پروردگار تجھے جاہلیت کی موت مارے گا۔ براء بن عازب سے فرمایا: اگر تم نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ من کنت مولا فہذا علی مولا اللہم وال من والہ و عادمین عادہ پر تم نے آج اس ولایت کی گواہی ندی تو خدا تمہیں ایسی جگہ موت دے گا جہاں سے تم نے ہجرت کی ہوگی۔ جابر بن عبد اللہ انصاری نے کہا کہ میں نے انس بن مالک کو مبروص دیکھا کہ اس عیب کو اپنے (سر سے) عمامہ سے چھپانا چاہتا تھا اور وہ نہیں چھپتا تھا۔ اشعث بن قیس کندی کو دیکھا وہ اندھا ہو چکا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ علی نے میرے لئے دنیا میں اندھا ہونے کی بددعا کی مگر خدا کا شکر ہے آخرت میں عذاب ہونے کی بددعا نہیں دی۔ خالد بن یزید کے گھر والوں نے اس کے گھر میں ذہن کرنے کے لئے گڑھا کھودا۔ جب اس کی قوم کندہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے گھوڑے اور اونٹ اس کے دروازے پر لا کر ذبح کیے اس طرح وہ جاہلیت کی موت مرا۔ براء بن عازب کو معاویہ نے یمن کا گورنر بنایا۔ چنانچہ وہ وہیں مرا جہاں سے ہجرت کی تھی۔

(۳۹) چار باتوں سے دنیا میں امان ہے: اور چار کلمے آخرت کے لئے ہیں: ابوہریرہ بن عبد اللہ خراسانی نے کہا کہ میں نے عطاء بن ابی ریح سے سنا ہے۔ وہ عبد اللہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ قیصر بن مخارق البہالی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے خوش

آمدید کہا پھر قبضہ بن مخارق سے پوچھا: کیسے آنا ہوا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بوڑھا ہو گیا ہوں، ست ہو گیا ہوں، اپنی عورت کے قابل نہیں ہوں، کام کرنے سے عاجز ہوں۔ مجھے کچھ ایسے کلمے تعلیم فرمائیے جس سے پروردگار عالم مجھے فائدہ دے مختصر یہ کہ میں فراموش شدہ آدمی ہوں۔ (آپ نے) فرمایا اے قبضہ کیا کہا؟ اس نے دوبارہ کہا۔ (آپ نے) فرمایا کیا کہا؟ دوبارہ کہا؟ (اس نے) دوبارہ عرض کیا۔ پھر کہا کیا کہا؟ اس نے پھر عرض کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا تیرے ارد گرد جتنے درخت، پتھر، ڈھیلے ہیں تیرے عمر کی داستان پر گریہ کر رہے ہیں۔ اے قبضہ بن مخارق نماز فجر کے بعد تین مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ ولا حول ولا قوة الا باللہ کہو۔ جب ان کو کہو گے تو اندھے ہونے، جذام، برص اور فاج کے مرض سے محفوظ رہو گے۔ اور آخرت کے لئے یہ کلمات کہو۔ اَللّٰهُمَّ اِهْدِنِيْ مِنْ عِنْدِكَ وَاغْضُ عَلَيَّ مِنْ فَضْلِكَ وَاَنْشُرْ عَلَيَّ مِنْ رَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَيَّ مِنْ بَرَكَاتِكَ۔ رسول اللہ کہتے تھے اور مخارق ان کو انگلیوں سے سنتے جاتے تھے۔ ابو بکر اور عمر نے کہا یا رسول اللہ! آپ کے یہ خیال تو ان چار کلمات کو انگلیوں سے مضبوطی سے لگن رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اگر ان کلمات کو لے کر قیامت میں پہنچے اور جان بوجھ کر ان کا پڑھنا نہ چھوڑے تو جنت کے چار دروازے اس شخص کے لئے کھل جائیں گے۔ وہ جس دروازے سے چاہے گا داخل ہوگا۔ نافع کا بیان ہے کہ میں نے اس حدیث کو اپنے بڑی سے بیان کیا جو سن بصری کے ساتھ بیجا کرتا تھا۔ اس نے حسن بصری سے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ اس نے مجھ سے حدیث پوچھی میں نے حدیث بیان کی۔ اس نے کہا کہ اسے خراسانی میری نظر میں یہ حدیث بیش قیمت ہے، تیرے نزدیک غیر اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر مصر پہنچا۔ اس نے اس حدیث کو اس کے راوی سے پوچھا جو اس وقت مصر کا والی تھا اور اس سے کہا میں تم سے کوئی چیز لینے نہیں آیا۔ اس سے حدیث پوچھی اور واپس ہو گیا۔

(۲۰) وسواس کسی وجہ سے چار کام ہیں: جناب ابی الحسن اول (امام موسیٰ کاظم) نے فرمایا کہ چار کام وسواس کی وجہ سے ہیں۔ ایک مٹی کھانا۔ دوسرے ڈھیلے بکھیرنا۔ تیسرے: انتوں سے ناخن کاٹنا۔ چوتھے داڑھی چمانا۔

(۲۱) چار چیزیں کبھی چار چیزوں سے سیر نہیں ہوتیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ چار چیزیں کبھی چار چیزوں سے سیر نہیں ہوتیں۔ ایک زمین بارش سے، دوسری آنکھیں دیکھنے سے، تیسری مادہ (اپنے) نر سے، چوتھے عالم علم سے۔ مسجد کوفہ میں ایک شام کے رہنے والے نے حضرت امیر المؤمنین (حضرت علی ابن ابی طالب) سے دریافت کیا کہ کون سی چار چیزیں چار چیزوں سے کبھی سیر نہیں ہوتیں۔ فرمایا زمین بارش سے۔ مادہ نر سے۔ آنکھ دیکھنے سے اور عالم علم سے۔

(۲۲) جس میں یہ چار عادتیں ہوں گی وہ اللہ کے نور اعظم میں ہو گا: رسول اللہ نے فرمایا کہ جس میں یہ چار عادتیں ہوں گی وہ اللہ کے نور اعظم میں ہوگا۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے یکتا (ایک) ہونے اور میرے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی دے۔ (۲) جب مصیبت اور تکلیف ہو انا للہ وانا الیہ راجعون کہے۔ (۳) جب بھائی ملے تو الحمد للہ رب العالمین کہے اور (۴) جب گناہ سرزور ہو تو استغفر اللہ وانتوب الیہ کہے۔

(۲۳) جس شخص میں یہ چار چیزیں ہوں گی اس کا اسلام مکمل ہو گا: علی بن حسین (امام زین العابدین) نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں گی اس کا اسلام کامل ہوگا، گناہ مٹ جائیں گے، اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو وہ اس سے راضی ہوگا۔ (۱) اللہ کے لئے جو لوگوں سے وعدہ کرے وہ پورا کرے۔ (۲) لوگوں سے اس کی زبان سچی ہو۔ (۳) برے کام کرنے سے اللہ اور لوگوں سے شرم کرے۔ (۴) اپنے اہل و عیال سے خوش خلقی سے پیش آئے۔

(۴۴) چار کلمات حکمت کہے ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ دریا کا کوئی ہمسایہ نہیں۔ بادشاہ کا کوئی دوست نہیں۔ تندرستی کی کوئی قیمت نہیں۔ انسان بہت سی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے جن کا خود اسے علم نہیں۔

(شرح: سمندر میں ہمیشہ در جزرواقعہ ہوتا رہتا ہے جو بھی سمندر کے قریب جائے گا اس کی موجوں کا شکار ہو جائے گا۔ بادشاہ ہمیشہ اپنے بارے میں سوچتا ہے اور اپنے تخت و تاج کا تحفظ کرتا ہے۔ وہ کسی دوست کے ساتھ کوئی رعایت نہیں برتتا۔)

(۴۵) چار عادتوں سے جنت کے چار گھروں میں ہو گا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ جو شخص میرے ساتھ چار باتوں کا وعدہ کرے میں اس سے جنت کے چار گھروں کا وعدہ کرتا ہوں۔ (۱) خرچ کرے۔ (۲) فقر سے نہ ڈرے۔ (۳) لوگوں سے اپنی ذات سے انصاف کرے اور دنیا میں امن پھیلائے۔ (۴) خود حق پر ہوتے ہوئے بھی کسی سے جھگڑا نہ کرے۔

(۴۶) جس میں یہ چار عادتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا: جناب ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ چار عادتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔ ایک یتیم کو پناہ دینا۔ دوسرے کمزور پر رحم کرنا۔ تیسرے والدین سے نرمی برتنا۔ چوتھے اپنے غلام پر نرمی کرنا۔

(۴۷) جو چار باتوں سے کنارہ کش ہو گا وہ بہشت میں جائے گا: رسول اللہؐ نے فرمایا: میری امت کا جو شخص چار باتوں سے کنارہ کش ہو گا وہ بہشت میں ہو گا۔ (۱) خواہش دنیا سے علیحدگی (۲) خواہش نفس سے علیحدگی (۳) شکم کی پیروی سے علیحدگی (۴) بدکاری سے علیحدگی۔

میری امت کی عورتیں اگر چار باتوں کی پابند ہوں گی ان کے لئے جنت ہے۔ (۱) حفاظت عصمت (۲) اپنے شوہر کی فرمانبرداری (۳) نماز کی پابندی (۴) روزے کی پابندی۔

(۴۸) اللہ تعالیٰ چار اشخاص پر نظر کرم کرے گا: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا: خدا قیامت کے روز چار اشخاص پر نظر کرم کرے گا۔ (۱) جو نام ہونے والے کو درگزر کر دے (۲) جو مجبور و لاچار کی مدد کرے (۳) جو غلام کو آزاد کر دے (۴) جو مجرد (جو شادی کے قابل ہو مگر) غربت کی وجہ سے شادی نہ کر سکتا ہو کی شادی کرادے۔

(۴۹) شیعہ چار باتوں میں گرفتار نہیں ہوں گے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا: اللہ ہمارے شیعوں کو چار چیزوں میں گرفتار نہیں کرے گا۔ (۱) وہ زنا زادہ نہیں ہوگا (۲) بھیک مانگنے والا نہیں ہوگا (۳) بد فعلی نہیں کرے گا (۴) ہری آنکھوں والا نہیں ہوگا۔

(۵۰) جس میں چار صفات ہوں وہ اللہ کی پناہ میں ہو گا: رسول اللہؐ نے فرمایا: جس شخص میں چار صفات ہوں گی اللہ اسے اپنی رحمت میں رکھے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔ (۱) لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آئے (۲) مصیبت زدہ کا ساتھ دے (۳) والدین کے ساتھ مہربانی سے پیش آئے (۴) غلاموں پر احسان کرے۔

(۵۱) اللہ تعالیٰ نے ہر ایک میں سے چار کو منتخب کیا: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے چار کو منتخب کیا۔ فرشتوں میں سے چار فرشتے۔ (۱) حضرت جبریلؑ (۲) حضرت میکائیلؑ (۳) حضرت اسرافیلؑ (۴) حضرت عزرائیلؑ (ملک الموت)۔ دنیا میں سے چار صاحب تلوار انبیاء مرسلین (۱) حضرت ابراہیمؑ (۲) حضرت داؤدؑ (۳) حضرت موسیٰؑ اور میں (حضرت محمدؐ)۔ گھرانوں میں

سے چار گھرانے (ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحاً و آل ابراہیم و آل عمران علی العالمین) (سورۃ آل عمران - آیت نمبر ۳۲) یعنی حضرت آدم کا گھرانہ، حضرت نوح کا گھرانہ، آل ابراہیم اور آل عمران۔ شہروں میں سے چار شہر (والتین والیتون و طور سینین و هذا البلد الامین)۔ داتین سے مراد مدینہ منورہ، زیتون سے بیت المقدس، طور سینین سے مراد کوفہ اور بلد امین سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ عورتوں میں سے چار عورتیں (۱) حضرت مریمؑ (۲) حضرت آسیہؑ (۳) حضرت خدیجہؑ (۴) حضرت فاطمہؑ۔ حج میں سے چار ارکان حج۔ (۱) قربانی کرنا (۲) بلند آواز (فریاد کرنا) (۳) احرام باندھنا (۴) طواف۔ مہینوں میں سے چار مہینے جو محترم ہیں۔ (۱) رجب (۲) شوال (۳) ذیقعد (۴) ذوالحجہ۔ اور ایام میں سے چار یوم (۱) یوم جمعہ (۲) یوم ترویہ (۳) یوم عرفہ (۴) یوم عید قربان۔

(۵۲) چار چیزیں باعث غم ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ ایک روز امیر المؤمنین (حضرت علی علیہ السلام) غمگین ہوئے اور فرمانے لگے۔ میں گھر کی دہلیز پر نہیں بیٹھتا، گوسفند کے ریوڑ کے درمیان سے نہیں گزرا، کھڑے ہو کر کپڑے نہیں پہننا اور عمامہ سے منہ ہاتھ نہیں پونچھے پھر یہ فکر و غم کہاں سے آگئے؟

(۵۳) چار باتیں امت محمدؐ میں تاقیامت دھیں گئی: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ چار باتیں میری امت میں تاقیامت رہیں گی۔ (۱) خاندانی فخر (۲) نسب میں طعنہ دینا (۳) ستاروں کی مدد سے بارش کی پیش گوئی کرنا (۴) مردوں پر نوحہ کرنا۔

رونے پینے والے اگر اپنی موت سے پہلے توبہ نہ کریں تو روز قیامت تارکول کا کرت پہننے ہوئے اور خارش کے مرض میں مبتلا ہوں گے۔

(شرح: قطران ایک سیاہ بدبودار تیل ہوتا ہے اور جرب ایک جلدی بیماری ہے جیسے کچلی (گنجا پن) جو اونٹ اور بھینر وغیرہ کو ہو جاتی ہے اور اس کا علاج اکثر روغن قطران سے کیا جاتا ہے اور جب یہ بدبودار تیل اس پر ملا جاتا ہے تو جسم بد نما ہو جاتا ہے اور بڑا اڑا لگتا ہے اور یہ بدروئی روز قیامت اس عورت کے لئے ہوگی جو کسی مرد سے کی تعزیر داری و نوحہ خوانی کرے گی۔)

(یہ عام مردوں کے لئے رونے پینے میں حد سے بڑھ جانے کے لئے ہے۔ اس کا تعلق سید الشہداء کی مجلس عزاء سے ہرگز نہیں ہے)

(مترجم شرح)

(۵۴) جسم چار چیزوں سے بنا ہے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا: جسم چار چیزوں سے بنا ہے۔ (۱) روح (۲) عقل (۳) خون (۴) تنفس۔ جب روح باہر نکلتی ہے تو عقل بھی نکل جاتی ہے۔ اور جب روح کسی چیز (خواب) کو دیکھتی ہے تو عقل اس کو یاد رکھتی ہے اور خون اور تنفس اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں۔

(شرح: ظاہر یہ ان خوابوں کی بات ہو رہی ہے جو دیکھے جاتے ہیں۔ اور ان کا سب یہ ہے کہ نیند کی حالت میں روح و عقل تن سے نکل جاتی ہے اور ہر جگہ چکر لگاتی رہتی ہے۔ اور جو کچھ وہ دیکھتی ہے وہی خواب بن جاتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مقصود بیان مطابقتاً غور و فکر ہو اور اس روایت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ روح و عقل بھی اجسام ہیں جیسا کہ متکلمین کہا کرتے ہیں۔)

(۵۵) بقاء انسان چار چیزوں پر منحصر ہے اور آگ کی چار اقسام: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ انسان کی بقاء چار چیزوں پر منحصر ہے۔ آگ، نور، ہوا اور پانی۔ آگ (حرارت) کی وجہ سے انسان کھانا پیتا ہے۔ نور کی وجہ سے دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے۔ ہوا کی وجہ سے سنتا اور سونگھتا ہے۔ اور پانی کی وجہ سے کھانے پینے کا ذائقہ محسوس کرتا ہے۔ اگر معدے میں آگ (حرارت) نہ ہو تو کھانا پینا منہمک کر سکتے ہیں۔ اگر نور نہ

ہو تو دیکھ نہ سکے۔ اگر ہوانہ ہو تو معدے میں آگ (حرارت) نہ قائم رہے۔ اگر پانی نہ ہو تو کھانے پینے کی لذت محسوس نہ ہو۔ راوی نے کہا کہ میں نے آپ سے آگ کے بارے میں پوچھا تو (آپ نے) فرمایا: آگ کی چار اقسام ہیں۔ ایک آگ سے کھایا پیا جاتا ہے۔ دوسری آگ سے (صرف) کھایا جاتا ہے پیا نہیں جاتا تیسری آگ سے صرف پیا جاتا ہے کھایا نہیں جاتا۔ اور (چوتھی) آگ سے نہ کھایا جاتا ہے نہ پیا جاتا ہے۔ وہ آگ جس سے کھایا پیا جاتا ہے وہ ابن آدم اور تمام حیوانوں کی آگ ہے (اس سے مراد عزیزہ یعنی خواہشات کی آگ ہے جس کی بناء پر وہ کھاتے اور پیتے ہیں)۔ وہ آگ جس سے کھایا جاتا ہے لیکن پیا نہیں جاتا وہ آگ ایندھن (کی) ہے۔ وہ آگ جس سے صرف پیا جاتا ہے کھایا نہیں جاتا، وہ آگ درخت کی آگ ہے۔ وہ آگ جس سے نہ کھایا جاتا ہے نہ پیا جاتا ہے۔ وہ پتھر چقمانی اور جگنو کی آگ ہے۔

(شرح: اس روایت کا متن مضطرب ہے (یعنی غیر واضح ہے) کیونکہ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مقصود بیان آیا انسانی بدن کن چیزوں سے مرکب ہے بتانا ہے یا یہ بتانا ہے کہ انسانی زندگی کا دار و مدار کن چیزوں پر ہے۔ جب پہلے دو فقروں پر غور کرتے ہیں جو آتش و نور کے متعلق ہیں تو آتش و نور سے انسان کی اندرونی کیفیت کا پتہ چلتا ہے کہ دونوں اس کی ترکیب میں شامل ہیں۔ اور انہی کی وجہ سے قدرت و عقل اس میں پیدا ہوتی ہے۔ اور دوسرے دو فقروں میں ہو اور پانی کا تذکرہ ہے جو انسان کی بدنی ترکیب سے خارج ہیں جو شرط ساعت ہے۔ اور اگر پانی سے مقصد زبان کا لعاب (تھوک) ہے تو پھر تیسرے میں اشکال پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حدیث کی ابتداء میں ہوا کو سونگھنے اور سننے کی شرط قرار دیا ہے۔ اور اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے اس کو آتش معدہ کے بھڑکنے کی شرط قرار دیا گیا جبکہ اس بات کا اس سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔

بہر حال جسم کے خلیوں کے تقسیم کا عناصر کا بیان جو علم کیمسٹری (Chemistry) میں نوے تک بتائے گئے ہیں اور قوت تعقل و بصارت کا بیان اور اس کی شرائط اور خصوصیات اور نظام انہضام کی شرائط بڑی تشریح طلب ہیں جو اس کتاب کی گنجائش سے باہر ہیں بہر حال قابل توجہ نقطہ جو اس حدیث میں ہے وہ یہ ہے کہ اس میں تعقل کو آتش و حرارت کا نتیجہ قرار دیا ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تعقل بھی مادی جسم کے آثار میں سے ایک اثر ہے کیونکہ آتش و حرارت مادی ہوتے ہیں۔ اور یہ قدیم حکماء کا رد ہے (یعنی ان کے قول کے مخالف ہے) جو روح کو مجرد سمجھتے ہیں اور تعقل کو اس کی قوتوں میں سے ایک قوت شمار کرتے ہیں۔)

(۵۶) چار چیزیں دل کو تباہ اور نفاق کمی پرورش کرتی ہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ چار چیزیں دل کو تباہ کرتی ہیں اور اس میں نفاق کی پرورش کرتی ہیں۔ جس طرح پانی سے درخت کی نشوونما ہوتی ہے۔ (۱) لہو لعاب کا سننا (۲) کسی کو حقیر سمجھ کر کچھ دینا (۳) شاہی دربار میں جانا (۴) شکار کی طلب۔

(۵۷) رسول اللہ چار قبائل کو دوست اور چار قبائل کو دشمن رکھتے تھے: جناب رضا (امام ہشتم) اپنے والد بزرگوار سے اور آنجناب اپنے جد امجد سے اور اپنے آباؤ اجداد کرام علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ چار قبائل کو دوست رکھتے تھے۔ (۱) انصار (۲) عبد القیس (۳) اسلم (۴) بنو تمیم۔ اور بنو امیہ، حنیف، ثقیف اور بنو ذیل کو دشمن رکھتے تھے۔ (آپ نے) فرمایا کہ میری والدہ بنو مکر اور ثقیف سے نہیں تھیں۔ بنو امیہ کے علاوہ ہر قبیلہ میں شریف لوگ موجود ہیں۔

(شرح: ان چار قبائل سے پیغمبر کی دوستی ان کے اچھے اسلام و حسن اخلاق کی بناء پر ہے۔ جیسا کہ انصار یعنی مدینے کے عربوں نے سب سے بڑھ کر پیغمبرؐ و اسلام کے بارے میں اپنے اخلاص کا اظہار کیا۔ اور دوسرے چار قبائل سے پیغمبرؐ کی دشمنی ان کے نفاق اور مستحقہ کی وجہ سے تھی جس کا مرنے والا

امیر تھے اور تاریخ خود اس کی گواہ ہے۔)

(۵۸) چار چیزیں دل کو برباد کر دیتی ہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ چار چیزیں دل کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔ (۱) گناہ پر گناہ کرنا (۲)

عورتوں سے بہت زیادہ صحبت رکھنا (۳) کسی بے وقوف سے جھگڑا کرنا جو پس پشت باتیں بنائے اور حق بات قبول نہ کرے۔ (۴) مژدوں کی مجالس میں بیٹھنا۔ عرض کیا گیا رسول اللہ مژدوں کے پاس بیٹھنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اچھی گزراوقات والا دولت مند مراد ہے۔

(۵۹) چار مومنین سے دنیا خالی نہیں ہوگی: ان دونوں میں سے کسی ایک امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہما السلام نے فرمایا کہ دنیا کبھی

چار مومنین سے خالی نہیں ہوگی۔ اس سے زیادہ ہو جائیں گے۔ مگر کم نہیں ہوں گے جیسے چار چار طنائوں کے بغیر تانی نہیں جا سکتی درمیان میں ستون ہوتا ہے۔ ستون سے مراد امام وقت ہے جو دنیا کی چاروں طنائوں کی حفاظت کرتا ہے۔

(۶۰) چار عادتوں پر عمل کرنے سے طب (علاج) کمی ضرورت نہیں ہوتی: امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب) نے

اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ میں تمہیں چار باتوں سے آگاہ کرتا ہوں اگر تم ان پر عمل کرو گے تو تم کو طب (علاج) کی ضرورت نہیں رہے

گی۔ (امام حسن) نے فرمایا: جی فرمائیں اے امیر المومنین۔ آپ نے فرمایا: (۱) کھانا کھانے اس وقت تک نہ بیٹھو جب تک بھوک نہ لگی ہو (۲)

کھانے سے رک جاؤ جبکہ ابھی تمہاری بھوک ختم نہ ہوئی ہو (۳) کھانا اچھی طرح چبا چبا کر کھاؤ (۴) رات کو سونے سے پہلے قضا حاجت کر لو۔ اگر

ان باتوں پر عمل کرو گے تو تمہیں طب (علاج) کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

(۶۱) چار چیزیں مومن میں نہیں ہوتیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ چار باتیں مومن میں نہیں ہوتیں۔ (۱) وہ

دیوانہ نہیں ہوتا (۲) لوگوں کے گھروں پر جا کر (دست) سوال (درازا) نہیں کرتا (۳) ولد ازنا نہیں ہوتا (۴) بد فعلی نہیں کرتا۔

(۶۲) اللہ تعالیٰ نے مومن سے چار چیزوں کا وعدہ لیا ہے: محمد بن سنان روایت کرتے ہیں کہ جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن سے چار چیزوں کا وعدہ لیا ہے کہ (۱) اس کی بات نہیں مانی جائے گی، اس کی حدیث پر یقین نہیں کیا جائے گا (۲) وہ

اپنے دشمن سے انتقام نہیں لے سکے گا (۳) اپنے غصے کو ٹھنڈا نہیں کر سکے گا مگر خود کو نصیحت کر کے (۴) ہر مومن کے منہ پر خاموشی کا تالا پڑا ہوگا۔

(۶۳) چار باتوں سے مومن جدا نہیں ہوگا: سماع نے جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ مومن

چار باتوں سے الگ نہیں ہوتا۔ (۱) اس کا ہمایہ اسے تکلیف دیتا ہے (۲) شیطان اسے گمراہ کرتا ہے (۳) منافق اسے نقصان پہنچانے کی تاک میں

ہوتا ہے (۴) مومن اس پر حسد کرتا ہے۔ (آپ نے) فرمایا: اے سماع مومن پر حسد سب سے سخت بات ہے میں نے کہا: یہ کیسے؟ فرمایا: اس کے

بارے میں باتیں بتائی جاتی ہیں کہ اور لوگ ان کو مان لیتے ہیں۔

(۶۴) چار باتوں سے بہت جلد سزا ملتی ہے: جناب ابو جعفر (امام محمد باقر) نے فرمایا کہ چار باتوں سے بہت جلد سزا ملتی ہے۔ (۱) تو

نیکی کرے اور اس کا بدلہ برائی سے لے (۲) تو ظلم نہ کرے مگر تیرے ساتھ ظلم ہو (۳) تو کسی سے عہد کرے اس پر کار بند ہو اور مقابل بے وفائی کرے

(۴) تو صلہ رحمی کرے وہ قطع رحمی کرے۔ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہا کہ مجھے رسول اللہ نے وصیت میں فرمایا کہ چار باتوں سے سزا بہت

جلد ملتی ہے۔ (۱) تو کسی کے ساتھ نیکی کرتا ہے وہ تیرے ساتھ نیکی کے بدلے برائی کرتا ہے (۲) تو کسی پر ظلم نہیں کرتا مگر وہ تجھ پر ظلم کرتا ہے (۳) تو

کسی سے وعدہ کرتا ہے اور اسے پورا کرتا ہے۔ مگر دوسرے وفائی کرتا ہے۔ (۴) تو لوگوں سے صلہ رحمی کرتا ہے۔ وہ تجھ سے قطع رحمی کرتے ہیں۔ پھر

رسول اللہ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ جس پر مسلسل زیادتی ہو اس کا آرام رخصت ہو جاتا ہے۔

(۶۵) چار باتوں میں سے اگر ایک کسی کے گھر میں داخل ہو تو وہ گھر تباہ و برباد ہو جاتا ہے: جناب موسیٰ بن قاسم بجلی اپنے اسناد سے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان چار باتوں میں ایک کسی کے گھر میں داخل ہو جائے تو وہ گھر تباہ و برباد ہو جاتا ہے، آباد نہیں ہوتا۔ (۱) خیانت (۲) چوری (۳) شراب نوشی (۴) زنا۔

(۶۶) وہ چیزیں جو چار ستونوں پر قائم ہیں: امیر المومنین (حضرت علی بن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ ایمان چار ستونوں پر قائم ہے۔

(۱) صبر (۲) یقین (۳) عدل (۴) جہاد۔ صبر کی چار شاخیں ہیں۔ (۱) شوق (۲) خوف (۳) زہد (۴) انتظار (موت)۔ جو شخص جنت کا خواہشمند ہوگا اس کا دل شہوت سے خالی ہوگا۔ جو شخص دوزخ سے ڈرتا ہوگا وہ حرام چیزوں (کے کھانے اور کرنے) سے پرہیز کرے گا۔ جو شخص دنیا میں زہد کرے گا نصیبیتیں اس پر آسان ہوں گی۔ جو شخص موت کا انتظار کرے گا وہ نیک کام جلدی کرے گا۔

یقین کی چار شاخیں ہیں۔ (۱) عقل مندی (۲) عاقبت اندیشی (۳) عبرت خیر آثار سے اٹلینا (۴) گذشتہ لوگوں کی سنت پر چلنا۔ جو شخص عقلمند ہوگا اپنی عاقبت کو درست کر لے گا۔ جو شخص دور اندیش ہوگا وہ آثار عبرت خیر کو جان لے گا۔ جو اس کو جانے گا وہ سنت کو جانے گا۔ جو سنت کو جانے گا وہ ایسا ہے کہ اس نے گذشتہ لوگوں کے ساتھ زندگی گزارنی ہے اور ان کے حالات سے نصیحت لی ہے۔

عدالت کی چار شاخیں ہیں۔ (۱) فہم عیسق (گہری سوچ) (۲) علم کی مضبوطی (۳) شگوفہ حکمت (۴) گلزارِ حلم و بردباری۔ جو گہری فکر سے کام لیتا ہے وہ علم کی مشکلات کو حل کرتا ہے۔ جو حکیم ہے وہ عجیب و غریب اور دل پسند باتیں بیان کرے گا۔ جو شخص فرزند و نانا و بیٹا ہے وہ اپنے کام میں کوتاہی نہیں کرے گا، وہ لوگوں میں قابل تعریف زندگی گزارے گا۔

جہاد کی چار شاخیں ہیں۔ (۱) امر بالمعروف (۲) نہی عن المنکر (۳) جنگ میں استحکام (۴) فاسقین سے دشمنی۔ جو امر بالمعروف کا حکم دیتا ہے وہ مومن کی پشت کو مضبوط کرتا ہے۔ جو نہی عن المنکر کا حکم دیتا ہے وہ منافق کی ناک کو زمین پر رگڑتا ہے۔ جو جنگ میں استحکام دکھاتا ہے وہ اپنے کام کو انجام دیتا ہے۔ جو فاسقوں کو دشمن رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ناراض ہوتا ہے۔ یہ ایمان کے ستون اور شاخیں ہیں۔

کفر کے چار ستون ہیں۔ (۱) فسق (۲) سرکشی (۳) شک (۴) شبہ۔ فسق کی چار شاخیں ہیں۔ (۱) جفاکاری (۲) اندھا پن (۳) غفلت (۴) سرکشی۔ جو جفا کار ہے وہ حق کو حقیر سمجھتا ہے، فقہاء کو دشمن رکھتا ہے اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کرتا ہے۔ جو شخص دل کا اندھا ہوتا ہے وہ خدا کی یاد کو بھول جاتا ہے، گمان پر عمل کرتا ہے، شیطان اس پر سوار رہتا ہے۔ جو شخص غافل ہے بڑی امیدیں اس کو دھوکہ دیتی ہیں، جب پردہ اٹھتا ہے تو اس کو حسرت ہوتی ہے۔ جس چیز کو نہیں جانتا وہ خدا کی طرف سے ظاہر ہوتی ہے۔ جس نے اللہ کے فرمان سے سرکشی کی پروردگار اس کو ذلیل کرتا ہے۔ پھر اپنی سلطان (یعنی ذلیل) سے ذلیل کرتا ہے، اپنی بزرگی سے اس کو چھوٹا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کوتاہی کرتا ہے اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کرتا ہے۔

سرکشی کی چار شاخیں ہیں۔ (۱) تعوق (غور کرنا) (۲) کٹکٹش (۳) کج روی (۴) تفرقہ جوئی۔ جو شخص زیادہ غور و فکر کرتا ہے وہ حق کو نہیں پاسکتا، فتنوں کی موجوں میں ڈوب جائے گا۔ ایک فتنہ دور نہ ہوگا کہ دوسرا اس کو گھیر لے گا۔ اس کی دیانت ٹھیک نہیں ہوگی۔ اس کا کام درہم برہم اور خود سرگردان ہوگا۔ جو کٹکٹش پر مبتلا ہوگا اور لوگوں سے دشمنی پر تیار ہوگا اس سے کوئی محبت نہیں کرے گا۔ وہ اپنے کارناموں کا مزد کچھ لے گا۔ برائی اس کے

نزدیک نیکی اور اچھائی اس کے نزدیک برائی ہوگی۔ جو نیکی کو بدی گردانے کا اس پر راستے تنگ ہو جائیں گے۔ وہ دین سے برگشتہ ہو جائے گا اور مومنین کے اصول کی پیروی نہیں کرے گا۔

شک کی چار شاخیں ہیں۔ (۱) مجادلہ (لڑائی، مخالفت) (۲) خوف و ہراس۔ (۳) بددلی (۴) تردید اور سلامتی چاہنا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ "فسای آلاء ربک تتماری (سورہ نجم آیت ۵۵)" اللہ تعالیٰ کی کونسی نعمت میں شک کرتے ہو۔ جس کے سامنے کوئی چیز حاصل ہو جائے وہ پشت کے بل گرے گا۔ جو شک میں سرگرداں ہوا پہلے والے اس سے آگے اور بعد کے آنے والے اس سے مل گئے۔ اور وہ شیطانوں کے پیروں کے نیچے پکچلا جائے گا جو دنیا اور آخرت کے آگے جھک گیا وہ دونوں کے درمیان ہلاک ہوا۔ جس نے نجات پائی یقین کے ذریعہ پائی۔

شک کی چار شاخیں ہیں۔ (۱) خود پسندی، اپنے کو دھوکہ دینا (۲) کشمکش (۳) سوچنا (۴) باطل کو حق کا لباس پہنانا۔ خود پسندی حق کا راستہ روک دیتی ہے۔ خود فریبی خواہش کی آگ میں گرادیتی ہے۔ اندیشہ سرنگوں کر دیتا ہے۔ اور حق کو چھپانا گہری تاریکی ہے۔ یہ کفر اور اس کے ستون اور شاخیں ہیں۔

نفاق چار ستونوں پر قائم ہے۔ (۱) خواہش نفس (۲) ست انگاری (۳) کینہ پروری (۴) لالچ۔

خواہش نفس کی چار شاخیں ہیں۔ (۱) ستم کاری (۲) دست اندازی، مداخلت کرنا، دخل دینا (۳) شہوت رانی (۴) سرکشی۔ جو شخص ستم کار اور ظالم ہوگا اس کی برائیاں بہت ہوں گی۔ وہ گناہ کے کاموں میں بہت جلد پھنس جائے گا۔ جو بلا وجہ مداخلت کرنے والا ہوگا وہ برائی سے الگ نہیں ہوگا، اس کا دل آسودہ نہیں ہوگا۔ اپنے آپ کو خواہش نفس سے الگ نہ کرنے والا برائی میں ڈوب جائے گا۔ جو شخص سرکشی کرے گا وہ بلا وجہ گمراہ ہوگا۔

ستم انگاری کی شاخیں چار ہیں۔ (۱) سستی (۲) دھوکا کھانا (۳) ٹالنا (۴) خواہش رکھنا۔ جو سستی کرے گا وہ دین حق سے پھر جائے گا۔ ٹالنے والا موت تک ایسا ہی کرتا رہے گا۔ اگر خواہش نہ ہو تو انسان کو اپنی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ جب حقیقت معلوم ہوگی تو خوف اور ڈر سے مر جائے گا۔

کینہ پروری کی شاخیں چار ہیں۔ (۱) غرور کرنا (۲) فخر کرنا (۳) طرف داری کرنا (۴) تعصب کرنا۔ جب غرور کرے گا تو الٹا چلے گا۔ جو فخر کرے گا تو ناپاکار ہوگا۔ جو طرف داری کرے گا وہ بار بار گناہ کرے گا۔ جو تعصب کرے گا تو ظلم کرے گا۔ وہ کام بہت برا ہے جو تکبر، اٹلے جانے، ظلم اور جور کے ساتھ کرے گا۔

طمع کی چار شاخیں ہیں۔ (۱) خوشی (۲) سرمستی (۳) گڑگڑانا (۴) زیادہ مانگنا۔ خوش ہونا خدا کے نزدیک برا ہے۔ سرمستی خود فروشی ہے۔ گڑگڑانا اپنے آپ کو گرفتار کرنا ہے کہ گناہوں میں پھنس جائے گا۔ زیادہ مانگنا ایک مشغلہ ہے۔ زیادہ کے مقابلے میں تھوڑی چیز لینا خیر اور نیکی ہے۔ یہ نفاق، اس کے ستون اور شاخیں ہیں۔

(۶۷) نجدہ خار جی نے ابن عباس سے لکھ کر چار باتیں پوچھیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ نجدہ خارجی نے ابن عباسؓ کو ایک خط لکھا اور چار باتیں پوچھیں۔ (۱) کیا رسول اللہؐ عورتوں کو جنگ میں لے جاتے تھے اور انہیں مال غنیمت دیتے تھے؟ (۲) خمس کا کیا مصرف ہے؟ (۳) یتیم کب یتیم نہیں رہتا؟ (۴) کفار کے بچوں کو قتل کرنے کے بارے میں؟ ابن عباسؓ نے اس کو خط لکھا کہ رسول اللہؐ عورتوں کو

جنگ میں لے جاتے تھے اور انہیں مال غنیمت میں حصہ نہیں دیتے تھے۔ فہم ہمارا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا نہیں ہے ہم نے صبر کیا۔ یتیم اس وقت یتیم نہیں رہتا جب اسے احتلام آجائے۔ اگر اس میں عقل نہیں ہے یا وہ پاگل ہے یا ضعیف العقل تو اس کا ولی اس کے مال کی نگرانی کرے گا۔ رسول اللہؐ کفار کے بچوں کے قتل نہیں کرتے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام کافر کے ان بچوں کو قتل کرتے جو کافر تھے، جو مومن ہو جاتے انہیں چھوڑ دیتے۔ اگر تو ان کے انجام کو اس طرح جانتا جس طرح حضرت خضر علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ بڑے ہو کر کافر ہوں گے یا مومن تو بڑے علم والا ہوتا۔

(۶۸) بڑھاپے کے سفید بال چار جگہ ہوتے ہیں: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بڑھاپے کے سفید بال چار جگہ ہوتے ہیں۔ سر کے اگلے حصہ میں ہوں تو برکت کی علامت ہے۔ اگر سر کے دائیں یا بائیں حصہ میں ہوں تو سخاوت کی نشانی ہے۔ اگر گیسو میں ہوں تو بہادری کی علامت ہے۔ اگر گردی میں ہوں تو سخت نحوست کی نشانی ہے۔

(۶۹) لوگ چار قسم کے ہیں: جناب حسن بن علیؑ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ لوگ چار قسم کے ہیں۔ (۱) نیک اخلاق ہیں مگر دولت مند نہیں ہیں۔ (۲) دولت مند ہیں مگر نیک اخلاق نہیں۔ (۳) جو نیک اخلاق ہیں مگر دولت مند یہ تمام آدمیوں سے زیادہ بد بخت ہیں۔ (۴) نیک اخلاق بھی ہیں اور دولت مند بھی ہیں یہ لوگ تمام لوگوں سے اچھے ہیں۔

(۷۰) حق و باطل میں چار انگلیوں کا فاصلہ ہے: کسی نے امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) سے سوال کیا کہ حق اور باطل کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔ آپ نے کان اور دونوں آنکھوں کے درمیان ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا: جو کچھ آنکھیں دیکھتی ہیں وہ حق ہے اور جو کچھ کان سنتے ہیں اکثر باطل ہوتا ہے۔

(۷۱) یتیموں کا خزانہ چار کلمات تھے: جناب ابو جعفرؑ (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ ان دونوں یتیموں کا خزانہ (جن کی دیوار کو حضرت خضرؑ نے سیدھا کر دیا تھا) سونا چاندی نہیں تھا۔ بلکہ (اس دیوار کے نیچے) ایک تختی دفن تھی جس میں چار نصیحت کے کلمے لکھے ہوئے تھے جن کا مطلب ہے کہ صرف میں ہی اللہ ہوں، محمد میرے رسول ہیں۔ مجھے اس شخص پر تعجب آتا ہے جسے یقین ہے کہ موت حق ہے پھر اس کا دل کیوں خوش ہوتا ہے۔ مجھے اس شخص پر تعجب آتا ہے کہ جس کا اعتقاد ہے کہ قیامت کے دن حساب ہوگا پھر وہ کیوں ہنستا ہے؟ حیران ہوں کہ پہلی مرتبہ پیدا ہونے پر یقین ہے مگر دوسری مرتبہ پیدا ہونے کا منکر ہے۔

(۷۲) چار آدمیوں پر سلام کرنا جائز نہیں: امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے چار آدمیوں پر سلام کرنے کو منع کیا ہے۔ (۱) مست پر (۲) مجسمہ ساز پر (۳) زرد باز (کوڑیوں کے ساتھ کھیلنے والے) پر (۴) جو چودہ کے ساتھ (کھیلے اور میں پانچویں کا اضافہ کرتا ہوں یعنی شطرنج کھیلنے والے پر بھی سلام کا کرنا۔ شیخ صدوق)۔

(شرح: چودہ کا کھیل یہ ہے کہ چودہ گڑھے دو قطاروں میں بنائے جاتے ہیں اور اس میں کوڑیاں ڈال کر کھیلتے ہیں اور جتنی زیادہ کوڑیاں جس کے ہاتھ لگیں اس سے کھیل آگے چلتا رہتا ہے اور جو چودہ مرتبہ ہارے وہ ہارا ہوا جانا جاتا ہے۔)

(۷۳) چار چیزوں سے چہرہ روشن ہوتا ہے: جناب ابو عبد اللہؑ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار چیزوں سے چہرہ روشن ہوتا ہے۔ (۱) خوبصورت چہرہ دیکھنا (۲) بہتا ہوا پانی دیکھنا (۳) ہریالی دیکھنا (۴) سوتے وقت سرمہ لگانا۔

(۷۴) محبوب ترین رفیقانے سفر اللہ کے نزدیک چار ہیں: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ سفر کے بہترین ساتھی اللہ کے نزدیک چار ہیں۔

اگر سات ہو جائیں تو برائیں ہے۔ اگر اس سے زیادہ ہو جائیں تو جہال ہے۔ ان کی باتیں زیادہ ہو جائیں گی۔

(۷۵) قیامت کے دن چار آدمیوں پر آگ حرام ہوگی: رسول اللہ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو آگاہ کیوں کرنے کروں کہ قیامت کے روز آگ کن لوگوں پر حرام ہوگی۔ لوگوں نے عرض کیا: آگاہ فرمائیے۔ (آپ نے) فرمایا: (۱) تو اضع کرنے والا (۲) نرم مزاج (۳) موافق (۴) سادہ۔

(شرح: حدیث سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ جس میں بھی یہ بہترین اخلاق ہونگے جو اس کے کامل ایمان کی علامت ہیں اس پر آتش جہنم حرام ہے۔ لیکن مؤلف ظاہر کیا کہنا چاہتے ہیں کہ جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک بھی خوبی ہوگی اس پر آتش دوزخ حرام ہو جائے گی۔)

(۷۶) چار تھوڑی چیزیں بھی بہت ہیں: صالح نے اپنے اسناد کے ساتھ بیان کیا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ چار تھوڑی چیزیں بہت ہیں۔ (۱) آگ (۲) نیند (۳) مرض (۴) دشمنی۔ تھوڑی آگ بہت ہے۔ تھوڑی نیند بہت ہے۔ تھوڑی بیماری بہت ہے۔ تھوڑی دشمنی بہت ہے۔

(۷۷) چار چیزوں کے آنے سے پہلے فائدہ اٹھالو: رسول اللہ نے فرمایا کہ چار چیزوں کے آنے سے پہلے چار چیزوں سے فائدہ اٹھالو۔ (۱) بڑھاپا آنے سے پہلے جوانی سے فائدہ اٹھاؤ (۲) بیماری آنے سے پہلے تندرستی سے فائدہ اٹھاؤ (۳) فقر و فاقہ آنے سے پہلے غنی سے فائدہ اٹھاؤ (۴) موت آنے سے پہلے زندگی سے فائدہ اٹھاؤ۔ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا کہ چار چیزوں کے آنے سے پہلے چار چیزوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ (۱) بڑھاپا آنے سے پہلے جوانی سے (۲) بیماری آنے سے پہلے صحت سے (۳) فقر و فاقہ آنے سے پہلے خوشحالی سے (۴) موت آنے سے پہلے زندگی سے۔

(۷۸) لوگوں کا علم چار کلمات میں ہے: سفیان بن عیینہ نے کہا کہ میں نے جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) کو فرماتے ہوئے سنا کہ عوام الناس کی دانائی چار جملوں میں پائی جاتی ہے۔ (۱) اپنے رب کی معرفت رکھ (۲) (دیکھ کہ) اس نے تیرے ساتھ کیا کیا (۳) اللہ تعالیٰ تجھ سے کیا چاہتا ہے (۴) یہ دیکھ کہ کون سی بات تجھ کو دین سے نکال دے گی۔

(۷۹) میری امت کے لئے چار باتوں میں حق لازم ہے: رسول اللہ نے فرمایا کہ میری امت کے لئے چار باتوں میں حق لازم ہے۔ (۱) توبہ کرنے والے کو دوست رکھیں (۲) کمزور پر رحم کریں (۳) محسن کی مدد کریں (۴) گناہ گار کی بخشش طلب کریں۔

(۸۰) جہاد کی چار قسم ہیں: فضیل بن عیاض سے روایت ہے کہ میں نے جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) سے دریافت کیا کہ جہاد سنت رسول ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے۔ (آپ نے) فرمایا کہ جہاد کی چار قسمیں ہیں۔ دو فرض ہیں ایک سنت ہے جو پیغمبر کی طرف سے واجب امر ہے۔ ایک قسم سنت ہے بطور مطلق۔ دو قسم فرض یہ ہیں۔ پہلا یہ کہ انسان اپنے گناہ چھوڑنے کے لئے جہاد کرے۔ یہ سب سے بڑا جہاد ہے۔ دوسرا جہاد یہ ہے کہ جو ہمسایہ سرحدی کفار کے ساتھ پیش آئے۔ یہ فرض اور لازم ہے۔ جہاد سنت جو فرض کے طور پر انجام پاتا ہے دشمن سے جہاد ہے کہ تمام امت پر فرض ہے۔ اگر اس جہاد کو چھوڑ دیں تو عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ یہ عذاب تمام امت کے لئے ہوگا۔ یہ جہاد امام کے لئے سنت ہے۔ اگر امام موجود ہے اور امت نے اس امام کو چھوڑ دیا ہو۔ امام لوگوں کو لے کر جہاد کرے۔ وہ جہاد جو ہمیشہ سنت ہے (یہ ہے کہ) ہر نیک کام سنت ہے۔ جو شخص نیک کام کی نشر و اشاعت اور ترویج میں کوشش کرے گا، اس پر خود عمل کرے گا۔ یہ بہترین جہاد ہے کیونکہ اس شخص نے ایک سنت کو زندہ کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک نیک کام کی بنیاد رکھی اس کو اس کا اجر ملے گا۔ اس شخص کو بھی اجر ملے گا جس نے اس پر عمل کیا اور عمل کرنے والوں کے اجر

میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(۸۱) بندہ کسی چار آنکھیں ہیں: جناب علی بن حسین (علیہ السلام) نے ایک لمبی حدیث میں فرمایا کہ بندے کی چار آنکھیں ہیں۔ دو آنکھوں سے امور دین و دنیا کو دیکھتا ہے۔ دوسری دو آنکھوں سے امور آخرت دیکھتا ہے۔ جب پروردگار عالم کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کے دل کی دو آنکھوں کو کھول دیتا ہے۔ جس سے وہ غیب کی باتوں کو دیکھتا ہے۔ اور اگر بھلائی نہیں چاہتا تو اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔

(۸۲) چار باتیں سب چیزوں سے افضل ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق *) یا جناب ابو جعفر (امام محمد باقر *) میں سے کسی ایک نے فرمایا کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا کہ مجھے وہ ملا جو کچھ لوگوں کو ملا۔ جو لوگوں کو نہیں ملا وہ بھی ہم لوگوں کو ملا۔ جو چیزیں لوگ نہیں جانتے وہ ہم جانتے ہیں۔ پوشیدگی اور ظاہر میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے کوئی چیز اچھی نہیں۔ خوش حالی اور غربت میں میا نہ روی سے کوئی چیز اچھی نہیں۔ خوشی غمی اور اللہ کے سامنے گریہ و زاری کرنے سے اور کلمہ حق کہنے سے کوئی چیز اچھی نہیں۔

(۸۳) عورتیں چار قسم کی ہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ عورتیں چار قسم کی ہیں۔ (۱) جامع مجمع (۲) ربیع مربع (۳) کرب متع (۴) غل قمل۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ جامع مجمع اس عورت کو کہتے ہیں جو بہت بھلائی اور فراوانی کرنے والی ہو۔ ربیع مربع اس عورت کو کہتے ہیں جس کی گود میں ایک بچہ ہو اور دوسرا پیٹ میں ہو۔ کرم متع اس عورت کو کہتے ہیں جو شوہر کے ساتھ خراب برتاؤ کرے۔ غل قمل اس عورت کو کہتے ہیں جو شوہر کے ساتھ جوؤں کے طوق کی طرح گلے میں ہو۔ طوق چمڑے کا ہو جس میں جو کس بڑی ہوں کہ پہننے والے کو کاٹتی رہیں اور وہ ان کو دور نہ کر سکے۔ ایسی عورت بری ہے شوہر کے گلے پڑ جائے اس کو تکلیف دے وہ اس کو طوق کی طرح الگ نہ کر سکے۔ غل قمل ضرب الشل ہے۔ عرب کے رہنے والے چمڑے کے طوق بناتے ہیں جس کے نچلے حصے میں چربی لگی ہوئی ہوتی ہے اس سے طوق بنا کر دست بستہ قیدی کے گلے میں ڈال دیتے ہیں جس کو وہ نکال نہیں سکتا۔

(۸۴) چار باتیں رسولوں کی سنت ہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ رسولوں کی سنت چار چیزیں ہیں۔ (۱) عطر لگانا (۲) شادی کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) مہندی لگانا۔

(۸۵) چار آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق *) نے فرمایا کہ چار آدمیوں کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (۱) ظالم امام (۲) جو شخص لوگوں کی امامت کرے اور لوگ اس سے نفرت کرتے ہوں (۳) بغیر کسی وجہ کے مالک سے بھاگنے والا غلام (۴) اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے چلی جانے والی عورت۔

(۸۶) جب چار چیزیں عام ہوں گی تو چار سزائیں واقع ہوں گی: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق *) نے فرمایا کہ جب چار چیزیں عام ہوں گی تو چار سزائیں بھی عام ہوں گی۔ (۱) جب زنا عام ہوگا تو زلزلے واقع ہوں گے (۲) جب زکوٰۃ ادا نہ کی جائے گی تو جانور ہلاک ہوں گے (۳) جب حاکم فیصلہ کرنے میں ظلم کرے گا تو آسمان سے بارش نہیں ہوگی (۴) جب عہد شکنی عام ہوگی تو مشرکین مسلمانوں پر کامیاب ہوں گے۔

(۸۷) بدبختی کی نشانیاں چار ہیں: رسول اللہ نے فرمایا کہ بدبختی کی نشانیاں چار ہیں۔ (۱) چشم کی خشکی (۲) دل کی سختی (۳) روزی

کی تلاش میں بہت الجھ (۳) بار بار گناہ۔ رسول اللہ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ بدبختی کی چار نشانیوں ہیں۔ (۱) آنکھوں کی خشکی (۲) دل کی سختی (۳) لمبی لمبی آرزوئیں (۴) دنیا میں باقی رہنے کی خواہش۔

(۸۸) اللہ تعالیٰ نے تمام کلام کو حضرت آدمؑ کے لئے چار کلمات میں جمع کیا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو وحی کی کہ میں نے تیری خاطر تمام کلام کو چار کلمات میں جمع کر دیا ہے۔ حضرت آدمؑ نے عرض کیا: وہ چار کلمات کون سے ہیں؟۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ (۱) ایک میرے لئے ہے (۲) دوسرا تیرے لئے ہے (۳) تیسرا تیرے اور میرے درمیان ہے (۴) چوتھا تیرے اور لوگوں کے درمیان ہے۔ (حضرت آدمؑ نے) عرض کیا کہ اے پالنے والے بیان فرما کہ میں ان کو یاد کروں۔ (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ جو کلمہ میرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ میری عبادت کر اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر۔ وہ کلمہ جو تیرے لئے ہے وہ ہے کہ تو عمل کر میں تجھے صلہ دوں گا جس کی تجھے زیادہ ضرورت ہوگی۔ وہ کلمہ جو تیرے اور میرے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو دعائے مانگ میں اسے قبول کروں گا۔ اور وہ بات جو تیرے اور بندوں کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرو وہی لوگوں کے لئے بھی پسند کر۔

رسول اللہ نے رب ذوالجلال سے روایت کی ہے کہ چار باتیں ہیں۔ ایک میرے لئے ایک تیرے لئے ہے۔ ایک تیرے اور میرے درمیان ہے۔ ایک وہ ہے جو تیرے اور میرے بندوں کے درمیان ہے۔ جو میرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ میری عبادت کر اور کسی کو میرے ساتھ شریک نہ کر۔ وہ کلمہ جو تیرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ تو عمل کرے گا تو تجھے اس سے زیادہ صلہ دوں گا۔ جو تیرے اور میرے بندوں کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرو وہی چیز میرے بندوں کے لئے بھی پسند کر۔ اس روایت میں حضرت آدمؑ کا ذکر نہیں ہے۔

(۸۹) چار لوگوں سے دوستی کرنا منع ہے: جناب ابو جعفر (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار اشخاص کے پاس نہ جاؤ اور ان سے دوستی نہ کرو۔ (۱) احمق (۲) کجسوس (۳) بزدل (۴) جھوٹ بولنے والا۔ احمق دنیا کا فائدہ چاہے گا مگر نقصان پہنچا دے گا۔ کجسوس تم سے کوئی چیز لے گا مگر تمہیں کچھ نہیں دے گا۔ بزدل ضرورت کے وقت تم سے اور اپنے والدین سے بھاگ جائے گا۔ جھوٹا اگرچہ بھی کہے گا تو اس کی بات پر یقین نہیں کیا جائے گا۔

(۹۰) چار اشخاص علم سے فائدہ اٹھاتے ہیں: جعفر بن محمد (امام صادقؑ) اپنے والد بزرگوار علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ علم میں خزانے چھپے ہوئے ہیں۔ ان کی چابیاں سوال کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے سوال کیا کرو۔ علم سے چار اشخاص فائدہ اٹھائیں گے۔ (۱) سوال کرنے والا (۲) بات کرنے والا (۳) سننے والا (۴) ان لوگوں کو دوست رکھنے والا۔

(۹۱) چار چیزوں میں کمی بیشی نہیں کرنی چاہئے: ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ چار چیزوں کو خریدتے وقت قیمت میں کمی نہیں کرانا چاہئے۔ فروخت کرنے والا جو قیمت مانگے دے دینا چاہئے۔ (۱) قربانی کے لئے جانور خریدنے میں (۲) میت کے لئے کفن خریدنے میں (۳) غلام یا کینیز خریدنے میں (۴) مکہ برائے حج جانے کے لئے کرایہ میں۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے رسول اللہ نے فرمایا کہ ان چیزوں میں کمی بیشی نہ کرو۔ قربانی کا جانور خریدنے میں، میت کے لئے کفن خریدنے میں، غلام یا کینیز خریدنے میں اور حج کے لئے مکہ مکرمہ جانے کے لئے سفر کے کرایہ میں۔

(۹۲) غلام یا کنسیز میں چار چیزوں میں سے کوئی ایک چیز اگر ایک سال کے اندر پیدا ہو جائے تو خریدنے والے

کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہے: جناب ابوالحسن ثانی (امام رضا علیہ السلام) نے فرمایا کہ اگر غلام یا کنیز میں ایک سال کے اندر ان چار چیزوں میں سے ایک پیدا ہو جائے تو خریدار کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہے۔ (۱) پاگل ہو جائے (۲) برص کا مرض ہو جائے (۳) جذام کا مرض ہو جائے (۴) قرن پیدا ہو جائے۔ (شرح: قرن عورت کے رحم میں بڑی، جو دخول میں رکاوٹ ڈالتی ہے)۔

(۹۳) بہترین مال چار چیزیں ہیں: حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا مال بہتر ہے؟ (آپ نے) فرمایا کہ کھیتی باڑی جس کو خود کاشت کرے، خود پرورش کرے اور تیار ہونے کے بعد خود کاٹے۔ عرض کیا گیا کہ کھیتی باڑی کے بعد کون سا مال بہتر ہے؟ (آپ نے) فرمایا: گو سفند پالنا ہے، ان کو خود چرا گاہ میں لے جا کر چرا ہے، نماز پڑھے اور زکوٰۃ ادا کرے۔ عرض کیا گیا کہ گو سفند کے بعد کون سا مال بہتر ہے؟ (آپ نے) فرمایا: گائے بھینس پالنا صبح و شام دودھ دیتی ہیں۔ پھر عرض کیا گیا کہ گائے بھینسوں کے بعد کون سا مال بہتر ہے؟ (آپ نے) فرمایا کہ درخت لگانا جن کی جڑیں گیلی زمین میں چلی جاتی ہیں۔ قحط کے دنوں میں خوراک مہیا کرتے ہیں۔ کھجور کا درخت بہترین چیز ہے۔ جو شخص اس کو فروخت کرے گا اس کی قیمت راکھ کی طرح ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر پڑی ہے ہوا چلے تو اسے اڑا کر لے جائے۔ اس کی قیمت سے دوسری کھجوریں خریدی جائیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کھجور کے بعد کون سا مال بہتر ہے؟ آپ خاموش ہو گئے۔ اس شخص نے عرض کیا جناب کا اونٹ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ (آپ نے) فرمایا کہ اونٹ کے رکھنے میں انسان بد بخت ہوتا ہے، دل سخت ہوتا ہے، تکلیف اٹھانا ہوتا ہے، صبح و شام آبادی سے دور رہتا ہے، بیابان میں رہتا ہے، خطرناک ہونے کے علاوہ اس میں کوئی اچھائی نہیں ہے، بد بخت اور نابکار شخص اس کو رکھتے ہیں۔

صالح بن ابی حماد نے کہا کہ مجھے اسماعیل بن مہران نے جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) سے اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جب گو سفند گھر کی طرف رخ کرے تو آ جاتی ہے۔ جب گھر سے چلی جائے تو آ جاتی ہے۔ گائے جب چلی جاتی ہے تو چلی جاتی ہے۔ اونٹ شیطان کی مہار ہے، جب (گھر) آنا چاہے تو آ جاتا ہے، جب چلا جائے تو چلا ہی جاتا ہے۔ (واپس نہیں آتا)۔ اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ خطرناک ہے۔ عرض کیا گیا ایسی صورت میں اسے کون رکھے گا؟ (آپ نے) فرمایا بد بخت اور نابکار لوگ کیسے معلوم ہوں گے؟

صالح نے کہا کہ اسماعیل بن مہران نے یہ شعر کہا۔

ھی المال لولا علیة الحفظ حولها
فمن شاء داراها ومن شاء باعها
اگر اس میں پستی نہ پائی جائے تو یہ مال ہے
جو شخص چاہے اسے رکھے جو شخص چاہے اسے بیچ دے۔

(۹۴) چار نمازیں کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہیں: جناب ابو جعفر (امام محمد باقر) نے فرمایا کہ چار نمازیں ہر وقت پڑھی جاسکتی ہیں۔ (۱) دو رکعت نماز قضا (۲) دو رکعت نماز طواف واجب (۳) نماز کسوف (۴) نماز میت۔

(۹۵) قاضی چار قسم کے ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ قاضی چار قسم کے ہیں۔ (۱) ایک وہ قاضی جس نے فیصلہ ٹھیک کیا مگر اسے اس کا علم نہیں تھا کہ وہ صحیح ہے وہ دوزخ میں جائے گا (۲) دوسرا قاضی وہ ہے جس نے فیصلہ غلط کیا اور اس غلط فیصلے کا علم اسے نہیں ہے۔ وہ بھی دوزخ میں جائے گا۔ (۳) تیسرا قاضی وہ ہے جس نے غلط فیصلہ کیا اور اس کو غلط فیصلہ ہونے کا علم ہے۔ وہ بھی دوزخ میں جائے گا (۴) چوتھا قاضی وہ ہے جس نے درست فیصلہ کیا اور اسے فیصلہ درست ہونے کا علم ہے وہ جنت میں جائے گا۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ جو شخص بھی قاضی ہو وہ مجتہد و عادل ہو جو حکم کو صحیح طور پر سمجھ سکے اور اس کو لاگو کرے۔ اگر وہ بے جا بنے تو بھی وہ جوادہ ہے چاہے فیصلہ ٹھیک ہی کیوں نہ ہو۔)

(۹۶) چار ہستیوں کا خرچ دینا واجب ہے: حریز نے جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) سے دریافت کیا کہ کن ہستیوں کا خرچ اٹھانا واجب ہے؟ (آپ نے) فرمایا ماں، باپ، اولاد اور تیری بیوی۔

(۹۷) دنیا میں چار پیغمبر بادشاہ گزرمے ہیں: جناب ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے بعد چار انبیاء کو بادشاہ بنایا ہے (۱) ذوالقرنین جس کا نام عیاش تھا (۲) حضرت داؤد علیہ السلام (۳) حضرت سلیمان علیہ السلام (۴) حضرت یوسف علیہ السلام۔ عیاش (ذوالقرنین) مشرق اور مغرب کا بادشاہ تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام شامات سے لے کر اصطر کے بادشاہ تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت بھی اتنی ہی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام مصر اور بیابان مصر کے بادشاہ تھے۔

مؤلف کتاب نے فرمایا کہ حدیث میں اس طرح بیان ہوا ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے جس پر میرا اعتقاد ہے کہ ذوالقرنین نبی نہیں تھا۔ خدا کا نیک بندہ تھا۔ خدا کو دوست رکھتا تھا اور خدا اس کو دوست رکھتا تھا۔ وہ خدا کے کام کرتا اور خدا اس کی مدد کرتا۔ امیر المؤمنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ تمہارے درمیان ذوالقرنین کی مانند ایک شخص موجود ہے۔ اس سے مراد حضرت کی اپنی ذات تھی۔ ذوالقرنین خدا کی جانب سے بادشاہ تھا جس طرح طالوت خدا کی جانب سے بادشاہ تھا۔ خدا نے فرمایا قال لهم نبیہم ان اللہ قد بعث لکم طالوت ملکاً۔ (سورۃ بقرہ۔ آیت نمبر ۲۴) (ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنایا ہے) ممکن ہے کہ خدا نے طالوت کو انبیاء کے ضمن میں ذکر کیا ہو حالانکہ وہ نبی نہیں تھا جس طرح فرشتوں کے ضمن میں شیطان کا ذکر فرمایا حالانکہ وہ فرشتہ نہیں تھا بلکہ جن تھا۔ واذ قلنا للملکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن۔ (سورہ کہف آیت ۵۰) (اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے شیطان کے وہ جنوں میں سے تھا۔)

(۹۸) سورج میں چار باتیں ہیں: رسول اللہ نے فرمایا سورج میں چار باتیں ہیں۔ (۱) رنگ کو بدل دینا (۲) ہوا کو بدل دینا ہے (۳) کپڑوں کو بوسیدہ کر دینا (۴) بیماری لانا۔

(۹۹) دوا چار چیزیں ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا دوا چار چیزیں ہیں۔ (۱) حجامت (پچھنے لگانا، خون نکالنا) (۲) سعوٹ (ناک میں دوا ڈالنا) (۳) حقنہ (انٹیہالیٹا) (۴) قے کرنا۔

(۱۰۰) چار چیزیں مزاج کو معتدل کرتی ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار چیزیں مزاج کو معتدل کرتی ہیں۔ (۱) انار شامی (۲) کچی کھجور (۳) بنفشہ (۴) کاسنی۔

(۱۰۱) کراٹ میں چار خوبیاں ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) سے کراٹ (پیاز اور لہسن جیسی) جو ایک قسم کی سبزی ہے، کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اس کو کھاؤ اس میں چار خوبیاں ہیں۔ (۱) یہ منہ کو خوشبودار کرتی ہے (۲) رتخ خارج کرتی ہے (۳) بواسیر کے لئے مفید ہے (۴) اس کا استعمال کرنے والا جذام سے محفوظ رہتا ہے۔

(۱۰۲) خرابی خون کسی چار علامات ہیں: ابو الحسن (امام علی رضاؑ) نے فرمایا خرابی خون کی چار علامات ہیں۔ (۱) شارش ہونا (۲)

پھنسیاں نکلتا (۳) جسم میں سستی (۴) سرچکرا نا۔

(۱۰۳) جنت کسی چار نہریں: رسول اللہ نے فرمایا کہ جنت کی نہریں چار ہیں۔ (۱) فرات (۲) نیل (۳) سیحان (۴) جیحان۔ فرات کا پانی دنیا اور آخرت میں (خوشگوار) ہے۔ نیل آخرت میں شہد کی نہر، سیحان شراب کی نہر اور جیحان دودھ کی نہر ہے۔ (شرح: مطلب یہ ہے کہ جنت کی نہریں بھی ان چار ناموں پر ہوگی لیکن جو چیز ان میں جاری رہتی ہے وہ شیریں و خوشگوار پانی جو فرات میں ہے کے علاوہ شراب، شہد اور دودھ ہے۔)

(۱۰۴) چار طرح کسیت رکھنا منع ہے: حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس شخص کا نام محمد ہو اس کو چار طرح کی کسیت رکھنا منع ہے۔ (۱) ابو عیسیٰ (۲) ابولکم (۳) ابوماک (۴) ابوالقاسم۔

(۱۰۵) بہترین نام چار ہیں اور بدترین نام چار ہیں: رسول اللہ نے منبر سے فرمایا: بہترین نام چار ہیں۔ (۱) عبداللہ (۲) عبدالرحمن (۳) حارث (۴) ہمام۔ اور بدترین نام بھی چار ہیں۔ (۱) ضرار (۲) مرۃ (۳) حرب (۴) ظالم۔

(۱۰۶) چار چیزوں اور چار برتنوں کا استعمال حرام ہے: ابو ربیع شامی نے ابو عبداللہ (امام جعفر صادق) سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت سے شطرنج اور نزد (چوسر) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو (آپ نے) فرمایا: ان کے قریب نہ جاؤ میں نے عرض کیا گانا بجانا کیسا ہے؟ (آپ نے) فرمایا: اس میں بھلائی نہیں ہے اس کو نہ کرو۔ میں نے عرض کیا کہ خرے کی شراب کیسی ہے؟ (آپ نے) فرمایا کہ نشہ آور ہر چیز کے استعمال سے رسول اللہ نے منع کیا ہے، ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔ (میں نے) عرض کیا: ان برتنوں کے بارے میں کیا حکم ہے جن میں شراب بنائی جاتی ہو؟ (آپ نے) فرمایا کہ رسول اللہ نے چار قسم کے برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ دبا، مزفت، حتم، نقیر۔ عرض کیا گیا کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ دبا، پوست کدو ہے۔ مزفت شراب کا چھونا مکا۔ حتم بزرنگ کا کوزہ ہے۔ نقیر لکڑی کا برتن ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ان کو شراب خرمنہ ڈالنے کے لئے بنایا جاتا تھا۔

(شرح: ظاہر مقصد یہ ہے کہ چونکہ یہ برتن نبیذ بنانے میں استعمال ہوتے تھے اور شراب ان کی درزوں میں داخل ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے ان کا پاک کرنا ممکن نہیں تھا اس لئے انہیں دور پھینک دینا چاہئے)۔

(۱۰۷) چار چیزوں کو دفن کرنے کا حکم ہے: حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ نے چار چیزوں کے دفن کرنے کا حکم دیا ہے۔ (۱) بال (۲) دانت (۳) ناخن (۴) خون۔

(۱۰۸) چار عادتیں انبیاء کے اخلاق میں سے ہیں: جناب ابو عبداللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ صبر، نیکی، تحمل اور حسن خلق، اخلاق انبیاء میں سے ہیں۔

(۱۰۹) چار اشخاص پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے، چاہے وہ گھر میں ہوں یا سفر میں: ابو جعفر (امام محمد باقر) نے فرمایا کہ چار اشخاص پر پوری نماز پڑھنا واجب ہے چاہے وہ گھر میں ہوں یا سفر میں (۱) کرایہ پر جانور دینے والا (۲) کرایہ پر جانے والا۔ (۳) اشتھان (ڈاک) لے جانے والا (۴) بیابان میں جانور چرانے والا۔ ان کا کام سفر میں رہنا ہے۔

کتاب کے مؤلف نے کہا کہ اشتھان سے مراد ڈاک ہے۔

(۱۱۰) چار مقامات پر پوری نماز پڑھنا اللہ کی حکمت کا پوشیدہ خزانہ ہے: ابو جعفر (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار مقامات پر پوری نماز پڑھنا اللہ کی دانش کا پوشیدہ خزانہ ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ کا حرم مکہ (خانہ کعبہ) (۲) حرم رسول مقبول (مسجد نبوی) (۳) حرم امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام (نخج) (۴) حرم امام حسین علیہ السلام (کربلا)۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان مقامات پر مسافر دس دن ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو پوری نماز پڑھے نہ یہ کہ دس روز سے کم ٹھہرنے پر بھی نماز پوری پڑھے۔

(۱۱۱) سورہ سجدہ چار ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ سورہ سجدہ چار ہیں جہاں سجدہ کرنا واجب ہے۔ (۱) سورہ علق (۲) سورہ نجم (۳) سورہ تیزیل سجدہ (۴) تم سجدہ۔

(۱۱۲) قیامت میں قدم بڑھانے سے پہلے چار باتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا: حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ قیامت میں بندہ کے قدم نہیں بڑھیں گے جب تک اس سے چار باتوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔ (۱) عمر کہاں گزاری؟ (۲) جوانی کہاں صرف کی؟ (۳) مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ (۴) اہلیت سے محبت رکھتا تھا یا نہیں؟۔

(۱۱۳) آنحضرتؐ نے چار اشخاص سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے: ابن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار اشخاص سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہمیں ان کے نام بتائیے۔ (آپ نے) فرمایا یہ (۱) علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) (۲) سلمان (فارسی) (۳) ابوذر (غفاری) (۴) مقداد ہیں۔ مجھے ان سے محبت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ مجھے آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ (اللہ تعالیٰ) بھی ان سے محبت کرتا ہے۔

ابن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بے شک مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں اپنے (ان) چار اصحاب سے محبت کروں اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ بھی ان سب سے محبت کرتا ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ وہ کون سے اصحاب ہیں؟ ہم میں سے ہر شخص چاہتا تھا کہ وہ ان چار اشخاص میں سے ایک ہو۔ فرمایا (رسول اللہؐ نے) تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ علی ان میں سے ایک ہیں۔ پھر آپ چپ ہو گئے۔ آچھ دیے بعد فرمایا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے (حضرت) علی (ابن ابی طالب علیہ السلام) ان میں سے ایک ہیں۔ ابوذر، سلمان فارسی، اور مقداد ابن اسود کندی کا شمار بھی ان میں ہے۔

(۱۱۴) چار اشخاص جنت میں پہلے داخل ہوں گے: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے رسول خداؐ سے اس حدیث کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: علی کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم ان چار اشخاص میں سے ہو جو جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے۔ میں ہوں گا، تم ہو گے، ہماری ذریت ہمارے پیچھے اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں بائیں ہوں گے۔

(۱۱۵) منافق کی چار علامات: رسول اللہؐ نے فرمایا: جس میں چار باتیں ہوں گی وہ منافق ہوگا۔ اگر اس میں سے ایک صفت منافقت بھی ہوگی تو گویا ایک پہلو نفاق کا ہوگا۔ جب تک کہ اسے ترک نہ کر دے۔ (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے پورا نہ کرے (۳) جب عہد کرے تو اسے توڑ دے (۴) جب جھگڑا کرے تو ہرزہ گوئی (بے ہودہ بکنا) کرے۔

(۱۱۶) دوئے زمین کے سادشاہ چار ہونے دو مومن اور دو کافر: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ روئے زمین کے چار

بادشاہ ہونے دو مومن اور دو کافر۔ مومن بادشاہ سلیمان بن داؤد اور ذوالقرنین جن کا نام عبد اللہ بن ضحاک بن معد تھا۔ اور کافر بادشاہ نمرود اور نخت نصر۔ (شرح: ظاہری طور پر یوں لگتا ہے کہ روئے زمین کا مطلب اس زمانے کی سلطنتیں ہیں جو اس وقت شہرت یافتہ تھیں اور یہ عموم تقریبی تھیں) (تقریب۔ قریب کرنا اس طرح بات کہنا کہ مطلب کو لازم ہو جائے) اور اس نقطہ نظر سے ہے کہ ان حکومتوں کا فرمان اس زمانے کے بیشتر ممالک میں نافذ ہوتا تھا۔ ایک روایت میں یہ بھی لڑا ہے کہ ذوالقرنین کا نام عیاش تھا اور ممکن ہے کہ وہ عیاش بھی ہو۔)

(۱۱۷) لوگوں کے پاس چار قسم کی احادیث نبوی ہیں، پانچویں قسم کی نہیں: سلیم بن قیس ہلمی نے کہا کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین میں نے سلمان (فارسی) و مقداد سے سنا کہ لوگوں کے پاس چار قسم کی احادیث نبوی ہیں پانچویں قسم کی نہیں اور ابو ذر سے تفسیر قرآن اور رسول اللہ کی احادیث سے متعلق چند باتیں سنی ہیں۔ پھر آپ سے میں نے ان سنی ہوئی چیزوں کی تصدیق حاصل کی۔ میں نے لوگوں کے ہاں تفسیر قرآن اور احادیث رسول کے بارے میں بہت سی باتیں دیکھی ہیں وہ ان کی مخالف ہیں جو آپ لوگوں سے سنی ہیں۔ آپ حضرات فرماتے ہیں کہ وہ سب باتیں باطل اور جھوٹ ہیں۔ وہ لوگ جان بوجھ کر رسول اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق تفسیر قرآن کرتے ہیں۔

سلیم کا بیان ہے کہ حضرت عقی نے متوجہ ہو کر فرمایا: اے سلیم تم نے سوال کیا ہے؟ جواب کو سمجھ لو۔ بے شک لوگوں کے درمیان حق، باطل، صدق، کذب، مانع، منسوخ، خاس، عام، محکم، متشابہ، حفظ اور وہم موجود ہے۔ رسول اللہ پر آپ کی زندگی میں ہی جھوٹ باندھا گیا تھا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ نے کھڑے ہو کر فرمایا: اے لوگو! مجھ پر کثرت سے جھوٹ باندھا گیا ہے۔ پس جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ کی نسبت دی ہے اسے چاہئے کہ اپنے ٹھکانہ جہنم میں سمجھے۔ پھر رسول اللہ کے انتقال کے بعد آپ پر جھوٹ منسوب کیا گیا (وضعی احادیث کے ذریعہ)۔ تمہارے پاس احادیث بیان کرنے والے (راوی) چار قسم کے لوگ ہیں ان میں پانچویں قسم کا کوئی آدمی موجود نہیں۔ پہلا منافق ہے جو خود کو ایمان والا ظاہر کرتا ہے لیکن اس کا اسلام بناؤنی ہے۔ وہ رسول اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھنا گناہ نہیں سمجھتا اور نہ وہ اس بات سے باز آئے گا۔ اگر مسلمانوں کو علم ہوتا کہ وہ منافق ہے، بہت جھوٹا ہے تو اس کی بات کو قبول نہ کرتے۔ انہوں نے یہی خیال کیا کہ یہ رسول اللہ کا صحابی ہے، آپ سے حدیث کو سنا ہے، جھوٹ نہیں بولتا، نہ ہی رسول اللہ پر بہتان باندھتا ہے حالانکہ منافقین کے متعلق قرآن میں بتا دیا گیا ہے۔ ان کے متعلق اللہ کا فرمان ہے کہ **واذ رایتہم تعجبک اجسامہم وان یقولوا سمع لقولہم**۔ (سورہ منافقون۔ آیت نمبر ۴) رسول اللہ کے بعد بھی منافقین باقی رہے تھے جنہوں نے جھوٹ کذب اور بہتان کے ذریعے ائمہ ضلال کے اعمال (جھوٹی احادیث) کی تصدیق کی اور انہیں لوگوں کی گردن پر مسلط کیا، ان سے مل کر دنیا کھاتے رہے۔ یہ حقیقت ہے کہ لوگ بادشاہوں اور دنیا کا ساتھ دیتے ہیں۔ مگر وہ شخص ان سے الگ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ یہ (منافق) ان چار میں سے پہلی قسم ہے۔

دوسرا وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ سے حدیث کو سنا لیکن اس کو پوری طرح یاد نہ رکھا، وہ اس حدیث کو یاد کرنے میں وہم کا شکار ہو گیا۔ اس کو اس بات کے جھوٹے ہونے کا یقین نہ ہوا۔ اب وہ حدیث اس کے پاس موجود ہے اور وہ اس کو روایت کرتا رہتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے۔ اگر مسلمانوں کو علم ہوتا کہ وہ شخص شک اور گمان کی وجہ سے ایسا کر رہا ہے تو اس کی حدیث کو قبول نہ کرتے۔ اور اگر خود اس شخص کو علم ہوتا کہ وہ حدیث محض گمان ہی گمان ہے تو وہ خود اس حدیث کو ترک کر دیتا۔

تیسرا وہ شخص ہے جس نے کسی چیز کے متعلق رسول اللہ سے حکم تو سنا ہے مگر بعد میں رسول اللہ نے اس کے متعلق منع فرمایا۔ اس شخص کو حکم کے

متعلق علم ہے لیکن منع کرنے کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔ یا رسول اللہؐ سے کسی چیز کی ممانعت کے متعلق تو سنا ہے لیکن رسول اللہؐ نے بعد میں اس چیز کے متعلق حکم دے دیا ہے۔ نہ اسے منسوخ کا علم ہے اور نہ ناخ کا پتہ ہے اگر اس شخص کو معلوم ہوتا کہ یہ حدیث منسوخ ہے تو وہ ضرور اس کو چھوڑ دیتا اور اگر مسلمانوں کو علم ہوتا کہ یہ حدیث منسوخ ہے تو ضرور ترک کر دیتے۔

چوتھا وہ شخص ہے جو جھوٹ سے نفرت، خوف خدا اور رسول اللہؐ کی تعظیم کی خاطر رسول اللہؐ پر جھوٹ نہیں باندھتا۔ نہ وہ گمان میں مبتلا ہوا بلکہ حدیث کو جیسے سنا ویسے ہی یاد رکھا۔ حدیث کو اس طرح بیان کیا جیسے رسول اللہؐ سے سنا تھا۔ نہ اس حدیث میں زیادتی کی نہ کمی۔ منسوخ (حدیث) کو چھوڑ کر ناخ کو یاد رکھا۔ یا ناخ پر عمل کیا منسوخ کو ترک کر دیا۔ یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہؐ کا حکم اور منع بھی قرآن مجید کی مانند ہے۔ اس میں ناخ، منسوخ، عام، خاص، محکم اور متشابہ موجود ہے۔ رسول اللہؐ کا کلام بھی قرآن مجید کی طرح دو قسم کا ہوتا ہے۔ خاص کلام اور عام کلام۔ (کسی نے) قرآن کی آیت کو سنا لیکن اسے معلوم نہ ہوا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد ہے۔ (اسی طرح) رسول اللہؐ کے کلام کو سنا لیکن اسے یہ معلوم نہ ہوا کہ رسول اللہؐ کا اس سے کیا مقصد ہے۔ رسول اللہؐ کا ہر صحابی ایسا نہ تھا کہ جو کچھ رسول اللہؐ سے پوچھتا اس کو سمجھتا بھی تھا۔ ان میں ایسا آدمی بھی ہوتا تھا جو رسول اللہؐ سے سوال تو کرتا مگر سمجھ نہیں سکتا تھا۔

میں (علیؑ) ہر روز اور ہر رات تخیل کے مقامات پر پوشیدہ باتیں کرنے کی خاطر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ آپ مجھے تخیل کی جگہ پر بٹھاتے۔ جہاں آپ تشریف لے جاتے تھے میں آپ کے ساتھ جاتا تھا۔ اصحاب رسولؐ کو علم ہے کہ رسول اللہؐ میرے سوا کسی سے تخیل میں باتیں نہیں کرتے تھے۔ کبھی یہ انتظام میرے گھر میں ہوتا اور جب میں آپ کے گھر میں حاضر ہوتا تو آپ علیحدہ بات چیت فرماتے اور اپنی عورتوں کو الگ فرمادیتے۔ میرے اور رسول اللہؐ کے علاوہ کوئی آدمی اس مقام پر موجود نہیں ہوتا تھا۔ جب علیحدہ باتوں کی خاطر آپ میرے گھر تشریف لاتے تو ہمارے پاس سے فاطمہؑ اور نہ ہی کوئی میرا بیٹا اٹھایا جاتا۔ جب میں رسول اللہؐ سے سوال کرتا تو آپ جواب دیتے، جب میں چپ ہو جاتا یا میرے مسائل ختم ہو جاتے تو آپ مجھ سے بات چیت شروع کر دیتے۔ قرآن مجید کی جو آیت بھی آپ پر نازل ہوئی وہ آپ نے مجھے پڑھائی، بیان فرما کر مجھے لکھوا دی اور میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے لکھ لیا۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے کہ وہ مجھے اس آیت کو سمجھنے اور یاد کرنے کی قوت عطا کرے۔ میں یاد کرنے کے بعد خدا کی کوئی آیت نہیں بھولا۔ رسول اللہؐ نے حلال و حرام یا امر و نہی اور یا اطاعت یا معصیت، گذشتہ واقعات یا قیامت تک ہونے والے جن کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی تھی ان سب کی مجھے تعلیم دی۔ میں نے ان سب کو یاد کر لیا۔ ان میں سے ایک حرف بھی نہیں بھولا۔ پھر رسول اللہؐ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا اور خدا سے دعا کی کہ وہ میرے سینے کو علم و فہم و حکمت اور نور سے بھر دے۔ مجھے ایسی تعلیم دے جس کے بعد میں ناواقف نہ رہوں۔ مجھے ایسا حافظہ دے کہ میں بھول نہ جاؤں۔ ایک دن میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ جس دن سے آپ نے اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دعا فرمائی ہے، اس کے بعد جو تعلیم بھی آپ نے مجھے دی ہے اس میں سے کوئی چیز بھی نہیں بھولا (پھر) آپ کیوں اس کو لکھواتے ہیں اور لکھنے کا حکم دیتے ہیں؟ کیا آپ کو مجھ سے نسیان کا خوف ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں مجھے تمہارے لئے (کسی) جہل اور نسیان کا خوف نہیں ہے۔

چونکہ یہاں چند احادیث بیان کی گئی ہیں جن کے متن میں چار کی نسبت نہیں ہے اس لئے مؤلف نے مخصوص باب کے تحت ان احادیث کو دیگر احادیث سے جدا کر دیا ہے

(۱۱۸) جناب امیر المؤمنین (علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ جس سے جتنی نیکی کی گئی اس نے اتنی نیکی کر دی تو وہ سبکدوش ہو گیا۔ جس

سے جتنی نیکی کی گئی اس نے دگنی نیکی کی وہ شکر گزار ہوا۔ جو شخص شکر گزار ہوا ہے وہ کریم ہے۔ جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو نیکی کرتا ہے وہ اپنی ذات کے لئے کرتا ہے۔ اس میں لوگوں کو شامل نہیں کرتا۔ اپنی محبت میں دوسروں کو شریک نہیں کرتا۔ تم کو علم ہونا چاہئے کہ جو شخص تم سے اپنی حاجت کا طالب ہے اس نے تم سے اپنی عزت کا لحاظ نہیں کیا۔ تو تم اپنی عزت کا لحاظ کرو اور اس کا ہاتھ خالی واپس نہ کرو۔

(۱۱۹) ایک شخص نے کہا کہ میں نے ابو جعفر (امام جعفر صادق *) کو فرماتے ہوئے سنا کہ دنیا گردش میں ہے۔ ہر روز کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہے۔ جو کچھ تجھے اس سے مل جاتا ہے تیری کمزوری اور سستی کے باوجود مل جاتا ہے۔ جو نقصان تجھے ہوتا ہے اس کو اپنی قوت سے پورا نہیں کر سکتا۔ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا: جس شخص نے کسی چیز کو کھویا اس نے اپنے آپ کو آرام دیا۔ جس نے قناعت کی اس نے اپنی آنکھوں کو روشن کیا۔

(۱۲۰) جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق *) نے فرمایا: عربی زبان سیکھو کہ یہ وہ کلام ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ (قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے)۔

محمد بن علی بن حسین اس کتاب کے مؤلف بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث ابو سعید آدمی سے روایت ہے۔ اس نے حدیث کے آخر میں کہا کہ بلغوا بالحواسیم کہ انگوٹھیوں کو انگلیوں کے آخر میں جگہ دو اور اطراف میں نہ پہنو کیونکہ یہ کام قوم لوط کا تھا۔ (شرح: مقصود یہ ہے کہ عربی الفاظ تجوید کے ساتھ کامل طور پر ادا کرو اور الفاظ کے آخری حروف بالکل واضح کر کے پڑھو۔)

(۱۲۱) چار باتیں ایسی ہیں جن سے ماہ صیام میں جھٹکارہ نہیں ہے: جناب ابو جعفر (امام محمد باقر *) نے فرمایا کہ رسول اللہ نے ماہ شعبان کے آخری خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! ایک ماہ ایسا آ رہا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار راتوں سے بہتر ہے۔ وہ ماہ رمضان ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں روزہ واجب کیا ہے۔ جس شخص نے ایک رات نماز پڑھنے میں اس کو زندہ رکھا وہ ایسا ہے جس نے ستر (۷۰) راتوں کو دوسرے ماہ میں زندہ رکھا ہو۔ جس نے اس ماہ میں بھلائی اور نیکی کی ہو وہ ایسا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا فرض ادا کیا ہو۔ جس نے اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کا فرض ادا کیا ہو وہ ایسا ہے جس نے دوسرے ماہ میں ستر (۷۰) فرائض ادا کیے ہوں۔ صبر کا مہینہ ہے۔ صبر کی اجرت جنت ہے۔ یہ ہمدردی کا مہینہ ہے۔ پروردگار اس مہینے میں موٹین کا رزق بڑھاتا ہے۔ جس مومن نے روزہ دار ہو کر اس میں افطار کرایا وہ اللہ کے نزدیک ایسا ہے جس نے ایک غلام آزاد کیا ہو اور اس کے پیچھے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے ہوں۔ کہا گیا: یا رسول اللہ! ہم میں ہر آدمی تو اس میں افطار نہیں کرا سکتا۔ (آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کریم ہے جو شخص روزہ دار کو روزہ افطار کرائے گا اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دے گا۔ یا ایک گھونٹ پیٹھے پانی کا پلائے گا یا چند کھجوروں سے افطار کرائے گا اگر اس سے زیادہ اہتمام نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شخص اپنے غلام کے کام میں کمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں کمی کرے گا۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کے اول میں رحمت ہے۔ درمیانی حصہ میں بخشش ہے اور آخری حصہ میں دعا کا قبول ہونا ہے۔ اور دوزخ سے آزادی ہے۔ اس میں چار باتوں سے بے نیازی نہیں ہے۔ دو باتوں سے اللہ تعالیٰ کو خوش کرو گے اور دو باتوں سے بے نیازی نہیں ہو سکتے۔ جن باتوں سے اللہ کو راضی کرو وہ کلمہ شہادت ہے لا الہ الا اللہ وانہی رسول اللہ (اللہ کے علاوہ کوئی اللہ نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں) کا کہنا ہے۔ وہ دو باتیں جن سے چھٹکارہ نہیں ہے۔ وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اپنی ضروریات اور جنت کی طلب کرو۔ پروردگار عالم سے اپنی عافیت مانگو اور اس میں دوزخ سے پناہ مانگو۔

(۱۲۲) چار باتوں سے جانور واقف ہیں: علی بن حسین (امام زین العابدین *) نے فرمایا کہ زبان بند جانور چار چیزوں سے واقف ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی معرفت (۲) موت سے آگاہی (۳) نذر اور موٹ کی تمیز (۴) چراگاہ کی ہریالی۔

(۱۲۳) اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کو چار چیزوں سے پیدا کیا: حسین بن زید نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں کو چار چیزوں سے پیدا کیا ہے (۱) دریائے اعظم سے جو دنیا کے چاروں طرف ہے (۲) آگ سے (۳) ابراہیم نامی فرشتہ کے آنسوؤں سے (۴) پاکیزہ کنویں سے۔ حدیث بہت لمبی ہے ضرورت کے مطابق یہاں لے لی ہے۔

(۱۲۴) ہوائیں چار طرح کی ہیں: ابولیسیر سے روایت ہے کہ میں نے ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) سے چار ہواؤں کے (۱) شمال (۲) جنوب (۳) دیور (۴) صبا کے بارے میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ شمال جنت کی ہوا ہے، جنوب دوزخ کی ہوا ہے۔ فرمایا: پروردگار عالم کا ہوا کا لشکر ہے۔ جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اسے ہوا کے ذریعہ عذاب دیتا ہے۔ ہر ہوا پر ایک فرشتہ نگران مقرر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو کسی قسم کا عذاب دینا چاہتا ہے تو ہوا کے فرشتہ کو حکم دیتا ہے کہ وہ غضبناک شیر کی طرح گرے۔ ہر ہوا کا ایک نام ہے۔ کیا تم نے پروردگار کا قول نہیں سنا کذب عاد فکیف کسان عذابی و نذر (سورہ قمر آیت ۱۴) عذاب میں ہوا کا ذکر کیا۔ پھر حضرت نے ہوائے شمال، ہوا صبا، ہوا جنوب اور ہوا دیور کا ذکر کیا۔ نیز ان کو فرشتوں سے منسوب کرتے ہیں جو ان پر نگران ہیں۔

(شرح: بادِ شمالی، قطب شمالی کی طرف سے چلتی ہے، اور بادِ جنوبی، قطب جنوبی کی سمت سے، اور بادِ صبا مشرق سے اور بادِ دیور (پتھو ہوا) مغرب کی جانب سے اور یہ دونوں برابر کی ہوتی ہیں۔)

(۱۲۵) انسان چار قسم کے ہیں: جناب جعفر بن محمد (امام صادقؑ) نے فرمایا کہ لوگ چار قسم کے ہیں۔ (۱) جاہل ہلاک شدہ خواہشات نفسانی کا غلام (۲) طاقت و عبادت گزار جس قدر زیادہ عبادت کرتا ہے اس قدر زیادہ متکبر ہوتا ہے (۳) ایسا عالم جو اپنی عاقبت کی پروا کیے بغیر لوگوں کی تعریف پسند کرتا ہے (۴) ایسا انسان جو معرفت کے ساتھ راہِ حق پر چل رہا ہو اور حق پر قائم رہنے کو پسند کرتا ہے لیکن کمزور اور مغلوب ہے۔ یہ شخص تیرے زمانے کا بہترین شخص ہے۔ اور اس کی عقل سب سے بہتر ہے۔

(۱۲۶) لوگ چار طرح سے سوتے ہیں: حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے۔ شام کے ایک شخص نے سوال کیا کہ کتنے طریقوں سے سویا جاتا ہے؟ (آپ نے) فرمایا: سونے کے چار طریقے ہیں۔ (۱) انبیاءِ پشت کے بل (چت) سوتے ہیں اور ان کی آنکھیں نہیں سوتیں (وہ) خدا کی وحی کی منتظر رہتی ہیں (۲) مومن دانہ پہن پہلو سوتا ہے، منہ قبلہ کی طرف ہوتا ہے (۳) بادشاہ اور شہزادگان بائیں پہلو سوتے ہیں تاکہ کھائی ہوئی چیزوں کو برداشت کر سکیں (۴) شیطان اور اس کے بھائی اور تمام دیوانے منہ کے بل اوندھے سوتے ہیں اور اپنے پیٹ زمین پر چسپاں رکھتے ہیں۔

(۱۲۷) ابلیس نے چار مرتبہ فریاد کی: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا: ابلیس نے چار مرتبہ فریاد کی۔ (۱) جب اس پر لعنت کی گئی (۲) جب وہ زمین پر اتارا گیا (۳) جب رسول اللہ کو مبعوث کیا گیا (۴) جب سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔ اور دو مرتبہ اس نے خوشی کا اظہار کیا۔

(۱) جب آدمؑ نے جنت میں شجر ممنوعہ سے کھایا (۲) جب (حضرت آدمؑ) کو جنت سے نکالا گیا۔

(۱۲۸) چار چیزیں ضائع ہو جاتی ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چار چیزیں ضائع ہو جاتی ہیں (۱) شوریدہ زمین میں تخم ڈالنا (۲) چاندنی رات میں چراغ جانا (۳) سیر ہونے (پیٹ بھرنے) کے باوجود کھانا (۴) نااہل سے نیکی کرنا۔

رسول اللہ نے حضرت علی علیہ السلام سے وصیت کی کہ چار چیزیں بے کار جاتی ہیں۔ شکم سیر ہونے کے باوجود کھانا، چاند کے ہوتے ہوئے چراغ جلا نا، شوریدہ زمین میں تخم ڈالنا اور نا اہل سے بیتی کرنا۔

امام جعفر صادق نے فرمایا کہ چار چیزیں بے کار جاتی ہیں۔ (۱) بے وفاتے دوستی (۲) ناشکرے سے بکلی (۳) اس کو نصیحت کرنا جو اس کو اہمیت نہ دے (۴) کوئی راز اس کے سپرد کرنا جو راز نہ رکھ سکتا ہو۔

(۱۲۹) مسلمانوں کی چار عیدیں ہیں: مفضل بن عمر نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) سے عرض کیا کہ مسلمانوں کی کتنی عیدیں ہیں؟ (آپ نے) فرمایا: چار عیدیں۔ میں نے عرض کیا: دو عیدیں میں جانتا ہوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) اور جمعہ کو بھی۔ (آپ نے) فرمایا سب سے بڑی اور اشرف عید ۱۸ ذوالحجہ کی عید ہے۔ اس روز رسول اللہ نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو پاؤں کے بل کھڑا کر کے اپنا جانشین بنایا تھا۔ عرض کیا: ہم اس روز کیا کام کریں؟ (آپ نے) فرمایا: اس روز اللہ تعالیٰ کے شکرانے کا روزہ رکھو۔ اس کی حمد و ثناء کرو۔ اللہ تعالیٰ اس بات کا حقدار ہے کہ اس کا ہر وقت شکر کرو۔ انبیاء نے اپنے اوصیاء کو کہا تھا کہ جس روز وصی کو جانشین بنایا گیا اس روز روزہ رکھیں، اس دن کو عید کا دن قرار دیں۔ اس دن کا روزہ ساٹھ سال کے عمل سے بہتر ہے۔

(۱۳۰) پروردگار عالم نے کہا کہ چار ہرندے پکڑو اور ان کو خود ذبح کرو: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے اس آیت "فخذ اربعة من الطير فصرهن اليك ثم اجعل علي كل جعل منهن جزءا"، (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۶۰) چار پرندے پکڑو۔ خود ذبح کر کے ہر پہاڑ پر ان کا ایک جزو رکھو (آپ نے) فرمایا کہ حضرت ابراہیم نے ہمد۔ الو۔ مور اور کورے کو پکڑ کر ذبح کیا پھر ان کے سراگ کر دیئے۔ ان کے پر، گوشت اور ہڈیوں کو صاف دستانے میں ڈال کر خوب کوٹا پھرا چھی طرح ملا دیا۔ اس کے دس حصے کر کے پہاڑوں پر رکھ دیا۔ اپنے پاس پانی اور دانہ رکھ لیے۔ ان سب کی چونچیں اپنی انگلیوں میں لے کر بیٹھے۔ پھر ان کو آواز دی کہ جلدی آؤ۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے گوشت، پر اور ہڈیاں ادھر ادھر اڑنے لگیں۔ پہلے کی طرح ان کے جسم ہو گئے۔ ان کے جسم ان کی گردن سے مل گئے۔ حضرت ابراہیم نے ان کی چونچیں چھوڑ دیں۔ انہوں نے پانی پینا اور دانا چگنا شروع کر دیا۔ پھر کہنے لگے: اے اللہ کے نبی آپ نے ہمیں زندہ کیا اللہ تعالیٰ آپ کو زندہ رکھے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا: نہیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندہ کیا ہے اور وہی تمہیں مارے گا۔ امام نے فرمایا: یہ اس آیت کی ظاہری تفسیر ہے۔ باطنی تفسیر یہ ہے کہ چار اشخاص کہ جو کلام کو برداشت کر سکیں ان میں اپنا علم ودیعت کر دو۔ پھر دنیا میں چاروں طرف ان لوگوں کو عوام الناس پر حجت خدا بنا کر بھیج دو۔ جب ان کو بلانا چاہو اسم اعظم کے ساتھ بلاؤ۔ اللہ کے حکم سے وہ دوڑتے ہوئے تیرے پاس چلے آئیں گے۔ کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ بات ہے کہ دونوں باتوں میں ایک درمیانی راہ ہے۔ روایت ہے کہ جن پرندوں کو پکڑنے کا حکم دیا گیا تھا وہ پرندے مور، گدھ، مرغ اور بظن تھے۔ میں نے محمد بن عبد اللہ بن طیفور سے ابراہیم کے قول کے بارے میں کہتے ہوئے سنا کہ اسے پالنے والے تو مردوں کو کیسے زندہ کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ میرے ایک نیک بندے سے جا کر ملو آپ اس سے ملے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا دنیا میں ایک بندہ ہے جس کا نام ابراہیم ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے دوست بنایا ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا کہ اس کی کیا علامات ہیں۔ اس نے کہا کہ اس کے لئے مردے زندہ ہوں گے۔ حضرت ابراہیم نے سمجھا اس سے مراد وہ خود ہیں۔ حضرت ابراہیم نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ کیا میرے لئے مردے زندہ کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا مجھ پر ایمان نہیں ہے (حضرت ابراہیم نے کہا کہ) ایمان تو ہے مگر اپنے دل کا اطمینان چاہتا ہوں۔ یعنی یہ اطمینان کہ میں ہی ظلیل ہوں جس کے لئے مردے زندہ کیے جائیں گے۔ ابراہیم دوسرے

انبیاء کی طرح معجزہ مانگنا چاہتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ ان کے لئے مردہ کیسے زندہ کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ اس کام کے لئے ایک زندہ کو مارو تا کہ کام برابر ہو جائے۔ حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ چار پرندے مور، گدھ، مرغ اور بلخ کو ذبح کریں۔ مور سے مراد زینت دنیا۔ گدھ سے مراد لمبی لمبی آرزوئیں۔ بلخ سے مراد لالچ اور مرغ سے مراد شہوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تو پسند کرتا ہے کہ دل زندہ رہے اور میرے ساتھ مطمئن رہے تو چار چیزوں سے کنارہ کش رہو۔ اگر یہ چار چیزیں تجھ میں موجود ہیں تو تیرا دل مجھ سے مطمئن نہیں ہوگا۔ میں نے آنجنابؑ سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کے دل سے واقف تھا (آنجنابؑ نے) فرمایا کہ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ مجھے دکھلا تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ ظاہر اس بات سے حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے کہ ان کو یقین نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا تھا کہ کیا تو ایمان نہیں لایا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا۔ ہاں ایمان لایا ہوں۔ اس جواب سے حضرت ابراہیمؑ سے تہمت دور اور شک کی نفی ہو گئی۔

(۱۳۱) اللہ تعالیٰ اس کو دشمن رکھتا ہے جس میں یہ چار باتیں ہیں: رسول نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دشمن رکھتا ہے جس میں یہ چار باتیں ہوں (۱) بے ہودہ (۲) بد زبان (۳) سائل (ہر ایک سے سوال کرنے والا) (۴) قسم کھانے والا۔

﴿پانچواں باب﴾

(۱) پانچ چیزیں میزان عمل میں بہت بھاری ہیں: ابو سالم راعی نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پانچ چیزیں میزان عمل میں بہت بھاری ہیں۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ مسلمان کا نیک لڑکا مر جائے وہ صبر کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا طالب ہو۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء میں سے ایک نبی کو پانچ مختلف چیزوں میں سے ایک چیز کے لئے حکم دیا: ابوصلت عبدالسلام ہروی نے کہا کہ میں نے علی بن موسیٰ رضا (علیہ السلام) کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک نبی کو وحی کی کہ جب تجھے پہلی چیز ملے تو اس کو کھالینا۔ دوسری چیز کو چھپا دینا۔ تیسری چیز کو قبول کر لینا۔ چوتھی چیز کو مایوس نہ کرنا۔ اور پانچویں چیز سے بھاگ جانا۔ فرمایا جب صبح کو چلے تو سب سے پہلے ایک بہت بڑا کالا پہاڑ ملا۔ وہ ٹھہر گئے اور دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے کھانے کا حکم دیا ہے۔ حیران و پریشان تھے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا تھا کہ جس کی طاقت ہو اس کو کھانا۔ پہاڑ کی طرف اس کو کھانے کے لئے چلے۔ جب اس کے قریب پہنچے تو وہ چھوٹا ہو گیا اور ایک لقمہ بن گیا۔ اس کو پاکیزہ چیز پایا۔ اس کو کھا گئے اور آگے چلے تو ایک سونے کا تھال ملا۔ دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو چھپانے کا حکم دیا ہے۔ گڑھا کھود کر اس پر مٹی ڈال کر چھپا دیا۔ پھر چلے اور مڑ کر دیکھا تو تھال باہر پڑا ہوا تھا۔ کہا میں نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ آگے چلے تو دیکھا کہ ایک پرندے کے پیچھے باز لگا ہوا ہے۔ پرندہ اُن کے چاروں طرف چکر لگانے لگا۔ کہا: اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول کرنے کا حکم دیا ہے۔ اپنی آستین کھول دی اور پرندہ آستین کے اندر چلا گیا۔ باز نے کہا: تم نے میرا شکار لے لیا ہے۔ میں کئی روز سے اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کو مایوس نہ کرو چنانچہ اپنی ران سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر باز کے سامنے ڈال دیا۔ پھر چلے تو اُن کو بدبودار گوشت ملا۔ جس میں کیڑے پڑے ہوئے تھے۔ (انہوں نے دل میں) کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھاگ جانے کا حکم دیا تھا۔ پس واپس آئے۔ خواب میں دیکھا کہ اُن سے کہا جا رہا ہے کہ جو کچھ میں نے تجھے حکم دیا تھا تو نے اس کی تعمیل کی۔ کیا تجھے اس کی حقیقت کا علم ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ انہیں بتایا گیا کہ پہاڑ سے مراد غیض و غضب ہے۔ جب انسان ناراض ہوتا ہے تو اپنے آپ سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور غضب کی زیادتی سے وہ اپنی منزلت بھول جاتا ہے۔ جب اپنے کوتاہو کرتا ہے تو اس کی اپنی قدر و منزلت معلوم ہوتی ہے اس کا غصہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا اختتام پاکیزہ لقمہ کی طرح ہوتا ہے جس کو تم نے کھایا تھا۔ تھال سے مراد نیک عمل ہے جب بندہ اسے چھپاتا ہے تو اللہ اسے ظاہر کرتا ہے اور اس سے بندے کو مزین کرتا ہے۔ پرندے سے مراد آدمی تھا جو نصیحت لے کر تیرے پاس آیا تھا تاکہ تو اس کی نصیحت قبول کرے۔ باز سے مراد آدمی تھا وہ حاجت لے کر آیا تھا۔ تو نے اسے مایوس نہیں کیا۔ بدبودار گوشت غیبت تھی اس سے بھاگنا چاہئے۔

(۳) کنگھی میں پانچ خصوصیات ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے اللہ تعالیٰ کے اس قول خذوا زینتکم عند کل مسجد (سورۃ اعراف آیت ۳۱) ہر نماز کے وقت زینت کرو کی تفسیر میں فرمایا اس سے مراد کنگھی کرنا ہے۔ کنگھی کرنے سے (۱) روزی ملتی ہے (۲) بالوں کو خوبصورت بناتی ہے (۳) حاجت پوری ہوتی ہے (۴) مادہ تولید زیادہ کرتی ہے (۵) ہضم کو ختم کرتی ہے۔ رسول اللہؐ کی عادت تھی کہ

داڑھی کے نیچے چالیس بار اور اوپر سات مرتبہ گنگھی کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ گنگھی کرنے سے عقل بڑھتی ہے۔ اور بلفم ختم ہوتا ہے۔

(۴) مومن کی پانچ علامات ہیں: طاؤس بن یمان نے کہا کہ میں نے علی بن حسین (امام زین العابدین) کو فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کی پانچ علامات ہیں۔ عرض کیا کہ وہ کون سی ہیں اے فرزند رسول؟ (آپ نے) فرمایا کہ (۱) لوگوں سے پرہیز کرنا (۲) تنگی میں صدقہ دینا (۳) مصیبت میں صبر کرنا (۴) غصہ کے وقت برداشت سے کام لینا (۵) ڈر اور خوف کے وقت سچ بولنا۔

(۵) پانچ باتیں محال ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ پانچ باتیں آدمیوں میں محال ہیں (۱) حسد کرنے والے کا نصیحت کرنا (۲) دشمن کی مہربانی (۳) بدکار کا احترام (۴) عورت کا وفا کرنا (۵) فقیر کا رعب اور بدبہ۔

(۶) پانچ نمازیں پچاس شمار ہوں گی: انس کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ معراج پر تشریف لے گئے تو دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ کم ہو کر پانچ رہ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ پر وحی کی کہ پانچ نمازیں پچاس نمازوں کے برابر ہوں گی۔

(۷) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو پانچ کلمات القاء کیے: ابن عباسؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کہ حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ سے کون سے کلمات یاد کیے جن کی وجہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ (آپ نے) فرمایا کہ حضرت آدمؑ نے (۱) محمدؐ (۲) علیؑ (۳) فاطمہؑ (۴) حسنؑ (۵) حسینؑ کا واسطہ دے کر سوال کیا تو پروردگار نے ان کی توبہ قبول کی۔

(۸) پانچ عادتوں کی وجہ سے برص کا مرض پیدا ہوتا ہے: ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ پانچ باتوں سے برص کا مرض پیدا ہوتا ہے۔ (۱) روزِ جمعہ اور چہار شنبہ نورہ لگانا (۲) سورج کی شعاعوں سے گرم کیے ہوئے پانی سے نہانا یا وضو کرنا (۳) جنابت کی حالت میں کھانا کھانا (۴) ایام حیض میں عورت سے جماع کرنا (۵) سیر ہو کر کھانا کھانے کے بعد پھر کھانا۔

(۹) حضرت امام جعفر صادقؑ کا قول ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جیسا کہ میں کہتا ہوں: جناب صادق (امام جعفرؑ) نے فرمایا کہ پانچ باتیں ایسی ہیں جیسا کہ میں کہتا ہوں۔ (۱) کنبوں کو آرام نہیں (۲) حسد کرنے والے کو خوشی نہیں (۳) بادشاہوں میں وفا نہیں (۴) جھوٹا بہادر نہیں ہوتا (۵) بے وقوف آقا نہیں ہوتا۔

(۱۰) سر کی پانچ اور جسم کی پانچ سنتیں ہیں: جناب ابو الحسن موسیٰ بن جعفر (امام کاظم) نے فرمایا کہ پانچ سنتیں سر کی ہیں اور پانچ جسم کی ہیں۔ سر کی سنتیں یہ ہیں۔ (۱) مسواک کرنا (۲) شارب (مونچھ موٹنا) (۳) بالوں کو اکھٹا کرنا (۴) کلی کرنا (۵) ناک میں پانی ڈالنا۔ جسم کی پانچ سنتیں یہ ہیں۔ (۱) ختنہ کرنا (۲) گندے بال اتارنا (۳) بغل کے بال موٹنا (۴) پیشاب کر کے دھونا (۵) پانچانہ کر کے دھونا۔

(۱۱) نبیؐ کا قول کہ میں پانچ باتوں کو مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں پانچ باتوں کو مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا۔ (۱) زمین پر بیٹھ کر غلاموں کے ساتھ کھانا کھانا (۲) ننگے (بغیر زین کے) خنجر پر سوار ہونا (۳) بکری کا دودھ اپنے ہاتھ سے دھونا (۴) اونٹنی لباس پہننا (۵) بچوں کو سلام کرنا تاکہ میرے بعد سنت قرار پائے۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں پانچ باتوں کو مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا۔ (۱) اونٹنی لباس پہننا (۲) ننگے (بغیر زین کے) خنجر پر سوار ہونا (۳) غلاموں کے ساتھ کھانا کھانا (۴) اپنے ہاتھ سے اپنی جوتی ٹھیک کرنا (۵) بچوں کو سلام کرنا تاکہ میرے بعد

سنت قرار پائے۔

(۱۲) پانچ چیزیں مسافروں کے لئے منحوس ہیں: سلمان جعفری نے کہا کہ ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) نے فرمایا کہ مسافر کے لئے پانچ چیزیں منحوس ہیں۔ کہ سرراہ آجائیں (۱) کوئے کا وہنی طرف آکر آواز دینا (۲) کتے کا ڈم مارنا (۳) بھیڑ یا مسافر کے سامنے دم کے بل بیٹھا اس کے سامنے چیخ رہنا ہو اور تین مرتبہ اپنی آواز کو کم اور زیادہ کیا ہو (۴) ہرن وہنی طرف سے آئے اور بائیں طرف چلا جائے (۵) ابو بول رہا ہو (۶) گوری عورت برہنہ حالت میں سامنے آجائے اور دم کئی گدھی سامنے آجائے۔ جو شخص ان چیزوں سے ڈرے اسے یہ کہنا چاہئے: اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس شر سے جو اپنے نفس میں محسوس کرتا ہوں اس سے پناہ دے۔

(شرح: مقصود یہ ہے کہ بدفالی لینا نادانی، فکر کی پستی اور عقیدہ توحید کی کمزوری کے سبب ہے اور اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے اور اس لئے کہ یہ بددلی زائل ہو جائے یا خدا کرنا چاہئے اور اس کی پناہ لینی چاہئے۔ اس نقطہ کی وضاحت کے لئے فرمایا: خدایا جو شر اپنے نفس میں محسوس کرتا ہوں اس سے پناہ دے۔ تاکہ سمجھ لیا جائے کہ مذکورہ بالا امور زندگی میں کوئی اثر نہیں رکھتے)۔

(۱۳) رونے والے پانچ ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے ارشاد فرمایا کہ رونے والے پانچ ہیں۔ (۱) حضرت آدمؑ (۲) حضرت یعقوبؑ (۳) حضرت یوسفؑ (۴) فاطمہ بنت محمدؑ (۵) علی بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ)۔

حضرت آدمؑ جنت کی خاطر اس قدر روئے کہ گالوں پر وادی کی طرح نشان پڑ گئے۔ حضرت یعقوبؑ فراق حضرت یوسفؑ میں اس قدر روئے کہ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ حضرت یوسفؑ سے ان کے بیٹوں نے کہا اللہ کی قسم آپ ہمیشہ یوسفؑ کی یاد میں اس طرح روتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ بیمار ہو جائیں گے یا بلاک ہو جائیں گے۔ حضرت یوسفؑ کے فراق میں اس قدر روئے کہ قیدیوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ قیدیوں نے کہا یا تو رات کو روئیں دن کو خاموش رہیں یا دن میں روئیں اور رات کو خاموش رہیں۔ جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام جنت رسول اللہؐ جناب رسول اللہؐ کے فراق میں اس قدر روئیں کہ مدینہ والوں کو اذیت ہوتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے زیادہ رونے سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ دن کے وقت قبرستان شہداء میں تشریف لے جاتیں اور دل کھول کر روتیں۔ پھر واپس آ جاتیں۔ علی بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) اپنے والد بزرگوار امام حسینؑ علیہ السلام کے غم میں بیس (۲۰) یا چالیس (۴۰) سال تک روتے رہے۔ جب کھانا آپ کے سامنے پیش کیا جاتا تو آپ رو پڑتے۔ آپ کے غلام نے عرض کیا آقا مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپ منختم ہو جائیں گے۔ (آپ نے) فرمایا کہ میں اپنے غم و اندوہ کا اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرتا ہوں۔ میں وہ چیز جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے۔ جب مجھے فرزند ان فاطمہؑ کی قتل گاہ کا خیال آتا ہے تو رونے کی وجہ سے میرے گلے میں اچھو لگ جاتا ہے۔

(۱۴) پانچ گناہان کبیرہ ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی کتاب میں دیکھا ہے کہ گناہان کبیرہ پانچ ہیں۔ (۱) کسی کو اللہ کا شریک قرار دینا (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) سوچنے سمجھنے کے بعد سوکھانا (۴) جہاد (جنگ دینی) سے بھاگ جانا (۵) اسلامی مملکت سے کوچ کر کے کسی کفرستان میں رہائش پذیر ہونا۔

عبید بن زیاد نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے گناہان کبیرہ سے آگاہ فرمائیے۔ (آپ نے) فرمایا کہ وہ پانچ ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کو دوزخ میں ڈالے گا۔ اللہ جتنا ہے (۱) تیبہاں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں وہ آگ کھاتے ہیں۔

مختصر یہ دو دوزخ میں جلیں گے (سورۃ النساء آیت ۱۰) (۲) اے ایمان والو! جب کافروں سے لڑو تو پشت نہ دکھاؤ (سورۃ انفال آیت ۱۵) (۳) ایمان والو! اللہ سے ڈرو سو کھانا چھوڑ دو (سورۃ بقرہ آیت ۲۷۸) (۴) پاک دامن مومن شوہر دار عورتوں پر زنا کاری کا الزام لگانا (سورۃ نور آیت ۲۳) (۵) کسی دین دار مومن کو جان بوجھ کر قتل کرنا (سورۃ نساء آیت ۹۳)۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کو پانچ تلواریں دے کر بھیجا: حفص بن غیاث نے کہا کہ ایک شخص نے جو ہم میں سے تھا حضرت ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) سے امیر المؤمنین (علی ابن ابی طالبؑ) کی جنگوں کے بارے میں دریافت کیا۔ جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو پانچ تلواریں دے کر بھیجا۔ تین تلواریں نیام سے باہر آئیں وہ اس وقت نیام میں جائیں گی جب جنگ ختم ہو جائے گی۔ جنگ اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک سورج مغرب سے نہیں نکلے گا۔ جب سورج مغرب سے نکلے گا تو اس دن تمام لوگ امن میں ہوں گے۔ اگر اس سے پہلے کوئی ایمان نہیں لایا ہوگا، ایمان کے دوران کوئی نیکی نہیں کی ہوگی تو اس وقت ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ ان تین تلواروں میں ایک پیچیدہ ہوگی، دوسری غلاف میں ہوگی اور دوسرے لوگوں پر نکلے گی اس کا حکم بھی ہوگا۔ تین کشیدہ تلواروں میں ایک وہ ہے جو مشرکین عرب پر کشیدہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر دو، ان کو پکڑو اور محاصرہ کرو۔ ان کے لئے ہر کین گاہ میں بیٹھو۔ اگر وہ توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہ ہوگی۔ ان کو قتل کر دیا جائے گا یا اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ اگر ان کو قتل کیا جائے تو ان کا مال مال غنیمت کے طور پر لے لیا جائے گا۔ ان کے بچے قید کر لیے جائیں گے۔ رسول اللہؐ نے ان کو قید کر لیا تھا۔ آنحضرتؐ بھی قیدیوں کو معاف کر دیتے تھے کبھی رقم لے کر ان کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔

دوسری تلوار اہل ذمہ پر کھلی (یہ وہ کافر ہیں جو اپنی کتاب رکھتے ہیں مثلاً یہودی، نصاریٰ اور مجوسی) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُولُوا لِلنَّاسِ حَسَنًا (سورۃ بقرہ آیت ۸۳) ”لوگوں سے اچھی بات کہو“ یہ آیت اہل ذمہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ پھر اس آیت کے ذریعہ منسوخ ہوگئی قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ يَدْعُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ سَاغِرُونَ (سورۃ توبہ آیت ۲۹) ”ان لوگوں سے لڑو جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں لاتے ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی حرام چیزوں کو حرام نہیں جانتے۔ دین حق اختیار نہیں کرتے ان سے جن کو کتاب دی گئی ہے یہاں تک کہ ذلت کے ساتھ جزیہ دیں“۔ جو لوگ ان میں دار السلام میں رہتے ہیں ان سے جزیہ وصول کیا جائے گا یا قتل کر دیے جائیں گے۔ جب جزیہ قبول کر لیں گے تو ہمارے لئے انہیں قید کرنا حرام ہوگا۔ ان کا مال ہمارے لئے حرام ہوگا۔ ہمارے لئے ان کی عورتوں سے نکاح کرنا حلال ہوگا۔ اگر وہ لوگ دار الحرب میں مقیم ہیں تو ان کا قید کرنا اور مال لینا ہمارے لئے حلال ہے۔ ان کی عورتوں سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔ اگر اسلام قبول کر لیں تو ٹھیک در زمانہ کو قتل کر دیا جائے گا۔

تیسری تلوار مشرکین عجم پر کھلی۔ وہ ترک، دیلم اور رزریں۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورہ محمدؐ میں فرماتا ہے فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبِ الرِّقَابِ حَتَّى إِذَا انْحَرْتُمْ مَوْجَهُمْ فَشَدُّوا الرِّقَابَ فَمَا مَنِ ابْدَءَ (آیت ۴) ”جب کافروں سے ٹکرائیں تو انہیں گردنیں اڑا دو۔ جب ان کو بے بس کر دو تو سخت ہانڈھ دو۔ اس کے بعد منٹ پذیر ہوں یا فدیہ دیں اور آزاد ہو جائیں۔ اگر یہ بات ان کے اور اہل اسلام کے مفاد میں ہو جن سے فدیہ قبول نہ کیا جائے ان کو قتل کر دیا جائے“۔ جب تک دار الحرب میں ہیں ان کو قتل کر دیا جائے یا وہ اسلام قبول کر لیں اور جب تک دار الحرب میں ہیں ان کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

اور وہ تلوار جو پیام میں تھی یہ وہ تلوار ہے جو اہل بغاوت و تاویل کے لئے نکلی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان طانفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احدہما علی الاخری فقاتلوا النبی تبغی حتی تنفیء الی امر اللہ (سورہ حجرات آیت ۹)۔ ”اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان کی صلح کرو۔ اگر ایک دوسرے پر ظلم کریں تو اس سے لڑو جو ظلم کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ کے حکم پر آ جائیں۔“ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ نے فرمایا: تم میں ایک شخص موجود ہے جو تاویل (قرآن) میرے بعد اس طرح کرے گا جس طرح میں قرآن کی تزیل پر لڑا ہوں۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ وہ کون شخص ہے؟ (آپ نے) فرمایا: خاصف النعل (جو تائینے والا) یعنی علی (ابن ابی طالب)۔

عمار یاسر نے (جنگ صفین) کے موقع پر کہا کہ میں اس جھنڈے کے نیچے رسول اللہ اور آپ کے اہلبیت کے ساتھ تین بار لڑا ہوں۔ اللہ کی قسم اب چوتھی بار لڑ رہا ہوں۔ اللہ کی قسم اگر ہمارے پیچھے سے وار کر کے ہمیں ہجر (یعنی کواکب شہر) تک پہنچادیں تو بھی ہمیں یقین ہے کہ امیر المؤمنین (علی ابن ابی طالب) حق پر ہیں اور آپ کے مخالف باطل پر قائم ہیں۔ جن لوگوں نے جنگ جمل اور جنگ صفین میں امیر المؤمنین (علی ابن ابی طالب) سے لڑائی کی تھی آپ نے ان کے ساتھ وہی سلوک کیا تھا جو آنحضرت نے فتح مکہ کے موقع پر کفار کے ساتھ کیا تھا۔ رسول اللہ نے ان کے بچوں کو قید نہیں کیا تھا۔ فرمایا تھا: جو شخص اپنا دروازہ بند کر دے یا ہتھیار اتار دے یا ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہوگا۔ اسی طرح امیر المؤمنین (علی ابن ابی طالب) نے جنگ بصرہ کے وقت فرمایا کہ ان کے بچوں کو قید نہ کرو۔ زخمی کو قتل نہ کرو۔ بھاگنے والے کے پیچھے نہ جاؤ۔ جو اپنا دروازہ بند کر دے اور اپنے ہتھیار رکھ دے وہ امن میں ہے۔

غلاف میں رکھی ہوئی وہ تلوار ہے جس سے بدلہ لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے النفس بالنفس (سورہ مائدہ آیت ۴۵) ”جان کے بدلے جان“۔ یہ تلواریں مقتول کے وارثوں کے حوالے کی جائیں۔ اس کا حکم ہماری طرف ہے۔ یہ وہ تلواریں ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نبی کو بھیجتا ہے۔ جو اس سے انکار کرے یا اس کے کسی جز کا انکار کرے تو اس نے اس چیز سے انکار کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے محمد پر نازل کیا۔

(۱۶) دوستی کی پانچ شرائط ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ دوستی کے لئے پانچ شرائط ہیں۔ جس میں وہ شرطیں نہیں ہوں گی وہ کمال شرائط دوستی پر پورا نہیں اترے گا۔ (۱) ظاہر اور باطن میں تیرا ہو (۲) تیری آراستگی کو اپنی آراستگی سمجھے، تیرے عیب کو اپنا عیب سمجھے (۳) مال اور منصب اس کو منحرف نہ کر دے (۴) جو کچھ تجھے دے سکتا ہے اس سے دریغ نہ کرے (۵) تیری تکلیف میں تجھے نہ چھوڑے۔

(۱۷) نور کسی پانچ موجدوں میں مومن دھتا ہے: علی (ابن ابی طالب) نے فرمایا کہ مومن نور کی پانچ موجدوں میں رہتا ہے۔

(۱) مومن کا آنور ہے (۲) اس کا جانا نور ہے (۳) اس کی دانش نور ہے (۴) اس کا کلام نور ہے (۵) قیامت میں اس کا نظارہ نور ہے۔

(۱۸) اسلام کے پانچ بنیادی ستون ہیں: ابو جعفر (امام محمد باقر) نے فرمایا کہ اسلام کے پانچ بنیادی ستون ہیں (۱) نماز پڑھنا (۲) زکوٰۃ ادا کرنا (۳) حج ادا کرنا (۴) ماہ رمضان میں روزے رکھنا (۵) ہم اہل بیت سے محبت رکھنا۔ چار چیزوں میں کسی ہے مگر اہلبیت کی محبت میں کمی نہیں ہے۔ جس کے پاس مال نہیں ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ جس کے پاس مال نہ ہو حج نہیں۔ جو بیمار ہو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ ماہ رمضان کے روزے کو افطار کر سکتا۔ ہم اہلبیت کی محبت رکھنا ہر حال میں لازم ہے۔

(۱۹) مکہ کے پانچ نساہ ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ مکہ کے پانچ نام ہیں (۱) ام القریٰ (۲) مکہ

(۳) بکہ (۴) بساۓ یعنی جب لوگ مکہ میں رہ کر ظلم کرتے ہیں تو ان کو نکال کر ہلاک کر دیتا ہے، جب اس میں رہتے ہیں تو ان پر رحم کیا جاتا ہے۔ (اصل کتاب میں پانچواں نام درج نہیں کیا گیا)۔

(۲۰) اللہ تعالیٰ نے بندوں پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ نماز کے بعد دعا مانگنا واجب ہے۔

(۲۱) نبیؐ کا مذاق اڑانے والے پانچ آدمی: ابان بن احمر اس حدیث کو آگے لے جا کر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ کا مذاق اڑانے والے پانچ افراد تھے۔ (۱) ولید بن مغیرہ مخزومی (۲) عاص بن وائل سہمی (۳) اسود بن عبد یغوث زہری (۴) اسود بن مطلب (۵) حرث بن طلاطلہ ثقفی۔

شام کے ایک دانشمند یہودی نے امیر المؤمنین (حضرت علی علیہ السلام) سے (چند) مسائل پوچھے۔ حضرت نے ان کے جوابات دیئے۔ ایک جواب یہ تھا کہ رسول اللہؐ کے مذاق اڑانے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا کفیناک المستہزئین (سورہ حجرات آیت ۹۵) ”ہم مذاق اڑانے والوں کے شر سے تم کو دور رکھیں گے“۔ اللہ نے (ان) سب کو ایک دن میں بغیر قاتل کے قتل کر دیا۔ ولید بن مغیرہ ایک راستے پر جا رہا تھا کہ بنو خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے گزرا جو راستے کے درمیان تیرتا ہے ہوئے بیٹھا تھا کہ اس نے تیر چھوڑ دیا۔ تیر اس (ولید بن مغیرہ) کی رگ پر لگا اور ہولناک کر دیا۔ خون بند نہ ہو سکا اور وہ اسی حالت میں مر گیا۔ وہ فریاد کرتا تھا کہ مجھے محمدؐ کے رب نے قتل کر دیا۔

عاص ابن وائل سہمی کا قصہ یوں ہے کہ کام کے لئے جا رہا تھا۔ زمین سخت (پتھریلی) تھی۔ کہ اوپر سے پتھر اس پر گرا اور اسے مکڑے مکڑے کر دیا اور وہ مر گیا۔ وہ کہتا تھا: مجھے محمدؐ کے رب نے قتل کر دیا۔

اسود بن عبد یغوث کا حشر یہ ہوا کہ وہ اپنے بیٹے زموہ کے استقبال کے لئے جا رہا تھا۔ اس کا غلام اس کے ساتھ تھا۔ (وہ) ایک درخت کے سایہ میں آرام کر رہا تھا جو پہاڑ کے دامن میں تھا۔ کہ جبرئیلؑ اس کا سر درخت سے ٹکرانے لگا۔ اس نے نوکر سے کہا: مجھے بچاؤ! اس نے کہا: مجھے تیرے سوا کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ تم خود اپنے سر کو درخت سے ٹکر رہے ہو اور اس طرح جبرئیلؑ نے اسے قتل کر دیا۔ مؤلف کتاب نے کہا کہ ایک اور خبر (حدیث) میں آیا ہے کہ اسود کے بارے میں ایک اور قول ہے۔ کہا جاتا ہے کہ نبی اکرمؐ نے اس کے بارے میں بددعا کی تھی کہ وہ اندھا ہو جائے اور اس کو داغ فرزند ملے۔ ایک روز وہ (اسود) جا رہا تھا کہ جبرئیلؑ نے سبز پتہ اس کی آنکھ پر مارا اور اللہ نے اس کی آنکھ کو بے نور کر دیا۔ اسی حالت میں جنگ بدر کا دن آیا۔ اس میں اس کے بیٹے (کی موت کا) داغ دل میں لے کر مر گیا۔

حرث بن طلاطلہ گرم ہوا میں گھر سے نکلا اس گرمی نے اس کی شکل کو وحشی کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ جب گھر آیا اور کہا میں حرث ہوں تو گھر والے اس پر غضبناک ہوئے اور اسے قتل کر دیا۔ اس نے (بھی) کہا: مجھے محمدؐ کے رب نے قتل کر دیا۔

اسود ابن مطلب کا قصہ کچھ یوں ہے کہ اس نے نمکین مچھلی کھائی۔ اس سے سخت پیاس میں مبتلا ہوا۔ بار بار پانی پیتا تھا لیکن پیاس نہیں بھگتی تھی۔ حتیٰ کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔ وہ کہتا تھا کہ مجھے محمدؐ کے رب نے قتل کیا ہے۔ یہ سب ایک ہی وقت کے واقعات ہیں۔ اس واقعہ کی بناء پر (مشرکین مکہ) رسول اللہؐ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے: اگر ظہر تک تم اپنے (اس) عمل سے باز آگئے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم تم کو قتل کر دیں گے۔ رسول اللہؐ اپنے گھر تشریف لائے۔ دروازہ بند کیا اور بہت معصوم حالت میں بیٹھ گئے۔ اسی وقت جبرئیلؑ علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا اے محمدؐ

خدا آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ پہنچے، کب کھل کر کریں اور کوئی خوف نہ کریں۔ اپنا مقصد اہل مکہ کے سامنے پیش کریں۔ ان کو دعوت اسلام دیں۔ اور مشرکین۔ منموذلیں۔ آنسرت نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میں مشرکین مکہ کے ساتھ کیا کروں؟ اس وقت وہ میرے پاس آئے تھے اور مجھے دھرتے تھے کہ تجھے قتل کر دیں گے۔ جبرئیل نے کہا: ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔ اس کے بعد آنحضرت نے کھلم کھلا دعوت اسلام دی۔ حدیث طویل ہے۔ ضرورت کے مطابق اس کو نقل کیا ہے۔ پوری حدیث کو کتاب نبوت کے جز چہارم میں نقل کیا ہے۔

(۲۲) نماز میت میں پانچ تکبیریں ہیں: ابو بکر حضرت ابو جعفر (امام محمد باقر) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے مجھ سے فرمایا: نماز میت میں کتنی تکبیریں ہیں؟ (میں نے) عرض کیا: مجھے علم نہیں۔ (آپ نے) فرمایا: پانچ تکبیریں ہیں۔ (پھر پوچھا): پانچ کا علم کہاں سے ہوا؟ عرض کیا: مجھے علم نہیں۔ (تو آپ نے) فرمایا: پانچ نمازوں سے ایک ایک تکبیر لی گئی ہے۔

سفیان ابن سہم نے کہا کہ ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا: آدم بیمار ہو گئے، میوے کی خواہش کی بہت اللہ میوے کی تلاش میں گئے انہیں جبرئیل ملے اور پوچھنے لگے: بہت اللہ کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا: (میرے والد) آدم بیمار ہو گئے ہیں اور انہوں نے میوے کی خواہش کی ہے۔ جبرئیل نے کہا: واپس جاؤ، خدا نے آدم کی روح قبض کر لی ہے، فرشتے غسل دے رہے تھے۔ پھر بہت اللہ کو حکم ہوا کہ آگے بڑھو اور آدم کی نماز جنازہ پڑھو۔ بہت اللہ آگے ہوئے۔ فرشتے پیچھے کھڑے ہوئے۔ خدا نے وحی کی کہ پانچ تکبیریں نماز جنازہ میں پڑھاؤ۔ تلقین پڑھ کر قبر میں دفن کرو۔ قبر کو برابر کرو اور فرمایا اس طرح اپنے مردوں کے ساتھ کرو۔

(۲۳) خوف کسی پانچ اقسام میں: خوف، خشیت، وجل، رہبت اور بیعت۔ خوف گناہ گار کو ہوتا ہے۔ خشیت دانش مند کو ہوتی ہے۔ وجل وابستگان حق کو ہوتا ہے۔ رہبت عابدین کو ہوتی ہے۔ بیعت عارفوں کو ہوتی ہے۔

خوف گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔ خدا فرماتا ہے: وللمن خاف مقام ربہ جنتان (سورہ یٰسین آیت ۴۲) کہ جو شخص پروردگار کے آگے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے (اور گناہ نہیں کرتا) اس کے لئے دو بہشت ہیں۔ خشیت یہ ہے کہ خود کو قصور و اقرار دے۔ خدا فرماتا ہے: انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء (سورہ فاطر آیت ۲۸) کہ وہ بڑے دانش مند ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ وجل خدمت کے ترک کرنے کی وجہ سے ہے۔ خدا فرماتا ہے: الذاکر اللہ وجلت قلوبہم (سورہ حج آیت ۳۵) جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل (خوف سے) کانپ اٹھتے ہیں۔ رہبت قصور کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اللہ فرماتا ہے: یدعوننا رغبا ورہبا (سورہ انبیاء آیت ۹۰) مجھے شوق و بیم سے بلاتے ہیں۔ بیعت شہود حق کی وجہ سے ہوتی ہے جب اللہ کے اسرار عارفوں کے دل پر ظاہر ہوتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے: یحذرکم اللہ نفسہ (سورہ آل عمران آیت ۳۰) خدا تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ رسول اللہ نماز پڑھتے تو آپ کا سید دیک کے جوش کی طرح بیعت سے جوش مارتا تھا۔

(۲۴) ایسی پانچ باتیں جنہیں اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں: جناب ابو جعفر (امام محمد باقر) نے فرمایا کہ رسول اللہ کی خدمت میں قیدی حبش ہوئے اور آپ نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا، ان میں سے ایک کو چھوڑ دیا، اس نے عرض کیا: مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جبرئیل نے اللہ کی طرف سے آگاہ کیا ہے تم میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہے۔ (۱) اپنی عورت کے لئے غیرت (۲) سخاوت (۳) حسن خلق (۴) صدق زبان (۵) بہادری۔ یہ سن کر وہ شخص اسلام لے آیا۔ رسول اللہ کے ماتھل کر جہاد کیا اور

شہید ہو گیا۔

(۲۵) پانچ باتوں سے مال جمع ہوتا ہے: محمد بن اسماعیل بن بزج نے کہا کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ مال پانچ باتوں (وجوہات) سے جمع ہوتا ہے۔ (۱) بخل شدید (۲) آرزو طویل (۳) حرص غالب (۴) قطع رحم اور (۵) دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا۔

(۲۶) پانچ حج کا ثواب: ابو بکر حضرمی نے کہا کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) سے پوچھا کہ پانچ بار حج کرنے کا ثواب کیا ہے؟ (آپ نے) فرمایا خدا اس کو ہرگز عذاب نہیں دے گا۔

(۲۷) پروردگار عالم سے پانچ افراد قیامت کے روز حجت طلب کریں گے: جناب ابی جعفر (امام محمد باقر) نے فرمایا کہ قیامت کے دن پروردگار عالم سے پانچ اشخاص حجت طلب کریں گے۔ ایک وہ لڑکا جو دونوں کے زمانے کے درمیان مر گیا اور اس پر اتمام حجت نہیں ہوئی تھی۔ وہ جس نے نبی کا زمانہ تو پایا لیکن عاقل (بالغ) نہیں تھا۔ گناہ گار اور بے بہرہ لوگ قیامت کے روز خدا سے حجت طلب کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پاس نبی بھیجے گا۔ نبی ان کے لئے آگ جائے گا اور کہے گا کہ تمہارا رب قسم دیتا ہے کہ آگ میں کود جاؤ۔ جو کود جائے گا آگ اس پر ٹھنڈی اور سلامت ہو جائے گی۔ جو نہیں کودے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ بعض اصحاب کلام اس حدیث کی صحت سے انکار کرتے ہیں کہ دارالجزا میں تکلیف نہیں ہے۔ دارالجزا میں مومنین کے لئے جنت اور کافروں کے لئے دوزخ ہے، یہ تکلیف ہے جو پروردگار عالم دے رہا ہے جنت اور دوزخ میں نہیں ہے۔ اس لئے ان لوگوں کو دارالجزا میں مکلف نہیں کیا۔ تکلیف کے بعد ان کو اس جگہ لے جائے گا جس کے وہ حق دار ہیں اس لئے اس حدیث کے انکار کو کوئی جواز نہیں ہے۔ ولا قوة الا باللہ۔

(۲۸) گوسفند کی پانچ چیزیں کھانا مکروہ ہیں: حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے جناب رسول خدا نے فرمایا کہ گوسفند کی پانچ چیزیں کھانا ٹھیک نہیں ہے۔ (۱) تلی (۲) قزیب (آگ تاسل) (۳) خھیے (۴) فرج (۵) دل کے دونوں گوشے۔

(۲۹) جس شخص میں پانچ باتوں میں سے ایک بھی نہ ہو اس کی باتیں قابل توجہ نہیں ہوتیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ جس شخص میں پانچ باتوں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو اس میں زیادہ باتوں کا فائدہ نہیں۔ (۱) وفاداری (۲) تدبیر (۳) شرم و حیا (۴) خوش خلقی (۵) آزادی جو ان سب کی جامع ہے۔ (آپ نے) فرمایا پانچ باتیں ہیں۔ اگر ان میں سے ایک بھی نہ ہو تو اس شخص کی زندگی ہمیشہ ناقص رہے گی، عقل نابود اور دل پریشان رہے گا۔ (۱) تندرستی (۲) امن (۳) وسعت رزق (۴) موافق دوست۔ پوچھا موافق دوست کون ہے؟ فرمایا: نیک عورت، نیک اولاد اور اچھا معاشرہ اور (۵) تمام صفات کی جامع آسودگی۔

(شرح: ان دونوں روایات میں چھٹے ایام نے اس مختصر سی عبارت میں تمام اخلاقی احکام و قوانین اور اجتماعی و خاندانی سیاست (سیاست بمعنی احکامات) کا خلاصہ پیش کر دیا ہے اور انسانی دنیا کی وہ گمشدہ شے جس کی تلاش میں ہزار ہا سال سے نئی نوع انسان سرگرداں ہے اور اپنی پوری قوتوں کو اس کی تلاش میں استعمال کر رہی ہے لیکن اس تلاش کا سلسلہ روز جاری ہے وہ گمشدہ شے کیا ہے؟

آزادی و آسائش (سکون و چین)

اگر آج آپ ساری دنیا کا چکر لگائیں اور تمام بڑی بڑی انجمنوں تک رسائی کر لیں اور ان مفکرین کی آرزوؤں اور تمناؤں کو ڈھونڈیں تو یقیناً

ماننے کہ سب کے سب انہی دو چیزوں کے لئے تگ و دو کر رہے ہیں اور ان ہی دو چیزوں کے پیاسے ہیں۔

آزادی و آسائش

آج عالم انسانیت میں طرح طرح کے ادارے، بڑے دھوم دھڑکوں اور شور و غوغا اور بلند و بانگ دعوؤں کے ساتھ وجود میں آرہے ہیں جیسے سائیکولوجی، روحانی سائیکولوجی، اخلاقیات، علم سیاست، بین الاقوامی قوانین کا علم، حفظانِ صحت و تندرستی کا علم، وغیرہ وغیرہ اگر پوچھو کہ علمی اداروں، کالجوں، یونیورسٹیوں کی یہ ریل پیل بھلا کس لئے ہے کیوں اپنے آپ جنجال میں ڈالا ہوا ہے اور آخر تمہیں تلاش کس کی ہے۔ تو جو صحیح ترین جواب ملے گا وہ ہے کہ سب دھندے دو چیزوں کی خاطر ہیں۔

آزادی و آسائش

یہ ساری پارٹیاں، انجمنیں جو دنیا میں پیدا ہو رہی ہیں اور جن میں سے ہر ایک میں ہزاروں کارکن، وزیر، سیکریٹری، منتظم افراد برسر کار ہیں اور مٹھی بھر عوام کے سر پر سوار ہیں اگر ان سے کہو کہ جناب بس بھی کریں آپ کو حیا نہیں آتی۔ آپ کیوں لوگوں کو تنگ کر رہے ہیں جاؤ اپنا راستہ لو۔ تو بڑے غضبناک انداز میں وہ آپ سے کہیں گے کہ ہم عوام کی بھلائی کی خاطر کام کر رہے ہیں تاکہ یہ دو گورنایا ب میسر آجائیں۔

آزادی و آسائش

اب ہم حضرت صادق آل محمد علیہ السلام امام ششم کی زبان میں ساری دنیا سے یہ کہتے ہیں کہ اے بیچارے، بد عقل سیاستدانو! تم سب غافل ہووے آزادی و آسائش جو تم ڈھونڈ رہے ہو وہ تو ان مختصر سے شہرے فقروں میں پوشیدہ ہے۔ آؤ یہ چند مختصر کلمے گوش گزار کرو۔ آزادی یہ ہے۔

آپس میں ایک دوسرے سے وفا کرو، جو تمہاری ذمہ داری ہے اس میں حسن تدبیر سے کام لیکر اس کو بخوبی انجام دو اور جو تمہاری باطنی آواز ہے اس سے حیا کرو کہ جو تمہارے قلب کی پکار ہے وہ تمہاری رہنمائی کر رہی ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کو ترک نہ کرو اور دوسروں کو بھی اپنے جیسا ہی سمجھو۔ اپنی صحت و تندرستی کا خیال رکھو۔ امن و امان قائم کرو۔ کسی کو سستاؤ نہیں۔ اور کسی کے ساتھ ارادہ بد نہ کرو تاکہ سکون و چین برقرار رہے۔ عام اقتصادی وسائل سے کام لو تاکہ تمام دنیا میں فراشی و آسودگی و ارزانی (سستا ہونا) کا دور دورہ ہو۔ اور سب کو وسعتِ رزق حاصل ہو اپنے گھروں اور تعلیم کی اصلاح کرو تاکہ لڑکیاں اور بچے نیک و صالح تربیت پائیں اور بڑے ہو کر تمہارے ساتھ امور زندگی اور محافل وغیرہ میں شرکت کریں اور کارآمد انسان ثابت ہوں۔ یہ میں فرد و معاشرہ کے لئے وسائل آزادی و آسائش۔ اگر یہ چیزیں انسانی زندگی کی بنیاد نہ قرار پائیں گی تو تم ہو گے آزادی و آسائش کی صورت نہ دیکھ سکو گے۔

(۳۰) پانچ باتوں کے نقص سے نماز کا اعادہ ہوتا ہے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ پانچ باتوں کی وجہ سے نماز کا اعادہ ہوتا ہے۔ (۱) طہارت میں نقص (۲) وقت میں نقص (۳) قبلہ میں نقص (۴) رکوع میں نقص (۵) سجود میں نقص۔ (آپ نے) فرمایا: قراءت سنت ہے۔ تشہد سنت ہے، تکبیر سنت ہے۔ رسول اللہ کی سنت فریضہ کو نہیں توڑتی۔

(شرح: یہ روایت نماز میں خلل یا کمی واقع ہوجانے کے موضوع پر ایک بڑا شاہکار ہے اور فقہاء اس سے بہت سے قواعد نکالتے ہیں جن کو ہم مختصر بیان کر رہے ہیں۔)

۱۔ شرائط و مقدمات نماز جو کل چھ ہیں نماز میں داخلی اجزاء کے ساتھ جو اس میں دو قسم کے بنتے ہیں۔ ان کی ایک قسم تو وہ ہے جو قرآن مجید میں

بیان ہوئی ہے ان کو تو فریضہ کہتے ہیں اور دوسری قسم وہ جس کا پیغمبر نے حکم دیا اور ان کو سنت کہتے ہیں یعنی پیغمبر اسلام کا طریقہ کار۔

۲۔ جو قرآنی فریضہ ہیں وہ تو عمارت نماز کی گویا بنیاد ہیں اور وہ کسی عذر کی بنا پر بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتیں۔ اور اگر بھوک یا علمی کی وجہ سے اس کا خیال نہ رکھا گیا تو جو نبی انسان اس کمی کی طرف متوجہ ہو تو چاہئے کہ اس کی تلافی کرے اور نماز کو نئے سرے سے پڑھے لیکن جن کو پیغمبر نے لازمی قرار دیا ہے وہ عمارت نماز کا رکن اور جز نہیں ہیں بلکہ آداب نماز میں شمار ہوتا ہے اور وہ جب یاد آ جائیں تو اس کی رعایت کرنی چاہئے اور ان کو عملاً ترک نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر غفلت یا نادانی کی وجہ سے ترح ہو جائیں تو نماز کو باطل نہیں کرتیں۔

۳۔ نماز کی تین عدد شرائط اور مقدمات نماز کہ جن کا مطلب طہارت (غسل، وضو، تیمم) اور پانچوں نماز کے اوقات اور قبلہ ہیں اور دو عدد نماز کے داخلی اجزاء جو رکوع و سجود ہیں ان کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے اور وہ فریضہ ہیں لیکن قرأت حمد و سورہ، تشہد، تکبیر یہ سنت اور حکم پیغمبر ہیں اور رکن نماز نہیں ہیں۔

۴۔ اگر قرأت فراموش ہوگئی اور نماز پڑھنے والا رکوع میں چلا گیا اور پھر اس کو یاد آیا یا تشہد فراموش کردی اور رکعت سوئم (۳) کے رکوع کے بعد یاد آیا تو تشہد کا وقت نزر چکا ہے نماز کو تمام کرنا چاہئے، اور یہ نہیں ہو سکتا کہ رکوع یا سجدہ کو توڑ کر اس (تشہد) کا مدارک کیا جائے۔

۵۔ یہاں پر طہور سے مراد وضو، اور غسل و تیمم ہیں نہ کہ نجاست سے طہارت جو نماز کی غیر رکنی شرائط سے ہے۔ اس حدیث کی یہ مختصری تشریح ہے اور اس کی بہت سی فروعات و تفصیلات ہیں جو ہم نے فارسی فقہ کی کتاب میں ان کے مدارک کے ساتھ ذکر کی ہیں۔
۱۔ مدارک جہاں سے وہ لی گئی ہیں۔

(۳۱) بندوں میں پانچ باتوں سے کم تقسیم نہیں ہوتی: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ بندوں میں پانچ باتوں سے کم تقسیم نہیں ہوتی۔ (۱) یقین (۲) قناعت (۳) صبر (۴) شکر (۵) عقل جو سب کی بات کی تکمیل کرتی ہے۔

(۳۲) پانچ اشخاص تک شیطان کسی رسائی نہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ ابلیس نے دعویٰ کیا کہ تمام لوگ میرے قبضہ میں ہیں سوائے ان پانچ آدمیوں کے جنہوں نے (۱) سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا، تمام امور میں اس پر اعتماد کیا (۲) دن اور رات میں جس نے بہت زیادہ اللہ کی تسبیح کی (۳) جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی اپنے مومن بھائی کے لئے پسند کرتا ہے (۴) مصیبت کے وقت صبر سے کام لیتا ہے (۵) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دیا ہے اس پر راضی رہتا ہے۔ روزی کا غم نہیں کرتا۔

(۳۳) تجارت کرنے والا پانچ باتوں سے پرہیز کرے: رسول اللہ نے فرمایا کہ خرید و فروخت کرنے والا پانچ باتوں سے پرہیز کرے ورنہ کاروبار نہ کرے (۱) سود (۲) عیب چھپانا (۳) فروخت کے وقت اپنی چیز کی (بے جا) تعریف کرنا (۴) خریدتے وقت چیز کی برائی کرنا۔

(۳۴) پانچ چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے: حضرت ابی عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ پانچ باتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے (۱) کھانے سے (۲) پینے سے (۳) جماع کرنے سے (۴) پانی میں غوطہ لگانے سے (۵) اللہ، رسول اللہ اور ائمہ طاہرین سے جھوٹی باتیں منسوب کرنے سے۔

(۳۵) پانچ چیزیں ہم سے مخصوص ہیں: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا پانچ چیزیں ہمارے ساتھ مخصوص ہیں۔ (۱) فصاحت (۲)

زیبائی (۳) بخشش (۴) بزرگواری (۵) عورتوں سے بہرہوری۔

(۳۶) پانچ آدمی ایسے ہیں جنہیں آگ کے لئے پیدا کیا گیا: حضرت ابی عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ آدمی ایسے ہیں جن کو آگ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ (۱) بے اندازہ بلند قامت (۲) کوتاہ قد (۳) ازرق چشم سبزی مائل (۴) زائد الخلق (۵) ناقص الخلق۔

(۳۷) پانچ قسم کے افراد سے ہر حال میں بچنا چاہئے: جناب ابوابراہیم (امام موسیٰ کاظمؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ پانچ قسم کے افراد سے ہر حال میں بچنا چاہئے۔ (۱) مجزوم (۲) مبروص (۳) مجنون (پاگل) (۴) ولد الزناء (۵) گنوار (اعرابی)۔

(۳۸) علم کے پانچ درجات: جناب جعفر بن محمد (امام صادقؑ) اپنے پیر بزرگوار امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جابرؓ نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ علم کیا ہے؟ (حضورؐ نے) فرمایا: ”معلم کے سامنے خاموش بیٹھنا“۔ عرض کیا: اور کیا ہے؟ فرمایا: ”توبہ سے سنا“۔ عرض کیا: اور کیا ہے؟ فرمایا: ”اس کو یاد کر لینا“۔ عرض کیا: اور کیا ہے؟ فرمایا: ”(علم پر) عمل کرنا“۔ عرض کیا: اور کیا ہے؟ فرمایا: ”(اپنے علم کو) دوسروں کو سکھانا“ (نشر و اشاعت کرنا)۔

(۳۹) پانچ پیشے مکروہ ہیں: حضرت امام ابو الحسن موسیٰ بن جعفر (امام کاظمؑ) نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں نے اپنے فرزند کو کتاب کی تعلیم دی ہے اب اس کو کس کام پر لگاؤں؟ فرمایا: جس کام پر چاہو گا تو تمہاری مرضی ہے مگر پانچ کاموں میں نہ لگاؤ۔ (۱) کفن فروشی (۲) زرگری (۳) قصابی (۴) گندم فروشی (۵) بندہ فروشی۔ کفن فروشی میری امت کی موت چاہتا ہے۔ اور میرے نزدیک میری امت کا ایک نومولود بچہ بھی مجھے اس روئے زمین پر سب سے زیادہ عزیز ہے۔ زرگر میری امت کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ اور قصاب (جانور) ذبح کرتے کرتے بے رحم ہو جاتا ہے۔ اور گندم فروشی (گندم کی) ذخیرہ اندوزی کر کے اسے امت کے لئے روک لیتا ہے۔ میرے نزدیک ایک چور کا خدا سے ملاقات کرنا زیادہ بہتر ہے نسبت ایک ذخیرہ اندوز کے جس نے چالیس روز تک گندم کا ذخیرہ رکھا ہو۔ بندہ فروشی (انسانی تاجر) کے بارے میں جبریلؑ نے مجھے آگاہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اے محمدؐ آپ کی امت کے بدترین آدمی وہ ہیں جو انسانوں کو فروخت کرتے ہیں۔

(۴۰) پانچ آدمی زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہیں: جناب ابوعبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ اشخاص زکوٰۃ کے مستحق نہیں ہیں۔ (۱) اولاد (۲) والدین (۳) بیوی (۴) کنیز یا غلام (۵) زیر کفالت شخص۔

(۴۱) نماز باجماعت کے لئے کم سے کم پانچ افراد ضروری ہیں: جناب ابی عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ آدمیوں سے کم ہونے پر نماز باجماعت نہیں ہوتی۔

(شرح: یہاں مقصود نماز جمعہ ہے جس میں جماعت شرط ہے اور پانچ لوگوں سے کم تعداد میں جس میں سے ایک پیش نماز ہو نماز جمعہ قائم نہیں کی جاسکتی۔ اور ایک اور قول یہ ہے کہ نماز جمعہ میں کم از کم تعداد سات ہے۔)

(۴۲) دنیا کے پانچ میوے جنت کے میوے ہیں: جناب ابی عبداللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ دنیا کے پانچ میوے جنت کے میوے ہیں۔ (۱) انار ملیسی (۲) سیب (۳) ہبی (۴) انگور (۵) مشان کی کھجور۔

(۴۳) رسول اللہؐ نے پانچ چیزوں سے منع فرمایا: حضرت علیؑ علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہؐ نے مجھے پانچ چیزوں سے منع فرمایا، میں یہ نہیں کہتا کہ تم لوگوں کو بھی منع ہے۔ (۱) سونے کی انگٹھی (۲) جامہ قسی (ریشمی لباس) (۳) جلدے ازغوانی (۴) گہرے سرخ رنگ کا لحاف

اور جن (۵) رکوع کی حالت میں قرآن پڑھنا۔

مؤلف کتاب نے فرمایا جاہ قسی وہ ہے جو مصر سے آتا ہے اس میں ریشم ہوتا ہے۔

(۴۴) اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں سے کسی کو مطلع نہیں کیا: ابو اسامہ نے کہا مجھے حضرت ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا مجھ سے میرے پدائری نے فرمایا کہ تمہیں ان پانچ چیزوں سے آگاہ کروں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو مطلع نہیں کیا؟ عرض کیا: کیوں نہیں؟ (آپ نے) فرمایا: (۱) قیامت کا علم خدا کے پاس ہے (۲) بارش کہاں ہوگی (۳) وہی جانتا ہے کہ شکم مادر میں کیا ہے؟ (۴) انسان کو معلوم نہیں کہ کل وہ کیا کرے گا (۵) کوئی نہیں جانتا کہ اس کی موت کہاں ہوگی۔ بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

(۴۵) پانچ باتوں سے مسلمان کے دین کا کمال معلوم ہوتا ہے: امام علی بن احمسین (امام زین العابدین) نے فرمایا کہ مسلمان کے دین کا کمال پانچ باتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ (۱) بے بودہ بات نہ کرنے سے (۲) مجادلہ کم کرنے سے (۳) حلیم (بردبار) ہونے سے (۴) صابر ہونے سے (۵) خوش خلق (صاحب اخلاق) ہونے سے۔

(۴۶) پانچ چیزوں پر خمس دینا واجب ہے: عمار بن مروان نے کہا کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق ؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ کان اور سمندر سے جو چیزیں نکلیں وہ مال غنیمت ہیں۔ وہ مال جو حرام مال سے مل جائے اور مالک کو حلال و حرام کی شناخت نہ ہو۔ اور خزانوں سے خمس نکالنا واجب ہے۔ عیسیٰ بن عبد اللہ علوی اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے اور وہ جعفر بن محمد بن علی (امام جعفر صادق ؑ) سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہم پر صدقہ حرام کیا تو خمس ہمارے لئے مقرر کیا۔ صدقہ ہمارے لئے حرام اور خمس ہمارے لئے واجب ہے۔ ہدیہ ہمارے لئے حلال ہے۔ محمد بن ابو عمیر کئی لوگوں سے روایت کرتے ہیں کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ خمس پانچ چیزوں میں واجب (۱) کان سے (۲) خزانوں سے (۳) دریا سے نکالی ہوئی چیز میں (۴) مال غنیمت میں۔ ابن ابو عمیر پانچویں چیز بھول گیا۔ وہ یہ ہے کہ ایک شخص کو میراث کا مال ملا جس میں مال حرام ملا ہوا تھا۔ مال حرام والوں کو نہیں جانتا اور نہ مال حرام کی مقدار معلوم ہے ایسے مال کا خمس ادا کرنا واجب ہے۔

(۴۷) پانچ دریاؤں کو حضرت جبرئیل نے اپنے پیروں سے کھودا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق ؑ) نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پانچ دریاؤں کو اپنے پیروں سے کھودا۔ پانی کی دھار آپ کے ساتھ چلی گئی۔ (۱) دریائے فرات (۲) دریائے دجلہ (۳) دریائے نیل (۴) دریائے مہران (۵) نہر بلخ۔ جہاں کہیں یہ سیراب کرتے ہیں یا ان سے پانی لیا جاتا ہے۔ دریائے بزرگ جو دنیا کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ ان کے آگے ہے۔

(۴۸) ایک گناہ کی قربانی پانچ افراد کے لئے کافی ہے: بنی اسرائیل کے جن لوگوں کو اللہ نے گناہ ذبح کرنے کا حکم دیا تھا وہ پانچ تھے: حسین بن خالد نے کہا کہ میں نے ابو الحسن (امام موسیٰ کاظم ؑ) سے پوچھا کہ اونٹ کی قربانی کتنے لوگوں کے لئے ہو سکتی ہے؟ (آپ نے) فرمایا کہ ایک شخص کے لئے کافی ہے۔ عرض کیا گیا: گائے کتنے لوگوں کے لئے ہو سکتی ہے؟ (آپ نے) فرمایا کہ پانچ آدمیوں کے لئے کافی ہے جو ایک دسترخوان پر اکٹھے کھانا کھاتے ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ اونٹ صرف ایک آدمی کے لئے ہے اور گائے پانچ آدمیوں کے لئے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ (آپ نے) فرمایا کہ اونٹ میں کوئی علت موجود نہیں۔ اور گائے میں علت موجود ہے۔ حضرت موسیٰ ؑ کی قوم میں جن آدمیوں کو گناہ سالہ کی پوجا کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ وہ پانچ آدمی تھے۔ ایک گھر کے آدمی تھے اور ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے۔ وہ یہ پانچ آدمی ہیں۔ (۱) اذینوہ

(۲) اس کا بھائی میزدیہ (۳) اس کا بھتیجا (۴) اس کی دختر (۵) اس کی بیوی۔ یہ لوگ وہ ہیں جن کو گائے ذبح کرنے کا حکم اللہ نے دیا۔ اور انہوں نے گائے کو ذبح کیا۔

کتاب کے مولف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسی طرح پہنچی ہے میں نے مضمون پانچ کی وجہ سے اس کو نقل کیا۔ ورنہ اونٹ کی قربانی میں میرا فتویٰ یہ ہے کہ وہ سات (۷) آدمیوں کے لئے کافی ہے۔ اور گائے بھی سات آدمیوں کے لئے کافی ہے۔ اگرچہ ایک گھرانے سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔ ان احادیث میں اختلاف نہیں ہے۔ جو چیز سات آدمیوں کے لئے کافی ہے وہ ایک کیلئے بھی کافی ہے۔ اور پانچ کے لئے بھی۔ میرا اس حدیث سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اونٹ صرف ایک آدمی کے لئے کافی ہے اور گائے صرف پانچ آدمیوں کے لئے۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ یہ روایات نص اور ظاہر ہیں۔ وہ روایت جو یہ کہتی ہے کہ ایک شخص کے لئے ایک اونٹ کی قربانی کافی ہے اس سے ظاہر یہ ہو رہا ہے کہ ایک سے زیادہ کے لئے کافی نہیں ہے لیکن سات کے لئے کافی والی روایت نص ہے اور اس ظاہر کے اوپر مقدم ہے جیسا کہ روایت جو کہ کہہ رہی ہے کہ گائے پانچ افراد کی طرف سے کافی ہے اس سے ظاہر ہے کہ ان سے زیادہ کے لئے کافی نہیں۔ اور سات والی روایت نص ہے یا یہ مقصد ہے کہ اس روایت کا زائد کے لئے کافی نہ ہونا کی دلالت عدم کے مفہوم سے ہے اور وہ کوئی حجت نہیں ہے اور اس میں منافات نہیں زائد کے لئے کافی ہونے والی روایت ہے لیکن انصاف یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ کے ایک فرد سے زیادہ کے لئے کافی نہ ہونا اس وجہ سے ہے جس کا ذکر ہو چکا اور راوی نے جو پوچھا تھا وہ بہت قوی ہے اور بہتر یہ ہے کہ ان مختلف روایات کو مراتب فضیلت پر محمول کیا جائے کیونکہ اس حکم کا موضوع مستحب قربانی ہے نہ کہ واجب قربانی جو صاحب حیثیت احاجی پر حج تمتع میں واجب ہوتی ہے۔ اور مستحب قربانی میں کئی شریک ہونا صحیح ہے اور سات افراد تک ایک اونٹ کی قربانی میں شامل ہو سکتے ہیں یا پانچ افراد ایک گائے کی قربانی کر سکتے ہیں اور ہاں یہ اگر ایک ہی خاندان کے افراد ہوں تو بہتر ہے اور سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ ہر شخص علیحدہ قربانی کرے۔

(۴۹) نبی کریمؐ کو پانچ چیزیں ایسی ملی ہیں جو کسی کو آپؐ سے پہلے نہیں ملیں: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا ہوئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں۔ (۱) ساری زمین میرے لئے پاک مسجد بنائی گئی۔ (۲) دبدبہ سے دشمن پر غالب ہوا (۳) میرے لئے مالِ غنیمت حلال ہوا (۴) مجھے جوامع الکلم عطا ہوا (یعنی پڑ معنی کلمات) (۵) مجھے سفارش کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

(۵۰) پروردگار نے محمدؐ اور علیؑ کو پانچ چیزیں عطا کیں ہیں: ابن عباسؓ نے کہا کہ میں نے نبیؐ سے سنا ہے کہ پروردگار عالم نے مجھے پانچ چیزیں دیں اور علیؑ کو بھی پانچ چیزیں دیں۔ (۱) مجھے جوامع الکلم عطا ہوا۔ علیؑ کو بھی جوامع الکلم عطا ہوا (۲) مجھے نبی بنایا گیا اور علیؑ کو وصی بنایا گیا (۳) مجھے کوثر ملا اور علیؑ کو سلیمان عطا کیا (۴) مجھے وحی اور علیؑ کو الہام عطا کیا (۵) مجھے معراج کرائی گئی، علیؑ کے لئے آسمانوں کے دروازے اور پردے کھول دیئے گئے۔ جو کچھ میں نے دیکھا وہ علیؑ نے دیکھا۔

حدیث بہت لمبی ہے میں نے ضرورت کے مطابق نقل کیا ہے۔ پوری حدیث کو میں نے کتاب المعراج میں بیان کیا ہے۔

(۵۱) اللہ تعالیٰ کے لئے حق حیا پانچ عادتوں میں ہے: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے پوری طرح حیا کرو۔ عرض کیا: گیا یا رسول اللہؐ ہم کیا کریں؟ (آپؐ نے) فرمایا: اگر تم اس پر عمل کرنا چاہتے ہو تو (۱) سوتے وقت موت کو آنکھوں کے سامنے رکھو (۲) اپنے سر کی حفاظت کرو اور جو کچھ اس میں ہے (۳) پیٹ کی حفاظت کرو اور جو کچھ اس میں ڈالا ہے (۴) قبر اور اس کے بوسیدہ ہونے کو یاد رکھو (۵) اور جو آخرت کا

طلبگار ہے اس کو دنیا کی زینت چھوڑ دینی چاہئے۔

(۵۲) پروردگار عالم پانچ افراد کے حق میں رسول اللہؐ کی سفارش قبول کرے گا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ پانچ آدمیوں کے حق میں آپؐ کی سفارش منظور کرے گا۔

(۱) اس پیٹ کی جس نے آپؐ کو اٹھایا ہے وہ جناب آمنہ بنت وہب بنت عبد مناف ہیں (۲) آپؐ کے والد کی جو آپؐ کو دنیا میں لائے وہ عبد اللہ ابن عبد المطلب ہیں (۳) اس دامن کی جس نے آپؐ کی پرورش کی وہ عبد المطلب بن ہاشم ہیں (۴) اور اس گھر کی جو عبد مناف کے بیٹے (صاحب حیثیت حاجی کا مطلب یہ ہے کہ جو معاشی طور پر خوشحال ہو وہ چھوٹے جانور کے بجائے اونٹ جیسے بڑے جانور کی قربانی کرے۔)

عبد المطلب جن کی کنیت ابوطالب تھی۔ (۵) میرے اس بھائی کے بارے میں جو جاہلیت میں میرا بھائی تھا (آپؐ سے) دریافت کیا گیا کہ رسول اللہؐ کیون سا بھائی تھا؟ (آپؐ نے) فرمایا: میں اس سے اور وہ مجھ سے مانوس تھا۔ سخی تھا، لوگوں کو کھانا کھلاتا تھا۔

مؤلف کتاب نے کہا کہ رسول اللہؐ کے اس بھائی اور دوست کا نام جلاس بن علقمہ تھا۔

(۵۳) رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے پانچ باتوں کی ضمانت دے گا میں اسے جنت کی ضمانت دوں گا: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص مجھے پانچ باتوں کی ضمانت دے گا میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ وہ کیا چیزیں ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اخلاص برائے خدا، خیر خواہی برائے رسول، ترویج قرآن، ترویج دین خدا اور خیر خواہی تمام مسلمانوں کے لئے۔

(۵۴) قول رسول اللہؐ مجھے علیؑ سے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مجھے علیؑ (ابن ابی طالبؑ) سے پانچ چیزیں دے گئیں۔ (۱) مجھے خاک میں دفن کریں گے (۲) میرا قرض ادا کریں گے (۳) قیامت میں میرا سہارا ہوں گے یہاں تک کہ طویل موقف سے گزر جاؤں گا (۴) میرے حوض پر میرے مددگار ہوں گے (۵) اس بات کا خوف نہیں کہ ایمان کے بعد کافر ہو جائیں یا شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کریں۔

(۵۵) اس شخص کے لئے طوبیٰ (خوشخبری) ہے جس میں پانچ عادتیں ہیں: حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ نے فرمایا کہ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس میں یہ پانچ چیزیں ہوں (۱) خاموشی میں فکر ہو (۲) نگاہ میں عبرت ہو (۳) گھر میں بیٹھا ہو (۴) اپنے گناہوں کے سبب روتا ہو (۵) لوگ اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ ہوں۔

(۵۶) حضرت جعفر بن محمدؑ کے شیعوں میں پانچ باتیں خاص طور پر ہوں گی: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ میرے شیعوں میں پانچ عادتیں خاص طور پر ہوں گی (۱) جنہوں نے اپنے پیٹ اور (۲) فرج کو حرام سے بچانے کی بہت کوشش کی ہو (۳) اللہ تعالیٰ کے لئے کام کرتا ہو (۴) اس کے ثواب کی امید رکھتا ہو (۵) اس کے عذاب سے ڈرتا ہو۔ جب ایسے لوگوں کو دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ امام جعفر صادقؑ کے شیعہ ہیں۔

ہم نے اس معنی کو کتاب صفات شیعہ میں بیان کیا ہے۔

(۵۷) پانچ افراد نہیں سوتے: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ آدمی نہیں سوتے (۱) جو شخص خون بہانے کی فکر میں رہتا ہو (۲) بہت مال و دولت رکھنے والا ہو (۳) جس کے پاس نہ امن ہونے کوئی امین ہو (۴) لوگوں میں بیٹھ کر جھوٹ اور بہتان لگاتا ہو تاکہ

مال اور دنیا ہاتھ میں آئیں، کافی قرض دار ہو مگر اس کے پاس مال نہ ہو (۵) ایک شخص کو دوست رکھتا ہو اور اس کی جدائی کی توقع ہو۔

(۵۸) دوزخ کسی چکی پانچ افراد کو پیسے گئی: حضرت امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب) نے فرمایا کہ دوزخ میں ایک چکی ہے جو پیسے گی۔ کیا تم مجھ سے نہیں دریافت کرو گے کہ کس چیز کو پیسے گی؟ (لوگوں نے) عرض کیا کہ کس چیز کو پیسے گی؟ (آپ نے) فرمایا: بدکار عالموں کو۔ قرآن کی سمجھ رکھنے والے فاسقوں کو۔ جاہر ظلم کرنے والے کو، خیانت کرنے والے وزیروں کو، جھوٹ بولنے والوں کو۔

دوزخ میں ایک شہر ہے جسے حصینہ کہتے ہیں۔ تم نہیں پوچھو گے حصینہ میں کیا ہے؟ (لوگوں نے) عرض کیا اس میں کیا ہے؟ (آپ نے) فرمایا: اس میں عہد توڑنے والوں کے ہاتھ ہیں۔

(۵۹) پانچ کے قتل کرنے اور پانچ کے قتل نہ کرنے کا حکم: رسول اللہ نے پانچ جانوروں (۱) ویرانوں میں رہنے والا الو (۲) خدھد (۳) زبور (شہد کی مکھی) (۴) چیونٹی (۵) مینڈک کے قتل کرنے سے منع فرمایا۔ مندرجہ ذیل پانچ جانوروں کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ (۱) کوا (۲) حداء (شکاری پرندہ) (۳) سانپ (۴) بچھو (۵) پاگل کتا۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ بعد میں ذکر ہونے والے جانوروں کو قتل کرنے کی اجازت ہے ان کو قتل کرنا واجب نہیں ہے۔

(۶۰) پانچ آدمی ملعون ہیں: نصر بن قابوس نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) کو فرماتے ہوئے سنا کہ نجومی ملعون ہیں۔ کاہن ملعون ہیں۔ جادوگر ملعون ہیں۔ گانے والی عورت ملعون ہے جو شخص اس کو پناہ دے اور اس کی کمائی کھائے وہ ملعون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نجومی کاہن کی طرح ہے۔ کاہن جادوگر کی طرح ہے۔ جادوگر کافر کی طرح ہے۔ کافر دوزخ میں جائے گا۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ نجومی ملعون ہے جو آسمان کی قدرت کا قائل ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کا قائل نہ ہو۔

(شرح: کاہن وہ ہوتا ہے جو غیب گوئی کرتا ہے اور خود کو جنوں سے مربوط گردانتا ہے اور بعید نہیں ہے کہ دل، فال، بینی، بکری کے شانے پر لکھ کر فال نکالنا، ہاتھ دیکھنا بھی جو غیب جاننے کے وسیلے سمجھے جاتے ہیں اسی قبیل سے ہوں)۔

(۶۱) عید کے دن پانچ کاموں سے بہتر کوئی کام نہیں ہے: جناب محمد بن علی (امام محمد تقی) نے فرمایا کہ عید قربان کے روز پانچ کاموں سے افضل کوئی کام نہیں۔ (۱) قربانی کرنا (۲) والدین کی زیارت کو جانا (۳) قطع رحم کرنے والے رشتہ دار کی مال سے دل جوئی کرنا، اس پر سلام کرنا (۴) جو اپنے کھانے پینے سے قربانی سے بچ جائے اس سے اپنے ہمسایہ، یتیم، بے چارہ، غلام کی مہمانی کرے (۵) قیدیوں کی خبر گیری۔

(۶۲) جس میں یہ پانچ باتیں نہیں ہوں گئی وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھائے گا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ جس میں یہ پانچ باتیں نہیں ہوں گی وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھائے گا۔ (۱) دین (۲) عقل (۳) ادب (۴) حریت (۵) حسن خلق۔

(۶۳) سفید مرغ میں پانچ باتیں پائی جاتی ہیں: جناب رضا (امام ششم) نے فرمایا کہ سفید مرغ میں انبیاء جیسی پانچ باتیں ہیں۔ (۱) نماز کے اوقات جانا (۲) غیرت (۳) سخاوت (۴) شجاعت (۵) جماع کثرت سے کرنا۔

(۶۴) پانچ افراد کی دعا قبول نہیں ہوتی: رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (۱) عورت کی طلاق کا حق مرد کے ہاتھ میں ہے وہ اس کو تکلیف دیتی ہے مگر وہ اس کو طلاق نہیں دیتا (۲) تین مرتبہ غلام بھاگ جاتا ہے اس کو وہ فروخت نہیں کرتا (۳) دیوار گر رہی ہے وہ اس سے بھاگ کر نہیں گزرتا اور دیوار اس پر گر جاتی ہے (۴) کسی بزرگ سے بات نہ کرے کسی کو کہہ نہیں سکتا (۵) گدے میں پانچ باتیں ہیں۔

کہتا ہے اللہ مجھے رزق دے، رزق کی تلاش میں نہیں جاتا۔

(۶۵) اللہ تعالیٰ کی بزرگی پانچ جملوں میں ادا کرنے کا حکم: ابوہزیمہ ثمالی نے کہا کہ میں نے علی بن حسین (امام زین العابدین) کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی پانچ جملوں میں ادا کرو۔ وہ بزرگی کے پانچ جملے کون سے ہیں؟ (آپ نے) فرمایا جب کہا ”سبح ان الله وبحمده“ اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کے ناشناس جو کہتے ہیں اس سے بلند و بالا کر دیا۔ جب تم نے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کہا تو یہ کلمہ اخلاص ہے۔ جو بندہ اس کلمے کو کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ متکبر اور جبار اس میں شامل نہیں ہے۔ جس نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا اس نے اپنا کام اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا۔ جس نے استغفر اللہ واتوب الیہ کہا وہ متکبر نہیں ہے نہ جبار ہے۔ متکبر وہ ہے جو بار بار گناہ کرتا ہو، خواہش اس پر سوار ہو، آخرت پر دنیا کو ترجیح دی ہو۔ جس نے الحمد لله کہا اس نے اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا شکر ادا کیا۔

(۶۶) رسولوں میں پانچ رسول اولو العزم ہیں: ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ اولو العزم رسول پانچ ہیں۔ (۱) حضرت نوحؑ (۲) حضرت ابراہیمؑ (۳) حضرت موسیٰؑ (۴) حضرت عیسیٰؑ (۵) حضرت محمد مصطفیٰؐ۔

(شرح: پیغمبران الوالعزم سے مراد ہے وہ بڑی اور عمومی شریعت کے حامل افراد جن کا دین تمام افراد بشر پر فرض ہو اور اپنے سے پہلے پیغمبروں کے دین کو منسوخ کرتا ہو۔ اور جنہوں نے دین پھیلانے میں بہت پائیداری دکھائی ہو اور مصائب برداشت کیے ہوں اور مسلسل اپنی امت سے تکالیف اٹھائی ہوں لیکن صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا ہو۔ اور تمام پیغمبران کی شریعت کی پیروی کرتے ہوں)۔

(۶۷) پانچ افراد کا انتظار کیا جائے جب تک ان کی حالت بگڑ نہ جائے: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ افراد کو اس وقت تک دفن نہ کیا جائے جب تک ان کی حالت بگڑ نہ جائے (مر نہ جائیں)۔ (۱) غرق شدہ (۲) مدہوش (۳) اسپہالی (جس کو بہت دست آرہے ہوں) (۴) کسی چیز کے نیچے آیا ہو (۵) دھواں زدہ۔

(شرح: چونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ صدمہ کی وجہ سے ان افراد کا سانس رک جاتا ہے اور نبض ساکت ہو جاتی ہے اور مردہ معلوم ہونے لگتے ہیں لیکن ممکن ہے کہ ان میں ابھی جان باقی ہو اور ان کا دل کام کرنے لگے۔ اور چاہئے کہ ان کو گرانے میں رکھا جائے حتیٰ کہ ان کی قطعی موت کا یقین ہو جائے اور حالت بگڑنے سے مراد یہ ہے کہ ان کا جسم پھولنے لگے یا اس میں سے بد بو آنے لگے)۔

(۶۸) کوفہ کسی پانچ مساجد ملعون ہیں اور پانچ مساجد مبارک ہیں: ابو جعفر (امام محمد باقرؑ) نے فرمایا کہ کوفہ میں پانچ مساجد ملعون ہیں اور پانچ مساجد مبارک ہیں۔ مساجد مبارک میں مسجد نغنی ہے خدا کی قسم اس کا قبلہ درست ہے۔ اس کی خاک پاکیزہ ہے۔ اس کو ایک مرد مومن نے بنایا ہے۔ دنیا کو ویران ہونے سے پہلے وہاں سے دو چشمے جاری ہوں گے۔ ان سے دو باغ میراب ہوں گے۔ وہاں کے رہنے والے ملعون ہیں۔ مسجد ان لوگوں سے بیزار ہوگی۔ اور مسجد نوظفر، مسجد سہلہ، مسجد حمزہ اور مسجد جھٹی۔ آج کل یہ مساجد مٹ چکی ہیں۔ ملعون مساجد یہ ہیں۔ مسجد ثقیف، مسجد اشعث، مسجد جریجلی، مسجد سماک اور مسجد بالحرما جو ایک ظالم فرعون خصلت کی قبر پر بنی ہوئی ہے۔

(شرح: یہ تمام لعنت شدہ مساجد کوفہ کی ہیں کہ جنہیں لوگوں کو امیر المومنین سے دور رکھنے یا بعد شہادت امام حسینؑ لشکر کوفہ کے سردار ابن زیاد کے حکم سے بنایا گیا تھا تاکہ امام حسینؑ کے قتل کرنے کی رسوائی کی چھپائے اور اظہار بنداری کے لئے ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔ چنانچہ بہت سی

روایات میں ذکر کیا گیا ہے شہادت امام کے اشرک کی وجہ سے یہ مساجد کو فہم میں بنائی گئیں۔

(۱۹) کوفہ کی پانچ مساجد میں شمار پر ہوا ہے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ امیر المؤمنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) نے وفد کی پانچ مساجد میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ (۱) مسجد اعمش ابن قیس کندی (۲) مسجد جریر ابن عبد اللہ نجفی (۳) مسجد ساک ابن خرمہ (۴) مسجد شرف بن ربیع (۵) مسجد تہرہ۔ (آپ نے) فرمایا کہ جب امیر المؤمنین (علی ابن ابی طالبؑ) ان مساجد کی طرف دیکھتے تو فرماتے تھے کہ یہ بقعہ تہم ہیں۔ معنی یہ ہیں کہ ان لوگوں نے حضرت کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ عداوت اور بغض کی وجہ سے حضرت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے تھے۔ اللہ ان پر لعنت کرے۔

(۷۰) پانچ افراد کو سفر میں نماز پوری پڑھنا چاہئے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ افراد کو پوری نماز پڑھنا چاہئے، خواہ وہ گھر میں ہوں یا سفر میں۔ (۱) کرایوں پر سواری دینے والا (۲) کرایہ کش (۳) ڈاک والا (۴) چرواہا (۵) ملاح۔ کیونکہ ان سب کا کام ہی سفر میں رہنا ہے۔

(۷۱) نامحرم عورت کے پانچ مقامات آدمی دیکھ سکنا ہے: ہمارے ایک صحابی نے جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) سے دریافت کیا کہ نامحرم عورت کے کون سے مقامات کوئی شخص دیکھ سکتا ہے؟ (آپ نے) فرمایا چہرہ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پیر۔

(۷۲) آسمان کے دروازے پانچ وقت کھلتے ہیں: جناب امیر المؤمنین (علی ابن ابی طالبؑ) نے فرمایا کہ پانچ اوقات آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔ (۱) تیز بارش کے وقت (۲) گھمسان کی جنگ کے وقت (۳) تمام نمازوں کی اذان کے وقت (۴) قرآن پڑھتے وقت (۵) زوال آفتاب اور طلوع فجر کے وقت۔

(شرح: مطلب یہ ہے کہ یہ اوقات قبولیت دعا کے ہیں)

(۷۳) جنت پانچ افراد کی مشتاق ہے: حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے (مجھ سے) فرمایا کہ جنت پانچ اشخاص کی مشتاق ہے۔ تمہاری، عمار (یاسر)، سلمان (فارسی)، ابوذر (غفاری) اور مقداد کی۔

(۷۴) پانچ عورتوں کو ہر حالت میں طلاق ہو سکتی ہے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ پانچ عورتوں کو ہر حالت میں طلاق ہو سکتی ہے۔ (۱) حاملہ (۲) زانیہ (۳) وہ عورت جس کے شوہر نے دخول نہ کیا ہو (۴) وہ عورت جس کا شوہر غائب ہو (۵) وہ عورت جو بالذمہ ہو (جس پر حیض نہ آیا ہو)۔

(شرح: چونکہ عورت کی طلاق اُس طہر میں ہوتی چاہئے جس میں اس کے شوہر نے دخول نہ کیا ہو اس لئے اس پانچوں قسم میں یہ شرط لازم نہیں ہے)۔

(۷۵) ظہور قائم آل محمدؑ کی پانچ نشانیاں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ قائم آل محمدؑ (امام عصرؑ) کے ظہور سے پہلے یہ نشانیاں ہوں گی۔ (۱) خروج یمنی (۲) خروج سفیانی (۳) خروج منادی (جو آسمان سے آواز آئے گی) (۴) جو بیہودہ کی زمین میں دفن ہو جائیں گے (۵) نفس ذکیہ کا قتل ہوگا۔

(۷۶) پانچ عورتوں اور اذن کے شوہروں میں ملاعنہ نفس ہے: حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ پانچ عورتوں اور اذن کے

شوہروں میں ملاعتہ نہیں ہے۔ (۱) یہودیہ جو کسی مسلمان کی بیوی ہو، (۲) نصرانیہ اور کثیر جو آزاد اشخاص کی بیویاں ہوں اور وہ ان پر زنا کاری کی تہمت لگاتے ہوں، (۳) آزاد عورت جو غلام کی بیوی ہو، وہ اس پر زنا کی تہمت لگاتا ہو، (۴) وہ شوہر جس پر تہمت زنا کی حد لگائی جا چکی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو (۵) گوگنی عورت اور اس کے شوہر کے درمیان لعان نہیں ہے۔ لعان زبان سے ہوتا ہے۔

(شرح: موضوع لعان یہ ہے کہ شوہر یہ دعویٰ کرے کہ اس کی بیوی نے زنا کیا ہے یا یہ کہ وہ کسی غیر سے حاملہ ہے اور اس دعوے کے ثبوت میں چار گواہ نہ رکھتا ہو۔ اس صورت میں وہ حاکم شرع کے سامنے چار بار قسم کھاتا ہے تاکہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہے اور پانچویں مرتبہ اقرار کرتا ہے کہ اگر وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے تو اس پر خدا کی لعنت ہو اور عورت اپنے دفاع میں چار بار قسم کھائے گی کہ اس کا شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں بار اقرار کرے گی کہ اگر اس کا شوہر سچا ہے تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اس طرح دفاع کرنے سے اس پر سے حد ساقط ہو جائے گی اور یہ دونوں ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائیں گے۔ روایت کا مضمون یہ ہے کہ لعان کا دعویٰ ان پانچ حالات میں واقع نہیں ہوتا۔)

(۷۷) وہ کلمات جن سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کا امتحان لیا پانچ تھے: مفضل بن عمر نے کہا کہ میں نے حضرت صادق بن محمد (امام جعفر صادقؑ) سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کن کلمات سے حضرت ابراہیمؑ کا امتحان لیا تھا؟ (آپ نے) فرمایا وہی کلمات ہیں جن کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو دی تھی جن سے حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ حضرت آدمؑ نے کہا تھا کہ اے میرے پروردگار میں تجھ سے محمدؐ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما۔ اس نے توبہ قبول کی۔ وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ اللہ تعالیٰ کا فاطمہن سے کیا مقصد ہے؟ (آپ نے) فرمایا: فاطمہن یعنی قائم آل محمدؐ (امام عصرؑ) تک بارہ ائمہ کا نام لیا جن میں نو امام حسینؑ کی اولاد سے ہوں گے۔ مفضل نے کہا کہ میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں آگاہ فرمائیے جو جعلھا کلمة باقية فی عقبہ (سورہ زخرف آیت ۲۸) "اس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد باقی رہنے والا کلمہ قرار دیا" (آپ نے) فرمایا: اس سے مراد امامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اس کو امام حسینؑ کے بعد میں قرار دیا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ اولاد حسینؑ میں امامت کیوں چلی گئی؟ اور امام حسنؑ کی اولاد اس سے محروم کیوں رہی؟ حالانکہ دونوں فرزند رسولؐ اللہؑ سبط رسولؐ، جو انان جنت کے سردار ہیں؟ آپ نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ دونوں ہی نبی، رسول اور دونوں آپس میں بھائی تھے۔ خدا نے نبوت کو ہارونؑ کے صلب میں رکھا اور صلب موسیٰؑ اس سے محروم رہی۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ کہے کہ امام حسینؑ کے صلب کو کیوں قرار دیا اور صلب امام حسنؑ کو چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے انفعال میں حکیم ہے۔ جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا بلکہ لوگوں سے پوچھا جاتا ہے۔ اذبتلسیٰ ابراہیم ربہ بکلمات فاطمہن (سورہ براء آیت ۱۲۴) "جب حضرت ابراہیمؑ کا اللہ تعالیٰ نے امتحان لیا تو وہ امتحان میں پورے اترے" اللہ تعالیٰ کے اس قول کی دوسری وجہ ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ حقیقی مطلب یہی ہے۔ امتحان دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے منسوب کرنا ٹھیک نہیں اور دوسرا جائز ہے۔ جو جائز نہیں ہے وہ یہ ہے کہ کسی چیز کا امتحان لے اور اس سے نتیجہ اخذ کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے محال ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ اس کی ذات کے لئے جو بات جائز ہے وہ یہ ہے کہ وہ بندے کا امتحان لے، بندہ امتحان میں صبر کرے۔ اس سے منصب کا حقدار قرار پائے۔ دوسرے لوگ اس کو دیکھیں اور اس کی پیروی کریں اور جانیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے از خود امامت عطا نہیں کرتا مگر اس شخص کو جو اس کا اہل اور ثابت قدم رہنے والا ہو اور اس آئندہ لیاقت کو ظاہر کرے یہ کلمات کی تفسیر ہے۔ اس کی دوسری تفسیر یقینی ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے۔ کذلک نسی

ابراہیم ملکوت السموات والارض وليكون من الموقنين (سورہ انعام آیت ۷۵) ”اس طرح ہم نے ابراہیم کو آسمان اور زمین کے ملکوت دکھائے تاکہ صاحبان یقین میں سے ہو جائے۔“ تفسیر اس کی اللہ کی معرفت ہے کہ وہ ازل سے ہے۔ وہ اکیلا ہے۔ وہ تشبیہ سے پاک ہے۔ جب ستاروں، چاند اور سورج کو دیکھا ان کے غائب ہونے اور ان کے حادث ہونے پر استدلال کیا کہ جب یہ حادث ہیں تو ان کا کوئی محدث ہونا ضروری ہے۔ پروردگار عالم نے حضرت ابراہیمؑ کو بتایا کہ ستاروں سے حکم کرنا غلطی ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ فننظر نظرة فی النجوم • فقال انی سقیم (سورہ صافات آیات ۸۸-۸۹) ”ابراہیم نے ایک نگاہ ستاروں کی طرف کی پس کہا کہ میں بیمار ہوں۔“ اللہ کے نزدیک پہلی نگاہ غلطی میں شار نہیں ہوتی۔ خطا دوبارہ نظر کرنے سے ہوتی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ نے حضرت امیر المومنین (علی ابن ابی طالبؑ) سے فرمایا: اے علیؑ پہلی نظر تیری ہے۔ دوسری نظر (تیرے لئے) ضرر ہے۔ ایک اور تفسیر شجاعت ہے کہ بتوں کی سرگزشت نے حضرت ابراہیمؑ پر ظاہر کر دیا۔ اس کی دلیل یہ ہے اذ قال لا بیہ و قومہ ما هذا النمائیل النی انتم لها عکفون • قالو اوجدنا ابا ءنا لہا عبدین • قال لقد کنتم و ابا ءکم فی ضلال قبین • قالو اجئنا بالحق ام انت من اللعین • قال بل ربکم رب السموات والارض الذی فطرہن و انا علی ذلکم من الشہدین • و تا للہ لا کیدن اصنا مکم بعد ان تو لو امد برین • فجعلہم جذ ذآ الا کبیرا لہم لعلہم الیہ یرجعون • (سورہ انبیاء آیات ۵۳-۵۸) ”جب انہوں نے اپنے چچا اور قوم سے کہا کہ یہ بت کیا ہیں جن کی تم پرستش کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ان کی پرستش اس لئے کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباء و اجداد کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اور تمہارے آباء و اجداد کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے حق بات کی ہے یا ہمارے ساتھ گستاخی کی ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا رب تو وہ ہے جو زمین و آسمان کا رب ہے۔ جس نے ان سب کو پیدا کیا۔ میں اس بات کے گواہوں میں سے ہوں۔ بخدا جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں کے ساتھ (کوئی نہ کوئی) چال ضرور چلوں گا۔ چنانچہ ان کے بڑے کوچھوڑ کر اور سب ہی کو چکنا چور کر دیا تاکہ وہ اس کی طرف لوٹ کر آئیں۔“ ایک فرد کا ہزاروں دشمنان خدا سے مقابلہ بہادری کی انتہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو جو حکم دیا ہے اس کے بارے میں فرمایا فان ابراہیم لعلیم او اہ منیب (سورہ ہود آیت ۷۵) ”بے شک ابراہیمؑ حلیم، خدا ترس اور خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہیں (جزا اور سزا پر ایمان رکھنے والا) اس کے بعد سخاوت ہے۔ اس کی سرگزشت ابراہیمؑ کے مہمانان گرامی میں مذکور ہے (سورہ ذاریات آیت ۲۳)۔ اس کے بعد خاندان اور گھر والوں سے علیحدگی ہے۔ اس ضمن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واعتز لکم وما تدعون من دون اللہ (سورہ مریم آیت ۲۸) ”اور میں تم سے اور جن جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو ان سے الگ ہوتا ہوں۔“ اس ضمن میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ اس کا بیان اس آیت میں ہے یا ابست لم تعبدو مالا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئاً • یا ابست لا تعبد الشیطن • ان الشیطن کان للرحمن عسیاً • یا بست انی اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطن ولیاً • (سورہ مریم آیات ۲۳ تا ۲۵) ”اے باپ اس کی پوجا کیوں کرتے ہو جو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ فائدہ دیتا ہے۔ اے باپ میرے پاس علم آچکا ہے جو تمہیں نہیں ملا۔ میری بات مانو میں سیدھے راستے پر تمہاری رہنمائی کروں گا۔ اے باپ شیطان کی پوجا کیوں کرتے ہو۔ شیطان خدا کا نافرمان ہے۔ اے باپ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم پر خدا کا عذاب نازل نہ ہو۔ کہ تم شیطان کے دوست بن جاؤ۔ بدی کو نیک سے دفع کیا، اس بارے میں یہ آیت ہے کہ ابراہیمؑ کے چچا نے کہا اراغب انت عن الہتی یا ابراہیم لئن لم تنتہ لارجمنک و اھجرونی ملیا (سورہ مریم آیت ۳۶) ”اے ابراہیمؑ ہمارے خداؤں سے (تم) روگردان ہو۔ اگر تم اس بات سے باز نہ آئے تو تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ مجھ سے دور ہو جاؤ۔“ ابراہیمؑ نے چچا

کی بات کے جواب میں مساسستغفر لک ربی انه کان بی حفیفاً (سورہ مریم آیت ۴۷) ”کہا میں اپنے رب سے تمہاری بخشش طلب کروں گا (وہ مجھ پر مہربان ہے)۔“

دوسری بات توکل ہے۔ اس کے بارے میں یہ آیات ہیں الذی خلقتنی فهو یهدین ○ والذی هو یطعمنی ولسقین ○ واذما مرضت فهو یشفین ○ والذی یمیتنی ثم یحییئنی ○ والذی اطعم ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین (سورہ شعراء آیات ۸ تا ۸۲) ”اللہ وہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ اس نے مجھے ہدایت دی۔ وہی ہے جو مجھے کھانا کھاتا ہے اور پانی پلاتا ہے۔ اور جب بیمار ہوتا ہوں تو شفاء دیتا ہے۔ وہ وہی ہے جو مجھے مارے گا اور پھر زندہ کرے گا۔ وہ وہی ہے جس سے مجھے امید ہے کہ روز قیامت میری خطا معاف کر دے گا۔“

پھر منصب حکومت اور نیک لوگوں سے ملانے کی خواہش۔ اس سلسلے میں یہ آیت ہے رب ھب لی حکماً والحقنی بالصالحین (سورہ شعراء آیت ۸۳) ”پالنے والے منصب حکومت عطا فرما، نیک لوگوں سے ملحق کر دے۔“ جو خدا کے حکم کے سوا کوئی حکم نہیں کرتے۔ اپنی رائے اور قیاس کا حکم نہیں کرتے تاکہ بعد میں آنے والے کے لئے سچے دلائل موجود ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واجعل لی لسان صدق فی الاخرین (سورہ شعراء آیت ۸۲) ”مجھے آخری لوگوں میں زبان صدق قرار دے۔“ اس سے مراد یہ امت فاضلہ ہے۔ خدا نے جواب دیا اور دیگر انبیاء کے لئے آخری لوگوں میں سچائی کی زبان مقرر کیا۔ وہ علی ابن ابی طالب کی ذات ہے۔ اس میں اللہ کی آیت ہے وجعلنا لھم لسان صدق علیا (سورہ مریم آیت ۵۰) ”ہم نے ان کے لئے زبان سچائی علی کو مقرر کیا۔“ ایک امتحان جان کا ہے۔ حتیٰ کہ ان کو تحقیق میں ڈال کر آگ میں پھینک دیا۔ ایک امتحان یہ تھا کہ اللہ نے حکم دیا کہ اپنے بیٹے اسمعیل کو ذبح کرو۔ ایک امتحان ابراہیم کے خانوادہ کا ہے۔ اللہ نے آپ کی عورت کو عزازہ قبلی کے ہاتھ سے نجات دلائی۔ سرگزشت اس قصہ میں مذکور ہے پھر آپ نے سارہ کی بد اخلاقی پر صبر کیا۔ اپنی اطاعت کو کم سمجھنا اس بارے میں یہ آیت ہے ولا تخزنی یوم یبعثون (سورہ شعراء آیت ۸۷) ”جب لوگ اٹھائے جائیں تو مجھے رسوا نہ کرنا۔“

پاکی از عقائد کلمات شرک (مشرکین کے عقائد سے نجات) آیت یہ ہے ما کان ابراہیم یھودیاً ولا نصرانیاً و لکن کان حنیفاً مسلماً و ما کان من المشرکین (سورہ آل عمران آیت ۶۷) ”ابراہیم یھودی اور نصرانی نہیں تھا۔ بلکہ حنیف اور مسلم تھا اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔“ پھر تمام شرائط و اقسام اطاعت کو جمع کر دیا۔ ایک ذرہ بھی اس سے الگ نہیں اور ایک لمحہ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کیا ہے ان الصلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین (سورہ انعام آیات ۱۶۲-۱۶۳)۔ ابراہیم نے کہا: ”میری نماز، میری قربانی، میری حیات، میری موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اس کا یہ حکم ہوا ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں۔“ میری موت اور زندگی رب العالمین کے لئے ہے کہہ کر اقسام اطاعت کی تمام شرائط عبادت کا کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔ پھر خدا نے ان کی دعا قبول کی۔ پھر آپ نے کہا۔ رب ارنی کیف تحیی الموتی (سورہ بقرہ آیت ۲۶۰) ”پالنے والے مجھے دکھلا تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔“ یہ آیت متشابہ ہے اس کے معنی ہیں کہ انہوں نے کیفیت کی تبدیلی کا سوال کیا تھا۔ کیفیت اللہ کا فعل ہے۔ جب کوئی کیفیت کو نہیں جانتا اس پر نقص منسوب نہیں ہوتا۔ ابراہیم کی توحید میں کوئی نقص و کمی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کیا تو ایمان نہیں لایا؟ عرض کی: ”ہاں لایا۔“ یہ شرط عام ہے۔ جو بھی اللہ پر ایمان لایا۔ جب عام آدمیوں سے کوئی سوال کرے کیا وہ ایمان نہیں لایا؟ تو واجب ہے کہ یہ کہے ”ہاں۔“ جیسا کہ حضرت ابراہیم نے کہا۔ جب خداوند تعالیٰ نے تمام ارواح سے کہا کہ ”کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟“ انہوں نے کہا ہاں۔ سب سے پہلے ”ہاں“ کہنے والے حضرت محمد تھے۔ سب

سے پہلے ہاں کہنے کی وجہ سے سید الاولین، سید الاخرین اور افضل النبیین ہوئے۔ جس کسی نے بھی اس مسئلے میں حضرت ابراہیمؑ جیسا جواب نہ دیا تو وہ ملت ابراہیمی سے روگردان ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا من رغب عن ملة ابراهيم الا من سفه نفسه (سورہ بقرہ آیت ۱۳۰) کہ ”جو ابراہیمؑ کی ملت سے روگردان ہو وہ بے وقوف ہے“۔ پھر خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو دنیا میں برگزیدہ کیا پھر ان کے صالحین میں سے ہونے کی اللہ نے گواہی دی۔ اور کہا ولقد اصطفيناه في الدنيا وانه في الاخرة لمن الصالحين (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۳۰) صالحون نبی اور ائمہ ہیں جو امر اور نبی کو خدا سے لیتے ہیں، خدا سے اصلاح کی استدعا کرتے ہیں، دین کے سلسلے میں قیاس اور رائے سے دور رہتے ہیں۔ اذ قال له ربه اسلم قال اسلمت لرب العالمين (سورہ بقرہ آیت ۱۳۱) ”جب اللہ نے ابراہیمؑ سے کہا اسلام لے آؤ۔ تو انہوں نے کہا میں رب العالمین پر اسلام لے آیا ہوں“۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد انبیاء نے اس کی پیروی کی۔ خدا نے فرمایا ووصى بها ابراهيم بنيه و يعقوب بينى ان الله اصطفي لكم الدين فلا تموتن الا وانتم مسلمون (سورہ بقرہ آیت ۱۳۲) ”ابراہیمؑ نے اپنے بیٹوں اور یعقوبؑ کو وصیت کی کہ اے بیٹے خدا نے تمہارے لئے دین منتخب کیا ہے۔ جو تمہارا انتقال ہو تو مسلمان ہو کر مرنا“۔ خدا نے اپنے نبی محمدؐ سے کہا۔ ثم او حيننا اليك ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا و ما كان من المشركين (سورہ نحل آیت ۱۲۳) ”پھر میں نے تجھے وحی کی کہ ابراہیمؑ حنیف کی ملت کی پیروی کرو جو مشرک نہیں تھا“۔ اور ایک مقام پر فرمایا ملة ابيكم و هو ستمكم المسلمين (سورہ یح آیت ۷۸) ”اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت کی پیروی کرو جس نے اس سے پہلے تمہارا نام مسلمان رکھا“۔ شرائط امامت میں یہ ہے کہ امام امت کی دنیا اور آخرت کی ضروریات کو خدا سے معلوم کرے۔ ابراہیمؑ نے کہا من ذريتي میری بعض اولاد میں سے امام بنائے گا۔ ”من“ کا لفظ کہہ کر معلوم کرنا چاہا کہ اولاد میں سے بعض مستحق امامت ہیں اور بعض نہیں ہیں۔ یہ بات محال ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا فریاد مسلمان کی امامت کی دعا کرتے جو معلوم نہیں ہیں۔ ”من“ کے لفظ نے بعض مومنین کی تخصیص کر دی جو خواص بلکہ انحصار خواص ہوئے جو کفر سے دور رہے پھر کبیرہ گناہوں سے کنارہ کش ہوئے۔ خواص انحصار ہوئے پھر معصوم جو خالص اور انحصار ہے۔ خدا نے عیسیٰؑ کو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد قرار دیا جو ابراہیمؑ کی بیٹی کا فرزند تھا جو بعد میں پیدا ہوا۔ جب یہ بات درست ہے کہ بیٹی کا بیٹا ذریت میں شامل ہے تو ابراہیمؑ نے ذریت (اولاد) کے لئے امامت کی دعا کی۔

حضرت محمدؐ پر حضرت ابراہیمؑ کی پیروی واجب تھی کہ امامت کو اپنی اولاد میں قرار دیں بعد میں خدا نے آنحضرتؐ پر وحی کی اور آپؐ کو حکم دیا۔ ”ثم او حيننا اليك“ پھر ہم نے تم پر وحی کی ”ان اتبع ملة ابراهيم حنيفا“ (سورہ نحل آیت ۱۲۳) کہ ملت ابراہیمؑ حنیف کی پیروی کرو۔ جو شخص اس بات کی مخالفت کرے وہ خدا کے اس قول میں داخل ہوگا اور ابراہیمؑ علیہ السلام کے قول سے روگردانی وہی کرے گا جو اپنے کو بیوقوف قرار دے۔ اللہ کے نبیؐ کی ذات اس سے بلند ہے۔ خدا نے کہا ابراہیمؑ سے وابستہ ترین وہ اشخاص ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبیؐ اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور امیر المومنین ہیں جو نبیؐ کی اولاد کے باپ ہیں۔ خدا نے امامت کو امیر المومنین (حضرت علیؑ) علیہ السلام میں قرار دیا۔ پھر ان کی معصوم اولاد میں رکھا۔ اللہ کا قول ہے لا ینال عہدی الظالمین (سورہ بقرہ آیت ۱۲۳) کہ ”ظالم امام نہیں ہوگا“۔ اس عہد سے مراد امامت ہے۔ جس شخص نے بتوں کی پوجا کی ہو وہ امامت کے لائق نہیں ہے، یا ایک لمحہ بھی خدا سے شرک کیا ہو، اگرچہ بعد میں مسلمان ہو گیا ہو۔ ظلم کے معنی کسی چیز کو غیر محل میں رکھنا ہے۔ سب سے بڑا ظلم خدا کے ساتھ کسی کی شریک کرنا ہے۔ خدا فرماتا ہے ان الشریک لظلم عظیم (سورہ لقمان آیت ۱۳) ”شرک بہت بڑا ظلم ہے“۔ اس طرح امامت کا مستحق وہ شخص بھی نہیں ہے جس نے خاتم کار تکاب کیا ہو، خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں۔ اگرچہ بعد میں توبہ کیوں نہ کر لی ہو۔ جس

پر خود 'حذا' واجب ہووہ دوسرے پر حد قائم نہیں کر سکتا۔ اس لئے امام کا معصوم ہونا ضروری ہے۔ امام کا معصوم ہونا خدا کی انص سے معلوم ہوتا ہے۔ جو نبی کی زبان سے جاری ہو۔ عصمت ظاہری چیز نہیں ہے جو لوگوں کو دکھائی دے سکے۔ جیسے سیاہی اور سفیدی یا اس کے مشابہہ کوئی چیز پوشیدہ ہو۔ یہ خدا کے معلوم کرانے سے معلوم ہوتی ہے جو غیب کو جانتا ہے۔

(۷۸) امیر المومنین (علیؑ) نے اپنے عمال (گورنروں) کو پانچ باتوں کا حکم دیا: امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے اپنے عمال کو حکم دیا کہ (۱) قلم باریک بناؤ (۲) سطریں نزدیک نزدیک لکھو (۳) زائد جملے نہ لکھو (۴) اصل موضوع کو پیش نظر رکھو (۵) عبادت مختصر لکھو، زیادہ مت لکھو کیونکہ مسلمانوں کا مال نقصان برداشت نہیں کر سکتا۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ کاغذ اور روشنائی بھی کیونکہ مال ملت ہیں اس لئے ان کے استعمال میں کفایت شعاری سے کام لینا چاہئے اور انصاف یہ ہے کہ ایسی کفایت شعاری علی کی اقتصادیات پر کنٹرول اور امانت داری کا ایک اعلیٰ شاہکار ہے۔ چنانچہ حکومت کے اہلکاروں کو بدرجہ اتم امانت داری کا خیال رکھنا چاہئے۔ یہ علی کی طرح ایک مذہبی اور عادلانہ حکومت کا نمونہ ہوگا کہ ہمیشہ اپنے کارکنوں کا کام اور وقت میں کفایت شعاری کی اس حد تک نگرانی کی جائے اور روک تھام رکھی جائے جو انہیں مشکل اور بڑے کاموں کی ادائیگی کی طرف متوجہ کر سکے۔)

(۷۹) پانچ چیزیں فطرت کے موافق ہیں: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت کے موافق ہیں۔ (۱) ناخن کا ثنا (۲) لب کے بال چھوئے کرنا (۳) بغل کے بال صاف کرنا (۴) استرا کرنا (غیر ضروری بال صاف کرنا) (۵) ختنہ کرنا۔

(۸۰) حضرت علیؑ کے پانچ بڑے فضائل: حارث بن العقبہ نے کہا کہ میں نے سعد سے کہا کہ کیا تم نے خود حضرت علیؑ (ابن ابی طالبؑ) کے فضائل ملاحظہ کیے ہیں۔ (اس نے) کہا کہ میں نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے چار فضائل دیکھے ہیں۔ پانچویں کا مشاہدہ کیا ہے۔ اگر ان میں سے ایک فضیلت مجھے حاصل ہوتی تو میرے لئے دنیا کے مال سے بہتر ہوتی۔ (۱) رسول اللہؐ نے ابوبکرؓ کو سورہ برأت کی چند آیات دے کر روانہ کیا پھر حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کو روانہ کیا۔ آپؑ نے ابوبکرؓ سے آیات لے لیں اور ابوبکرؓ واپس آ گئے۔ عرض کیا: یا رسول اللہؐ میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ (آپؑ نے) فرمایا کہ ایسا حکم آیا ہے کہ ان آیات کی تبلیغ یا تو میں خود کروں یا وہ آدمی کرے جو مجھ سے ہو۔

(۲) مسجد نبویؐ کی طرف دروازے کھلے ہوئے تھے۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کے دروازے کے سوا سب دروازے بند کرادیئے۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپؑ نے تمام دروازے بند کرادیئے اور علیؑ کے دروازے کو کھلا رہنے دیا ہے۔ (آپؑ نے) فرمایا: میں نے اپنی طرف سے لوگوں کے دروازے بند نہیں کیے ہیں اور نہ علیؑ کے دروازے کو کھلا چھوڑا ہے۔ (یہ کام اللہ کی مرضی سے ہوا ہے)۔

(۳) رسول اللہؐ نے عمرؓ اور ایک شخص کو خیبر کا قلعہ فتح کرنے کے لئے بھیجا دونوں شکست کھا کر واپس آ گئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں کل علم اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا، اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتے ہوں گے۔ اس بات کی بہت سے لوگوں نے خواہش کی مگر رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو بلا کر علم ان کے حوالے کر دیا۔ آپؑ نے خیبر کا قلعہ فتح کیا اور واپس آئے۔

(۴) چوتھا واقعہ غدیر خم کا ہے رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر اتنا بلند کیا کہ دونوں کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

(آپؑ نے لوگوں) فرمایا: کیا میں تمہاری جان کا مالک ہوں۔ انہوں نے کہا: ہاں ایسا ہے۔ (آپؑ نے) فرمایا: جس کا میں حاکم ہوں علیؑ اس

کے حاکم ہیں۔ (۵) رسول اللہؐ نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو اپنے اہل میں اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ پھر علیؑ جا کر ملے تو فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہ منزلت اور مرتبہ حاصل ہے جو بارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔

(۸۱) ایسی پانچ باتیں قاضی پر واجب ہیں کہ ظاہر پر حکم لگالے: امیر المؤمنین (علی بن ابی طالب) نے فرمایا کہ پانچ باتیں قاضی پر ایسی ہیں کہ ظاہر پر حکم لگائے (۱) امر ولایت (۲) ازواج (۳) وراثت (۴) ذبائح (۵) شہادت۔ جب گواہان ظاہر میں ٹھیک ہوں ان کی گواہی قبول ہو باطن کی پوچھ نہیں ہوگی۔

(۸۲) پھل کرنے والے پانچ اشخاص: حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ پہل کرنے والے پانچ ہیں۔ (۱) میں عرب میں سبقت کرنے والا ہوں (۲) فارس سے سلمان فارسیؓ (۳) روم سے صہیبؓ (۴) حبش سے بلالؓ (۵) نبط (قبط) سے خبابؓ۔

(شرح: نبط ایک خانہ بدوش قبیلہ تھا جو عراق اور نجد کے گرد و نواح میں رہائش رکھتے تھے اور ان کا نسب چند قبیلوں کے اختلاط سے وجود میں آیا تھا)۔

(۸۳) جناب عبد المطلبؓ نے زمانہ جاہلیت میں پانچ باتوں کی بنیاد رکھی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام میں باقی رکھا:

رسول اللہؐ نے اپنی وصیت میں حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے فرمایا کہ (جناب) عبد المطلبؓ نے زمانہ جاہلیت میں پانچ چیزوں (سنن) کی بنیاد رکھی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام میں باقی رکھا۔ (۱) باپ کی عورتوں کو بیٹوں کے لئے حرام قرار دیا۔ اللہ نے اس آیت کو نازل کیا ولا تنکحوا ما نكح اباؤکم من النساء (سورۃ النساء۔ آیت نمبر ۲۲) (۲) خزانہ ملا تو اس کا نمس نکال کر صدقہ دیا۔ اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی واعلموا انما

غنمتم من شیء فان لله خمسہ (سورہ انفال۔ آیت نمبر ۴۱) (۳) جب زرم کو نکالا تو اس کا نام سقیۃ الحاج رکھا۔ اللہ نے یہ آیت نازل کی اجعلتم سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن آمن بالله والیوم الاخر (سورہ توبہ۔ آیت نمبر ۱۹) (۴) قتل کی دیت (خون بہا) سوانت قرار دی اللہ نے اس کو اسلام میں باقی رکھا۔ (۵) قریش نے طواف کعبہ کی گنتی مقرر نہیں کی تھی۔ عبد المطلبؓ نے سات مرتبہ چکر لگانا مقرر کیا۔ اللہ نے اس کو اسلام میں باقی رکھا۔ اے علیؑ عبد المطلبؓ بتوں کے وسیلے سے قرعہ اندازی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی بتوں کی پوجا کرتے تھے اور

ندان (بتوں) کی قربانی کھاتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں دین ابراہیمؑ پر قائم ہوں۔

(۸۴) ولیمہ صرف پانچ باتوں میں ہے: جناب ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ولیمہ صرف پانچ باتوں میں ہے۔ (۱) عرس کے وقت (۲) خرس کے وقت (۳) عذار کے وقت (۴) دکار کے وقت (۵) رکاز کے وقت۔ عرس شادی کرنے کو،

خرس لڑکے کی ولادت کو، عذار ختنہ کرنے کو، دکار گھر خریدنے کو، اور رکاز مکہ سے واپس آنے کو کہتے ہیں۔

نبی کریمؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ! ولیمہ پانچ باتوں میں ہے (۱) شادی کرتے وقت (۲) لڑکے کی

پیدائش کے وقت (۳) ختنہ کرتے وقت (۴) مکان خریدتے وقت (۵) مکہ سے واپسی کے وقت۔

کتاب کے مؤلف فرماتے ہیں کہ گھر بناتے وقت یا خریدتے وقت لوگوں کو کھلانے کے لئے جس کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس کو ولیمہ کہتے ہیں۔ دکار اسی سے ہے۔ سفر سے واپس آنے کے وقت جس کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس کو تقیقہ کہتے ہیں۔ رکاز زلفت میں غنیمت کو کہتے ہیں۔

سفر مکہ حج سے واپسی پر جو کھانا کھلایا جاتا ہے اس کو بڑے ثواب کی وجہ سے غنیمت کہتے ہیں۔ جیسے نبی اکرمؐ کا فرمان ہے کہ گرمی میں روزہ رکھنا ٹھنڈی

غنیمت ہے۔

(۸۵) نبی اکرمؐ کا اللہ سے علیؑ کے بارے میں پانچ باتوں کا سوال کرنا: رسول اللہؐ نے (حضرت) علیؑ سے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تیرے بارے میں پانچ باتوں کا سوال کیا اور اللہ نے اسے منظور فرمایا اللہ تعالیٰ سے پہلا سوال کیا کہ سب سے پہلے میری قبر شگافتہ ہو۔ میرے اپنے سر سے مٹی جھاڑوں اور تو میرے ساتھ ہو۔ اللہ نے میری اس دعا کو قبول فرمایا۔ اللہ سے دوسرا سوال یہ کیا کہ تو مجھے میزان کے پاس کھڑا کرے اور تو میرے ساتھ ہو۔ اس نے یہ عطا کر دیا۔ اللہ سے میرا تیسرا سوال یہ تھا کہ قیامت کے دن تو میرا پرچم اٹھانے والا ہو۔ اس نے قبول فرمایا۔ اور میرا چوتھا سوال یہ تھا کہ اے میرے رب میری امت کو میرے حوض سے تو (اے علیؑ) اپنے ہاتھ سے سیراب کرے اللہ نے قبول فرمایا۔ اور اللہ سے میرا پانچواں سوال یہ تھا کہ قیامت کے دن جنت میں جاتے وقت تو میری امت کا قائد بنے اور اس نے منظور فرمایا۔ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ پر یہ احسان کیا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: یا علیؑ! بے شک میں نے تیرے بارے میں پانچ باتوں کا سوال کیا اور اس نے قبول فرمایا۔ پہلی بات یہ ہے کہ میں نے اس (اللہ) سے سوال کیا کہ جب میری قبر شگافتہ ہو میں اپنے سر سے مٹی جھاڑوں تو تم میرے ساتھ ہو۔ اس نے قبول کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے اس (اللہ) سے سوال کیا کہ تو مجھے میزان کے قریب ٹھہرا اور تم میرے ساتھ ہو اس نے قبول کیا۔ تیسری بات یہ ہے کہ اے میرے رب تو علیؑ کو میرے علم (پرچم) کا اٹھانے والا بنا، جو اللہ کا علم اکبر ہے اور جس پر لکھا ہوا ہے کہ فلاح پانے والے جنت میں جائیں گے۔ اس نے قبول کیا۔ چوتھی بات یہ ہے کہ میں نے اس سے سوال کیا کہ تم میری امت کو حوض (کوثر) سے اپنے ہاتھ سے پلاؤ۔ اس نے قبول کیا۔ پانچویں بات یہ ہے کہ جنت میں لے جا۔ کے لئے قائد بنائے۔ اس نے قبول کیا۔ اللہ کا شکر ہے اس بات کا کہ اس نے یہ احسان کیا۔

(۸۶) پانچ بے مثال نصیحتیں: حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا پانچ نصیحتیں ایسی ہیں کہ اگر ان کو تمام دنیا میں تلاش کرو تو ان مانند نہ پاسکو گے۔ (۱) بندے کو اپنے گناہ سے ڈرنا چاہئے اور (۲) اپنے رب سے امید رکھنا چاہئے۔ (۳) اگر کسی سے سوال کیا جائے اور وہ لاعلم ہو تو اس کو اس کے معلوم کرنے میں شرم نہیں کرنی چاہئے۔ (۴) اور سمجھے کہ خدا بہتر جانتا ہے۔ (۵) صبر کا ایمان سے ایسا تعلق ہے جیسا جسم سے سر کا۔ جس میں صبر نہیں اس میں ایمان نہیں ہے۔ شععی نے کہا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھ سے پانچ کلمات جان لو۔ اگر سواری پر سوار ہو کر ان کو تلاش کرو تب بھی نہ سکو گے۔ (۱) ہر ایک کو اللہ سے امید رکھنی چاہئے (۲) اپنے گناہوں سے ڈرنا چاہئے (۳) اگر کسی چیز کا علم نہ ہو تو اس کے معلوم کرنے میں شرم نہیں کرنی چاہئے (۴) بے شک اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے تمہیں معلوم ہونا چاہئے (۵) صبر کا تعلق ایمان سے ایسا ہے جیسے سر کا تعلق جسم سے اگر جسم اچھا ہے تو اس کا سر بھی اچھا ہے۔

(۸۷) یوم جمعہ میں پانچ باتیں ہیں: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک عید الاضحیٰ اور عید الفطر بہتر ہے۔ یوم جمعہ میں اللہ نے پانچ باتیں رکھی ہیں۔ (۱) اللہ نے آدمؑ کو جمعہ کے دن پیدا کیا (۲) جمعہ کے دن انہیں زمین پر اتارا گیا (۳) جمعہ کے دن ان کو موت دی (۴) اس روز اللہ سے بندہ جو سوال کرے گا قبول ہوگا مگر یہ کہ سوال حرام سے متعلق نہ ہو (۵) تمام مقرب فرشتے، آسمان زمین، ہوا، پہاڑ، سمندر اور خشکی چاہتے ہیں کہ قیامت جمعہ کے روز واقع ہو۔

(۸۸) پانچ عورتوں سے نکاح بُرا ہے: زید بن ثابت سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اے زید تو نے شادی کی ہے؟ نے کہا: ”نہیں“۔ آپؐ نے فرمایا: اپنی عفت کی پاسداری کرتے ہوئے شادی کرو۔ مگر پانچ عورتوں سے شادی نہ کرنا۔ زید نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ کون سی عورتیں ہیں؟ رسول اللہؐ نے فرمایا: (۱) شہیرہ (۲) لبیرہ (۳) نہیرہ (۴) ہبیرہ (۵) لہوت سے شادی نہ کرنا۔ زید نے کہا: رز

اللہ میں ان عورتوں کو نہیں جانتا۔ ان عورتوں کے متعلق مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا: کیا تم عرب نہیں ہو۔ شہرہ ٹیڑھی بے شرم عورت کو کہتے ہیں۔ لہبرہ بلند قامت لاغر کو کہتے ہیں۔ نہرہ کوتاہ بدطینت کو کہتے ہیں۔ ہیدرہ بوڑھی مکار عورت کو کہتے ہیں۔ لفوت وہ ہے جس نے غیر مرد سے زنا کرا کر بچہ جنا ہو۔

(۸۹) اچھے بندے پانچ اچھے کام کرتے ہیں: ابو جعفر محمد بن علی الباقر (علیہ السلام) نے فرمایا کہ رسول اللہ سے اچھے بندوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اچھے بندے وہ ہیں جو (۱) نیکی کر کے خوش ہوتے ہیں (۲) جب غلطی کرتے ہیں تو استغفار کرتے ہیں (۳) جب انہیں عطا کیا جاتا ہے تو شکر ادا کرتے ہیں (۴) جب مصیبت میں مبتلا ہوں تو صبر کرتے ہیں (۵) اور جب ناراض ہوں تو معاف کر دیتے ہیں۔

(۹۰) اچھی بات میں پانچ باتیں ہیں: جناب علی بن حسین (امام زین العابدینؑ) نے فرمایا کہ اچھی بات مال کو زیادہ، روزی کو کشادہ، موت کو تالی ہے، انسان کو خاندان میں محبوب بناتی ہے اور بہشت میں لے جاتی ہے۔

(۹۱) نبی (محمدؐ) کی امت کو رمضان میں پانچ ایسی باتیں ملی ہیں جو اس سے پہلے کسی نبی کی امت کو نہیں ملیں: نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ میری امت کو ماہ رمضان میں پانچ باتیں ایسی دی گئی ہیں جو پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں۔ (۱) رمضان کی پہلی رات کو اللہ تعالیٰ امت محمدی پر نظر ڈالتا ہے اور جس کو دیکھتا ہے اس پر کبھی عذاب نہیں کرتا (۲) شام کے وقت ان کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی بو سے زیادہ پاکیزہ ہے (۳) فرشتے دن رات ان کی بخشش طلب کرتے ہیں (۴) اللہ تعالیٰ جنت کو حکم دیتا ہے کہ ان کی بخشش طلب کرے ان کے لئے اپنے آپ کو مزین کرے تاکہ ان سے غم اور رنج دور ہو اور میری جنت اور کرامت میں آئیں (۵) رمضان کی آخری شب میں ان کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ رسول اللہ شب قدر میں کیا ہوتا ہے؟ (آپ نے) فرمایا کہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب مزدور اپنا کام ختم کر دیتا ہے تو مزدوری مانگتا ہے تو اسے مزدوری دی جاتی ہے۔

(۹۲) قیامت کے دن پانچ اشخاص پانچ آدمیوں سے بھاگیں گے: حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام مسجد کوفہ میں تھے کہ ایک شام کے رہنے والے نے دریافت کیا کہ اس آیت *يوم يفر المرء من اخيه وامه وابيه وصاحبه وبنيه* (سورہ عیس آیات ۳۴ تا ۳۶) کی تفسیر کیا ہے؟ اس روز مرد بھائی سے، ماں سے، باپ سے، بیوی سے، بچوں سے بھاگے گا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: قاتیل، ہاتیل سے بھاگے گا، موسیٰ اپنی ماں سے بھاگے گا۔ باپ سے ابراہیمؑ بھاگے گا۔ بیوی سے لوطؑ بھاگے گا۔ اپنے بیٹے سے نوحؑ بھاگے گا۔ وہ اپنے بیٹے کنعان سے بھاگے گا۔ مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ موسیٰ اپنی ماں سے اس لئے بھاگے گا کہ اس سے ماں کے حق میں کوئی کوتاہی نہ ہو جائے۔ ابراہیمؑ اپنے مشرک مرئی باپ (آزر) سے بھاگے گا، اپنے حقیقی باپ تارخ سے نہیں بھاگے گا۔

(۹۳) پانچ انبیاء نے عربی میں گفتگو کی: حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کوفہ کی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شامی نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ وہ پانچ نبی کون ہیں جنہوں نے عربی میں کلام کیا؟ فرمایا: ہودؑ، صالحؑ، شعیبؑ، اسماعیلؑ اور محمد صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(۹۴) اللہ کسی بدترین مخلوق پانچ ہیں: ایک شامی نے کہا کہ میں نے نبی اکرمؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی بدترین مخلوق پانچ ہیں۔

(۱) ابلیس (۲) ابن آدم (قاتیل) جس نے اپنے بھائی (ہاتیل) کو قتل کیا (۳) فرعون ذوالاوتاد (میٹوں والا فرعون) (۴) بنی اسرائیل کا ایک مرد جس نے اپنی قوم کو ان کے دین سے منحرف کر دیا تھا (۵) امت کا وہ شخص جس نے کفر کی بنیاد پر باب لد کے پاس لوگوں سے ہجرت لی۔ شامی نے

کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ معاویہ کی بیعت باب لد کے پاس کی جا رہی ہے تو مجھے رسول اللہ کا فرمان یاد آیا اور میں نے معاویہ کی بیعت چھوڑ دی اور حضرت علیؑ کے ساتھ ہو گیا اور آپ کے ساتھ رہا۔

﴿چھٹا باب﴾

(۱) اس امت کسی چھہ باتیں: زربن جمیش نے کہا کہ میں نے محمد بن حنفیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم میں چھہ شخصیات ایسی ہیں جو نہ ہم سے پہلے اور نہ آئندہ آنے والے لوگوں میں ہوں گی۔ (۱) سید المرسلین محمدؐ (۲) سید الوصیین حضرت علیؑ (ابن ابی طالبؑ) (۳) سید الشہداء حمزہؑ (۴) سید الشہاب اہل الجنة حضرت حسنؑ اور حسینؑ (۵) زینت شدہ پروں والے حضرت جعفر طیار (ابن ابی طالبؑ) جو جنت میں جہاں چاہیں اڑتے ہیں (۶) اور امت کے مہدی جن کے پیچھے عیسیٰؑ بن مریمؑ نماز پڑھیں گے۔

(۲) زنا کی وجہ سے چھہ باتیں ہوتی ہیں: رسول اللہؐ نے لوگوں سے کہا تمہیں زنا سے بچنا چاہئے اس سے دنیا میں تین باتیں ہوتی ہیں اور تین باتیں آخرت میں ہوں گی۔ (۱) خوشی نہیں ملے گی (۲) فقر اور تنگ دستی ہوگی (۳) عمر کم ہوگی۔ آخرت میں یہ باتیں ہوں گی (۱) خدا کی ناراضگی (۲) برحساب (۳) ہمیشہ دوزخ میں رہنا۔ پھر نبی اکرمؐ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا لیس ما قدمت لهم انفسهم ان سخط اللہ علیہم وفي العذاب ہم خالدون۔ (سورہ مائدہ آیت ۸۰) ”جو باتیں ان کے نفوس نے ان کے سامنے پیش کی ہیں وہ ضرور بری ہیں کہ خدا ان سے ناراض ہو اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔“

حضرت علیؑ سے نبی اکرمؐ نے وصیت فرمائی کہ زنا کرنے سے چھہ باتیں ہوں گی۔ تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔ دنیا میں خوشی نہیں ہوگی، جلد موت آئے گی اور رزق ختم ہوگا۔ آخرت میں برحساب، اللہ کی ناراضگی اور ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہوگا۔

ابن عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا زانی چھہ باتوں میں گرفتار ہوگا تین باتیں دنیا میں ہوں گی اور تین آخرت میں۔ دنیا میں چہرے کا نور جاتا رہے گا۔ تنگ دستی ہوگی اور جلد موت آئے گی۔ اور آخرت میں اللہ ناراض ہوگا، برحساب ہوگا اور ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

(۳) نبی اکرمؐ نے فرمایا مجھ سے چھہ باتوں کا وعدہ کرو میں تمہیں جنت دلانے کا وعدہ کرتا ہوں: رسول اللہؐ نے فرمایا: مجھ سے چھہ باتوں کا وعدہ کرو میں تمہیں جنت دلانے کا وعدہ کرتا ہوں (۱) جھوٹ نہ بولو (۲) وعدہ خلافی نہ کرو (۳) خیانت نہ کرو (۴) نگاہ کو حرام سے بچاؤ (۵) شرمگاہ کی حفاظت کرو (۶) اپنے ہاتھ اور زبان سے دوسروں کو نقصان نہ پہنچاؤ۔

(۴) جنت میں لمے جانے والی چھہ باتیں ہیں: ابو امامہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوئے سنا کہ (۱) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہوگی (۲) خدا کی عبادت کرو۔ پانچ نمازیں پڑھو (۳) ماہ صیام کے روزے رکھو (۴) اللہ کے گھر کا حج کرو (۵) اپنے مال کی زکوٰۃ دو تاکہ وہ پاک ہو جائے (۶) اور اپنے ائمہ کی فرمانبرداری کرو۔ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(۵) چھہ ایسے انبیاء ہیں جن کے دو دو نام ہیں: حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے مسجد کوفہ میں اس وقت فرمایا جب ایک شامی نے آپ سے پوچھا کہ انبیاء کون سے ہیں جن کے دو دو نام ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ (۱) یوشع بن نون یا ذوالکفل (۲) یعقوبؑ یا اسرائیل (۳) خضرؑ یا ملیحیا (۴) یونسؑ یا ذوالنون (۵) عیسیٰؑ یا مسیح (۶) اور حضرت محمدؐ یا احمد صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(۶) چھہ ایسی چیزیں جو رحم مادر میں نہیں رہیں: حضرت امام حسینؑ ابن علیؑ السلام نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علیؑ علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرماتے تھے کہ ایک شامی نے پوچھا کہ وہ چھہ چیزیں کون سی ہیں جنہوں نے ماں کی رحم نہیں دیکھی؟ آپ نے فرمایا (۱) آدمؑ (۲) حواؑ

(۳) ابراہیم کا مینڈھا (۴) عصاء موسیٰ (۵) ناقہ صالح (۶) چوگا دڑ جس کو حضرت عیسیٰ نے منیٰ سے بنایا اور وہ اللہ کے حکم سے اڑنے لگی۔

(۷) مرنے کے بعد چھ چیزیں مومن کے لئے فائدہ مند ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ مومن مرنے کے بعد چھ

چیزوں سے فائدہ اٹھاتا ہے (۱) نیک فرزند سے جو اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہے (۲) ایسے قرآن سے جب کوئی اس کی تلاوت کرتا ہے

(۳) وقف کردہ پانی سے کاشت کاری میں (۴) درختوں سے (۵) صدقہ جاریہ سے (۶) ایسے نیک کام کی وجہ سے جس پر لوگ عمل کریں۔

(۸) جنت کے دروازے پر لکھے ہوئے چھ کلمات: رسول اللہ نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا اس کے دروازے پر چھ کلمات

سونے کے پانی سے لکھے ہوئے تھے۔ (۱) لا الہ الا اللہ (۲) محمد حبیب اللہ (۳) علی ولی اللہ (۴) فاطمة امة اللہ (۵)

الحسن والحسين صفوة الله (۶) علیٰ مبغضیہم لعنة الله۔

(۹) مروت کی چھ اقسام: رسول اللہ نے فرمایا کہ مروت کی چھ اقسام ہیں تین حضر میں اور تین سفر میں۔ جو حضر میں ہیں یہ ہیں (۱) قرآن

شریف کی تلاوت کرنا (۲) مساجد کی تعمیر کرنا (۳) مومنوں سے دوستی کرنا۔ جو باتیں سفر میں ہیں وہ یہ ہیں (۱) زادراہ خرچ کرنا (۲) اچھا خلق

(۳) گناہ کے بغیر مزاج۔

(۱۰) خمس چھ سہم پر تقسیم: زکریا بن مالک جعفی ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے اس

آیت ”واعلموا انما غنمتم من شیء فان لله خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل“ کی تفسیر میں

فرمایا: تمہیں علم ہونا چاہئے اگر تمہیں مال غنیمت ملے تو اس کا خمس اللہ، رسول، ذوی القربی، مساکین اور ابن سبیل (مسافر) کے لئے ہے۔ سہم خدا کے

مالک رسول اللہ ہیں۔ جہاں چاہیں خرچ کریں۔ سہم رسول اللہ کے حق داران کے اقارب ہیں۔ یتیموں سے مراد یتامی اہلبیت ہیں یہ چار حصے

(سہم) مذکورہ چار حضرات کا حق ہیں۔ مساکین اور ابن سبیل کے متعلق تجھے معلوم ہے کہ ہم صدقے کا مال نہیں کھاتے وہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے یہ

مساکین اور ابن سبیل کا حق ہے۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ سہم مساکین و ابن سبیل سادات سے متعلق ہے۔ چونکہ فقیر اور ابن سبیل کی رعایت کرنا بھی ایک لازمی امر ہے اور

چاہئے کہ ان کی حاجت براری کے لئے ایک اعتباری رقم ان کو دی جائے اور چونکہ یہ طے شدہ ہے کہ صدقہ سادات پر حرام ہے اس لئے اس کے بجائے

خمس کا ایک سہم ایسے لوگوں کو دینا چاہئے)۔

(۱۱) چھ چیزوں میں بندوں کو دخل نہیں ہے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ چھ چیزوں میں بندوں کو دخل نہیں ہے (۱)

معرفت (۲) جہالت (۳) خوشی (۴) ناراضگی (۵) نیند (۶) بیداری۔

(شرح: بندوں کو اختیار نہیں کا مطلب یہ ہے کہ ان امور میں مخصوص اسباب ہوتے ہیں، جس وقت وہ اسباب مہیا ہو جائیں تو امور انجام پا

جاتے ہیں لیکن ان اسباب کی غیر موجودگی میں کوئی ایسا نہیں کر سکتا کہ خود انہیں بنا لے یا اپنے اوپر طاری کر لے۔ یا مقصد یہ ہے کہ ان امور میں خدا کی

طرف سے کچھ باتیں طے کر دی گئی ہیں چنانچہ انسان کے معمولات میں ہے کہ ان امور کو اللہ تعالیٰ کے طے کردہ اصولوں کے تحت انجام دے مثلاً یہ کہ

معرفت کا حصول اس طریقہ سے کرے جو خدا نے معین کر دیا ہے اور وہ تعلیمات انبیاء ہیں اور جن چیزوں کو خدا چاہتا ہے ان سے خوش اور راضی رہے اور

جن چیزوں کو خدا نے منع کر دیا ہے ان کو ناپسند کرے اور ان سے راضی نہ ہو)۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ چھ آدمیوں کو چھ باتوں کی وجہ سے عذاب دے گا: امیر المؤمنین (حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چھ آدمیوں کو چھ باتوں کی وجہ سے عذاب دے گا۔ عرب کو تعصب اور نسل پرستی کی وجہ سے۔ دہقان کو تکبر کی وجہ سے۔ امراء کو ظلم کی وجہ سے۔ فقہاء کو حسد کی وجہ سے۔ تاجروں کو خیانت کی وجہ سے اور یہاں تک کہ ان کی وجہ سے۔

(۱۳) مومن میں چھ باتیں نہیں ہوں گی: حارث بن مغیرہ نضری سے روایت ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) کو فرماتے ہوئے سنا کہ مومن میں چھ باتیں نہیں پائی جائیں گی۔ (۱) تنگی (۲) ناشناسی (۳) لجاجت (۴) جھوٹ (۵) حسد (۶) ظلم۔

(شرح: تنگی اور ناشناسی سے مطلب یہ ہے کہ اپنے دینی بھائیوں کے روبرو مفلس اور بخیل بن جائے اور ان کی مدد اور ساتھ دینے کے لئے آمادہ نہ ہو اور اس کے پاس آنے والوں اور حاجت مندوں سے اظہارِ آشنائی اور پذیرائی کی بجائے اپنے آپ میں اینٹھارے)۔

(۱۴) چھ آدمی سلام کہے لائق نہیں: جعفر بن محمد (امام صادق) نے اپنے آباء و اجداد علیہم السلام سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ چھ اشخاص پر سلام نہیں کرنا چاہئے۔ (۱) یہودی (۲) مجوسی (۳) نصرانی (۴) رفع حاجت کرنے والا (۵) شراب کے دسترخوان پر بیٹھا ہوا شخص (۶) اس شاعر پر جو عقیقہ (نیک عورتوں) پر گناہ کی تہمت لگا رہا ہو اور ماؤں کو گالیاں دینے سے خوش ہونے والے پر۔

(۱۵) چھ چیزیں عجیب ہیں: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے فرمایا کہ سلمان فارسی نے کہا کہ مجھے چھ چیزوں سے تعجب ہوا، تین نے مجھے رلا دیا، تین نے مجھے ہنسا دیا۔ جن تین نے مجھے رلا دیا وہ یہ ہیں۔ (۱) دو دوستوں کا بچھڑنا۔ میرے دوست محمد ہیں اور آپ کے طرف دار (۲) موت اور قیامت کا خوف (۳) حساب کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا۔ جن تین باتوں نے مجھے ہنسا دیا وہ یہ ہیں۔ (۱) اس طالب دنیا پر جس کو موت تلاش کر رہی ہے۔ وہ غافل ہے موت غافل نہیں ہے (۲) زور زور سے ہنسنے والے پر (۳) جس کو یہ علم نہیں کہ اللہ اس سے راضی ہے یا ناراض۔

(۱۶) چھ جانوروں کو قتل کرنا منع ہے: داؤد بن کثیر رقی کا بیان ہے کہ ہم ابی عبد اللہ (امام جعفر صادق) کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص کا ادھر سے گزر ہوا جس کے ہاتھ میں ذبح شدہ ابا بیل تھی۔ جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادق) نے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے لے لی اور زمین پر پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ تمہارے نفیقہ نے تمہیں اس بات کا حکم دیا ہے؟ میرے والد بزرگوار نے میرے آباء و اجداد کے حوالے سے مجھے آگاہ کیا ہے کہ رسول اللہ نے چھ جانوروں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ (۱) شہد کی مکھی (۲) چیونٹی (۳) مینڈک (۴) چغند (الو) (۵) ہدھد (۶) ابا بیل۔

شہد کی مکھی پاکیزہ خوشبودار گھاس کھا کر عمدہ شہد بناتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی ہے۔ نہ وہ جنات سے ہے نہ انسانوں میں سے۔

چیونٹی کے بارے میں یہ ہے کہ حضرت سلیمان کے زمانے میں قحط پڑا، بارش کے لئے دعا کرنے کی خاطر صحرا کی طرف روانہ ہوئے۔ اچانک دیکھا کہ ایک چیونٹی اپنے پیروں پر کھڑی ہو کر آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے ہوئے کہہ رہی ہے: اے ہمارے پروردگار ہم تیری مخلوق ہیں تیرے فضل کے محتاج ہیں، اولاد آدم کے احق لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے تو ہمارا مواخذہ نہ کر۔ حضرت سلیمان نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلو۔ پروردگار عالم اور لوگوں کی دعا کرنے کی وجہ سے تمہیں بارش سے سیراب کرے گا۔

مینڈک کے بارے میں یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ کے لئے کافروں نے آگ جلائی تمام جانوروں نے آگ بجھانے کی اجازت چاہی صرف مینڈک کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی۔ پانی ڈالنے کے دوران دو تہائی مینڈک جل کر مر گئے صرف ایک تہائی مینڈک بچے۔

حد حد نے بلقیس کے ملک کی طرف سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی رہنمائی کی اور حضرت آدمؑ کو سراندیپ سے لے کر جدہ تک لانے کے لئے ایک ماہ تک رہنمائی کرتا رہا۔

ابائیل کے بارے میں یہ ہے کہ لوگوں نے اہل بیت علیہم السلام پر ظلم کیا۔ غم اہل بیت محمدؐ میں ابائیل ہمیشہ آسمان پر پرواز کرتی رہتی ہے۔ اس کی تسبیح اور قراءت الحمد لله رب العالمین ہے۔ آخر میں ولا الضالین کہتی ہے۔

(۱۷) اللہ نے چھ باتوں کو اپنے رسول ان کے اوصیاء اور ان کے ماننے والوں کے لئے ناپسند کیا: جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ جناب رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے چھ چیزیں ناپسند کی ہیں کہ وہ میری اولاد سے ہونے والے اوصیاء جو میرے بعد ہوں گے کے لئے اور ان کے ماننے والوں کے لئے بھی ناپسند کی ہیں۔ (۱) نماز میں عبث حرکات (۲) روزہ کی حالت میں جماع کرنا (۳) کچھ دینے کے بعد احسان جتنا (۴) جنابت کی حالت میں مسجد میں آنا جانا (۵) غیروں کے گھروں میں اوپر سے جھانکنا (۶) قبرستان میں ہنسنا۔

(۱۸) دین محمدیؐ کی چھ آسان باتیں ہیں: یونسؑ نے کہا کہ جناب ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ (میں نے) عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں۔ (آپ نے) فرمایا کہ دین محمدیؐ کی چھ آسان باتیں ہیں۔ (۱) نماز پڑھنا (۲) زکوٰۃ ادا کرنا (۳) ماہ رمضان میں روزے رکھنا (۴) بیت اللہ (خانہ کعبہ) کا حج کرنا (۵) امام کی اطاعت کرنا (۶) حقوق مومن ادا کرنا۔ جو شخص مومن کا حق ادا نہیں کرے گا اسے اللہ قیامت کے روز پانچ سو سال پیروں کے بل کھڑا رکھے گا۔ اس کے پسینے سے وادیاں بہ نکلیں گی۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک آواز دینے والا ندا دے گا کہ یہ وہ ظالم شخص ہے جس نے مومن کا حق ادا نہیں کیا تھا۔ چالیس سال تک ملامت کی جائے گی پھر ستم ہوگا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔

(۱۹) چھ آدمی نجیب نہیں ہیں: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ چھ آدمی نجیب نہیں ہیں۔ سندی، زنجی، ترکی، گُردی، خوزی اور رے کا اصلی باشندہ۔

(شرح: یہ لوگ صدور حدیث کے وقت مسلمانوں کے قیدی تھے اور ان کی عورتوں کو کنیز بنا لیا گیا تھا فرمایا کہ ان سے بچے نہ پیدا کرو کہ وہ اچھے نہیں ہوں گے)۔

(۲۰) عزول چھ مقامات پر جائز ہے: یعقوب جعفری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ چھ وجوہ (مقامات) پر عورت کی رحم سے باہر نطفہ (منی) ڈالنا جائز ہے۔ (۱) وہ (بانجھ) عورت جس کو بچے کی پیدائش کا یقین نہ ہو (۲) بوڑھی عورت (۳) سلیطہ (زبان دراز عورت) (۴) بے شرم بے آبرو (۵) جو اپنے بچے کو ضائع کر دے، دودھ نہ دے، ٹھیک پرورش نہ کرے (۶) کنیز۔

(۲۱) ناجائز ذخیرہ اندوزی چھ چیزوں میں ہے: رسول اللہؐ نے فرمایا احکار (ناجائز ذخیرہ اندوزی) چھ چیزوں میں ہوتی ہے۔ گندم، جو، کھجور، کشمش، گھی، اور زیت (زیتون کا تیل)۔

(شرح: ان اجناس کا جمع کرنا اس ارادہ سے کہ مہنگی کر کے فروخت کی جائیں احتکار کہلاتا ہے کیونکہ یہ وہ اشیاء خوردنی ہیں کہ زندہ رہنے کے لئے لوگ ان کے محتاج ہیں۔ احتکار کا اطلاق ارزانی کے دنوں میں چالیس دن اور گرانی کے موقع پر تین دن تک ان اشیاء کے روکنے پر ہے)۔

(۲۲) چھ چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہئے: حضرت ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ ہر روز چھ چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے۔ (۱) شر (برائی) (۲) شرک (۳) بے جا تعصب (۴) غضب (۵) ستم (۶) حسد۔

(۲۳) چھ چیزوں کی کمائی حرام میں داخل ہے: حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کی کمائی ناجائز ہے۔ (۱) لاش کی قیمت لینا (۲) کتے کا کاروبار (۳) شراب کا کاروبار (۴) زانیہ عورت کی کمائی (۵) حاکم کی رشوت (۶) کاہن کی اجرت۔

عمار ابن مروان نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ سحت (حرام کی کمائی) کی کئی قسمیں ہیں۔ فیصلہ کرنے کی اجرت۔ ظالم حکام کے کارندوں سے ملا ہوا مال۔ بدکاروں کے زنا کی اجرت۔ شراب اور نشہ آور نمیز کی قیمت اور سود کی رقم جبکہ اس کی حرمت کا علم ہو چکا ہو۔ اے عمار فیصلے کی اجرت لینا خدائے بزرگ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ کفر ہے۔

(شرح: سحت مال حرام ہے۔ کاہن وہ ہے جو غیب گوئی کرتا ہے اور اس کی اجرت لیتا ہے جیسے فال دیکھنے والا، ہاتھ دیکھنے والا، زئمال اور انہی کی مثل دوسرے)۔

(۲۴) چھ چیزوں کی محبت اللہ کے نزدیک گناہ کا پھلا موجب ہے: حضرت ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ رسول اللہؐ کا ارشاد پاک ہے کہ اللہ کے نزدیک چھ چیزوں کی محبت گناہ کا پہلا موجب ہے۔ (۱) دنیا کی محبت (۲) ریاست کی محبت (۳) کھانے کی محبت (۴) عورتوں کی محبت (۵) نیند کی محبت (۶) آرام کی محبت۔

(۲۵) مالک پر جانور کے چھ حقوق: رسول اللہؐ نے فرمایا: جانور اپنے مالک پر چھ حقوق رکھتا ہے۔ (۱) جب منزل پر پہنچے تو اس کو خوراک دے (۲) جب پانی دیکھے تو اس کو پانی کے پاس لے جائے (۳) اس کے منہ پر کوئی چیز نہ مارے کیونکہ وہ اپنے رب کی تسبیح کرتا ہے (۴) صرف راہ خدا میں اس پر سوار ہو (۵) طاقت سے زیادہ وزن نہ لادے (۶) طاقت کے مطابق چلائے (ہانکے)۔

(۲۶) چھ آدمی سلام اور چھ آدمی پیش امامت کے قابل نہیں ہیں اور چھ آدمیوں میں قوم لوطؑ کی چھ باتیں ہیں: اصح بن نباتہ نے کہا کہ میں نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ چھ آدمی سلام اور چھ آدمی پیش نمازی کے قابل نہیں ہیں۔ چھ آدمیوں میں قوم لوطؑ کی عادتیں پائی جاتی ہیں۔ جن کو سلام کرنا جائز نہیں وہ یہ ہیں (۱) یہودی (۲) نصاریٰ (۳) زرباز (چوسر کھیلنے والے) اور شطرنج کھیلنے والے (۴) شراب پینے والے (۵) برہنہ اور ظنورہ بجانے والے (۶) ایک دوسرے کو ماں کی گالیاں دے کر خوش ہونے والے اور شاعر۔

وہ لوگ جو پیش نماز ہونے کے لائق نہیں ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) ولد اثنا (نطفہ حرام کی پیدائش) (۲) مرتد (۳) وہبہ و جو اسلامی شہر سے جا کر دوبارہ بیابان گردی میں مصروف ہو گیا ہو (۴) شرابی (۵) جس پر خلاف شرع فعل انجام دینے کی وجہ سے حد جاری ہو چکی ہو (۶) جس کی ختہ نہ ہوئی ہو۔ قوم لوطؑ کے کام یہ تھے۔ (۱) شعبہ بازی (۲) دف بجانا (۳) گوند چبانا (۴) تکبر سے زمین پر دامن کھینچنا (۵) قبا کے پٹن کھول دینا (۶) قمیض کے پٹن کھول دینا۔

(۲۷) تفسیر کلمات جو اصل ہجا ہیں: حضرت امیر المؤمنین (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام) نے فرمایا کہ عثمان بن عفان نے

رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ حروف ابجد کی کیا تفسیر ہے؟ (آپؐ نے) فرمایا کہ ابجد کی تفسیر سیکھو۔ اس میں عجیب و غریب چیزیں پوشیدہ ہیں۔ جو عالم اس کی تفسیر نہیں جانتا اس کے لئے ہلاکت ہے۔ عرض کیا گیا کہ کیا تفسیر ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ الف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نام کا ایک حرف۔ با (ب) سے مراد بخت (خوشی) اور نشاط خدا ہے۔ ج سے جنت خدا اور جمال خدا مراد ہے۔ دال سے دین خدا مراد ہے۔ ہوز کی با سے مراد ہاویہ، یہ قرار گاہ دوزخ ہے۔ جو دوزخ میں آ گیا اس کے لئے ہلاکت ہے۔ واؤ سے مراد دوزخ والوں کے لئے ہلاکت ہے۔ زاء سے دوزخ کا کونہ مراد ہے میں اس سے پناہ مانگتا ہوں۔ ”ہطی“ کی ”حا“ سے مراد شب قدر میں گناہگاروں کے بخشش مانگنے سے گناہوں کا گناہ ہے، شب قدر میں صبح تک حضرت جبرئیل علیہ السلام بہت سے فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔ ”طا“ سے مراد طوبیٰ اور اچھا انجام ہے۔ طوبیٰ ایک درخت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بویا ہے، جس میں اپنی روح پھونکی ہے، جنت کی دیواروں کے باہر سے اس کی شاخیں دکھائی دیتی ہیں۔ جن سے زیور اور پوشاک پیدا ہوتی ہیں، پھل پیدا ہوتے ہیں جو جنت والوں کے منہ کے سامنے آتے ہیں اور پختہ ہوتے ہیں۔ ”یاء“ سے مراد اللہ تعالیٰ کا یاد (ہاتھ) ہے جو ساری مخلوق کے اوپر ہے۔ مشرکوں کے قول سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ ”کلمن“ کا ”کاف“ اللہ کا کلام ہے۔ ”لا تبدیل لکلمات اللہ و لن تجد من دونہ ملتحدا“ (سورہ کہف آیت ۲۷) ”اس کے کلمات کو بدلنے والا کوئی نہیں اور تم ہرگز اس کے سوا کسی کو جائے پناہ نہیں پاؤ گے۔“ ”لام“ سے مراد جنت والوں کا آنا جانا ہے دیکھنے کے لئے ایک دوسرے کو خوش آمدید اور سلام کہنے کے لئے اور دوزخ والوں کو ملامت کرنے کے لئے۔ ”میم“ سے مراد اللہ تعالیٰ کی سلطنت ہے جس کو زوال اور فنا نہیں ہے۔ نون (ن) سے مراد نون و قلم جس سے لکھتے ہیں۔ قلم نور کا ہے، کتاب نور کی ہے جو ”لوح محفوظ“ میں ہے۔ ”سغص“ میں ”ص“ (صاد) یعنی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ ”قرشت“ اللہ تعالیٰ بندوں کو جمع کرے گا۔ قیامت کے روز زندہ کرے گا اور حق فیصلہ کرے گا اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ (میں نے کتاب ”معانی الاخبار“ میں حروف ابجد کی تفسیر بیان کی ہے، شیخ صدوق)۔

(۲۸) دیوانے میں چھ باتیں پائی جاتی ہیں: حضرت علیؑ علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ ایک مجمع کے قریب سے گزرے تو فرمایا: (تم لوگ) کیوں جمع ہو؟ عرض کیا گیا: یہ شخص دیوانہ ہے جو بے ہوش ہے۔ فرمایا: دیوانہ نہیں بلکہ بیمار ہے۔ تمہیں حقیقی دیوانے سے آگاہ کروں؟ عرض کیا گیا: کیوں نہیں۔ فرمایا: دیوانہ وہ ہے جو اکڑ کر راہ چلتا ہو، ترچھی آنکھ سے دیکھتا ہو، اپنے کندھوں کو حرکت دیتا ہو، جنت کی امید کرتا ہو حالانکہ گناہ کرتا ہو، اس کے شر سے کوئی محفوظ نہ ہو اور اس سے بھلائی کی توقع نہ ہو اور یہ شخص تو بیمار ہے۔

(۲۹) چھ نمازوں میں توجہ سنت ہے: شیخ صدوق نے کہا کہ میرے والد نے اپنے رسالے میں لکھا ہے کہ چھ نمازوں میں توجہ سنت ہے۔ پہلی رکعت نماز شب، نماز وتر، نماز ظہر کی پہلی رکعت، نماز مغرب کی پہلی رکعت اور نوافل مغرب کی پہلی رکعت۔

(شرح: توجہ سے مقصود یہ ہے کہ نماز شروع کرنے سے پہلے سات تکبیریں پڑھے اور جو دعائیں ان سے پہلے ان کے بعد اور ان کے درمیان وارد ہوئی ہیں انہیں پڑھے خاص طور پر دعائے توجہ یعنی اللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ السَّامِيَةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا الَّذِي وَعَدْتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ اور ساتویں تکبیر کے بعد ان آیات کو: وَجْهَتُ لِلذِّى وَجْهِي لِلذِّى فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ..... (سورہ انعام آیت ۷۹) تا بذلک امرت وانا اول المسلمین (آیت ۱۶۳) ہم ان دعاؤں کو فروغ دین کی دوسری جلد اور نصوص احکام فقہ فارسی میں اسناد کے ساتھ کیفیت نماز کے باب میں تفصیل کے ساتھ نقل کر چکے ہیں جو چاہتا ہو اس کی طرف رجوع

کرے۔ باقر کرہ امی)۔

(۳۰) شہید کی چھ چیزیں اتار کر باقی کئے ساتھ دفنا دینا چاہئے: حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ شہید سے پوتین، ہوزہ، عمامہ، کمر بند اور شلوار اتار لینی چاہئے۔ اگر یہ چیزیں خون آلود ہوں تو چھوڑ دینی چاہئیں اور کمر کو کھول دینا چاہئے۔

(۳۱) لوگ چھ قسم کے ہیں: حضرت ابی عبداللہ (امام جعفر صادق *) نے فرمایا کہ لوگ چھ قسم کے ہیں۔ (۱) مُتَضَعَفَت (۲) مُؤَلَّفَت (۳) مرجی (۴) اپنے گناہ کا اقرار کرنے والا (۵) ناصبی (دشمن اہل بیت) (۶) مومن۔

(شرح) مُتَضَعَفَت وہ ہے جس کی عقل کمزور ہے اور وہ اصول دین اور عقائد کو منطقی اور برہان سے سمجھنے کے قابل نہ ہو اور اس کی دینداری ماحول کے زیر اثر اور عادت کے تحت ہوتی ہے۔

مؤلف: وہ ہے جو دنیاوی اور مدنی فوائد حاصل کرنے کے لئے دین کو اختیار کرے۔

مرجی: وہ ہے جو دین میں ثبات و استقامت نہ رکھتا ہو۔ اس کا دینی مزاج رنگ برنگ کا ہو۔ خدا ہی جانے کہ اس کی عاقبت کیسی ہوگی۔

ناصری: وہ ہے جو ائمہ اور خاندان پیغمبر سے اظہار دشمنی کرتا ہو۔

(۳۲) جو علیؑ کو دوست رکھتا ہو اس کو چھ باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے: حضرت ابو عبداللہ (امام جعفر صادق *) نے

فرمایا کہ حارث اور نے حضرت امیر المومنین (حضرت علیؑ ابن ابی طالب *) سے کہا کہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ فرمایا: جب تو مجھے دوست رکھتا ہے تو مجھ سے (۱) جھگڑا نہ کرنا (۲) مجھ سے فریب نہ کرنا (۳) مجھ سے سبقت نہ کرنا (۴) مجھ سے شوخی نہ کرنا (۵) مجھے خوار کرنے کا نہ سوچنا

(۶) میرے ساتھ منافعہ نہ کرنا (مقام و منزلت میں میرے اوپر ہونے کی کوشش نہ کرنا)۔

(شرح) مقصد یہ ہے کہ دوستوں کے ساتھ یہ کام نہیں کرنے چاہئیں۔ ان میں بعض کام تو دعوائے دوستی کے موافق نہیں ہوتے۔ اور بعض دوستی کو دھو ڈالتے ہیں انہی بعض کاموں کی وجہ سے دوستی ختم ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ دوستی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

(۳۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے پاس انگوٹھی بھیجی جس پر چھ کلمات تھے جس کی وجہ سے آگ

ٹھنڈی ہو گئی: حسین ابن خالد نے کہا کہ میں نے امام ابی الحسن موسیٰ کاظمؑ سے عرض کیا کہ آدم علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش کیا تھا؟ فرمایا: لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ۔ وہ اس انگوٹھی کو بہشت سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ جب حضرت نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اگر تمہیں غرق

ہونے کا خوف ہو تو مجھے ہزار بار اکیلا (لا الہ الا اللہ) کہہ کر یاد کرو، تم اور تمہارے ساتھ جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ غرق نہیں ہوں گے۔ فرمایا: جب نوحؑ

اور ان کے ساتھی کشتی میں سوار ہوئے تو تیز ہوا چلی اور نوحؑ کو ہلاکت کا خوف ہوا۔ نوحؑ کو اتنی فرصت نہ تھی کہ ہزار بار لا الہ الا اللہ کہتے۔ سریانی

(زبان) میں ہزار بار "ہلو لیا ہزار ہزار یا ہار یا مار یا اتقن" کہا کہ مجھے نجات دے۔ کشتی کا اضطراب ختم ہوا۔ اور سفینہ چل پڑا۔ نوحؑ نے کہا

کہ اللہ نے جس کلام سے غرق ہونے سے نجات دی میں اس کو اپنے سے جدا نہیں کروں گا۔ ہزار بار لا الہ الا اللہ اپنی انگوٹھی پر کندہ کیا اور کہا: پالنے والے

میری اصلاح کر۔ حضرت سلیمان بن داؤد کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے کلمات سے جنوں پر قابو دیا۔ جب ابراہیمؑ کو

(آگ میں پھینکنے) کے لئے مینق میں رکھا گیا تو حضرت جبرئیلؑ سخت ناراض ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ناراضگی کی وجہ پوچھی تو عرض کیا: اے پروردگار

زمین پر صرف ایک ہی بندہ تو عبادت گزار ہے جس پر تو نے اپنے اور اس کے دشمن کو مسلط کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ چپ رہو۔ تم جیسا بندہ جلدی

کرتا ہے جس کو فتنہ ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، ابراہیمؑ میرا بندہ ہے جب میں چاہوں گا اسے بچالوں گا۔ حضرت جبرئیلؑ خوش ہو گئے۔ پھر ابراہیمؑ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا مجھ سے کوئی حاجت ہے۔ (حضرت ابراہیمؑ نے) فرمایا: نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے پاس ایک انگوٹھی بھیجی جس میں یہ چھ کلمات تھے۔ (۱) لا الہ الا اللہ (۲) محمد رسول اللہ (۳) لا حول ولا قوۃ الا باللہ (۴) فوضت امری الی اللہ (۵) اسندت ظہری الی اللہ (میں نے خدا پر بھروسہ کیا) (۶) حسبی اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی طرف وحی کی کہ اس انگوٹھی کو پہن لو میں آگ کو تم پر گلزار کروں گا۔

(۳۴) اللہ تعالیٰ نے چھ باتوں سے شیعوں کو محفوظ کیا ہے: ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں کو چھ باتوں سے محفوظ کیا ہے (۱) جنون (۲) جذام کی بیماری (۳) برص کی بیماری (۴) بد فعلی کرانے والا نہ ہوگا (۵) اس سے ولد زنا پیدا نہیں ہوگا (۶) لوگوں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلائے گا۔

مفضل بن عمر نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ (امام جعفر صادقؑ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ نے ہمارے شیعوں کو چھ باتوں سے محفوظ رکھا ہے (۱) کتوں کی طرح لاپٹی نہ ہوگا (۲) کتے جیسی روزی نہ ہوگی (۳) بد فعلی کرانے والا نہ ہوگا (۴) زنا زادہ نہ ہوگا (۵) کسی زنا زادے کی اولاد نہ ہوگا (۶) لوگوں کے دروازے پر جا کر سوال کرنے والا نہ ہوگا۔

(۳۵) امیر المومنین (علی ابن ابی طالبؑ) چھ باتوں میں سب سے سبقت لے گئے: علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعدؓ، سعیدؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ اور دیگر اصحاب رسول اللہؐ کی تلاش میں ام سلمیٰؓ کے گھر تشریف لے گئے تو انہوں نے مجھے وہاں دروازے پر کھڑے پایا تو مجھ سے آپ کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے کہا: ابھی باہر تشریف لے گئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لے آئے۔ میری پشت پر ہاتھ رکھا اور کہا: اے ابو طالبؑ کے بیٹے تم میرے بعد لوگوں سے چھ باتوں میں مسابقت کرو گے۔ قریش ان باتوں سے محروم ہیں۔ (۱) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا (۲) سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے پابند ہونا (۳) رعایا پر سب سے زیادہ مہربان ہونا (۴) فیصلہ کرنے میں سب سے زیادہ بصیرت والے ہونا (۵) سب سے اچھے برابر تقسیم کرنے والے ہونا (۶) اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے زیادہ افضل ہونا۔ ابو احمد جعفر بن محمد بن عبد اللہ بن موسیٰ نے کہا کہ ابو موسیٰ نے اپنے والد جعفر بن محمدؑ کی روایت سے یہ حدیث ہمیں اپنے اسناد سے بیان کی۔

(۳۶) چھ افراد کی دعا قبول نہیں ہوگی: نوف کا بیان ہے کہ میں ایک رات حضرت امیر المومنین (حضرت علی ابن ابی طالبؑ) کے پاس رہا۔ آپ تمام رات نماز پڑھتے رہے۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد باہر تشریف لائے آسمان کی طرف نگاہ کرتے اور قرآن شریف پڑھتے۔ آدھی رات گزرنے کے بعد آپ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: اے نوف! سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: جاگ رہا ہوں، اپنی نگاہ سے آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ (آپ نے) فرمایا کہ اے نوف! وہ لوگ خوش بخت ہیں جنہوں نے دنیا کو چھوڑ دیا ہے اور آخرت پر دل لگا دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے زمین کو بچھوڑا اور اس کی مٹی کو خواب گاہ بنا کر رکھا ہے۔ اس کے پانی کو بجائے عطر کے کام لاتے ہیں۔ قرآن ان کا ورد ہے۔ دعا کرنا ان کا شیوہ ہے۔ عیسیٰؑ ابن مریمؑ کی روش پر دنیا سے قطع تعلق کر لیا ہے۔

پروردگار عالم نے عیسیٰؑ ابن مریمؑ پر وحی کی کہ بنو اسرائیل کے بزرگوں سے کہو کہ میرے گھر میں صرف وہ شخص آئے گا جس کا دل پاک ہوگا، اس کی آنکھیں ڈرتی ہوں گی اور ہاتھ تاننا ہوگا۔ ان سے کہہ دو کہ میں تم سے اس شخص کی دعا قبول نہیں کروں گا۔ (۱) جسے مخلوقات کا کچھ دینا ہوگا۔

اے نوف تجھے حکومت کی طرف سے۔ (۲) دسواں حصہ وصول کرنے والا (۳) شاعر (۴) ظالم حکومت کا سپاہی (۵) عریف، طنزورہ بجانے والا (۶) طبل بجانے والا نہیں ہونا چاہئے۔

اللہ کے رسول ایک رات گھر سے باہر تشریف لائے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا یہ وہ وقت ہے جس میں کسی کی دعا رد نہیں ہوگی لیکن (۱) شاعر (۲) چنگلی وصول کرنے والے (۳) دسویں حصہ وصول کرنے والے (۴) ظالم حکومت کے سپاہی (۵) طنزورہ بجانے والے (۶) طبل بجانے والے کی دعا رد ہوگی۔

(۳۷) چھ آدمی ملعون ہیں: حضرت علی ابن الحسین (امام زین العابدین) نے فرمایا کہ رسول اللہ کا ارشاد پاک ہے کہ چھ اشخاص ملعون ہیں، میں ان پر لعنت کرتا ہوں، خدا ان پر لعنت کرتا ہے اور ہر مستجاب الدعوت نبی ان پر لعنت کرتا ہے۔ (۱) کتاب خدا میں زیادتی کرنے والا (۲) میری سنت کو چھوڑ دینے والا (۳) قضا و قدر کو جھٹلانے والا (۴) میری عزت جنہیں اللہ نے عزت دی ان کی توہین کرنے والا (۵) بالجبر حاکم بن کر اللہ کے پیاروں کو ذلیل کرنے والا، اور جو لوگ اللہ کی نظر میں ذلیل ہوں ان کی عزت کرنے والا (۶) مسلمانوں کے بیت المال کو اپنے لئے جائز قرار دینے والا۔ (۳۸) آدمی کا کمال چھ باتوں میں ہے: ابو الفضل محمد بن احمد کا تب نیشاپوری اپنی سند سے کہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کا کمال چھ باتوں میں ہے۔ دو چھوٹی ہیں، دو بڑی ہیں۔ دو چھوٹی اس کا دل اور زبان ہیں۔ دل سے لڑتا ہے اور زبان سے مقصد بیان کرتا ہے۔ اور دو بڑی باتیں اس کی عقل اور ہمت ہیں۔ اور رعب کی باتیں اس کا مال اور اس کا جمال (حسن) ہیں۔

(۳۹) لوگوں کے چھ طبقے ہیں: بیان کیا ہم سے جعفر بن محمد بن سرور نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے محمد بن جعفر بطن نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے احمد بن ابی عبد اللہ رقی نے ان سے ان کے والد نے، انہوں نے روایت کی زرارہ ابن اوفی سے، اور انہوں نے کہا کہ میں حضرت علی ابن الحسین (امام زین العابدین) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے زرارہ، ہمارے زمانے کے لوگ چھ قسم کے ہیں شیر، بھیڑیا، لومڑ، کتا، خنزیر اور بکری۔ (۱) شیر وہ بادشاہ ہیں کہ جسے چاہتے ہیں اسے قابو میں کر لیتے ہیں۔ خود غالب ہوتے ہیں مغلوب نہیں ہوتے (۲) بھیڑیے تمہارے تاجر ہیں جب چیز خریدتے ہیں تو اس کی برائی کرتے ہیں اور جب فروخت کرتے ہیں تو اس کی تعریف بیان کرتے ہیں (۳) لومڑ وہ ہیں جو دین کے نام سے روٹی کھاتے ہیں اور اس کو شریعت کا نام دیتے ہیں۔ جو کچھ کہتے ہیں ان کے دل میں نہیں ہوتا (۴) کتے وہ ہیں جو بد زبان ہیں اور کتے کی طرح لوگوں کو زبان سے کاٹتے ہیں۔ لوگ ان کے شرکی وجہ سے ان کی عزت کرتے ہیں (۵) خنزیر وہ ہیں جو بچھڑے ہیں اور ان سے مشابہہ ہیں ان کو بدی کی دعوت دی جائے تو وہ قبول کرتے ہیں (۶) بکری سے مراد مومن ہیں جن کے بال نوچے جاتے ہیں، ان کا گوشت کھایا جاتا ہے اور ان کی ہڈیاں توڑ دی جاتی ہیں۔ پس بکری شیر، بھیڑیے، لومڑ، کتے اور خنزیر کے درمیان رہ کر کیا کر سکتی ہے؟

جلد دوم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین و صلی الله علی محمد و اہلبیتہ الطاہرین

﴿ساتواں باب﴾

﴿۱﴾ سات چیزوں کو دفن کرنے کا حکم: حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ نے انسانی بدن کی سات چیزوں کو دفن کرنے کا حکم فرمایا: بال، ناخن، خون، حیض، غلافِ نوزائیدہ، دانت اور علقہ۔

﴿۲﴾ سات چیزوں کا حکم اور سات چیزوں کی ممانعت: براء بن عازب سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے سات چیزوں سے منع فرمایا اور سات چیزوں کا حکم دیا: ہمیں سونے کی انگوٹھی پہننے اور سونے چاندی کے برتن میں کچھ پینے سے منع فرمایا حتیٰ کہ فرمایا کہ جو شخص دنیا میں ان میں نوش کرے گا روز قیامت وہ ان میں کچھ پینے سے محروم رہے گا نیز ریشمی زین پر سوار ہونے، ریشم پہننے، دیربا اور اطلس کے پہننے سے منع فرمایا۔ آپؐ نے ہمیں جنازہ میں شرکت، مریض کی عیادت، جھینکنے والے کے لئے دعا کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، سلام کو عام کرنے، پکارنے والے کو جواب دینے اور قسم کے پورا کرنے کا حکم دیا۔

﴿۳﴾ بکرمے کی سات چیزوں کا حرام قرار پانا: حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے انہیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا کہ اے علیؑ، بکرے کی سات چیزیں حرام ہیں: خون، شرمگاہ، مٹانہ، حرام مغز، غدود، تلی اور پٹا۔ امیر المؤمنینؑ کا گذر قصابوں کے ہاں سے ہوا تو آپؑ نے انہیں سات چیزوں کو فروخت کرنے سے منع فرمایا: خون، غدود، دل کے کان، تلی، حرام مغز، فوطے اور عضوِ تناسل۔

اس پر ایک قصاب نے کہا: یا امیر المؤمنینؑ، جگر اور تلی ایک ہی چیز ہیں تو آپؑ نے فرمایا کہ اے بے وقوف! تم جھوٹ کہہ رہے ہو، دو پانی بھرے برتن لے آؤ تو میں ان دونوں کا فرق بیان کر دوں۔ لہذا جب وہ جگر، تلی اور پانی بھرے دو جام لے آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں کو الگ الگ برتن میں ڈال کر ان کو دباؤ تو اُس نے ایسا ہی کیا۔ لہذا جگر کو دبانے پر وہ پارہ پارہ ہو گیا اور اس کے اندر سے کچھ نہ نکلا جبکہ تلی اپنی جگہ پر قائم رہی اور اس میں جو خون تھا وہ سب نکل گیا اور اس کے اندر کا پانی اور اس کی رگیں بھی باقی رہ گئیں تو آپؑ نے فرمایا: یہ فرق ہے ان دونوں میں کہ یہ گوشت ہے جبکہ وہ خون!

﴿۴﴾ رسول خداؐ کو حضرت علیؑ کے متعلق سات خاصیتیں عطا کی گئیں: حضرت علیؑ نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے اُن (حضرت علیؑ) کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ، خداوند عالم نے مجھے تمہارے بارے میں سات خاصیتوں سے نوازا ہے: تم وہ پہلے شخص ہو گے جو قبر سے میرے ساتھ محشور ہو گے، تم وہ پہلے شخص ہو گے جو صراط پر میرے ساتھ کھڑے ہو گے، تم وہ پہلے شخص ہو گے جسے اُس وقت پوشاک پہنائی جائے گی کہ جب مجھے پہنائی جائے گی اور تمہیں دوبارہ حیات بخشی جائے گی کہ جب مجھے دوبارہ حیات ملے گی، تم وہ

پہلے شخص ہو گے جسے میرے ساتھ علیین میں ٹھہرایا جائے گا، تم وہ پہلے شخص ہو گے جو میرے ساتھ حقیقہً مخموم نوش کرو گے کہ جس پر مُشک کی مبر ہوگی۔

﴿۵﴾ نبیؐ کا سات دفعہ خوشانصیب کہنا اُس شخص کے لئے کہ جس نے انہیں دیکھا نہیں پر اُن پر ایمان لے آیا: ابی امامہؓ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: خوشانصیب اس شخص کے لئے کہ جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لے آیا، اس کے بعد سات دفعہ خوشانصیب کہا اُس شخص کے لئے کہ جس نے مجھے دیکھا نہیں پر مجھ پر ایمان لے آیا۔

﴿۶﴾ سات افراد جو روزِ قیامت عرشِ الہی کے سایہ میں ہوں گے: رسول خداؐ نے فرمایا کہ سات افراد ایسے ہیں جن پر خداوند عزوجل اُس دن سایہ کرے گا کہ جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا: عادل امام، وہ نوجوان جس کی نشوونما اللہ عزوجل کی عبادت کرتے ہوئے ہوئی ہو، وہ شخص کہ مسجد سے نکلے ہوئے جس کا دل اُسی میں لگا ہو یہاں تک کہ وہ مسجد میں لوٹ آئے، وہ دو افراد جو اللہ عزوجل کی اطاعت کے لئے جمع ہوئے اور (اُسی حالت میں) الگ ہو گئے، وہ شخص جو تنہائی میں اللہ عزوجل کو یاد کرتا ہے تو اللہ عزوجل کے خوف سے اس کی آنکھ بننے لگتی ہے، وہ مرد جسے کوئی حسین و جمیل عورت اپنی طرف بلائے تو وہ کہے بلاشبہ میں اللہ عزوجل سے ڈرتا ہوں اور وہ شخص جو کوئی چیز صدقہ دیتا ہے تو اس قدر مخفی طور پر کہ اس کے بائیں ہاتھ تک کو پتا نہیں لگتا کہ اس کے داہنے ہاتھ نے کیا صدقہ کیا۔

رسول خداؐ نے فرمایا: سات افراد اس دن عرشِ خدا کے سایہ میں ہوں گے کہ جب کوئی سایہ نہیں ہوگا: عادل امام، وہ نوجوان جس کی نشوونما اللہ عزوجل کی عبادت میں ہوئی ہو، وہ شخص جو داہنے ہاتھ سے صدقہ دیتا ہے تو بائیں سے بھی پوشیدہ رکھتا ہے، وہ شخص جو تنہائی میں اللہ عزوجل کو یاد کرتا ہے تو وہ اُس کے خوف سے رونے لگتا ہے، وہ شخص جو اپنے مومن بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو کہتا ہے میں خدا کی خاطر تم کو دوست رکھتا ہوں، وہ شخص کہ مسجد سے باہر نکلے ہوئے اُس کی نیت یہ ہوتی ہے کہ پھر سے اس میں آؤں گا اور وہ مرد جسے کوئی خوبصورت عورت وغلایے تو وہ کہے: بے شک میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

﴿۷﴾ کشمش میں سات خوبیاں پائی جاتی ہیں: رسول خداؐ نے فرمایا کہ تم پر کشمش کا کھانا لازم ہے کہ یہ صفر کا زور توڑتی ہے، بلغم کو ختم کر دیتی ہے، رگ کو مضبوط کرتی ہے، خشکی دور کرتی ہے، حسنِ اخلاق کا سبب بنتی ہے، نفس کو پاکیزہ بناتی ہے اور غم دور کر دیتی ہے۔

﴿۸﴾ یومِ موسیٰ پر سات پہاڑ اُڑے تھے: نبیؐ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ "یومِ موسیٰ" پر اُڑنے والے پہاڑوں کی تعداد سات ہے: یہ پہاڑ حجاز اور یمن سے ملحق ہیں کہ جن میں سے مدینہ میں اُحد اور رواقان ہیں، مکہ میں ثور، شیر اور حراء ہیں جبکہ یمن میں صبر و حصور۔ (شرح: ظاہر یہ ہے کہ اس سے وہ تاریخی دن مراد ہے جس روز حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل سے ستر افراد کو وہ طور پر لے گئے تھے تاکہ وہ خدا کی آواز کو سنیں اور اپنی آنکھوں سے اسے دیکھیں اور اللہ نے پہاڑ پر اپنی تجلی دکھائی جس سے وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور وہ ستر افراد مر گئے بہتر یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس حادثہ کے سبب سے پہاڑوں پر سخت لرزش طاری ہوئی اور ان سات بڑے اور نامور پہاڑوں میں یہ اثر ظاہر ہوا۔ اگرچہ ظاہر روایت سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ یہ پہاڑ حجاز اور یمن میں نہیں تھے بلکہ حضرت موسیٰؑ کے مشہور دن اڑے اور اس جگہ انہوں نے قرار پکڑا۔ لیکن چونکہ یہ موضوع سطح زمین میں ایک سخت انقلاب کے تحت ہو سکتا تھا جس کے بارے میں تاریخ میں کچھ نہیں ملتا اس لئے اس سے مراد وہی شدید لرزش لی جائے۔ بہر حال اس حدیث کے راوی مخالف مذہب کے محدثین تھے۔)

﴿۹﴾ سات آسمانوں کے نام اور ان کے رنگ: امام حسین فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علی ابن ابی طالب کو فدک جامع مسجد میں تھے کہ ایک شامی نے کھڑے ہو کر کچھ سوالات کیے کہ جن میں سے ایک سوال یہ تھا کہ اے امیر المؤمنین مجھے آسمانوں کے رنگ اور ان کے ناموں سے آگاہ کیجئے تو آپ نے اس سے فرمایا کہ پہلے آسمان کا نام رفیع ہے اور یہ پانی اور دھوکے سے بنا ہے، دوسرے آسمان کا نام فیزوم (ایک نسخہ کے مطابق قیزوم) ہے اور اس کا رنگ تانبے کا ہے، تیسرے آسمان کا نام ماروم ہے اور اس کا رنگ سرفی مائل خاکی ہے، چوتھے آسمان کا نام ارقلون ہے اور اس کا رنگ چاندی جیسا ہے، پانچویں آسمان کا نام بیضمون ہے اور یہ سہرے رنگ کا ہے، چھٹے آسمان کا نام عروس ہے اور اس کا رنگ سبز یا قوت کی مانند ہے اور ساتویں آسمان کا نام ہے عجماء جبکہ اس کا رنگ موتی کی مانند سفید ہے۔ (روایت کا متن بہت طویل ہے لہذا مؤلف کتاب نے بقدر ضرورت کو نقل کیا ہے)

﴿۱۰﴾ رسول خدا نے ابوذرؓ کو سات نصیحتیں کیں: حضرت ابوذرؓ سے منقول ہے کہ رسول خدا نے مجھے سات چیزوں کی نصیحت کی: میں اس کی طرف دیکھوں جو مجھ سے (بھی) کمتر ہو اور اپنے سے برتر کی طرف نہ دیکھوں، مجھے نصیحت کی کہ میں مسکینوں سے محبت کروں اور ان سے قریب رہوں، مجھے حق بات کہنے کی نصیحت کی چاہے وہ تلخ ہی کیوں نہ ہو، مجھے صلہ رحمی کی نصیحت کی چاہے وہ (میرے رشتہ دار) منہ پھیر لیں، خدا کی راہ میں ملامت کی پروا نہ کرنے کی نصیحت کی اور مجھے یہ (بھی) نصیحت کی کہ میں زیادہ سے زیادہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم کا ورد کروں کہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ہے۔

عبداللہ ابن صامت نے ابوذرؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا نے مجھے سات چیزوں کی نصیحت کی... اور مذکورہ بالا روایت کو بعینہ بیان کیا۔

﴿۱۱﴾ سات خصلتیں جس شخص میں پائی جائیں اس کا حقیقی ایمان مکمل ہو گیا: حضرت علی ابن ابی طالب سے منقول ہے کہ نبیؐ نے مجھے وصیت فرمائی کہ اے علیؑ، سات خصلتیں جس شخص میں پائی جائیں اس کا حقیقی ایمان تکمیل پائے گا اور اس پر جنت کے دروازے کھل گئے: جو شخص وضوئے کامل کرے، اپنی نماز کو احسن طریقے سے انجام دے، اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے، اپنے غصے پر قابو پائے، اپنی زبان کو قید کر لے، اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے اور اہلبیت نبیؐ سے مخلص رہے۔

﴿۱۲﴾ ماہ رمضان کے روزے رکھنے والے کو سات خوبیاں بالضرور حاصل ہوں گی: حضرت علی ابن ابی طالب سے ایک طویل روایت میں منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: کوئی مومن جب اللہ کی خاطر ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سات خوبیاں عطا کرتا ہے: اول اس کے جسم سے حرام ہلکھل جاتا ہے، دوسرے وہ اللہ عزوجل کی رحمت سے قریب ہو جاتا ہے، تیسرے اس نے اپنے جد حضرت آدمؑ کی خطا کا کفارہ ادا کر دیا، چوتھے خدا اس پر سکرات کا مرحلہ آسان کر دے گا، پانچویں روز قیامت اسے بھوک و پیاس سے امان حاصل ہوگی، چھٹے خدا اُسے جنت کی پاکیزہ غذاؤں سے سیر کرے گا اور ساتویں خدا اسے جہنم کی آگ سے نجات بخشے گا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے بالکل بجا فرمایا۔

﴿۱۳﴾ سات افراد کو روز قیامت سخت ترین عذاب ہو گا: امام جعفر صادق کے ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں نے امام کو یہ کہتے سنا کہ روز قیامت سات افراد کو سخت ترین عذاب دیا جائے گا کہ جن میں پہلا شخص ابن آدمؑ ہے کہ جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا، ہرود کہ جس نے حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ خدا کے معاملے میں حاجت سے کام لیا، دوا فرما دیا، اور ان کے جہنم کے ساتوں نے اپنی قوم کو... انصافی نا

دیا، فرعون جو کہتا تھا کہ میں تمہارا اعلیٰ پروردگار ہوں، اور دواس امت میں سے ہیں۔

﴿۱۳﴾ تکبیرات الأفتاح سات ہیں: ابوعلیٰ حسن بن راشد سے منقول ہے کہ اس نے امام رضا سے تکبیرات افتتاح کے متعلق سوال کیا تو امام نے ارشاد فرمایا: سات ہیں۔ میں نے کہا کہ منقول ہے کہ نبی ایک تکبیر کہا کرتے تھے تو امام نے فرمایا کہ آپ ایک تکبیر بلند آواز سے کہا کرتے تھے جبکہ چھ تکبیریں آہستہ آواز میں ادا فرماتے تھے۔

زراہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق کو دیکھا اور یہ کہتے بھی سنا کہ نماز کی ابتدا پے درپے سات تکبیروں سے کرو! امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر تم امام جماعت ہو تو ایک تکبیر کو بلند آواز سے کہنا کافی ہے جبکہ چھ آہستہ آواز سے کہو۔

امام محمد باقر سے منقول ہے کہ نماز پڑھتے وقت کم از کم ایک تکبیر یا تین یا پانچ مرتبہ جبکہ سات مرتبہ سب سے افضل ہے۔ نیز مؤلف کتاب نے کتاب علل الشرائع میں سات تکبیرات کی وجہ بیان کر دی ہے۔

﴿۱۵﴾ سورۃ قل هو اللہ احد اور سورۃ قل یا ایہا الکافرون کو سات موقعوں پر پڑھنا چاہئے: امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ قل هو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون کو سات مقامات پر ترک مت کرو: فجر سے پہلے دو رکعتوں میں، مغرب کے بعد دو نافلہ رکعتوں میں، نماز شب کی پہلی دو رکعتوں میں، احرام کی دو رکعتوں میں، فجر کی دو رکعتوں میں کہ تمہاری صبح کا آغاز اسی نماز سے ہو اور طواف کی دو رکعتوں میں۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: مذکورہ دونوں سورتوں کا مذکورہ بالا سات مقامات پر پڑھنا مستحب ہے، واجب نہیں!

﴿۱۶﴾ سات کلمات کے لئے ایک دانشمند نے دوسرے دانشمند کا سات سو فرسخ تک تعاقب کیا: امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ایک دانا شخص نے ایک دوسرے دانا کا سات سو فرسخ تک تعاقب کیا تا کہ سات کلمے حاصل ہو جائیں اور جب اس دانا سے ملاقات ہوئی تو سوال کیا کہ آسمان سے بلند تر، زمین سے وسیع تر، سمندر سے غنی تر، پتھر سے سخت تر، آگ کی تپش سے شدید تر، زمہریر سے سرد تر اور اونچے پہاڑوں سے ثقیل تر کیا چیزیں ہیں؟ اُس دانشمند نے جواب دیا اے شخص، حق آسمان سے بلند تر، عدل و انصاف زمین سے وسیع تر، نفس کی بے نیازی (خودداری) سمندر سے غنی تر، کافر کا دل پتھر سے سخت تر، لالچی و حریص شخص آگ کی حرارت سے شدید تر، خدا سے ناامیدی زمہریر سے سرد تر اور کسی بے گناہ پر تہمت لگانا اونچے پہاڑوں سے (بھی) ثقیل تر ہے۔

﴿۱۷﴾ سات چیزیں انسان کے اعمال کو ضائع کر دیتی ہیں: یحییٰ ابن عمران حلبی سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا کہ سات افراد ایسے ہیں جن کے اعمال کو ضائع کر دیا جاتا ہے: وہ بُرد بار شخص جو بے انتہا صاحب علم ہے مگر وہ اپنے علم کی وجہ سے لوگوں میں معروف ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے، وہ دانشمند شخص جو اپنی حکمت اپنے پاس آنے والے ہر نااہل کو دیتا پھرتا ہے، وہ شخص جو خیانت اور دھوکہ کرنے والے کے پاس امانت رکھوائے، وہ سردار جو شہد ہو ہے اور اس کے دل میں رحم نام کی چیز نہیں، وہ ماں جو اپنی اولاد کے راز نہیں چھپاتی اور انہیں فاش کر دیتی ہے، وہ شخص جو اپنے بھائیوں کو سرزنش کرنے میں جلد بازی سے کام لیتا ہے اور وہ شخص جو اپنے بھائی سے دشمنی

کی بناء پر جھگڑتا رہتا ہے۔

﴿۱۸﴾ سات اعضاء (ایک نسخہ میں لفظ "ہڈیوں" ہے) پر سجدہ کرنا: امام محمد باقر سے منقول ہے کہ سجدہ سات اعضاء سے ہوتا ہے: پیشانی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں (پیروں کے) انگوٹھوں سے۔ نیز ناک کے سرے کو خاک پر رکھو۔ البتہ واجب تو ان سات اعضاء کے ذریعے ادا ہو جاتا ہے لہذا ناک کا سرا (خاک پر رکھنا) سنت ہے۔

﴿۱۹﴾ رسول خدا نے سات افراد پر لعنت کی: رسول اللہ نے فرمایا: میں سات افراد پر لعنت کرتا ہوں اور خدا اور مجھ سے پہلے ہر مستجاب الدعوات نبی نے بھی ان پر لعنت کی ہے۔ پس آپ سے پوچھا گیا کہ وہ لوگ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: کتاب خدا میں اضافہ کرنے والا، خدا کی تقدیر کو جھٹلانے والا، میری سنت کی مخالفت کرنے والا، میری عترت کی بے حرمتی کرنے والا، طاقت کے ذریعے مسلط ہونے والا تاکہ وہ اُسے معزز کرے کہ جسے خدا نے ذلیل کر دیا اور اُسے ذلیل کرے کہ جسے خدا نے عزت بخشی، مسلمانوں کے مال غنیمت کو اپنے لئے حلال سمجھنے والا اور خدا کی حلال کردہ شے کو حرام قرار دینے والا۔

نبی نے فرمایا کہ سات افراد پر خدا اور ہر مستجاب الدعوات نبی نے لعنت کی ہے: کتاب خدا میں تبدیلی لانے والے پر، اللہ عزوجل کی تقدیر کو جھٹلانے والے پر، سنت رسول خدا میں تبدیلی پیدا کرنے والے پر، میری عترت کی بے حرمتی کرنے والے پر، اپنی سلطنت میں مسلط ہونے والے پر تاکہ خدا کے ذلیل کردہ کو معزز اور خدا کے معزز کیے ہوؤں کو ذلیل کر سکے، خدا کے حرام کردہ کو حلال سمجھنے والے پر اور خدا کی عبادت سے منہ پھیرنے والے پر۔

﴿۲۰﴾ ایک مومن کے لئے دوسرے مومن پر سات حقوق ہیں: معلیٰ ابن جنیس سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے سوال کیا کہ ایک مومن کے دوسرے مومن پر کیا حقوق ہیں تو آپ نے فرمایا: سات حقوق واجب ہیں اور ان میں کوئی رخصت نہیں، حتیٰ کہ اگر ان میں سے کسی (ایک) کی مخالفت کرے تو وہ اہلبیت الہی سے خارج ہو جاتا ہے کہ اس نے اطاعت الہی کو ترک کر دیا اور اللہ عزوجل کا اس میں کوئی حصہ نہیں! راوی کہتا ہے تو میں نے عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، مجھے بتائیے کہ وہ حقوق کون سے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: خدا تجھ پر رحمت کرے اسے معلیٰ، میری شفقت تمہارے ساتھ ہے: مجھے ڈر ہے کہ مبادا تم ان حقوق کو ضائع کر دو، ان کی حفاظت نہ کرو اور جانتے ہوئے بھی ان پر عمل نہ کرو! میں نے عرض کی: لا قسوة الا باللہ تو آپ نے فرمایا کہ ان میں سے ادنیٰ ترین حق یہ ہے کہ جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو اسی کو اس کے لئے بھی پسند کرو اور جس بات کو تم اپنے لئے مکرہ جانتے ہو اُسے اس کے لئے بھی مکرہ جانو۔ دوسرا حق یہ ہے کہ تم اس کی خواہش کی تکمیل کے لئے اقدام کرو اور اس کی رضا طلب کرو حتیٰ کہ اس کی کسی بات کی مخالفت نہ کرو۔ تیسرا حق یہ ہے کہ تم اپنی جان، مال، ہاتھ پیر اور زبان (تک) سے اس سے تعلق برقرار رکھو۔ چوتھا حق یہ ہے کہ تم اُس کی آنکھ، اس کے رہنما، اس کے لئے آئینہ اور اس کا پیرا بہن بن جاؤ۔ پانچواں حق یہ ہے کہ مبادا تم سیر ہو جاؤ اور وہ بھوکا رہ جائے، تم پوشاک پہن لو اور وہ برہنہ رہ جائے اور تم سیراب ہو جاؤ اور وہ پیاسا رہ جائے۔ چھٹا حق یہ ہے کہ اگر تمہاری عورت اور خادمہ تو ہوں مگر اس کی عورت اور خادمہ نہ ہوں تو تم کو چاہئے کہ اپنے خادم کو اس کے پاس بھیجو تاکہ وہ اس کے کپڑے دھو دے، اس کے لئے کھانا بنا دے اور اس کا بچھونا بچھا دے۔ یہ سب صرف تمہارے اور اس کے درمیان کی بات ہے۔ اور ساتواں حق یہ ہے کہ اس کی قسم کو پورا کرو۔

کوشش کرو اور نوبت یہاں تک نہ آنے دو کہ وہ خود تم سے کسی چیز کا سوال کرے، بلکہ تمہیں چاہئے کہ تم اس کی خواہشات کو پورا کرنے میں پہل کرو۔ پس، اگر تم نے ایسا کیا تو تم نے اپنی دوستی کو اس کی دوستی سے پیوستہ کر لیا، اور اس کی دوستی کو اللہ عزوجل کی دوستی سے۔

حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدا کی طرف سے ایک مومن کے دوسرے مومن پر سات حقوق واجب ہیں اور خدا ان کے بارے میں باز پرس بھی کرے گا۔ آنکھوں میں اس کی عظمت ہو، سینہ میں اس کی محبت ہو، اپنے مال میں اس کے ساتھ برابری کا برتاؤ رکھے، اس کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے کرتا ہے، اس کی غیبت حرام جانے، اگر وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، اس کے جنازے میں شریک ہو اور اس کے مرنے کے بعد خیر کے علاوہ اس کے بارے میں کچھ نہ کہے۔ یہ روایت ہم سے محمد ابن حسن ابن ولید نے بیان کی۔

﴿۲۱﴾ کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے: رسول خدا نے فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے جبکہ کافر سات آنتوں میں۔

(شرح: کھانے سے مراد صرف خوراک کا نگل لینا نہیں ہے بلکہ لوٹ کھسوٹ کر کے دنیا جمع کرنا اور اس سے محبت کرنا ہے جبکہ مومن عقیدہ رکھتا ہے کہ دنیا گزرگاہ ہے اور کھانا زندگی بسر کرنے، توشیحہ آخرت کے حصول اور تکمیل اخلاق اور پرورش روح کے لئے ہے اور اس مقصد میں کھاتا ہے کہ اپنی تندرستی کی حفاظت کرے اور صرف حسب ضرورت دنیا کو طلب کرتا ہے لیکن کافر اپنی ہستی کا ہدف اسی دنیا کو سمجھتا ہے۔ علاوہ ان گنجان آنتوں کے جو اس کے پیٹ میں ہیں وہ طمع، حرص، شہوت، تجمل، خود نمائی اور گونا گوں آنتوں سے بھی دنیا کو کھاتا ہے اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں آتا ہے اور جہاں تک اس سے ممکن ہوتا ہے اپنے پیٹ کو بھرتا رہتا ہے)۔

﴿۲۲﴾ مومن وہ ہے جس میں سات خصلتیں جمع ہوں: امیر المؤمنین سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: مومن وہ ہے جس کی کمائی حلال ہو، اخلاق نیک ہوں، باطن اچھا ہو، اضافی مال کو خرچ کرے، بے معنی باتوں سے پرہیز کرے، لوگ اس کے شر سے محفوظ ہوں اور لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آئے خواہ فیصلہ اس کے حق میں نہ ہو۔

﴿۲۳﴾ مومن کے سات درجے ہیں: امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: مومنین کے سات درجے ہیں اور ان میں سے کسی درجہ پر بھی فائز ہونے والا خدا کی مزید عنایتوں کا مستحق قرار پاتا ہے نیز یہ ترقی اسے اپنے درجے سے خارج کر کے کسی دوسرے کے درجے پر نہیں لے آتی: خدا کی مخلوق پر گواہ افراد، نجباء، محتمہ، نجباء، (صاحبان شجاعت)، اہل صبر، اہل تقوا، اور اس مغفرت ہیں۔

(شرح: گواہان خدا سے مراد پیغمبران اور ان کے اوصیاء ہیں کہ جو تبلیغ احکام اور حساب اور شفاعت کا وسیلہ ہیں۔

نجباء وہ افراد ہیں کہ تربیت دینی میں اتنے کامل ہو گئے کہ مقام عصمت کے قریب پہنچ گئے اور معاشرہ کی اصلاح اور تربیت کرنے والے ہو گئے جیسے سلمانؓ و ابوذرؓ۔ نجابت پرورش اولاد کے معنی رکھتا ہے گڈزے کو نجیب کہتے ہیں یعنی اس کی اصل پاک ہے اور عورتوں میں بھی نجابت اسی معنی میں ہے۔

محتمہ وہ افراد ہیں کہ ان کی اسلامی تربیت اس حد تک ہو گئی ہے کہ امتحان دے سکتے ہیں اور اس سے اچھی طرح عہدہ برآء ہو سکتے ہیں۔ یہ تیسرے درجے میں ہیں۔

نجباء مجاہدین راہ حق ہیں کہ دین کی حقیقی فہم رکھتے ہیں اور اس راہ میں قتل کرتے ہیں اور قتل ہو جاتے ہیں اگرچہ ہنوز ان کی دینی تربیت حد

اہل صبر وہ لوگ ہیں کہ تحصیل دین اور اسکی تربیت میں کوشش کرتے ہیں اور بردباری دکھاتے ہیں۔ یعنی دوران شاگردی۔

اہل تقویٰ افراد محتاط ہوتے ہیں خود کو شبہ کے مقامات سے بچاتے ہیں اور لغزشوں سے دوچار نہیں ہوتے۔

اہل مغفرت وہ لوگ ہیں جن کی دینی تربیت مکمل نہیں ہوتی اور کبھی کبھی گناہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں لیکن خدا ان سے درگزر کرتا ہے۔

ظاہر حدیث کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں استعداد ایمان مختلف ہے اور اس کے ساتھ درجے ہیں اور صاحب استعداد نچلے درجے سے اوپر کے درجے پر نہیں جاتا بلکہ اپنے درجہ میں مقامات کو طے کرتا ہے نہ کہ یہ مطلب ہے کہ مراتب ایمان ایک دفعہ ہی حاصل ہو جاتے ہیں اور تدریجی نہیں ہوتے۔

﴿۲۴﴾ سات افراد کے دل میں ایمان کسی جاشنی داخل نہیں ہوتی: امام جعفر صادق نے فرمایا: سندھی، بزنجی، خوزستانی، گردی، بربری، رے کے صحرا میں رہنے والے اور اس شخص کے دل میں کہ جس کا نطفہ زنا سے ٹھہرا ہو ایمان کی چاشنی داخل نہیں ہوتی۔

﴿۲۵﴾ سات قسم کے علماء جہنمی ہیں: امام جعفر صادق نے فرمایا: کچھ علماء ایسے ہوتے ہیں جو اپنے علم کو ذخیرہ کرنے میں خوش ہیں اور یہ علم ان سے آگے نہیں بڑھتا تو ایسے علماء جہنم کے پہلے درجے میں ہوں گے، کچھ علماء ایسے ہوتے ہیں کہ جب انہیں وعظ کیا جاتا ہے تو منہ پھیر لیتے ہیں اور جب وہ خود وعظ کرتے ہیں تو سخت گیری سے کام لیتے ہیں تو ایسے علماء جہنم کے دوسرے درجے میں ہوں گے۔ ان میں سے کچھ علماء اپنے علم کو امراء اور اشراف میں تقسیم کرتے پھرتے ہیں اور غریبوں، مسکینوں کے یہاں اس کے لئے کوئی جگہ نہیں پاتے تو ایسے لوگ جہنم کے تیسرے درجے میں ہوں گے، اور کچھ علماء ایسے ہوتے ہیں جو اپنے علم کے راستے میں سلاطین و جاہر حکمرانوں کی روش پر چلتے ہیں یعنی اگر ان کی بات کو رد کر دیا جاتا ہے یا ان کے حق میں کوئی کوتاہی ہو جاتی ہے تو وہ غضبناک ہو جاتے ہیں تو ایسے علماء جہنم کے چوتھے درجے میں ہوں گے، کچھ علماء ایسے ہوتے ہیں جو یہود و نصاریٰ کی احادیث کی چھان بھنگ کرتے رہتے ہیں تاکہ انکا علمی معیار بلند ہو جائے اور ان کی احادیث (کی معلومات) زیادہ ہو جائیں تو ایسے علماء جہنم کے پانچویں درجے میں ہوں گے، کچھ علماء ایسے ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو فتویٰ دینے کا اہل سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں مجھ سے پوچھو جبکہ ان کا تو ایک حرف بھی صحیح ثابت نہیں ہوتا، خدا تصنع سے کام لینے والوں کو پسند نہیں کرتا لہذا ایسے علماء جہنم کے چھٹے درجے میں ہوں گے اور کچھ علماء ایسے ہوتے ہیں جو اپنے علم کو اپنی مردانہ وجاہت اور عقل کی نمائش کے طور پر پیش کرتے ہیں تو ایسے علماء جہنم کے ساتویں درجے میں ہوں گے۔

(شرح: ساتویں قسم کے علماء سے وہ لوگ مراد ہیں جو علم اور دین کو ظواہر اور لوگوں کی عقلوں کے مطابق بیان کرتے ہیں اس طرح احکام خداوندی میں تغیر اور تبدیلی کرتے ہیں)۔

﴿۲۶﴾ سات چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ (عز و جل) نے پیدا کیا مگر وہ رحم مادر سے نہیں نکلیں: امام حسن سے منقول ہے کہ شاہِ روم نے ایک طویل گفتگو کے دوران آپ سے ان سات چیزوں کے بارے میں دریافت کیا جنہیں اللہ عز و جل نے پیدا کیا مگر وہ رحم مادر سے نہیں نکلیں تو آپ نے فرمایا: حضرت آدم، حضرت حواء، گوسفند حضرت ابراہیم، ناقہ حضرت صالح، جنت کا سانپ، وہ کو ا جسے اللہ نے بھیجا تاکہ وہ زمین کھودے اور اہلیس لعنہ اللہ۔

﴿۲۷﴾ اللہ نے اسلام کو سات حصوں میں قرار دیا: عمار ابن ابی الاحوص سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے

سوال کیا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو امیر المؤمنین کے عقیدہ مند ہیں اور انہیں تمام لوگوں سے افضل قرار دیتے ہیں لیکن (اس کے باوجود بھی) ان کی فضیلت اس قدر بیان نہیں کرتے جتنی کہ ہم آپ حضرات کی فضیلت بیان کرتے ہیں تو کیا ہم ان سے دوستی رکھیں تو امام نے مجھ سے فرمایا: ہاں، فی اللہ ان سے دوستی رکھو! کیا اللہ عزوجل ان کا مرتبہ رسول خدا سے بڑھ کر نہیں ہے؟ کیا رسول خدا کا مرتبہ ہم سے بڑھ کر نہیں ہے؟ کیا ہمارا مرتبہ تم لوگوں سے بڑھ کر نہیں ہے؟ اور کیا تم لوگوں کا مرتبہ ان لوگوں سے بڑھ کر نہیں ہے جو تم سے الگ ہیں؟ بلاشبہ اللہ عزوجل نے اسلام کو سات حصوں میں قرار دیا ہے: صبر، سچائی، یقین، خوشنودی، وفا، علم اور حلم۔ اس کے بعد ان کو لوگوں میں تقسیم کیا، لہذا جس کسی میں یہ سات صفتیں پائی جائیں اس کا ایمان کامل ہے اور محتمل بھی! پھر کچھ لوگوں کو ایک حصہ سے نوازا، کچھ کو دو حصوں سے، کچھ کو تین حصوں سے، کچھ کو چار حصوں سے، کچھ کو پانچ حصوں سے، کچھ کو چھ حصوں سے اور کچھ کو سات حصوں سے نوازا۔ لہذا جس کے پاس ایک حصہ ہے اسے دو پر محمول مت کرو، نہ دو حصوں کے مالک کو تین پر، نہ تین حصوں کے مالک کو چار پر، نہ چار حصوں کے مالک کو پانچ پر، نہ پانچ حصوں کے مالک کو چھ پر، اور نہ ہی چھ حصوں کے مالک کو سات پر، کیونکہ تمہارا اس طرح کرنا ان پر گراں گزرے گا اور تم ان کو منتظر کر دو گے، بلکہ ان سے نرمی سے پیش آؤ اور ان کے لئے عمل کرنے میں آسانی پیدا کرو۔

میں تم کو ایک مثال دیتا ہوں تاکہ تم اس کے ذریعے میری بات کو سمجھ جاؤ۔ ایک مسلمان شخص تھا کہ جس کا ہمسایہ کافر تھا اور اس کا دوست بھی، لہذا اس مومن نے چاہا کہ اس کا دوست بھی مسلمان ہو جائے تو اس نے اس کافر دوست کے سامنے اسلام کی خوبیاں بیان کر کے اس کے سامنے اسلام کو ایک پسندیدہ مذہب بنا کر پیش کیا، یہاں تک کہ وہ اسلام لے آیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ مومن اس نو مسلم دوست کو اس کے گھر سے مسجد کی طرف لے گیا تاکہ اس کے ساتھ وہ بھی نماز فجر کو باجماعت پڑھ لے۔ جب وہ نماز پڑھ چکا تو اس سے کہا کیا یہ اچھا ہوا اگر ہم طلوع آفتاب تک ذکر الہی میں مشغول رہیں تو وہ مان گیا، پھر اس نے کہا تم ظہر کا وقت آنے تک قرآن سیکھ لیتے تو بہتر تھا اور اس طرح آج روزہ بھی رکھ لیتے تو یہ سونے پہ سہاگہ ہوگا تو اس نے یہ بات مانتے ہوئے روزہ رکھ لیا اور نماز ظہر و عصر پڑھ لیں تو اس نے کہا اگر تھوڑا اور صبر کر لیتے اور مغربین بھی پڑھ لیتے تو زیادہ اچھا ہوتا تو اس نے اس پر بھی عمل کیا اور نماز مغربین پڑھی اور پھر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور اس طرح اس نو مسلم کو ناقابل برداشت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا: جب آگاد ان آیا تو اس نے گذشتہ کل والے پروگرام کو پھر عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کیا اور اس کے گھر کے دروازے پر دستک دے کر کہنے لگا: چلو مسجد چلتے ہیں تو اس نے جواب دیا: مجھ سے دور ہو جاؤ کہ یہ بہت سخت دین ہے مجھ میں اتنی برداشت نہیں۔

لہذا لوگوں کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش مت آؤ! کیا تم کو نہیں معلوم کہ بنی امیہ کی حکومت کی بنیاد تلوار، زبردستی اور ظلم پر رکھی گئی تھی جبکہ ہماری حکومت نرمی، دل جوئی، وقار، تقیہ، حسن معاشرت، پرہیزگاری اور اجتہاد پر قائم ہے، پس لوگوں کو اپنے دین کی طرف رغبت دلاؤ اور اپنے مسلک میں شامل کر لو۔

﴿۲۸﴾ اللہ نے نبیؐ کو سات خوبیاں عطا کیں: ایک طویل روایت میں امام حسن فرماتے ہیں کہ ایک یہودی رسول خدا کے پاس حاضر ہوا اور ان سے کچھ چیزوں سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے سوالات کیے۔ ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ مجھے ان سات خصوصیات سے آگاہ کیجئے جو انبیاء میں سے صرف آپ کو عطا کی گئیں اور امتوں میں سے صرف آپ ہی امت کو عطا ہوئیں۔ نبی اللہ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھے سورہ حمد، اذان، مسجد میں نماز جماعت، روز جمعہ، نماز جنازہ اور تین نمازوں (فجر، مغرب اور عشاء) میں بلند آواز سے قرأت عطا کیں اور میری

اس میں کوئی کمی نہیں ہے۔

یہودی کہنے لگا اسے محمدؐ بالکل درست فرمایا، پس سورہ حمد کے قاری کا اجر کیا ہے؟ رسول خداؐ نے فرمایا: سورہ حمد پڑھنے والے کے لئے ہر اُس آیت کی تلاوت کا ثواب ہے جو آسمان سے نازل ہوئی، البتہ جہاں تک اذان کا تعلق ہے تو میری امت کے مؤذن نبیوں، صدیقیوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ محشور ہوں گے، زمین پر میری امت کی جماعت کی صفیں ایسی ہیں جیسے آسمان میں فرشتوں کی صفیں نیز جماعت کی ایک رکعت کا ثواب فرادئی نماز کی چوبیس رکعتوں جتنا ہے اور ہر رکعت خدا کے نزدیک چالیس سالہ عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے، روز جمعہ (ایک نسخہ میں روز قیامت) کو خدا اولین و آخرین کو جمع کرے گا تو جو مومن نماز جماعت کے لئے گیا ہوگا خدا اس سے قیامت کی ہولناکیوں کو دور رکھے گا اور پھر بطور جزا اُسے جنت عطا کرے گا، بلند آواز سے قرأت سے جہاں تک اس کی آواز گئی ہوگی جہنم کی آگ کے شعلے اس سے اتنے ہی دور رہیں گے، وہ میل صراط سے گذر جائے گا اور اسے سرور بخشا جائے گا یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے، چھٹی خصوصیت کے متعلق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت سے روز قیامت کی ہولناکیوں کو دور رکھے گا جس طرح کہ قرآن میں بھی ہے، جو مومن بھی نماز جنازہ میں شریک ہوتا ہے خدا اُس کے لئے جنت واجب کر دیتا ہے سوائے اس کے کہ وہ منافق ہو، عاق ہو یا بد بخت۔ اور گناہان کبیرہ سے آلودہ لوگوں کے لئے میری شفاعت ہے سوائے شرک اور ظلم کرنے والوں کے (کہ اُن کے لئے میری شفاعت نہیں ہوگی)۔

یہودی نے کہا اے محمدؐ، آپؐ نے بالکل بجا فرمایا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور بلاشبہ آپؐ اس کے بندہ اور رسول خاتم النبیین، امام المتقین اور رسول رب العالمین ہیں۔ لہذا جب وہ اسلام لے آیا اور اس کا ایمان مضبوط ہو گیا تو اس نے ایک سفید ورق نکالا کہ جس میں ہر وہ بات لکھی ہوئی تھی جو رسول خداؐ نے کہی، پھر اُس نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، اُس ذات کی قسم کہ جس نے آپؐ کو مبعوث کیا میں نے ان باتوں کو کہیں اور سے نہیں بلکہ اُن الواح میں سے نقل کیا ہے جنہیں اللہ نے حضرت موسیٰؑ کے لئے تحریر کیا تھا اور میں نے تورات میں آپؐ کی فضیلت کا مطالعہ کیا تھا مگر میں اس کے منسلق شک میں پڑ گیا تھا تو اے محمدؐ، یقین کیجئے میں چالیس سال سے آپؐ کا نام تورات میں سے مناتا آ رہا ہوں مگر جب بھی مناتا تھا پھر سے بھت ہو جاتا تھا نیز میں نے تورات میں یہ بھی پڑھا تھا کہ آپؐ کے علاوہ یہ مسائل کوئی نہیں بتائے گا اور جب آپؐ جواب دے رہے ہوں گے تو حضرت جبریلؑ آپؐ کی داہنی جانب، حضرت میکائیلؑ آپؐ کی بائیں جانب اور آپؐ کے جانشین آپؐ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو رسول خداؐ نے فرمایا: تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو؛ یہ جبریلؑ میری داہنی جانب، میکائیلؑ میری بائیں جانب اور میرے وصی علیؑ ابن ابی طالبؑ میرے سامنے کھڑے ہیں تو یہودی ایمان لے آیا اور اس کا اسلام پُر خلوص تھا۔

﴿۲۹﴾ گنائے اور اونٹ سات افراد کسی قربانی کے لئے کافی ہیں: یونس ابن یعقوب کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے اس گائے کے بارے میں سوال کیا جسے بطور قربانی ذبح کیا جاتا ہے تو آپؑ نے فرمایا یہ سات افراد کے لئے کافی ہے؛ امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جب سات افراد مل کر قربانی کریں تو ایک گائے اور ایک اونٹ کافی ہیں خواہ ایک ہی گھر کے افراد ہوں یا مختلف گھروں کے۔ (شرح: یہ مستحب قربانی کے بارے میں ہے)۔

﴿۳۰﴾ سورج کسے سات ہرت ہیں اور چاند کسے بھی: محمد ابن مسلم سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے عرض کی کہ میں آپؑ پر قربان، سورج میں چاند سے زیادہ حرارت کیوں پائی جاتی ہے؟ تو امامؑ نے فرمایا: بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورج کو آگ کے نور اور صاف مانی سے پیدا کیا ہے، ایک ہرت اس کی اور ایک ہرت اُس کی، یہاں تک کہ جب سات ہرت ہو گئے تو اُسے آگ کا لباس پہنا دیا اور

اسی وجہ سے سورج میں چاند سے زیادہ حرارت پائی جاتی ہے۔

راوی نے عرض کی میں آپ پر قربان، پھر چاند کا کیا معاملہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاند کو آگ کے نور سے پیدا کیا اور صاف پانی سے ایک پرت اس کی اور ایک پرت اُس کی، یہاں تک کہ جب سات پرتیں ہو گئیں تو اُسے پانی کا لباس پہنا دیا اور اسی وجہ سے چاند سورج سے سرد تر ہے۔

(شرح) جدید بنیت دانوں کی نظر میں سورج مادہ کا ایک بہت بڑا ڈھیر ہے جو زمین سے لاکھوں گنا بڑا ہے اور تیزی سے حرکت اور خود چکر کھانے کے باعث اس کا مادہ ہمیشہ پگھلا رہتا ہے اور روشنی اور حرارت سے اس میں طوفان اٹھتے رہتے ہیں۔ اب تک یہ سمجھا گیا ہے کہ اس کے چند پرت ہیں۔ مرکزی پرت اور گیس پرت جو مرکزی پرت کو حلقہ میں لیے ہوئے ہے اور سیال مادہ کی پرت اور زمین کے پتھروں کی طرح سخت پتھرے پلے پر اور آتشیں شعلوں کی پرت کہ جس میں عظیم طوفان اس کی سطح پر پیدا ہوتے رہتے ہیں اور فاسفورس کی پرت کہ گیس کی مانند ہے جس سے شعاعیں پھوٹی ہیں لیکن مواد کے ملنے سے ایک ہی جسم نظر آتا ہے۔ اب تک آفتاب کے جو عناصر دریافت ہو چکے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ کیلشیم کہ سورج کے چمکدار حصوں میں چمکاتی ہے یا جو اس کی فضا میں متحرک رہتی ہے۔

۲۔ ہائیڈروجن جو زیریں شعاعوں کے دامن میں نمایاں ہوتی ہیں۔

۳۔ آکسیجن جو سورج کی تاریک نکیہ میں اوپر نمایاں ہوتی ہے۔

۴۔ سوڈیم کہ جو تجربہ اور مطالعہ کی رو سے سب سے پہلا عنصر ہے جو اس میں دریافت ہوا۔

اس طرح سورج کی تہوں کو سات شمار کیا گیا ہے۔ ایک تہہ آبِ خالص کی کہ ظاہر اتمام ہائیڈروجن ہے اور ایک تہہ نور آتش کہ جس میں دیگر عناصر شامل ہیں علاوہ نور کے کہ طبعی طور پر ایک سیالی عنصر ہے۔ کالوریک کے مانند کہ جس کی حرارت بغیر بیان کیے یا جسم کی کمی کے روشنی دے رہی ہے اور اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ ہر سیکنڈ چالیس لاکھ ٹن اس عظیم کرہ کے حجم اور وزن سے کم ہو جاتے ہیں اور بتدریج اُس کی قوت کم ہو رہی ہے اور نتیجہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں سال بعد ایک بجھے ہوئے کونکے کی طرح ہوگا کہ آگ لیے ہوگا لیکن بہت کم جلتا ہوگا یہاں تک کہ بالکل ختم ہو جائے اور نتیجہ میں بالکل منتشر ہو جائے گا چنانچہ قرآن کا ارشاد اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (جب سورج کی روشنی لپیٹ دی جائیگی) پورا ہو جائے گا بہر حال حاصل یہ ہے کہ سورج کا تمام مادہ ہائیڈروجن گیس پر مشتمل ہے اور دیگر عناصر سے مل کر اس سے ایک نوری طبقہ پیدا ہوتا ہے جس کو نور آتش سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ شعلہ پورے کا پورا گیس ہے کہ حرارت کا منبع ہے اور مادہ اور دیگر عناصر سے مخلوط ہوتا ہے اور پھر گیس کی تبدیلی سے ہائیڈروجن پیدا ہوتی ہے اور دوبارہ روشنی پیدا ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ساتویں بار کہ اس کی روشنی ہائیڈروجن میں تبدیل نہیں ہوتی بلکہ فضا کی تشکیل کرتی ہے اور شعاعوں کو منتشر کرتی ہے۔ جدید نظریہ کے مطابق چاند ہماری زمین کا ٹکڑا تھا جو سورج سے جدا ہوئی تھی اسی طرح اس سے پہلے کہ زمین ٹھنڈی ہوتی چاند اس سے چمگاری کی صورت میں جدا ہو گیا اور زمین کے گرد مدار میں چکر لگانے لگا۔

اسی وجہ سے چاند کے تمام مادوں اور پرتوں کا منبع سورج ہے لیکن چھوٹا ہونے کے سبب اس کے اوپر کی پرت جو ہائیڈروجن کی ہے اس کے مادوں نے جلنے والا عمل چھوڑ دیا اور تھوڑا تھوڑا سرد اور سخت ہو گئے اور سخت پتھر ملی چٹانوں اور پہاڑوں کی صورت نکل آئی کیونکہ ان میں سے کچھ کی تبدیلی کہ ہائیڈروجن گیس کا مرکب ہے پتھروں سے محسوس کی جاسکتی ہے اور علمی فارمولے بھی اس کو ثابت کرتے ہیں اور شائد سورج کی پتھر ملی

پر ت بھی اسی قبیل سے ہو کیونکہ اس کی قدامت کے حوالے سے یہ ممکن ہے۔ اس کرہ بزرگ کے نور میں ایک کلڑا سردہ و اوپر چٹانوں کی تشکیل ہوئی اور اس روایت میں خالص پانی بائیزروجن کے لئے ہی کہا گیا ہے کہ چاند کے گولے کے اوپر چٹانوں کی تشکیل کا سبب بنا۔

﴿۳۱﴾ دنیا ہفت اقلیم پر مشتمل ہے: امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ دنیا ہفت اقلیم پر مشتمل ہے: یا جوج، ماجوج، روم، چین، زنج، قوم موسیٰ اور بابل کے ممالک۔

(شرح: اقلیم سریانی لفظ ہے اور زمین کی تقسیم سات حصوں میں اصول کلدہ اور آشور کے تحت کی گئی ہے اس کا پہلا مبادیات ستاروں کے قطعات کے الوہیت اور انتظام چلانے کے عقیدے سے ہے۔ اس عقیدہ کی رو سے، بمناسبت گردش و تناسب مدار ہر ایک حصہ زمین کا انتظام کرنے والا اور دیکھ بھال کرنے والا ایک ستارہ سمجھا جاتا ہے چنانچہ علمائے بیت یونانی اور بالخصوص بطلموس نے اس تقسیم سے زمین کی جغرافیائی تنظیم میں فائدہ اٹھایا ہے اور چونکہ زمین کی (زیادہ) آبادی ریح شمال میں پائی جاتی ہے اس لئے خط استواء کو عرض بلد کی ابتداء قرار دیا اور شمالی سمت بڑھے اور جزائر کناری جو آبادی کے آخری نقطہ پر مغربی سمت میں ہیں اور بحر اطلس تک میں ہیں کو طول البلد کی ابتداء قرار دیا گیا اور وہاں سے مشرق کے آخری مقام تک پہنچے۔ ان دو ملاحظات کے ذریعے آباد زمین کے عرض تک چھیا سجدہ کے سات حصے کیے گئے کہ جن میں ہر ایک کا طول مغرب سے مشرق تک ہے لیکن ان کا عرض اختلاف کے ساتھ آٹھ سے بارہ درجے تک ہے اور ان کے نام اقلیم ایک، دو اور سات تک کیے جاتے ہیں۔

یہ اصطلاح چند ہزار سال تک ہیٹ دانوں اور جغرافیہ دانوں کے درمیان عام معمول رہی لیکن آخر میں بڑے جغرافیہ دانوں نے آباد زمین کو منطوق اور آب و ہوا اور پیداؤنی مناسبات اور پرورش طبعی کے مطابق تقسیم کیا اور اس طرز فکر سے زمین کی اقلیم تقسیم کی تعبیر اب یوں کی گئی۔

منطقہ حارہ، منطقہ معتدل، منطقہ بارود، منطقہ مدیترانی (Mediterranean)۔

اس روایت میں امام ششم نے اقلیمی تقسیم کو اسی نظریہ کے مطابق اپنایا ہے لیکن دقیق تر اور جامع تر نظریہ سے دیکھا جائے تو یہ ہے کہ چونکہ انسان ہر نقطہ زمین میں پایا جاتا ہے تو جہاں کا بھی باشندہ ہے اس سر زمین کے اثرات، قدرتی آثار اور مقتضیات کا خلاصہ اس کی ذات میں نظر آتا ہے اور وہ وہاں کے نہ صرف طبعی جغرافیہ اور صناعی کی بہتر نشاندہی کرتا ہے بلکہ اس کا سیاسی جغرافیہ بھی انسان کی روش کی وجہ سے تشکیل پاتا ہے۔ اس جہت سے امام نے اقلیم کا انسانوں کے مختلف انساب کے ذریعے تعارف کر دیا ہے۔

۱۔ زرد جلد والے وحشیوں کا اقلیم جو یا جوج ماجوج کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

۲۔ سفید جلد والے متمدن اور شہروں میں آباد لوگوں کا اقلیم جو رومی ہیں۔

۳۔ زرد جلد والے، شہروں میں آباد لوگوں کا اقلیم جیسے چینی ہیں۔

۴۔ سیاہ جلد والوں کا اقلیم جیسے حبشی ہیں۔

۵۔ صحراگرد سامیوں کا اقلیم جیسے عرب و یہود ہیں۔

۶۔ آریائزاد افراد کا اقلیم جو ایران، ہند اور یورپ میں آباد ہیں۔

چونکہ اس حدیث کے اجراء کا وقت آٹھویں صدی عیسوی ہے اس وقت تک روم میں بیزانس کی حکومت تھی اور یورپ کے صحرائی قبائل کا ان سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ امام نے روم کو اسی لئے مستقل منطقہ اور جدا اقلیم محسوب کیا ہے۔

﴿۳۲﴾ سات مقامات پر کوئی مخصوص دعا نہیں پڑھی جاتی: امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ سات مقامات پر کوئی مخصوص دعا نہیں ہے: نماز جنازہ، قنوت، مستحار (کعبہ کے پاس ایک مقام)، صفا، مروہ، عرفات میں قنوت کے دوران اور طواف کی دو رکعتوں میں۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ ان مقامات پر شخص مومن جن الفاظ میں دعا مانگے کافی ہے۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ وہ دعائیں جو پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ علیہم السلام سے مروی ہیں پڑھی جائیں)۔

﴿۳۳﴾ سات افراد کو قرآن نہیں پڑھنا چاہئے: حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ سات افراد کو قرآن نہیں پڑھنا چاہئے: رکوع کرنے والے کو، سجدہ کرنے والے کو، بیت الخلاء میں، حمام میں، بچب، نفاس اور حیض کی حالت میں۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا مکروہ ہے اور اس سے منع نہیں کیا جا رہا، کیونکہ بچب، نفاس اور حیض کی حالت میں تلاوت قرآن جائز ہے سوائے چار آیات سجدہ کے اور وہ سورہ سجدہ، حم السجدہ، سورہ وانجم اور اتر ابا سم ربک ہیں: اس کے علاوہ مرد کے لئے حمام میں قرأت قرآن کا جواز وارد ہوا ہے بشرطیکہ مقصد گننا نہ ہو اور اس نے لنگ پہن رکھی ہو، البتہ رکوع اور سجدہ میں قرآن نہیں پڑھا جائے گا کیونکہ اس میں تسبیح کا وظیفہ ہے سوائے نماز حاجت کے کہ اس کے جواز میں روایت ہے: بیت الخلاء کا مسئلہ یہ ہے کہ قرآن کو اس میں تلاوت کیے جانے سے محفوظ رکھنا ضروری ہے اور وہی بات نفاس کی تو اس کا مسئلہ حیض کی مانند ہے۔

﴿۳۴﴾ قرآن سات حروف پر نازل ہوا: حماد بن عثمان سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے عرض کی کہ آپ حضرات کی روایتیں ایک دوسرے سے مختلف کیوں ہوتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے اور کم سے کم جو رعایت ایک امام کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ وہ سات طریقوں سے فتویٰ دے۔ اس کے بعد فرمایا: یہ ہماری بخشش ہے چاہے تو اس سے فائدہ اٹھاؤ اور چاہے تو اس سے باز رہو۔

رسول خداؐ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی جانب سے میرے پاس ایک آنے والا آیا اور کہنے لگا: اللہ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ قرآن ایک حرف پر پڑھا کریں، پس میں نے کہا: اے پروردگار! میری امت کو وسعت عطا فرما تو ارشاد ہوا: اللہ عزوجل آپ کو سات حروف پر قرآن پڑھنے کا حکم کرتا ہے۔

(شرح: حروف الف سے آخر تک ۲۸ حروف ہجا کو کہتے ہیں اور جہت و سمت میں بھی استعمال کیا جاتا ہے فرمان خداوندی ہے ومن یولہم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال (سورہ انفال آیت ۱۶) ”اور جو معرکہ جنگ میں پیٹھ پھیرے مگر یہ کہ کسی اور سمت لڑنا چاہتا ہو“۔

یہ حدیث عام علمائے اسلام میں معروف ہے اس کا پہلا مفاد یہ ہے کہ آیات قرآنی معانی کی خزینہ دار اور سات جہات رکھتی ہیں۔ اگرچہ لوگوں کا عام معمول یہ ہے کہ تمام ظاہر و واضح معنی کو استفادہ اور عمل کا مورد قرار دیتے ہیں لیکن امام کہ ہر جہت کے معنی کا عالم ہوتا ہے مصلحت وقت کے مطابق اور مسائل کی حالت کو دیکھتے ہوئے ہر ایک کے طریق پر ان معنی و جہات سے فتویٰ دیتا ہے اور ائمہ سے بیان کردہ احادیث میں اختلاف کی ایک وجہ یہی ہے کہ آیات قرآنی کے ضمن میں جو مندرجہ مختلف معانی بیان کیے جاتے ہیں وہ سب صحیح ہیں چنانچہ ممکن ہے کہ عام بول چال کا ایک جملہ یا ایک شعر بھی متعدد تو جہات کا حامل ہو۔ جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ صحیح ہو۔ اس طرح کے تمام استعمالات کنایہ ہوتے ہیں کہ چند ایک معانی

ایک دوسرے کے پیچھے ایک ہی جملہ سے مراد ہوتے ہیں۔

لیکن روایت کا دوسرا مفاد یہ ہے کہ قرآن مجید سات تلفظ میں نازل ہوا ہے کہ سات لغت سے عبارت ہے کیونکہ فصحاء عرب جو قرآن کے نزول کے وقت حجاز اور عربستان کے نواح میں رہتے تھے گو کہ تمام کی زبان فصیح و بلیغ عربی تھی لیکن لہجے اور تلفظ مختلف رکھتے تھے۔

پہلا طریقہ یہ تھا کہ تمام قرآن کو ایک لہجہ اور ایک تلفظ سے اپنایا گیا کہ قرآن میں ہر وجہ سے حتیٰ کہ قرأت کی جہت سے بھی اختلاف پیدا نہ ہو لیکن چونکہ پیغمبر اکرمؐ نے ملاحظہ کیا کہ عرب نادان ہیں اور پڑھے لکھے نہیں ہیں اور ممکن نہیں ہے کہ انہیں آسانی سے اس پر آمادہ کیا جائے کہ وہ قرآن کی نسبت سے ایک لہجہ اور ایک مخصوص زبان کی رعایت کریں اس وجہ سے خواہش کی کہ قرآن کو عربستان کی سات معروف زبانوں میں پڑھا جائے۔ یہیں سے قرآن کی متعدد قراتیں وجود میں آئیں اور قرات کے سات طریقے معروف ہوئے جن میں ہر طریقہ نامور اسناد اور معروف روایان رکھتا ہے اور اس حدیث کے مطابق قرآن کی یہ تمام مختلف قراتیں حقیقی ہیں اور پیغمبر اکرمؐ پر نازل ہوئی ہیں اور یہ دو وجہ سے ممکن ہے۔ اول یہ کہ جو آیات فرشتہ کے توسط سے آنحضرتؐ کے لئے آئیں یا آپ کے قلب مبارک پر نازل ہوئیں تمام قراتوں کو شامل رکھتی تھیں اور پیغمبر اکرمؐ بھی اصحاب کے سامنے، جو مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے، ان سب کو تلاوت کرتے تھے اور ہر کوئی اپنے لہجے اور مخصوص قرات کے مطابق اسے یاد کر لیتا تھا۔

دوسرے یہ کہ قرآن ایک لغت کے ساتھ پیغمبرؐ پر نازل ہوا لیکن چونکہ پیغمبرؐ نے خدا سے اجازت لے لی تھی اس لئے بہت سے لہجوں اور مختلف قراتوں کے ساتھ امت کو یاد کر لیا اور جیسا کہ نماز حکم خدا اور حکم رسول کے تحت پڑھی جاتی ہے قرآن بھی مختلف قراتوں سے حکم خدا اور حکم رسول کے تحت پڑھا جاتا ہے اور حکم نبی بھی چونکہ خدا کی اجازت سے ہے قرآن اصلی ہے اسی بناء پر میرا اعتقاد ہے کہ ثبوت و یقین کے بعد تمام مختلف قراتیں حتیٰ قرات شاذہ! قرآن بھی قرآن کے ثبوت اور یقین کے مطابق ہے اور اگر مختلف احکام کے موارد میں بھی مختلف قراتوں سے استفادہ کیا جائے تو کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ اس کو اختیار یا نسخ (منسوخ کرنا) پر محمول کیا جا سکتا ہے)۔

﴿۳۵﴾ اللہ عز و جل کی وہ مخلوق جسے اس نے سات عالمین کو خلق کرتے وقت پیدا کیا تھا: محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے سنا کہ اللہ عز و جل نے سات عالمین کو خلق کرتے وقت روئے زمین میں کچھ مخلوقات پیدا کی تھیں جو اولاد آدمؑ نہیں تھیں اور پھر یکے بعد دیگرے انہیں اپنے اپنے عالم کے ساتھ رکھا، پھر اللہ عز و جل نے ابوالبشر حضرت آدمؑ کو خلق کیا اور اس کے بعد ان کی ذریت کو انہی میں سے خلق کیا۔ خدا کی قسم، جب سے خدا نے جنت کو خلق کیا ہے تب سے وہ مؤمنین کی ارواح سے پڑے اور جب سے خدا نے جہنم کو خلق کیا ہے تب سے وہ نافرمان کافروں کی ارواح سے پڑے۔ شاید تمہارا نظریہ یہ ہو کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو خدا اہل بہشت کو ان کی ارواح کے ساتھ بہشت میں اور اہل دوزخ کو ان کی ارواح کے ساتھ جہنم میں رکھے گا اور اللہ عز و جل کی روئے زمین پر اور کوئی مخلوق نہیں ہوگی جو اس کی پرستش کرے، اس کی وحدانیت کا اقرار کرے اور اس کی عظمت کو بیان کرے، ہاں، خدا کی قسم، خدا نر اور مادہ کے بغیر ایک مخلوق پیدا کرے گا جو اس کی عبادت کرے گی اور اس کو وحدہ لا شریک قرار دے گی نیز اس کے لئے ایک زمین بنائی جائے گی جو ان کی مقمل ہوگی اور ایک آسمان جو ان پر سایہ فگن ہوگا۔ کیا اللہ عز و جل نے نہیں فرمایا: یوم تبدل الأرض غیر الأرض و السماوات کہ اس دن یہ زمین دوسری زمین میں تبدیل ہو جائے گی اور آسمان (بھی بدل جائیں گے) (سورہ ابراہیم - آیت ۲۸) اور اللہ عز و جل فرماتا ہے: أفبعینا بالخلق الأول بل ہم فی لبس من خلق

۱۔ شاذ جو بہت کم واقع ہو۔

جدید کیا ہم پہلی بار تخلیق کر کے تھک چکے ہیں؟ (ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ از سر نو پیدا کرنے کی نسبت شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ (سورہ ق- آیت ۱۵)

﴿۳۶﴾ سوائے سات چیزوں کے آسمانوں اور زمین میں کوئی شے نہ ہوگی: امام موسیٰ کاظم فرماتے ہیں: آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز نہ ہوگی سوائے سات کے: قضاء و قدر، ارادہ، مشیت، کتاب، موت اور اذن۔ پس جو شخص اس سے ہٹ کر کچھ کہتا ہے تو وہ خدا پر جھوٹ باندھ رہا ہے اور خدا کی بات کا انکار کر رہا ہے۔

(شرح: قضا: ہر چیز کے متعلق اس کی حقیقت کا اجمالی علم ہے اور وہ عین علم حق ہے خدا کا اپنی ذات کے متعلق جو تمام موجودات عالم کا پیدا کرنے والا ہے۔

قدر: حق کا تفصیلی علم ہر چیز کے متعلق کہ یہ بھی اس کی ذات ہے جو کشف اشیاء کے لحاظ سے بھی عالم ہے۔

ارادہ: ہر چیز کے وجود کی بہودی کے لحاظ سے علم ہونا۔

مشیت: ہر موجود کے متعلق خدا جو کچھ کرنا چاہتا ہے جسے کلمہ کن سے تعبیر کیا ہے۔

کتاب: ہر چیز جیسی وہ ہے اس کے مطابق اس کا نقشہ و قالب ہے کہ جو امکان میں ہو اور اسی کو ماہیت سے تعبیر کرتے ہیں۔

اجل: ہر مولود کا وقت پیدائش ہے جو موجودات کے نسبی تدریج و تسلسل کے لحاظ سے اس وجود کے مقدمات سے اس کے مستقبل کے بارے میں اندازہ معین کرتا ہے۔ اور سارے وہ علوم جن کا لوگوں میں شور و فغا (یا دھوم دھڑکا) ہے جو حقیقتاً بالکل ناقص ہے اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ پرانے زمانے کے فلسفیانہ علوم اور خصوصاً نجوم، رمل، جفر اور دروید کے تمام علوم اور حیرت انگیز انکشافات و ایجادات جو آج تک ہو رہی ہیں یا آئندہ ہوگی اس بنیاد پر ہوگی۔ یہ سب باتیں گناہوں میں بھی آسکتی ہیں لیکن اس کی وجہ سے قدرت کا جبر لازم نہیں آتا۔ کیونکہ گناہ بندوں کے کامل ارادہ و اختیار سے ہوتا ہے اور قضا و قدر اور مشیت ایزدی اس پر پابندی عائد کرتی ہے۔ یہ بات تو خود ہی جبر کو باطل قرار دیتی ہے نہ یہ کہ جبر کو لازم قرار دے۔ بالکل ایسے کہ جیسے کوئی آقا کچھ مال یا کوئی سین کثیر اپنے غلام کے حوالے کر دے اور اسے حکم دیدے کہ اس کی حفاظت کرنا مکمل نگہداری کرنا اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دے کہ اگر تم نے کوئی خیانت کی تو سو کوڑوں کی سزا تمہیں دوں گا اور پھر اعلان کر دے کہ میں فلاں دن سفر پر روانہ ہو رہا ہوں اور اس صورتحال میں تو بہت زیادہ دیکھ بھال کرتے رہنا اور اس کے پاس ایسے وسائل ہیں کہ چاہے تو وہ ہر طرح کی خیانت کاری کی روک تھام کر سکتا تھا لیکن پھر بھی اس غلام کو آزاد چھوڑا ہوا ہے۔ اور مکمل اختیار دیا ہوا ہے لیکن غلام خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔ سو اس صورتحال میں یہ تو بندہ (غلام) خیانت کرنے پر مجبور تھا اور نہ آقا اس کو سزا دینے میں ظالم قرار پائے گا اور نہ اس کے لئے عذر ہے کہ جب آقا کو روک تھام کی قدرت تھی تو کیوں نہ روک دیا۔

﴿۳۷﴾ نجاشی کی وفات پر نبیؐ نے سات تکبیریں کہیں: حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ جب جبریلؑ نے رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر نجاشی (حبشہ کے بادشاہ) کی موت کی خبر دی تو آپؐ غمگین ہو کر گریہ کرنے لگے اور فرمایا کہ تم لوگوں کا بھائی اضمحہ، (یہ نجاشی کا نام تھا نجاشی حبشہ کے ہر بادشاہ کا لقب ہوتا تھا جیسے فرعون ہر بادشاہ مصر کو کہتے تھے) انتقال کر گیا، پھر آپؐ ایک میدان کی جانب تشریف لے گئے اور نجاشی پر نماز پڑھی اور سات تکبیریں ادا کیں تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے سارے جنابات دور کر دیئے اور آپؐ نے حبشہ میں رکھے ہوئے جنازہ کا

مشاہدہ کیا۔

(شرح: نماز میت میں لازم ہے کہ نماز گزار جنازہ کے برابر سمت قبلہ میں مخصوص وضع کے ساتھ نماز ادا کرے اور یہ اہتمام نجاشی کی نسبت، پیغمبر اکرم کے لئے قدرت خداوندی سے کیا گیا ہے یہ ظاہر ہے کہ تمام اصحاب اس نماز میں شریک نہیں ہوئے کیونکہ یہ اہتمام ان کے لئے نہیں تھا۔ نماز میت میں پانچ تکبیریں ہوتی ہیں اور یہ دو اضافی تکبیریں خاص نجاشی کے لئے اور جنگ احد میں حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب کے لئے پڑھی گئیں۔ اس نماز میں ہر تکبیر کے بعد دعا لازم ہے لیکن ان دو اضافی تکبیروں کے بعد کوئی چیز بیان نہیں کی گئی)۔

﴿۳۸﴾ جب خدا کسی قوم پر غضبناک ہو جائے مگر اُن پر عذاب نازل نہ کرے تو اُنہیں سات مہینوں میں مبتلا کر دیتا ہے: رسول خدا نے فرمایا: جب خدا کسی قوم پر غضبناک ہو جاتا ہے اور اُن پر عذاب نازل نہیں کرتا تو ان پر مہنگائی کو مسلط کرتا ہے، ان کی عمریں کم ہو جاتی ہیں، ان کے تاجروں کو نفع نہیں ہوتا، اُن کے پھل پاکیزہ نہیں ہوتے، اُن کی نہریں شاداب نہیں رہتیں، اُن سے بارش کو روک لیتا ہے اور اُن پر شریر لوگوں کو مسلط کر دیتا ہے۔

﴿۳۹﴾ نبیؐ اور اہلبیتؑ کی محبت سات مقامات پر فائدہ دیتی ہے: رسول خدا نے فرمایا کہ میری اور میرے اہلبیت کی محبت سات ایسے مقامات پر مفید ثابت ہوتی ہے جن کی ہولناکیاں عظیم ہیں: مرتے وقت، قبر میں، قبر سے اٹھائے جانے پر، حساب کے وقت، کتاب کے وقت، اعمال کے تولے جاتے وقت اور پل صراط سے گذرتے وقت۔

﴿۴۰﴾ اہلسنت حضرات سے مروی روایت کہ زمین سات افراد کے لئے خلق کی گئی: حضرت علیؑ فرماتے ہیں: زمین لسبعۃ (سات افراد کے لئے) خلق کی گئی اور انکی وجہ سے ہی رزق تقسیم ہوتا ہے، مینہ برستا ہے اور ان کی وجہ سے ہی لوگوں کی مدد ہوتی ہے: حضرات ابوذرؓ، سلمانؓ، مقدادؓ، عمارؓ بن یاسرؓ، حذیفہؓ اور عبداللہؓ ابن مسعودؓ نیز فرمایا: میں ان کا امام ہوں اور یہی وہ افراد ہیں جو حضرت فاطمہؑ کی نماز جنازہ میں حاضر ہوئے تھے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: حضرت علیؑ کا یہ کہنا کہ "زمین سات افراد کے لئے خلق کی گئی" اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ابتدا سے انتہا تک، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس دور میں زمین پر جو فوائد حاصل تھے وہ اُن افراد کی وجہ سے تھے کہ جنہوں نے حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی نماز جنازہ میں شرکت کی تھی، یہ تخلیق تقدیری ہے نہ کہ تکوینی۔

(شرح: مقصد یہ ہے کہ "لسبعۃ" کا لام کسی چیز کے پیدا کرنے کی غرض اور فائدہ کے ظاہر کرنے کے لئے نہیں ہے اور گفتگو کا حاصل یہ نہیں ہے کہ خلقت زمین کی غرض یہ سات افراد تھے یا یہ کہ رزق، بارش اور مدد کا باعث یہی چند افراد ہیں، لام فائدے کے اظہار کے لئے ہے اور مقصد یہ ہے کہ اس دنیا کا ہمیشہ رہنے والا اور بنیادی فائدہ معرفت حاصل کرنا اور ایمان ہے اور بے ایمان افراد جانوروں اور جمادات کی مانند ہیں کہ جو ہر ہستی سے عاری ہوتے ہیں اور مادہ کی تاریک گہرائی اور دوزخ کے نچلے درجے کی طرف جا رہے ہیں اور اس دنیا سے حصہ اور اس کی نعمتیں کہ رزق، بارش اور دولت ہیں انہیں میسر نہیں۔ وفات حضرت صدیقہ کبریٰؑ کے وقت ہی اسلام میں تبدیلی کا آغاز ہو گیا تھا اور کفر و ارتداد ظاہر ہونے لگا تھا۔ صحیح ایمان صرف ان سات افراد میں رہ گیا تھا اور باقی مسلمان یا منافق یا مرتد یا حالت شک میں تھے البتہ حسینؑ اور امامؑ کے دیگر فرزند اور وابستگان اس زمرہ میں داخل تھے۔

ظاہر ان سات افراد سے سات حاندان یا مومنوں کے سات گروہ مراد ہیں کہ جن میں سے ہر ایک، ایک خاندان یا ایک گروہ سمجھا جاتا تھا اور اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے کہ پہلے اسلام اور ایمان کو سات حصوں پر تقسیم کیا اور مومنوں کے ہر طبقہ کے لئے مختلف حصے قرار دئے۔ اس روایت میں ایک مشکل یہ ہے کہ عبد اللہ ابن مسعود کو ان سات افراد میں شامل کیا گیا ہے حالانکہ شیعہ علمائے رجال ان کی نسبت روشن فکر نہیں رکھتے اور تاریخ میں ان کو مخالفین میں شمار کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا یوں جواب دیا جائے کہ اس دور میں مخلصین میں شامل تھے اور بعد میں منحرف ہو گئے لیکن بہتر ہے کہ ان کے انحراف کے ذکر کو خطا کی طرف نسبت دی جائے اور کہا جائے کہ وہ مخلصین میں تھے نیز ان کی اہانت اور عثمان کا جمع قرآن ترتیب کے دوران ان سے سخت گیری کرنا اس کے ثبوت میں پیش کیا جاسکتا ہے اور دوسرا ثبوت یہ ہے کہ ابو بکرؓ کے قرآن کے جمع کرنے کے وقت ان کو شریک نہیں کیا گیا تھا حالانکہ علم و دانش میں وہ زید بن ثابت اور دوسروں سے بہت بہتر تھے۔

﴿۳۱﴾ جہنم کے سات دروازے ہیں: محمد ابن فضیل رزقی نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے جد سے نقل کیا ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں: ایک دروازہ وہ ہے جس سے فرعون، ہامان اور قارون داخل ہوں گے، ایک دروازہ سے مشرکین اور کفار داخل ہوں گے یعنی وہ افراد جو ایک نیل بھی اللہ پر ایمان نہیں لائے، ایک دروازہ سے بنو امیہ داخل ہونگے اور یہ دروازہ ان ہی کے لئے مخصوص ہے تاکہ کوئی ان کے لئے رکاوٹ کا سبب نہ بنے؛ یہ باب شعلہ ہے اور باب سقر اور یہی باب ہاویہ ہے کہ ستر خریفیں (ایک خریف کی مدت اسی سال ہے) ان کو دوزخ کی اتھاہ گہرائی میں دھکیل دیں گی اور جب بھی انہیں اندر دھکیلا جائے گا دوزخ ایک جوش مارے گی اور ان کو ستر خریفیں اوپر کی جانب پھینک دیا جائے گا اور دوبارہ ستر خریفوں تک اس کی گہرائی میں دھکیل دیا جائے گا اور یہ لوگ ہمیشہ ہمیش کے لئے اسی حالت میں رہیں گے۔ ایک دروازہ ہے ہم سے نفص رکھنے والے، ہم سے لڑنے والے اور ہم سے منہ پھیرنے والے داخل ہوں گے؛ یہ سب سے بڑا دروازہ ہے اور اس کی آگ بھی سب سے زیادہ ہوگی۔

محمد ابن فضیل رزقی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے کہا: جس دروازہ کا تذکرہ آپ نے اپنے والد اور اپنے چچ کے حوالے سے کیا ہے کہ اس میں سے بنو امیہ داخل ہونگے تو ان میں سے کون کون داخل ہوگا: شرک پر مرنے والا یا جس نے اسلام قبول کیا تھا؟ امام نے فرمایا: تو ہن ماں ہو جائے، کیا تو نے میری بات نہیں سنی کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک دروازہ ایسا ہے جس میں سے مشرکین اور کفار داخل ہوں گے؟ یہی وہ دروازہ ہے کہ جس میں سے ہر مشرک اور ہر کافر داخل ہوگا جو روز قیامت پر ایمان نہیں لایا اور اس دوسرے دروازہ سے بنو امیہ داخل ہونگے، اس لئے کہ یہ ابوسفیان، معاویہ اور آل مروان کے لئے مخصوص ہے تاکہ یہ لوگ اس دروازہ سے داخل ہوں۔ نیز آگ انہیں اس طرح سے درہم برہم کر دے گی کہ ان کی چیخ و پکار تک سنائی نہ دے گی اور یہ لوگ اس میں زندہ رہیں گے اور نہ ہی انہیں موت آئے گی!

(شرح: آغاز حدیث میں سات درمیان کیے گئے ہیں لیکن صرف چار دروازوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے باوجودیکہ ظاہری اندازہ سے تمام دوزخی ان چار سنونات میں جو بیان کیے گئے داخل ہیں۔

۱۔ خدائی کے مدعی اور زر پرست اور ان کے مددگار فرعون، ہامان اور قارون ان کے نمائندے ہیں۔ ان کی یاد دہانی کرائی گئی ہے۔

۲۔ مشرکین اور کفار۔

۳۔ حکومت خاندان اہل حق کی مخالف مشرکوں کے ساتھ اور ان کے بھائی بنو امیہ سے بنو امیہ جان کا کامل نمونہ ہیں۔

۴۔ اہل حق کے دشمن جبکہ یہ بہر ان الہی لائق پیشوا، عادل اور دنیا کی اصلاح کرنے اور اس کی خیر خواہی کرنے والے تھے۔

۵۔ وہ لوگ جنہوں نے حقیقی پیشواؤں اور عادل رہبروں سے جنگ کی اور ان کے مقاصد کی راہ میں رکاوٹ بنے۔

۶۔ وہ لوگ جو صرف دنیاوی فائدے کے لئے مسلمان یا شیعہ کا نام اختیار کر لیتے ہیں لیکن عقیدے کی کمزوری اور دنیا کی محبت میں اللہ کی راہ میں کوشش نہیں کرتے اور امامان برحق کے دینی مقاصد کی پیش رفت اور خدا کی عادلانہ حکومت کے قیام کے لئے مدد نہیں کرتے جس طرح مدینہ کے لوگوں نے امام اول اور کوفہ کے لوگوں نے امام دوم اور سوم کے ساتھ کیا اور بیشتر نام کے مسلمانوں اور ظاہری شیعوں نے دوسرے اماموں کے ساتھ کیا۔ اسی لئے سات دروازوں میں سے تین کا ذکر نہیں کیا گیا شاید مقصد یہ تھا کہ بنی امیہ کے لئے تین دروازے ہیں جن کے نام لظمی، ہسقر اور ہاویہ اور ساتواں دروازہ جو تھے دروازے کے ضمن میں آتا ہے جو ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو دسترخوان کے ساتھی اور جنگ کے وقت منہ موڑنے والے ہیں یعنی اچھے وقت کے ساتھی اور بُرے وقت کنارہ کشی کرنے والے)۔

﴿۲۲﴾ روز قیامت حضرت علیؑ سات صفتوں کے ذریعے لوگوں پر حجت قائم کریں گے: رسول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا: میں روز قیامت تم پر حجت قائم کروں گا اور میری نبوت میری حجت ہوگی اور تم لوگوں پر سات صفتوں کے ذریعے حجت قائم کرو گے: قیام نماز، ادائے زکوٰۃ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، رعایا میں عدل، برابر کی تقسیم اور امر الہی کی پابندی۔

اے علیؑ، کیا تم کو نہیں معلوم کہ حضرت ابراہیمؑ روز قیامت ہمارے روبرو ہوں گے، اُن کو بلا کر عرش کی داہنی جانب کھڑا کیا جائے گا اور پھر انہیں بہشتی لباس اور بہشتی زیور سے آراستہ کیا جائے گا اور ان کے لئے ایک بہشتی سونے کی نہر بہائی جائے گی اور انہیں جنت کا وہ پانی (ایک نسد میں "جنت کی وہ چیز" ہے) دیا جائے گا جو شہد سے بھی بیٹھا، دودھ سے سفید تر اور برف سے سرد تر ہوگا۔ نیز مجھے پکارا جائے گا تو میں عرش کی بائیں جانب کھڑے ہو جاؤں گا اور میرے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک روا رکھا جائے گا اور اس کے بعد اے علیؑ، تمہیں بلایا جائے گا اور تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک روا رکھیں گے۔ اے علیؑ، کیا تم راضی نہیں ہو اس بات پر کہ جب مجھے پکارا جائے تو تمہیں بھی بلایا جائے، جب مجھے پوشاک پہنائی جائے تو تمہیں بھی پوشاک پہنائی جائے اور جب مجھے بہشتی زیورات سے آراستہ کیا جائے تو تمہیں بھی بہشتی زیورات سے آراستہ کیا جائے۔ بلاشبہ اللہ عز و جل نے مجھے حکم کیا ہے کہ میں تم کو اپنے سے قریب رکھوں اور دُور نہ کروں اور میں تم کو تعلیم دوں اور تم پر خفا نہ کروں، لہذا تم پر لازم ہے کہ میری بات یاد رکھو اور مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنے پروردگار تبارک و تعالیٰ کی اطاعت کروں۔

حضرت علیؑ ابن ابی طالب نے فرمایا: میں روز قیامت سات صفتوں کے ذریعے حجت قائم کروں گا: قیام نماز، ادائے زکوٰۃ، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، برابر کی تقسیم، رعایا میں عدل اور حدود کو قائم کر کے۔

معاذ ابن جبلؓ سے منقول ہے کہ نبیؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: میں تم کو اپنی نبوت کا مذہب دار ٹھہراتا ہوں جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور تم لوگوں سے سات چیزوں کے متعلق مجھ سے متعلق ہوگا کہ کرو گے اور قریش میں سے کوئی شخص بھی اُن کے مقابلے میں تم پر کوئی حجت نہیں رکھتا: تم اُن میں سب سے پہلے ایمان لائے ہو، اُن میں سب سے باوقار شخص تم ہو، اُن میں سب سے زیادہ امر الہی کی تکمیل کے لئے تم قیام کرتے ہو، اُن میں سب سے زیادہ برابر تقسیم تم کرتے ہو، عوام کے ساتھ اُن میں سب سے زیادہ عدل تم کرتے ہو، ان میں سے قضاوت کی بصیرت سب سے زیادہ تم میں ہے اور خصہ صحت کے لحاظ سے اُن میں سب سے عظیم تم ہو۔

﴿۲۳﴾ جنت میں سات عورتیں ایک دوسرے کی بھینس ہیں: ابو بصیرؓ سے منقول ہے کہ امام محمد باقرؑ کو میں نے یہ کہتے سنا کہ خدا جنت کی بہنوں پر رحمت نازل کرے اور پھر آپ نے اُن کے نام لیے: اسماء بنت عمیس نغمیہ؛ ان کا نکاح حضرت جعفر ابن ابی طالب سے ہوا تھا، سلمیٰ بنت عمیس نغمیہ؛ ان کا نکاح حضرت حمزہؓ سے ہوا تھا اور دیگر پانچ خواتین بنی بلال کی ہیں: میمونہ بنت حارث؛ ان کا نکاح نبیؐ سے ہوا تھا، اُم الفضل؛ ان کا نکاح جناب عباسؓ (رسول خداؐ کے چچا) سے ہوا تھا اور ان کا نام ہند تھا، غمیصا اُم خالد بن الولید، عذہ جو قبیلہ ثقیف میں تھیں اور حجاج ابن غلاظ کے نکاح میں تھیں، اور حمیدہ کہ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

﴿۲۴﴾ گناہانِ کبیرہ سات ہیں: امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: گناہانِ کبیرہ سات ہیں جو ہمارے متعلق نازل ہوئے اور وہ ہماری حق تلفی اور مخالفت کے ذریعے انجام پاتے ہیں: شرکِ خدائے بزرگ، ناحق خون کرنا، مالِ یتیم کھانا، والدین کی نافرمانی، پاکدامن خواتین پر تہمت لگانا، مجازِ جنگ سے فرار ہونا اور ہم اہلبیت کے حق کا منکر ہونا۔

خدائے بزرگ کے ساتھ شرک کرنا: اس کے متعلق خدانے ہمارے بارے میں آیتیں بھی نازل کی ہیں اور رسول خدانے بھی اس سلسلے میں بہت کچھ فرمایا ہے مگر لوگوں نے اللہ کو جھٹلایا اور اس کے رسولؐ کو بھی جھٹلایا تو اس طرح ان لوگوں نے خدا کے ساتھ شرک کیا۔ ناحق خون کرنا: لوگوں نے حسینؑ ابن علیؑ کو قتل کر دیا اور ان کے اصحابؓ کو بھی۔

والدین کسی نافرمانی: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: نبیؐ مومنین کی جان سے بھی بڑھ کر حق رکھتے ہیں اور ان کی بیویاں لوگوں کی مائیں ہیں، پس لوگوں نے آپؐ کی آل کے بارے میں رسول خداؐ کی نافرمانی کی اور اسی طرح حضرت خدیجہؓ کی آل کے متعلق بھی ان کی نافرمانی کی۔

پاکدامن عورت پر تہمت لگانا: پس لوگوں نے اپنے منبروں سے حضرت فاطمہؑ (سلام اللہ علیہا) پر تہمت لگائی۔

میدانِ جنگ سے فرار اختیار کرنا: لوگوں نے حضرت علیؑ کی بڑھ چڑھ کر بیعت کر لی اور بعد میں فرار ہو گئے اور ان کو تنہا چھوڑ

دیا۔

ہمارے حق کا انکار کر دینا: یہ تو امر مسلم ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔

ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ رسول خدانے فرمایا: سات مہلک گناہوں سے بچو! کہا گیا: یا رسول اللہؐ، وہ کون کون سے ہیں؟ فرمایا: خدا کے ساتھ شرک کرنا، جادو، ناحق خون کرنا، البتہ اگر قتل کرنا برحق ہو تو اور بات ہے، سود خوری، مالِ یتیم کھانا، میدانِ جنگ سے فرار اختیار کرنا اور بے خبر پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا۔

(شرح: مطلب یہ ہے کہ یہ سات گناہ قدرتی طور پر تمام گناہوں سے بڑھ کر اور بدتر ہیں اور اگر وہ اس طرح انجام دیئے جائیں کہ ان گناہوں کا تعلق رسول خداؐ اور ان کے اہل خاندان سے ہو جائے تو اور بھی زیادہ بُرے اور بدتر قرار پائیں گے اور یہ سارے کے سارے گناہ جیسا کہ آپؐ نے تشریح فرمائی ان کے بارے میں واقع پذیر ہوئے۔ منبروں پر حضرت فاطمہؑ زہراؑ پر تہمت لگانے سے مراد یہ ہے کہ کہتے تھے کہ حسنؑ و حسینؑ فرزند رسول خداؐ نہیں تھے تا کہ ان حضرات کے استحقاقِ امامت سلب کیا جاسکے۔ اسی طرح کا پروپیگنڈہ شہادتِ امام حسنؑ کے بعد حکومت بنو امیہ کے یہ گرام کا حصہ تھا چنانچہ نماز جمعہ اور عیدین کے خطبوں کے شروع میں اس کو دم ایجا تا تھا اور یہ جملہ فاطمہ زہراؑ پر تہمت لگانے کے لوازم میں سے ہے۔)

بات معاویہ نے پھیلائی تھی کہ بنی سے نسل نہیں چلتی)۔ مگر یہ کہ کوئی صریحاً ان معصومہ کو کوئی ناروانسبت دے ایسا نہیں ہے کیونکہ ان مخدرہ کی طہارت و عفت ایسی ہے کہ دشمن بھی تصدیق کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔

ابو ہریرہ کی روایت میں (کہ حدیثیں گھڑنے والوں میں ہے) قول پیغمبرؐ سے گناہان کبیرہ کو اسی ترتیب سے سات شمار کیا گیا ہے لیکن خاندان پیغمبرؐ کے حق کے انکار کا ذکر نہیں کیا گیا)

﴿۴۵﴾

خدا کسی جانب سے انبیاء کسی حیات میں اور ان کسی وفات کے بعد سات مقامات پر ان کے جانشینوں کا امتحان: امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین جنگ نہروان سے واپسی پر مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے تو ایک یہودی سردار آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا: اے امیر المؤمنین، میں آپ سے چند ایسے سوالات کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا جواب سوائے کسی نبی یا اس کے وحی کسی کو نہیں معلوم، لہذا اگر آپ چاہیں تو پوچھوں اور اگر آپ چاہیں تو درگزر کروں۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: جو چاہے سوال کرواے برادر یہود! تو اس نے کہا: ہم نے اپنی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ عزوجل نے کسی نبی کو مبعوث کیا تو ان کو یہ وحی کی کہ وہ اپنے اہلیت میں سے کسی ایسے شخص کا انتخاب کریں جو ان کے بعد ان کی امت کی باگ ڈور سنبھالے اور اس سلسلہ میں اس امت کے لئے ایک ایسا فرمان جاری کرے جس کی پیروی کی جائے اور ان کے بعد بھی اس پر عمل کیا جاتا رہے نیز یہ کہ اللہ عزوجل انبیاء کی حیات میں اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کے جانشینوں کا امتحان لیتا ہے۔ لہذا آپ مجھے بتلائیں کہ انبیاء کی حیات میں اللہ ان کے جانشینوں کو کتنی بار آزماتا ہے اور ان کی وفات کے بعد ان کو کتنی بار آزماتا ہے اور یہ کہ جب وہ آزمائش پر پورے اترتے ہیں تو ان کا کیا انجام ہوتا ہے؟ امام نے فرمایا: خدا کی قسم کہ جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا میں راستہ بنایا تھا، تو ریت اور انجیل کو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ پر نازل کیا اگر میں تمہارے سوالات کے بالکل صحیح جوابات دے دوں تو کیا تم قبول کر لو گے؟ اس نے کہا: بالکل! امام نے فرمایا: اس ذات کی قسم کہ جس نے بنی اسرائیل کے لئے دریا میں شکاف ڈالا تھا اور حضرت موسیٰؑ پر تو ریت نازل کی تھی اگر میں تم کو جواب دے دوں تو کیا تم اسلام لے آؤ گے؟ اس نے کہا: ہاں! تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ عزوجل انبیاء کی حیات میں سات مقامات پر ان کے جانشینوں کا امتحان لیتا ہے تاکہ ان کی اطاعت کی آزمائش ہو جائے اور جب وہ ان کی اطاعت سے راضی ہو جاتا ہے اور وہ آزمائش میں پورا اترتے ہیں تو وہ انبیاء کو حکم دیتا ہے کہ انہیں اپنی حیات میں اپنا جانشین مقرر کریں اور ان کی وفات کے بعد بھی، اس طرح اوصیاء کی اطاعت ان کی امتوں کی گردن میں بندھ جاتی ہے کہ جو انبیاء کی اطاعت کا دم بھرتی تھیں اور پھر انبیاء کی وفات کے بعد بھی ان کے اوصیاء کی سات مقامات پر آزمائش ہوتی ہے تاکہ (اب کی بار) ان کے صبر کو پڑکھا جاسکے، پس جب یہ آزمائش پر پورا اترتے ہیں تو خدا ان پر سعادت مندی کی مہر لگا دیتا ہے تاکہ انہیں انبیاء سے منسلق کر دے اور حالیکہ ان کی سعادت کامل ہو چکی ہو۔

اس یہودی سردار نے کہا: اے امیر المؤمنین آپ نے بالکل بجا فرمایا، اب مجھے یہ بتلائیں کہ اللہ نے حضرت محمدؐ کی حیات میں آپ کو کتنی مرتبہ آزمائش میں مبتلا کیا اور ان کی وفات کے بعد کتنی مرتبہ نیز آخر میں تیبہ کیا لگا؟ اس پر حضرت علیؑ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے برادر یہود! یہاں سے اٹھو تو میں تم کو جواب دوں تو کچھ دیگر لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوں اور کہنے لگے: اے امیر المؤمنین ہمیں بھی بتلائیں تو امام نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ تمہارا دل اس کی تاب نہ آسکے گا۔ تو ان لوگوں نے کہا: اے امیر المؤمنین، ایسا کیوں؟ آپ نے فرمایا: جو سبک تم نے ماضی میں میرے ساتھ

کہ روئے زمین پر سوائے آپ کے نبی کا کوئی جانشین نہیں ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے نبی کے بعد ان کے سوا کوئی اور نبی نہیں آئے گا، لہذا حضرت محمدؐ کی اطاعت کے بعد آپ کی اطاعت ہم پر فرض ہو چکی ہے۔ تو حضرت علیؑ بیٹھ گئے اور یہودی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ اسے برادر یہود! اللہ عزوجل نے بلاشبہ ہمارے نبی حضرت محمدؐ کی حیات میں سات مقامات پر میرا امتحان لیا اور بفضل خدا ان سب میں مجھے فرمانبردار پایا۔ اس یہودی نے پوچھا: کون کون سے مقامات پر اے امیر المؤمنین؟ آپ نے فرمایا:

پہلا مقام حیات نبیؐ میں یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول خدا کو پیغام رسالت کا بار اٹھانے کو کہا تو اگرچہ میں اس وقت اپنے خاندان میں سب سے کم سن تھا، ان کی خدمت میں لگا رہتا تھا اور جو وہ حکم بھی دیتے اس کو بجالانے کی پوری پوری کوشش کرتا اور اس وقت آپ نے بنو عبد المطلب کے ہر چھوٹے بڑے شخص کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دینے کو کہا مگر ان لوگوں نے بات نہ مانی اور انکار کرتے ہوئے ان سے رُوگردانی کی، ان کے مقابلے میں آکھڑے ہوئے حتیٰ کہ ان سے کنارہ کشی کر لی، ان سے دور رہنے لگے، تمام لوگوں کو ان سے دور کر دیا، ان کا مخالف بنا دیا اور جو باتیں رسول خدا نے ان کے سامنے پیش کیں انہیں ان کے دل برداشتہ نہ کر سکے اور نہ ہی ان کی عقل نے درک کیا لہذا یہ سب باتیں ان پر گراں گزریں، لیکن صرف میں نے ان کو بلیک کہا اور جس چیز کی انہوں نے مجھے دعوت دی میں نے اس پر یقین کرتے ہوئے ان کی اطاعت میں فوراً ہی اسے قبول کر لیا اور مجھے ان باتوں میں ذرہ بھر شک نہ نرا اور اسی حالت میں ہم نے تین سال گزار دیئے، سوائے میرے اور حضرت خدیجہ بنت خویلد رحمہما اللہ کے کسی اور نے نماز پڑھی اور نہ ہی رسول خدا کے لئے گواہی دی، اس بیان کے بعد آپ نے اپنے اصحاب کی جانب رخ کیا اور ان سے کہا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے کہا: اے امیر المؤمنین، ہاں، بالکل ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اسے برادر یہود!

دوسرا مقام حیات نبیؐ میں یہ تھا کہ قریش مسلسل نبی کے قتل کی سازشیں اور باہمی مشورے کرتے رہے یہاں تک ایک وقت وہ بھی آیا کہ جب یہ لوگ اپنی مشورہ گاہ "دارالندوہ" میں جمع ہوئے درحالیہ اہلبیٹ بنو نضیر بھی وہاں بنی اُتیت کے ایک کانے کی صورت میں موجود تھا اور اپنی رائے کے اظہار میں کسی سے پیچھے نہیں تھا اور وہ سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ قریش کے بر قبیلہ سے کوئی نہ کوئی شریک ہوگا اور سب مل کر تلوار سے وار کریں گے گویا ایک ہی انسان نے وار کیا ہو اور اس طرح انہیں قتل کر دیں گے، پھر جب قتل میں کامیاب ہو جائیں گے تو ناچار بر قبیلہ اپنے نماندہ کی حمایت میں قیام کرے گا، اس (قاتل) کی وکالت کرے گا اور قصاص کو بہر صورت تسلیم نہ کرے گا اور اس طرح یہ خون رازیاں گائے۔ چنانچہ حضرت جبرئیلؑ پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اس بات سے اور حتیٰ اس رات اور اس مقررہ گھڑی سے بھی آگاہ کر دیا کہ جب وہ مجتمع ہو کر آپ کے بستر پر حملہ کرنے والے تھے، اور انہیں وہاں سے مقررہ وقت پر غار کی جانب چلے جانے کو کہا۔ رسول خدا نے یہ خبر مجھے دے دی اور مجھ سے کہا کہ میں ان کے بستر پر لیٹ جاؤں تاکہ اپنے نفس کے بدلہ میں ان کی حفاظت کروں تو میں نے فوراً ہی بلیک کہا اور مجھے بہت مسرت ہوئی کہ آپ کی بجائے میں قتل ہو جاؤں گا اور اس طرح میں ان کے بستر پر لیٹ گیا۔ جب قریش کے لوگ آئے تو انہیں یہ یقین تھا کہ وہ نبی کو قتل کر دیں گے مگر جب وہ لوگ اس مکان میں میرے روبرو آئے تو میں نے اپنی تلوار سونت لی اور ان سے اپنا دفاع کیا جس سے خدا اور عوام الناس سب واقف ہیں اور اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب حاضرین نے کہا: ہاں اے امیر المؤمنین،

تیسرا مقام حیات نبیؐ میں یہ تھا کہ ربیعہ کے دونوں بیٹے اور ابن عقبہ قریش کے سورا ماتھے اور جنگ بدر کے دن انہوں نے لڑنے کے لئے لگا کر اکر قریش میں سے کوئی بھی ان کے مقابل نہ گیا تو اس وقت رسول خداؐ نے مجھے میرے دو ساتھیوں کے ساتھ اُن کے مقابلے میں بھیجا اور حارثہ میں تینوں میں سب سے کم سن تھا نیز اُن کا جنگلی تجربہ بھی مجھ سے زیادہ تھا مگر خداوند عالم نے میرے ہاتھوں ولید اور شعیبہ کو قتل کروایا۔ علاوہ ازیں قریش کے بہتیرے سورا ماؤں کو میں نے موت کے گھاٹ اتارا اور کئی افراد کو اسیر کیا جبکہ وہ لوگ تعداد میں بھی ہم سے زیادہ تھے، البتہ اس روز میرے چچیرے بھائی شہید ہو گئے خدا اُن پر رحمت کرے۔ اس کے بعد حضرت علیؑ اپنے اصحاب کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب حاضرین نے جواباً کہا: اے امیر المؤمنین، یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

چوتھا مقام حیات نبیؐ میں یہ تھا کہ مکہ میں مقیم تمام عرب قبائل میں سے جو لوگ بچ گئے تھے وہ سب کے سب ہمارے خلاف نکل پڑے تاکہ وہ ہم سے جنگ بدر کے مقتولین کے خون کا بدلہ لے سکیں جو مشرکین قریش تھے۔ لہذا حضرت جبریلؑ نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اس بات سے مطلع کر دیا اور اس طرح نبیؐ اور ان کے عسکری اصحاب نے میدان اُحد کو اپنی لشکر گاہ بنا لیا۔ جب مشرکین ہم تک پہنچے تو انہوں نے ہم پر دھاوا بول دیا اور سب ل کر ٹوٹ پڑے اور اس وجہ سے کچھ مسلمان شہید ہو گئے اور باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے مگر میں رسول خداؐ کے ساتھ وہیں موجود رہا نیز مدینہ کے مہاجرین و انصار بھی اپنے اپنے گھر کو لوٹ گئے، ہر کوئی کہہ رہا تھا نبیؐ اور ان کے اصحاب قتل کر دیئے گئے۔ اس کے بعد اللہ عزوجل نے مشرکین کو زور و سیاہ کر دیا مگر رسول خداؐ کے سامنے مجھے ستر سے بھی زائد زخم آئے جن میں سے کچھ یہ ہیں، یہ کہہ کر آپؐ نے اپنی چادر گرائی اور اس (یہودی) کا ہاتھ اپنے زخموں پر رکھ کر فرمایا: میں نے اُس دن جو کام کیا ہے اس کا ثواب مجھے خدا دے گا۔ ان شاء اللہ۔

اس کے بعد حضرت علیؑ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے کہا: اے امیر المؤمنین، بے شک ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

پانچواں مقام حیات نبیؐ میں یہ تھا کہ قریش اور عرب نے اٹوٹ عہد و پیمانہ کر رکھا تھا کہ چاہے کچھ ہو جائے وہ رسول خداؐ کو قتل کر کے رہیں گے اور ان کے ساتھ ساتھ بنی عبدالمطلب میں سے جو لوگ آپؐ کے ساتھ میل جول رکھتے تھے ان کو بھی قتل کر دیں گے اور اس کے بعد انہوں نے پوری تیاری کر لی اور اس غرض سے انہوں نے مدینہ میں پڑاؤ تک ڈال دیا، کیونکہ ان کو یہ اطمینان تھا کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے، مگر حضرت جبریلؑ رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اس بات کی اطلاع پہنچا دی، لہذا آپؐ نے بنفس نفیس اور آپ کے ہمراہ مہاجرین و انصار نے خندق کھودی۔ جب قریش نے دھاوا بولا تو انہوں نے خندق کے ارد گرد ہمارا محاصرہ کر لیا، اس طرح انہوں نے اپنے آپ کو طاقور اور ہمیں کمزور سمجھ لیا اور خوشی کے مارے شور و غوغا کرنے لگے در حالیکہ رسول خداؐ انہیں خدا کی طرف دعوت دے رہے تھے اور انہیں صلہ رحمی اور قرابتداری کی قسم دے رہے تھے مگر ان کے کانوں پر جوں تک نہ رہتی، بلکہ یہ نصیحت محض اُن کے سرکشی میں اضافے کا سبب بنی اور ان کے سورا ماؤں میں عمرو بن عبدود بھی موجود تھا جو ایک مست اونٹ کی طرح منہ زوری کر رہا تھا اور لگا رہا تھا کہ مجھ سا ہوتو سامنے آئے اور جڑ پڑھتا جاتا تھا، کبھی اپنے نیزہ کو جنبش دیتا تھا تو کبھی اپنی تلوار کو۔ کسی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ اس کے مقابل جاتا حتیٰ کہ کسی کو اس میں کوئی دلچسپی تھی اور نہ ہی غیرت نام کی کوئی چیز! بعسیرت کے وجود کا تو کوئی اظہار بھی نہیں کر رہا تھا۔ رسول خداؐ نے مجھے اپنی جگہ سے کھڑا کیا اور اپنے مبارک ہاتھوں سے میرے سر پر عامہ باندھا اور

بن عبدود کے خوف سے مجھ پر ترس کھانا تھی مگر خدا نے اُسے میرے ہاتھوں قتل کیا اور اس کے بعد اب عرب کے پاس ایسا کوئی پہلوان نہیں ہے نیز اس نے مجھے یہ ضربت لگائی۔ اور آپ نے اپنے سر کی طرف اشارہ کیا جہاں زخم لگا تھا۔ پس اللہ نے اسی ضربت اور اس کے سبب سے اُن میں پیدا ہونے والی کھلبلی سے انہیں بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

اس کے بعد حضرت علی نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے کہا: اے امیر المؤمنین، یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علی نے فرمایا: اے برادر یہود!

چھٹا مقام حیات نبی میں یہ تھا کہ ہم رسول خدا کے ساتھ مدینہ میں تمہارے یہودی ساتھیوں سے خیبر میں مقابل ہوئے نیز ان کے قریشی سواروں اور دیگر لوگوں سے بھی ہمارا سامنا ہوا اور ان کے سوار اور پیدل ساتھی اور ان کا اسلحہ ہمارے سامنے پہاڑ کی مانند آگئے، ان کے مکانات مضبوط تر اور اور ان کی افرادی قوت بھی ہم سے زیادہ تھی اور ان میں سے ہر کوئی لکار رہا تھا اور برملا مقابلے کی دعوت دے رہا تھا۔ ہمارا جو ساتھی بھی ان سے مقابلہ کرتا مارا جاتا۔ بتدریج لکاروں کا شور بڑھتا گیا، آنکھیں خون سے بھرے پیالے کی مانند ہو گئیں اور ہر کوئی اپنی فکر میں پڑ گیا تو ہمراہیوں نے ایک دوسرے کو دیکھنا شروع کر دیا اور کہنے لگے، اے ابوالحسن، اے ابوالحسن اٹھو! رسول خدا نے مجھے اپنی جگہ سے کھڑا کیا اور ان کے مکانوں کے سامنے بھیج دیا لہذا جو کوئی باہر آتا تھا میں اسے قتل کر دیتا تھا اور میرے مقابلے جو سورا بھی آیا میں نے اُسے مُسل کر رکھ دیا اور پھر میں نے ان پر ایسے حملہ کیا جیسے شیر اپنے شکار پر چھپتا ہے یہاں تک کہ میں شدید حملہ کرتے ہوئے اُن کے شہر میں داخل ہو گیا اور میں نے اُن کے قلعہ کے دروازہ کو اپنے ہاتھوں سے اکھاڑ پھینکا اور تنہا ان پر حملہ آور ہوا (ایک نسخہ میں ہے "اُن کے شہر میں داخل ہو گیا") حتیٰ کہ اُن کا جو مرد میرے سامنے آیا میں نے اسے قتل کر دیا اور جو عورت سامنے آئی اسے اسیر بنا لیا یہاں تک کہ پورا قلعہ سُکر لیا۔ اس کے بعد حضرت علی نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کیا اور ان سے فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے جواب دیا کہ اے امیر المؤمنین، بالکل ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علی نے فرمایا: اے برادر یہود!

ساتواں مقام حیات نبی میں یہ تھا کہ جب رسول خدا فتح مکہ کی جانب متوجہ ہوئے تو میں نے چاہا کہ مکہ والوں سے درگزر کیا جائے اور انہیں ایک مرتبہ پھر خدا کی طرف دعوت دی جائے جس طرح کہ پہلے انہیں دعوت دی گئی تھی، پس رسول خدا نے اُن کو ایک خط تحریر کیا کہ جس میں انہیں تنبیہ کی گئی تھی اور عذاب الہی سے ڈرایا گیا تھا نیز ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ان سے درگزر سے کام لیا جائے گا اور انہیں مغفرت کی امید دلائی گئی جبکہ اس خط کے آخر میں رسول خدا نے سورہ توبہ تحریر کیا تاکہ ان کے سامنے اس کی بھی تلاوت کی جائے۔ جب یہ نام مکمل ہو گیا تو رسول خدا نے ہر صحابی کے سامنے پیش کیا تاکہ وہ اس خط کو پہنچا دے مگر سب پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ اُن میں ایک شخص کو یہ نام دیا اور اسے روانہ کر دیا لیکن فوراً ہی حضرت جبرئیل حاضر ہو کر کہنے لگے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ خط یا تو آپ خود پہنچائیں گے یا آپ کی نمائندگی میں آپ ہی کے خاندان میں سے کوئی جائے گا، لہذا رسول خدا نے مجھے اس بات کی اطلاع دیتے ہوئے وہ خط میرے سپرد کیا تاکہ میں انہیں مکہ کے باسیوں تک پہنچا دوں۔ میں مکہ کے لوگوں تک پہنچا جیسا کہ تم لوگ بھی انہیں اچھی طرح جانتے ہو کہ ان میں سے ہر شخص اس بات پر آمادہ تھا کہ اگر وہ میرا گوشت کسی پہاڑ کی چوٹی پر آویزاں کر سکتا تو ضرور ایسا کر جاتا چاہے اُسے اس کے عوض اپنی جان، اہل خانہ، اولاد اور مال سے ہاتھ دھونا پڑتا۔ لہذا میں نے رسول خدا کا

گئے لیکن جس طرح کہ تم لوگوں نے دیکھا میں اپنے ارادہ پر جما رہا۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رخ کیا اور ان سے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے کہا: اے امیر المؤمنین، بالکل ایسا ہی ہوا تھا۔

پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود! یہ وہ مقامات تھے جن میں میری آزمائش اس وقت ہوئی جب رسول خداؐ ہمارے درمیان میں تھے اور بفضل خدا اس ذات نے مجھے اپنا اطاعت گزار پایا اور اس خصوصیت میں میرا کوئی شریک نہیں ہے جبکہ اگر میں چاہتا تو خود سے بیان کرتا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو سزا بنے سے منع فرمایا ہے: اس پر سب کہنے لگے: اے امیر المؤمنین آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے رسول خدا کی قربت جیسی فضیلت عطا کی، آپ کو ان کا بھائی قرار دیا جیسا کہ حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ کے لئے اور آپ کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ آپ ان تمام خطرناک مقامات پر ثابت قدم رہے اور تکلیفیں برداشت کیں، بلکہ جتنا تذکرہ آپ نے کیا ہے اس سے زیادہ فضیلت والے کارنامے تو وہ ہیں جن کا آپ نے تذکرہ تک نہیں کیا۔ نیز ہم مسلمانوں میں تو آپ کی ذات بے مثال ہے اور ہر کوئی یہی کہتا ہے چاہے اس نے آپ کو رسول خدا کی حیات کے وقت دیکھا ہو یا ان کی وفات کے بعد۔ پس اے امیر المؤمنین اب آپ ہمیں ان واقعات سے آگاہ کیجئے جو غیر مریکی وفات کے بعد آپ کے ساتھ پیش آئے اور آپ نے اس میں بھی بردباری کا مظاہرہ کیا اور صبر سے کام لیا! اگر ہم چاہیں تو ہم بھی یہ بیان کر سکتے ہیں کہ ہم آپ کی ذات سے واقف ہیں اور ہم نے یہ سب دیکھا بھی ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ یہ سب باتیں آپ سے سنیں جس طرح کہ ہم نے آپ سے ان آزمائشوں کے بارے میں سنا جس میں آپ کو رسول خدا کی حیات میں مبتلا کیا گیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود! اللہ عزوجل نے اپنے نبی کی وفات کے بعد بھی میری سات مقامات پر آزمائش کی اور ان میں بھی مجھے اس نے اپنی منت و نعمت کے ذریعے پورا اترتے دیکھا اور یہ بھی کہ میں نے اس میں اپنے آپ کو نہیں سراہا۔

پہلا مقام نبی کی وفات کے بعد: اے برادر یہود! عامنا المسلمین میں سے سوائے رسول خدا کے میں نے کسی کو ایسا نہ پایا کہ جس سے میں انس پیدا کروں، اس پر اطمینان کروں، اس کو اپنا حرامی بناؤں یا اس کے نزدیک، دو جاؤں۔ میری تربیت رسول خدا نے فرمائی، انہوں نے ہی مجھے پال پوس کر بڑا کیا، میری یتیمی کا جبران کیا، میری ضرورتوں سے مجھے بے نیاز کر دیا، مجھے کام کرنے سے محفوظ رکھا اور میری بیوی بچوں کے اخراجات برداشت کیے۔ یہ تو دنیوی مقامات تھے لیکن اس کے علاوہ ان کی وفات کے بعد آزمائشوں پر پورا اترنے پر مجھے بلند درجات حاصل ہوئے اور وہ آزمائشیں ایسی تھیں کہ اگر پہاڑ پر بھی نازل ہوتیں تو میں نہیں سمجھتا کہ ان میں برداشت کی اس قدر تاب ہوتی! میں نے اپنے عزیز و اقارب میں سے بھی پریشان لوگوں کو دیکھا ہے جو جزع فزع کرنے لگے، صبر کر پائے اور نہ ہی ان میں مصیبت کا سامنا کرنے کی ہمت تھی، کیونکہ بے چینی صبر چھین لیتی ہے، عقل ضائع کر دیتی ہے اور اس طرح افہام و تفہیم اور کہنے سننے کی گنجائش ہی نہیں رہتی، بلکہ بنی عبدالمطلب سے ہٹ کر جتنے لوگ بھی تھے وہ صبر کی تقین کرتے تھے اور ان کے ساتھ وہ بھی بے چینی کا مظاہرہ کرتے تھے مگر تنہا میں نے آپ کی وفات پر اپنے نفس کو صبر پر مجبور کیا اور ان امور کو انجام دیا جن کا رسول خدا نے مجھے حکم دیا تھا، یعنی ان کی چہیز، انہیں غسل دینے، جنوٹا کرنے، انہیں کفن پہنانے، ان پر نماز پڑھنے اور انہیں قبر میں اتارنے کے بندوبست میں لگ گیا۔ نیز کتاب الہی کی جمع آوری اور ان کی وصیت کو لوگوں تک پہنچانے میں مصروف رہا۔ جانسوز نالہ و فریاد، سوزش دل اور اسقدر عظیم مصیبت مجھے ان امور کی انجام دہی سے ندروک سکیں، بلکہ میں نے اپنا واجب حق ادا کیا جو مجھ پر خدا اور اس کے رسولؐ

اصحاب کی طرف رخ کر کے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے جواب دیا: اے امیر المؤمنین، یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

دوسرا مقام نبیؐ کی وفات کے بعد یہ تھا کہ رسول خداؐ نے اپنی حیات میں ہی مجھے اپنی امت کا امیر منتخب کر لیا تھا اور سب حاضرین سے بیعت، قول و قرار لے کر میرے حکم کی اطاعت کا دم بھرا لیا تھا، بلکہ انہیں یہ حکم بھی دے دیا تھا کہ ہر حاضر شخص غائب تک یہ پیغام پہنچا دے۔ پس یہ میں ہی تھا کہ رسول خداؐ کی حیات میں لوگوں تک پیغام پہنچایا، جب میں سفر کرتا تھا تو میں اپنے ہمراہیوں کا امیر ہوتا تھا؛ پیغمبرؐ کی حیات میں اور نہ ہی ان کی وفات کے بعد بھی میں نے کسی کو اپنی مانند پایا۔ جس بیماری میں رسول خداؐ اس دنیا سے رخصت ہوئے اس میں رسول خداؐ نے اُسامہ بن زید کی سرداری میں ایک لشکر تشکیل دیا تھا اور اس لشکر میں قبیلہ اوس و خزرج اور دیگر ان تمام لوگوں کو شامل کر لیا تھا جن سے آپؐ کو خوف تھا کہ وہ میری بیعت توڑ دیں گے یا میری مخالفت پر اتر آئیں گے، یا جن کے بارے میں آپؐ کو علم تھا کہ ان کے دل میں میرے لئے عداوت ہے یا میں نے ان کے باپ، بیٹے یا کسی اور قریبی رشتہ دار کو قتل کیا تھا۔ لہذا سب مہاجرین، انصار، ضعیف العقیدہ مسلمان اور منافقین کو اس لشکر میں شامل کر لیا گیا تھا تاکہ آپؐ کے پاس صرف ایک ایسا گروہ رہ جائے جو پاک دل اور بالایمان ہو اور کوئی بھی آپؐ کے سامنے نفرت آمیز گفتگو کرے اور نہ مجھے پیغمبرؐ کے بعد ولایت اور لوگوں کی ہدایت کے لئے قیام کرنے سے روک سکے۔ اپنی امت کی ہدایت کے لئے پیغمبرؐ کا آخری کلام یہی تھا کہ لشکر اُسامہ کا روانہ ہونا ضروری ہے اور کوئی اس سے منہ نہ پھیرے۔ نیز آپؐ نے اس سلسلے میں بہت تاکید کی گویا ہر طرح سے انہیں سمجھا دیا مگر پیغمبرؐ کی وفات کے فوراً بعد میں نے دیکھا کہ سب نے اس لشکر سے روگردانی کر لی اور اپنے اپنے مراکز و مقامات کو چھوڑ دیا اور اس طرح انہوں نے رسول خداؐ کے اُس حکم کی خلاف ورزی کی جس کی انہیں بے حد تاکید کی گئی تھی اور ان پر لازم قرار دیا تھا کہ وہ اپنے سالار لشکر کو اکیلا نہ چھوڑ دیں بلکہ اس کے ساتھ اسی کے پرچم تلے روانگی ضرور اختیار کریں یہاں تک کہ وہ اپنے اس مقصد کو پہنچ جائیں جس کے لئے آپؐ نے انہیں مقرر کیا تھا لیکن لوگوں نے تو لشکر میں رہتے ہوئے اپنے سالار کی مخالفت کی اور اسے تنہا چھوڑ دیا اور بتدریج مدینہ آ کر اس پیمان کو بھی توڑ دیا کہ جس کا ان لوگوں نے رسول اللہؐ کے ساتھ وعدہ کیا تھا اور خدا اور اس کے رسول کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو توڑ دیا؛ شور مچا کر اپنے لئے رہبر کا انتخاب کر لیا جبکہ ہم بنو عبدالمطلب میں سے کسی کو شامل کیا اور نہ کسی کی رائے لی؛ اُن کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ میری بیعت کو رد کر دیں۔ یہ لوگ اس کام میں لگن تھے جبکہ میں پیغمبرؐ کی تجویز و تلقین میں مصروف تھا اور میں کسی اور کام میں مشغول ہی نہیں ہو سکتا تھا، اس لئے کہ آپؐ کا جنازہ اٹھانا ہر کام پر ترجیح رکھتا تھا بلکہ یہی وہ کام تھا جس کو اس وقت کرنا چاہئے تھا۔ اے برادر یہود! لوگوں کی یہ کنارہ کشی میرے لئے سب سے زیادہ جاں سوز واقع ہوئی باوجودیکہ میں پیغمبرؐ کے ناگوار اور بزرگ ترین سوگ میں گرفتار تھا اور میں نے اس شخصیت کو کھودیا تھا کہ خدا کے بعد اُن کے علاوہ میں کسی پر اعتماد نہیں کرتا تھا۔ اس بلا فاصلہ مصیبت میں بھی میں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رخ کر کے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے جواب دیا: اے امیر المؤمنین، یقیناً

ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

تیسرا مقام نبیؐ کی وفات کے بعد یہ تھا کہ پیغمبرؐ کی جگہ لینے والا استقر زرم دل اور منصف مزاج تھا کہ دو روزانہ میرے پاس حاضر ہوتا تھا اور

میں اس کو معاف کر دوں۔ اس سلسلے میں میں اپنے آپ سے کہتا تھا کہ اس شخص کے بعد جو حق خدا نے میرے لئے مقرر کیا تھا وہ مجھے بآسانی مل جائے گا لہذا میں نے سوچا کہ اس نواسلامی معاشرہ میں کہ جہاں اب بھی بوئے جہالت اور لوگوں کے مرتد ہونے کے امکانات موجود تھے مجھے اپنے حق کے لئے جنگ نہیں چھیڑنی چاہئے، لہذا مجھے مخالفت کی فضا برپا کرنے سے گریز کرنا چاہئے کہ مبادا کوئی میرے ساتھ ہو اور کوئی مخالفت پر اثر آئے اور اس طرح بات گفتگو سے کردارتک پہنچ جائے۔ جتنے بھی خواص پیغمبرؐ تھے کہ جنہیں میں بخوبی جانتا تھا کہ وہ لوگ راہ خدا رسولؐ اور قرآن سے مخلص ہیں اور خیر اندیش بھی۔ میرے پاس ان کا آنا جانا لگا رہتا تھا اور آذکار اور نماز مجھے اپنا حق حاصل کرنے کی طرف اُکساتے رہتے تھے اور میری محبت میں جان تک دینے کو تیار تھے تاکہ میرا حق بچے واپس مل جائے مگر میں کہتا تھا کہ ذرا صبر و سکون سے کام لو شاید خدا میرا حق مجھے بآسانی اور بغیر کسی کشمکش اور خون ریزی کے لوٹا دے۔ پیغمبرؐ کی وفات کے بعد بے شمار لوگ دین کے بارے میں شک میں مبتلا ہو گئے تھے جبکہ نا اہل افراد کی طمع خلافت میں تھی، ہر قبیلہ فریادی تھا کہ رہبری اور خلافت کے لئے ان میں سے کسی کا انتخاب ہو اور ان سب کی ایک مشترکہ غرض یہ تھی کہ یہ خلافت میرے علاوہ کسی اور کے ہاتھ لگ جائے۔ لہذا جب پہلے فرماں روا کی موت ہوئی اور اس کی زندگی کے دن پورے ہوئے تو اس نے یہ مقام اپنے دوست کے سپرد کر دیا اور یہ ایک دوسری مصیبت تھی جو پہلی کے ساتھ ساتھ میرے سر پر منڈلانے لگی اور دوسری مرتبہ بھی جو خلافت خدا نے میرے لئے مقرر کی تھی اسے مجھ سے چھین لیا گیا۔ اس بار بھی پیغمبرؐ کے اصحاب کہ جن میں سے اب بعض فوت ہو چکے اور بعض باحیات تھے میرے پاس آ کر میری خلافت کے حق میں باتیں کرنے لگے مگر اس بار بھی میں نے انہیں صبر و تحمل، ثابت قدمی اور سکون کی نصیحت کی تاکہ اسلامی معاشرہ محفوظ رہے اور جس معاشرے کی تشکیل میں پیغمبرؐ نے ہزاروں مصیبتیں جھیلی تھیں وہ برہمن نہ ہو جائے، پیغمبرؐ نے بڑے سیاسی فہم کے ساتھ اس معاشرے کی تشکیل دیا تھا یعنی کبھی نرمی اور کبھی سختی سے کام لیا تھا، کبھی معاف کیا تو کبھی تلوار اٹھائی۔ (بالفاظ دیگر) آپ نے لوگوں کو دین کی طرف اس طرح مائل کیا تھا کہ ایک ہم سے لوگوں نے اسلام سے نزدیکی اختیار کر لی تھی مگر فرار ہونے کے ورپے بھی تھے آپ نے انہیں مطمئن اور خوش کیا اور انہیں لباس، پتھونا اور کپڑا فراہم کیے در صورتیکہ ہم اہل بیتؑ نبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکالموں میں زندگی بسر کرتے تھے، ہمارے گھروں کی دیواریں کھجور کی شاخوں اور درخت کی تھیں، ہمارے پاس پھونتا تھا اور نہ ہی کوئی کپڑا، کپڑا اور ایک ہی چادر میں سوتے تھے اور باری باری اسی میں نماز بھی پڑھتے تھے اور دن رات بھوکے رہتے تھے۔ پیغمبرؐ وہ شخص بھی جسے خدا نے ہمارے لئے مقرر کیا تھا دوسرے لوگوں کو دے دیتے تھے اور شروتمندوں اور عرب کے دنیا طلب افراد کو مائل کرتے تھے۔ لہذا جس معاشرے کی تشکیل پیغمبرؐ نے خون جگر سے کی تھی مجھے اس کی پاسبانی کرنی تھی تاکہ اس میں تفرقہ و اختلاف پیدا کرنا تھا۔ اب اگر میں قیام کرتا اور لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتا تو اس کا دو میں سے کوئی ایک نتیجہ برآمد ہوتا: یا وہ میری پیروی کرتے اور میری خاطر منافقین سے جنگ کرتے اور مارے جاتے یا وہ لوگ مجھ سے کنارہ کشی کر لیتے اور میری اطاعت میں تقصیر کرتے اور میری نصرت کو ترک کر کے کافر ہو جاتے، اس لئے کہ تقصیر کرنے والے کو علم ہوتا کہ اس کی حالت میری نسبت ایسی ہے جیسی حضرت موسیٰؑ کی قوم کی حالت حضرت ہارونؑ کی مخالفت کے وقت تھی نیز وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت ہارونؑ کی مخالفت پر جو عذاب قوم موسیٰؑ پر آیا تھا میری مخالفت پر انہیں بھی اسی کا سامنا کرنا پڑے گا، لہذا جب تک خدا راہ ہموار نہ کرے اور اپنا حکم جاری نہ کرے افسوس کرنے، آہ سرد بھرنے اور برد باری کو وطیرہ بنانا میرے اجر میں اضافہ کرے گا اور اسلامی معاشرے کے لئے آسانی پیدا ہوگی، یہی معاشرہ کہ جس کی تعریف میں نے ابھی بیان کی خدا کی قضائے حتمی ہے۔ البتہ اگر میں

تمہارے سامنے ہیں، جانتے ہیں کہ میری طاقت زیادہ تھی، میرا خاندان معزز ترین تھا، میرے لوگ زیادہ طاقتور اور اطاعت گزار تھے نیز ان کے پاس میرے حق میں جو دلیلیں تھیں وہ روشن تر تھیں اور ان کی دینی سیرت اور کردار دوسروں سے بہتر تھے، اس لئے کہ میرا منی نیک ترین تھا اور رسول خدا کی قرابت و وراثت بھی میرے ساتھ تھی۔ واضح وصیحت اور مخالفین کی گردن میں میرے نام کی جو بیعت بندھی تھی ان کی بناء پر خلافت میرا حق تھی کیونکہ جب رسول خدا اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے تو ولایت ان کے ہاتھ میں تھی اور ان کے خاندان میں نہ کہ ان ہاتھوں میں جنہوں نے اسے غصب کیا تھا اور نہ ہی ان لوگوں کے خاندان میں۔ نیز آپ کے اہلبیت کہ جن سے خدا نے پلیدی کوڈور کیا اور انہیں ایسا پاکیزہ رکھا جیسے حق طہارت کا تقاضا تھا آپ کے بعد ہر اعتبار سے اس خلافت کے دوسروں سے زیادہ سزاوار تھے۔

اس کے بعد حضرت علی نے اپنے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ کیا ایسا نہیں تھا؟ سب نے جواب میں کہا: اے امیر المؤمنین، یقیناً ایسا ہی تھا۔ پھر حضرت علی نے فرمایا: اے برادر بیہود!

چوتھا مقام نبی کی وفات کے بعد یہ تھا کہ پہلے خلیفہ کے بعد ان کی جائزینی اختیار کرنے والا اپنے ہر کام میں مجھ سے مشورہ طلب کرتا تھا اور انہیں میری رائے کے مطابق انجام دیتا تھا، مشکل کاموں میں میرا نظریہ معلوم کرتا تھا اور اس پر عمل بھی کرتا تھا۔ میری اور میرے اصحاب کی نظر میں میرے علاوہ اس سے برابری کرنے والا کوئی نہیں تھا جس کو خلافت میں کوئی دلچسپی ہو، لہذا جب اچانک حاکم وقت کی موت قریب آئی جبکہ اسے کوئی بیماری لاحق تھی اور نہ ہی ماضی میں اسے کوئی جسمانی تکلیف رہی تھی تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب ان شاء اللہ جس طرح میں چاہتا تھا سب کچھ احسن و افضل طریقے سے سلجھ جائے گا۔ آخر کار خلافت کے لئے کچھ افراد کو، مزد کیا گیا اور میں ان میں چھٹا تھا مگر میرے مساوی ان میں سے کوئی بھی نہیں تھا، لیکن انہوں نے رسول خدا سے میرے وراثت پانے، ان سے قرابت داری، حسب نسب اور میری دامادی کے رشتے کو فراموش کر دیا، حتیٰ کہ ان میں سے کسی کے پاس ماضی کا مجھ سے بہتر کردار تھا اور نہ ہی خدمت اسلام میں وہ مجھ سے بڑھ کر تھے۔ انہوں نے شوری بٹھائی تاکہ ہم چھ افراد میں سے جس کے ساتھ اکثریت ہو اسے خلیفہ مقرر کیا جائے، اس طرح انہوں نے اس کے بیٹے کو حاکم بنا دیا اور اسے یہ حکم دیا کہ ہم چھ میں سے جو کوئی بھی اس کی خلافت کو تسلیم نہ کرے یا اس کی بات نہ مانے تو وہ اس کی گردن ماروے۔ اے برادر بیہود! یہاں صبر کی انتہا ہو گئی، ان دنوں قوم کا ہر شخص اپنے لئے نفع اندوزی میں لگا ہوا تھا جبکہ میں خاموش تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے مجھ سے میری رائے پوچھی تو میں نے اپنے اور ان کے ماضی کو ان کے سامنے رکھا اور ان کی اور میری خدمت اسلام کا نقشہ بھی واضح طور پر کھینچ دیا اور یہ بھی واضح کر دیا کہ جس مقام کا میں حقدار ہوں اس مقام کے وہ لوگ حقدار نہیں ہیں اور پھر میں نے انہیں عہد رسول کی یاد دلائی اور آپ کی تاکید بھی جو آپ میری بیعت کے لئے کیا کرتے تھے لیکن ریاست کی محبت، امر و نہی میں دست اندازی اور دنیا کی طرف میلان نے انہیں اپنی طرف کھینچ لیا اور ان سے پہلے والے لوگوں کی پیروی نے انہیں وہ حاصل کرنے پر اکسایا جسے خدا نے ان کے لئے مقرر نہیں کیا تھا، پس جب میری ان میں سے ایک کے ساتھ خلوت میں ملاقات ہوئی تو میں نے اسے خدا کی یاد دلائی اور اس کے انجام سے اسے ڈرایا اور ناحق کسی مقام پر فائز ہونے سے ڈرایا تو اس نے میری حمایت کی حامی بھری مگر اس شرط کے ساتھ کہ اپنے بعد اسے خلیفہ مقرر کروں اور چونکہ میں دستور قرآن اور ارشادات پیغمبر کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا تھا لہذا انہیں اس بات کا علم تھا کہ ان کے ہاتھ اس سے زیادہ کچھ نہیں آئے گا جسے خدا نے ان کے لئے مقرر کیا ہے اور یہ کہ جسے خدا نے ان کو دینے سے دریغ کیا ہے اس کو دینے سے میں بھی

خلافت ابن عثمان کو دے دی باوجود اس کے کہ ابن عثمان ایک شخصیت پسند اور اشراف پسند شخص تھا اور وہ تو شوری میں حاضر ہونے والوں تک کو اپنے برابر کا نہیں سمجھتا تھا تو ان سے چھوٹے رتبوں والوں کا کیا کہن! وہ ان کی یادگیری یا تذکرہ اور باتقویٰ افراد کی فضیلت کا ہرے سے قائل ہی نہیں تھا اور جن معنوی خوبیوں سے خدا نے اپنے رسول اور ان کے اہلبیت کو نوازا تھا اسے تو وہ خاطر ہی میں نہیں لاتا تھا۔ انہی دن بھی نہیں ڈھلا تھا کہ انہیں اپنے کیے پر شرمندہ ہونا پڑا اور وہ ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے اور پیچھے دکھادی حتیٰ کہ ایک دوسرے کی جان کے درپے ہو گئے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور ابھی زیادہ وقت بھی نہیں گزرا تھا کہ اس جاہل شخص کے طرفدار اس کے خلاف ہو گئے اور اس سے کنارہ کشی کر لی۔

ابن عثمان اپنے خاص دوستوں، اپنے سارے طرفداروں اور تمام اصحاب رسولؐ کے پاس گیا اور استغفیٰ کی درخواست کی اور اس نے جو خرابیاں پیدا کی تھیں ان پر پشیمانی کا اظہار کیا اور ان سے توبہ کر لی۔ اسے برادر یہود! یہ پریشانی گذشتہ تمام پریشانیوں سے سخت تر تھی، جس نے بنیاد کو ہلا دیا۔ اے کاش، ایسا نہ ہوتا! اس نے مجھے اس قدر پریشان کر دیا کہ بیان سے باہر ہے اور اس کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا مگر صبر و تحمل کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں تھا۔

اسی روز اصحاب شوری نے مجھ سے رجوع کیا اور میری مخالفت پر عذر خواہی کی اور مجھ سے درخواست کی کہ ابن عثمان کو برطرف کر کے میرے ساتھ مل کر اس کے خلاف قیام کریں تاکہ مجھے اپنا حقل مل جائے لیکن جب کبھی وہ مجھ سے رابطہ کرتے تھے میں ان کی آزمائش کرتا تھا اور ایک مرتبہ تو میں نے ان سے کہہ دیا کہ جاؤ اور اپنے سرمنڈوا کر آؤ تاکہ ہم انقلاب لے آئیں، کبھی میں کہتا ایک مخفیہ محفل بٹھاتے ہیں اور کبھی کہتا کہ ہر کوئی فلاں کے گھر میں جمع ہو جائے اور اس طرح سے میں ان کو پیش میں لا کر ان کے راز فاش کر دیتا تھا!

اے برادر یہود! یہ تمام باتیں اور دورانہ لشی میرے قیام میں حاصل ہوئیں اور میں نے دیکھا کہ گوشہ نشینی اور صبر ہی زیادہ بہتر راستہ ہے اور اس طرح دل بے سکون رہے گا، میرے طرفدار بھی محفوظ رہیں گے اور اظہار حق کے لئے بھی یہی بہتر ہے نہ کہ انقلاب برپا کرنا چاہئے ورنہ اس طرح تو یہ لوگ فنا ہو جائیں گے باوجودیکہ یہاں پر موجود ہر جانباز، میں خود اور پیغمبرؐ کے اصحاب میں سے موجود اور غائب سبھی جانتے ہیں کہ موت کی جانب قدم بڑھانا میرے لئے انتہائی گرم دن میں سرد پانی کی طرح ہے جو ایک جگر سوختہ کی پیاس بجھانے کے لئے شیریں اور گوارا ترین ثابت ہوتا ہے؛ میں، میرے چچا حضرت حمزہؓ، میرے بھائی حضرت جعفرؓ اور میرے چچازاد بھائی حضرت عبیدہؓ نے خدا اور اس کے رسولؐ کے ساتھ عہد کیا تھا کہ وہ ان سے بے وفائی نہیں کریں گے۔

میرے ساتھیوں نے پیش قدمی کر دی اور اس کی راہ میں جان دے دی جبکہ میں خدا کی مرضی کے مطابق پیچھے رہ گیا کہ ہمارے بارے میں یہ آیت نازل کی ہے: **من المؤمنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ فممنہم من قضیٰ نجیہ و منهم من ینظر و ما بدلوا تبدیلیاً**۔ (سورہ احزاب - آیت ۲۳)۔ وہ مرد جنہوں نے خدا کے ساتھ وعدہ وفائی کی ان میں سے کچھ چل بے اور کچھ ان میں سے اب بھی منتظر ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی یعنی وہ میں ہوں جو انتظار کر رہا ہوں۔

اے برادر یہود! میں اپنے عہد سے نہیں پھرا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن عثمان کے مقابلہ میں خاموشی اختیار کر لی اور اپنے ہاتھوں کو روک لیا جبکہ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ میرے لئے اس کی اخلاقی پستی آزمودہ تھی اور یہ کہ میں جانتا تھا کہ لوگ اسے سزا دیں گے اور دور یا نزدیک کے لوگوں کو اس کے قتل پر اکسائیں گے؛ میں نے کنارہ کشی اختیار کر لی اور صبر کے کام لیا یہاں تک کہ بالکل ایسا ہی ہوا ہے میں نے "نہیں" کہا اور نہ ہی "

ہاں" کہنا۔ اس کے بعد قوم میرے پاس چل کر آئی مگر خدا جانتا ہے کہ میں نے ان سے صرف اس لئے دوری اختیار کی کہ مجھے پتا تھا کہ یہ لوگ مال کی جمع آوری اور عیش و عشرت کے خوشگروں کے ہونے کے لئے ہیں جبکہ انہیں یہ بھی علم تھا کہ میں ان کی خواہشات کو پورا نہیں ہونے دوں گا اور (اس سلسلے میں) ان کے ساتھ سخت گیری سے کام لوں گا، لیکن عادت ہو جانے کی وجہ سے انہوں نے جلد بازی سے کام لیا اور اطمینان سے نہ بیٹھ سکے، اصرار و جلد بازی میں مجھے منتخب کر لیا مگر جب دیکھا کہ میرے ہاں سے ان کا کوئی دنیوی (ناجائز) مفاد پورا نہیں ہوگا تو انہوں نے میری مخالفت شروع کر دی۔

اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے جواب میں کہا: اے امیر المؤمنین، یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

پانچواں مقام نبیؐ کی وفات کے بعد یہ تھا کہ جب مجھے منتخب کرنے والوں نے یہ دیکھا کہ ان کے مفاد میرے ہاں سے پورے نہیں ہو پائیں گے تو انہوں نے اس عورت کے ذریعہ میرے خلاف بغاوت کی اور باوجود اس کے کہ میں پیغمبرؐ کی جانب سے اس عورت پر ولی و وصی مقرر تھا اسے اُوند پر سوار کیا گیا اور اس کا سامان اپنی سواریوں پر باندھ کر خوفناک بیابان اور وسیع و عریض دشت میں پھرایا گیا۔ حوٹب (مکہ سے بصرہ جاتے ہوئے ایک مقام) کے ٹٹوں نے اس عورت پر بھونکا۔ ہر وقت اور ہر موقع پر پیشانی کی علامتیں واضح تھیں، اس طرح سب لوگوں کے کہنے پر میری مخالفت کو جاری رکھا جبکہ پیغمبرؐ کے زمانے میں دوسری مرتبہ بھی میری بیعت کر چکے تھے یہاں تک کہ وہ بصرہ میں وارد ہوئے کہ جن کے باسیوں کے دست کوتاہ، ڈاڑھیاں بڑی بڑی، عقلم کم اور رائے فاسد تھی۔ یہ ہمسایہ لوگ صحرائین اور طوفان کے میزبان تھے۔ (کنایہً کم عقل لوگ تھے) اس عورت نے ان بے عقل مردوں کی زمام اپنے ہاتھ میں لے لی تھی جو بغیر علم کے تلوار اٹھا لیتے تھے اور بے سوچے تیر چلا دیتے تھے، ان کے درمیان بھی میں دو مصیبتوں میں گرفتار ہوا: اگر ہاتھ کھینچ لیتا تو اپنی شورش و فساد سے نہ پلٹتے اور عقل کے حکم کی طرف بالکل بھی متوجہ نہ ہوتے جبکہ اگر ان کے خلاف جنگ کرتا تو ایک خونی جنگ جنم لیتی جس کو میں ہرگز نہیں چاہتا تھا۔ ایک مرتبہ پھر میں نے ان پر عذر و تہدید کی حجت تمام کر دی اور اس عورت کو متنبہ کر دیا کہ وہ اپنے گھر کو لوٹ جائے اور اس کے ساتھ جو لوگ جمع تھے انہیں بھی تنبیہ کر دی کہ جو بیعت میرے ساتھ کی ہے اس میں بے وفائی نہ کریں اور نہ ہی خدا کے عہد کو توڑیں۔

میں نے اپنی جانب سے پوری کوشش کر لی کہ ان کو نقصان نہ ہو، یہاں تک کہ ان میں سے ایک کے ساتھ تو میں نے مناظرہ کیا اور اسے حق یاد دلایا اور وہ لوٹ گیا، دیگر تمام لوگوں کو بھی میں نے اس روش سے سمجھایا مگر ان کی نادانی، سرکشی اور گمراہی عروج پر تھی اور چونکہ وہ لوگ بہر صورت جنگ کرنا چاہتے تھے لہذا میں بھی ہر طرف سے ان پر وارد ہوا اور اس طرح جنگ چھڑ گئی، ان کو شکست ہوئی، حسرت اٹھانی پڑی اور انہیں سنگین بربادی کا سامنا کرنا پڑا نیز اس میدان جنگ میں بہت سے لوگ مارے گئے۔ میں تو مجبوراً جنگ کرنے پر آمادہ ہوا تھا اور ان لوگوں کا فائدہ مقصود تھا کیونکہ اگر میں اس جنگ کو قبول نہ کرتا تو انہیں وہ رعایت کیسے ملتی جو جنگ کے بعد میں نے ان کے ساتھ برتی؟ اگر میں ان کے مقابلے میں نہ آتا تو یہ اپنے اور اپنی امت کے ساتھ خیانت ہوتی اس لئے کہ دوسری صورت میں میں بھی ان کے ان جرائم میں شریک ہو جاتا جنہیں وہ انجام دینا چاہتے تھے کہ 'ان دنوں جو جو اسلامی مملکتیں تھیں وہاں تک اس بغاوت کو لے جائیں اور فساد کی آگ کو جہاں تک گنجائش ہو بھڑکا دیں، رعایا کا قتل عام کیا جائے، اسلامی حکومت اور قوانین عدالت کم عقل و کم نصیب عورتوں کے نظریہ پر قائم ہو جائے اور اس طرح روم و یمن کے بادشاہوں اور دیگر معدوم حکومتوں کی روش برپا جائے۔' اگر میں کاہلی سے کام لیتا تب بھی آخر کار جنگ ناگزیر تھی اور جن کے جرائم کے وہ عورت اور اس کے ساتھیوں تک ہوئے تھے

ان کی بناء پر ننگ و عار بھی، پھر بھی میں نے جلد بازی سے کام لیتے ہوئے بغیر سوچے سمجھے جنگ کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ پہلے میں نے اتمام حجت سے کام لیا، جس قدر ممکن تھا جنگ سے پرہیز کیا، طمانیت کا اظہار کیا، ان سے رابطہ کیا اور ثالثوں کو بھی ان کی طرف بھیجا، لہذا اپنے مفاد کی خاطر انہوں نے جو چاہا میں نے اس کا خیال رکھا، بلکہ کچھ چیزیں جو ان کے مفاد میں تو تھیں لیکن ان کے ذہنوں میں بھی نہ تھیں ان کی طرف بھی میں نے انہیں متوجہ کیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے مخالفت کی اور مجھے مجبور کر دیا کہ میں ان سے جنگ کروں۔ چنانچہ خدا کی مرضی سے ہمارا امر انتہا کو پہنچا جبکہ جن مقدموں کا میں نے ابھی تذکرہ کیا ان کے حساب سے میں ان پر حجت قائم کر چکا تھا اور اب وہ میرے سامنے محکوم تھے۔

اس کے بعد حضرت علی نے اپنے اصحاب کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے جواب دیا: اے امیر المومنین، یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علی نے فرمایا: اے برادر یہود!

چھٹا مقام نبی کی وفات کے بعد حکمین کے انتخاب اور فرزند جگر خوارہ طلیق (ابن طلحہ) سے مبارزہ کرنا تھا۔ جب سے رسول خدا مبعوث ہوئے تھے یہ شخص خدا، اس کے رسول اور مومنین سے جنگ کرتا رہا تھا یہاں تک کہ مسلمانوں نے اپنی شمشیروں سے مکہ فتح کیا۔

اسی روز اور دیگر تین موقعوں پر خود اس سے اور اس کے باپ سے میری بیعت طلب کی گئی جبکہ گذشتہ کل جس نے سب سے پہلے مجھے امیر المومنین کہہ کر سلام کیا تھا وہ اس کا باپ تھا اور یہ وہی شخص تھا جس نے گذشتہ خلفاء سے مجھے اپنا حق وصول کرنے کی ترغیب دلائی تھی یہاں تک کہ جب بھی میرے پاس حاضر ہوتا میری بیعت کی تجدید کرتا۔ عجیب ترین بات تو یہ ہے کہ جب اس نے دیکھا کہ خدا نے مجھے میرا حق دلا دیا ہے اور مجھے اپنے مقام پر کھڑا کر دیا ہے تو اس کو یہ طمع ہوئی کہ وہ چوتھا خلیفہ بن جائے اور ہماری نگرانی میں حکومت کرے، لہذا اس نے عاصی (نام کی جگہ نافرمان کی لفظ استعمال ہوئی ہے) ابن عاص سے رُجوع کر کے اسے راغب کر لیا اور اس نے دعوت قبول کر لی، چونکہ اسے حکومت مصر کی لالچ دی لہذا وہ اسی کا طرفدار ہو گیا اور صورتیکہ خراج مصر کی تقسیم سے پہلے اس کے لئے اس میں تصرف کرنا حرام تھا اور اسی طرح حاکم وقت پر بھی حرام تھا کہ اس کے حصے سے زیادہ اس کو ایک درہم بھی عطا کرے۔ اس کے بعد تو حکومت اسلامی ظلم و سرکشی کا شکار ہو گئی، لہذا جس نے اس کی بیعت کی اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور جس نے اس کی مخالفت کی اس کو اپنے سے دور کر دیا؛ اس عہد کو تو ذکر میری جانب متوجہ ہوا اور حکومت اسلامی کی غارتگری کی طرف اقدام کیا، مشرق، مغرب، شمال اور جنوب ہر جانب غارتگری پھیلا دی۔ یہ خبریں مجھ تک پہنچیں اور قبیلہ ثقیف کا ایک کانامیرے پاس آیا اور مجھے مشورہ دیا کہ میں اس کو ان شہروں کا والی مقرر کروں جو اب اس کے قبضے میں ہیں اور اس سے مصالحت کر لوں جو کہ دنیوی نقطہ نگاہ سے تو بہترین تھا بشرطیکہ خدا کے سامنے کوئی عذر پیش کر سکوں اور اس کے مظالم کا جواب دے سکوں؛ اس سلسلے میں میں نے بہت غور و فکر سے کام لیا اور میرے لئے جو قابل اعتماد لوگ تھے یعنی جو خدا، اس کے رسول، میرے اور مومنین کے خیر اندیش تھے ان سے بھی مشورہ لیا اور فرزند جگر خوارہ کے بارے میں ان کی رائے بھی دینی تھی جو میری تھی۔ خدا مجھے اس حالت میں نہ پائے کہ میں گمراہ گن افراد کو اپنا بازو بنا لوں۔

ایک مرتبہ میں نے جریر بن لہی کو اور ایک مرتبہ ابو موسیٰ اشعری کو اس کے پاس بھیجا لیکن دونوں نے دنیا پر تکیہ کر لیا اور ہوا پرستی کا شکار ہو گئے؛ لہذا وہ بھی اس سے راضی ہو گئے اور میرے ساتھ خیانت سے کام لیا۔ میں دیکھ رہا تھا کہ ہر روز زیادہ سے زیادہ احکام الہی کو پاؤں تلے روند جا رہا ہے اور ان کی سرکشی بڑھتی جا رہی ہے لہذا میں نے بدر میں شریک ہونے والے اصحاب پیغمبر اور خدا کے پسندیدہ لوگ جنہوں نے بیعت رضوان میں شرکت کی تھی اور دیگر تمام نیکوکار مسلمانوں سے مشورہ لیا تو ہر کسی کی وہی رائے تھی جو میری تھی کہ ان سے جنگ کی جائے اور انہیں احکام الہی میں دست

اندازی کرنے سے روکا جائے۔ اسی بنا پر میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ قیام کیا تاکہ انہیں ان برائیوں سے روکا جائے، ہر مقام سے میں نے انہیں خطوط تحریر کیے اور ان کی طرف اپنے نمائندے بھیجے تاکہ انہیں باطل پرستی سے دور رہنے کی دعوت دیں اور وہ میرے اور دیگر مسلمانوں کے ساتھ ہو جائیں مگر جو اب انہوں نے مجھے حکم آمیز خطوط لکھے، بے جا آرزوئیں کیں اور ایسی شرائط رکھیں جو خدا، اس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے قابل تسلیم نہ تھیں۔

اپنے ایک خط میں تو انہوں نے یہ شرط عائد کی تھی کہ پیغمبرؐ کے چند نیکو کار صحابہ کو کہ جن میں حضرت عمارؓ بن یاسر بھی شامل تھے ان کے حوالے کر دوں تاکہ وہ انہیں عثمان کے قصاص کے طور پر جان سے مار دیں۔ عمارؓ جیسے عظیم انسان کہاں پائے جاتے ہیں؟! خدا کی قسم، جب بھی ہم پانچ افراد پیغمبرؐ کے ارد گرد ہوتے تھے تو چھٹے عمارؓ ہوا کرتے تھے اور جب چار ہوتے تھے تو آپؐ پانچویں ہوا کرتے تھے۔ وہ لوگ عثمان کے قصاص کی باتیں کرتے تھے جبکہ خود اس نے، اس کے ہمراہیوں نے اور اس کے خاندان نے جو شجر ملعونہ کی شاخیں تھیں لوگوں کو اس کے قتل کی طرف بھڑکایا تھا، نتیجتاً جب میں نے ان کی ان ناروا شرائط کو نا منظور کیا تو انہوں نے مجھ پر دھاوا بول دیا، میرے خلاف سرکشی کو اپنے لئے فخر سمجھنے لگے اور قبیلہ حمیر کے تمام لوگوں کو جن کے پاس عقل تھی اور نہ بصیرت اپنے باطل دین پر یکجا کر دیا اور انہیں اشتباہ میں ڈال دیا، یہاں تک کہ انہوں نے اس کی پیروی کی: اس نے ان لوگوں کو مال دنیا کے ذریعے فریفتہ کیا اور اپنا طر فدا کر لیا۔ ہم لوگوں نے انہیں ان کرتوتوں سے باز رکھنے کے لئے محاذ کا رخ کیا اور خدا کو اپنا حکم قرار دیا نیز انہیں نصیحت کرنے اور ان پر تمام حجت کے بعد ان سے جنگ کی اور خداوند نے ہمیشہ کی طرح ہمیں اپنے دشمنوں پر غالب کیا۔ وہ پرچم رسولؐ جس کے ذریعے خدا نے حزب شیطان کو قتل کیا ہمارے ہاتھ میں تھا جبکہ اس نے تو اپنے باپ کا وہ پرچم اپنے ہاتھ میں لیا ہوا تھا جس کے تحت اس نے رسولؐ کے ساتھ جنگ کی تھی، موت کے منہ میں جا کر اور فرار کے علاوہ اس کے پاس نجات کا کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا، اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنا پرچم سرنگوں دیکھا تو اپنے آپ کو عاجز پایا۔ اس نے ابن عاص سے مشورہ طلب کیا تو اس نے مشورہ دیا کہ قرآن کو باہر نکالو اور نیزوں پر بلند کر دو اور اس کو حکم بنا کر لوگوں کو اپنی طرف بلایا جائے اور کہنے لگا کہ ابن ابی طالب، اس کے دیندار پیر و کار اور دیگر خاندان نبوت کے افراد نے آغاز میں قرآن کی حاکمیت کی دعوت دی تھی اور آخر جنگ میں بھی وہ تمہاری اس حاکمیت قرآن کی دعوت کو قبول کرنے پر آمادہ ہوں گے۔

اس نے ابن عاص کی اس رائے کو قبول کر لیا اور ناچار اس پر عمل پیرا ہوا اس لئے کہ اس کے پاس اس سے ہٹ کر کوئی راہ فرار نہ تھی جس کو اختیار کر کے قتل ہونے یا عقب نشینی سے محفوظ رہنا۔ اس نے قرآن کو بلند کیا اور اس طرح وہ اپنے منصوبہ پر عمل کرنے لگے۔ میں اپنے نیک اور مخلص ساتھیوں کو کھو چکا تھا اور باقی ماندگان نے قرآن کو حکم تسلیم کر لیا اور جنگ بندی پر رضامند ہو گئے یہ گمان کرتے ہوئے کہ پسر جگر خوارہ، قرآن کے احکامات کا پابند ہے اور ان پر عمل کرے گا لہذا اس کی دعوت پر لبیک کہہ دیا اور اس کی ہر شرط کو مان لیا جبکہ میں نے انہیں خبردار بھی کیا کہ یہ دھوکہ د فریب ہے اور یہ ایک ایسی سازش ہے جسے اس نے ابن عاص کے ساتھ مل کر رچایا ہے اور یہ ہرگز اس پر عمل نہیں کرے گا مگر کہنے لگے: ہمیں یقین نہیں آتا۔ اس طرح انہوں نے میرے حکم کو رد کر دیا اور مصر ہوئے کہ اس کی شرائط کو تسلیم کر لیا جائے خواہ مجھے پسند ہوں یا ناپسند، میں خواستہ ناخواستہ انہیں قبول کر لوں، نبوت یہاں تک پہنچ گئی کہ ان میں سے کچھ تو کہنے لگے کہ اگر علیؓ ان شرائط کو تسلیم نہیں کرتے تو انہیں بھی ابن عصفان کی مانند قتل کر دیا جائے ورنہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان والوں کو پھر ہند کے حوالے کر دیں۔

خدا جانتا ہے کہ جس قدر ممکن تھا میں نے کوئی راہ نکالنے کی کوشش کی تاکہ کوئی تہیہ کام کر سکتا لیکن ایسا نہ ہوا۔ میں نے ان سے کہا کہ

مجھے ایک اونٹنی کے دوہنے یا گھوڑے کی ایک دوڑ جتنی تو مہلت دے دو تا کہ میں اپنے امور کو انجام دے لوں مگر ان لوگوں نے میری بات نہ مانی سوائے ان بزرگوار -- یہ کہتے ہوئے آپ نے حضرت مالک اشترؓ کی جانب اشارہ کیا -- ان کے پیروکاروں اور میرے اپنے خاندان والوں کے کہ انہوں نے میری آواز پر لبیک کہا۔ بخدا جس چیز نے مجھے اپنی روشن فکر کے درپے ہونے سے روک رکھا تھا وہ ان دو تین -- اپنے ہاتھ سے امام حسن و امام حسینؑ کی طرف اشارہ کیا -- کے قتل ہو جانے کا خوف تھا کہ مبادا نسل رسول خداؐ منقطع ہو جائے اور پھر ان دو تین -- حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ اور حضرت محمد ابن حنفیہ کی جانب اشارہ کیا -- کے قتل کا بھی خوف تھا۔ اس لئے کہ مجھے پتا تھا کہ اگر یہ میری خاطر یہاں نہ آتے تو ان کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہوتا لہذا مجبوراً مجھے قضائے الہی اور امت کے فیصلے کو تسلیم کرنا پڑا۔

لہذا جنگ بندی کے بعد دشمنوں کے سر سے تلوار ہٹائی گئی اور انہوں نے اپنے آپ کو حکم بنالیا اور خدا کو اپنے تحت اختیار قرار دیا اور اس طرح انہوں نے قرآن اور اس کے احکامات کو ہالائے طاق رکھ دیا۔ بذات خود میں کسی کو دین خدا میں حکم تسلیم نہیں کرتا اس لئے کہ دین خدا میں بشر کی حکمیت بغیر کسی شبہ و تردد کے خطا ہے لیکن یہ امت حکمیت کی تقرری کے علاوہ کسی بات پر راضی نہ ہوئی۔

ایسی صورت میں میں نے یہ ارادہ کر لیا کہ اپنے خاندان میں سے یا دیگر اتباع کرنے والے قبیلوں میں سے کسی عقلمند، قابل اطمینان اور دیندار شخص کو حکم مقرر کروں مگر میں جس کو بھی نامزد کرتا تھا پسر ہندا سے قبول کرنے پر آمادہ نہیں تھا، میں جو بھی حق بات کہتا تھا وہ اس سے سرکشی کرتا تھا اور جو بات سے مجھے اپنے ساتھیوں کی مدد پر مجبور کیا اس لئے کہ ان کا اصرار اس بات پر تھا کہ میں دو افراد کو حکم مان لوں -- تسلیم حکمین -- بخدا، میں نے ان سے بیزاری کا اظہار کیا اور یہ فیصلہ ان کے ہی سپرد کر دیا تو انہوں نے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا جسے ابن عباس نے فریب میں مبتلا کر دیا اور شرق و غرب اس کی رسوائی سے پُر ہو گئے اور وہ لوگ خود اس حکم کی تقرری پر پشیمان ہوئے۔

اس کے بعد حضرت علیؑ نے اپنے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ تو سب نے جواب میں کہا: اے امیر المؤمنین،

یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔ پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: اے برادر یہود!

ساتواں مقام نبیؐ کی وفات کے بعد یہ تھا کہ رسول خداؐ نے مجھے وصیت کی تھی کہ میں اپنی آخر عمر میں اپنے ایسے ساتھیوں سے جنگ کروں گا جو دن کو روزہ رکھیں گے، راتوں کو عبادت میں بسر کریں گے اور قرآن کی تلاوت کرتے ہوں گے مگر میری مخالفت اور مجھ سے جنگ کرنے کی بناء پر وہ دین سے اس طرح خارج کر دیئے جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، ذوالثد یہ بھی ان کے درمیان ہے، ان کے قتل کے بعد انجام کار سعادت میرے ساتھ ہوگی۔ پس حکمین والی کارروائی کے بعد ایسی جگہ پر واپس ہوا تو دیکھا کہ ان میں سے کچھ لوگ آپس میں مخالف ہو گئے ہیں اور ایک دوسرے کو سرزنش کر رہے ہیں کہ آخر جنگ صفین حکمین پر ختم ہوگی لہذا اپنے پیوشو سے انتقام لینے کے علاوہ ان کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا؛ کہنے لگے کہ امام کو ہماری ناقص رائے کی پیروی نہیں کرنی چاہئے تھی اور چونکہ ان پر ہماری غلطی ثابت ہو چکی تھی لہذا ان پر لازم تھا کہ اپنے آپ کو یا خطا کاروں کو قتل کر دیتے، لیکن چونکہ انہوں نے کابلی سے کام لیا اور ہماری پیروی کر لی لہذا وہ کافر ہو گئے اور اب ان کو قتل کر دینا ہمارے لئے جائز ہے اور وہ سب اس رائے پر متفق ہو گئے نیز فوراً ہی میرے لشکر سے خارج ہو کر لا خکممہ اللہ کا نعرہ لگانے لگے۔ ان کا ایک دستہ نخیلہ میں تو دوسرا حرواء میں جاگزین ہوا جبکہ ایک دستہ نے مشرق کی سمت پیش رفت کی۔ وہ لوگ دجلہ کے پار جس مسلمان کے بھی رُو برو ہوتے اس کو میرے متعلق آزماتے اور اگر وہ مجھے کافر تسلیم کر لیتا تو اسے زندہ چھوڑ دیتے ورنہ اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے۔ میں پہلے اور دوسرے دستہ کے پاس گیا اور

انہیں خدا اور حق کی پیروی اور اسی کی جانب لوٹ جانے کی دعوت دی مگر وہ تلوار کے علاوہ کوئی شے قبول کرنے کو تیار نہ تھے اور کوئی شرط بھی انہیں مطمئن نہ کر سکی، لہذا جب میں ان سے مایوس ہو گیا تو پہلے دو دستوں کو حکم خدا مغلوب کر لیا اور اس دستہ نچیلے اور اس دستہ حرو راہ کو نابود کر دیا۔

اے برادر یہود! مجھے بے حد افسوس ہے کہ اگر یہ لوگ اس بنیادیں بنا دینے والی راہ پر نہ چلے ہوتے اور اس طرح فنا نہ ہوئے ہوتے تو اسلام کے لئے میرے پاس کس قدر مضبوط مدد ہوتی مگر خدا کو ان کے لئے اس ناگوار انجام کے علاوہ کچھ اور منظور ہی نہ تھا۔ اس کے بعد میں نے تیسرے دستہ کی جانب ایک خط تحریر کر کے بھیجا اور یکے بعد دیگرے نمائندے ارسال کیے جبکہ میرے نمائندے برگزیدہ، خدا پرست اور زاہد تھے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اور اس طرح یہ دستہ بھی پہلے دو دستوں کی طرح ان ہی کی روش پر گامزن رہا اور انہوں نے بھی جلد بازی سے کام لیتے ہوئے اپنے مخالف مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور نیکو کاروں کو لگا تار نابود کر دیا۔ میں بھی ان کے سروں پر سوار ہو گیا اور جلد کا راستہ ان پر بند کر دیا نیز ایک بار پھر میں نے اپنے نمائندے اور مخلص لوگوں کو ان کے پاس بھیجا اور جان توڑ کوشش کے ساتھ کبھی ان حضرت اور کبھی ان حضرت کو (اس کے ساتھ آپ نے اپنے ہاتھ سے مالک اشتر، اخف بن قیس، سعید بن قیس ارجی اور اشعث بن قیس کندی کی طرف اشارہ کیا) عذر پذیری کے لئے بھیجا لیکن چونکہ وہ جنگ کے علاوہ کسی اور بات پر آمادہ نہ ہوئے لہذا ان کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ اے برادر یہود! وہ تمام کے تمام افراد کہ جن کی تعداد چار ہزار سے بھی زائد تھی مارے گئے اور ان میں سے ایک بھی خبر دینے والا باقی نہ رہا۔

اس کے بعد ان متتولین میں سے ذوالندبہ کو الگ کیا اور ان حاضرین کے سامنے کہ جنہیں تم اس وقت دیکھ رہے ہو باہر لے آیا اور اس کے پستان عورت کے پستان کی مانند تھے۔

اس کے بعد حضرت علی نے اپنے اصحاب کی جانب رخ کیا اور فرمایا: کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ سب نے کہا: اے امیر المؤمنین، یقیناً ایسا ہی ہوا تھا۔ فرمایا: اے برادر یہود! ان چودہ مقامات پر میں آزمائش پر پورا اتر اور پھر صرف ایک مقام باقی رہ گیا اور وہ بھی نزدیک ہی ہے تو اصحاب حضرت علی اور اس الجالوت گریہ کرتے ہوئے کہنے لگے: آقا، اب اس آخری واقعہ سے بھی باخبر کر دیجئے کہ وہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ آخری واقعہ یہ ہے کہ یہ (اپنے ہاتھ سے اپنی ریش مبارک کی طرف اشارہ کیا) اس (اپنے ہاتھ سے اپنے سر کی مانگ کی جانب اشارہ کیا) کے خون سے رنگین ہو جائے گی۔

یہ ایک لوگوں کے نالہ و فریاد کی آوازیں بلند ہوئیں اور کوفہ کی وسیع حدود میں ہر گھر کے رہنے والے جوع فزع کرتے ہوئے باہر نکل آئے اور اس الجالوت نے حضرت علی کے ہاتھوں اسی وقت اسلام قبول کر لیا اور وہ امیر المؤمنین کی شہادت تک وہیں مقیم رہا اور جب ابن ملجم کو گرفتار کر لیا گیا تو اس الجالوت بھی امام حسن کی خدمت میں آیا اور حالیکہ لوگ امام کے ارد گرد تھے اور ابن ملجم آپ کے سامنے، تو اس الجالوت نے کہا: اے ابو محمد (کنیت امام حسن) اسے قتل کر دیجئے، خدا اسے عارت کرے، کہ میں نے حضرت موسیٰ پر نازل ہونے والی کتابوں میں پڑھا ہے کہ خدا کے نزدیک یہ ابن آدم کے اپنے بھائی کو قتل کرنے اور اس عدار کے بزم سے بھی عظیم ہے جس نے ناقہ خمود کو ایذا پہنچائی تھی۔

﴿۳۶﴾ سات دنوں، اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعرات، جمعہ اور ہفتہ کے متعلق کچھ باتیں: رسول خدا نے فرمایا: جمعہ کا دن عبادت کا دن ہے لہذا تم لوگ اس میں اللہ عزوجل کی عبادت کیا کرو، ہفتہ آل محمد کے لئے مخصوص ہے، اتوار ان کے شیعوں کے لئے، پیر بنو امیہ کا دن ہے، منگل بنی کاہان ہے، بدھ بنو عباس اور ان کی فتح کا دن ہے اور جمعرات کے دن کی صبح میری امت کے لئے مبارک ہے۔

﴿۳۷﴾ اتوار اور اس کے بعد سے متعلق وارد ہونے والی خصوصیات: امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا گزر کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا جو فصد کھلوا رہے تھے تو آپ نے فرمایا: اتوار کی رات تک اسے ملتوی کیوں نہیں کرتے کہ ایسا کرنا بیماری سے شفا کا سبب بنے گا۔

ایک مرفوع روایت میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق کے ایک چاہنے والے سے آپ نے فرمایا: کیا بات ہے تم اپنے کام کو روانہ کیوں نہیں ہوئے؟ جو باہم مرض کیا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں، آج اتوار کا دن جو ہے تو امام نے فرمایا: تو اتوار کے ہونے سے کیا ہوتا ہے؟ اس شخص نے نبی سے منسوب ایک روایت سنا دی کہ جس میں آپ سے منقول ہے کہ اتوار کے دن کی شدت سے پرہیز کرو کہ اس کی تاثیر اتوار کی دھار جیسی ہے، اس پر امام جعفر صادق نے فرمایا: جھوٹ کہتے ہیں لوگ، جھوٹ کہتے ہیں لوگ، رسول خدا نے ایسا کچھ نہیں کہا، بلکہ الأُحد (عربی میں اتوار کو کہتے ہیں) خدا کے اسمائے حسنیٰ میں سے ایک اسم ہے۔ اس شخص نے کہا: میں آپ پر فدا، تو پھر پیر کا دن کیسا ہے؟ فرمایا: اُن دنوں کے نام پر رکھا گیا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ اُن دنوں کے نام پر رکھا گیا جبکہ وہ دونوں تو پیدا ہی نہیں ہوئے تھے؟! تو آپ نے فرمایا: جب تم سے کوئی بات کہہ دی گئی ہے تو اب اسے سمجھو (بھی) کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو اس دن کا علم تھا کہ جس دن اس کے نبی کی روح قبض کی جائے گی اور اسے اس دن کا بھی علم تھا کہ جس دن اس کے نبی کے وصی پر ظلم ہوگا، لہذا اُس نے اُن دنوں کے نام پر اس دن کا نام رکھ دیا۔ اس شخص نے کہا: تو پھر منگل کا کیا؟ آپ نے فرمایا: منگل کے روز آگ کی تخلیق ہوئی اور یہی اس ارشاد الہی کا مطلب ہے: انطلقوا الی ما کنتم بہ تکذبون. انطلقوا الی ظل ذی ثلاث شعب. لا ظلیل ولا یغنی عن اللہ (سورہ مرسلات - آیت ۲۹ تا ۳۱) تو اُس شخص نے کہا: تو پھر بدھ کا روز؟ فرمایا: جہنم کے چار ستونوں کی بنیاد بدھ کے روز رکھی گئی۔ اس نے کہا: جمعرات کا دن؟ فرمایا: جمعرات کے روز اللہ تعالیٰ نے جنت کو خلق کیا۔ اس شخص نے پوچھا: جمعہ کا روز؟ آپ نے فرمایا: جمعہ کے روز اللہ عزوجل نے تمام مخلوق کو ہماری ولایت کے لئے جمع کیا۔ اس شخص نے پوچھا: ہفتہ کا دن؟ فرمایا: ہفتہ کے روز خدا نے اپنے فرشتوں کو اپنی جانب متوجہ کیا تو انہوں نے اسے واحد پایا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: ہفتہ کا دن مکرو فریب کا دن ہے، اتوار کا دن شادی و تعمیر کا دن ہے، پیر سفر و تلاش کے لئے مخصوص ہے، منگل کا دن جنگ و خون کا دن ہے، بدھ منحوس دن ہے کہ اس میں لوگ فال لیتے ہیں، جمعرات کا دن امراء کے پاس حاضر ہونے اور قضائے حاجات کا دن ہے جبکہ جمعہ کا دن خطبہ اور کاج کا دن ہے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: پیر کا روز استقنا و بارش کی دعا کرنے کے مقامات کی جانب سفر کرنے کا دن ہے۔

﴿۳۸﴾ پیر کے دن کے متعلق جو باتیں وارد ہوئیں: یونس ابن یعقوب کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا کہ رسول خدا بروز پیر فصد کھلواتے تھے اور فصد کھولنے والے کو گندم عطا کرتے تھے۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں: رسول خدا بروز پیر عصر کے بعد فصد کھلواتے تھے۔

امام جعفر صادق نے فرمایا: بروز پیر دن کے آخری حصہ میں فصد کھلواؤ کہ یہ یکسر درد کو بدن سے نکال پھینکتا ہے۔ عقبہ ابن بشیر کہتا ہے کہ میں بروز پیر امام محمد باقر کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے کچھ باتیں کہیں جس پر میں نے آپ سے کہا کہ میں تو روزہ سے ہوں تو آپ نے فرمایا کہ آج کس سلسلے میں روزہ رکھا ہے؟ میں نے کہا: اس لئے کہ آج کے دن رسول خدا پیدا ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ آج کیا پیدا کیا گیا تھا تو اب نہیں جانتے، البتہ آج کس نے اس دنیا سے کوچ کیا تھا تو اب نہیں جانتے۔ اس سے حدیث ہے: فرمایا: اس دن نہ روزہ رکھا کرو اور نہ

سفر کیا کرو۔

علی ابن جعفر کہتے ہیں: ایک شخص میرے بھائی موسیٰ ابن جعفر کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے کہنے لگا: میں آپ پر خدا ہو جاؤں، میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں لہذا میرے حق میں دعا کریں تو آپ نے دریافت کیا: سفر پر کب چرہے ہو؟ اس نے کہا: پیر کے روز تو آپ نے اس سے فرمایا: پیر کے دن سفر کیوں کر رہے ہو؟ اس نے کہا: برکت کی خاطر کہ رسول خداؐ بروز پیر پیدا ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: لوگ جھوٹ کہتے ہیں، رسول خداؐ جمعہ کے روز پیدا ہوئے تھے حالانکہ پیر کا دن تو منحوس ترین دن ہے کہ اس دن رسول خداؐ نے انتقال فرمایا تھا، آسمان سے وحی آنے کا سلسلہ منقطع ہوا تھا اور اس دن ہمارا حق چھینا گیا تھا۔ کیا میں تم کو ایسے دن سے آگاہ نہ کروں جو آسان ہے کہ اس دن اللہ نے حضرت داؤد کے لئے لوہے کو نرم کیا تھا؟ وہ شخص کہنے لگا کہ ہاں بتلائیے کہ میں آپ پر خدا۔ آپ نے فرمایا: منگل کا دن۔

﴿۴۹﴾ منگل کے دن کمرے متعلق جو باتیں وارد ہوئیں: رسول خداؐ نے فرمایا: جو منگل کے روز فصد کھلوائے گا جبکہ مہینہ کی سترہ، اٹیس یا اکیس تاریخ ہو تو سال بھر کے لئے اس کو بیماریوں سے شفا ملے گی اور علاوہ ازیں اسے در و سر، انتوں کے درد، جنون، برس اور جدام سے شفا ملے گی۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: جو مسافر ہو اسے چاہئے کہ ہفتہ کے روز سفر کرے، کیونکہ اگر کوئی پتھر ہفتہ کے دن پہاڑ سے کھسک جائے تو خدا اُسے بھی اپنی جگہ پر واپس لے آتا ہے نیز جس کے لئے اپنی حاجات کا بر لانا مشکل ہو رہا ہو اسے ان کی طلب میں منگل کے روز جانا چاہئے اس لئے کہ یہ وہ دن ہے کہ جب اللہ نے حضرت داؤد کے لئے لوہے کو نرم کیا تھا۔

﴿۵۰﴾ روز بدھ کے متعلق جو باتیں وارد ہوئیں: یعقوب ابن یزید ہمارے کسی ساتھی سے نقل کرتا ہے کہ میں بدھ کے روز امام محمد تقیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا در حالیکہ آپ فصد کھلوا رہے تھے تو میں نے آجناب سے کہا: اہل حرین (مکہ و مدینہ کے رہنے والے) روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی بدھ کے روز فصد کھلوائے اور اُسے کوڑھ لگ جائے تو وہ اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرے تو آپ نے فرمایا: جھوٹ کہتے ہیں، بلکہ یہ مرض تو اُسے لاحق ہوتا ہے جس کی ماں حیض کے دوران حاملہ ہوئی ہو۔

عبدالرحمن ابن عمر وابن اسلم کہتا ہے: میں نے امام موسیٰ کاظمؑ کو بدھ کے روز فصد کھلواتے دیکھا جبکہ آپ تپ میں مبتلا تھے اور تپ ٹوٹنے کا نام ہی نہ لیتا تھا، لہذا آپ نے جمعہ کے دن فصد کھلوا یا تو تپ ٹوٹ گئی۔

محمد بن احمد دقاق بغدادی سے منقول ہے کہ میں نے ابو الحسن ثانی (امام رضاؑ) کی خدمت میں ایک خط لکھا اور آپ سے دریافت کیا کہ مہینہ کے آخری بدھ کے روز سفر کرنا کیسا ہے؟ آپ نے تحریر کیا: جو شخص فال بد لینے والوں کی مخالفت میں مہینہ کے آخری بدھ کو سفر کرے تو وہ بر آفت، بیماری اور جسمانی عیب سے محفوظ رہے گا نیز خدا اس کی حاجت بر لائے گا۔ (راوی کہتا ہے) ایک مرتبہ پھر میں نے آپ کی خدمت میں تحریر یہ دریافت کیا کہ اگر کوئی مہینہ کے آخری بدھ کے روز فصد کھلوائے؟ آپ نے جواباً رقم کیا: جو شخص فال بد لینے والوں کی مخالفت میں مہینہ کے آخری بدھ کو فصد کھلوائے گا تو اُسے ہر بیماری سے شفا ملے گی، وہ ہر جسمانی عیب سے محفوظ رہے گا اور اس کے فصد کھلوانے کا مقام کبھی ہر اذہ ہوگا۔ رسول خداؐ سے منقول ہے کہ مہینہ کا آخری بدھ شخص مُسْتَر ہے۔ (اس دن بمطابق قرآن قوم عاد پر عذاب نازل ہوا تھا اور انہیں ہلاک کر دیا گیا تھا؛ یہ قرآنی اصطلاح ہے)

بشار ابن بشار سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے کہا: بدھ کے روز کس وجہ سے روزہ رکھا جاتا ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ آگ کی تخلیق بدھ کے روز ہوئی تھی۔

حذیفہ ابن منصور سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو بدھ کے روز بعد عصر فصد کھلواتے دیکھا۔ امیر المؤمنین سے منقول ہے کہ بدھ کے روز فصد کھلوانے اور نورہ لگانے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ دن نحس مستمر ہے اور اسی روز جہنم کی تخلیق ہوئی تھی۔

امیر المؤمنین نے فرمایا: کسی شخص کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ بدھ کے روز نورہ لگانے سے پرہیز کرے کہ یہ دن نحس مستمر ہے۔ ایک شخص کو فد کی جامع مسجد میں کھڑے ہو کر امیر المؤمنین سے پوچھنے لگا: آپ مجھے بدھ کے روز کے متعلق باتیں بتلائیں کہ اس دن فال بد کیوں لی جاتی ہے، اسے نامبارک سمجھتے ہیں اور یہ کونسا بدھ ہے؟ آپ نے فرمایا: مہینہ کا آخری بدھ جبکہ محاق کی راتیں ہوں۔ چاند کی ۲۸، ۲۷ اور ۲۹ ویں تاریخ۔ بدھ کے روز قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا، بدھ کے روز حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکا گیا تھا، بدھ کے روز مثنیق کی تخلیق ہوئی تھی، بدھ کے روز اللہ نے فرعون کو غرق کیا تھا، بدھ کے روز اللہ نے قوم لوط کی زمین کو پلنا تھا، بدھ کے روز اللہ عزوجل نے قوم عاد پر جلا دینے والی ہوا بھیجی تھی، بدھ کے روز اس قوم کے باغات گھڑسواروں کے ذریعے سیاہ ہوئے تھے اور زمین پر گرا دیئے گئے تھے، بدھ کے روز اللہ نے نمرود پر چمچھ کو مسلط کیا تھا، بدھ کے روز فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو طلب کیا تھا تاکہ انہیں قتل کر دے، بدھ کے روز ان کے اوپر چھت گرمی تھی، بدھ کے روز فرعون نے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کرنے کا حکم صادر کیا تھا، بدھ کے روز بیت المقدس کو ویران کیا گیا تھا، بدھ کے روز فارس کے علاقہ اصطر میں مسجد سلیمان بن داؤد کو جلا یا گیا تھا، بدھ کے روز حضرت یحییٰ ابن زکریا کو قتل کیا گیا تھا، بدھ کے روز فرعون کی قوم پر پہلا عذاب نازل ہوا تھا، بدھ کے روز خدا نے قارون کو زمین میں دھنسا دیا تھا، بدھ کے روز اللہ نے حضرت ایوبؑ سے اُن کے مال اور اولاد کو لے کر اُن کی آزمائش کی تھی، بدھ کے روز حضرت یوسفؑ کو قید خانے میں ڈالا گیا تھا، بدھ کے روز اللہ عزوجل نے فرمایا: اِنَّا مَكْرَسَاهُمْ و قَوْمِهِمْ اَجْمَعِينَ (سورہ نمل - آیت ۵۱) ”ہم نے ان کو اور ان کی قوم سب ہی کو ہلاک کر دیا“ بدھ کے روز انہیں حیمہ نے آلیا، بدھ کے روز انہوں نے اونٹنی کو ذبح کیا، بدھ کے روز اُن پر پتھیل سے پتھروں کی بارش ہوئی، بدھ کے روز پیغمبرؐ فرمائی ہوئے اور ان کے آگے کے چار دندان مبارک شہید ہو گئے اور بدھ کے روز بنی عمالقہ نے بنی اسرائیل سے تابوت چھینے تھے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: اگر کسی کو مجبوراً بدھ کے روز سفر کرنا پڑ جائے یا کسی کا خون بدھ کے روز جوش مارے تو اس کے لئے سفر کرنا یا فصد کھلوانا جائز ہے اور اس کی نحوست ظاہر نہیں ہوگی بالخصوص جب وہ فال بد لینے والوں کی مخالفت میں ایسا کرے، البتہ اگر کوئی شخص اس دن سفر کرنے اور فصد کھلوانے پر مجبور نہ ہو تو اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ پرہیز کرے لہذا نہ سفر کرے اور نہ ہی فصد کھلوائے۔

﴿۵۱﴾ جمعرات کے متعلق وارد باتیں: مسقب ابن مبارک سے منقول ہے کہ میں جمعرات کے روز امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حالیکہ آپ فصد کھلوارہے تھے، میں نے کہا: اے فرزند رسولؐ، آپ جمعرات کے دن فصد کھلوارہے ہیں؟! آپ نے فرمایا: ہاں، اور تم میں سے بھی جو کوئی فصد کھلوانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ جمعرات کے دن فصد کھلوائے کہ جمعہ کی شام قیامت کے خوف سے خون جوش مارتا ہے اور جمعرات کی صبح تک اپنے اصلی مقام پر واپس نہیں آتا۔ اس کے بعد آپ اپنے غلام زینب کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے زینب، فصد کی

شاخ کو اچھی طرح چسپاں کرو، نرمی کے ساتھ چوسو اور نشتر جلدی چلاؤ۔

نیز امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص مہینہ کی آخری جمعرات کو دن کی ابتدا میں فصد کھلوائے گا تو بیماری بیکسر اس سے دُور ہو جائے گی۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں: رسول خداؐ وہ پہلے مبعوث تھے جنہوں نے پے درپے اتنے روزے رکھے کہ لوگ سمجھے اب یہ کبھی بغیر روزہ کے نہیں ہوں گے اور جب آپؐ نے روزہ رکھنا ترک کیا تو لوگ سمجھتے تھے کہ اب آپؐ کبھی روزہ نہیں رکھیں گے، اس کے بعد رسول خداؐ نے ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن بغیر روزہ سے رہنا شروع کر دیا اور یہی حضرت داؤدؑ کے روزہ رکھنے کی روش تھی، اس کے بعد آپؐ نے تاوفات ایسا کیا کہ ہر ماہ دو جمعرات روزے رکھتے کہ جن کے بیچ ایک بدھ بھی شامل ہوتا۔

امام صادقؑ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ سے دو جمعرات اور ان کے درمیان ایک بدھ کو روزہ رکھنے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: جہاں تک جمعرات کا تعلق ہے تو اس روز خدا کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور بدھ کو جنم خلاق کی گئی، جبکہ روزہ ذبحال ہے۔ امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص جمعرات کے روز اپنے ناخن تراشے اور ایک ناخن کو جمعہ کے لئے چھوڑ دے تو خدا اس سے تنگ ذوق و دُور کر دیتا ہے۔

﴿۵۲﴾ جمعہ کے متعلق وارد ہونے والی باتیں: محمد بن رباح قناب سے منقول ہے کہ میں نے ابوہریرہؓ (امام کاظمؑ) کو جمعہ کے روز فصد کھلواتے دیکھا تو میں نے کہا: میں آپؓ پر قربان، آپ جمعہ کو فصد کھلوا رہے ہیں؟! آپ نے فرمایا: میں آیت الکرسی پڑھ رہا ہوں۔ جب کبھی تمہارا خون پیمان میں آئے، خواہ دن ہو خواہ رات، تو آیت الکرسی پڑھو اور فصد کھلواؤ۔ رسول خداؐ سے منقول ہے کہ قیامت جمعہ کے روز ظہر اور عصر کے درمیان واقع ہوگی۔

رسول خداؐ نے فرمایا: ہر جمعہ کی شب اپنے اہل خانہ کے لئے پھل اور گوشت لے جاؤ تاکہ وہ لوگ جمعہ کا روز بخوشی گزاریں نیز رسول خداؐ گرمی میں جب اپنے گھر سے باہر تشریف لے جاتے تھے تو وہ جمعرات کے روز جاتے تھے اور سردی میں جب سردی سے حفاظت کے لئے اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو جمعہ کے روز داخل ہوتے تھے جبکہ یہ بھی منقول ہے کہ رسول خداؐ کی آمد و رفت جمعہ کے روز ہی ہوتی تھی۔

ابو کہسب سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے کہا: مجھے کوئی ایسی دعا تعظیم کریں جس کے ذریعے میں اپنا رزق نازل کرواؤں تو آپ نے فرمایا: اپنی مونچھیں اور ناخن کو تراشا اور یہ عمل جمعہ کے روز انجام پانا چاہئے۔

امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جمعہ کے روز ناخن تراشنا جذام، برص اور اندھے پن سے امان میں رکھتا ہے، اور اگر تراشنے کی نوبت نہ آئی ہو تو انہیں گھس لیا کرو۔

نیز امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ناخن تراشے اور اپنی مونچھوں کو کاٹے اور پھر یہ کہے: بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی سُنَّةِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ تو اسے ہر ناخن اور بال کے عوض اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام کو آزاد کرنے کا ثواب عطا ہوگا۔

رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے روز اپنے ناخن تراشے تو اس کی انگلیوں کے پوروں سے بیماری نکل جاتی ہے اور شفا داخل ہو جاتی ہے۔ نیز منقول ہے کہ نہ اسے جنون لگتا ہے، نہ جذام ہوتا ہے اور نہ برص۔

جعفری نے منقول سے کہ میں نے امام کاظمؑ کو یہ کہتے سنا کہ اپنے ناخنوں کو منگھل کے روز تراشا، بدھ کے روز حمام جاؤ، اگر ضرورت ہو تو

جمعرات کے روز نصد کھلو اور جمعہ کے روز بہترین قسم کی خوشبو لگاؤ۔

امام رضا سے منقول ہے کہ کسی شخص کو یہ زیبا نہیں کہ وہ کسی دن بھی خوشبو کا ناغہ کرے، اگر اس کے لئے یہ ممکن نہیں تو اسے چاہئے کہ ایک دن چھوڑ کر خوشبو لگایا کرے نیز اگر یہ بھی اس کے لئے ممکن نہیں تو ہر جمعہ کو خوشبو لگایا کرے اور اسے ترک نہ کرے۔
سکن خزاز سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا کہ جمعہ کے روز اللہ کے لئے ہر مسلمان پر ایک فرض عائد ہے: موچھوں اور ناخنوں کو تراشے اور کوئی خوشبو لگائے۔

انس سے منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: شب جمعہ میں اللہ کے لئے چوبیس گھڑیاں ہوتی ہیں اور ہر گھڑی میں اللہ چھ لاکھ افراد کو جہنم سے آزادی دیتا ہے۔

ہشام ابن حتم نے امام جعفر صادق سے اس شخص کے بارے میں روایت کی ہے جو صدقہ اور روزہ وغیرہ... جیسی نیکی بجالانا چاہتا ہو: مستحب ہے کہ ایسا جمعہ کے روز کیا جائے اس لئے کہ جمعہ کے روز نعل دُگنا کر دیا جاتا ہے۔

امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن کوئی شعر کہے تو اس دن اس کا بس یہی حصہ ہوگا! (یعنی جمعہ کے دن شعر نہ پڑھا جائے)۔

رسول خدا نے فرمایا: جب تم کسی بوڑھے کو دیکھو جو جمعہ کے روز احادیث جاہلیت بیان کر رہا ہو تو اس کے سر پر مارو چاہے کنکر ہی سہی! امام جعفر صادق فرماتے ہیں: جو شخص مندرجہ ذیل دعا کو شب جمعہ مغرب کی نافلہ کے آخری سجدہ میں سات مرتبہ پڑھے، اور اگر روزانہ رات کو پڑھے تو بہتر ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِوَجْهِکَ الْکَرِیْمِ وَ اَسْمِکَ الْعَظِیْمِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذَنْبِیْ الْعَظِیْمِ تو اس دعا سے فارغ ہوتے ہی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

نیز راوی کہتا ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جب جمعرات کی شام اور جمعہ کی شب ہوتی ہے تو آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ جن کے ہمراہ سونے کے قلم اور چاندی کے صحیفے ہوتے ہیں اور وہ لوگ جمعرات کی شام، جمعہ کی شب اور جمعہ کے دن غروب آفتاب تک سوائے نبی اور ان کی آل پر درود کے کچھ تحریر نہیں کرتے۔ نیز جمعہ کے روز نماز کی وجہ سے صبح کے وقت سفر کرنا اور اپنی حاجات براری کے لئے کوششیں کرنا مکروہ ہے البتہ بعد از نماز جائز ہے اور بابرکت بھی۔

ابویوب ابراہیم ابن عثمان خزاز سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں پوچھا: فَاِذَا قَضِیْتَ الصَّلٰوةَ فَانْتَشِرْ وَاغْنِیْكَ مِنَ الْاَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (سورہ جمعہ - آیت ۱۰) تو آپ نے فرمایا: جمعہ کے دن نماز اور ہفتہ کے روز انتشار (روزی کے لئے نکلتا)۔

نیز امام جعفر صادق نے فرمایا: افسوس اس مسلمان شخص پر جو ہفتہ میں جمعہ کے دن اپنے آپ کو امور دینی کے لئے فارغ نہیں رکھتا کہ وہ ان کے بارے میں سوالات کر سکے۔

﴿۵۳﴾ روز ہفتہ کے متعلق وارد ہونے والی باتیں: امام جعفر صادق نے فرمایا: اگر کوئی سفر کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ ہفتہ کے روز سفر کرے اس لئے کہ اگر اس دن کوئی پتھر اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو اللہ اسے اس کی جگہ پر لوٹا دیتا ہے۔

رسول خدا فرماتے ہیں: اے میرے اللہ، میری امت کے لئے ہفتہ اور جمعرات کی محسین مبارک کر دے۔

نیز انہی آئندہ سے منقول ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: علیؑ الصبح اپنی ضروریات کے لئے نکل پڑو اور جب خط لکھو تو اس پر مٹی چھڑکو کہ اس سے حاجت بہتر طور پر روا ہوتی ہے اور نیکی کو خوش برووں کے پاس تلاش کیا کرو۔

رسول خدا نے فرمایا: جو شخص ہفتہ اور جمعرات کے روز اپنے ناخن تراشے اور اپنی موچھیں کتروائے تو اسے دانتوں اور آنکھ کی بیماری سے عافیت نصیب ہوتی ہے۔

امام جعفر صادق فرماتے ہیں: ہفتہ کا دن ہمارے لئے مخصوص ہے، اتوار کا دن ہمارے شیعوں کے لئے، پیر ہمارے دشمنوں کے لئے اور منگل کا دن، بنو امیہ کے لئے مخصوص ہے، جبکہ بدھ دوپینے کا دن ہے، جمعرات قضاے حاجات کا دن ہے اور جمعہ صفائی اور خوشبو لگانے کا دن ہے اور یہی مسلمانوں کے لئے عید ہے۔ نیز یہ عید الفطر اور عید قربان سے بھی افضل ہے، جبکہ عید غدیر غم تمام عیدوں سے افضل ہے، اس کا دن اشعار ذی الحج ہے اور ہم اہلبیت کا قائم (عجل اللہ فرجہ) جمعہ کے روز خروج کرے گا، جمعہ کے روز قیامت برپا ہوگی اور جمعہ کے روز محمدؐ اور ان کی آل پر ڈرود سے بہتر کوئی عمل نہیں۔

﴿۵۳﴾ نبیؐ کسی اس روایت کے معنی کہ دنوں سے دشمنی نہ کرو کہ یہ تم سے دشمنی پر اتر آئیں گے: محمد ابن موسیٰ متوکل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن احمد موصلی نے صقر ابن ابی دلف کوئی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ جب متوکل نے ابوالحسن عسکری (امام علی نقی) کو گرفتار کیا تو میں ان کی خیریت معلوم کرنے آیا۔ پھر راوی کہتا ہے کہ میں نے رازقی کی طرف نگاہ کی جو متوکل کا دربان تھا تو اس نے مجھے اندر آنے کو کہا اور جب میں اندر گیا تو اس نے کہا: اے صقر تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: بہتر ہے اے استاد! اس نے کہا: بیٹھ جاؤ! تو میں نے خود سے کہا: مجھ سے سب کچھ چھین گیا اور کہا کہ میں نے یہاں آ کر غلطی کی تو وہ کہنے لگا کہ لوگوں کو ان سے ڈر بنا دیا گیا اور پھر مجھ سے کہا: تمہارا کیا حال ہے اور تم یہاں کیوں آئے ہو؟ میں نے جواب دیا: کارخیر کے لئے تو اس نے کہا: شاید تم اپنے مولیٰ کی خبر گیری کے لئے آئے ہو تو میں نے کہا: کون ہے میرا مولیٰ؟ میرا مولیٰ امیر المؤمنین ہے تو وہ کہنے لگا: چپ رہو کہ تمہارے مولیٰ ہی برحق ہیں لہذا مجھ سے مرعوب مت ہو جاؤ کہ بے شک میں تمہارا ہم مذہب ہوں تو میں نے کہا: الحمد للہ! اس نے کہا: کیا تم انہیں دیکھنا پسند کرو گے تو میں نے جواب دیا: ہاں، اس نے کہا: بیٹھ جاؤ تا کہ قاصدان کے پاس سے باہر نکل آئے۔

راوی کہتا ہے کہ میں بیٹھا رہا اور جب وہ باہر نکلا تو اپنے ایک غلام سے کہا: صقر کا ہاتھ پکڑ کر اسے اس حجرہ میں لے جاؤ جہاں وہ علوی مجبوس ہے اور ان دونوں کو خلوت میں چھوڑ دو، لہذا وہ مجھے حجرہ کے اندر لے گیا کہ جس میں وہ علوی تھے اور ایک کمرہ کی جانب اشارہ کیا اور جب میں اس میں داخل ہوا تو میرے سامنے امام ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے اور آپ کے قریب ایک قبر کھدی ہوئی تھی۔ راوی کہتا ہے: میں نے سلام کیا تو آپ نے مجھے بیٹھنے کو کہا اور پھر فرمایا: اے صقر، تم یہاں کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا: اے میرے آقا، میں یہاں آپ کی خبر گیری کے لئے آیا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد میں نے قبر کی جانب دیکھا اور گریہ کرنے لگا تو آپ نے میری جانب نگاہ کی اور فرمایا: اے صقر، پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ فی الحال ہمارے ساتھ کوئی بُرا سلوک نہ کر پائیں گے، میں نے کہا: الحمد للہ، اس کے بعد میں نے کہا: اے آقا، لوگ نبیؐ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ جسے میں سمجھنے سے قاصر ہوں تو آیت نے فرمایا: وہ کون سی روایت ہے؟ میں نے کہا: آپ گایہ ارشاد: دونوں سے

دشمنی مت کر وہ یہ تمہارے دشمن ہو جائیں گے، اس کے معنی کیا ہیں؟ فرمایا: ہاں، جب تک یہ زمین اور تمام آسمان باقی ہیں یہ دن ہم لوگ ہیں۔ لہذا ہفتہ رسول خدا سے اور اتوار امیر المومنین سے کنایہ ہے، پیر امام حسن و امام حسین، منگل امام زین العابدین، امام محمد باقر، امام جعفر صادق، بدھ امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام محمد تقی اور مجھ سے کنایہ ہے، جمعرات میرے فرزند امام حسن عسکری سے اور جمعہ کا روز میرے پوتے -- امام منتظر جبل اللہ فرجہ الشریف -- سے کنایہ ہے اور حق پرستوں کا لشکر وہی جمع کریں گے اور یہی وہ ہیں جو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح سے یہ ظلم و جور سے بھر دی گئی ہے، بس یہی ایام کے معنی ہیں لہذا دنیا میں ان سے دشمنی نہ کرو کہ یہ آخرت میں تمہارے دشمن ہوں گے۔

اس کے بعد امام نے فرمایا: اب یہ مقام چھوڑ دو اور یہاں سے چلے جاؤ کہ مجھے تمہارے لئے یہاں اُسن نظر نہیں آ رہا۔ مؤلف کتاب فرماتے ہیں: ایام ائمہ علیہم السلام نہیں ہیں مگر ان کے ذریعے کنایہ نہیں یاد کیا گیا ہے تاکہ جو اس کا اہل نہ ہو اس کو یہ معنی سمجھ میں نہ آئیں جس طرح کہ کنایہ اللہ عزوجل کو التین، الزیتون اور طور سینین کہا گیا اور هذا البلد الامین سے کنایہ نبی، حضرت علی، امام حسن اور امام حسین کی ذوات مبارکہ مراد ہیں اور جس طرح کہ منقول ہے کہ حضرت داؤد اور فریقین کے قصہ میں نعام سے اللہ عزوجل نے کنایہ عورتیں مراد لی ہیں، جس طرح کہ سیر وافی الأرض کنایہ ہے قرآن پر نظر کرنے سے۔

امام جعفر صادق سے اللہ عزوجل کے اس قول کے متعلق سوال کیا گیا: اولم یسیروا فی الأرض تو امام نے فرمایا: اس کے معنی یہ ہیں کیا ان لوگوں نے قرآن پر نظر نہیں ڈالی اور اسی طرح جیسے اس آیت: وَلَکِن لَّا تَوَاعِدُوہُنَّ سِرًّا مِّنْکُمْ لَیْسَ لَہُنَّ شَیْءٌ مِّمَّا کَسَبْتُمْ بِہِیْہِیْءِہُنَّ اَکْلِ الطَّعَامِ کُنَیَہُ ہے یا خانہ پھرنے سے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے: کانا یا کلان الطعام یعنی وہ لوگ بھی پے خانہ پھرتے تھے اور اسی طرح اس آیت: وَاوحِیْ رِبْکَ اِلٰی السَّجَلِ مِیْنِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ نے کنایہ کیا ہے رسول خدا کا۔ نیز اس جیسی بے شمار مثالیں پائی جاتی ہیں۔

(شرح: علم بیان میں کنایہ یہ ہوتا ہے کہ لفظ کے ذاتی معنی کے علاوہ کوئی اور معنی مراد لے لئے جائیں اور ان مرادی معنی کا قرینہ کلام میں موجود ہو۔ اور کنایہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ لفظ صریح سے زیادہ بلیغ ہوتا ہے اور لفظ سے بہتر انداز میں مقصود و وضاحت کر دیتا ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ کنایہ تفریح سے زیادہ بلیغ تر ہے لیکن یہ موارد جن کو شیخ صدوق نے کنایہ قرار دیا ہے اس قسم کے نہیں ہیں۔ اس لئے کہ الفاظ کے معنی اگر ان مقاصد کے لحاظ سے مان بھی لی جائیں لیکن کوئی ظاہری قرینہ جو ان مقصود معانی کے لئے دلیل ہو درمیان میں ہے ہی نہیں ورنہ ہر ایک اس مقصود کو پہچان لیتا اور مقصود کو صرف اہل حق کے سمجھنے پر منحصر نہ کیا جاتا جیسا کہ ایام کے موضوع پر امام نے ذکر کیا۔ لہذا اس نکتہ نظر سے مؤلف کا مقصود وہ اصطلاحی کنایہ نہیں ہے جو فنون بلاغت اور رسوم خطاب و محاورات سے تعلق رکھتا ہے اور عربی نثر و نظم میں بکثرت پایا جاتا ہے بلکہ کنایہ سے مقصود اس کے لغوی معنی ہیں جو بات کو پس پردہ کہنے کے ہیں اور مراد اولیٰ مقاصد ہیں اور اس قسم کے مقاصد تمام مفاد اور اسی محاورات سے خارج ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان ہی سے کچھ عام بول چال اور لغت میں لغز، معنی اور اجیہ کے نام سے موجود ہیں اور لوگوں میں مقاصد خصوصی کے لئے ہمیشہ سے رمز کا وجود رہا ہے اور قرآن و احادیث میں جو تاویل معانی پائے جاتے ہیں وہ اسی اعتبار سے ہوتے ہیں۔ اور ان کا اثبات صرف اسی صورت میں ہوتا ہے جب کوئی معصوم ہستی یا قابل اعتماد شخصیت ان کا اظہار کرے لیکن ان نمونوں میں جن کا ذکر کیا گیا ہے (یعنی قرآن و حدیث معصوم میں) اصطلاحی کنایہ بھی موجود ہے۔

جیسا کہ لا تسوا عدوہن سراً (ان سے خفیہ وعدے نہ لو) میں نکاح کے متعلق ہے اور اسی طرح یا کلا ان الطعام (دونوں کھانا کھاتے تھے) میں تقویٰ (رفع حاجت) کی مناسبت سے ہے۔ اور قرآن کلام سے یہ بات بعید نہیں ہے کہ کنایہ عربی ہو خصوصاً لغت مصر میں اور نزول قرآن کے زمانہ کے خطابات کی اصطلاح میں اس جملے سے یہی مقصود ہوتا تھا۔ بہر حال اس مقام پر مؤلف کا کلام مشک و شبہ سے خالی نہیں ہے۔

شرح دیگر (ایک اور طرح سے تشریح)

وہ تمام احادیث مخصوص ایام میں مخصوص کام انجام دینے کے بارے میں اس کتاب میں یا تمام دوسری کتب احادیث میں وارد ہوئی ہیں ان کی بھی توجیہ ہونی چاہئے کیونکہ یہ تو معلوم ہے کہ ہفتہ کی اصطلاح جو احد (الوار) آئین (پیر) سے لے کر سبت (سنچر) تک کے وہ عربی لغت میں عبرانی سے ماخوذ ہیں اور ان کی بنیاد تورات ہے۔ اور یہ تمام لغات میں ایک وضعی، اصطلاحی امر ہے اور کسی طبعی و معنوی حقیقت پر مبنی نہیں ہے اور اصطلاح اور وضع کہنے سے مطلب یہ ہے کہ اگر ہم اس کے خلاف کریں تو متن میں کوئی حقیقی اختلاف لازم نہیں آئے گا یعنی اگر ہم ہفتہ کے بجائے ہشت یا دھ کی اصطلاح بنالیں اور پنجشنبہ (جمعرات) کے بعد رشتش شنبہ یا ہفت شنبہ پھر ہفت شنبہ اور جمعہ کہنے لگیں تو سوائے اس کے کہ عام وضع میں اصطلاح کی مخالفت ہوگی حقائق ثابتہ (جو باتیں حقیقتاً دنیا میں ثابت ہیں یعنی **Eternal Truth** ہیں ان میں کوئی فرق نہ پڑے گا اس لحاظ سے آپ دیکھیں کہ زبان کی اصطلاحات، خط، وضع لباس وغیرہ لوگوں میں کتنے مختلف ہوتے ہیں اور صد ہا لوگوں کے ہوتے ہیں لیکن طبعی امور کے لحاظ سے سب کو جب پیاس لگتی ہے تو پانی طلب کرتے ہیں اور جب پانی پی لیتے ہیں تو ان کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ سب کو جب بھوک لگتی ہے اور جو بھی غذائی مادیں جاتا ہے اس سے اپنی بھوک مٹاتے ہیں سب ہی کام کر کے تھک جاتے ہیں تو سوجاتے ہیں ان تمام امور میں سوائے برائے نام فرق کے جو عادت کی وجہ سے ہوتا ہے یا جس خطہ زمین پر زندگی بسر کر رہے ہیں اس کی بناء پر ہوتا ہے اور کوئی فرق واقع نہیں ہوتا اور پھر عادت اور خطہ زمین کے باقاعدہ فارمولے ہیں۔

اس قسم کی احادیث کو سمجھنے کے لئے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ انسانی زندگی پر ایام و زندگی کی تاخیر کا عقیدہ ایک قدیمی اور عمومی ہے۔ اس قدر قدیم کہ آشوری اور کلدی اقوام سے یہ عقیدہ پھیلا اور اور اس نے پوچ اور باطل خداؤں اور سات سیاروں کے اثرات کے عقیدے کو پھیلا یا سبب یا ممکن ہے کہ ہفتہ کے سات دنوں کی بنیاد بھی اس پر قائم ہو۔ اس کے علاوہ ستاروں کے طلوع و غروب سے سعد و نحس کی فال لینا خانہ بدوش عربوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی چیز تھی۔ اور اس لئے یہ خیمہ نشین صحرائی عرب موسموں کی تبدیلی کو بھی ستاروں کے طلوع و غروب سے متعلق سمجھتے تھے۔ اور بہت سے حوادث کا واقع ہونا صرف اسی کی بناء پر سمجھتے تھے۔ جاہل لوگ جب کسی مصیبت کا شکار ہوتے ہیں تو فوراً وقت و ساعت (گھڑی) کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اس پر لعنت بھیجتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب کوئی خوشی و مسرت نصیب ہوتی ہے تو قدرتی طور پر کہہ دیتے ہیں کیا بھلا وقت تھا یا کوئی اچھی گھڑی تھی یا کہ ہمیں یہ خوشی نصیب ہوئی۔

اسی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دن اور گھڑی اور اس کے اثرات کا یہ لغو عقیدہ انسانی زندگی میں کس قدر اثر انداز اور عوام کے ذہنوں میں کس قدر رچا بسا ہوا تھا خصوصاً ان اوقات میں جب ایرانی ماہرین ستارہ شناس اور نجومی جو آشوری و کلدی عوام سیکھے ہوئے تھے خلافت اسلامی کے علمی اداروں میں حاضر ہوئے اور اس وقت کے جاہل اور جائز (ظالم) خلفاء کے منظور نظر بنے تو اس وجہ سے عوام بھی ان کی گردیدہ ہو گئے اور ان دنوں اور ہفتوں کے مسائل نے عوام کی توجیہات کو اپنی طرف مبذول کر کے عوام کو خرافات کی ایک عجیب وادی میں دھکیل دیا۔ یقیناً ایسی تمام احادیث جو اس بارے

میں ہم تک پہنچتی ہیں ان کو قطعی اور صحیح نہیں سمجھا جاسکتا۔

لیکن اس ضمن میں صحیح احادیث بھی بہت ہیں۔ اور احادیث کے مجموعے میں یہ موضوع ہمارے ہاتھ آتا ہے کہ اس اندرونی مرض اور خرافاتی عقیدہ کے علاج کے لئے معصوم ائمہ نے اس مقام پر تین راستے ہمارے لئے متعین کیے ہیں:

۱۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ معاشرتی زندگی میں نظم و ضبط اور انکار و امور میں ڈسپلن، اوقات میں قدرتی اختلاف جو شب و روز و ماہ و سال کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس سب کے نتیجے میں انسان کی ذہنیت و نظام زندگی میں حساب کتاب پیدا ہوا اور قرآن میں بھی اس فائدے کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ اور یہ ایک ہی فائدہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اور کام کی نوعیت اور انداز زندگی کے مطابق انسان کی زندگی جس قدر منظم اور منضبط ہوگی اتنا ہی خوش بخت، کامیاب اور پرسکون ہوگا۔ اس موضوع پر بیشتر احادیث میں اس نکتہ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ تمہیں چاہئے کہ اپنے کاموں کو ہفتہ بھر میں تمام دنوں پر تقسیم کرو جیسے کہ ساتویں امام سے جعفری نے روایت میں ہے کہ فرمایا منگل کو ناخن کا نو (عجیب روایت ہے ورنہ دوسری روایات میں ناخنوں کے کاٹنے کے لئے جمعرات و جمعہ کا دن قرار دیا گیا ہے۔ مترجم شرح) بدھ و حمام جاؤ۔ اور بوقت ضرورت جمعرات و حجامت بناؤ۔ اور روز جمعہ عطر لگاؤ۔

۲۔ روح شناسی، صحت عقیدہ اور آغاز انسانی کو نظر میں رکھتے ہوئے ان امور کی طرف متوجہ کیا گیا ہے جو ان دنوں میں وقوع پذیر ہوئے اور جو عبرت کا سبب، پروردگار کی طرف رجوع کرنے اور گناہوں سے توبہ کی طرف مائل ہونے کا ذریعہ بنے جیسے امیر المؤمنین کی جامع کوفہ کی متصل روایت جو بدھ کے دن کے متعلق ہے اور دوسری ساری احادیث جو یہ کہتی ہیں کہ فلاں دن فلاں واقعہ رونما ہوا، یا فلاں دعا فلاں دن پڑھوانا پر متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں کہ کسی دن کی خصوصیت کہ جب سے یہ امور ظاہر ہوئے بلکہ اصل مقصد اس قصد اور اس سے عبرت حاصل کرنے کی ہے اور ایسے کاموں سے بچنے کی ضرورت ہے۔

۳۔ وہ احادیث جو اس لغو عقیدہ کو خطا پر محمول کرتی ہیں اور اس کی کات کرنے کے لئے خصوصیت سے اس کی مخالفت کرنا۔ جیسے محمد بن احمد دقاق بغدادی کے جواب میں امام ششم علیہ السلام کی روایت جس میں آپ نے خاص طور پر فرمایا کہ آخر ماہ کے بدھ کے دن اہل طیبہ یعنی اس لغو عقیدہ کے حامیوں کی رو میں ضرور سفر کرو اور حجامت بناؤ تاکہ خدا تمہیں برکت و عافیت سے نوازے اور اس باب میں وارد احادیث کو ائمہ شیعہ السلام کی تعلیمات عالیہ کا شاہکار قرار دینا چاہئے بلکہ دوسری تمام احادیث کی بھی انہی سے مطابقت پیدا کرانی چاہئے اور ان کی تفسیح کرنی چاہئے۔

﴿۵۵﴾ حضرت آدمؑ و حواؑ نسرے جنت سے نکلنے سے پہلے اس میں سات گھڑی قیام کیا تھا: رسول خداؐ نے فرمایا: حضرت آدمؑ و حواؑ کا جنت میں دنیا کے مطابق سات گھڑی قیام تھا اور اس کے بعد وہ جنت سے نکال دیئے گئے یہاں تک کہ اللہ عز و جل نے انہیں اسی دن (زمین پر) اتار دیا۔

﴿۵۶﴾ شیعوں میں سات خصوصیات ہائی جاتی ہیں: امام محمد تقیؑ فرماتے ہیں: شیعیان علیؑ ہماری محبت میں ایک دوسرے کی جان تک بخش دیتے ہیں، ہماری محبت میں ایک دوسرے سے دوستی کرتے ہیں، ہمارے امور کو حیات بخشنے کے لئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں، جب غصہ آتا ہے تو نظم نہیں کرتے، خوش ہوتے ہیں تو حد سے تجاوز نہیں کرتے، اپنے پڑوسیوں کے لئے برکت کا باعث ہوتے ہیں اور اپنے سے میل جول رکھنے والوں سے جھگڑا نہیں کرتے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: اسی مضمون کی ایک روایت میں نے کتاب صفات الشیخہ میں نقل کی ہے۔

﴿۵۷﴾ رسول خداؐ نے سات مقامات پر ابوسفیان پر لعنت کی ہے: ابو طفیل عامر ابن وائلہ سے منقول ہے کہ رسول

خداؐ نے سات مقامات پر ابوسفیان پر لعنت کی ہے اور ان تمام مقامات پر سوائے اس پر لعنت کرنے کے آپؐ نے کوئی اور کام نہیں کیا:

پہلا مقام وہ ہے جس دن اللہ اور اس کے رسولؐ نے مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت کرتے وقت اس پر لعنت کی جبکہ ابوسفیان شام سے آ رہا تھا اور راستہ میں آنحضرتؐ سے ملاقات ہو گئی تو اس نے چاہا کہ رسول خداؐ پر دشنام طرازی کرے، انہیں دھمکائے اور ان سے سختی سے پیش آئے تو خدا نے اس کے شر سے آپؐ کو محفوظ رکھا۔

دوسرا مقام یوم بدر تھا کہ اس دن اُس نے رسول خداؐ کو بدر کے کنوئیں سے دُور رکھا تو اللہ اور اس کے رسولؐ نے اس پر لعنت کی۔

تیسرا مقام جنگ اُحد کا تھا کہ ابوسفیان نے نعرہ لگایا: "ہمیل عظیم ہے"۔ رسول خداؐ نے فرمایا: "اللہ عظیم ہے"۔ ابوسفیان نے کہا: "ہمارے لئے عزت ہے اور تمہارے لئے عزت نہیں ہے"۔ تو رسولؐ نے اُسے جواب دیا کہ "اللہ ہمارا سر پرست ہے جبکہ دو تمہارا سر پرست نہیں ہے"

چوتھا مقام یوم خندق تھا کہ جب ابوسفیان قریش کے لشکر کے ساتھ آیا تو اللہ نے اپنے غیظ و غضب سے انہیں دور کر دیا اور اس طرح انہیں کوئی بھلائی نصیب نہ ہوئی۔ اللہ عزوجل نے سورہ احزاب کی دو آیتیں نازل کیں اور ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو کافر گردانا اور معاویہ کو مشرک اور اللہ اور اس کے رسولؐ کا دشمن۔

پانچواں مقام یوم حدیبیہ تھا کہ اس دن قربانیوں کے آگے رکاوٹ ڈال دی گئی اور منیٰ تک رسائی نہ ہونے دی اور قریش کے مشرکوں نے رسول خداؐ کا راستہ روک لیا اور انہیں کعبہ کا طواف کرنے دیا اور نہ ہی ان کے مناسک مکمل ہوئے لہذا اللہ اور اس کے رسولؐ نے لعنت کی۔

چھٹا مقام جنگ احزاب کا دن تھا کہ اس دن ابوسفیان لشکر قریش کے ساتھ آیا تھا، عامر ابن طفیل لشکر ہوازن کے ساتھ اور عیینہ ابن حصین غطفان کے لشکر کے ساتھ اور بنو قریظہ اور بنو نضیر نے ان کا ساتھ دینے کا معاہدہ کیا تو رسول خداؐ نے پیشواؤں اور پیروکاروں پر لعنت کی اور فرمایا: جہاں تک بیروکاروں کا تعلق ہے تو ان میں مؤمنین پر لعنت نہیں ہوگی، البتہ پیشواؤں میں کوئی مؤمن و شریف ہے اور نہ ہی کوئی اہل نجات۔

ساتواں مقام وہ دن تھا کہ جب رسول خداؐ پر عقبہ کی گھائی میں حملہ کیا گیا تھا اور ان میں بنو امیہ کے بارہ اور دیگر پانچ افراد شامل تھے تو رسول خداؐ نے پوری گھائی پر لعنت کی تھی سوائے نبیؐ، آپؐ کی اونٹنی، اونٹنی کو ہانکنے والے اور اس کے آگے چلنے والے کے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: یہ روایت اسی طرح وارد ہوئی ہے جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ اصحاب عقبہ کی تعداد چودہ تھی۔

(شرح: جو کچھ حدیث، تاریخ اور سیاق آیات سورہ احزاب سے معلوم ہے وہ یہ ہے کہ تاریخ اسلام میں خندق و احزاب ایک ہی واقعہ تھا اور یہی واقعہ تھا جس میں ابوسفیان نے قبائل عرب کو اسلام کی مخالفت میں متحد کیا تھا اور دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کی تھی نیز یہودی قبائل کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا جنہوں نے پیغمبرؐ اور مسلمانوں کے ساتھ اپنے معاہدے کو توڑ دیا اور مدینہ کے جنوب سے مقابلہ کے لئے ہجوم کیا۔ اس طرح درحقیقت مسلمان، مشرکین اور یہودیوں کے زرعے میں تھے اور آیات سورہ احزاب سے بھی یہی صورت حال واضح ہوئی ہے لیکن اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واقعہ خندق اور ہجوم مشرکین، واقعہ احزاب کے علاوہ تھا خاص طور پر اس لئے کہ حدیبیہ کے واقعہ کو ان کے درمیان میں بیان کیا گیا

ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ واقعہ احزاب میں لعنت کا بکثرت ہونا محاصرہ کی طوالت کے باعث ہو اور پیغمبرؐ نے واقعہ احزاب کے دوران جس نے تیرہ دن تک طول پکڑا تھا وہ بارابوسخیان پر لعنت کی ہو۔

﴿۵۸﴾ ان سات صدوقوں کے متعلق روایت جو دوزخ میں ہیں: ایک طویل روایت میں امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا: اے اٹلی، جہنم میں ایک وادی ہے جس کو ستر کہتے ہیں اور جب سے خدا نے اسے خلق کیا ہے اس نے دم نہیں مارا اور اگر خدا اسے ایک سوئی برابر بھی دم مارنے کا حکم کر دے تو وہ روئے زمین پر موجود تمام چیزوں کو جلا دے گی۔ اہل دوزخ اس وادی کی سوزش، اس کی بدبو، اس کی پلیدی اور اس میں رہنے والوں کے لئے اللہ نے جو عذاب تیار کر رکھا ہے اس سے پناہ مانگتے ہیں۔

اسی طرح اس وادی میں ایک پہاڑ ہے کہ اس وادی میں رہنے والے اس پہاڑ کی سوزش، اس کی بدبو، اس کی پلیدی اور اس میں رہنے والوں کے لئے اللہ نے جو عذاب تیار کر رکھا ہے اس سے پناہ مانگتے ہیں، اس پہاڑ میں ایک گھاٹی ہے کہ اس پہاڑ میں رہنے والے اس گھاٹی کی سوزش، اس کی بدبو، اس کی پلیدی اور اس میں رہنے والوں کے لئے اللہ نے جو عذاب تیار کر رکھا ہے اس سے پناہ مانگتے ہیں، اس گھاٹی میں ایک کنواں ہے کہ اس گھاٹی میں رہنے والے اس کنویں کی سوزش، اس کی بدبو، اس کی پلیدی اور اس میں رہنے والوں کے لئے اللہ نے جو عذاب تیار کر رکھا ہے اس سے پناہ مانگتے ہیں، اس کنویں میں ایک سانپ ہے کہ اس کنویں میں رہنے والے اس سانپ کی خباث، اس کی بدبو، اس کی پلیدی اور اس کے دانتوں میں اللہ نے جو زہر رکھا ہے اس سے پناہ مانگتے ہیں اور اس سانپ کے اندر سات صدوق ہیں کہ ان میں گذشتہ امتوں میں سے پانچ اور اس امت میں سے دو افراد جاگزیں ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا: میں آپ پر قربان، وہ پانچ اور یہ دو کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: پانچ تو یہ ہیں: قاتیل کہ جس نے ہاتیل کو قتل کیا، نمرود جس نے حضرت ابراہیمؑ سے اپنے پالنے والے کے متعلق جدال کیا اور کہنے لگا: میں زندہ کرتا ہوں اور میں ہی موت دیتا ہوں، فرعون کہ جس نے کہا: میں تم لوگوں کا رب اعلیٰ ہوں، وہ یہودی جس نے یہودی قوم کو یہودی بنایا اور بولس جس نے عیسائیوں کو عیسائی بنایا جبکہ اس امت کے دو بد و عرب ہیں۔

﴿۵۹﴾ حضرت ایوبؑ کو سات سال تک مصیبتوں میں مبتلا رکھا گیا جبکہ ان سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا تھا: امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: حضرت ایوبؑ کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا جبکہ آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا اور انبیاءؑ کسی گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے اس لئے کہ وہ معصوم اور پاکیزہ ہوتے ہیں؛ وہ کسی گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور نہ ہی کجروی اختیار کرتے ہیں، حتیٰ کہ آپ حضراتؑ کسی گناہ صغیرہ کو انجام دیتے ہیں اور نہ کسی کبیرہ کو۔

نیز فرمایا: ان تمام آزمائشوں کے باوجود حضرت ایوبؑ کے جسم سے کوئی بد بو آتی تھی اور نہ ہی ان کی صورت میں کوئی قباحت آئی تھی بلکہ کبھی خون نکلتا تھا اور نہ ہی کوئی پیپ۔ یہاں تک کہ نہ کسی دیکھنے والے نے آپ کو ناپسند کیا اور نہ کسی مشاہدہ کرنے والے کو آپ سے وحشت ہوئی، آپ کے جسم پر کیڑے نہیں تھے اور یہی وہ روش ہے جس پر اللہ عزوجل نے اپنے تمام انبیاءؑ اور اولیاءے مکرر مین کو آزمایا۔ جہاں تک تعلق لوگوں کا حضرت ایوبؑ سے پرہیز کرنے کا ہے تو اس کی (اصل) وجہ ان کی ظاہری تنگدستی اور ناتوانی تھی۔ اس لئے کہ لوگ خدا کے نزدیک ان کے مرتبے سے واقف نہ تھے کہ خدا ان کی تائید کرے گا اور انہیں بھی شاد و عنایت کرے گا۔ ان کے رسول خدا نے فرمایا کہ انہیں نے اللہ سے سب سے عظیم

افراد انبیاء ہیں، ان کے بعد ان کی مانند اور ان کے بعد ان کی مانند کی مانند۔ مزید برآں خدا نے جو حضرت ایوب کو اس طرح سے مصیبت میں مبتلا کیا کہ لوگ اُن کو کم تر سمجھنے لگے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ جب لوگ انہیں دیکھیں تو اپنا رب نہ سمجھ سکیں اور یہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اللہ نے ان کو عظیم نعمتوں سے نوازنے کا ارادہ کیا تو یہ اس لئے کہ لوگ اس بات سے یہ دلیل قائم کریں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے جو ثواب عطا ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں: اختصاص (فصل الہی) اور استحقاق (کوشش و عبادت کا اجر) تاکہ لوگ ناتوانوں کی ناتوانی کی بناء پر، فقیر کو اس کی سنگدستی کی بناء پر اور مریض کو اس کی بیماری کی بناء پر حقیر نہ جانیں اور تاکہ لوگ یہ بھی جان لیں کہ جسے، جب اور جیسے خدا چاہتا ہے بیماری عطا کرتا ہے اور اسی طرح خدا جسے، جب اور جس طرح چاہتا ہے شفا دیتا ہے، کسی بھی سبب سے، اور اس بات کو جس کے لئے چاہتا ہے باعث عبرت قرار دیتا ہے، جس کے لئے چاہتا ہے بدبختی کا سبب بنا دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے اس کی سعادت کا باعث بنا دیتا ہے کہ ان تمام باتوں میں اللہ اپنے فیصلوں میں عدل سے کام لیتا ہے اور وہ اپنے افعال میں کوئی حکمت پوشیدہ رکھتا ہے لہذا وہ صرف لوگوں کی اصلاح والے افعال انجام دیتا ہے اور لوگوں کی قوت بھی اسی کے ذریعے ہے۔

﴿۶۰﴾ فرشتوں کی سات قسمیں ہیں اور حجاب نامی سات ہیں: ابو منصور زید ابن وہب کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین سے اللہ عزوجل کی قدرت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ خطبہ دینے کے لئے آمادہ ہو گئے اور خدا کی حمد و ثناء بجالانے کے بعد فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے کچھ ایسے فرشتے ہیں کہ اگر وہ زمین پر اتر آئیں تو ان کے عظیم الجثہ ہونے اور ان کے پروں کی کثرت کی وجہ سے زمین بھی ان کے لئے چھوٹی پڑ جائے، ان میں سے کچھ فرشتے اتنے تو مند اور زیبا ہیں کہ اگر جن وانس کو اس بات پر مامور کیا جائے کہ ان کا وصف بیان کریں تب بھی وہ ایسا نہ کر سکیں گے کیونکہ ان کے دونوں کاندھوں اور ان کے کانوں کے پردے کے درمیان کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت ہے، ان میں سے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو اپنے پروں کے ذریعے اُنغ کا راستہ روک لیتے ہیں اور اس کام میں اپنے بڑے بڑے بدنوں سے مدد نہیں لیتے، ان میں سے کچھ فرشتے ایسے بلند قامت ہیں کہ آسمان ان کی ناف تک آتا ہے، ان میں سے کچھ ایسے فرشتے ہیں جن کے قدم کسی چیز پر نہیں ٹھہرے مگر وہ زیر زمین اس کی گہری فضا میں معلق ہیں اور زمین ان کے زانو تک آتی ہے، ان میں سے کچھ فرشتے ایسے ہیں کہ اگر تمام دریاؤں کو ان کے ناخن کی پشت پر گرا دیا جائے تب بھی وہ ان کے ناخن کو پوری طرح نہ گھیر سکیں گے اور ان میں سے کچھ فرشتے ایسے ہیں کہ اگر ان کی آنکھوں میں موجود آنسوؤں میں کشتیاں چلا دی جائیں تو وہ زندگی بھر اُس میں چلتی رہیں، پس بڑا بابرکت ہے وہ خدا جو احسن طریقے سے تخلیق کرتا ہے۔

نیز آپ سے حجابوں کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: حجاب سات ہیں اور ان میں سے ہر کوئی اتنا دبیز ہے کہ ان کی دبازت (موٹائی) پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ہر دو حجابوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے، دوسرا حجاب ستر حجاب ہیں اور ہر دو حجابوں کا درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے، اس کا طول پانچ سو سال کی مسافت ہے اور حجاب پر مامور دربان ستر ہزار فرشتے ہیں کہ جن میں سے ہر فرشتہ کی قوت تمام جن وانس کی قوت جتنی ہے، ان میں سے کچھ اندھیرا ہیں اور کچھ روشنی، انہی میں سے کچھ آگ ہیں اور کچھ دھواں، ان میں سے کچھ بادل، کچھ برق و رعد ہیں اور ان میں سے کچھ چمک، ریت اور پہاڑ ہیں اور کچھ غبار نیز ان میں سے کچھ پانی اور نہریں ہیں۔ ان حجابوں میں دبیز ہونے کے لحاظ سے کافی فرق پایا جاتا ہے، ہر حجاب ستر ہزار سال کی مسافت جتنا ہے۔

یہ تمام حجابوں کے نام ہیں اور ان کی تفصیل اس کتاب کے حصہ چہارم میں ہے۔

درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کی مسافت ہے، اس کے بعد عزت کے سراپردے ہیں، پھر کبریائی کے سراپردے، پھر عظمت کے سراپردے، پھر قدس کے سراپردے، پھر فخر کے سراپردے، پھر سفید نور کے سراپردے اور بعد ازیں وحدانیت کے سراپردے ہیں اور ان کی مسافت ستر ہزار سال میں ستر ہزار سال کی ہے اور اس کے بعد حجاب اعلیٰ ہے۔ یہاں آپ کا کلام ختم ہوا اور آپ پُپ ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے آپ سے کہا: اے ابوالحسن تمہارے بعد خدا کرے میں ایک دن بھی زندہ نہ رہوں۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: یہ حجاب اللہ عزوجل کے اوپر نہیں ہیں کہ خدا ان سب باتوں سے برتر ہے اور اس کی توصیف کسی جگہ کے ذریعے نہیں ہو سکتی، البتہ یہ حجاب اس کی عظیم مخلوق کے اوپر ہیں جس کی قدرت اللہ تبارک و تعالیٰ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں۔ (شرح) اس روایت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ فرشتے لطیف نورانی اجسام رکھتے ہیں اور شکل و صورت کے لحاظ سے بہت حسین ہوتے ہیں۔ برخلاف فلاسفہ کے اس تصور سے کہ وہ صرف مجرد قوی (قوتیں) اور لامکان موجودات ہیں اور لامحدود ہیں۔

اور حجابات کے متعلق اس روایت سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ حجابات بھی گویا مادی منازل و مقامات ہیں جیسے فضاء میں مادی تودے ہوتے ہیں جو جدید سائنسی درصدی تحقیقات کے مطابق مختلف اشکال میں ظاہر ہوتے ہیں اور مادہ حجاب سے بھی یہی معنی سمجھ میں آ رہے ہیں کیونکہ حجاب پردہ ہوتا ہے اور بزرگوں کی نسبت سے حجاب اس پردے کو کہا جاتا ہے جو ان کی درگاہ پر لٹکا ہوتا ہے تاکہ لوگ بے دریغ، بے اجازت اندر داخل نہ ہو جائیں۔ اور فضائے عمیق میں قدرت الہی سے جو طبقات و قسم قسم کے مواد پیدا کیے گئے ہیں جن کا اس روایت میں تیرہ (۱۳) قسموں کا نام لیا گیا ہے وہ درگاہ احدیت کے پردے ہیں اور حقیقتاً انہی کا مادہ اور ان کے ہی مظاہر حق و خلق کے درمیان حجاب ہیں۔ اس کی ذات کا پرتو (عکس) پر مانع شہوت مادہ ہے (یعنی انسانی مادیات کے حائل ہونے کی وجہ سے لقائے الہی کا جلوہ نہیں دیکھ سکتا۔ مترجم شرح) اور اس پرتو ذات کو وجہ اللہ سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اور وہی مادی اور مظاہر قدرت ہیں کہ جن پر غور و فکر کرنے سے جلوہ حق دیکھا جاسکتا ہے۔ اور جو اپنے صالح (بنانے والا) کو ظاہر کرتے ہیں۔

سراوق جس کا فارسی لفظ سراپردہ ہے شیخ بزرگوار صدوق کے کلام میں اس کی ظاہری کیفیت کے معنوں میں لیا گیا ہے لہذا انہیں توجیہ کرنی پڑی کہ یہ ذات حق پر نہیں پڑا ہوا ہے ورنہ مکان کا ہونا لازم آئے گا اور خدا کے لئے کوئی مکان (مقام) نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ لفظ سراوق کی حضرت حق کی صفات جلالی و جمالی کے ساتھ تفسیر کی جائے تو اس صورت میں جن توجیہ کو مؤلف نے پیش کیا اس کی ضرورت نہ رہتی جیسے عرش و کرسی کی تعبیر ان الفاظ سے کی جاتی ہے تاکہ حقائق معنوی کو سمجھانے کے لئے مثل و استفادہ کے طور پر الفاظ استعمال ہوں۔)

﴿۶۱﴾ امیرالمومنین نے لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی: عباد ابن عبد اللہ سے منقول ہے کہ حضرت علی نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول خدا کا بھائی اور میں ہی صدیق اکبر ہوں۔ میرے بعد جو شخص ایسا دعویٰ کرے گا وہ بڑا جھوٹا ہوگا کہ میں نے لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھی۔

(شرح) جو کچھ تاریخ سے برآمد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جب پیغمبرؐ نے اظہار رسالت کیا تو پہلے خدیجہ کبریٰ اور حضرت علیؑ آنجناب پر ایمان لائے اور ان دونوں نے تین سال تک رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی، اور ممکن ہے کہ اظہار رسالت کے چار سال پہلے سے حضرت علیؑ رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھتے رہے ہوں کیونکہ رسول اللہ قبل بعثت بھی ان کے ذاتی و خانگہ سے آگاہ و یار تھا اور حضرت علیؑ آنجناب کی خصوصیت سرستی میں زندگی

بسر کر رہے تھے اور اس راویوت میں ان کے محرم راز تھے۔

﴿۶۲﴾ سات غلو کرنے والوں پر شیاطین نازل ہوئے: اللہ عزوجل کے اس قول اهل اُنبسک علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک انیم (کیا میں تمہیں بتا دوں کہ شیاطین کن لوگوں پر نازل ہوا کرتے ہیں؟ یہ تمام چھوٹے بدکرداروں پر نازل ہوا کرتے ہیں)۔ (سورہ شعراء آیت ۲۲۱-۲۲۲) کے بارے میں امام جعفر صادق سے منقول ہے: یہ سات افراد ہیں: مغیرہ، بنان، صاید، حمزہ ابن عمارہ بربری، حارث شامی، عبداللہ ابن الحارث، ابو الحارث اور ابو الخطاب۔ (یہ آٹھ نام ہیں نہ کہ سات لیکن اصل کتاب میں ایسا ہی مذکور ہے)۔

﴿۶۳﴾ حضرت جبیرئیل نے اللہ جل جلالہ کی جانب سے خبر دی کہ اس نے شیعیان علیؑ کو سات خوبیاں عطا کی ہیں: جابر ابن عبداللہ انصاریؓ سے منقول ہے کہ ایک روز میں نبیؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ یکا یک آپؐ نے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؓ کی جانب رخ کر کے فرمایا: اے ابوالحسنؑ کیا میں تم کو خوشخبری سناؤں؟ حضرت علیؑ نے فرمایا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول! تو رسول خداؐ نے فرمایا: یہ جبیرئیل مجھے اللہ کی جانب سے خبر دے رہے ہیں کہ اللہ نے تمہارے شیعوں اور چاہنے والوں کو سات خوبیاں عطا کی ہیں: موت کے وقت آسانی، وحشت کے وقت انس، ظلمت کے موقع پر نور، خوف کے مقام پر اطمینان، میزان عمل کے موقع پر انصاف، پل صراط پر سے گزر جانا اور دیگر لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہونا اس حالت میں کہ ان کے نوران کے سامنے اور وہی جانب سعی کر رہے ہوں گے۔

﴿۶۴﴾ وہ شخص کہ جس نے یہ روایت نقل کی کہ جن اہل بیت کے متعلق آیت تطہیر نازل ہوئی ان کی تعداد سات ہے: عمرہ بنت انعی سے منقول ہے کہ میں نے حضرت ام سلمہؓ کو کہتے سنا کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی ہے: انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیراً آپؐ نے فرمایا: اس گھر میں سات افراد موجود تھے: حضرات رسول خداؐ، جبیرئیل، میکائیل، علی، فاطمہ، حسن اور حسین صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ نیز فرمایا کہ میں دروازہ پر موجود تھی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میرا شمار اہلبیت میں سے نہیں ہوتا؟ تو آپؐ نے فرمایا: تم نبیؐ کی بیویوں میں سے ہو اور آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم اہلبیت میں سے ہو۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: یہ روایت غریب (روایت کی ایک قسم) ہے اور ہم اسے صرف اسی سلسلہ سند سے جانتے ہیں جبکہ مشہور تو یہ ہے کہ جن اہلبیت کے بارے میں مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی وہ پانچ ہیں اور ان میں چھٹے حضرت جبیرئیل ہیں۔

﴿۶۵﴾ سات افراد کی نماز قصر نہیں ہوتی: امام جعفر صادقؑ اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ سات افراد اپنی نماز کو قصر ادا نہیں کریں گے (حالانکہ یہ لوگ بھی مسافر ہیں): خراج جمع کرنے والا جو اس سلسلے میں سفر کرے، حاکم جو اپنی حکومت کی حدود میں سفر کرے، تاجر جو تجارت کے سلسلے میں ایک بازار سے دوسرے بازار کا سفر طے کرے، چرواہا، خانہ بدوش جو بارش برسنے اور سبزہ اُگنے والے مقامات کی تلاش میں سفر کرے، وہ شخص جو تفریحاً شکار پر جائے اور وہ شخص جو قزاقی کے لئے سفر کرے۔

﴿۶۶﴾ ذکر سات اعضاء پر تقسیم کیا گیا ہے: زبان، رُوح، نفس، عقل، معرفت، ہمز اور قلب۔ ان میں سے ہر ایک کو استقامت درکار ہے۔ لہذا زبان کی استقامت صدقِ اقرار ہے، رُوح کی استقامت صدقِ استغفار ہے، نفس کی استقامت سچی عذرخواہی ہے، عقل کی استقامت صدقِ اعتبار ہے، معرفت کی استقامت صدقِ افتخار ہے، ہمز کی استقامت عالمِ اسرار میں سرور ہے اور قلب کی استقامت صدقِ یقین اور معرفتِ حقاہ ہے۔

زبان کا ذکر حمد و ثناء ہے، نفس کا ذکر جدوجہد اور سبب نیازی ہے، روح کا ذکر خوف و امید ہے، قلب کا ذکر صدق و صفا ہے، عقل کا ذکر تعظیم و حیا ہے، معرفت کا ذکر تسلیم و رضا ہے اور سب کا ذکر رویت حق الہی ہے۔ اس روایت کو ہم سے ابو محمد عبداللہ ابن حاتم نے بعض صالح افراد سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔

﴿۶۷﴾ رسول خداؐ کسی سات اولاد تھیں: امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: حضرت خدیجہؓ سے رسول خداؐ کی چھ اولاد تھیں: قاسم، طاہر کہ ان کا نام عبداللہ تھا، ام کلثوم، رقیہ، زینب اور فاطمہ (علیہم السلام)۔

حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہؓ سے شادی کی، ابو العاص ابن ربیع نے جو بنو امیہ میں سے تھا حضرت زینبؓ سے شادی کی، عثمان ابن عفان نے حضرت ام کلثومؓ سے شادی کی مگر وہ رخصتی سے پہلے انتقال کر گئیں، لہذا جب مسلمانوں نے بدر کی جانب رخ کیا تو رسول خداؐ نے رقیہ سے اس کی شادی کر دی۔

نیز جناب ماریہ قبطیہ سے رسول خداؐ کے ہاں ابراہیم پیدا ہوئے اور یہی خاتون ام ابراہیم اور ام ولد ہیں۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: رسول خداؐ اپنے گھر میں داخل ہوئے تو آپؐ نے مشاہدہ کیا کہ حضرت عائشہؓ حضرت فاطمہؓ پر چلا رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں: خدا کی قسم، اے بنت خدیجہ تم یہ سمجھتی ہو کہ تمہاری ماں ہم سے افضل تھی تو وہ ہم سے کس لحاظ سے افضل تھی؟ وہ بھی ہماری مانند بی بیہ کی ایک بیوی تھی، بس! جب حضرت فاطمہؓ نے یہ باتیں سنیں اور رسول خداؐ کو دیکھا تو گریہ کرنے لگیں اس وقت آپؐ نے فرمایا: اے بنت محمد، تم کیوں رورہی ہو تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا: انہوں نے میری ماں کو برا بھلا کہا تو میں رو پڑی، لہذا رسول خداؐ غضبناک ہوئے اور فرمایا: اے حمیرا، خاموش ہو جاؤ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جتنے والی مہربان عورت کو مبارک قرار دیا اور خدیجہؓ، خدا ان پر رحمت کرے، نے میرے طاہر کو جنم دیا کہ اس کا نام عبداللہ ہے اور مطہر بھی اور خدیجہؓ نے میرے لئے قاسم، فاطمہ، رقیہ، ام کلثوم اور زینب کو جنم دیا جبکہ تم ان میں سے ہو جسے خدا نے بانجھ رکھا اور تم نے میرے لئے کسی اولاد کو جنم نہیں دیا۔

﴿آٹھواں باب﴾

﴿۱﴾ مومن کو آٹھ خوبیاں زیب دیتی ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن محبوب سے، اس نے جمیل ابن صالح سے، اس نے عبداللہ ابن غالب سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: مومن کے لئے زیبا ہے کہ وہ آٹھ صفتوں سے آراستہ ہو: سخت و لرزاں خیز پریشانیوں میں باوقار رہے، مصیبتوں کے وقت صبر سے کام لے، آسودہ حال ہو تو شکر بجلائے، جو اللہ تعالیٰ نے اُسے عنایت کیا ہے اس پر قناعت کرے، دشمنوں پر ظلم نہ کرے، دوستوں پر بوجھ نہ بنے اور خواہ اس کا بدن پُور ہو مگر لوگ اس سے راحت میں ہوں۔

بے شک علم مومن کا ساتھی، حلم و بردباری اس کا وزیر اور صبر اس کے لشکر کا سالار ہوتا ہے جبکہ نرمی برتناس کا بھائی اور خوش پذیرائی اس کا باپ ہے۔ ابو الحسن محمد ابن علی ابن شاہ فقیر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مجھ سے ابو حامد احمد ابن محمد ابن احمد ابن حصین نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے ابو یزید احمد ابن خالد خالدی نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے احمد ابن صالح لختی نے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حاتم نطنان نے جہاد ابن عمرو کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے، آپ نے اپنے والد بزرگوار امام باقر سے، انہوں نے اپنے جد سے اور انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ نبیؐ نے حضرت علیؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ، مومن کے لئے سزاوار یہ ہے کہ اس میں آٹھ صفیں پائی جائیں: لرزاں خیز پریشانیوں کے وقت باوقار ہو، مصیبتوں کے وقت صبر کا دان نہ چھوڑے، آسودہ حالی کے موقع پر شکر ادا کرے، جو کچھ اسے اللہ نے روزی دی ہے اس پر قناعت اختیار کرے، دشمنوں پر ظلم نہ کرے، دوستوں کے کاندھوں کا بار نہ ہو اور اس کا جسم رنج میں ہو پر لوگ اس سے راحت میں ہوں۔

(شرح: دوستوں کے کاندھوں کا بار نہ ہو اور اس کا جسم رنج میں ہو لیکن لوگ اس سے راحت میں ہوں کا مطلب یہ ہے کہ تحصیل معاش اور زندگی گزارنے کے لئے خود کام کرے، کمائے اور سخت محنت کرے تاکہ اپنے اخراجات خود برداشت کر سکے اور دوستوں کا دست نگر نہ ہو۔ یہی نہیں بلکہ اس کوشش میں جو اپنی ضرورت سے زیادہ ہاتھ آئے اس سے ناچار اور بے چارے لوگوں کی مدد کرے تاکہ لوگ اس کی جانب سے راحت میں رہیں)۔

﴿۲﴾ آٹھ افراد کسی نماز قبول نہیں ہوتی: احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری نے احمد ابن خالد کے ذریعہ اُس کی اسناد کے ساتھ ہم سے امام جعفر صادق سے روایت نقل کی کہ رسول خداؐ نے فرمایا: آٹھ افراد کی نماز قبول نہیں ہوتی: بھاگے ہوئے غلام کی یہاں تک کہ وہ اپنے آقا کے پاس لوٹ آئے، شوہر کی حق تلفی کرنے والی بیوی کی درحالیہ شوہر اس سے ناراض ہو، زکوٰۃ نہ دینے والے کی، وضو کو ترک کرنے والے کی، اس بلوغت کے قریب لڑکی کی جو سُر چھپائے بغیر نماز پڑھے، اُس امام جماعت کی جس کے ماموین اس کو ناپسند کرتے ہوں اور زمین شخص کی۔ لوگوں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسولؐ یہ زمین کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جس نے پیشاب و پاخانہ روک رکھا ہو اور مست ہو، پس یہ وہ آٹھ افراد ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

﴿۳﴾ حاملین عرش آٹھ ہیں: ہم سے محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے سعد ابن عبداللہ نے قاسم ابن محمد اصفہانی سے، اس نے سلیمان ابن داؤد سنقری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حفص ابن غیاث نخعی سے نقل کیا کہ میں نے

امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا: بلاشبہ حاملین عرش آٹھ ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی آٹھ آنکھیں ہیں اور ہر آنکھ دنیا کے برابر ہے۔ ہم سے بیان کیا محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے کہ محمد ابن حسن صفار نے مرسل روایت بیان کی ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: حاملین عرش چار ہیں کہ جن میں سے ایک کی صورت بنی آدم کی مانند ہے جو اللہ سے اولادِ آدم کے لئے رزق طلب کرتا ہے، دوسرے کی صورت مرغی کی مانند ہے جو اللہ سے پرندوں کے لئے رزق طلب کرتا ہے، تیسرا شیر کی صورت کا حامل ہے جو اللہ سے درندوں کے لئے رزق طلب کرتا ہے اور چوتھے کی صورت گائے جیسی ہے جو اللہ سے چوپایوں کے لئے رزق طلب کرتا ہے اور جب سے بنی اسرائیل نے پچھڑے کی پرستش کی ہے گائے نے اپنا سر اٹھا کر لیا ہے۔ جب قیامت ہوگی تو ان کی تعداد آٹھ ہو جائے گی۔

(شرح: قرآن مجید میں سورۃ الحاقہ آیت ۷۱ میں جیسا کہ فرمایا گیا ہے و یحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیہ، اصل حاملین عرش کی تعداد آٹھ ہے۔ (ترجمہ آیت: ایسے دن یعنی روز قیامت پروردگار کے عرش کو آٹھ اپنے اوپر اٹھائے ہوں گے) یعنی اگر ہندوستانی بادشاہوں کی طرح کسی روائت تحت پر بیٹھے جسے کاندھوں سے اٹھایا جائے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے اور یہ پروردگار کے تخت کی عظمت و بڑائی کی طرف ایک کنایہ ہے۔ کہ جیسے تخت کو عموماً ایک دو اشخاص ہی اٹھالیتے ہیں لیکن تخت خدا اس قدر بڑا ہے کہ اس کو اٹھانے کے لئے آٹھ لوگ درکار ہیں۔ لیکن سوائے فرقہ مجسمہ کے جو انتہائی قلیل تعداد میں ہیں بلکہ شاید اب ان کا خاتمہ ہی ہو چکا ہے تمام علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہاں یہ معنی ہرگز مراد نہیں ہیں بلکہ یہ ان مقامات میں سے ہیں جیسا قرآن نے کنایہ سے کام لیا ہے اور اس کی بہترین توجیہ یہ ہے کہ ہم یہ کہیں کہ یہ روز قیامت خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کے اظہار کے لئے کنایہ ہے۔ اس لحاظ سے مفاد کلام یہ ہے کہ روز قیامت تیرا پروردگار عظیم عظمت و جلال کا مظاہرہ کرے گا اور اس اظہار عظمت و جلال کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی عرش، یا تخت، یا اس کے اٹھانے والوں کا ہونا لازم ہو کیونکہ کنایہ میں بلاغت و صحت کلام ہونا لازمی ہے اور وہ وہی ہے جو مقصود متکلم ہوتا ہے۔ اور تحت اللفظی مفہوم محض اس مقصود متکلم کو سمجھانے کے لئے ہوتا ہے۔

یا الفاظ دیگر مفاد تحت اللفظی عام استعمال ہونے والی چیز سے ہونہ کہ جدی (موروثی) معنی مراد ہوں اور وہ معانی مراد جدی کے ہی ہوں۔ اور وہی مراد جدی حقیقتاً کلام کی درستگی و نادرستی اور سچ یا جھوٹ کی میزان ہے۔ نہ کہ مراد استعمال بلکہ کنایہ کے بارے میں تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ مفاد تحت اللفظی سے بھی مراد استعمال نہیں ہے اور حقیقتاً متکلم وہی مجازی معنی لینا چاہتا ہے جیسا کہ علماء بیان کرتے ہیں کہ اپنے اصل معنوں کے بجائے لفظ کا استعمال مجاز و کنایہ دونوں میں ہو سکتا ہے اور ان میں فرق یہ ہے کہ مجاز میں حقیقی معنی کے ساتھ کوئی قرینہ ایسا ہونا چاہئے جو اس کی نفی کرے لیکن کنایہ میں نفی کا قرینہ ضروری نہیں اور وہاں حقیقی معانی پر محمول کرنا بھی درست ہے۔ اور معنی حقیقی پر محمول کرنے کے معنی ہیں کہ ممکن ہے کہ حقیقی معنی ہی اس میں موجود ہوں یا ممکن ہے کہ موجود نہ ہوں۔ مثلاً ہم کہیں کہ زید کثیر الرماذ ہے (رماذرا کھ کو کہتے ہیں یعنی پیسہ راکھ کر دیتا ہے) ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم اسے سخی کہہ رہے ہیں یعنی بیان کا مقصود زید کی سخاوت ہے نہ کہ دونوں معنی، کیونکہ ممکن ہے کہ ظاہری طور پر اس کے ارد گرد خاک ہو یا ممکن ہے کہ وہ بجلی کے آلات سے اپنی تمام ضروریات انجام دیتا ہو اور اس کے کارخانے میں راکھ کا نشان نہ ہو۔

چنانچہ ممکن ہے کہ جملہ میں قطعی کمی و زیادتی کے بغیر اس جملے سے حقیقی معنی ہی لیے جائیں اور اس وقت کنایہ ہونے کا موقع ساقط ہو جائے گا اور یہ مجاز کے بالکل خلاف ہے۔ جس میں قرینہ لازم ہونے کی صورت میں معنی حقیقی کے بالقابل اس کی ضد حقیقی سے مطابقت پیدا نہیں کی جاسکتی ہے۔ بہر حال جب ہم نے اس کو قیامت میں جلال حق کے اظہار کی عظمت کا کنایہ تسلیم کر لیا ہے تو پھر عرش اور اس کے حاملین کا ہونا شرط نہیں

ہے مثلاً کسی کی شجاعت کے لئے ہم طویل النجاد (تلوار کا طویل پرتلہ) کے الفاظ استعمال کریں تو ضروری نہیں ہے کہ اس کے پاس تلوار بھی ہو اور اس کو حائل کیے ہوئے بھی ہو بلکہ کلام کی بلاغت و صدق و صحت اسی صفت شجاعت کے وجود کی وجہ سے قائم رہے گی۔ لیکن علمائے اسلام نے اس کلام کی سادگی و صفائی کے ساتھ تفسیر نہیں کی بلکہ اس کو واقعی عرش اور حقیقتاً حاملان عرش کے معنوں میں سمجھا ہے اور چونکہ اس کے لفظی معنی پروردگار کیلئے جسم و جسمانیات بھی لازم قرار دیتے ہیں اور یہ امر محال تھا چنانچہ تاویلات کا سہارا لیا اور دو طبقوں میں بٹ گئے۔

۱۔ پہلا طبقہ متکلمین، اہل حدیث فقہاء کا ہے یعنی وہ مسلمان دانش مند جو حتی الامکان قرآن و سنت کی ظاہری و سطحی تعبیرات تک خود کو محدود رکھتے ہیں انہوں نے عرش الہی کو ایک آسمانی انداز کی مخلوق اور بہت بڑا جسم تصور کیا ہے۔ جو تمام جسم انسانی کے موجودات پر محیط ہے۔ اس کے بہت سارے پائے ہیں اور اس ہی بے شمار حجرے، برآمدے اور ستون موجود ہیں۔ اور عرش کی عظمت کے متعلق اور اس کے ارکان اور ستونوں کی تعداد اور بزرگی کی تفصیل جو بیان کی ہے اس لحاظ سے عرش کے حاملین کو بھی جسمانی موجودات سے قیاس کیا ہے البتہ وہ بہت بڑے اور طاقتور ہیں کہ جن میں چار یا آٹھ ہی باوجود عرش کی اس بزرگی اور بڑائی کے اس کو اٹھا سکتے ہیں۔ اور اس آخری روایت میں یہ تعبیر جو حاملین عرش کے متعلق کی گئی ہے اسی طبقے سے مطابقت رکھتی ہے اور یہ ہر چیز کی جسمانی حقیقت رکھنے کا تصور رکھنے والے صاحبان کے قول کی شبیہ ہیں کہ جو ابتدائی فلکیاتی تصورات کلدہ و آثور کی اقوام میں پائے جاتے ہیں۔ اور جو مجسمے انہوں نے اپنے مختلف خداؤں کے لئے تراشے وہ گائے، بتیل، گھوڑے یا شیر یا دوسری شکلوں کے ہوتے تھے جو باہل کے کھنڈرات یا ایران و عراق میں مختلف مقامات پر کھدائی کے دوران برآمد ہوئے۔ یا اس سرزمین پر جو قدیم انسانی تمدن کا مرکز تھی کے نقاشی کے نمونے، مجسمے اور دوسری بہت سے اشکال جو مختلف النوع خداؤں کی نشاندہی کرتی ہیں ہمارے اس دعوے کی دلیل ہیں۔

اب جیسا ہم نے گذشتہ آیت کو ذوق توحیدی و ادبی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا ایک بیخ اور معجزاتی کنایہ قرار دیا اور عرش اور اس کے اٹھانے والوں کی ظاہری صورت کا خیال پیدا کرنے سے محفوظ ہو گئے تو اب اس قسم کی احادیث کے بارے میں مباحثہ کا دروازہ کھل جاتا ہے خصوصاً اس خبر کے بارے میں کہ ہم ان کی تردید کرنے پر مجبور ہیں اور ممکن ہے کہ وہ ان مسلمانوں کے نت نئے افکار کا نتیجہ ہو جن کے سروں میں ایران و عراق کے قدیم علوم کے فلسفے و مبادیات کا سودا سما یا ہو اور انہوں نے اپنے عقیدے کو اس طریقے سے شیعہ مذہب کا جز بنا دیا ہو۔

۲۔ قرآن و سنت کی تعبیرات کے لحاظ سے مسلمان علماء و عرفا قطعی ظاہر پرست یا لفظ پرست نہیں ہیں۔ بلکہ یونانی فلسفے کی مبادیات کی رو سے مشابہت یا یونانی فلسفے سے ارتباط رکھنے والے عرفانی ذوقیات کی رو سے اشراقیہ میں نے عالم وجود اور اس کی سیر و شہود کے لئے ایک بنیاد مبنی کی ہے۔ اور بزم خودہ برہانی اور شہودی طور پر اپنے وجدان کی وجہ سے اس کے عقیدت مند ہوئے ہیں۔ اور وہ شریعت اسلام کی تعلیمات کو جو قرآن و سنت کے ذریعے پھیلائی ہیں اس پر منطبق کرتے ہیں اور آیات و احادیث کی ظاہری صورت کو اس کے ذریعے تاویل کرتے ہیں۔ یہ گروہ عرش کی جسمانی و روحانی دونوں لحاظ سے تفسیر کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک عرش جسمانی نواں آسمان ہے جو ان کے گمان میں محدود جہات ہے۔ ایک عالم جسمانی روز و شب کی گردش کو پیدا کرنے والا اور ہر قسم کے ستاروں اور نقش نگارے سے عاری (خالی) ہے۔

انہوں نے عرش روحانی کو حضرت حق کی وحدانیت سے تفسیر کیا ہے کہ وہ اس کا مقام صفات اور ظہور ذات ہے۔ مبدائے آفرینش، کثرات کی نمائش اور ممکنات و ماہیت کی ایک تجلی ہے۔

جو احادیث عرش کی تفسیر علم کا حق کرتی ہیں وہ اس نظریے کی تائید کرتی ہیں کیونکہ علم صفات حق کا مرکز ممکنات کا پیدا ہونے کا مبداء اور

دستورات و احکام اسلامی کی تشریح ہے اس صورت میں ارکان و حاملین عرش کے ایک اور معنی ہو جاتے ہیں کہ جو حق کی صفات کی مظہریت یا مقام صفات کے مناسب ہوں اور حاملین عرش کی یہاں علم و قدرت کی قوتوں اور دوسری صفات سے توجیہ کرنا بہتر ہوگا۔ اور شاید چار قسم کے فرشتے جو تورات و قرآن میں مشہور ہیں جیسے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل یہ وہی چار معنوی قوتیں ہونگی کہ جن کو ممکن ہے حاملان عرش یا ارکان عرش کا نام دیا گیا ہو۔

اس لحاظ سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ قیامت کے دن حاملین عرش چار کے بجائے آٹھ ہو جائیں گے یہ مظاہر امکانی کے ظہور حق کی وحدت ثانیہ ہونگی کیونکہ اس موقع پر وجود کی قوتیں صعود کی انتہاء کو پہنچ کر انسا الیہ راجعون کا مصداق بن جائیں گی۔ چنانچہ قافلہ زندگانی جو چار حاملین عرش کے اوپر لدا ہوا چلا جا رہا تھا اور سلطنت امکان میں رواں دواں تھا اب اس ترقی کی انتہاء کو پہنچ چکا ہوگا جو اس کا ہدف تھا اور ذات حق کے لئے ایک نئی تجلی ظاہر ہوگی گویا فیض ہستی دو چند ہو جائے گا۔

(توس صعود یعنی دائرہ حیات انسانی روز افزوں ترقی کر رہا ہے حتیٰ کہ روز قیامت کہ جب ہر شے اللہ کی طرف رجوع کرنے والی ہوگی۔ دائرہ حیات کی بھی تکمیل ہو جائے گی۔ مترجم شرح)

﴿۴﴾ جنّت کسے آٹھ دروازے ہیں: ہم سے احمد ابن حسن قفطان نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قفطان نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے بکر ابن عبد اللہ ابن حمیب نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے محمد ابن عبد اللہ نے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حکم ابن ابان نے عثمان کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن فضیل رزقی سے، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام باقر سے، انہوں نے اپنے جَد (ایک نسخہ میں حضرت بنتی ہے) سے روایت نقل کی ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں: ایک دروازہ وہ ہے جس میں سے انبیاء اور صدیقین داخل ہوں گے، ایک دروازہ وہ ہے جس میں سے شہداء اور نیکوکار بندے داخل ہوں گے اور پانچ دروازے ایسے ہیں جن میں سے ہمارے شیعوں اور ہم سے محبت کرنے والے داخل ہوں گے، پس میں صراط پر کھڑا رہوں گا اور دعا کرتے ہوئے کہوں گا: اے میرے پالنے والے، میرے شیعوں، محبوبوں، مددگاروں اور دنیا میں جنہوں نے ہم سے دوستی رکھی ان سب کو سلامت رکھ تو یکا یک باطن عرش سے ایک ندا آئے گی کہ یقیناً ہم نے تمہاری دعا سُن لی ہے اور تمہارے شیعوں کو میں نے شفیق قرار دیا ہے۔ (اس کے بعد) میرا ہر شیعہ، مجھ سے دوستی رکھنے والا، میرا مددگار اور مجھ سے جنگ کرنے والوں کے ساتھ برسرِ پیکار ہونے والا اپنے فعل اور قول سے اپنے پڑوسیوں اور اقرباء میں سے ستر ہزار افراد کی شفاعت کرے گا۔ اور ایک دروازہ ایسا ہے کہ جس میں سے وہ دیگر تمام مسلمان داخل ہوں گے جنہوں نے یہ گواہی دی کہ انہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور ان کے دلوں میں ہم اہلبیت سے ذرہ برابر بھی بغض نہیں تھا۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے سعد ابن عبد اللہ نے احمد ابن ابو عبد اللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے احمد ابن نصر خزاز سے، اس نے عمر واہن شمر سے، اس نے جابر جعفی سے، انہوں نے امام محمد باقر سے کہ اللہ سے حسن ظن رکھو اور باعمل بنو کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں کہ جن میں سے ہر دروازہ کا عرض چالیس (ایک نسخہ میں چار سو) سال کی مسافت ہے۔

﴿۵﴾ یہ روا نہیں کہ گھبر کسی چھت آٹھ ہاتھ سے اُونچی ہو: ہم سے محمد ابن ماجیلویہ نے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عمر ان اشعری سے، اس نے محمد ابن عیسیٰ سے، اس نے ابو محمد

انصاری سے، اس نے ابان ابن عثمان سے نقل کیا اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا کہ جب ایک شخص نے یہ شکایت کی کہ اس کے اہل خانہ اور اس کے بال بچوں کو لوگ تنگ کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: تمہارے گھر کی چھت کتنی اونچی ہے؟ اس نے کہا: دس ہاتھ تو امام نے فرمایا: اسے ناپ کر آٹھ ہاتھ کی کر دو اور اس پر آیت الکرسی لکھ لو اس لئے کہ جب کسی گھر کی چھت آٹھ ہاتھ سے زیادہ ہوتی ہے تو مختصر بن جاتی ہے کہ جہاں جن آتے ہیں اور اسے اپنا مسکن بنا لیتے ہیں۔ (ہاتھ = کہنی سے انگلیوں کے سرے تک لمبائی)۔

﴿۶﴾ آٹھ جوڑے: داؤد رقی کہتے ہیں کہ بعض خارجیوں نے مجھ سے کتاب اللہ عزوجل کی اس آیت ثمانیۃ ازواج من الصنآن اثنتین قل الذکرین حرم ام الأنثیین... ومن الأبل اثنتین و من البقر اثنتین (سورہ أنعام - آیت ۱۳۳ و ۱۳۴) کے متعلق سوال کیا کہ ان میں سے خدا نے کیا حلال قرار دیا ہے اور کیا حرام؟ چونکہ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا لہذا سفر حج کے دوران میں امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا، پس جب میں نے اس خارجی کی خبر ان کو دی تو آپ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے منیٰ کی قربانی کے لئے پالتو (جو جنگلی نہ ہوں) مینڈھے اور بکری کو حلال کیا ہے جبکہ ان میں جنگلی قسم کو حرام قرار دیا ہے۔ اب رہا اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ اونٹ میں سے دو اور گائے میں سے دو تو اس میں اللہ عزوجل نے منیٰ میں عربی اونٹوں کی قربانی کو حلال کیا ہے جبکہ خشکی اور اونٹوں کی قربانی کو حرام قرار دیا ہے اور گائے میں سے بھی پالتو کو حلال قرار دیا ہے جبکہ جنگلی کو حرام۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد میں نے یہ جواب خارجی کو جا کر سنایا تو اس نے کہا: یہ وہ چیز (جواب) ہے جسے اونٹ حجاز سے لایا ہے۔

﴿۷﴾ آٹھ قسم کے لوگ انسانوں میں شمار نہیں ہوتے: میرے والد ابو محمد ابن حسن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے محمد ابن یحییٰ اعطار اور احمد ابن ادریس دونوں نے روایت بیان کی اور دونوں کہتے ہیں: ہم سے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے ہمارے بعض اصحاب یعنی جعفر ابن محمد ابن عبداللہ (ایک نسخہ میں عبید اللہ ہے) نے ابو یحییٰ واسطی سے اور انہوں نے اُس سے جس نے ان سے بیان کیا ہے کہ امام جعفر صادق سے کہا گیا کہ کیا یہ سارے لوگ انسانوں میں شمار ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان میں سے آٹھ قسم کے لوگوں کو نکال دو: وہ جو مسواک نہیں کرتے، تنگ جگہوں پر چار زانو بیٹھنے والے، بے معنی افعال انجام دینے والے، بغیر علم کے بحث کرنے والے، اپنے آپ کو بلا وجہ بیمار سمجھنے والے، بغیر کسی مصیبت کے پریشان ہونے والے، حق بات میں اپنے ساتھیوں کی مخالفت کرنے والے جبکہ باقی سب متفق ہوں اور اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنے والے جبکہ وہ نیک کاموں سے بے بہرہ رہے ہوں: ایسے شخص کی مثال خلیج نامی گھاس کی ہے کہ اس کی چھال اتاری جائے تاکہ اس کے گودے تک رسائی ہو اور یہ ایسے ہیں کہ ان کے متعلق اللہ عزوجل نے فرمایا: ان ہم الا کمال انعام بل ہم اضل سبیلاً۔ وہ نہیں ہیں مگر چوپایوں کی مانند بلکہ وہ اپنی راہ پر گمراہ تر ہیں۔ (سورہ فرقان - آیت ۴۴)

﴿۸﴾ جو مسجد میں آمد و رفت کرتا ہے اس میں آٹھ خوبیاں پائی جاتی ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے سعد ابن عبداللہ نے یعقوب ابن یزید سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے ابراہیم ابن عبدالحمید سے، اس نے سعد ابن کاف سے، اس نے زید ابن عیسیٰ ابن ابی جارد سے، اس نے اصغ ابن نباتہ سے کہ امیر المؤمنین کہا کرتے تھے: جس کا مسجد میں آنا جانا لگا رہتا ہے اسے آٹھ میں سے کوئی ایک خوبی ضرور حاصل ہوتی ہے: خدا داد بھائی، نیا علم، محکم آیت، ایسی رحمت جس کا

۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔

انتظار کیا جا رہا ہو، ایسی نصیحت آموز بات جو اسے ہلاکت سے نجات دیتی ہے، ایسی بات سنتا ہے جو اس کی ہدایت کا سبب بن جاتی ہے یا پھر خوف یا حیا کی بناء پر کوئی گناہ ترک کر دیتا ہے۔

ابراہیم ابن محمد ابن حمزہ ابن عمارہ حافظ نے اپنے مکتوبات کے ذریعے ہم سے ایک روایت بیان کی، وہ کہتا ہے: حسین ابن عبد اللہ نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: موسیٰ ابن سروان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مروان ابن معاویہ نے سعید ابن طریف کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے عمیر ابن مامون سے نقل کیا کہ میں نے امام حسن کو یہ کہتے سنا کہ میں نے رسول خدا کو یہ کہتے سنا کہ جو شخص ہمیشہ مسجد میں آتا جاتا رہے اسے آٹھ میں سے کوئی ایک خوبی حاصل ہوتی ہے: خدا داد بھائی، تازہ علم، ایسا کلمہ جو اس کی ہدایت کا سبب بنے، ایسا کلمہ جو اسے ہلاکت سے دور رکھے، رحمت منتظرہ یا پھر وہ خوف یا حیا کے باعث کوئی گناہ ترک کر دیتا ہے۔

﴿۹﴾ آٹھ افراد کی اگر توہین کی جائے تو انہیں اپنے آپ کو ملامت کرنی چاہئے: ابوالحسن محمد ابن علی ابن شاہ فقہیہ نے مروالروہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو حامد احمد ابن محمد ابن احمد ابن حسین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یزید احمد ابن خالد خالدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن صالح تمیمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے مجھے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حاتم قطفان نے ہم سے حماد ابن عمر کے ذریعہ روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے اور انہوں نے نبی اللہ سے کہ آپ نے حضرت علی کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علی، اگر آٹھ افراد کی توہین کی جائے تو انہیں اپنے آپ ہی کو ملامت کرنی چاہئے: بن بلایا مہمان، وہ مہمان جو میزبان پر حکم چلائے، اپنے دشمن سے نیکی کا طالب، لیم افراد سے فضل کی امید رکھنے والا، کسی دو آدمیوں کے آپس کے معاملہ میں دخل دینے والا جبکہ ان دونوں نے اُسے اپنا ہمزاز بھی نہ بنایا ہو، بادشاہ کی اہانت کرنے والا، نا اہل افراد کی محفل میں بیٹھنے والا اور اس شخص کو کوئی بات سنانے والا جو اس کی بات سننے پر آمادہ نہ ہو۔

﴿۱۰﴾ مساجد کو آٹھ چیزوں سے ڈور رکھنا چاہئے: ہم سے محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے محمد ابن حسن صفار نے حسن ابن موسیٰ حشاب سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن اسباط سے روایت بیان کی، اس نے اپنے سلسلہ اسناد کے کسی راوی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: اپنی مساجد کو خرید و فروخت، مجنون افراد، بچوں، تلاش گمشدہ، قضاوت، اجرائے حدود اور آواز کے بلند کرنے سے محفوظ رکھو۔

﴿۱۱﴾ ایمان آٹھ خصلتوں کا نام ہے: میرے والد نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے سعد ابن عبد اللہ نے ابراہیم ابن ہاشم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے جعفر ابن عثمان سے اور اس نے ابو بصیر سے کہ میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں تھا کہ ایک شخص نے ان سے کہا: اَصْلِحْكَ اللهُ، کوفہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو کچھ باتیں آپ سے منسوب کرتے ہیں، امام نے فرمایا: وہ کون سی باتیں ہیں؟ تو اس شخص نے کہا: ایمان اور اسلام میں فرق ہے، تو امام محمد باقرؑ نے فرمایا: ہاں فرق ہے۔ اس شخص نے کہا: آپ مجھے تفصیل سے سمجھائیں تو امام نے فرمایا: جو شخص یہ گواہی دے کہ 'انہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں خدا کی جانب سے آنے والی چیزوں کا اقرار کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، ماہ رمضان کے روزے رکھے اور حج پر جائے تو وہ مسلمان ہوا۔ میں نے کہا: پھر ایمان کیا ہے؟ امام نے فرمایا: جو یہ گواہی دے کہ 'انہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جب خدا کے حضور میں جائے تو کسی ایسے گناہ کے ساتھ نہ

جائے جس پر خدا نے وعید سنائی ہے تو ایسا شخص مومن ہے۔

ابو بصیرؓ نے کہا: میں آپ پر قربان، ہم میں بھلا ایسا شخص کہاں ہے جو کسی ایسے گناہ کا مرتکب نہ ہو، ہوا ہو کہ جس پر خدا نے دوزخ کا وعدہ کیا ہے تو اہم نے فرمایا: میرا مطلب یہ نہیں تھا جو تم سمجھے ہو، بلکہ اس سے میری مراد یہ ہے کہ جب وہ خدا کے حضور میں پیش ہو تو کسی ایسے گناہ کا مرتکب نہ ہو، ہوا جس پر خدا نے وعید سنائی ہو اور تو بے گناہ بھی نہ کی ہو۔

﴿۱۲﴾ گناہان کبیرہ اٹھ ہیں: ہم سے محمد ابن حسن اور میرے والد، دونوں نے کہا: ہم سے سعد ابن عبد اللہ نے محمد ابن حسین ابن ابی الخطاب سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن مسکین ثقفی سے، اس نے سلیمان ابن طریف سے، اس نے محمد ابن مسلم سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق سے کہا: میں آپ پر قربان، ہم اپنی مخالفت کرنے والے کے لئے کفر اور جہنم کی گواہی کیوں دیتے ہیں جبکہ ہم اپنے آپ اور اپنے ساتھیوں کے لئے جنت کی گواہی نہیں دیتے؟ امام نے فرمایا: یہ تمہارے ایمان کی کمزوری ہے، اگر تم گناہان کبیرہ کے مرتکب نہیں ہوئے ہو تو یہ گواہی بھی دے دو کہ تم لوگ جنتی ہو۔ میں نے کہا: گناہان کبیرہ کون سے ہیں، میں آپ پر قربان؟ آپ نے فرمایا: اکبر الکبائر اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، ایسی جگہ ہجرت کرنا جہاں دین پر عمل نہ ہو سکے، پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت لگانا، میدان جنگ سے فرار ہو جانا، ناحق مال یتیم کھا لینا، ثابت ہونے کے باوجود سود خوری اور کسی مومن کو قتل کرنا۔ پس میں (راوی) نے کہا: زنا اور چوری کا کیا حکم ہے؟ تو امام نے فرمایا: یہ اکبر الکبائر نہیں ہیں۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: گناہان کبیرہ کے متعلق وارد ہونے والی روایتیں فی الواقع ایک دوسرے سے متضاد نہیں ہیں اگرچہ بظاہر بعض میں وارد ہوا ہے کہ گناہان کبیرہ پانچ ہیں، بعض میں سات، بعض میں آٹھ اور بعض میں اس سے بھی زیادہ... اس لئے کہ شرک کے بعد ہر گناہ بڑا ہے اس گناہ کی نسبت جو اس سے چھوٹا ہے اور ہر چھوٹا گناہ بھی بجائے خود کبیرہ ہے اس سے بھی چھوٹے گناہ کی نسبت اور شرک کے ساتھ تو ہر چھوٹا گناہ بھی کبیرہ ہی ہے۔

(شرح: احادیث اور فتاویٰ کی رو سے گناہان کبیرہ کی تعداد میں بہت اختلاف ہے کہ پانچ سے ستر تک بیان کیے گئے ہیں۔ نسبت کا جو نظر یہ شیخ صدوق نے اختیار کیا ہے اور بزرگوں کی ایک جماعت نے ان کی پیروی کی ہے وہ احادیث کے اختلاف کو رفع کرنے کا ایک طریقہ ہے لیکن کئی لحاظ سے دشواری کا باعث ہے۔

۱۔ اس نسبت کے ہونے سے گناہ صغیرہ یا گناہ کبیرہ یا دونوں کے انکار کا پہلو نکل رہا ہے اور اس کو قبول کرنا ان تین وجوہات سے قابل اعتراض ہے لہذا صغیرہ و کبیرہ کی تقسیم قابل انکار نہیں ہے۔

۲۔ یہ کہ احادیث اور فقہ میں گناہ کبیرہ کے لئے مخصوص احکام و آثار ثابت ہیں۔ مثلاً صرف کبیرہ کا ارتکاب کرنا منافی عدالت ہے لیکن صغیرہ کا دہرانا اور بار بار کرنا منافی عدالت ہے نہ یہ کہ اسے صرف ایک ہی بار کیا جائے اور اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے ان تعجبتموا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیناتکم (سورہ نساء آیت ۳۱) ”اگر تم بڑے گناہوں سے روک جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہوں کو معاف کر دیں گے“۔ اسی لئے اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ گناہان کبیرہ سے بچنے والے شیعہ مستحق بہشت ہیں، بشرط توبہ۔

سہ حال گناہان کبیرہ و صغیرہ جدا گانہ آٹھ و ادا کر رکھتے ہیں اور ہر ایک ترتیب و آثار اور احکام تشخیص موضوع کا محتاج ہے جبکہ نسبت کا

نظریہ موضوع کی تشخیص نہیں کرتا بلکہ موضوع کو مبہم اور گھمبیر بنا دیتا ہے۔

۳۔ پھر یہ کہ نسبتی نظریہ کا اجراء خود محتاج ہے کہ گناہوں میں صغیرہ اور کبیرہ کی تخصیص کی جائے یہاں تک کہ ہم فیصلہ کریں کہ اس اصغر کی نسبت یہ صغیر ہے اور وہ کبیرہ اس اکبر کی نسبت چھوٹا ہے اور ہم پوچھتے ہیں کہ کہاں سے سمجھا گیا کہ وہ اکبر ہے اور وہ کبیرہ ہے اور وہ صغیر ہے کہ نسبتی نظریہ کی تطبیق کر سکیں اور اگر ان مراتب کی تشخیص کے لئے میزان اور دلیل ہوں کہ جن کے ذریعے گناہوں کے مراتب کا تعین ہو جائے تو بھی نسبتی نظریہ کے دیگر مطالب ہمارے پاس نہیں ہیں اور صحیح یہ ہے کہ کبیرہ گناہ ہونے کا اثبات تین مضبوط دلیلوں سے لازم آتا ہے۔

۱۔ یہ کہ قرآن یا سنت میں معتبر طریقہ سے صراحت کی گئی ہے کہ فلاں گناہ کبیرہ ہے۔

۲۔ یہ کہ قرآن میں گناہ کی نسبت صراحت سے اس کی سزا بیان کی گئی ہو جیسے فرمایا کہ عدا مومن کو قتل کرنے والے کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

۳۔ یہ کہ جس گناہ کا کبیرہ ہونا ثابت ہے اس کے برابر یا اس سے بڑا گناہ شمار کیا گیا ہو جیسے فرمایا کہ غیرت زنا سے سخت تر ہے یا یہ کہ کاہن چونکہ جادوگر کی مانند ہوتا ہے۔ اس صورت میں کہ دلیل موجود ہے کہ زنا گناہ کبیرہ ہے یا جادو گناہ کبیرہ ہے چنانچہ غیرت اور کبانت کا کبیرہ ہونا بھی ثابت ہو جاتا ہے۔

لیکن کبار کے شمار میں احادیث کے اختلاف کی طرف رجوع کرتے ہوئے چاہئے کہ ان کو مراتب پر حمل کریں کیونکہ گناہان کبیرہ بھی الہتہ درکات (درجات) رکھتے ہیں اور بعض احادیث کا اس بارے میں کفایت کرنا اس حوالے سے ہے کہ وہ زیادہ اہمیت رکھتے ہیں یا اس کے مخصوص اثر کے حوالے سے ہے جو اس گروہ پر مرتب ہوتا ہے۔ چنانچہ ممکن ہے کہ کہا جائے کہ شیعہ سے بہشت کے استحقاق کا ختم ہو جانا ان آٹھ مخصوص گناہوں کے ارتکاب پر منحصر ہے حتیٰ کہ یہ اثر چوری اور زنا کے مثل گناہ نہیں ہے کیونکہ ان کا کبیرہ ہونا عدالت کی نفی کرنے کی رو سے ظاہر اہل تردید و مخالفت نہیں ہوتا۔

﴿۱۳﴾ حضرت علیؑ کی آٹھ خوبیاں: محمد بن ابراہیم ابن اہلق طالقانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو سعید حسن ابن علی عدوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے عمرو ابن مختار نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے حسین حنائی نے روایت بیان کی، کہا: فہس ابن ربیع نے اعمش سے روایت کی ہے، اس نے عباد بن ربیع اسدی سے روایت بیان کی، اس نے ابویوب انصاری سے نقل کیا کہ ایک مرتبہ رسول خدا بیمار ہوئے تو حضرت فاطمہؑ آپؑ کی عیادت کے لئے تشریف لائیں در حالیکہ آپؑ میں کافی نقاہت آچکی تھی، پس جب حضرت فاطمہؑ نے آپؑ کو اس سختی اور کمزوری کے عالم میں دیکھا تو آپؑ کو گریہ گلو گریہ ہوا یہاں تک کہ آپؑ کے آنسو زخار پر جاری ہو گئے تو نبیؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ، اللہ جل جلالہ نے روئے زمین پر ایک نظر ڈالی اور اس میں تمہارے بابا کو منتخب کر لیا، دوسری نظر ڈالی تو تمہارے شوہر کو منتخب کیا اور میری جانب وحی کی تاک میں تمہیں اس کے نکاح میں دے دوں۔ اے فاطمہؑ، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ نے تم کو جو شوہر عنایت کیا ہے وہ سب سے پہلے اسلام لایا، سب سے زیادہ بردبار ہے اور علم میں سب سے بڑھ کر ہے۔

راوی کہتا ہے کہ رسول خداؐ کی باتیں سن کر حضرت فاطمہؑ مسرور و خوش ہوئیں، پس رسول خداؐ نے مزید برآں ان باتوں کو بیان کرنے کا ارادہ کیا جسے خدا نے محمدؐ و آل محمدؐ کا حصہ قرار دیا ہے، لہذا رسول خداؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ، علیؑ میں آٹھ خوبیاں پائی جاتی ہیں: اللہ، اس کے رسول، اس کے علم، اس کی حکمت، اس کی زوجہ، اس کے دونوں اسون، حسن، حسین، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور کتاب اللہ سے گفتگو پر اس کا ایمان ہے۔

اے فاطمہ، ہم اہلبیت کو سات ایسی خوبیاں عطا کی گئی ہیں جو مذشتہ لوگوں میں سے کسی کو عطا نہیں ہوئیں اور نہ ہمارے بعد آنے والوں میں سے کسی کو عطا ہوں گی۔ ہمارا نبی تمام انبیاء سے بہتر ہے اور وہ تمہارے والد ہیں، ہمارا وصی تمام اوصیاء سے بہتر ہے اور وہ تمہارا شوہر ہے، ہمارا شہید تمام شہیدوں کا سردار ہے اور وہ تمہارے والد کے چچا حضرت حمزہؓ ہیں، ہم ہی میں سے ایسا شخص بھی ہے جس کے دو پر ہیں کہ جن کے ذریعے وہ جنت میں پرواز کرتا ہے اور وہ (حضرت) جعفرؓ (طیار) ہیں اور ہم میں سے ہی اس امت کے دونوں سے ہیں اور وہ تمہارے دونوں بیٹے ہیں۔

﴿نَوَاں بَاب﴾

﴿۱﴾

نَوَ خَوِیَاں جَو اللہ عَزَّ وَجَلَّ نَسے اہنے نبی حضرت محمد صَلَّى اللہ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم کو عطا کیں:

۱۔ اعیلیٰ ابن منصور قصار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبد اللہ محمد ابن قاسم بن محمد ابن عبد اللہ ابن حسن ابن جعفر ابن حسن (ایک نسخہ میں ابن حسن ہے) ابن علی ابن ابی طالب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سلیمان ابن عبد اللہ مشقی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ابان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبد العزیز ابن محمد ابن موسیٰ ابن عبیدہ نے عبد اللہ ابن دینار کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے ام ہانی بنت ابی طالب سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے ہاتھوں اسلام کو ظاہر کیا، قرآن مجھ پر نازل کیا، فتح کعبہ میرے ہاتھوں سے سرانجام پائی، اس نے مجھ اپنی تمام مخلوقات پر فضیلت بخشی، اس نے دنیا میں مجھے اولاد آدم کا پیشوا بنایا جبکہ آخرت میں قیامت کی زینت قرار دیا، جب تک میں جنت میں داخل نہ ہو جاؤں اس نے دیگر انبیاء پر اس میں داخل ہونے پر پابندی لگا دی اور اس طرح دیگر انبیاء کی امتوں پر جنت میں داخل ہونے پر اس وقت تک پابندی لگا دی جب تک میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے، میرے بعد خلافت کو میرے اہل بیت کے لئے مقرر کیا یہاں تک کہ صور پھونکا جائے، پس جو شخص میری بات کا انکار کرے اس نے خدا کے بزرگ کے ساتھ کفر کیا۔

﴿۲﴾

حضرت علیؑ اور ان کے جھاننے والوں کو نَوَ خَوِیَاں عطا کی گئیں: عمار ابن حسین اسروثی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن محمد ابن عصمتہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد طبری نے مکہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن لیث رازی نے سنان ابن فرخ ابلی کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے ہمام ابن یحییٰ سے، اس نے قاسم ابن عبد اللہ سے، اس نے عبد اللہ ابن محمد ابن عقیل سے، اس نے جابر ابن عبد اللہ انصاری سے نقل کیا کہ ایک روز میں نبیؐ کی خدمت میں موجود تھا کہ آپ نے یکا یک حضرت علیؑ کی جانب اپنا رخ کیا اور فرمایا: اے ابوالحسن، کیا میں تمہیں کوئی خوشخبری سناؤں؟ امام نے فرمایا: جی ہاں، اے اللہ کے رسول، تو رسولؐ نے فرمایا: یہ جبرئیل اللہ جل جلالہ کی جانب سے مجھے خبر دے رہے ہیں کہ اس نے تمہارے شیعوں اور چاہنے والوں کو نَوَ خَوِیَاں سے نوازا ہے: موت کے وقت آسانی، وحشت کے وقت اُنس، تاریکی کے موقع پر نور، جزع فزع کے وقت اُمن، میزان اعمال کے موقع پر انصاف، پل صراط پر سے گزرنا اور تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہونا؛ ان کے نوران کے آگے اور ان کی دامنی جانب حرکت کر رہے ہوں گے۔

﴿۳﴾

حضرت فاطمہ بنت محمدؑ کے خدا کے ہاں نَوَ نام ہیں: محمد ابن موسیٰ ابن متوکل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسین سعد آبادی نے احمد ابن ابی عبد اللہ برقی کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبد العظیم ابن عبد اللہ حسنی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن عبد اللہ ابن یونس نے یونس ابن ظبیان سے روایت بیان کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: حضرت فاطمہ کے اللہ عز و جل کے ہاں نَوَ نام ہیں: فاطمہ، صدیقہ، مبارکہ، طاہرہ، زکیہ، راضیہ، مرضیہ، محمدیہ اور زہراء۔ اس کے بعد امام نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ فاطمہ نام کی کیا تفسیر ہے؟ میں نے کہا: اے میرے آقا، مجھے بتلائیں، امام نے فرمایا: یعنی شَر سے محفوظ، بعد ازیں امام نے فرمایا: اگر حضرت علیؑ ان سے شادی نہ کرتے تو تا قیامت آدم سے لے کر آخری انسان تک رُوئے زمین پر ان کا کوئی کفو (ہم پلہ) نہ ہوتا!

﴿۴﴾ اللہ عز و جل نے امیر المومنینؑ کو ایسی نو خوبیاں عطا کیں جو سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی کو عطا نہ کیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبد اللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن حسین ابن سعید نے کہا: مجھ سے احمد ابن ابراہیم اور احمد ابن زکریا نے محمد ابن نعیم کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے یزید ابن ابراہیم اور احمد ابن زکریا سے انہوں نے محمد ابن قاسم سے اور اس نے ہمارے اصحاب میں سے کسی سے نقل کیا کہ اس نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا کہ امیر المومنین نے فرمایا: خدا کی قسم، مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے نو خصوصیات عطا کیں جو سوائے نبی کے اور کسی کو عطا نہ ہوئیں: میرے لئے راہیں کھول دی گئیں اور میں نے حسب نسب جان لیے، میرے لئے بادلوں کو روانہ کیا گیا اور میں نے موت اور بلاؤں میں گرفتاریوں اور فصل الخطاب کو جان لیا، میں نے اپنے پروردگار کے اذن سے سکوت پہ نظر ڈالی تو مجھ سے قبل اور میرے بعد کی کوئی چیز مجھ سے پوشیدہ نہ رہی، میری ولایت کے ذریعے اللہ نے اس امت کے لئے ان کا دین کامل کر دیا، ان پر نعمتیں تمام کر دیں اور ان کے اسلام قبول کرنے پر راضی ہو گیا اس لئے کہ جس روز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر امر ولایت نازل ہوا فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان لوگوں کو بلا دو کہ آج کے دن میں نے ان کے لئے ان کے دین کو مکمل کر دیا اور بطور دین میں نے ان کے اسلام لانے کو پسند کر لیا اور میں نے ان پر اپنی نعمت تمام کر دی، یہ سب اللہ کے مجھ پر احسان کرنے کی وجہ سے ہے اور ساری تعریفیں اسی کے لئے مخصوص ہیں۔

﴿۵﴾ نبیؐ کو حضرت علیؑ کے متعلق نو خوبیاں عطا کی گئیں: میرے والد نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبد اللہ نے یعقوب ابن یزید کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی ثمر سے، اس نے ابراہیم کرجی سے، اس نے محمد ابن مسلم سے، اس نے ابو حمزہ ثمالی سے، اس نے حسن ابن عطیہ سے، اس نے عطیہ سے، اس نے زید ابن ارقم سے نقل کیا کہ رسول خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اے علیؑ، مجھے تمہارے متعلق نو خصوصیات عطا ہوئی ہیں: تین دنیا میں، تین آخرت میں اور دو ان میں سے تمہارے لئے مخصوص ہیں جبکہ باقی ایک خصوصیت کے متعلق میں تمہارے لئے فکرمند ہوں۔ دنیا میں عطا کی گئیں تین خصوصیات یہ ہیں: تم میرے وصی ہو اور میرے خاندان میں میرے جانشین ہو اور میرے قرضوں کو ادا کرنے والے ہو۔ آخرت میں عطا کی گئیں تین خصوصیات یہ ہیں: مجھے پرچم حمد عطا کیا جائے گا اور میں اُسے تمہارے سپرد کروں گا اور حالیکہ حضرت آدم اور ان کی ذریت میرے پرچم تلے ہوں گے، تم بہشتی کھجیوں میں میری اعانت کرو گے اور میں تمہیں جس کے بارے میں تم چاہو گے اپنی شفاعت کا اختیار دوں گا۔ پس تمہارے لئے مخصوص دو خصوصیات یہ ہیں: تم میرے بعد نہ کبھی کفر اختیار کرو گے اور نہ ہی گمراہ ہو گے اور تمہاری جس خصوصیت کے بارے میں فکرمند ہوں وہ یہ ہے کہ اے علیؑ! میرے بعد قریش تم سے بے وفائی کریں گے۔

ہم سے حسین ابن یحییٰ کجلی نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے میرے والد نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے ابو ذر نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے احمد ابن قاسم نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے قطن ابن بشیر نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے جعفر نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے یعقوب ابن فضل نے شریک ابن عبد اللہ ابن عبد اللہ ابن عبد الرحمن مزنی سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: مجھے علیؑ کے متعلق نو خصوصیات عطا کی گئیں: تین دنیا میں، تین آخرت میں، دو کے بارے میں مجھے امید یہ ہے کہ وہ اُسی سے مخصوص ہیں جبکہ ایک کے بارے میں مجھے ڈر ہے۔ دنیاوی تین خصوصیات یہ ہیں: وہ میری شرمگاہ کو پوشیدہ رکھے گا، وہ میرے خاندان والوں کے امور چلائے

گا اور میرے خاندان میں میرا وحی ہے، البتہ آخری تین خصوصیات یہ ہیں: مجھے پرہم حمد عطا ہوگا تو میں اسے اٹھانے کے لئے دوں گا، شفاعت کے موقع پر میں اس پر تکبیر کروں گا اور مناجاتِ الہی (بہشتی گنجوں) میں وہ میری اعانت کرے گا۔ وہ دو خصوصیات جس کے بارے میں مجھے اُمید ہے کہ وہ اسی سے مخصوص ہیں وہ یہ ہیں کہ میرے بعد نہ کفر اختیار کرے گا اور نہ ہی گمراہ ہوگا البتہ وہ خصوصیت جس کے بارے میں مجھے ڈر ہے وہ یہ ہے کہ قریش میرے بعد اس کی بیعت کو توڑ دیں گے۔

﴿۶﴾ نو چیزوں کے لئے نو آفتیں ہیں: میرے والد نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: سعد بن عبداللہ اور عبداللہ ابن جعفر حمیری دونوں نے ہم سے ہارون ابن مسلم سے روایت بیان کی، اس نے سعد بن صدقہ ربعی سے، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے اپنے اجداد سے اور انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: بات چیت کی آفت جھوٹ ہے، علم کی آفت فراموشی ہے، بردباری کی آفت بے وقوفی ہے، عبادت کی آفت سستی و کاہلی ہے، بذلہ سخی کی آفت ڈینگ مارنا ہے، شجاعت کی آفت ستم کرنا ہے، سخاوت کی آفت احسان جتنا ہے، زریبائی کی آفت اترانا ہے اور حسب نسب کی آفت فخر کرنا ہے۔

﴿۷﴾ بونی کھجوروں میں نو خصوصیات پائی جاتی ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوسعید ادوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن زینات نے ہم سے عبید اللہ ابن عبداللہ سے روایت بیان کی، اس نے کسی دوسرے شخص سے نقل کیا اور اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا کہ امیر المؤمنین نے فرمایا: اک مرتبہ ہم رسول خدا کی خدمت میں تھے یکا یک عبدالقیس کا ایک وفد آپ سے ملاقات کے لئے آیا اور سلام کیا، اس کے بعد انہوں نے آپ کے حضور میں کھجوریں پیش کیں تو آپ نے دریافت کیا: صدقہ ہے یا ہدیہ؟ انہوں نے کہا: نہیں، بلکہ یہ ہریہ ہے اے اللہ کے رسول۔ آپ نے فرمایا: یہ کس قسم کی کھجوریں ہیں؟ ان لوگوں نے جواب دیا: برنی کھجوریں ہیں تو آپ نے فرمایا: تمہاری ان کھجوروں میں نو خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ یہ جبرئیل مجھے خبر دیتے ہیں کہ اس کھجور میں نو خصوصیات پائی جاتی ہیں: منہ کو خوشبودار بناتی ہے، معدہ کو پاک کرتی ہے، کھانا ہضم کرتی ہے، قوت سماعت و قوت بصارت میں اضافہ کرتی ہے، پشت مضبوط کرتی ہے، شیطان کو دیوانہ و پریشان کر دیتی ہے، اللہ عزوجل کے قریب کرتی ہے اور شیطان سے دُور کرتی ہے۔

﴿۸﴾ اس اُمت سے نو چیزوں کی باز پرس نہیں ہوگی: محمد ابن احمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد بن عبداللہ نے یعقوب ابن یزید کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے حماد ابن نسیبی سے، اس نے حریر بن عبداللہ سے، اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: میری اُمت سے نو چیزوں میں باز پرس نہیں ہوگی: خطا، بھول، جب ان پر زبردستی کی جائے، جس بات کو نہیں جانتے، جو ان کے بس کی نہیں، جس کو کرنے پر مجبور ہیں، حسد، فال بد، مخلوقات کے بارے میں دوسرے پر غور و فکر کرنے پر بشرطیکہ ہونٹوں سے کوئی بات نہ کرے۔

(شرح: مطلب یہ ہے کہ وہ افعال جن میں مواخذہ اور جواب دہی ہوتی ہے اگر ان کا ارتکاب کیا جائے تو اس میں مواخذہ اور باز پرس کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ مثلاً شراب حرام ہے اور اس کے پینے پر حد شرعی کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اگر خطا سے یا بھول کر یا کسی دوسرے کی زبردستی یا اضطرار کی حالت میں مانند شگی اور پانی کے نہ ہونے یا نہ جاننے ہوئے پی لی جائے تو سزا اور حد نہیں جاری کی جائے گی۔

۔ حسد اور بد شگونی، کہ جو دل میں ہوتے ہیں اور ان کا اظہار نہ کیا جائے تو کوئی سزا نہیں ہے۔

مخلوق کے بارے میں دوسرے سے مقصود فاسد خیالات ہیں جو کبھی ذہن میں آتے ہیں جیسے خدا کو کس نے پیدا کیا یا کب پیدا ہوا، یہ شیطانی خیالات ہیں اور جب تک زبان پر نہ آئیں گناہ یا باز پرس کا باعث نہیں ہوتے۔

﴿۹﴾ نو چیزوں کی ممانعت: ابو الخلیق ابراہیم ابن محمد ابن حمزہ ابن عمارہ حافظ نے اپنے مکتوب میں مجھے خبر دی کہ سالم ابن سالم اور ابو عدویہ کہتے ہیں کہ ابو خطاب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہارون ابن مسلم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: قاسم ابن عبد الرحمن انصاری نے امام محمد تقی کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام علی رضاً سے، انہوں نے امام حسین سے روایت نقل کی کہ جس وقت رسول خدا نے خیر کو فتح کیا تو آپ نے اپنی کمان منگوائی اور اس کے دستے پر تکیہ دے کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، خدا کی جانب سے اپنی فتح اور اس کی نصرت کا ذکر کیا اور نو چیزوں کی ممانعت فرمائی: فاحشہ کی اجرت، بڑ چوپائے سے منادہ کو بچ ٹھہرانے کی کمائی (عسیبُ الفحل)، سونے کی انگوٹھی، کتے کی فروخت، ارغوانی زمینیں، ابو عدویہ کہتا ہے سُرخ ریشیں، قسی لباس پہننا (یہ وہ لباس ہیں جو شام میں بٹے جاتے ہیں)، درندوں کا گوشت کھانا، سونے کو سونے اور چاندی کو چاندی کے عوض فروخت کرنا جبکہ ان میں سے کسی ایک کی مقدار زیادہ ہو اور نجوم کا مطالعہ۔

(شرح: کیونکہ قلعہ خیر میں عورتوں کی حرام کمائی کھانے کا دستور تھا اور مال و دولت بھی موجود تھا چنانچہ مسلمانوں کے ہاتھوں اس کی فتح کے بعد ممکن تھا کہ یہ برے افعال مسلمانوں میں بھی سرایت کر جاتے اس لئے پیغمبر اسلام نے یہ احکام ان کے گوش زد کیے اور ان کو ان امور کے ارتکاب سے منع کیا جو یہودیوں کے درمیان اور خیر کے قلعوں کے فتح ہونے سے قبل وہاں رائج تھے۔ ان امور میں سے کئی، جیسے سونے کی انگوٹھی ہاتھ میں پہننا اور زنا کی اجرت اور درندوں کا گوشت کھانا فقہ اسلامی میں حرام قرار دیا گیا ہے اور ان میں سے بعض جیسے جانور کی حقیقی کی اجرت اور سُرخ زین کے استعمال کو مکروہ شمار کیا گیا ہے۔)

﴿۱۰﴾ گنہگار کو نو گھنٹوں کی مہلت دی جاتی ہے: حسن ابن محمد ابن سعید ہاشمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: فرات ابن ابراہیم ابن فرات کوئی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مجھ سے محمد ابن ظہیر نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے حسن ابن علی عبدی عرف ابن قاری نے روایت بیان کی، کہا: ہم سے سہل ابن عبد الوہاب نے روایت بیان کی، کہا: عبد القدوس نے سلیمان ابن مہران کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی نیکی کا ارادہ کرنا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر اس نیکی کو بجلائے تو دس نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں؛ جبکہ اگر کوئی شخص کسی بُرائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں کچھ نہیں لکھا جاتا اور اگر اس بُرائی کو انجام دیتا ہے تو اسے نو گھنٹوں کی مہلت ملتی ہے، پس اگر وہ اس پر نادم ہو کر مغفرت طلب کر کے (حقیقی) توبہ کر لیتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں کچھ نہیں لکھا جاتا، لیکن اگر وہ نادم ہو اور نہ ہی توبہ کرے تو اس کے نامہ اعمال میں ایک بُرائی لکھ دی جاتی ہے۔

﴿۱۱﴾ امام حسین ابن علیؑ کی نو اولاد ائمہ ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے سعد ابن غزوٰن سے، اس نے ابو بصیر سے اور انہوں نے امام محمد باقر سے کہ حضرت حسین ابن علیؑ کے بعد نو ائمہ ہوں گے اور ان کے نو بیٹے ہیں (عجل اللہ فرجہ الشریف)۔

﴿۱۲﴾ نبیؐ کی وفات کے موقع پر آپؐ کی نو بیویاں حیات تھیں: محمد ابن ابراہیم ابن الخلیق طالقانی نے ہم سے

روایت بیان کی کہ حسین بن علیؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن زکریا جوہری نے جعفر ابن محمد ابن عمارہ کے ذریعے ہم

سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق نے فرمایا: رسول خدا نے پندرہ عورتوں کے ساتھ شادیاں کیں کہ جن میں سے دو کا انتقال آپ کی حیات میں ہوا اور ان میں سے تیرہ کے ساتھ رخصتی ہوئی درحالیہ آپ کی وفات کے وقت تو باحیات تھیں، لہذا جن دو کے ساتھ رخصتی نہیں ہوئی وہ عمرہ اور سینا (ایک نسخہ میں شہاء ہے) ہیں جبکہ جن تیرہ کے ساتھ رخصتی ہوئی ان میں پہلی حضرت خدیجہ بنت خویلد ہیں، ان کے بعد سوڈہ بنت زمعہ، ان کے بعد ام سلمہ اور ان کا اسم گرامی بند بنت ابی امیہ تھا، ان کے بعد ام عبد اللہ عائشہ بنت ابوبکر، بعد ازیں حفصہ بنت عمر، بعد ازیں زینب بنت خزیمہ بنت حارث ام انسائین، ان کے بعد زینب بنت جحش، ان کے بعد ام حبیبہ بنت ابی سفیان، ان کے بعد میمونہ بنت حارث، ان کے بعد زینب بنت عمیس، ان کے بعد جویریہ بنت حارث، ان کے بعد صفیہ بنت حی ابن اخطب۔ نیز جنہوں نے اپنے آپ کو از خود رسول خدا کو بخش دیا تھا وہ تھیں خولہ بنت حکیم سلمی۔ آپ کی دو کنیریں بھی تھیں جنہیں آپ نے اپنی ازواج کے ساتھ تقسیم کیا ہوا تھا: ماریہ قبطیہ اور ریحانہ خندقیہ۔

نبی کی وفات کے وقت جو ازواج باحیات تھیں وہ ہیں: عائشہ، حفصہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، میمونہ بنت حارث، ام حبیبہ بنت ابی سفیان، صفیہ بنت حی ابن اخطب، جویریہ بنت حارث اور سوڈہ بنت زمعہ، ان میں بھی سب سے افضل حضرت خدیجہ بنت خویلد اور ام سلمہ بنت ابی امیہ اور ان کے بعد میمونہ بنت حارث ہیں۔

﴿۱۳﴾ امیر المومنین نے نو کلمے ارشاد فرمائے: ابو محمد حسن بن حمزہ علوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یوسف ابن محمد طبری نے مجھ سے پہلے ابن حجرہ سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے کعب نے زکریا ابن ابی زائدہ سے روایت بیان کی، اس نے عامر شعبی سے نقل کیا کہ امیر المومنین نے فی البدیہہ نو ایسے کلمے ارشاد کیے جنہوں نے بلاغت کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا، ڈرہائے حکمت سُفٹ ہو گئے اور بالعموم ارباب بلاغت اس قسم کے جملے ادا کرنے سے قاصر رہے حتیٰ کہ ان میں سے کسی ایک کی مثال پیش کرنا بھی ممکن نہیں: تین کلمے مناجات ہیں، تین حکمت آمیز اور تین ادب کے متعلق۔

مناجاتی کلمے: الھی کفی بی عزاً ان اکون لک عبداً: اے پروردگار، میرے لئے یہی عزت کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں؛ و کفی بی فخرأ ان تکون لی رباً: اور میرے لئے یہی فخر کافی ہے کہ تو میرا پالنے والا ہے؛ أنت کما أحب فاجعلنی کما تحب: تو بالکل ویسا ہے جیسا میں چاہتا ہوں، لہذا مجھے بھی ویسا بنا دے جیسا تو چاہتا ہے۔

حکمت آمیز کلمے: قیمۃ کل امرء ما یحسنہ: ہر انسان کی قیمت اس کی نیکیاں ہیں؛ و ما ہلک امرء عرف قدرہ: اور وہ شخص ہلاک نہیں ہوتا جو اپنی قدر جانتا ہے؛ و المرء منخوب تحت لسانہ: نیز انسان اپنی زبان کے نیچے پوشیدہ ہے۔

ادبی کلمات: امن علی من شئت تکن امیرہ: جس پر چاہے احسان کر لو کہ تم اس کے امیر بن جاؤ گے؛ واحتج الی من شئت تکن أسیرہ: جس سے چاہے اپنی ضرورت پوری کروا کر کہ تم اس کے امیر بن جاؤ گے؛ واستغن عن من شئت تکن نظیرہ: جس سے چاہے بے نیاز ہو جاؤ کہ تم اس کی نظیر ہو جاؤ گے۔

﴿۱۴﴾ لؤکی کاسن بلوغت نو سال ہے: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے احمد ابن محمد ابن یحییٰ سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے صفوان ابن یحییٰ سے، اس نے موسیٰ ابن بکر سے، اس نے زرارہ سے نقل کیا

کہ امام محمد باقر نے فرمایا: لڑکی کے ساتھ ہمبستری نہ کرو یہاں تک کہ وہ نو یا دس سال کی ہو جائے اور راوی کہتا ہے: میں نے آپ کو یہ کہتے سنا کہ نو یا دس۔

(شرح: یہ رکاوٹ لڑکی کی استعداد کی رُو سے ہے کہ کبھی نو سال کی بالغ ہو جاتی ہے اور تو انائی رکھتی ہے اور کبھی دس سال میں بالغ ہوتی ہے اور پھر اس میں توانائی پیدا ہوتی ہے۔ امام ہشتم نے فرمایا کہ جو کوئی کسی لڑکی سے جو ابھی نو سال کی نہ ہوگی ہو دخول کرے اور اس لڑکی میں عیب پیدا ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہوگا۔)

محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے یعقوب ابن یزید کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد ابن عثمان سے، اس نے عبداللہ ابن علی حلبی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص نو سال سے کم سن لڑکی کے ساتھ ہمبستری کرے اور اس لڑکی میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو وہ ضامن ہے۔

میرے والد نے کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے اور انہوں نے ایک سے زائد افراد سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: عورت نو سال کی عمر میں بالغ ہوتی ہے۔

(شرح: امام ہشتم نے فرمایا: نو سال کی عمر میں عبادت کی انجام دہی اس پر واجب ہو جاتی ہے لیکن معاملات اور نکاح میں احکام کی رُو سے اس کی ذمہ داری مختلف ہے۔)

﴿ ۱۵ ﴾ عدت میں بیٹھی ہوئی طلاق یافتہ عورت نو طلاقوں کے بعد اس کے شوہر کے لئے ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے: محمد ابن حسن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن خالد برقی سے، اس نے قاسم ابن محمد جوہری سے، اس نے علی ابن ابی حمزہ سے، اس نے ابوبصیر سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق سے اس عورت کے متعلق سوال کیا جس کو طلاق دی گئی ہو، پھر رجوع کیا گیا ہو، پھر طلاق دی گئی ہو، پھر رجوع کیا گیا ہو اور پھر طلاق دی گئی ہو، پھر رجوع کرے؛ نیز وہ عورت جسے اس کا شوہر تین طلاقیں دے دے اور ایک دوسرا مرد اس سے شادی کر لے اور پھر اسے سنت رسول کے مطابق طلاق دے دے اور پھر وہ عورت اپنے پہلے شوہر کی طرف رجوع کرے اور وہ اسے تین مرتبہ طلاق دے دے اور کوئی اور اس سے شادی کر لے اور پھر اسے طلاق دے دے دی جائے اور پھر سے وہ عورت اپنے پہلے شوہر کی طرف رجوع کرے اور وہ اسے تین مرتبہ سنت رسول کے مطابق طلاق دے دے اور پھر وہ عورت نکاح کر لے تو یہ ایسی عورت ہوگی جو اپنے پہلے شوہر کے لئے ہرگز حلال نہیں ہوگی۔ اسی طرح جو عورت ملاء عنہ واقع ہو وہ بھی اپنے شوہر کے لئے ہرگز حلال نہیں ہوتی۔

(۱) ملاء عنہ: جب مرد اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو اسے تہمت کی سزا سے بچنے کے لئے چار مرتبہ کہنا پڑتا ہے: میں نے جس امر میں اس عورت کو نسبت دی ہے خدا کی قسم میں اس میں سچا ہوں اور پانچویں مرتبہ کہنا پڑتا ہے: اگر میں جھوٹا ہوں تو خدا کی مجھ پر لعنت ہو اور اگر عورت چاہے کہ سنگساری کے عذاب سے محفوظ رہے تو اسے چار مرتبہ کہنا پڑتا ہے: میں خدا کی قسم کھا کے کہتی ہوں کہ میرا شوہر اس الزام کے لگانے میں جو اس نے مجھ پر لگایا ہے جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہنا پڑتا ہے: اگر میرا شوہر اس الزام کے لگانے میں جو اس نے مجھ پر لگایا ہے سچا ہو تو خود مجھ پر خدا کا عذاب

نازل ہو۔۔۔ ملاحظہ ہو سورہ نور آیات (۹۲-۹۱)۔

﴿۱۶﴾ ذکوٰۃ نو چیزوں پر واجب ہے: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے موسیٰ ابن عمر سے، اس نے محمد ابن شان سے، اس نے ابوسعید قنات سے اور اس نے کسی اور سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: رسول خدا نے نو چیزوں پر زکوٰۃ عائد کی اور اس کے علاوہ کسی چیز پر نہیں: گندم، جو، کھجور، کشمش، سونا، چاندی، گائے، بھیڑ بکری اور اونٹ، پس سائل نے کہا: مکئی کے دانے کا کیا؟ تو امام غضبناک ہوئے اور پھر فرمایا: بخدا، رسول خدا کے زمانے میں بھی تل، مکئی، باجرہ اور ایسی دیگر تمام چیزیں موجود تھیں۔ عرض کی گئی: لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب چیزیں رسول خدا کے زمانے میں نہیں تھیں اور صرف مذکورہ نو چیزوں پر زکوٰۃ عائد کرنے کی وجہ یہی تھی کہ ان کے علاوہ کوئی چیز آپ کے دور میں نہیں پائی جاتی تھی تو امام غضبناک ہوئے اور فرمایا: جھوٹ کہتے ہیں یہ لوگ! کیا جو چیز موجود ہو اس کے علاوہ کسی چیز پر معافی ہو سکتی ہے؟ بلکہ نہیں، خدا کی قسم میں ان مذکورہ (نو) چیزوں کے علاوہ کسی ایسی چیز کو نہیں جانتا جس پر زکوٰۃ واجب ہو: اب جو چاہے اس پر یقین کر لے اور جو چاہے اس سے انکار کرے۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہم سے سعد ابن عبد اللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن محمد ابن ابی نصر بن عیسیٰ سے، اس نے جمیل سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق سے سوال کیا کہ زکوٰۃ کتنی چیزوں پر واجب ہے؟ تو آپ نے فرمایا: نو چیزوں پر اور ان پر رسول خدا نے عائد کی تھی اور ان کے علاوہ دیگر چیزوں پر سے زکوٰۃ معاف ہے۔ اس پر طیار نامی ایک شخص نے کہا: ہمارے ہاں دانوں میں سے ایک شے پائی جاتی ہے جسے ہم 'چاول' کہتے ہیں تو امام جعفر صادق نے فرمایا: ہمارے ہاں بھی بے شمار دانے پائے جاتے ہیں، تو اس شخص نے آپ سے کہا: کیا ان پر زکوٰۃ واجب ہے؟ تو امام نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں نہیں کہا کہ رسول خدا نے ان چیزوں کے علاوہ دیگر تمام چیزوں پر سے زکوٰۃ معاف کر دی ہے؟ سونا، چاندی، تین قسم کے حیوانات، اونٹ، گائے، بھیڑ بکری اور وہ جنہیں زمین اُگاتی ہے، گندم، جو، کشمش اور کھجور۔

﴿۱۷﴾ نو افراد پر سے نماز جمعہ ساقط ہے: محمد ابن حسین ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن عیسیٰ نے عبد الرحمن ابن ابی نجران اور حسین ابن سعید کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے حماد ابن عیسیٰ سے، اس نے حریر سے، اس نے زرارہ ابن امین سے نقل کیا کہ امام محمد باقر نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل نے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ کے درمیان پینتیس (۳۵) نمازیں واجب کیں اور ان میں سے صرف ایک ایسی نماز ہے جسے اللہ نے باجماعت فرض قرار دیا اور وہ ہے نماز جمعہ مگر نو افراد پر سے اسے ساقط کر دیا: نابالغ، بوڑھا شخص، دیوانہ، مسافر، غلام، عورت، مرہض، ناجینا اور وہ شخص جو نماز جمعہ کے مقام سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہو۔ نیز نماز جمعہ میں قرأت بلند آواز سے (جہریہ) کی جائے گی اور اس دن غسل واجب ہے۔ اس کے علاوہ امام جماعت پر لازم ہے کہ اس نماز میں دو قنوت پڑھے: پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسری رکعت میں رکوع کے بعد۔

﴿۱۸﴾ نو چیزیں فراموشی (نسیان) پیدا کرتی ہیں: میرے والد نے کہا: سعد ابن عبد اللہ نے محمد ابن عیسیٰ ابن سعید اللہ ابن عبد اللہ دہقان کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے درست ابن ابی منصور سے، اس نے ابراہیم ابن عبد الحمید سے نقل کیا کہ امام کاظم نے فرمایا: نو چیزیں نسیان کا موجب بنتی ہیں: شرش سیب کا، ناخیا کا، نیچر کا، پودے کا، جھونکا، جھنڈے، ہوتے پانی میں پیشاب کرنا، قبروں پر

لکھی تحریر پڑھنا، دو عورتوں کے درمیان چلنا، جوں پھینکنا اور گڈی میں فصد کھلوانا۔

ابوالحسن محمد ابن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو حامد احمد ابن محمد ابن احمد ابن صالح تیمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: انس ابن محمد ابو مالک نے اپنے والد کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے نقل کیا کہ رسول خدا نے حضرت علی کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علی، نو چیزیں نسیان کا سبب بنتی ہیں: ٹرش سب کھانا، دھنیا کھانا، پیاز کھانا، چوہے کا جھونا کھانا، قبروں پر لکھی تحریر پڑھنا، دو عورتوں کے درمیان چلنا، جوں پھینکنا، گڈی سے فصد کھلوانا اور ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔

﴿۱۹﴾ اُن نونشانیوں کا تذکرہ جو اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ کو عطا کیں: میرے والد رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسین ابن ابی خطاب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو اخطب یزید ابن اخطب نے ہم سے روایت بیان کی کہ جس کا لقب شقر تھا، کہا: ہارون ابن حمزہ غنوی صیرفی نے ہم سے امام جعفر صادق سے روایت بیان کی کہ میں نے آپ سے ان نونشانیوں کے بارے میں پوچھا جو حضرت موسیٰ کو عطا کی گئی تھیں تو امام نے فرمایا: مڈیاں، جوں، مینڈک، خون، طوفان، سمندر، پتھر، عصا اور ان کا ہاتھ۔ میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن عیسیٰ نے حسن ابن محبوب کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن نعمان سے، اس نے سلام ابن مستیر سے، اس نے امام محمد باقر سے اللہ عزوجل کے اس قول: ولقد آتینا موسیٰ تسع آیات بینات (سورہ بنی اسرائیل-۱۰۱) کے بارے میں نقل کیا: طوفان، مڈیاں، جوں، مینڈک، خون، پتھر، سمندر، عصا اور ان کا ہاتھ۔

﴿۲۰﴾ وہ افراد جو قائم آل محمد کے ہمراہ تشریف لائیں گے تاکہ بتدریج نوبتوں سے آپ کے انصار کی تعداد بوری ہو جائے: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یعقوب ابن یزید نے مصعب ابن یزید کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے عوام ابن زبیر سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: حضرت قائم آل محمد نو قبیلوں سے پینتالیس افراد کے ہمراہ تشریف لائیں گے: ایک قبیلہ سے ایک شخص، دوسرے قبیلہ سے تین، تیسرے قبیلہ سے چار، چوتھے قبیلہ سے پانچ، پانچویں قبیلہ سے چھ، چھٹے قبیلہ سے سات، ساتویں قبیلہ سے آٹھ، آٹھویں قبیلہ سے نو اور اسی طرح... یہاں تک کہ ایک مقررہ تعداد جمع ہو جائے۔

﴿دسواں باب﴾

﴿۱﴾ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دس اسماء ہیں: ابوالحسن محمد ابن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوبکر محمد ابن جعفر ابن احمد بغدادی بآمد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن سخت نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن اسود راق نے ایوب ابن سلیمان کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابوالخثری سے، اس نے محمد ابن حمید سے، اس نے محمد ابن منکدر سے، اس نے حضرت جابر ابن عبد اللہ سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ حضرت آدم سے شہادت میں رکھتا ہوں اور حضرت ابراہیم خلیفہ اور اخلاق دونوں اعتبار سے مجھ سے سب سے زیادہ شہادت رکھتے تھے اور اللہ عزوجل نے روئے عرش پر میرے دس نام رکھے۔ نیز اللہ نے ان ناموں کے ذریعے میری توصیف فرمائی، ہر اس پیغمبر کی زبان سے میری بشارت دی جسے کسی قوم کی جانب مبعوث کیا، تو ریت میں میرے اسم کو شکر کیا، اہل توریت و انجیل کے درمیان میرا ذکر عام کیا، مجھے اپنے آسمان میں لے گیا اور اپنے اسماء میں سے میرا نام مشتق کیا لہذا میرا نام محمد تجویز کیا جبکہ وہ محمود ہے نیز میری امت کے بہترین دور میں مجھے مبعوث کیا، توریت میں میرا نام احدید ماد ماد تجویز کیا اور یہ تو حید سے ہے لہذا تو حید خدا کے ذریعے میری امت کے تن آگ پر حرام کر دیئے، انجیل میں میرا نام احمد تجویز کیا لہذا آسمان میں میری تعریف کی جاتی ہے نیز میری امت کو تعریف کرنے والوں میں سے قرار دیا؛ زبور میں میرا نام صاح تجویز کیا، اللہ عزوجل نے میرے ذریعے روئے زمین پر سے جنوں کی پرستش کو مٹا دیا؛ قرآن میں میرا نام محمد تجویز کیا لہذا پوری قیامت میں میری تعریف بیان کی جائے گی اور فصل قضاء میں میرے علاوہ کوئی دوسرا شفاعت نہیں کرے گا؛ موقف میں میرا نام موقف تجویز کیا (لہذا) میں لوگوں کو اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا کر دوں گا؛ نیز میرا نام عاقب تجویز کیا کہ میں آخری (نبی) ہوں کہ جس کے بعد کوئی رسول نہیں آئے گا اور مجھے رسول رحمت، رسول توبہ اور رسول ملاحم (صاحب شمشیر) قرار دیا؛ میرا نام مقفی تجویز کیا کہ میں تمام پیغمبروں کے بعد آیا اور میں قیم، کامل اور جامع ہوں، اللہ نے مجھ پر رسالت کا احسان کیا اور فرمایا: اے محمد، خدا تم پر رحمت کرے، بلاشبہ میں نے ہر رسول کو اس کی امت کے پاس ان کی زبان میں بھیجا حالانکہ میں نے تمہیں اپنی ہر سرخ و سیاہ خلقت کی جانب مبعوث کیا، تمہاری نصرت ایسے زعب کے ذریعے کی کہ کسی اور کی نہ کی، تمہارے لئے مال غنیمت حلال کیا حالانکہ تم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ کیا، تمہیں اور تمہاری امت کو اپنے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ عطا کیا: سورہ حمد اور خاتمہ سورہ بقرہ، تمہارے اور تمہاری امت کے لئے ساری زمین کو جائے سجدہ قرار دیا، اس کی مٹی کو پاک و طاہر قرار دیا اور تمہیں اور تمہاری امت کو کبیر عطا کی اور تمہارے ذکر کو اپنے ذکر سے قریب کیا یہاں تک کہ تمہاری امت میں سے جب بھی کوئی میرا ذکر کرتا ہے تو میرے ذکر کے ساتھ ساتھ تمہارا ذکر بھی کرتا ہے، خوشا نصیب تمہارے اور تمہاری امت کے لئے۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، سعد ابن عبد اللہ نے احمد ابن عیسیٰ کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے حمین ابن علی ابن فضال سے، اس نے ابن کبیر سے، اس نے محمد ابن مسلم سے اور اس نے امام محمد باقر سے نقل کیا کہ رسول خدا کے دس نام ہیں کہ ان میں سے پانچ قرآن میں ہیں جبکہ پانچ قرآن میں موجود نہیں۔ لہذا جو نام قرآن میں ذکر ہوئے ہیں وہ یہ ہیں: محمد، احمد، عبد اللہ، یس و نون جبکہ جو نام قرآن میں ذکر نہیں ہوئے وہ یہ ہیں: فاتح، خاتم، کافی، مقفی اور حاشر۔

﴿۲﴾ دس دروازوں پر آنے جانے کی موزوں وجوہات: احمد ابن حسن تقآن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن سعید ہمدانی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسن ابن فضال نے اپنے والد کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے مروان بن مسلم سے، اس نے ثابت ابن ابی صفیہ سے، اس نے سعد خفاف سے، اس نے اصغ ابن نباتہ سے نقل کیا ہے کہ امیر المؤمنین نے فرمایا: زمانہ قدیم کے دانشمندانہ افراد کہا کرتے تھے کہ دس دروازوں پر آنے جانے کے لئے کچھ مناسب وجوہات ہوتی ہیں: ان میں پہلا درخانہ کعبہ ہے کہ حج، اس کے حقوق اور اس کے فرض کو ادا کرنے کے لئے؛ دوسرے ایسے بادشاہوں کے در ہیں کہ جن کی اطاعت اللہ عزوجل کی اطاعت سے منسلک ہو؛ ان کا حق واجب ہے، ان کا فائدہ عظیم اور ضرر شدید ہے؛ تیسرے علماء کے در پر کہ جن سے علم دین حاصل کیا جاسکے؛ چوتھے سخی افراد کے در پر کہ جو اپنے مال کو نیک نامی اور آخرت کی امید پر خرچ کرتے ہوں؛ پانچویں بے عقل لوگوں کے در پر کہ جن کی حادثات کے موقع پر ضرورت پڑ جائے اور ان سے اپنی ضروریات کو پورا کیا جائے؛ چھٹے ان شرفاء کے در پر جن سے قربت کی وجہ ان کی بیعت، مردانگی یا ضرورت کو پورا کرنا ہو؛ ساتویں ان افراد کے در پر کہ جن سے رائے اور مشورہ لینے میں فائدہ نظر آتا ہو اور اس رائے کی بناء پر قوت ارادی کو تقویت ملتی ہو اور اس طرح اپنی ضرورت کے لئے اقدام کرنے پر آمادہ ہو جائیں؛ آٹھویں ان مومن برادران کے در ہیں جن سے میل جول واجب ہے اور ان کے حقوق کی ادائیگی لازم؛ نویں ان دشمنوں کے در ہیں کہ جن کی خوشامد کرنے سے ان کے شر سے بچا جاسکتا ہو اور حیلہ، نرمی و مہربانی کرنے اور ان سے ملاقات کی وجہ سے ان کی عداوت کو دور کیا جاسکتا ہو؛ دسویں ان افراد کے در ہیں کہ جن کی ہمت نشینی سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہو، ان سے حسن ادب سیکھا جائے اور ان کی گفتگو سے اُس حاصل کیا جائے۔

﴿۳﴾ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فوائے عقل کو دس چیزوں سے مکمل کیا: محمد ابن عبدالرحمن رازی (ایک نسخہ میں مروزی ہے) مقرر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عمر و محمد ابن جعفر مقرر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو بکر محمد ابن حسن موصلی نے بغداد میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عاصم طریفی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یزید عیاش ابن یزید ابن حسن ابن علی کمال، یزید ابن علی کے غلام، نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یزید ابن حسن نے ہمیں خبر سنائی، کہا: امام موسیٰ کاظم نے اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق سے مجھے روایت بیان کی کہ آپ نے اپنے والد امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین سے، انہوں نے اپنے والد امام حسین سے، انہوں نے اپنے والد حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: بے شک اللہ نے عقل کو نور سے خلق کیا جو اس کے علم میں پہلے سے مخزون و پوشیدہ تھا جسے کوئی نبی مُرسل جانتا تھا اور نہ ہی مقرب فرشتہ، لہذا اس نے علم کو اس (عقل کا) نفس، فہم کو اس کی روح، زہد کو اس کا سر، شرم و حیا کو اس کی آنکھیں، حکمت کو اس کی زبان، مہربانی کو اس کی ہمت اور رحمدلی کو اس کا قلب مقرر کیا، اس کے بعد دس چیزوں سے اُسے پُر کیا اور تقویت بخشی: یقین، ایمان، سہدق، دلجمعی، خلوص، مہربانی، بخشش، قناعت، تسلیم اور شکر، اس کے بعد فرمایا: پیچھے جاتو عقل پیچھے ہوگی، فرمایا: آگے بڑھو تو وہ آگے بڑھ آئی، اس کے بعد عقل سے کہا کہ بات کرو تو اس نے کہا: ساری تعریفیں مخصوص ہیں اس اللہ کے لئے جس کی کوئی ضد، شریک، شبیہ، ہم پلہ، نظیر یا مثل نہیں کہ اس ذات کی عظمت کے آگے ہر شے جھکی ہوگی اور اس کے تابع فرمان ہے۔ پس پروردگار نے کہا: میری عزت اور جلال کی قسم کہ میں نے تجھ سے بہتر، بلند، شرف یافتہ اور مزز تر کسی کو خلق نہیں کیا؛ میں تیرے ذریعے ہی باز پرس اور عطا کروں گا اور تیرے ذریعے ہی میری عداوت کا اقتدار کیا جائے گا۔ میں پکارا ہوں گا کہ تیری پرستش کی جائے گی، مجھ سے امید کی جائے گی، مجھ سے

طلب کیا جائے گا، مجھ سے ڈرا جائے گا اور پرہیز کیا جائے گا، یہ ہی نہیں بلکہ ثواب و عقاب بھی تیرے ہی ذریعے سے ہوگا۔ اس موقع پر عقل سجدہ میں گر گئی اور وہ ایک ہزار سال تک اسی طرح سجدہ میں پڑی رہی تو پروردگار نے ارشاد کیا: اپنا سر سجدہ سے اٹھا اور جو مانگنا ہے مانگ تاکہ میں عطا کروں اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائے گی لہذا عقل نے سر سجدہ سے اٹھایا اور کہا: اے معبود تو ہر اس شخص کے حق میں میری شفاعت قبول کر جس میں تو نے مجھے خلق کیا ہے تو اللہ جل جلالہ نے فرشتوں سے فرمایا: میں تم لوگوں کو گواہ بنا تا ہوں کہ بے شک میں ہر عقلمند کے لئے عقل کی شفاعت کو قبول کرتا ہوں۔

﴿۴﴾ دس خاصیتیں امامؑ کی صفات ہیں: احمد ابن محمد ابن یثیمؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبد اللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو معاویہ نے سلیمان ابن مہران کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: دس خاصیتیں امامؑ کی صفات ہیں: عصمت، نصوص، تمام لوگوں سے زیادہ علم کا ہونا، تمام لوگوں سے زیادہ تقویٰ پایا جانا، کتاب خدا کا تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھنا، معروف و صبی ہونا، معجزہ و دلیل کا حامل ہونا، اس کی آنکھ سو جاتی ہے مگر قلب نہیں، اس کا سایہ نہیں ہوتا اور اسے اپنے عقب کی ہر چیز بالکل اسی طرح نظر آتی ہے جسے سامنے کی چیزیں۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: امام کا معجزہ اور اس کی دلیل اس کا علم اور مستجاب الدعوات ہونا ہے؛ البتہ جہاں تک واقعات کے رونما ہونے سے قبل خبر دینے کا تعلق ہے تو یہ سلسلہ تو رسول خداؐ سے چلا آ رہا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ امام کا سایہ نہیں ہوتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ امام نور سے خلق ہوتا ہے اور اپنے عقب کی چیزوں کو دیکھنا بالکل ایسے جیسے اس کے سامنے والی چیزوں کو دیکھتا ہے تو یہ اس کی فراست اور اس کے اشیاء میں تدبر کا نتیجہ ہوتا ہے؛ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: اِنِّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ (سورہ حجر - آیت ۷۵) بے شک اس میں سمجھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

﴿۵﴾ حضرت علیؑ رسول خداؐ سے دس خوبیوں سے بہرہ مند ہوئے: ابوالحسن علی ابن محمد ابن حسنؑ عرف ابن مقبرہ قزوینی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبد اللہ محمد ابن احمد ابن مؤمل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن علی ابن خلف نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: نصر ابن مزاحم ابوالفضل عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عمر و ابن خالد نے زید ابن علیؑ کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد علیہم السلام سے نقل کیا کہ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: مجھے رسول خداؐ سے دس خوبیاں حاصل ہوئیں کہ میں دنیا و مافیہا کے بدلہ بھی کسی ایک کو دینے پر راضی نہیں؛ آپؐ نے مجھ سے فرمایا: تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو، قیامت کے روز موقف میں تم مجھ سے سب سے قریب تر ہو گے، تم میرے اہل و مال میں میری وزیر، وصی اور خلیفہ ہو، تم دنیا و آخرت میں میرے علمبردار ہو، تمہارا دوست میرا دوست ہے جبکہ میرا دوست خدا کا دوست ہے اور تم سے دشمنی رکھنے والا میرا دشمن ہے جبکہ میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔

محمد ابن علی ماجیلویؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مجھ سے محمد ابن ابی القاسم نے محمد ابن علیؑ کوئی سے روایت بیان کی، کہا: نصر ابن مزاحم متزکی نے ابو خالد کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے زید ابن علیؑ ابن حسین سے، آپؑ نے اپنے اجداد سے اور انہوں نے حضرت علیؑ علیہم السلام سے نقل کیا کہ آپؐ نے فرمایا: مجھے رسول خداؐ سے دس خوبیاں حاصل ہوئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو حاصل نہیں اور نہ ہی میرے بعد کسی

کو حاصل ہوں گی، آپ نے فرمایا: اے علی، تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو، تم قیامت کے دن وقوف کے موقع پر مجھ سے سب سے قریب تر ہو گے، جنت میں تمہارا اور میرا مکان آمنے سامنے ہے جیسے دو بھائیوں کے گھر، تم میرے وصی ہو، تم ہی میرے ولی ہو اور تم ہی میرے وزیر تمہارا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن اللہ کا دشمن جبکہ تمہارا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست اللہ کا دوست۔

احمد ابن محمد ابن صفر جو پیشہ سے سنار تھانے ہم سے رے میں روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عباس ابن بسام نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن خالد ابن ابراہیم نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: اسماعیل ابن موسیٰ الثقفی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن محمد نے اپنے والد سے ہمیں خبر سنائی، اس نے عمر و ابن شمر سے، اس نے جابر ابن یزید سے، اس نے امام محمد باقرؑ، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد علیہم السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: رسول خدا سے مجھے دس ایسی خوبیاں حاصل ہوئیں کہ دنیا و مافیہا کے عوض میں بھی کسی ایک خوبی کو دینا مجھے گوارا نہیں! بعض اصحاب نے آپ سے کہا کہ اے علی، ان خوبیوں کو ہم سے بیان کریں تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول خدا کو یہ کہتے سنا کہ اے علی، میرے اہل و مال کے تم وصی ہو، تم ہی وزیر ہو اور تم ہی خلیفہ و جانشین اور یہ کہ تمہارا دوست میرا دوست ہے اور تمہارا دشمن میرا دشمن، میرے بعد تم مسلمانوں کے پیشوا ہو، تم میرے بھائی ہو، قیامت کے دن وقوف کے موقع پر تم مجھ سے سب سے قریب تر ہو گے، تم دنیا و آخرت میں میرے پرچم دار ہو۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن اسحاق ابن سعد کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے بکر ابن محمد ازدی سے، اس نے ہمارے کسی ساتھی سے، اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا ہے کہ امیر المؤمنین نے فرمایا: رسول خدا سے مجھے ایسی دس خوبیاں حاصل ہوئیں کہ حتیٰ دنیا و مافیہا کے عوض کسی ایک کو بھی دینا مجھے گوارا نہیں: آپ نے فرمایا: تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو، تم قیامت کے دن وقوف کے موقع پر مجھ سے سب لوگوں سے قریب تر ہو گے، جنت میں تمہارا مکان میرے مکان کے عین سامنے ہے جیسے دینی بھائیوں کے آمنے سامنے ہوتے ہیں، تم دنیا و آخرت میں میرے علمبردار ہو، میری شہادت میں تم اہل و مال اور مسلمانوں کے سلسلے میں میرے وصی، وارث اور میرے خلیفہ و جانشین ہو، تمہاری شفاعت میری شفاعت ہے، تمہارا دوست میرا دوست ہے جبکہ میرا دوست اللہ کا دوست ہے اور اسی طرح تمہارا دشمن میرا دشمن ہے جبکہ میرا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔

﴿۶﴾ حضرت علیؑ کے شیعوں اور انصار کیلئے دس خاصیتوں کی خوشخبری: احمد ابن حسن قطان، احمد ابن محمد ابن یثیم علی، علی ابن احمد ابن موسیٰ محمد ابن احمد سنائی، حسین ابن ابراہیم ابن احمد ابن ہشام مکتب اور علی ابن عبداللہ و راق رضی اللہ عنہم کہتے ہیں: ہم سے ابو العباس احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے بکر ابن عبداللہ ابن حبیب کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن زکریا نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن شحاک نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: زید ابن موسیٰ ابن جعفر نے اپنے والد بزرگوار کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسین سے، انہوں نے حضرت علیؑ سے نقل کیا، نیز بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبدالرحمن مخزومی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن زید نے امام جعفر صادق کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسین سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام

علیؑ سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اے علیؑ، اپنے شیعوں اور انصار کو دس خاصیتوں کی بشارت دے دو: پہلی پاکیزہ ولادت، دوسرے ان کا ایمان، تیسرے اللہ عزوجل کا ان سے محبت کرنا، چوتھے ان کی قبر میں کُشادگی، پانچویں پُل صراط پر نور ان کی داہنی جانب ہوگا، چھٹے فقر کا اُن کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹ جانا اور ان کے دلوں کی بے نیازی، ساتویں اللہ عزوجل کا ان کے دشمنوں سے نفرت کرنا، آٹھویں کوڑھ، برص اور دیوانگی سے محفوظ ہونا: اے علیؑ نوین ان کے گناہوں اور بُرائیوں کا چھڑ جانا اور دسویں یہ کہ وہ لوگ میرے ساتھ جنت میں ہوں گے اور میں ان کے ساتھ (ایک اور نسخہ میں یہ ہے کہ قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک یہ دس نشانیاں پوری نہ ہو جائیں)

﴿۷﴾ دس چیزیں مسکرام اخلاق (بلند ترین اخلاق) میں شمار ہوتی ہیں: میرے والدؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن جعفر حمیری نے ہم سے حسن ابن موسیٰ سے روایت بیان کی، اس نے یزید ابن اخطب سے، اس نے حسن ابن عطیہ سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: مسکرام اخلاق دس ہیں لہذا اگر تم اپنے اندر انہیں پیدا کر سکتے ہو تو ایسا ضرور کرو کیونکہ بسا اوقات یہ مسکرام ایک انسان کے اندر تو پیدا ہو جاتا ہے مگر اس کی اولاد میں نہیں ہوتے تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اولاد میں ہوتے ہیں مگر اس کے باپ میں نہیں ہوتے اور (بسا اوقات) غلام میں ہوتے ہیں پر ایک آزاد انسان میں نہیں (اور وہ یہ ہیں): جنگ میں شجاعت، گفتار میں سچائی، امانت کی ادائیگی، صلہ رحمی، مہمان نوازی، مسائل کو کھانا کھلانا، احسان کا بدلہ چکانا، ہمسایہ کے حقوق کی ادائیگی، دوستوں کے ساتھ وفاداری اور ان سب کی پیشوا شرم و حیا ہے۔

احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے عثمان ابن عیسیٰ سے، اس نے عبداللہ ابن مسکان سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو مسکرام اخلاق سے آراستہ کیا لہذا تم لوگ بھی اپنے آپ کو جانچو کہ اگر تم میں یہ موجود ہیں تو خدائے بزرگ کی حمد بجالاؤ اور اس میں اضافہ کے سلسلے میں اس کی ذات سے رغبت پیدا کرو! پس آپ نے انہیں اس طرح دس شمار کیا: یقین، قناعت، صبر، شکر، راضی بہ رضا، حسن اخلاق، سخاوت، غیرت، شجاعت اور مردانگی۔

﴿۸﴾ دس نشانیوں کے پورا ہونے سے پہلے قیامت نہیں آئے گی: ابو طفیل نے حذیفہ ابن اسید سے نقل کیا وہ کہتا ہے کہ رسول خداؐ اپنے حجرہ سے ہمیں جھانک رہے تھے جبکہ ہم قیامت کے متعلق باتیں کر رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا: دس نشانیوں کے پورا ہونے سے پہلے قیامت نہیں آئے گی: دجال، دھواں اُٹھنا، مغرب سے سورج طلوع ہونا، واپہ الارض کا ظاہر ہونا، یا جوج ماجوج، تین مقامات پر لوگوں کا زمین میں دھنس جانا ایک مشرق میں، دوسرے مغرب میں اور تیسرے جزیرہ عرب میں، شہر عدن کے محل سے آگ کا باہر نکلنا جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانکنے لگی کہ جہاں یہ لوگ پڑاؤ ڈالیں گے وہاں یہ آگ بھی ٹھہر جائے گی اور جب یہ لوگ استراحت کریں گے یہ آگ بھی آرام کرے گی۔

﴿۹﴾ اللہ عزوجل نے اپنے نبیؐ اور ان کے اہلیت کے لئے دس خوبیوں کو یکجا کیا: علیؑ ابن احمد ابن موسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حمزہ ابن قاسم علوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عباس ابن بسام نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن خالد ابن ابراہیم سعدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن عبداللہ یمانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن عباس مرقی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حماد ابن عمرو البصیری نے جعفر ابن برقان کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے میمون ابن مہران سے، اس نے عبداللہ ابن عباس سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے ہمارے درمیان خطبہ دینے کی غرض سے قیام کیا اور اپنے اس خطبہ کے آخر میں فرمایا: اللہ عزوجل نے ہمارے لئے دس

خوبیوں کو یکجا کیا کہ ہم سے پہلے کسی میں یکجا کیں اور نہ آج کے بعد ہمارے علاوہ کسی میں پائی جائیں گی؛ حکمت، بردباری، علم و دانش، نبوت، فیاضی، شجاعت، میانہ روی، صداقت، پاکیزگی اور پاکدامنی۔ نیز ہم ہی کا معنی تقویٰ، راہداریت، نمونہ اعلیٰ، حجت عظمیٰ، عروۃ الوثقیٰ، مضبوط رسی میں اور ہم ہی وہ ہیں جن کی مودت کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ پس حق کے بعد تو گمراہی ہی ہوتی ہے تو تم لوگ کس طرف جا رہے ہو؟

﴿۱۰﴾ اللہ کے حضور میں پہنچنے وقت جس شخص میں دس صفتیں پائی جائیں گی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا محمد ابن حسن صفار نے عباس ابن معروف کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے سعدان ابن مسلم سے کہ اس کا نام عبدالرحمن ابن سالم ہے، اس نے فضیل ابن یسار سے نقل کیا ہے کہ امام محمد باقر نے فرمایا: دس صفتوں کے ساتھ جو شخص بھی خدا سے جائے گا وہ جنت میں داخل ہوگا: اس بات کی گواہی کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، جو کچھ اللہ کے ہاں سے آیا ہے اس کا اقرار، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، حج خانہ کعبہ کرے، اولیاء اللہ سے دوستی رکھے، دشمنان خدا سے بیزاری کا اظہار کرے اور ہر نشہ آور شے سے پرہیز کرے۔

محمد ابن ابراہیم ابن اہلق طالقانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا ابو سعید حسن ابن علی عدوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: صحیب ابن عبا نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے امام جعفر صادق سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے جد سے نقل کیا: جو شخص ایسی حالت میں خدا سے ملاقات کرے کہ اس میں دس باتیں پائی جاتی ہوں تو وہ جنت میں داخل ہوگا: یہ گواہی دے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ کے اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، جو کچھ خدا کے ہاں سے آیا ہے اس کا اقرار کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، حج ادا کرے، ماہ رمضان کے روزے رکھے، اولیاء اللہ کو دوست رکھے، دشمنان خدا سے بیزاری کا اظہار کرے اور ہر نشہ آور شے سے پرہیز کرے۔

﴿۱۱﴾ کسی مومن میں جب تک دس صفتیں نہ پائی جائیں وہ عاقل نہیں ہوتا: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن بلال کے ذریعے ہمیں روایت بیان کی، اس نے امیر ابن علی سے، اس نے عبداللہ ابن مغیرہ سے، اس نے سلیمان ابن خالد سے، اس نے امام محمد باقر سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: عقل سے بہتر کسی اور شے کے ذریعے اللہ عزوجل کی عبادت نہیں کی جاسکتی اور مومن اس وقت تک عاقل نہیں ہو سکتا کہ جب تک اس میں دس صفتیں جمع نہ ہو جائیں: اس سے نیکی کی امید کی جاسکے، (لوگ) اس کے شر سے امان میں ہوں، دوسروں کی تھوڑی سی نیکی بھی بہت شمار کرے، اپنی بہت ساری نیکیوں کو بھی کم سمجھے، غم بھر علم کی طلب سے زچ نہ ہو، جب لوگ اس سے اپنی ضروریات پوری کرنے کو کہیں تو دل تنگ نہ ہو، ذلت اس کے نزدیک عزت سے پسندیدہ تر ہو، تنگدستی اس کے نزدیک ثروت سے پسندیدہ تر ہو، دنیا سے اس کا حصہ صرف زندہ رہنے کے لئے کھانا ہو؛ اب ربی دسویں صفت، اور دسویں کیا صفت ہے! جب بھی کسی کو دیکھتا ہے جو اس سے بہتر اور زیادہ پرہیزگار ہے تو اس سے تواضع کرتا ہے تاکہ اس جیسا بن جائے اور جب کسی ایسے شخص کو دیکھتا ہے جو اس سے بُرا یا کم تر ہو تو کہتا ہے: شاید اس کا باطن مجھ سے بہتر ہے اور اس کی بدی ظاہری ہے یا کہتا ہے: شاید اس کا انجام مجھ سے بہتر ہو؛ پس جب کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو اس کی بوائی میں اضافہ ہوتا اور وہ زمانے کا آقا بن جاتا ہے۔

﴿۱۲﴾ بکسرے کسی دس چیزیں نہیں کھانی چاہئیں: احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے محمد ابن احمد ابن عمران اشعری کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے یحییٰ ابن یزید سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ہمارے

کسی ساتھی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: کبر سے کسی دس چیزیں نہیں کھانی چاہئیں: چنگنی، خون، تلی، حرام مغز، سددو، عضو متاثر، بولے، بچہ دانی اور شہرگیس یا فرما یا رگیس۔

﴿۱۳﴾ مُردار جانور کی دس چیزیں پاک ہیں: علی ابن احمد ابن عبداللہ ابن احمد ابن ابو عبداللہ برقی نے اپنے جد اہم ابن ابو عبداللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے اور اس نے مروان بن امام جعفر صادق سے نقل کیا کہ مردار جانور کی دس چیزیں پاک ہیں: بھدی، بال، پشم، پر، سینٹ، نم، اٹھ، شیردان، دودھ اور دانت۔

﴿۱۴﴾ دس قسم کے لوگوں کو دس چیزوں کی طمع نہیں رکھنی چاہئے: احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے محمد ابن احمد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبداللہ رازی نے حسن ابن علی ابن ابوشیمان کے توسط ہم سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن عمر خالی سے، اس نے یحییٰ ابن عمران حلبی سے، کہا: میں نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا کہ تکبیر کرنے والے کو نیک نامی، فریبی کو دوستوں کی کثرت، بے ادب کو بڑائی، تجمل کو صلہ رحمی، لوگوں کا تسخر کرنے والے کو بیچہ محبت، کم فہم کو فقہات، غیبت کرنے والے کو سلامتی، حسد کرنے والے کو قلبی سکون کی، چھوٹی چھوٹی خطاؤں پر مواخذہ کرنے والے کو پیشوائی کی اور کم تجربہ کا رخو پسند کو ریاست کی طمع نہیں کرنی چاہئے۔

﴿۱۵﴾ دس مقامات پر نماز نہیں پڑھنی چاہئے: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن ابو عبداللہ برقی کے توسط ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ ابن فضل سے اور اس نے اپنے (سلسلہ اسناد) کے کسی راوی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: دس مقامات پر نماز نہیں پڑھنی چاہئے: کچھڑ، پانی، حمام، سچ راہ، حیوئی کے سوراخ پر، اونٹ کے باڑے، پانی جاری ہونے کے مقام پر، نمکزار، برف اور وادی ضحمان میں (جو مکہ کے قریب واقع ہے)۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: مذکورہ بالا مقامات پر حالت اختیار میں انسان کو نماز نہیں پڑھنی چاہئے لہذا اگر کبھی پانی یا کچھڑ والی جگہ ہو اور اسی میں نماز پڑھنے پر مجبور ہو تو اسے چاہئے کہ نماز اٹھارہ سے پڑھے اور رکوع کے مقابلہ میں سجدہ کے لئے سر ڈرا زیادہ جھکائے۔ جہاں تک سچ راہ کا تعلق ہے تو وہاں نماز پڑھنے میں بظاہر کوئی حرج نظر نہیں آتا البتہ ایک گوشہ میں پڑھے، لیکن اگر زمین راستہ پر نماز پڑھے تو یہ صحیح نہیں ہے: حمام میں کسی صورت میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے البتہ حمام کے کپڑے اتارنے کی جگہ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ وہ حمام میں شمار نہیں ہوتا: حیوئی کے سوراخ پر نماز نہیں پڑھنی چاہئے اس لئے کہ اس طرح انسان حیوئیوں کی کثرت کی وجہ سے نماز نہیں پڑھ سکتے گا اور وہ اسے اذیت پہنچائیں گی تو اس سے اس کی نماز میں خلل واقع ہوگا: اونٹوں کے بازوؤں میں بھی نماز نہیں پڑھنی چاہئے سوائے اس کے کہ مال و محتاج کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو ایسی صورت میں وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں البتہ بھیڑ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں: پانی جاری ہونے کے مقام پر کسی صورت میں بھی نماز نہیں پڑھنی چاہئے اس لئے کہ وہ ان نماز پانی اس کی طرف رخ کرے گا، نمکزار میں کسی نبی نے نماز پڑھی اور نہ ہی کسی نبی کے وحی نے، البتہ ان دونوں کے علاوہ کے لئے اگر جگہ کو استدر درست کر لے کہ سجدہ میں اس کی پیشانی یا دوسری کسی وادی حرج نہیں: برف پر نماز پڑھنے پر مجبور ہو تو سجدہ کی جگہ استدر درست کر لے کہ سجدہ کرنے کی جگہ ہموار ہو جائے۔ نیز وادی ضحمان یا دوسری کسی وادی میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ ماہیوں اور شیا طین کی بناہ گاہ ہوتی ہیں۔

﴿۱۶﴾ دس افراد جنت میں داخل نہیں ہوں گے: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن ہاشم نے

اپنے والد کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن حسن فارسی سے، اس نے سلیمان ابن جعفر بصری سے، اس نے عبداللہ ابن حسین ابن زید ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے اجداد علیہم السلام سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: اللہ عزوجل نے جب جنت کو خلق کیا تو اسے دو قسم کی اینٹوں سے بنایا: سونے کی اینٹ اور چاندی کی اینٹ۔ اس کی دیوار کو یاقوت سے بنایا، چیت کو زبرجد سے، اس میں موتی بطور ٹکڑے لگے جبکہ بطور خاک زعفران اور مشک اذفر (مشک کی ایک قسم جو سب سے قیمتی ہوتی ہے)، اس کے بعد فرمایا: کاہم کرو تو جنت نے کہا: نہیں ہے کوئی محبوب سوائے تیرے کہ تو زندہ و قائم ہے اور جو مجھ میں داخل ہوگا وہ خوش بخت ہوگا تو اللہ عزوجل نے فرمایا: میری عزت، عظمت، جلال اور رفعت کی قسم کہ اس (جنت) میں ہمیشہ شراب پینے والا، متکبر، تمام (ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر کرنے والا)، دیوث، سپاہی، مخنث، کفن چور، خراج لینے والا، قطع رحمی کرنے والا اور قدری داخل نہیں ہوں گے۔

میرے والد اور محمد ابن حسن نے ہم سے روایت بیان کی، دونوں نے کہا: احمد ابن ادریس اور محمد ابن یحییٰ عطار، دونوں، نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسین نے اپنی اسناد کے ذریعے ہم سے مرفوع روایت بیان کی کہ رسول خدا نے فرمایا: ہمیشہ شراب پینے والا، متکبر، والدین کی نافرمانی والا، انتہائی سیاہ، دیوث، سپاہی، مخنث، کفن چور، خراج وصول کرنے والا، قطع رحمی کرنے والا اور قدری جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: انتہائی سیاہ سے مراد وہ شخص ہے جس کے سر اور ڈاڑھی کے بال بوڑھے پے میں بھی سفید نہ ہوں اور ایسے شخص کو عربی میں غریب بھی کہتے ہیں۔

(شرح: شاید انتہائی سیاہ سے وہ خاص اشخاص مراد ہیں جن کا کفر و فسق ثابت ہو چکا ہو۔ جبری اور مفوضہ دونوں کسی حد تک اس کے مصداق قرار پاتے ہیں)۔

﴿۱۷﴾ عافیت کے دس اجزاء ہیں: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے

عباس ابن معروف کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن مہزیار سے اپنے سلسلہ سند کے ساتھ مرفوع روایت نقل کی کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب عافیت دس حصوں پر مشتمل ہوگی کہ ان میں سے جو حصے گوشہ نشینی میں جبکہ ہتھیار ایک حصہ خاموشی میں ہوگا۔

﴿۱۸﴾ دس افراد ایسے ہیں جو اپنے آپ اور دوسروں کو تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں: احمد ابن محمد ابن یحییٰ

عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد اور سعد ابن عبداللہ نے کہا: احمد ابن ابو عبداللہ برقی نے حسن ابن ابی عثمان کے ذریعے ہم سے روایت بیان کی، اس نے موسیٰ ابن بکر سے، اس نے امام موسیٰ کاظم سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے نقل کیا کہ امیر المؤمنین نے فرمایا: دس افراد اپنے آپ کو اور دوسروں کو تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں: کم علم رکھنے والا جو لوگوں کو زیادہ علم دینا چاہتا ہے، انتہائی بردبار شخص جو زیرک نہ ہو، اس چیز کے درپے ہونے والا جسے وہ نہ حاصل کر سکتا ہو اور نہ ہی وہ چیز اس کے لئے مناسب ہو، وہ شخص جو شد یدرج اٹھائے مگر پرسکون نہ ہو، وہ شخص جو پرسکون تو ہو مگر اس کے پاس علم و بصیرت نہ ہو، دانشمند جو اصلاح کا ارادہ نہ رکھتا ہو، اصلاح کرنے والا جو صاحب علم نہ ہو، عالم کہ جس کے دل میں دنیا کی محبت ہو لوگوں پر رحم کرنے والا جو لوگوں پر خراج کرنے سے دریغ کرے، طالب علم جو اپنے سے زیادہ علم رکھنے والے سے جدل کرے اور

جب اس پر ثابت ہو جائے تو اس کی بات کو قبول نہ کرے۔

﴿۱۹﴾ زہد کے دس حصے ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے قاسم ابن محمد اصہبانی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سلیمان ابن داؤد منقری سے، اس نے علی ابن ہاشم برید سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے امام زین العابدین سے نقل کیا کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ زہد کیا ہے؟ انہم نے فرمایا: زہد کے دس حصے ہیں، پس زہد کا سب سے اعلیٰ درجہ و زرع کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے، و زرع کا سب سے اعلیٰ درجہ یقین کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے، یقین کا سب سے اعلیٰ درجہ رضا کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔ نیز قرآن کریم میں زہد کی تعریف یہ ہے: لکیلا تأسوا علی ما فاتکم ولا نفرحوا بما آتاکم تاکفوت شدہ چیز پر افسوس نہ کرو اور جو تم کو عطا کیا ہے اس پر خوش مت ہو جاؤ“ (سورہ حدید - آیت ۲۳)

(شرح: زہد دنیا اور مال سے بے رغبتی ہے اور شاید اس سے مراد کہ حصہ ہے، یہ ہے کہ انسان کے لئے دنیاوی برائیاں دس ہیں۔ طاقت، شان و شوکت، مرتبہ، عزت، مال، عورت، اولاد، اقارب، جوانی، خوبصورتی، اور مکمل طور پر ان سے بے رغبتی کو آہ مبارک میں بتلایا گیا ہے)۔

﴿۲۰﴾ دس قسم کی کنیزیں اپنے آقا پر حرام ہیں: محمد ابن حسن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن جعفر حمیری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہارون ابن مسلم (ایک نسخہ میں جہم ہے) نے مسعدہ ابن زیاد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: دس کنیزیں حرام ہیں: بیک وقت ماں بیٹی، بیک وقت دو بہنیں، کسی اور سے حاملہ ہونے والی کنیز یہاں تک کہ وہ بچہ جنے، جس کا شوہر ہو، وہ کنیز جو تمہاری رضاعی بہن ہو، وہ کنیز جو تمہاری رضاعی چھوپھی ہو، وہ کنیز جو تمہاری رضاعی خالہ ہو، وہ کنیز جو حائضہ ہو یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے، وہ کنیز جس نے تمہیں دودھ پلایا ہو، تمہاری اور کسی اور کی مشترکہ کنیز۔

﴿۲۱﴾ شہوت کے دس حصے ہیں: میرے والد نے فرمایا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن یحییٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن سنان سے، اس نے ابو خالد قنات سے، اس نے ضریس سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے شہوت کو دس حصوں میں تقسیم کیا کہ جن میں سے نو حصے عورتوں میں پائے جاتے ہیں جبکہ ایک حصہ مردوں میں، اگر اللہ تعالیٰ نے عورتوں میں شہوت جتنی مقدار ہی میں شرم نہ رکھی ہوتی تو ہر مرد سے نو عورتیں منسوب ہوتیں۔

﴿۲۲﴾ شرم و حیا کے دس حصے ہیں: محمد ابن حسن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ادریس نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن محمد وغیرہ سے مرفوع روایت نقل کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: شرم و حیا کے دس حصے ہیں کہ جن میں سے نو عورتوں میں پائے جاتے ہیں اور ایک مردوں میں۔ لہذا جب کوئی لڑکی حائضہ ہوتی ہے تب اس کی حیا کا ایک حصہ چلا جاتا ہے، جب اس کی شادی ہو جاتی ہے ایک حصہ تب چلا جاتا ہے، جب اس کی بکارت زائل ہوتی ہے ایک حصہ اس وقت چلا جاتا ہے، جب وہ بچہ جنتی ہے ایک حصہ اس وقت چلا جاتا ہے لہذا اس میں پانچ حصے باقی رہ جاتے ہیں لیکن اگر وہ زنا کرتی ہے تو اس کی تمام شرم و حیا ختم ہو جاتی ہے جبکہ اگر پاک دامن رہے تو پانچ حصے برقرار رہتے ہیں۔

﴿۲۳﴾ دس سال کی عمر میں بچوں اور عورتوں کے بستر الگ الگ کر دینے چاہئیں: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی؛ محمد ابن حسن صفار نے جعفر ابن محمد ابن عبداللہ اشعری سے، اس نے عبداللہ ابن میمون قداح کے ذریعہ امام

جعفر صادق سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد بزرگوار، انہوں نے اپنے اجداد علیہم السلام سے نقل کیا کہ جب بچوں کی عمر دس سال کی ہو جائے تو عورتوں اور بچوں کو الگ الگ بستروں میں سنانا چاہئے۔

﴿۲۴﴾ عورت دس مردوں کے برابر صبر کر سکتی ہے: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبد اللہ ابن جعفر حمیری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا ہارون ابن مسلم نے مسعد ابن صدقہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے نقل کیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے عورت کو دس مردوں جتنی قوت صبر عطا کی، پس جب وہ حاملہ ہوتی ہے تو مزید دس مردوں جتنی قوت صبر عطا ہوتی ہے۔

میرے والد رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبد اللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن عیسیٰ نے احمد ابن ابی نصر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن سنان سے، اس نے ائق ابن عمار سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا کہ اللہ عزوجل نے عورت کو دس مردوں جتنی قوت صبر عطا کی ہے، پس جب وہ بیجان میں آتی ہے تو اس کے پاس دس مردوں جتنی قوت ہوتی ہے۔

﴿۲۵﴾ دس چیزیں آپس میں سخت تر ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبد الرحمن ابن ابی نجران سے، اس نے عاصم ابن حمید سے، اس نے محمد ابن قیس سے، اس نے امام محمد باقر سے نقل کیا کہ امیر المؤمنین جبہ میں تھے اور لوگ آپ کے چاروں طرف جمع تھے کہ کوئی ان میں سے فتویٰ پوچھنا چاہتا تھا تو کوئی شکایت لے کر آیا تھا، ان میں سے ایک شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا: اے امیر المؤمنین، السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو امیر المؤمنین نے اپنی بڑی بڑی مبارک آنکھوں سے اس کی جانب نظر کی اور فرمایا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تم کون ہو؟ تو اس نے کہا: میں بھی آپ کی رعایا میں سے ہوں اور آپ ہی کے شہر کا رہائشی ہوں، آپ نے فرمایا: تم میری رعایا میں سے ہو اور نہ ہی اس شہر کے رہنے والے، کیونکہ اگر ایک مرتبہ بھی تم نے مجھے کبھی سلام کیا ہوتا تو میں تم کو پہچان جاتا، اس نے کہا: اے امیر المؤمنین مجھے امان دیجئے تو امیر المؤمنین نے فرمایا: کیا تم نے میرے اس شہر میں کوئی حرم کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! امام نے فرمایا: تو پھر تم کوئی جنگجو ہو؟ اس نے جواباً کہا: جی ہاں! فرمایا: اگر تم ہتھیار ڈال دو تو تمہیں کچھ نہیں ہوگا، اس نے کہا: مجھے آپ کی جانب معاویہ نے بھیجا ہے تاکہ آپ مجھے پہچان نہ پائیں اور میں آپ سے کچھ ایسے سوالات کروں جو بادشاہ روم ابن اصفرنے اس سے کیے ہیں اور اس نے یہ بھی کہا کہ اگر آپ محمد کے برحق خلیفہ و جانشین ہیں تو مجھے میرے سوالوں کے جوابات دیجئے اس لئے کہ اگر آپ نے جوابات دے دیئے تو میں آپ کا پیروکار بن جاؤں گا اور آپ کا خراج آپ کو بھیج دوں گا، معاویہ کے پاس ان کے جواب نہیں تھے لہذا وہ پریشان ہو گیا اور اس نے مجھے آپ کے پاس بھیج دیا تاکہ میں آپ سے پوچھ لوں تو امیر المؤمنین نے فرمایا: خدا فرزند جگر خوارہ کو ہلاک کرے؛ اُسے کس چیز نے گمراہ اور اندھا کر دیا اور اس کے ہمراہیوں کو بھی۔ بخدا، میں نے ایک کثیر کو آزاد کر دیا تو اس کے بعد اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اس سے شادی کر لے، اللہ نے میرے اور اس امت کے درمیان فیصلہ کر دیا ہے: انہوں نے میرے ساتھ قطع رحمی کی ہے، میرے وقت کو برباد کر دیا، میری حق تلفی کی، میری عظیم منزلت کو حقیر جانا، مجھ سے لڑنے کے لئے اکٹھے ہوئے؛ اے قنبر، حسن، حسین اور محمد (حنفیہ) کو میرے پاس لے آؤ اور فرمایا: اے شامی، یہ دونوں میرے فرزند ان رسول ہیں اور یہ (محمد حنفیہ) میرا بیٹا ہے لہذا تم ان میں سے جس سے چاہو سوال کر لو کہ وہ جواب دے گا!!!

اس نے کہا: میں ان بڑے گیسوؤں والے یعنی امام حسن سے سوال کر بیٹا ہوں جبکہ امام حسن اس وقت کم سن تھے تب بھی امام حسن نے فرمایا: جو چاہے پوچھ لو تو اس شامی نے کہا: حق اور باطل کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ قوس قزح کیا ہے؟ اور وہ کونسا چشمہ ہے کہ جس میں مشرکوں کی ارواح پناہ گزین ہیں اور وہ کونسا چشمہ ہے کہ جس میں مؤمنین کی ارواح پناہ گزین ہیں؟ مؤنث کیا ہے؟ اور وہ دس چیزیں کون سی ہیں جو ایک دوسرے سے سخت تر ہیں؟

امام حسن نے فرمایا: حق اور باطل کے درمیان چار آفت کا فاصلہ ہے۔ لہذا جس کو تمہاری آنکھ دیکھے وہ حق ہے اور جو تمہارے کان سنیں وہ اکثر باطل ہوتا ہے۔ شامی نے کہا: آپ نے بالکل درست فرمایا۔ امام حسن نے فرمایا: آسمان اور زمین کے درمیان مظلوم کی دعا اور نظر کا پھیلاؤ ہے، پس اگر تم سے کسی نے اس کے علاوہ کوئی بات کہی ہے تو وہ جھوٹا ہے، شامی نے کہا: اسے فرزند رسولؐ، بالکل درست فرمایا آپ نے۔ امام حسن نے فرمایا: مشرق اور مغرب کے درمیان سورج کے ایک دن کی مسافت کا فاصلہ ہے جسے تم اس وقت مشاہدہ کرتے ہو جب مشرق سے سورج طلوع ہوتا ہے اور جب مغرب میں غروب ہو جاتا ہے، شامی نے کہا: بالکل صحیح، قوس قزح کیا ہے؟ امام نے فرمایا: اوائے ہو تجھ پر، یہ مت کہو کہ قوس اور قزح اس لئے کہ قزح شیطان کا نام ہے اور وہ اللہ کی کمان، اشیاء کے زخموں میں کمی کی علامت اور روئے زمین پر بسنے والوں کے غرق ہونے سے امان ہے، رہی بات اس چشمہ کی جہاں مشرکوں کی ارواح پناہ گزین ہیں تو یہ وہ چشمہ ہے جسے برہوت کہتے ہیں اور جس چشمہ میں مؤمنین کی ارواح پناہ گزین ہیں اس چشمہ کو مسلمان کہا جاتا ہے۔ وہ مؤنث جسے اس بات کا علم نہیں کہ وہ مذکر ہے یا مؤنث تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو دیکھے کہ اُروہ مرد ہوگا تو اسے احلام ہوگا اور اُروہ مؤنث ہے اور اونٹنی کے پیشاب کی مانند اس کا پیشاب جھاگ بناتا ہے تو وہ عورت ہے۔ اب رہیں وہ دس اشیاء جو ایک دوسرے سے سخت تر ہیں تو اللہ عزوجل نے جس چیز کو سب سے سخت پیدا کیا وہ ہے پتھر، پتھر سے سخت تر لوہا ہے کہ جس سے پتھر کو کاٹا جاتا ہے، لوہے سے سخت تر آگ ہے جو لوہے کو پگھلا دیتی ہے، آگ سے سخت تر پانی ہے جو آگ کو بجھا دیتا ہے اور پانی سے سخت تر بادل ہے جو پانی کو اٹھاتا ہے، بادل سے سخت تر ہوا ہے جو بادل کو اٹھاتی ہے، ہوا سے سخت تر فرشتہ ہے جو ہوا کو چلاتا ہے، فرشتہ سے سخت تر ملک الموت ہے جو فرشتہ کو موت دیتا ہے، ملک الموت سے سخت تر موت ہے جو ملک الموت کو بھی موت دے گی اور موت سے سخت تر اندر رب العالمین کا امر ہے جو موت کو مار دے گا۔ تو اس شامی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ فی الحقیقت فرزند رسولؐ ہیں اور معاویہ سے زیادہ حضرت علیؑ حکومت کے سزاوار ہیں۔ اس کے بعد اس نے ان جوابات کو لکھا اور انہیں معاویہ کو بھیج دیا اور معاویہ نے یہ جوابات ابن اصفہر (شاہِ روم) کو ارسال کر دیئے تو ابن اصفہر نے معاویہ کو خط لکھا کہ تم کسی اور کی گفتار کو اپنا کلام کیوں کہہ رہے ہو اور کسی اور کے جوابات کو اپنے، حضرت مسیحؑ کی قسم یہ تمہارا جواب نہیں ہے اور یہ تو محض معدن نبوت اور مقام رسالت ہی کا جواب ہے، رہی بات تمہاری تو اگر تم ایک درہم کا بھی مجھ سے سوال کرتے تو میں تم کو نہ دیتا۔

میرسے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے روایت بیان کی، محمد ابن احمد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہارون ابن مسلم نے مسعدہ ابن صدوق کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا اور انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی مگر یہ کہ اس پر ایک دوسری مخلوق کو خلق کیا تاکہ اس کے ذریعہ غالب آسکے اس لئے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے سمندر کو مستأظم اور موجیں مارتا پیدا کیا تو اس نے کہا: مجھ پر بھلا کون سی چیز غالب آسکتی ہے؟ لہذا اللہ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور انہیں اس کی پیٹھ پر گس زیاں نہیں جھکنے سے منع کر دیا لہذا وہ راسد ہو گیا اور یہاں تک نہیں گئے، اس کے بعد پہاڑ زمین کے مقابلہ میں فخر

کرنے لگے اور اپنی بلندی اور اونچائی کی باتیں کرنے لگے، کہنے لگے: بھلا ہم پر کون سی چیز غالب آسکتی ہے؟ تو اللہ نے لوہے کی چادر خلق کی اور پہاڑ کے ٹکڑے کیسے تو وہ ٹھہر گئے اور پہاڑ رام ہو گئے اور لوہا ٹھہر گیا، اس کے بعد لوہا پہاڑ پر فخر کرنے لگا کہ مجھ پر بھلا کون سی چیز غالب آسکتی ہے تو اللہ نے آگ کو پیدا کیا اور اس نے لوہے کو پگھلادیا تو لوہا رام ہو گیا، اس کے بعد جب آگ بھڑکی اور اس میں سے شعلے بھڑکنے لگے تو اس نے بھی فخر کرنا شروع کر دیا اور کہنے لگی: بھلا مجھ پر کون سی شے غالب آسکتی ہے؟ تو اللہ نے پانی کو پیدا کیا کہ جس نے آگ کو بجھادیا اور وہ رام ہو گیا تو اس کے بعد پانی نے جب جوش مارا اور جھاگ بنا نا شروع کر دیے تو وہ بھی فخر کرتے ہوئے کہنے لگا: بھلا مجھ پر کون سی شے غالب آسکتی ہے تو اللہ نے ہوا کو پیدا کیا کہ جس نے پانی کی موجوں کو حرکت دی اور وہ اپنی تہ میں جوش مارنے لگا تو ہوانے اس کے باہر نکلنے کے راستے بند کر دیئے اور اس طرح وہ قید ہو گیا تو پانی رام ہو گیا، اس کے بعد ہوا فخر کرنے لگی اور زور زور سے چلنے لگی، اس طرح گویا اپنے پاؤں پھیلا لیے اور کہنے لگی: مجھ پر بھلا کون سی شے غالب آسکتی ہے؟ تو اللہ نے انسان کو پیدا کیا جو اس کی راہ میں رکاوٹ بن گیا اور اپنے ستر کو اسی ہوا وغیرہ سے بنایا تو ہوا رام ہو گئی، اس کے بعد انسان سرکشی کرنے لگا اور کہنے لگا: مجھ سے سخت تر بھلا کون سی شے ہو سکتی ہے تو اللہ نے موت کو خلق کیا جو انسان پر غالب آگئی اور اس طرح انسان رام ہو گیا، اس کے بعد موت اپنے آپ میں فخر کرنے لگی تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا: فخر مت کر کہ میں تجھے اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان ذبح کر دوں گا اور اس کے بعد تجھے کبھی حیات نہیں دوں گا تو وہ بھی رام ہو گئی اور خوفزدہ بھی۔

(شرح: یہ حدیث سند کی رو سے معتبر اور قابل اعتماد ہے لیکن اس کا متن خالص نہیں ہے اور دو وجوہات سے بے اعتبار ہے۔

۱۔ اس حدیث میں امام حسن کو مرد شامی کے سوال کے موقع پر بچہ بتایا گیا ہے حالانکہ آنحضرت اُس موقع پر لازمی طور پر تیس سال کے ہوں گے کیونکہ یہ واقعہ خلافت حضرت علیؑ کے دوران ظاہر جنگ صفین کے بعد پیش آیا تھا اور امام حسن کی ولادت ہجرت کے تیسرے یا چوتھے سال ہوئی تھی اور واقعہ صفین ہجرت کے سینتیسویں سال پیش آیا تھا۔

۲۔ بعض سوالات کے جواب عامیانہ اور ظنی دلیلوں پر مبنی ہیں۔ اگرچہ ان میں بعض دقیق توجیہات کے حامل ہیں کہ جن کی شرح کا یہاں موقع نہیں۔

﴿۲۶﴾ تریبوز میں دس خاصیتیں یکجا ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن ابی عبداللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد ابن خالد سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے اپنے سلسلہ سند میں سے کسی سے نقل کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: تم لوگ تریبوز کھایا کرو کہ اس میں دس خاصیتیں یکجا ہیں: یہ گودہ زمین ہے کہ جس میں کوئی بیماری ہے اور نہ ہی کوئی نقصان، یہ خوراک ہے، شربت ہے، پھل ہے، یہ ریحان ہے، یہ دانتوں کا صاف کرنے والا ہے اور یہی خوراک بھی، یہ قوت باہ کو بڑھاتا ہے، مثانہ کو صاف کرتا ہے اور اس سے پیشاب زیادہ آنے لگتا ہے۔

احمد ابن زیاد ابن جعفر ہمدانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عمر ابن عثمان سے، اس نے علی ابن ابی حمزہ سے، اس نے یحییٰ ابن اخطب سے، اس نے امام جعفر صادق سے بعینہ اس روایت کو بیان کیا۔

نیز ایک دوسری روایت میں وارد ہے کہ تریبوز مثانہ کی پتھری کو گھلا دیتا ہے اور رسول خداؐ تریبوز کو کھجور کے ساتھ کھایا کرتے تھے؛ جبکہ ایک

دوسری روایت میں وارد ہے کہ تریبوز کے پتھر کو کھانے سے تھکتے

نیز روایت ہے کہ نہار منہ تریوز کھانا فاج کا سبب بنتا ہے اور اسی طرح برنی کھجور کو نہار منہ کھانے سے فاج ہو جاتا ہے۔

﴿۲۷﴾ دس چیزیں نشاط آور ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن عیسیٰ سے، اس نے کسی ایک شخص سے روایت بیان کی، اس نے جعفر ابن محمد ابن خالد سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: دس چیزیں نشاط آور ہیں: بیدل چلنا، سوار ہونا، پانی میں غوطہ لگانا، ہنرہ کی طرف نگاہ کرنا، کھانا پینا، حسین و جمیل عورت کی طرف نگاہ کرنا، جماع کرنا، مسواک کرنا اور لوگوں سے بات چیت کرنا۔

محمد ابن ابراہیم ابن اسحاق طالقانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو سعید حسن ابن علی عدوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: صحیب ابن عباد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے امام جعفر صادق سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے جد سے نقل کیا کہ دس چیزیں نشاط آور ہیں: بیدل چلنا، سوار کرنا، پانی میں غوطہ لگانا، ہنرہ کی طرف دیکھنا، پینا، جماع کرنا، مسواک کرنا، سر کو گھل گھسی (خیر و نیل رنگ کا پھول جو بطور دوا استعمال ہوتا ہے) سے دھونا، حسین عورت کی طرف نگاہ کرنا اور لوگوں سے بات چیت کرنا۔

﴿۲۸﴾ نماز کی دس وجوہات ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبد اللہ نے یعقوب ابن یزید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حماد ابن عیسیٰ سے، اس نے حریر سے، اس نے زرارہ ابن اعین سے نقل کیا کہ امام باقر نے فرمایا: اللہ عزوجل نے نماز کو فرض کیا اور رسول خدا نے دس وجوہات پر اس کا دستور دیا: نماز حضور و سفر اور نماز خوف تین وجوہات پر، سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز اور دونوں عیدوں کی نمازیں، نماز استسقاء اور نماز میت۔

﴿۲۹﴾ شیعوں میں دس خاصیتیں پائی جاتی ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ادریس نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عیسیٰ نے ابو محمد انصاری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عمر واہن ابی مقدم سے، اس نے اپنے والد سے نقل کیا کہ امام باقر نے مجھ سے کہا: اے ابو مقدم، شیعوں میں کد ریاضت کی وجہ سے جن کا رنگ اڑ چکا ہوتا ہے، ان کے جسم لاغر ہوتے ہیں، ہونٹ ان کے خشک پڑ چکے ہوتے ہیں، ان کا پیٹ گرسنہ ہوتا ہے، ان کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے، ان کے چہرے زرد ہوتے ہیں، جب رات ہوتی ہے تو زمین کو اپنا بچھونا بنا لیتے ہیں، اپنی پیشانی خاک پر رکھ دیتے ہیں، بے شمار سجدے کرتے ہیں، بے تحاشا آنسو بہاتے ہیں، کثرت کے ساتھ دعائیں کرتے ہیں، بہت گریہ کرتے ہیں، لوگ خوش ہوتے ہیں جبکہ شیعوں کے ٹمگین۔

﴿۳۰﴾ شراب کسے متعلق رسول خدا نے دس افراد پر لعنت کی: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے احمد ابن ابو عبد اللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے احمد ابن نصر خزاعی سے، اس نے عمر واہن شمر سے، اس نے جابر عقیلی سے نقل کیا کہ امام باقر نے فرمایا: رسول خدا نے شراب کے متعلق دس افراد پر لعنت کی: اس کی جڑوں والے پر، اس کی نگرانی کرنے والے پر، انگور کا رس نچوڑنے والے پر، اس کے پینے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اسے اٹھانے والے پر، جس کو پہنچائی جائے اس پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدار پر اور اس کی ہجرت کھانے والے پر۔

(شرح: نص قرآنی آیت یا حدیث معصومہ میں واضح حکم ہوا ہے زبان شرح میں نص کہتے ہیں۔ مترجم شرح)

اس نص میں خصوصیت سے بونے والے، کاٹنے والے، نچوڑنے والے کا ذکر کیا گیا ہے جب کہ ان کا مقصد ان تمام کاموں سے شراب

بنانے کے لئے انکو فرما ہم کرنا اور لعنت اس کے لئے ثابت ہے جو شراب فروشی کے لئے دکان کرایہ پردے۔)

﴿۳۱﴾ اس شخص کا ثواب جس نے دس سال تک ہر ماہ رمضان میں روزے رکھے ہوں: ابو الحسن علی ابن حسن ابن فرج مؤذن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مجھ سے محمد ابن حسین کرنی نے روایت بیان کی، کہا: میں نے امام حسن کو اپنے گھر میں کسی شخص کو یہ کہتے سنا: اے ابو ہارون، جو شخص لگا تار دس سال تک ہر ماہ رمضان میں روزے رکھے تو وہ جنت میں جائے گا۔

﴿۳۲﴾ اس شخص کا ثواب جس نے دس حج کیے ہوں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ادریس نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ مغازی نے محمد ابن خالد طیلسی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سیف ابن عمیرہ سے، اس نے ابو بکر حضرمی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص دس حج ادا کرے اللہ اس کا حساب کبھی نہیں کرے گا۔

﴿۳۳﴾ سوکت کے دس حصے ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سہل ابن زیاد سے، اس نے حسین ابن یزید سے، اس نے سفیان حریری سے، اس نے عبد المؤمن انصاری سے، اس نے امام باقر سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: برکت کے دس حصے ہیں کہ اس میں سے نو حصے تجارت میں ہیں اور باقی دسواں حصہ جلود میں ہے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: جلود سے مراد بھیڑ بکریاں ہیں اور اس کی تصدیق نبی سے مروی روایت سے ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا: رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے تجارت میں ہیں جبکہ باقی ایک حصہ سائب یعنی بھیڑ بکریوں میں ہے۔

اسی مضمون کی روایت ہم سے احمد ابن حسن قطفان نے بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطفان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبد اللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعید ابن عبد الرحمن مخزومی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن زید نے اپنے والد سے، انہوں نے زید ابن علی سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسین سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے تجارت میں ہیں اور باقی ایک حصہ سائبات یعنی بھیڑ بکریوں میں ہے۔

﴿۳۴﴾ قیامت سے پہلے کسی دس نشانیاں: حسین ابن عبد اللہ سعید عسکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبد اللہ ابن محمد ابن حکیم قاضی نے ہمیں خبر سنائی، کہا: حسین ابن عبد اللہ ابن شاکر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسحاق ابن حمزہ بخاری اور میرے چچا نے ہم سے روایات بیان کی، کہا: عیسیٰ ابن موسیٰ عنجاری نے ابو حمزہ ابن رقیہ جو ابن مصقلہ شیبانی ہے کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حکم ابن عتیبہ سے، اس نے اس شخص سے کہ جس نے حدیث ابن اسید سے سنا تھا نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے سنا کہ قیامت سے پہلے دس نشانیاں رونما ہوں گی: پانچ مشرق میں اور پانچ مغرب میں اور پھر آپ نے ولتہ الارض، دجال، سورج کے مشرق سے طلوع ہونے، حضرت عیسیٰ ابن مریم، اور یاجوج ماجوج کا ذکر کیا اور یہ کہ حضرت عیسیٰ ان پر غالب آجائیں گے اور انہیں سمندر میں غرق کر دیں گے، لیکن پیغمبر نے ساری نشانیاں کا ذکر نہیں کیا۔

﴿۳۵﴾ اسلام کی بنیاد دس حصوں پر رکھی گئی: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد بن ابی عمیر نے ابن کبیر زرارہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ امام محمد باقر نے فرمایا کہ رسول خدا نے فرمایا: اسلام کی بنیاد دس حصوں پر رکھی گئی: اس بات کی گواہی پر کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور یہی دین ہے، نماز پر کہ یہ فریضہ ہے، روزہ پر کہ یہ ڈھال ہے، زکوٰۃ پر کہ یہ مال پاک کرنے والی ہے، حج پر کہ یہ شریعت ہے، جہاد پر کہ یہ عزت ہے، امر بالمعروف پر کہ یہ وفا ہے، نبی عن المنکر پر کہ یہ اتمام حجت ہے، نماز جماعت پر کہ یہ موجب الفت ہے اور عصمت پر کہ یہ اطاعت ہے۔

﴿۳۶﴾ ایمان کے دس درجے ہیں: محمد بن حسن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد بن ادریس نے محمد بن احمد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابو عبد اللہ رازی سے، اس نے حسن ابن علی ابن ابی عثمان سے، اس نے محمد بن حماد خزاز سے، اس نے عبدالعزیز قرطیسی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے مجھ سے فرمایا: اے عبدالعزیز، ایمان کے دس درجے ہیں گویا ایک سیڑھی ہے کہ جس پر یکے بعد دیگرے زینے طے کیے جاتے ہیں، لہذا ایک درجہ پر فائز شخص دو درجے پر فائز ہونے والے کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ تمہارا کوئی درجہ ہی نہیں یہاں تک کہ دس درجوں پر فائز ہو جائے اور نہ ہی تم اپنے سے کم درجہ پر کھڑے شخص کو گرا دو گے کہ مبادا تم سے اوپر کھڑا شخص تم کو گرا دے، پس اگر تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو تم سے نچلے درجہ پر کھڑا ہو تو نرمی کے ساتھ اپنے ساتھ اوپر لے جاؤ اور اسے ناقابل برداشت عمل کرنے کو مت کہنا کہ وہ ٹوٹ جائے گا اور جو شخص کسی مؤمن کو توڑ دے تو اسے اس کے نقصان کی تلافی کرنی پڑے گی، (یاد رہے کہ) مقداد آٹھویں درجہ پر تھے، ابو ذر تو دس درجے پر اور سلمان دسویں پر۔

محمد بن حسن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد بن حسن صفار نے حسین ابن معاویہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد بن حماد سے جو یوسف ابن حماد خزاز کا بھائی تھا، اس نے عبدالعزیز قرطیسی سے نقل کیا کہ میں امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان سے شیعوں کے حالات اور جو کچھ کہتے ہیں ان کا آپ سے تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: اے عبدالعزیز، ایمان کے دس درجے ہیں جیسے کسی سیڑھی کے دس زینے ہوں کہ جنہیں یکے بعد دیگرے طے کیا جاتا ہے، پس ایک درجہ پر فائز شخص دو درجے کے حامل شخص کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ تمہارے پاس کوئی شے نہیں ہے یہاں تک کہ وہ دسویں درجے پر فائز ہو جائے۔ اس کے بعد ماتم نے فرمایا: سلمان دسویں درجے پر تھے، ابو ذر نوے درجے پر اور مقداد آٹھویں پر؛ اے عبدالعزیز اپنے سے نچلے درجہ پر کھڑے شخص کو مت گراؤ کہ مبادا تم سے اونچے درجہ پر کھڑا شخص تم کو گرا دے نیز جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو تم سے کم مرتبہ والا ہو اور تم اسے اوپر لے جا سکتے ہو تو اسے اپنے درجہ تک بلند کرو البتہ بہت نرمی کے ساتھ، اس پر ناقابل برداشت ہو جہم و ذلنا کہ وہ ٹوٹ جائے گا اور جو شخص کسی مؤمن کو توڑ دے تو اس پر اس کے نقصان کی تلافی کرنا لازم ہے اس لئے کہ اگر تم کسی اونٹ یا گائے کے بچہ پر کہ جس سے ابھی دودھ ٹھہرایا گیا ہو نوے سال میں داخل اونٹ جتنا بوجھ لا دو گے تو تم نے اُسے ناکارہ کر دیا۔

(شرح: چونکہ اونچے درجے والا نچلے درجے والے کو گناہ گار اور بے ایمان گردانتا ہے اور نچلے درجہ والا اس کو اسی نظر سے دیکھتا ہے حالانکہ وہ ایمان میں اس سے کامل تر ہوتا ہے کہ ان مطالب کو سمجھتا ہے، بیان کرتا ہے اور افعال انجام دیتا ہے کہ جن سے وہ ضعیف الایمان خارج ہوتا ہے اور اس کی نظر میں اونچے درجے والے کے افعال ایمان کے خلاف ہوتے ہیں جیسا کہ سرگزشت حضرت موسیٰ اور اس بندے کے درمیان واقع ہوا جو باطنی مقام و درجہ رکھتا تھا اور سورہ کہف سے موضوع واضح ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو آیہ کریم ۶۴ سے آیہ مبارکہ ۸۲ تک جو ان دونوں بندگان خدا کی داستان کا احاطہ کرتی ہیں۔)

﴿۳۷﴾ اس شخص کا ثواب جو دس سال تک خوشنودی خدا کی خاطر اذان دے: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن علی کوفی سے، اس نے مصعب ابن سلام تمیمی سے، اس نے سعد ابن طریف سے نقل کیا کہ امام باقر نے فرمایا: جو شخص دس سال تک اللہ کی خوشنودی کی خاطر اذان دے تو اللہ اس کی حدنگاہ اور آسمان میں اس کی حد آواز کے برابر اس کی مغفرت کرے گا اور اس کی تصدیق ہر خشک و تر چیز کرے گی جس نے اس کو سنا ہوگا نیز جتنے افراد نے اس کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھی ہوگی ان میں اس کا بھی حصہ ہوگا اور اس کی اذان سن کر جتنے افراد نے نماز پڑھی ہوگی اتنی نیکیاں اس کو حاصل ہوں گی۔

﴿۳۸﴾ مسواک میں دس خوبیاں پائی جاتی ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن اور لیس نے محمد ابن احمد ابن حسن ابن حسن لؤلؤئی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن علی ابن یوسف سے، اس نے معاذ جوہری سے، اس نے عمرو ابن جمیع سے اس کے سلسلہ سند کے ساتھ مرفوع روایت بیان کی کہ نبی نے فرمایا: مسواک میں دس خوبیاں پائی جاتی ہیں: منہ کو صاف رکھتی ہے، پروردگار کو خوش کر دیتی ہے، نیکیوں میں ستر گنا اضافہ کرتی ہے، سنت رسول ہے دانتوں کے سوراخ بند کر دیتی ہے، دانتوں کو سفید کرتی ہے، مسوڑھوں کو مضبوط بناتی ہے، ہلٹم دور کرتی ہے، آنکھوں سے دُھند لے پن کو دور کرتی ہے اور بھوک میں اضافہ کرتی ہے۔

﴿۳۹﴾ قیامت کی دس نشانیاں ہیں: محمد ابن احمد ابن ابراہیم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبد اللہ وراق محمد ابن عبد اللہ ابن سراج (ایک نسخہ میں فرج ہے) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالحسن علی ابن بیان مقری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن سابق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: زائدہ نے اعمش کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: فرات ابن قزاز نے ابوظیل عامر ابن وائلہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حذیفہ ابن اسید غفاری سے نقل کیا: ہم لوگ مدینہ میں ایک دیوار کے سایہ تلے بیٹھے ہوئے تھے اور رسول خداؐ حجرہ میں، پس آپ نے ہمیں جھانکا اور فرمایا: کیا ہو رہا ہے؟ تو ہم نے کہا: بات چیت کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کس چیز کے متعلق؟ ہم نے کہا: قیامت کے بارے میں، تو آپ نے فرمایا: تم لوگ اس وقت تک قیامت نہیں دیکھو گے جب تک اس سے پہلے دس نشانیوں کو نہ دیکھ لو: سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال، دلایۃ الارض، تین کا زمین میں دھنس جانا، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں، خروج عیسیٰ ابن مریمؑ، خروج یاجوج ماجوج، آخری زمانہ میں یمن کی زمین کی گہرائی میں آگ ہوگی جو اپنے پیچھے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑے گی، لوگوں کو محشر کی طرف ہانکنے گی، جب لوگ کھڑے ہوں گے تو وہ بھی ان کے سروں پر جا کھڑی ہوگی کہ انہیں محشر تک ہانکے۔

﴿۴۰﴾ رسول خداؐ دن رات میں خانۃ کعبہ کے دس مرتبہ سات سات طواف کرتے تھے: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبد اللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن مہزیار نے اپنے بھائی علی ابن حسین ابن سعید کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے صفوان اور قاسم سے، انہوں نے کاہلی سے، اس نے ابوالفرج سے نقل کیا کہ اس نے امام جعفر صادق سے سوال کیا کہ آیا رسول خداؐ کی عادات میں طواف کرنا شامل تھا؟ آپ نے فرمایا: رسول خداؐ دن رات میں دس مرتبہ سات سات طواف کیا کرتے تھے: تین مرتبہ دن کے پہلے حصہ میں، تین مرتبہ رات کے آخری حصہ میں، دوسرے مرتبہ صبح ہوتی تھی اور دوسرے مرتبہ ظہر کے بعد، البتہ ان کے درمیان کے وقت آپ استراحت فرماتے تھے۔

﴿۴۱﴾ اس شخص کے متعلق جو ماہ رمضان میں دن کے وقت عورت کے ساتھ دس مرتبہ ہمبستری کرے: ابو طالب مظفر بن جعفر ابن مظفر علوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد ابن مسعود نے اپنے والد ابو نصر محمد ابن مسعود ابن محمد ابن عباس عیاشی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن احمد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن محمد ابن شجاع نے محمد ابن عثمان کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے حمید ابن محمد سے، اس نے احمد ابن حسن ابن صالح سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے فتح ابن یزید جرجانی سے نقل کیا کہ اس نے امام کاظم کو خط لکھا کہ جس میں اس نے اس شخص کے متعلق سوال کیا کہ جس نے ماہ رمضان میں حلال یا حرام کے ذریعہ کسی عورت کے ساتھ دس مرتبہ جماع کیا؟ امام نے فرمایا: اس پر دس کفارے لازم ہیں کہ ہر مرتبہ کے عوض ایک کفارہ ہوگا نیز اگر اس نے کچھ کھایا یا بھی تھا تو ایک دن کا کفارہ دے گا۔

﴿۴۲﴾ دس نصیحت آموز کلمے: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابان ابن عثمان سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق کے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا: میرے ماں باپ آپ پر فدا، مجھے کوئی نصیحت کیجئے، تو امام نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے رزق کی ذمہ داری لی ہے تو پھر تمہاری یہ تک و دو کس لئے؟ اگر رزق تقسیم کیا جا چکا ہے تو پھر حرص کس لئے؟ اگر حساب کتاب برحق ہے تو پھر جمع آوری کس لئے؟ اگر آگے کی ذمہ داری خدا کی ہے تو پھر نکل کس لئے؟ اگر جہنم کی سزا برحق ہے تو معصیت کس لئے؟ اگر موت برحق ہے تو خوشی و شادمانی کس لئے؟ اگر اللہ کے حضور میں پیشی برحق ہے تو مکرو فریب کس لئے؟ اگر بیل صراط پر سے گزرنا برحق ہے تو خود بینی کس لئے؟ اگر ہر چیز تقاضا قدر کی وجہ سے ہے تو یہ غم و حزن کس لئے؟ اور اگر یہ دنیا فنا ہونے والی ہے تو اس سے مطمئن ہو جانا کس لئے؟

﴿۴۳﴾ اس امت کے دس افراد خدائے بزرگ کے منکر ہیں: ابو الحسن محمد ابن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو حامد احمد ابن محمد ابن حسین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یزید احمد ابن خالدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن صالح تمیمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: انس ابن محمد ابو مالک نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام باقر سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے نقل کیا کہ رسول خدا نے ان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علی، اس امت کے دس افراد خدائے بزرگ کے منکر ہیں: (ایک نسخہ میں نما یعنی ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر کرنے والا ہے) آدم گمش، جادوگر، دیوث، وہ شخص جو حرام ذریعہ سے کسی عورت کے عقب سے جماع کرے، چوپائے سے جماع کرنے والا، محرم سے جماع کرنے والا، فتنہ برپا کرنے کی کوشش کرنے والا، مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے والے کو اسلحہ بیچنے والا، زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا اور وہ شخص جو حج کر سکتا تھا مگر نہ کیا اور اسی حالت میں مر گیا۔

﴿۴۴﴾ دور جاہلیت کے لوگوں کے جوئے کے تیر دس تھے: احمد ابن زیاد ابن جعفر ہمدانی اور حسین ابن ابراہیم ابن احمد ابن ہشام ابن (ایک نسخہ کے مطابق) مؤدب اور علی ابن عبداللہ وراق اور مزہ ابن محمد ابن احمد ابن جعفر ابن محمد ابن زید ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے عیسٰ ہجری میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے ابو احمد ابن زیاد زوی اور احمد ابن محمد ابن ابی نصر بڑھی دونوں کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے ابان ابن عثمان احمر سے، انہوں نے ابان ابن

تغلب سے نقل کیا کہ امام باقر نے اللہ عزوجل کے اس قول: حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر (الایة) یعنی تم پر مردار، خون اور سور کا گوشت حرام ہے... (آخر آیت تک) (سورہ مائدہ - آیت ۳) کے متعلق فرمایا: مردار، خون اور سور کا گوشت تو معروف ہیں اور اسی طرح وہ ما اهل به لغیر اللہ یعنی جسے بتوں کے لئے ذبح کیا گیا ہو۔ البتہ جہاں تک منحنقہ کی بات ہے تو مجوسی قوم تو مردار کو نہیں کھاتی تھی مگر گائے اور بھیڑ بکریوں کا گلا گھونٹ دیا کرتے تھے اور جب ان کا گلا گھونٹ دیا جاتا تھا اور وہ مر جاتے تھے تو انہیں کھا لیتے تھے۔ مسردیہ (جو کنویں وغیرہ میں گر کر مر جائے) وہ لوگ ایسے جانور کی آنکھیں باندھ دیا کرتے تھے اور اسے چھت سے گرا دیتے تھے اور جب ایسا جانور مر جاتا تھا تو اسے کھا لیتے تھے۔ نطیحة (جو سینگ سے مار ڈالا گیا ہو) وہ لوگ مینڈھوں کو سینگ بہ سینگ لڑواتے تھے اور جب ان میں سے کوئی ایک مر جاتا تھا تو اسے کھا لیتے تھے۔ وما اکل السبع الا ما ذکیتم (جسے درندہ کھا جائے مگر یہ کہ تم نے اسے شرائط کے مطابق ذبح کر دیا ہو) پس وہ لوگ اس جانور کو بھی کھا لیتے تھے جسے بھیڑ یا یا شیر کھا گیا ہو مگر اللہ نے اسے حرام قرار دیا وما ذبح علی النصب (جسے بتوں پر چڑھایا جائے) وہ لوگ آتشکدوں کے لئے ذبح کرتے تھے اور قریش درخت اور چٹان کی پرستش کیا کرتے تھے پس وہ ان دونوں کے لئے قربانی کیا کرتے تھے وان تستقسموا بالالزام ذلکم فسق (اور جسے تم تیروں سے تقسیم کر لو کہ یہ سب حرام ہے) وہ لوگ نخر شدہ اونٹوں کے دس حصے کیا کرتے تھے اس کے بعد اس کے گرد جمع ہو کر تیر نکال لیتے تھے اور انہیں ایک شخص کے پاس رکھوا دیتے تھے اور ان تیروں کی تعداد دس ہوتی تھی کہ جن میں سے سات میں حصہ ہوتا تھا اور باقی تین کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا، پس جن کے حصے ہوتے تھے وہ یہ ہیں: فذ، توأم، میل، نانس، حلیس، رقیب اور معلیٰ: اس میں بھی توأم کے دو حصے ہوتے تھے جبکہ میل کے تین حصے، نانس کے چار، حلیس کے پانچ، رقیب کے چھ اور معلیٰ کے سات حصے ہوتے تھے۔ جن کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہوتا تھا وہ سمج، منج اور وعد تھے۔ نیز اونٹوں کی قیمت ان کے ذمہ ہوتی تھی کہ جن کا کوئی حصہ نہیں نکلتا تھا اور یہ جو ابے کہ جسے اللہ عزوجل نے حرام قرار دیا ہے۔

﴿۲۵﴾ وہ دُعا جسے اللہ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے کہ وہ اسے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے قبل دس مرتبہ پڑھے: احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے بکر ابن عبداللہ ابن حبیب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسماعیل ابن فضل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میں نے امام جعفر صادق سے اللہ عزوجل کے اس قول: فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبها (پس تم اپنے رب کی حمد بجالایا کرو، طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے پہلے) (سورہ طہ - آیت ۱۲۰) کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ وہ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے قبل دس مرتبہ اس دعا کو پڑھے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ (ایک نسخ میں ذَاتِم ہے) لَا يُمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ تو امام نے فرمایا: اسے شخص، اس میں کوئی شک نہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا اور مارے گا اور مارے گا اور زندہ کرے گا لیکن تم اسی طرح کہو کہ جیسا میں کہتا ہوں (ایک نسخ میں ہے "جیسا میں نے کہا") (شرح: اس روایت میں فرض سے مراد مستحب و ٹیپہ ہے)۔

﴿۳۶﴾ بنو عبدالمطلب دس افراد تھے اور عباس: احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے ابان ابن عثمان احمر سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق سے سنا کہ آپ اپنے والد بزرگوار امام باقر کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے جابر ابن عبداللہ انصاری کو یہ کہتے سنا کہ رسول خدا سے اولاد عبدالمطلب کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: دس اولاد ہیں تمہیں اور عباس۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: اور وہ ہیں: عبداللہ، ابوطالب، زبیر، حمزہ، حارث، یہ سب سے بڑے تھے، عیداق، مقوم، حبل، عبدالعزیٰ اور یہی ابولہب تھا، ضرار اور عباس۔ نیز کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مقوم ہی حبل تھا اور عبدالمطلب کے دس نام تھے جو عرب میں معروف تھے اور ان سے روم، عجم اور حبشہ کے بادشاہ بھی ان ناموں سے واقف تھے۔ وہ دس نام یہ ہیں: عامر، شعیبہ الحمد، سید البطحاء، ساقی حجج، ساقی مغیث، غیث الوری فی العام الجذب، ابوالسادة العشرة، عبدالمطلب اور حافر زمزم۔ مزید برآں یہ کہ ان سے پہلے کسی اور کو یہ خصوصیت حاصل نہ تھی۔

﴿گیارہواں باب﴾

﴿۱﴾ اُن گیارہ ستاروں کے نام جنہیں حضرت یوسفؑ نے خواب میں سورج اور چاند کے ساتھ سجدہ کرتے دیکھا تھا: میرے والدؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد بن یحییٰ عطار نے محمد بن احمد بن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن محمد سے، اس نے کسی ایک شخص سے، اس نے سلیمان ابن زیاد منقری سے، اس نے عمر وابن شمر سے، اس نے اسماعیل سدی سے، اس نے عبدالرحمن ابن سابق قرشی سے، اس نے جابر ابن عبداللہ انصاریؑ سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے متعلق کہ جس میں حضرت یوسف سے حکایت کی گئی ہے: اِنْسِی رَاٰیْت اَحَدَ عَشْرَ کَوْکَبًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ رَاٰیْتَهُمْ لٰی سَاجِدِیْنَ (بے شک میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند کو دیکھا: میں نے انہیں مجھے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا) ستاروں کے نام کے بارے میں فرمایا: ان کے نام یہ ہیں: طارق، جریان، ذبال، ذوالکفان، قابس، وثاب، عمودان، فلیق، مصطح، فروج، ذوالقرع، ضیا، اور نور یعنی سورج اور چاند۔ نیز یہ سب ستارے آسمان کو احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

ابو محمد عبداللہ ابن حامد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو بکر محمد ابن جعفر نے ہمیں خبر سنائی، کہا: جعفر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن عرفہ یعنی حسن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حکم ابن ظہیر نے سدی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبدالرحمن ابن سابق قرشی سے، اس نے جابر ابن عبداللہ انصاریؑ سے نقل کیا کہ نبیؐ کی خدمت میں ایک یہودی آیا کہ جس کو بستان الیہودی کہتے تھے اور کہنے لگا: اے محمدؐ، مجھے ان ستاروں کی بابت بتاؤ کہ جنہیں یوسف نے خود کو سجدہ کرتے دیکھا تھا کہ ان کے نام کیا ہیں؟ تو اللہ کے نبیؐ نے اس دن اس کی کسی بات کا کوئی جواب نہیں دیا، پس حضرت جبرئیل بعد میں نازل ہوئے اور نبیؐ کو ان ناموں سے آگاہ کیا تو نبیؐ نے بستان کو بلا بھیجا اور جب وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبیؐ نے فرمایا: اُن میں ان ستاروں کے نام تم کو بتادوں تو کیا تم اسلام لے آؤ گے؟ راوی کہتا ہے کہ اس یہودی نے رسول خداؐ سے کہا: جی ہاں، تو نبیؐ نے فرمایا: جریان، طارق، ذبال، ذوالکفان، قابس، وثاب، عمودان، فلیق، مصطح، فروج، ذوالقرع، ضیا، اور نور کہ حضرت یوسف نے انہیں آسمان میں خود کو سجدہ کرتے دیکھا تھا اور جب حضرت یوسف نے حضرت یعقوب کو یہ قصہ سنایا تو انہوں نے کہا: یہ پراگندہ معاملہ ہے کہ اللہ عزوجل اس کام کو درست فرمادے گا۔ راوی کہتا ہے کہ اس وقت بستان نے کہا: خدا کی قسم، یہی ان ستاروں کے نام ہیں!

﴿۲﴾ زمزم کے گیارہ نام ہیں: میرے والدؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن یحییٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن ابی نصر بن یحییٰ سے، اس نے اسبن ابن حمزہ سے، اس نے معاویہ ابن عمار سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: زمزم کے نام یہ ہیں: رکضہ، جبرئیل، خفیرہ، اسماعیل، خفیرہ، عبدالمطلب، زمزم، برہ، مضمونہ، رواء، شعبہ، طعام، مطعم اور شفاء، سقم۔

(شرح: احادیث کے مطابق زمزم کی پیدائش کی تاریخ یہ ہے کہ جب اسماعیل شیر خوار بچے تھے اور پیاس سے بیتاب ہوئے تو حضرت ہاجرہ نے انہیں اس مقام پر چھوڑا جو زمزم کے ظاہر ہونے کی اصل جگہ تھی اور چند مرتبہ کو صفاد مروہ پر پانی کی تلاش میں آئیں گئیں اور جب واپس آئیں تو اسماعیل کے پیروں کے نیچے قدم جبرئیل سے چشمہ ظاہر اور جاری ہو چکا تھا۔ انہوں نے کچھ مٹی اس کے گرد لگائی اور عبرانی میں کہا: ٹمبر جال۔ اس وجہ

سے اس کا نام "رکضۃ جبرئیل" اور "زمزم" پڑا۔ پھر حضرت اسماعیل نے اسے کھودا اور ایک کنوئیں کی شکل میں ظاہر ہوا اس لئے "ظہیرۃ اسماعیل" کا نام دیا گیا اور جب نزعہ مکہ پر قابض ہوا اور قریش سے جھگڑے میں اس کو بند کر دیا اور چھپا دیا دوبارہ حضرت عبدالمطلب نے اس کو کھولا تو "ظہیرۃ عبدالمطلب" کا نام دیا گیا۔ "برہ" یعنی نیکی دینے والا۔ مقدس اور پناہ کعبہ میں ہونے کی وجہ سے "مضمونہ" کہا جاتا ہے۔ "رواء" ہے کہ لوگوں کو سیراب کرتا ہے۔ "شعبہ و طعام و مطعم" اس لئے کہ اس کے قریب حاجیوں کی مہمانی کی جاتی ہے اور ان کو سیراب کیا جاتا ہے۔ "شفاء سقم" اس لئے کہ اس سے شفا حاصل ہوتی ہے۔

﴿بارھواں باب﴾

﴿۱﴾ پہلے باب سے بارھویں باب تک: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبد اللہ رازی نے ابو الحسن عیسیٰ ابن محمد ابن عیسیٰ ابن عبد اللہ محمدی کے ذریعہ جو اولاد محمد حنفیہ میں سے ہیں ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے محمد ابن جابر سے، انہوں نے عطا سے، انہوں نے طاؤس سے نقل کیا کہ حضرت عمرؓ ابن خطاب کے پاس ایک یہودی وفد آیا جبکہ ان دنوں لوگ ان کی ولایت کے قائل تھے اور اس وفد نے آ کر کہا: تم نبی کے بعد امت کے والی ہو لہذا ہم آئے ہیں تاکہ تم سے کچھ سوالات پوچھ لیں کہ اگر تم نے ان کے جوابات دے دیئے تو ہم ایمان لے آئیں گے اور تمہاری تصدیق کرتے ہوئے تمہارے پیروکار ہو جائیں گے۔ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا: جو تم چاہتے ہو پوچھ لو! انہوں نے کہا: ہمیں سات آسمانوں کے تالوں اور ان کی چابیوں کے بارے میں بتاؤ، ہمیں اس قبر کے متعلق بھی بتاؤ جس نے صاحب قبر کو سیر کروائی، ہمیں اس چیز کے بارے میں بتاؤ کہ جس نے اس کی قوم کو ڈرایا جبکہ وہ جن تھا اور نہ ہی انسان، ہمیں اس جگہ کے بارے میں بتاؤ کہ جس پر سورج چکا تھا مگر دوبارہ وہاں کبھی سورج نہیں نکلا، ہمیں ان پانچ مخلوقات کے بارے میں بتاؤ کہ جن کی تخلیق رحم مادر میں نہیں ہوئی اور ہمیں ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس، گیارہ اور بارہ کے متعلق بتاؤ۔

راوی کہتا ہے: حضرت عمرؓ نے کچھ دیر کے لئے اپنا سر جھکا لیا اس کے بعد اپنی آنکھیں کھولیں اور پھر کہا: تم نے عمرؓ ابن خطاب سے ایسی چیز کے متعلق پوچھا جس کا اس کو علم ہی نہیں ہے، لیکن رسول خدا کے پچازاد بھائی تمہیں تمہارے سوالوں کے جوابات دے دیں گے، یہ کہہ کر انہوں نے حضرت علیؓ کو بلا بھیجا اور جب آپ تشریف لائے تو کہا: اے ابو الحسن، قوم یہود نے مجھ سے کچھ سوالات کیے ہیں مگر میں ان کی کسی چیز کا جواب نہ دے سکا حالانکہ مجھے انہوں نے ضمانت دی ہے کہ اگر میں ان کو آگاہ کر دوں تو یہ لوگ نبی پر ایمان لے آئیں گے تو حضرت علیؓ نے ان سے کہا: اے قوم یہود، میرے سامنے اپنے مسائل پیش کرو۔ لہذا ان لوگوں نے آپ سے بھی وہی سوالات کیے جیسے حضرت عمرؓ سے کیے تھے تو حضرت علیؓ نے فرمایا: کیا تم ان کے علاوہ بھی مجھ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں اے ابوشیبہ و شبر، تو حضرت علیؓ نے ان سے کہا: آسمانوں کے تالے اللہ کے ساتھ شریک کرنا ہے، اس کی چابیاں لا الہ الا اللہ کہنا ہے، جس قبر نے اپنے صاحب کو سیر کروائی تھی یہ وہ مچھلی ہے کہ جس نے اپنے بطن میں حضرت یونسؑ کو سات سمندروں کی سیر کروائی تھی، جس چیز نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا مگر وہ جن تھا اور نہ ہی انسان یہ حضرت سلیمان ابن داؤدؑ کی چیز تھی، جس مقام پر سورج نے اپنی روشنی ڈالی تھی مگر اس کے بعد کبھی وہاں طلوع نہیں ہوئی وہ سمندر ہے جس میں اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰؑ کو نجات دی تھی اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کو اس میں غرق کر دیا تھا، وہ پانچ جو رحم مادر سے خلق نہیں ہوئے: حضرت آدمؑ، حضرت حوا، عصائے موسیٰؑ، ناقۃ صالح اور حضرت ابراہیمؑ کا مینڈھا ہیں۔

ایک اللہ ہے کہ جس کا کوئی شریک نہیں، دو حضرات آدمؑ و حوا ہیں، تین حضرات جبرئیلؑ، میکائیلؑ اور اسرافیلؑ ہیں، چار تورات، انجیل، زبور اور قرآن ہے، پانچ نبیؑ پر واجب پانچ نمازیں، چھ اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: ولقد خلقنا السماوات والارض و ما بینہما فی ستة ایام، سات اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: و بنینا فوقکم سبعاً شداًداً. (سورہ بآء- آیت ۱۲) اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان مضبوط کر دیئے، آٹھ

اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: **وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةَ أَوْتَمْبَارَةٍ** پروردگار کے فرش کو اس دن اٹھاپنے اوپر لیے ہونے ہوں گے (سورہ حاقہ - آیت ۱۷)، نووہ نو نشانیاں ہیں جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھیں، دس اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: **وَوَاعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً فَأْتَمَمْنَاهَا بَعْشَرَ** اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا تھا تو ہم نے اُسے ایک عشرہ اور ملا کر تمام کیا (سورہ اعراف - آیت ۱۳۲)، گیارہ حضرت یوسف کا اپنے والد بزرگوار کو یہ کہنا ہے: **إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كُوفًا** میں نے گیارہ ستاروں کو دیکھے (سورہ یوسف - آیت ۴)، بارہ اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: **أَضْرَبُ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا** پتھر پر اپنا عصا مارو تو اس میں سے بارہ چشمہ جاری ہو گئے (سورہ بقرہ - آیت ۶۰)

راوی کہتا ہے: یہودیوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور یہ کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ہم یہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ آپ رسول خدا کے چچیرے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کی طرف رخ کیا اور کہنے لگے: ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ (حضرت علیؓ) رسول خدا کے بھائی ہیں اور اس مقام کے تم سے زیادہ حقدار یہ ہیں! اس طرح ان کے ہمراہیوں نے بھی اسلام قبول کیا اور ان کا یہ اسلام لانا خلوص کے ساتھ تھا۔

﴿۲﴾ اولین و آخرین میں سے بدترین افراد بارہ تھے: محمد ابن حسن ابن سعید ہاشمی کوئی نے کوفہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: فرات ابن ابراہیم ابن فرات کوئی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبید ابن کثیر نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: یحییٰ ابن حسن اور عباد ابن یعقوب اور محمد ابن جنید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبد اللہ عبدالرحمن مسعودی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حارث ابن حصیرہ نے صحرا ابن حکم فرازی کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے حیان ابن حارث ازدی سے، اس نے ربیع ابن جمیل نضی سے، اس نے مالک ابن خمرہ روایت سے نقل کیا کہ جب حضرت ابوذرؓ کو شہر بدر کیا گیا تھا تو وہ، حضرت علیؓ ابن ابی طالب، مقداد ابن اسود، عمار ابن یاسر، حذیفہ ابن یمان اور عبداللہ ابن مسعود یکجا ہوئے تو حضرت ابوذرؓ نے کہا: مجھے آپ حضرات کوئی حدیث بیان کریں کہ جو ہمیں رسول خدا کی یاد دلائے اور ہم ان کے لئے گواہی دیں، دعائے خیر کریں اور تو حید خدا کے ذریعہ ان کی تصدیق کریں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: یہ میری حدیث کا زمانہ نہیں ہے! سب نے کہا: آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں، تو آپ نے کہا: اے حذیفہ، ہمیں حدیث بیان کرو تو انہوں نے کہا: آپ حضرات جانتے ہیں کہ میں نے ہمیشہ مشکل امور کے متعلق سوالات کیے، ان ہی کو آ زبایا اور ان کے علاوہ میں نے کسی اور چیز کے متعلق کبھی نہیں پوچھا! سب نے کہا: درست کہا تم نے، آپ نے کہا: اے ابن مسعود تم ہمیں حدیث بیان کرو، تو انہوں نے جواب دیا: میں نے ہمیشہ قرآن پڑھا اور اس کے علاوہ کسی اور چیز کے متعلق سوال نہیں کیا مگر آپ حضرات تو اصحاب احادیث ہیں، سب نے کہا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو، آپ نے کہا: اے مقداد تم ہمیں حدیث بیان کرو تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ حضرات جانتے ہیں کہ میں تو ایک جنگجو ہوں اور اس کے علاوہ کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کرتا، لیکن آپ حضرات تو اصحاب احادیث ہیں، سب نے کہا: صحیح کہہ رہے ہو تم، پھر سب نے کہا: اے عمار تم ہمیں کوئی حدیث بیان کرو، انہوں نے جواب دیا: میں تو آج کل چیزیں بھول جاتا ہوں کہ یاد آ گیا تو آ گیا۔ حضرت ابوذرؓ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں آپ لوگوں کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں کہ جو آپ حضرات نے خود رسول خدا سے سنی ہوگی اور بہت سے لوگوں نے آپ حضرات سے سنی ہوگی:

رسول خدا نے فرمایا: کیا تم لوگ یہ گواہی نہیں دیتے کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، قیامت آئے گی کہ

اس میں کوئی شک نہیں، اللہ قبر سے مُردوں کو اٹھائے گا، مُردوں کا زندہ ہونا برحق ہے، جنت برحق ہے اور یہ کہ جہنم (بھی) برحق ہے؟
لوگوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: تم لوگوں کے ساتھ میں بھی گواہ ہوں، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: کیا تم لوگ اس بات کی گواہی نہیں دو گے کہ اللہ کے رسولؐ نے کہا: اولین و آخرین میں سے بدترین لوگ بارہ ہیں: چھ اولین میں سے، اور چھ آخرین میں سے؛ اس کے بعد آپؐ نے اولین میں سے چھ کے نام لیے: ابن آدمؑ کہ جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا، فرعون، ہامان، قارون، سامری اور دجال کہ اس کا نام اولین میں سے جبکہ وہ آخرین کے ساتھ خروج کرے گا اور آخرین میں سے چھ افراد یہ ہیں: یحییٰ بن ماری، فرعون یعنی معاویہ، اس امت کا ہامان یعنی زیاد، اس امت کا قارون یعنی سعید (ایک نسخہ میں سعد)، سامری یعنی ابو موسیٰ عبداللہ ابن قیس؛ اس لئے کہ اس نے ایسا ہی کہا تھا جیسا کہ سامری نے قوم موسیٰؑ سے: لا مہساس یعنی کوئی جنگ مت کرو۔ (ایک نسخہ میں ہے: پس یہ اس امت کا ہامان، اس کا قارون اور یہی سامری ہے) اور ابراہیمؑ یعنی عمر و ابن عاص۔ تو اے لوگو! کیا تم اس بات کی گواہی دو گے؟

سب نے کہا: ہاں!

آپؐ نے فرمایا: تمہارے ساتھ میں بھی گواہ ہوں۔

اس کے بعد فرمایا: کیا تم لوگ یہ گواہی دو گے کہ اللہ کے رسولؐ نے کہا کہ میری امت حوض کوثر پر میرے پاس پانچ پرچموں تلے حاضر ہوگی:

پہلا پرچم: پچھڑے کا ہوگا، پس میں کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ پکڑوں گا، لہذا جیسے ہی میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا اس کا ہاتھ سیاہ پڑ جائے گا، قدم لرزنے لگیں گے اور دل کانپنے لگے گا اور جنہوں نے اس کی مانند کردار ادا کیا ہوگا ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا، پس میں کہوں گا: میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ سب کہیں گے: ہم نے ثقل اکبر (قرآن) کو جھٹلایا اور اسے پارہ پارہ کر دیا جبکہ ثقل اصغر (اہلبیت) کو خانہ نشین کر دیا اور ان کا حق ان سے چھین لیا، پس میں کہوں گا: بائیں جانب چلے جاؤ تو وہ تشنہ اور زوسیاہ چل پڑیں گے اور اس میں سے ان کو ایک قطرہ بھی پینے کو نہیں ملے گا۔

دوسرا پرچم: اس کے بعد میری امت کے فرعون کا پرچم وارد ہوگا اور ان میں سب سے زیادہ افراد پائے جائیں گے اور انہیں میں سے بھٹکے ہوئے ہوں گے، کہا گیا: اے اللہ کے رسولؐ یہ بھٹکے ہوؤں سے کیا مراد ہے؟ کیا یہ لوگ راستہ سے ہٹ گئے ہوں گے؟ فرمایا: نہیں، بلکہ یہ لوگ اپنے دین سے پھر گئے ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے دنیا کی خاطر غم کیا ہوگا اور اسی سے مطمئن ہو گئے ہوں گے، پس میں کھڑے ہو کر ان کے پرچم دار کا ہاتھ پکڑوں گا تو جیسے ہی میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا اس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے گا، اس کے قدم لرزنے لگیں گے اور اس کا دل کانپنے لگے گا اور جنہوں نے اس کی مانند کردار ادا کیا ہوگا ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا، لہذا میں کہوں گا: میرے بعد تم لوگوں نے ثقلین کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا؟ وہ لوگ کہیں گے: ہم نے ثقل اکبر (قرآن) کو جھٹلایا اور اسے پارہ پارہ کر دیا جبکہ ثقل اصغر (اہلبیت) کے ساتھ جنگ کی اور انہیں قتل کر دیا۔ میں کہوں گا: تم اپنے ساتھیوں کے راستے پر ہی جاؤ پس وہ لوگ بیاسے اور زوسیاہ وہاں سے چل پڑیں گے اور اس میں سے ایک قطرہ تک نہ پئیں گے۔

تیسرا پرچم: اس کے بعد میرے پاس میری امت کے ہامان یعنی زیاد کا پرچم وارد ہوگا، پس میں کھڑے ہو کر اس کے ہاتھ کو پکڑوں گا تو جیسے ہی میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا اس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے گا، اس کے قدم لرزے لگیں گے اور اس کا دل کانپنے لگے گا اور جنہوں نے اس کی مانند کردار ادا کیا ہوگا وہ اس کے پیچھے ہوں گے، لہذا میں کہوں گا: میرے بعد تم لوگوں نے ثقلمین کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا؟ وہ لوگ کہیں گے: ہم نے ثقل اکبر (قرآن) کو جھٹلایا اور اسے پارہ پارہ کر دیا جبکہ ثقل اصغر (اہلبیت) کو تنہا چھوڑ دیا اور اس کی نافرمانی کی، پھر میں کہوں گا: اپنے ساتھیوں کی راہ پر گامزن ہو جاؤ تو وہ لوگ بیاسے اور روسیاد پلٹ جائیں گے اور اس میں سے ایک قطرہ نہیں پئیں گے۔

چوتھا پرچم: اس کے بعد میرے پاس عبداللہ ابن قیس کا پرچم وارد ہوگا جو میری امت کے پچاس ہزار افراد کا امام ہوگا، پس میں کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ پکڑوں گا تو جیسے ہی میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا اس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے گا، اس کے قدم لرزے لگیں گے اور اس کا دل کانپنے لگے گا اور جنہوں نے اس کی مانند کردار ادا کیا ہوگا ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا، لہذا میں کہوں گا: میرے بعد تم لوگوں نے ثقلمین کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا؟ وہ لوگ کہیں گے: ہم نے ثقل اکبر (قرآن) کو جھٹلایا اور اس کی نافرمانی کی اور ثقل اصغر (اہلبیت) کو تنہا چھوڑ دیا اور ان سے منہ پھیر لیا تو میں کہوں گا: اپنے ساتھیوں کی راہ پر چل پڑو تو وہ لوگ بیاسے اور روسیاد پلٹ جائیں گے اور اس میں سے ایک قطرہ تک نہیں پئیں گے۔

پانچواں پرچم: اس کے بعد میرے پاس مخدج اپنے پرچم کے ساتھ وارد ہوگا، پس میں کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ پکڑوں گا تو جیسے ہی میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا اس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے گا، اس کے قدم لرزے لگیں گے اور اس کا دل کانپنے لگے گا اور جنہوں نے اس کی مانند کردار ادا کیا ہوگا ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا، لہذا میں کہوں گا: میرے بعد تم لوگوں نے ثقلمین کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا؟ وہ لوگ کہیں گے: ہم نے ثقل اکبر (قرآن) کو جھٹلایا اور اس کی نافرمانی کی اور ثقل اصغر (اہلبیت) سے جنگ لڑی اور انہیں قتل کر دیا تو میں کہوں گا: اپنے ساتھیوں کی راہ پر چل پڑو تو وہ لوگ بیاسے اور روسیاد پلٹ جائیں گے اور اس میں سے ایک قطرہ نہیں پئیں گے۔

چھٹا پرچم: اس کے بعد میرے پاس امیر المومنین، امام الثقلمین اور قائد غر المحجلین کا علم وارد ہوگا، پس میں کھڑے ہو کر اس کا ہاتھ پکڑوں گا تو جیسے ہی میں اس کا ہاتھ پکڑوں گا اس کا اور اس کے ساتھیوں کا چہرہ سفید ہو جائے گا، پھر میں کہوں گا: تم لوگوں نے میرے بعد ثقلمین کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا؟ آپ نے فرمایا: تو وہ لوگ کہیں گے: ہم نے ثقل اکبر (قرآن) کی اتباع کی اور اس کی تصدیق کی جبکہ ثقل اصغر (اہلبیت) کی ہم نے حمایت اور نصرت کی اور ان کے ساتھ مل کر جنگ کی، تو میں کہوں گا: تم لوگ جی بھر کر سیراب ہو جاؤ تو وہ لوگ اس میں سے ایک گھونٹ پئیں گے کہ اس کے بعد وہ لوگ تا ابد بیاسے نہیں ہوں گے اور ان کے امام کا چہرہ ابھرے ہوئے سورج کی مانند درخشاں ہوگا نیز اس کے اصحاب کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند روشن ہوں گے اور گویا آسمان میں ستاروں کے انوار کی مانند۔

اس کے بعد حضرت ابو ذر نے فرمایا: کیا تم لوگ اس بات کی گواہی نہیں دو گے، تو لوگوں نے کہا: جی ہاں، دیں گے۔ آپ نے فرمایا: میں بھی تم لوگوں کے ساتھ گواہ ہوں۔

بچی، عباد اور محمد نے کہا: تم لوگ اس بات پر اللہ عزوجل کے سامنے گواہ رہنا کہ ابو عبد الرحمن نے اس حدیث کو ہم سے بیان کیا تھا، عبد الرحمن نے کہا: اللہ عزوجل کے نزدیک تم لوگ میری اس بات کے گواہ رہنا کہ حارث ابن حضیرہ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، حارث نے کہا: اللہ عزوجل کے نزدیک تم لوگ میری اس بات کے گواہ رہنا کہ صخر ابن حکم نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، صخر ابن حکم نے کہا: اللہ عزوجل کے نزدیک تم

لوگ میری اس بات کے گواہ رہنا کہ حیان نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، حیان نے کہا: اللہ عزوجل کے نزدیک تم لوگ میری اس بات کے گواہ رہنا کہ ربیع ابن جمیل نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، ربیع نے کہا: اللہ عزوجل کے نزدیک تم لوگ میری اس بات کے گواہ رہنا کہ مالک ابن ضمروہ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، مالک ابن ضمروہ نے کہا: اللہ عزوجل کے نزدیک تم لوگ میری اس بات کے گواہ رہنا کہ حضرت ابوذر غفاریؓ نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی، حضرت ابوذرؓ نے بھی اسی طرح کہا اور فرمایا: رسول خداؐ نے فرمایا: مجھ سے جبرئیل نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے یہ حدیث بیان کی۔

﴿۳﴾ بارہ رومی مہینوں میں زوال شمس کی شناخت کا طریقہ: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن اوریس نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن موسیٰ خشاب نے حسن ابن اہلق تمیمی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن اخوالضمی سے، اس نے عبداللہ ابن سنان سے، کہا: میں نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا کہ حریران (گرمی کا پہنا مہینہ) کے نصف میں زوال شمس نصف قدم پر، تموز کے نصف میں ایک قدم پر، آب کے نصف میں دو قدم پر، ایلول کے نصف میں ساڑھے تین قدم پر، تشرین اول کے نصف میں ساڑھے پانچ قدم پر، تشرین آخر اثنانی کے نصف میں ساڑھے سات قدم پر، کانون اول کے نصف میں ساڑھے نو قدم پر، کانون آخر اثنانی میں ساڑھے سات قدم پر، شباط کے نصف میں ساڑھے پانچ قدم پر، آذر کے نصف میں ساڑھے تین قدم پر، نیشان کے نصف میں ڈھائی قدم پر، ایار کے نصف میں ڈیڑھ قدم پر اور حریران کے نصف میں نصف قدم پر۔ (شرح: یہ میزان (ناپ تول) بعض علاقوں کے لئے صحیح ہے کہ جن کا عرض اس معین اندازہ سے آفتاب کے رخ کے اعتبار سے ہے۔ اور تمام شہروں کے لئے یہی حساب صحیح نہیں ہے البتہ راوی یا ان لوگوں کے لحاظ سے جن کو امام نے یوں ارشاد فرمایا بالکل صحیح تھا ظہر کی یہ علامت اس وقت ہوگی جب قبلہ کے لئے خط جدی سیدھے شانے کی پشت پر واقع ہو جو بعض علاقوں میں ہو سکتا ہے ورنہ بطور فارمولہ علاقے کے لئے ممکن نہیں ہے۔)

﴿۴﴾ جن لوگوں نے حضوت ابو بکرؓ کے خلافت پر بیٹھنے سے اور اسے حضوت علیؓ پر مقدم کرنے سے انکار کیا ان کی تعداد بارہ ہے: علی ابن احمد ابن عبداللہ ابن احمد ابن ابو عبداللہ برقی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے اپنے جد احمد ابن ابو عبداللہ برقی کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، کہا: نہیکلی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: ابو محمد خلف ابن سالم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن جعفر نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: شعبہ نے عثمان ابن مغیرہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے زید ابن وہب سے نقل کیا کہ مہاجرین و انصار میں سے جن لوگوں نے ابو بکر کے خلافت پر بیٹھے اور اس کے حضرت علیؓ پر مقدم ہونے سے انکار کیا تھا ان کی تعداد بارہ تھی:

مہاجرین: ۱. خالد ابن سعید ابن عاص ۲. مقداد ابن اسود ۳. ابی ابن کعب ۴. عمار ابن یاسر ۵. ابوذر غفاری ۶. سلمان فارسی

۷. عبداللہ ابن مسعود ۸. بریدہ سلمی

انصار: ۹. خزیمہ ابن ثابت ذوالشہادتین ۱۰. سہل ابن حنیف ۱۱. ابویوب انصاری اور ۱۲. ابو الہیثم ابن تیمان وغیرہ...

جب وہ منبر پر چڑھے اور ان افراد نے باہم مشورہ کیا تو ان میں سے کچھ نے کہا: ہم اس کے پاس جا کر اس کو منبر رسولؐ سے کیوں نہ اتار دیں جبکہ باقی لوگ کہنے لگے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو اس طرح تم لوگ اپنے آپ کو نقصان پہنچاؤ گے حالانکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے "اپنے ہاتھوں

اپنے آپ کو بلاکت میں مت ڈالو! بلکہ ہمیں حضرت علی ابن ابی طالب کے پاس جانا چاہئے تاکہ ہم ان سے مشورہ لیں اور انہیں اس امر سے آگاہ بھی کر دیں، لہذا وہ لوگ امیر المؤمنین کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہنے لگے: اے امیر المؤمنین، آپ نے اپنے آپ کو ضائع کر لیا اور ایک ایسے حق کو چھوڑ دیا کہ جس کے آپ زیادہ سزاوار تھے؛ اب ہم نے یہ سوچا ہے کہ اس کے پاس جا کر اسے منبر رسول سے اُتاریں گے اس لئے کہ یہ حق بلاشبہ آپ کا ہے اور اس خلافت کے آپ زیادہ سزاوار ہیں مگر ہم آپ کے پاس مشورہ لینے آئے ہیں تو حضرت علی نے ان سے کہا: اگر تم لوگوں نے ایسا کیا تو تم نے اس کے ساتھ جنگ کر لی اور تمہاری مثال ایسی ہوگی جیسے آنکھ میں سُرمہ یا پھر سالن میں نمک، کیونکہ اس بات پر اپنے نبی کی بات کو ترک کرنے اور اپنے پروردگار کو جھٹلانے والی قوم متفق ہوگئی ہے اور اس سلسلے میں میں اپنے گھر والوں سے بھی مشورہ کر چکا ہوں تو وہ بھی پُپ سادھنے کے علاوہ کسی اور بات سے منع کرتے ہیں اور اس کی وجہ تم لوگ بھی جانتے ہو کہ اس قوم کے سینوں میں کینا اور اللہ اور اس کے نبی کے اہلبیت کیلئے بغض بھرا ہوا ہے اور یہ لوگ دور جاہلیت کے خون کا بدلہ چاہتے ہیں۔

خدا کی قسم، اگر تم لوگوں نے ایسا کیا تو یہ لوگ تلواریں سونت لیں گے اور قتل و غارتگری پر اتر آئیں گے جس طرح کہ انہوں نے کیا تھا، یہاں تک کہ مجھے مقہور کر دیا اور مجھ پر غلبہ پالیا نیز مجھ سے کہنے لگے: بیعت کر دو نہ ہم تمہیں قتل کر دیں گے، پھر تو مجھے اس کے علاوہ کوئی حیلہ نظر نہ آیا کہ میں اس قوم سے اپنا دفاع کروں اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے رسول خدا کی یہ بات یاد آگئی تھی کہ اے علی، جب یہ قوم تمہاری بیعت توڑ دے اور اس پر ہت دھری اختیار کر لے اور اس سلسلے میں میری نافرمانی پر اتر آئے تو تم پر صبر کرنا لازم ہوگا یہاں تک کہ خدا اپنا حکم نازل کرے اور یہ لوگ لامحالہ تمہارے ساتھ غداری کریں گے لہذا تم ان کو موقع مت دینا کہ یہ تم کو ذلیل کریں اور تمہارے خون کے طالب ہو جائیں، اس لئے کہ یہ اُمت میرے بعد تم سے غداری کرے گی اور اس طرح کی خبر مجھے حضرت جبرئیل نے میرے پروردگار تبارک و تعالیٰ کی جانب سے دی ہے۔

لیکن ہاں، تم لوگ اس کے پاس جاؤ اور اسے اس بات سے آگاہ کر دو جو تم نے اپنے نبی سے سنا ہے اور اُس پر کوئی چیز بھی مبہم مت رکھنا تاکہ یہ اس پر عظیم ترین اتمام حجت ہو اور جب وہ اپنے پروردگار کے سامنے اس حالت میں آئے کہ اس کی اور اس کے نبی کی نافرمانی کی ہو اور اس کی مخالفت تو یہ اس کی زیادہ سے زیادہ عقوبت کا سبب ہے۔

یہ گروہ بروز جمعہ ہاں پہنچا اور منبر رسول کو گھیر کر مہاجرین سے کہنے لگے: بلاشبہ اللہ نے قرآن میں تم لوگوں کو انصار پر مقدم رکھا ہے اور ارشاد ہوتا ہے لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ (سورہ توبہ آیت ۱۱) ”یقیناً اللہ نے نبی اور مہاجرین و انصار کی توبہ کو قبول کر لیا ہے“ آغا تم لوگوں سے کیا پس اس طرح اللہ نے سب سے پہلے تمہیں یاد کیا۔

خالد بن سعید کی طرف سے اتمام حجت: اس دلیل کی بناء پر بنو امیہ کے خالد بن سعید، ابن عاص کھڑے ہو کر کہنے لگے: اے ابو بکرؓ، اللہ سے ڈرو جبکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ رسول خدا نے حضرت علی کے بارے میں کیا فرمایا ہے؛ کیا تم نہیں جانتے کہ جنگ بنو قریظہ کے دن جب ہم رسول خدا کے گرد بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے کیا فرمایا تھا؟ یقیناً اللہ کے رسول نے ہم میں سے عالی مرتبت لوگوں کی جانب رخ کر کے فرمایا تھا: اے گروہ مہاجرین و انصار! میں تم لوگوں کو ایک وصیت کرتا ہوں لہذا تم لوگ اسے محفوظ کر لو اور میں تمہیں ایک پیشکش کرتا ہوں تو تم لوگ اسے قبول کر لو! آگاہ رہو کہ میرے بعد علی تمہارے امیر ہیں اور تمہارے خلیفہ۔ مجھے میرے پروردگار نے اس چیز کی وصیت کی ہے اور اگر تم لوگ میری اس وصیت کی حفاظت نہیں کرو گے اور اس کی تائید و نصرت نہیں کرو گے تو تم اپنے احکام میں مخالفت کرو گے تمہارے دینی امور تشویش کا شکار

ہو جائیں گے اور تم پر تمہارے بدترین لوگ مسلط ہو جائیں گے۔

آگاہ رہو کہ میرے اہلبیت ہی میرے وارث اور میری امت کی باگ ڈور سنبھالنے والے ہیں۔ اے میرے اللہ، ان میں سے جو بھی میری وصیت کی حفاظت کرے اس کو میرے زُمرہ میں محشور کرنا اور میری رفاقت سے بہرہ مند فرماتا کہ اُسے آخری سعادت نصیب ہو جبکہ اگر کوئی شخص میرے پیچھے میرے اہلبیت کے ساتھ بُرائی سے پیش آئے تو تُو اُسے جنت سے محروم کر دینا کہ جس کا عرض تمام آسمان اور زمین ہے۔

اس موقع پر عمر بن خطاب نے کہا: اے خالد، چپ رہو! تمہارا ہٹھار شوری کے لوگوں میں سے نہیں ہوتا اور نہ ہی تمہارا شمار ان لوگوں میں سے ہوتا ہے کہ جن کی بات تسلیم کر لی جائے تو خالد کہنے لگے: بلکہ تم چُپ رہو اے ابن خطاب! پس خدا کی قسم، تم جانتے ہو کہ تم اپنی زبان سے بات نہیں کر رہے اور تم اپنے لوگوں کو چھوڑ کر دوسروں پر اعتماد کر رہے ہو۔

بخدا، قریش جانتا ہے کہ (ایک نسخہ میں ہے: میرا حسب نسب اعلیٰ ترین، میرے آداب سب سے قوی اور میں سب سے زیادہ نیک نام انسان ہوں) اور تمہارا حسب نسب سب سے زیادہ ملامت شدہ، ادب میں سب سے کم ترین اور گنہگار ترین ہے نیز اللہ اور اس کے رسولؐ سے بے نیازی میں سب سے کم ترین ہے۔ میدان جنگ میں تم بزدل ہو، مال کے معاملہ میں نسیم ہو، قریش میں بھلا تمہارا کیا فخر؟! بالآخر خالد نے اسے خاموش کر دیا اور پھر بیٹھ گئے۔

ابوذرؓ کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد حضرت ابوذر غفاری رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور خدا کی حمد و ثناء بجالانے کے بعد فرمایا: اے گروہ مہاجر، تم اور تمہارے نیکوکار جانتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد یہ خلافت علیؑ کے لئے ہے، اس کے بعد حسن اور حسین کے لئے اور اس کے بعد اولاد حسین سے میرے اہلبیت کے لئے، جبکہ تم لوگ رسول خداؐ کی بات کو بالائے طاق رکھ کر ان کی وصیت کو فراموش کرنے کا بہانہ کر رہے ہو، اس دنیائے فانی کی اتباع کرنے لگے اور آخرت کی لافانی اور لازوال نعمتوں کو ترک کر دیا کہ جس کے رہنے والے غمگین ہوں گے اور نہ ہی انہیں موت آئے گی۔ تمام انبیاء کی امتوں نے ان کے بعد اسی طرح کفر کیا اور ان کے احکامات میں رد و بدل کر دیا تو تم لوگ بھی ان ہی قوموں کے نقش قدم پر چلنے لگے اور جو انہوں نے کیا وہی تم نے بھی، لہذا عنقریب ہی تم لوگ اپنے اس کام کا وبال دیکھو گے حالانکہ اللہ اپنے بندوں پر ہرگز ظلم نہیں کرتا۔

سلمان فارسی کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد حضرت سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے ابو بکر، قضاوت کے وقت کس پر تکیہ کرو گے؟! جب تم سے کسی ایسی چیز کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ جس کا علم تم کو نہیں ہے تو کس کی پناہ میں جاؤ گے؟ حالانکہ اس قوم میں وہ شخص بھی موجود ہے جو علم میں سب سے بڑھ کر ہے، نیک نامی اور مناقب و فضائل میں سب سے زیادہ شہرت بھی اسی کی ہے نیز رسول خداؐ سے قرابت داری میں تم سے زیادہ وہ قریب ہے اور آپ کی حیات ہی میں انہوں نے حضرت علیؑ کو مقدم کر دیا تھا اور تم لوگوں کو اس کی وصیت بھی کر دی تھی مگر تم لوگوں نے پیغمبرؐ کے حکم کو چھوڑ دیا اور وصیت کو بالائے طاق رکھ دیا، لہذا عنقریب اس امر کا تصفیہ ہوگا کہ جب تم قبروں میں جاؤ گے درحالیکہ تمہارے پیٹھ پر گناہوں کا بوجھ ہوگا اور اگر تم اسی حالت میں قبر میں گئے تو تم کو اپنے کیے پر ندامت ہوگی جبکہ اگر تم حق کی طرف پلٹ جاؤ اور اہل حق کے ساتھ انصاف کرو تو یہ اس دن تمہاری نجات کا سامان ہوگا کہ جس دن تم عمل کے محتاج ہو گے اور تن تنہا اپنے گناہوں کے ساتھ اپنی قبر میں ہو گے حالانکہ جو ہم نے سنا وہ تم بھی سُن چکے ہو اور جو ہم نے دیکھا اُسے تم بھی دیکھ چکے ہو مگر یہ (دیکھنا اِسنا) تمہیں تمہارے کرتوتوں سے باز

کیوں نہیں رکھ رہا؟ تم کو چاہئے کہ اپنے نفس کے لئے اللہ کو مد نظر رکھو اس لئے کہ جس نے ڈرا دیا اس نے حق خدا ادا کر دیا۔

مقداد ابن اسود کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد مقداد ابن اسود رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اپنے بارے میں اندازہ کر لو اور بالشت کو دو انگلیوں کے درمیان ناپ لو (یعنی اپنی حد میں رہو اور اپنی حد سے تجاوز مت کرو)، اپنے گھر میں جا کر بیٹھ جاؤ اور اپنی غلطی پر آنسو بہاؤ کہ یہی تمہاری حیات و ممات میں سلامتی کا باعث ہوگا اور اس امر خلافت کو وہیں لوٹا دو جہاں اللہ عزوجل اور اس کے رسول نے اسے قرار دیا ہے، دنیا کی طرف مت جھکو اور اس کی جو فریب کاریاں تم دیکھ رہے ہو ان سے دھوکہ مت کھاؤ اس لئے کہ عنقریب یہ دنیا تم سے چھین لی جائے گی اور اس کے بعد تو تم اپنے پروردگار کی جانب لوٹ کر جاؤ گے کہ وہ تمہارے عمل کا حساب کرے گا حالانکہ تم تو جانتے ہی ہو کہ یہ امر خلافت حضرت علیؑ کے لئے ہی ہے اور رسول خداؐ کے بعد یہ انہی کا حق ہے۔ میں نے تو تمہیں نصیحت کر دی اگر تم میری نصیحت کو قبول کرو (تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا)۔

بریدہؓ اسلمی کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد بریدہؓ اسلمی کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے ابوبکرؓ، تم واقعی بھول گئے ہو یا بھولنے کا بہانہ کر رہے ہو؟ یا کہیں تم اپنے آپ کو دھوکہ تو نہیں دے رہے؟ کیا تمہیں وہ وقت یاد نہیں ہے کہ جب رسول خداؐ نے ہمیں حکم دیا تھا اور ہم نے علیؑ کو امیر المؤمنین تسلیم کر لیا تھا جبکہ ہمارے نبیؐ بھی ہمارے درمیان تھے۔ پس تم اللہ سے ڈرو جو تمہارا پالنے والا ہے اور اپنے نفس کا ادراک حاصل کرو قبل اس کے کہ اس کے ادراک کا موقع ہاتھ سے نکل جائے کہ پھر ادراک نہ کر سکو گے اور اس طرح تم اپنے نفس کو ہلاکت سے بچالو، اس خلافت کو چھوڑ دو اور اسے اس کے حوالے کر دو کہ جو اس کا تم سے زیادہ حقدار ہے اور اپنی سرکشی پر ڈٹ کر قائم مت رہو اور اس سے باز آ جاؤ کہ اس سے باز آنا تمہارے اختیار میں ہے۔ میں نے تو نصیحت کا حق ادا کر دیا اور جو کچھ میں کہہ سکتا تھا کہہ دیا، اے کاش کہ تمہیں اس کو قبول کرنے کی توفیق مل جائے اور تم زُشمد و ہدایت پالو!

عبداللہ ابن مسعود کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد عبداللہ ابن مسعود کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے جماعت قریش، یقیناً تم اور تمہارے پسندیدہ لوگ بھی اس بات سے واقف ہیں کہ تمہارے نبیؐ کے اہلبیت تم سب سے زیادہ رسول خداؐ سے قریب ہیں اور اگر تم اس خلافت کے اس لئے دعویٰ رہو کہ رسول خداؐ سے تمہاری قرابت داری ہے اور تم کہتے ہو کہ ہم پہلے اسلام لائے تو تمہارے نبیؐ کے اہل بیت تم سے بھی رسول خداؐ سے قریب تر ہیں اور تم میں سب سے پہلے جو شخص اسلام لایا تھا وہ علیؑ ابن ابی طالب ہیں جو تمہارے نبیؐ کے بعد اس خلافت کے حقیقی حقدار ہیں۔ لہذا جس چیز کو اللہ نے اُن کے لئے مخصوص رکھا ہے تم لوگوں پر لازم ہے کہ وہ انہیں دے دو اور پیٹھ دکھا کر مت جاؤ کہ نقصان میں رہو گے۔

عمارؓ ابن یاسر کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد عمارؓ ابن یاسر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے ابوبکرؓ، کسی حق کو اپنا سمجھ کر مت لے لو کہ اللہ عزوجل نے اسے کسی اور کے لئے قرار دیا ہے اور رسول خداؐ کے اہلبیت کے سلسلہ میں آپ کے پہلے نافرمان مت بنو اور حق ان کے حقداروں کی جانب لوٹا دو کہ اس طرح تمہاری بیٹیچہ پر سے بوجھ ہلکا ہو جائے گا اور تم اپنا گناہ کم کر لو گے، لہذا تم رسول خداؐ سے جب ملاقات کرو گے تو وہ تم سے راضی و خوشنود ہوں گے اور پھر اس کے بعد تم خداؐ کے رحمن کی طرف جاؤ گے تو وہ تمہارے عمل کا حساب کرے گا اور تم نے جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق باز پرس کرے گا۔

ذو الشہادتینؑ کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد خزیمہ بن ثابتؓ و الشہادتین کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے ابوبکرؓ، کیا تم نہیں جانتے کہ رسول خداؐ نے مجھ کیلئے گواہی قبول کی تھی جبکہ میرے ساتھ کوئی اور گواہ نہ تھا تو اس نے کہا: ہاں ایسا ہوا تھا، تو خزیمہ کہنے لگے: پس میں اللہ کی خاطر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول خدا کو یہ کہتے سنا کہ میرے اہلبیت حق و باطل کے درمیان فرق واضح کر دیں گے اور یہ وہ ائمہ ہیں جن کی اقتدا کی جانی چاہئے۔

ابو الہیثمؓ ابن تیہان کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد ابو الہیثمؓ ابن تیہان کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اے ابوبکرؓ، میں نبیؐ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ ایک مرتبہ آپؐ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضرت علیؓ کو کھڑا کیا، اس پر انصار کہنے لگے: رسول خداؐ نے انہیں خلافت کے لئے ہی کھڑا کیا ہے جبکہ ان میں سے کچھ کہنے لگے: انہیں اس لئے کھڑا کیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو اس بات کا علم ہو جائے کہ حضرت علیؓ ان لوگوں کے ولی ہیں کہ جن کے رسول خداؐ ولی و مولا ہیں تو نبیؐ نے فرمایا: تم لوگ اس بات کو جان لو کہ میرے اہلبیت روئے زمین پر بسنے والوں کے لئے ستارے ہیں لہذا انہیں مقدم اور آگے کرو نہ کہ ان کے آگے ہو جاؤ۔

سہلؓ ابن حنیف کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد سہلؓ ابن حنیف کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول خداؐ کو نمبر پر یہ کہتے سنا کہ میرے بعد تمہارا امام علیؓ ابن ابی طالب ہے اور یہ میری امت کے لئے مخلص ترین ہے۔

ابو ایوبؓ انصاری کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد ابو ایوبؓ انصاری کھڑے ہو گئے اور فرمایا: تم لوگ اہلبیت کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اس خلافت کو انہیں لوٹا دو کہ جس طرح ایک کے بعد ایک مقام پر ہم نے سنا ہے اور تم لوگوں نے بھی نبیؐ سے سنا ہے کہ یہ تم لوگوں سے زیادہ سزاوار ہیں۔ پھر آپ بیٹھ گئے۔

چند دیگر افراد کی طرف سے اتمام حجت: اس کے بعد زیدؓ بن وہب نے کھڑے ہو کر کلام کیا اور ان کے بعد کچھ دیگر افراد نے بھی کھڑے ہو کر اسی قسم کی باتیں کیں۔

رسول خداؐ کے کچھ قابل وثوق اصحاب نے خبر دی کہ ابوبکرؓ تین دن اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور تیسرے دن انہوں نے حضرت عمرؓ ابن خطابؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عثمانؓ ابن عفانؓ، عبدالرحمنؓ ابن عوفؓ، سعدؓ ابن ابی وقاصؓ، ابو عبیدہؓ جراحؓ سے ملاقات کی جبکہ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ان کے خاندان کے دس افراد تھے جو تلوار سونتے ہوئے تھے، ان لوگوں نے انہیں گھر سے باہر نکالا اور نمبر پر چڑھا دیا تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا: خدا کی قسم، اگر تم میں سے کوئی بھی دوبارہ آیا اور اس قسم کی باتیں کیں جیسے کہ پہلے کی تھیں تو ہم اپنی تلواروں کو اس کے خون سے رنگ دیں گے، لہذا وہ لوگ گھر ہی میں بیٹھے رہے اور اس کے بعد کسی نے بھی بات نہ کی۔

﴿۵۵﴾ اللہ نے بنی اسرائیل میں سے بارہ سبب نکالے اور امام حسنؑ و امام حسینؑ میں سے بھی بارہ سبب نکالے: حسن ابن عبداللہ ابن سعید عسکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالحسنؑ نساہ محمد ابن قاسم تمیمی سعدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالفضل جعفر ابن محمد ابن منصور نے مجھے خبر سنائی، کہا: ابوجحکم محمد ابن بشام سعدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبید اللہ ابن عبداللہ ابن حسن ابن جعفر ابن حسن ابن حسن ابن علی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بنو افسس کے متعلق لوگ جو باتیں کرتے ہیں میں نے امام موسیٰ کاظمؑ سے ان کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے اسرائیل یعنی یعقوبؑ ابن اسحاقؑ ابن ابراہیمؑ سے بارہ سبب نکالے اور نبوت و کتاب کو ان ہی میں قرار دیا جبکہ

امیر المؤمنین اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کے دو فرزندوں، امام حسن و امام حسین سے بھی بارہ سبط نکالے۔ اس کے بعد امام نے اولاد اسرائیل کے بارہ اسباط کو شمار کرنا شروع کیا تو فرمایا:

- ۱۔ زیون ابن یعقوب ۲۔ شمعون ابن یعقوب ۳۔ یہودا ابن یعقوب ۴۔ تشارا ابن یعقوب
 ۵۔ ریکون ابن یعقوب ۶۔ یوسف ابن یعقوب ۷۔ بنیامین ابن یعقوب ۸۔ نفتالی ابن یعقوب
 ۹۔ ودان ابن یعقوب -- ابو الحسن نسابہ نے ان میں سے تین کے نام نہیں لیے --

اس کے بعد امام نے امام حسن و امام حسین کی اولاد کو شمار کرنا شروع کیا تو فرمایا: امام حسن سے چھ خاندان وجود میں آئے:

۱۔ بنو حسن بن زید ابن حسن ابن علی ۲۔ بنو عبداللہ ابن حسن ابن حسن ابن علی

۳۔ بنو ابراہیم ابن حسن ابن حسن ابن علی ۴۔ بنو حسن ابن حسن ابن علی

۵۔ بنو داؤد ابن حسن ابن حسن ابن علی ۶۔ بنو جعفر ابن حسن ابن حسن ابن علی

پس امام حسن ابن علی کے پسماندگان ان ہی چھ خاندانوں سے ہیں۔

پھر امام نے اولاد حسین کو شمار کرنا شروع کیا تو فرمایا:

۱۔ بنو محمد ابن علی ابن باقر ابن علی ابن حسین ایک خاندان ۲۔ بنو عبداللہ ابن باہر ابن علی

۳۔ بنو زید ابن علی ابن حسین ۴۔ بنو حسین ابن علی ابن حسین ابن علی

۵۔ بنو عمر ابن علی ابن حسین ابن علی ۶۔ بنو علی ابن علی ابن حسین ابن علی

پس یہ چھ خاندان ہیں جنہیں اللہ عز و جل نے اولاد حسین ابن علی میں سے قرار دیا ہے۔

﴿۶﴾ نبیؐ کے بعد خلفاء اور ائمہ کی تعداد بارہ ہے: ابوعلی احمد ابن حسن ابن علی ابن عبیدویہ قنطاری نے ہم سے روایت

بیان کی، کہا: ابو یزید محمد ابن علی ابن یحییٰ ابن خالد ابن یزید مروزی نے ۳۰۲ھ میں رے میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسحاق ابن ابراہیم حنظلی

نے ۲۳۸ھ میں ہم سے روایت بیان کی جو اسحاق ابن راہویہ کے نام سے معروف ہے، کہا: یحییٰ ابن یحییٰ نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: یحییٰ ابن

خالد نے شععی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے مسروق سے نقل کیا کہ ایک مرتبہ ہم لوگ عبداللہ ابن مسعود کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تاکہ

ہم اپنے قرآن کی ان سے تصحیح کر لیں تو ان سے کسی نوجوان نے کہا: کیا تمہارے نبیؐ نے تمہیں یہ وصیت کی ہے کہ ان کے بعد کتنے خلیفہ ہوں گے؟

عبداللہ ابن مسعود کہنے لگے: تم ابھی کم سن ہو اور یہ وہ مسئلہ ہے جس کے متعلق اس سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا، ہاں، ہمارے نبیؐ نے ہم

لوگوں کو وصیت کی تھی کہ لقبائے بنی اسرائیل کی طرح آپ کے بعد بھی بارہ خلفاء ہوں گے۔

ابوعلی احمد ابن حسن قنطاری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبداللہ احمد ابن محمد ابن ابراہیم ابن ابوالرجال بغدادی نے ہم سے روایت

بیان کی، کہا: محمد ابن عبیدوس حرانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالغفار ابن حکم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: منصور ابن ابی اسود نے

مطرف کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے شععی سے روایت بیان کی، اس نے اپنے چچا قیس ابن عبیدہ سے نقل کیا کہ ہم لوگ ایک حلقہ میں

بیٹھے ہوئے تھے اور اس حلقہ میں عبداللہ ابن مسعود بھی شامل تھے کہ ایک اہل بیت آیا اور کہنے لگا: تم میں سے عبداللہ ابن مسعود کون ہے؟ عبداللہ نے کہا

کہ میں عبداللہ ابن مسعود ہوں۔ اس شخص نے کہا: کیا تم لوگوں کے نبیؐ نے تمہیں یہ بیان کیا ہے کہ اُن کے بعد کون حضرات خلفاء ہوں گے؟ ابن مسعود نے کہا: ہاں، بارہ خلفاء ہوں گے جیسے کہ بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد بارہ تھی۔

ابوالقاسم ابن عتاب ابن محمد درائینی (ایک نسخہ میں نسبی ہے) حافظ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یحییٰ ابن صاعد ابن محمد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن عبدالرحمن ابن مفضل (ایک نسخہ میں معتقل ہے) اور محمد ابن عبید اللہ ابن (ایک نسخہ میں عبداللہ) ابن سواد (ایک نسخہ میں سوار ہے) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالغفار ابن حکم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: منصور ابن ابی الاسود نے مطرف کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے شععی سے نقل کیا کہ عتاب ابن محمد نے کہا اور حسین ابن محمد جرانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اہلق ابن محمد نماطی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یوسف ابن موسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جریر نے اشعب ابن سوار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے شععی سے نقل کیا کہ عتاب ابن محمد نے کہا: حسین ابن محمد حرانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اہلق ابن محمد نماطی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یوسف ابن موسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جریر نے اشعب بن سوار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے شععی سے نقل کیا کہ عتاب ابن محمد نے کہا: حسین ابن محمد حرانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ایوب ابن محمد وژان (ایک نسخہ میں وراق ہے) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعید ابن مسلمہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اشعث (ایک نسخہ میں اشعب ہے) ابن سوار نے ہم سے شععی کے ذریعہ روایت بیان کی، مذکورہ تمام کے تمام افراد نے قیس ابن عبدہ سے نقل کرتے ہوئے کہا: ابوالقاسم عتاب نے کہا اور یہ حدیث مطرف ہے کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ عبداللہ ابن مسعود بھی تشریف فرما تھے کہ ایک اعرابی آ کر کہنے لگا: کیا تم لوگوں میں عبداللہ ہے تو ابن مسعود نے کہا: ہاں، میں عبداللہ ہوں، تمہیں کیا کام ہے؟ کہنے لگا: اے عبداللہ، کیا تم لوگوں کے نبیؐ نے یہ بتلایا ہے کہ تم میں کتنے خلیفہ ہوں گے؟ ابن مسعود نے کہا: تم نے مجھ سے ایک ایسے امر کے متعلق سوال کیا ہے کہ جب سے میں عراق آیا ہوں تب سے کسی نے بھی مجھ سے اس کے بارے میں نہیں پوچھا، ہاں تو ان کی تعداد بارہ ہے جیسے بنی اسرائیل کے نقباء بارہ تھے۔ اور ابو عمرو نے ایک جگہ یہ بیان دیا ہے کہ ”ہاں، تعداد میں بنی اسرائیل کے نقباء جتنے ہوں گے۔“

جریر نے اشعث ابن مسعود کے ذریعہ نبیؐ سے نقل کیا ہے کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے جس طرح کہ نقباء بنی اسرائیل بھی بارہ تھے۔ عتاب ابن محمد درائینی (ایک نسخہ میں نسبی ہے) حافظ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یحییٰ ابن محمد ابن صاعد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یوسف ابن موسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی ہے، کہا: عبدالرحمن ابن معز نے ہم سے روایت بیان کی ہے، کہا: مجالد نے عامر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے مسروق سے نقل کیا کہ عتاب ابن محمد نے کہا: اور ہم سے محمد ابن حسین نے حفص کے ذریعہ روایت نقل کی، کہا: حمزہ ابن عمون نے ابی اسامہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے مجالد سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: ہمیں عامر نے مسروق کے ذریعہ یہ خبر سنائی کہ ایک شخص ابن مسعود کے پاس آیا اور کہنے لگا: کیا تم لوگوں کے نبیؐ نے تمہیں اس بات کی خبر دی ہے کہ اُن کے بعد کتنے خلفاء ہوں گے؟ تو ابن مسعود نے کہا: ہاں، اور اب تک کسی نے اس امر کے متعلق مجھ سے سوال نہیں کیا اور حالیہ تم قوم کے سب سے کم عمر ہو، نبیؐ نے فرمایا: میرے بعد حضرت موسیٰؑ کے نقباء کی تعداد میں (خلفاء) ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: نعمان ابن احمد ابن نیمروذی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن سنان قطان

نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابواسامہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مجالہ نے عامر بن مسروق کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی کہ ایک شخص عبداللہ بن مسعود کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابو عبد الرحمن، کیا تم لوگوں کے نبی نے یہ بیان کیا ہے کہ میرے بعد کتنے جانشین ہوں گے؟ ابن مسعود نے کہا: ہاں، اور اس کے متعلق تم سے پہلے مجھ سے کسی نے سوال نہیں کیا حالانکہ تم اس قوم کے سب سے کم سن ہو، ہاں تو رسول خدا نے فرمایا: میرے بعد حضرت موسیٰ کے نقباء کی تعداد میں (خلفاء) ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطفان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو بکر احمد ابن محمد ابن عبید نیشاپوری نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: ابوالقاسم ہارون ابن اہلق یعنی ہمدانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا ابراہیم ابن محمد نے زیاد بن علاقہ اور عبدالملک ابن عمیر سے روایت کی، اس نے جابر ابن سمرہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی: اس نے کہا کہ ہم اپنے والد کے ہمراہ رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھے کہ میں نے آپ کو یہ کہتے سنا کہ میرے بعد بارہ امیر ہوں گے، اس کے بعد آپ نے آواز دہی کر لی تو میں نے اپنے والد سے کہا: رسول خدا ہم سے کیا بات پوشیدہ رکھ رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ آپ گہم رہے ہیں کہ یہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطفان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو علی محمد ابن علی ابن اسماعیل یشکری مروزی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سہل ابن عمار نیشاپوری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عمر ابن عبداللہ ابن زید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سفیان ابن سعید ابن عمر وابن اشرف نے شعیبی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ میں اپنے والد کے ساتھ مسجد میں آیا جبکہ رسول خدا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو میں نے آپ کو یہ کہتے سنا کہ میرے بعد بارہ ہوں گے یعنی امیر، اس کے بعد آپ نے اپنی آواز دہی کر لی تو میں نے جان سکا کہ آپ گیا فرما رہے ہیں لہذا میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول خدا کہہ رہے ہیں کہ وہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطفان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالحسنین طاہر ابن اسماعیل نخعی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوکریب یعنی محمد ابن علاء ہمدانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا یعنی ابن عبید طائسی نے سماک ابن حرب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ میں نے رسول خدا کو یہ کہتے سنا کہ میرے بعد بارہ امیر ہوں گے اور اس کے بعد آپ نے جو کہا وہ سنا کی ندو یا تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ گیا فرما رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ رسول خدا کہہ رہے ہیں کہ وہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطفان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسین ابن سالم نے ہمیں خبر سنائی، کہا: محمد ابن ولید یعنی بشیری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن جعفر یعنی غندر (ایک نسخہ میں "عبد ربہ" ہے) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: شعبہ نے سماک ابن حرب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: جابر ابن سمرہ کو میں نے یہ کہتے سنا کہ میں نے رسول خدا کو یہ کہتے سنا کہ بارہ امیر ہوں گے اور ایک ایسی بات کہی جسے میں نے نہیں سنا تو کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطفان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو علی محمد ابن علی ابن اسماعیل مروزی نے زے سے ہم سے روایت بیان کی، کہا: فضل ابن عبد الجبار مروزی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسن یعنی ابن شفیق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن وافد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سماک ابن حرب نے جابر ابن سمرہ کے ذریعہ مجھ سے بیان کیا کہ میں نبی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو

یہ کہتے سنا کہ یہ امر تکمیل کو نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ بارہ خلفاء متتکون ہوں جو سب کے سب... اس کے بعد آپ نے ایک ایسا کلمہ ادا کیا جسے میں سمجھ نہ سکا لہذا میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے تو انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبد الرحمن عبد اللہ ابن سعد ابن سہل یثکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ابی مقدام نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یزید یعنی ابن زریج نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن عون نے شععی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: یہ دین اسی طرح معزز اور محفوظ رہے گا اور ان لوگوں کی مدد کرتا رہے گا جن سے کوئی دشمنی کرے گا یہاں تک کہ بارہ افراد خلیفہ مقرر ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد رسول خدا نے ایک ایسا کلمہ ادا فرمایا جسے لوگوں نے مجھے سننے نہ دیا لہذا میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ نے کیا فرمایا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا کہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو محمد عبد الرحمن ابن ابی حاتم نے ہم سے روایت بیان کیا، کہا: فضل ابن یعقوب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یثم ابن کمیل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: زہیر نے زیاد ابن خیشمہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے زیاد ابن قیس ہمدانی سے، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: اس امت کے امور بالکل درست رہیں گے اور اپنے دشمن پر ہمیشہ غالب یہاں تک کہ بارہ خلفاء گزر جائیں کہ وہ سب کے سب قریشی سے ہوں، تو میں آپ کے گھر پر ملنے گیا اور آنجناب سے کہا کہ اس کے بعد کیا ہوگا تو آپ نے فرمایا: ہرج مرج!

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبد الرحمن ابن ابی حاتم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علاء ابن سالم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یزید ابن حسن ابن ہارون نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: شریک نے سماک اور عبد اللہ ابن عمیر اور حصین ابن عبد الرحمن کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے کہا: ہم سے جابر ابن سمرہ کو یہ کہتے سنا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: اس امت کے تمام امور درست رہیں گے اور یہ اپنے دشمن پر ہمیشہ غالب رہے گا یہاں تک کہ بارہ افراد بادشاہت کریں یا فرمایا: بارہ افراد خلیفہ مقرر ہوں۔ اس کے بعد ایک کلمہ ادا کیا جو مجھے صحیح طور پر سنائی نہ دیا لہذا میں نے اپنے والد سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا: سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبد الرحمن ابن ابی حاتم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو سعید الاشج نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن محمد ابن مالک ابن زید ہمدانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میں نے زیاد ابن علاقہ اور عبد الملک ابن عمیر کو جابر ابن سمرہ کے ذریعہ روایت بیان کرتے ہوئے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھا تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد بارہ امیر ہوں گے، اس کے بعد آپ نے اپنی آواز دھیمی کر لی لہذا میں نے اپنے والد سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا: وہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو القاسم عبد اللہ ابن محمد ابن عبد العزیز بغوی نے ہمیں خبر سنائی، کہا: علی ابن جعدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: زہیر نے سماک ابن حرب، زیاد ابن علاقہ اور حصین ابن عبد الرحمن کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، ان سب

نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔۔ مگر اس فرق کے ساتھ کہ اس کی بات میں یہ نقل کیا ہے کہ ”اس کے بعد آپؐ نے ایسا کلمہ ادا کیا جسے میں نہ سمجھ سکا“ تو ان میں سے کچھ نے بیان کیا ”لہذا میں نے اپنے والد سے پوچھا“ جبکہ بعض نے بیان کیا ہے کہ ”لہذا میں نے کچھ لوگوں سے پوچھا“۔۔ تو انہوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا: سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قنّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو بکر عبداللہ ابن سلیمان ابن اشعث نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حشرم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عیسیٰ (ایک نسخہ میں علی ہے) ابن یونس نے عمران یعنی ابن سلیمان کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے شعی سے، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ میں نے نبیؐ کو یہ کہتے سنا کہ میری اس امت کے امور اس سے دشمنی کرنے والے پر ہمیشہ غالب رہیں گے یہاں تک کہ بارہ خلفاء متمکن ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے آہستہ سے ایک ایسا کلمہ ادا کیا جسے میں نہ سمجھ سکا تو میں نے نسبتاً نبیؐ کے قریب تر بیٹھنے والے سے پوچھا تو اس نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا: سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قنّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالرحمن ابن ابی حاتم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسحاق ابن ابراہیم عبدالرحمن ابن ابویعقوب سمین بغوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن علیہ نے ابن عون کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے شعی سے، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبیؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: یہ دین ہمیشہ غالب، محفوظ اور بلند رہے گا اور جو ان سے دشمنی کرے گا ان کی نصرت کرتا رہے گا یہاں تک کہ بارہ خلفاء آئیں۔ اس کے بعد آپؐ نے ایک ایسا کلمہ ادا کیا جسے لوگوں نے مجھے سننے نہ دیا لہذا میں نے اپنے والد سے کہا کہ وہ کیا کلمہ تھا جسے لوگوں نے مجھے سننے نہ دیا تو انہوں نے کہا: سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قنّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالرحمن ابن ابی حاتم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن سلمہ ابن عبداللہ نیشاپوری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن منصور نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میسر ابن عبداللہ ابن زریق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سفیان ابن حسین نے سعید ابن عمرو ابن اشرف کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عامر الشعی سے، اس نے جابر ابن سمرہ سوانی سے نقل کیا کہ میں اپنے والد کے ہمراہ مسجد میں تھا در حالیکہ رسول خداؐ خطاب فرما رہے تھے تو میں نے آپؐ کو یہ کہتے سنا کہ میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔ اس کے بعد رسول خداؐ نے اپنی آواز دھیمی کر لی تو میں جان نہ سکا کہ آپؐ نے کیا فرمایا، لہذا میں نے اپنے والد سے کہا کہ نبیؐ نے کیا فرمایا تو انہوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا: سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن حسن قنّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو بکر عبداللہ ابن سلیمان ابن اشعث نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یوسف ابن سالم سلمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عمرو ابن عبداللہ ابن رزین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سفیان ابن حسین نے سعید ابن عمرو ابن اشرف کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عامر سے، اس نے شعی سے، اس نے جابر ابن سمرہ سے نقل کیا کہ میں اپنے والد کے ہمراہ مسجد میں تھا جبکہ رسول خداؐ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو میں نے آپؐ کو یہ کہتے سنا کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے۔ اس کے بعد آپؐ نے اپنی آواز دھیمی کر لی تو میں جان نہ سکا کہ آپؐ نے کیا فرمایا، لہذا میں نے اپنے والد سے کہا کہ نبیؐ نے کیا فرمایا تو انہوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا: سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن محمد ابن اسحاق قاضی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یعلیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن جعد نے ہم سے روایت

بیان کی، کہا: زہیر ابن زیاد ابن خثیمہ نے اسوٰء بن سعید ہمدانی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: میں نے جابر ابن سمہ کو یہ کہتے سنا کہ ”میں نے رسول خدا کو یہ کہتے سنا کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہوں اور یہ سب قریشی ہوں گے۔ پس جب آپ اپنے گھر کو لوٹ گئے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم دونوں خلوت میں تھے تو میں نے آپ سے کہا: اس کے بعد کیا ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: ہرج مہرج!“

احمد ابن محمد ابن اسحاق قاضی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو خلیفہ نے ہمیں خبر سنائی، کہا: ابراہیم ابن یسار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سفیان نے عبد الملک ابن عمر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ اس نے جابر ابن سمہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول خدا نے فرمایا: میری امت کے امور اپنی ڈگر پر چلتے رہیں گے یہاں تک کہ بارہ افراد ان پر ولایت حاصل کر لیں۔ اس کے بعد آپ نے ایک کلمہ ایسا ادا کیا جسے میں نہ سمجھ سکا، لہذا میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ نے کیا فرمایا؟ تو انہوں نے کہا کہ نبی نے فرمایا: سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن محمد ابن اسحاق قاضی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حامد ابن شعیب ثقفی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بشیر ابن ولید کندی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسحاق ابن یحییٰ ابن طلحہ ابن عبد اللہ نے معبد ابن خالد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے جابر ابن سمہ سے نقل کیا کہ نبی نے فرمایا: یہ دین اسی طرح رواں دواں رہے گا اور اس سے عداوت رکھنے والے یا اس کی مخالفت کرنے والے اسے کوئی ضرر نہ پہنچ سکیں گے یہاں تک کہ بارہ امیر آئیں گے جو سب کے سب قریشی ہوں گے۔

احمد ابن محمد ابن اسحاق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو بکر ابن ابی زرارہ نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: اسحاق ابن ابراہیم ابن شاذان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ولید ابن ہشام نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن ذکوان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے اپنے والد کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، انہوں نے ابن سیرین سے، اس نے جابر ابن سمہ سوانی سے نقل کیا کہ میں نبی کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا: اس دین کی ولایت بارہ افراد کے ہاتھ میں ہوگی تو لوگ شور کرنے لگے کہ جس کی وجہ سے میں نے یہ نہیں سنا کہ (پھر) رسول خدا نے کیا فرمایا، لہذا میں نے اپنے والد سے پوچھا جو میری نسبت رسول خدا کے قریب تر تھے کہ رسول خدا نے کیا فرمایا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے فرمایا: سب کے سب قریشی ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک بے مثال ہوگا۔

احمد ابن محمد ابن اسحاق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یعلیٰ موصلی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو بکر ابن ابی شیبہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حاتم ابن اسماعیل نے مہاجر ابن مسمار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عامر ابن سعد سے نقل کیا کہ میں نے اپنے لڑکے (غلام) نافع کے ہاتھ جابر ابن سمہ کو ایک خط ارسال کیا کہ جس میں میں نے اس سے کہا کہ جو تم نے رسول خدا سے سنا ہے وہ مجھے بھی بتاؤ تو اس نے جوابی خط میں تحریر کیا: میں نے رسول خدا کو جمعہ کے روز کہ جس کی شب اسلمی کو سنسارایا گیا تھا یہ کہتے سنا کہ دین اسلام تاقیام قیامت قائم و دائم رہے گا اور تم پر بارہ خلفاء مقرر ہوں گے جن میں سے ہر ایک قریشی ہوگا۔

ابو علی احمد ابن حسن قطان نے جو ابن عبدویہ کے نام سے معروف ہے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو بکر ابن محمد ابن قارون نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسن نجاشی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سہیل ابن بکار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حماد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یعلیٰ ابن عطاء ابن مجیر ابن ابی عنیدہ نے سرج برمشی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ اس نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ اس امت میں بارہ (خلفاء) ہوں گے اور جب یہ مدت ختم ہو جائے گی تو یہ لوگ باقی و سرکش ہو جائیں گے اور ان میں باہم جنگ چھڑ جائے گی۔

احمد ابن حسن قنّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن قارون نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسن نبجانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سدیر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یحییٰ ابن ابو یونس نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: ابی نجران نے ہم سے روایت بیان کی کہ ابو خالد نے اس سے بیان کیا اور قسم کھائی کہ جب تک اس امت میں بارہ خلیفہ نہیں آتے یہ امت بلاک نہیں ہوگی کہ ان میں سے ہر کوئی ہدایت اور دین حق کے راستے پر چلے گا۔

ابو القاسم عبداللہ ابن محمد سار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبداللہ محمد ابن سعید نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن علی ابن زیاد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسماعیل طیان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو اسامہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سفیان نے برد کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے مکحول سے نقل کیا کہ اسے یہ کہا گیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے (کیا یہ صحیح ہے؟) تو اس نے کہا: ہاں اور اس نے کچھ اور بھی بیان کیا۔

ابو القاسم عبداللہ ابن محمد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبداللہ محمد ابن سعید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن اسماعیل طیان نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: ابو اسامہ نے ابن مبارک کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے معمر سے، اس نے کسی اور شخص سے نقل کیا کہ جس نے وہب ابن منبہ کو کہتے سنا تھا کہ بارہ خلفاء ہوں گے اور اس کے بعد ہرج مرج اس کے بعد یہ اور اس کے بعد وہ ...

ابو القاسم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن علی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ولید ابن مسلم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: صفوان ابن عمرو نے شرح ابن عبید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عمرو بکاکی سے، اس نے کعب الاخبار سے خلفاء کے متعلق نقل کیا کہ ان کی تعداد بارہ ہے۔ پس جب ان کی مدت ختم ہونے کو آئے گی تو ایک نیکو کار طبقہ آئے گا کہ جن کی عمریں دراز ہوں گی اور یہی اللہ تعالیٰ نے اپنی امت سے وعدہ کیا ہے۔ اس کے بعد اس نے اس آیت کی تلاوت کی: وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لِيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ. اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ان کو زمین میں وارث بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا (سورہ نور- آیت ۵۵) اس نے کہا: اور بنی اسرائیل کے ساتھ بھی خدا نے یہی سلوک روا رکھا تھا۔ نیز خدا کے لئے یہ بات کوئی گراں نہیں کہ وہ اس امت کے امور کو ایک یا نصف دن میں درست فرمادے جبکہ تمہارے پروردگار کے ہاں کا ایک دن ان ایک ہزار سالوں کی مانند ہے کہ جنہیں تم شمار کرتے ہو۔

ابو القاسم عبداللہ ابن محمد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو الحسن احمد ابن محمد ابن یحییٰ قهرانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو علی بشر ابن موسیٰ ابن صالح نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو الولید قهرانی نے اسرائیل کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سہاک سے نقل کیا کہ اس نے کہا کہ میں نے جابر ابن سمرہ سوانی کو یہ کہتے سنا کہ ”میں نے رسول خداؐ کو یہ کہتے سنا کہ میرے بعد بارہ امیر قائم ہوں“ گے۔ اس کے بعد کوئی ایسا کلمہ ادا کیا جسے میں نہ سمجھ سکا، لہذا میں نے کچھ لوگوں سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: یہ سب قریشی ہوں گے۔

ابو القاسم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو الحسن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو علی حسین ابن کتب ابن بہلول موصلی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عسار رقیع نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سلیمان ابن عبداللہ نے عامر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے شععی سے، اس نے جابر سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میری اس امت کو ہمیشہ غلبہ حاصل رہے گا یہاں تک کہ بارہ خلفاء آئیں گے کہ ان میں سے

برایک قریشی ہوگا۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد بن عبداللہ ابن ابی خلف نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یعقوب ابن یزید نے حماد ابن عیسیٰ کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن مسکان، اس نے ابان ابن تغلب سے، اس نے سلیم (ایک نسخہ میں مسلم ہے) ابن قیس ہلالی سے، اس نے سلمان فارسی سے نقل کیا کہ جب میں رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ امام حسین آپ کی گود میں تشریف فرما ہیں درحالیہ آپ ان کی آنکھوں اور ہونٹوں کو بوسہ دے رہے تھے اور فرماتے تھے: تم سید ابن سید ہو، تم امام ابن امام ہو، ابوالاٹمہ ہو، تم حجت ابن حجت ہو (اور) ابونجج ہو کہ تمہارے صلب سے نوجھتیں ہوں گی کہ جن میں نویں ان کے قائم (عجل اللہ فرجہ الشریف) ہوں گے۔

حمزہ ابن محمد ابن احمد ابن جعفر ابن محمد ابن زید ابن علی ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن محمد ابن سعید کوفی غلام بنی ہاشم نے ہمیں خبر سنائی، کہا: قاسم ابن محمد ابن حماد نے مجھے خبر سنائی، کہا: غیاث ابن ابراہیم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن زید ابن علی نے امام جعفر صادق کے ذریعہ، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام باقر سے، انہوں نے اپنے اجداد سے، انہوں نے حضرت علی سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: مبارک ہو، مبارک ہو... تین مرتبہ میری امت کی مثال ایسی بارش کی سی ہے کہ جس کے متعلق یہ نہیں پتا کہ آیا اس کی شروعات بہتر ہے یا انجام؟ میری امت کی مثال اس باغ کی سی ہے کہ جس میں سے ایک سال ایک قوم نکھاتی ہے تو ایک تو دوسرے سال اور شاید آخری قوم سب سے بیشتر، پر بار، برتر اور پائیدار تر ہے۔ نیز وہ قوم کیسے بلاک ہو سکتی ہے جس کا پہلا میں ہوں اور میرے بعد بارہ فحوش بخت اور صاحبان عقل اور حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریم ماس کے آخر ہیں، لیکن اس کے درمیان والے ہرج مرج میں مبتلا ہو کر بلاک ہو جائیں گے کہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے!

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد بن عبداللہ نے محمد ابن حسین ابوالخطاب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حکم ابن مسکین ثقفی سے، اس نے صالح ابن عقبہ سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جس وقت ابوہریرہ کی موت واقع ہوئی اور حضرت عمر اس کی جگہ خلیفہ بنے تو وہ مسجد کی طرف گئے اور وہاں جا کر بیٹھ گئے تو ان کے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا: اے امیر المؤمنین، میں ایک یہودی شخص ہوں اور میں ان کی علامت ہوں۔ میں نے آپ سے کچھ سوالات پوچھنے کا ارادہ کیا ہے کہ اگر ان کے جوابات دے دیں تو میں اسلام قبول کر لوں گا۔ انہوں نے کہا: سوالات کیا ہیں؟ اس نے کہا: تین، تین اور ایک۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو پوچھوں ورنہ اگر آپ کی قوم میں کوئی آپ سے بھی زیادہ علم رکھتا ہے تو میری رہنمائی اس شخص کی جانب کر دیجئے تو انہوں نے کہا: تمہیں چاہئے کہ تم اس نوجوان یعنی علی ابن ابی طالب سے رجوع کرو! وہ شخص حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سوال کیا تو حضرت علی نے فرمایا: تم نے یہ کیوں کہا کہ تین، تین اور ایک جبکہ تم نے اس کی بجائے سات نہیں کہا؟! اس نے جواب دیا: اگر میں ایسا کہتا تو میں جاہل ہوتا اس لئے کہ اگر آپ نے میرے پہلے تین سوالوں کے جواب نہ دیئے تو میرے لئے یہی بس ہیں! آپ نے فرمایا: اگر میں جواب دے دوں تو کیا تم اسلام قبول کر لو گے؟ اس نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: پوچھو! اس نے کہا: میں آپ سے اس پتھر کے متعلق پوچھوں گا جسے روئے زمین پر سب سے پہلے رکھا گیا، اور اس چشمہ کے متعلق جو سب سے پہلے پھوٹا اور اس درخت کے متعلق جو سب سے پہلے اُگا!

آپ نے فرمایا: اے یہودی، تم یہودی لوگ کہتے ہو کہ روئے زمین پر سب سے پہلے بیت المقدس میں پتھر رکھا گیا حالانکہ تم لوگ جھوٹ

بولتے ہو، یہ وہ پتھر ہے جو حضرت آدمؑ جنت سے لائے تھے۔

یہودی کہنے لگا: بخدا، آپ نے بالکل درست فرمایا کہ یہی حضرت بارون کی تحریر سے لکھا ہوا ہے جسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا: اور تم لوگ کہتے ہو کہ روئے زمین پر پھوٹے والا سب سے پہلا چشمہ بیت المقدس میں ہے حالانکہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو، بلکہ یہ وہ چشمہ حیات ہے جس میں حضرت یوشع ابن نون نے پھجلی دھونکی تھی اور یہی وہ چشمہ ہے جس میں سے حضرت خضر نے پانی پیا تھا اور یہی آب حیات ہے کہ جس کا پینے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

یہودی نے کہا: بالکل درست فرمایا! بخدا، یہی حضرت بارون کی تحریر میں لکھا ہوا ہے جسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔ فرمایا: نیز تم لوگ کہتے ہو کہ روئے زمین پر اُگنے والا سب سے پہلا درخت زیتون ہے جبکہ تم لوگ جھوٹ بولتے ہو، بلکہ یہ درخت عبود (ایک قسم کی کھجور) ہے کہ جسے حضرت آدمؑ جنت سے اپنے ہمراہ لائے تھے۔

اس نے کہا: بالکل درست فرمایا آپ نے کہ بخدا، یہی بات حضرت بارون نے تحریر کی کہ جسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔ اس کے بعد یہودی نے کہا: دیگر تین سوالات یہ ہیں کہ اس امت کے امام ہادی کتنے ہیں کہ جن سے منہ پھیرنے والے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے؟

آپ نے فرمایا: بارہ امام ہیں۔ اس نے کہا: آپ نے بالکل درست فرمایا کہ بخدا، یہی بات حضرت بارون نے تحریر کی کہ جسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔

اس یہودی نے کہا: آپ لوگوں کے نبی جنت میں کس جگہ قیام کریں گے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: جنات عدن میں سب سے بلند ترین اور بہترین درجہ میں۔

اس نے کہا: آپ نے بالکل درست فرمایا کہ بخدا، یہی بات حضرت بارون نے تحریر کی کہ جسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔

اس یہودی نے کہا: ان کی جگہ پر کون آئے گا؟

آپ نے فرمایا: بارہ امام! اس نے کہا: آپ نے بالکل درست فرمایا کہ بخدا، یہی بات حضرت بارون نے تحریر کی کہ جسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔

(۳۰) اس کے بعد اس نے ساٹواں سوال کیا اور مسلمان ہو گیا: نبی کے بعد اس کا وہی کتنے سال زندہ رہے گا؟ آپ نے فرمایا: تیس

سال۔

اس نے کہا: اس کے بعد کیا، یعنی وہ طبعی موت مرے گا یا اُ سے قتل کیا جائے گا؟

آپ نے فرمایا: اسے قتل کیا جائے گا کہ اس کے سر پر ضربت لگائی جائے گی اور اس کی داڑھی خون سے رنگین ہو جائے گی۔

اس نے کہا: آپ نے بالکل درست فرمایا کہ بخدا، یہی بات حضرت بارون نے تحریر کی کہ جسے حضرت موسیٰؑ نے املاء کروایا تھا۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: نیز میں نے یہ حدیث کتاب اوائل میں کئی طریقوں سے (کئی سلسلہ اسناد کے ساتھ) نقل کی ہے۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن

ابن عمیر سے، اس نے عمر ابن اوفینہ سے، اس نے ابان ابن ابو عیاش سے، اس نے سلیمان ابن قیس بلانی سے...

نیز محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا محمد ابن حسن صفار نے یعقوب ابن یزید اور ابراہیم ابن ہاشم سب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حماد ابن عیسیٰ سے، اس نے ابراہیم ابن عمیر بلانی سے، اس نے ابان ابن ابو عیاش سے، اس نے سلیمان ابن قیس بلانی سے نقل کیا کہ میں نے عبداللہ ابن جعفر طیار کو یہ کہتے سنا کہ ہم لوگ معاویہ کے پاس تھے، میں، امام حسن، امام حسین، عبداللہ ابن عباس، عمر ابن ابی سلمہ اور اسامہ ابن زید فخری۔ میرے اور معاویہ کے درمیان کچھ بات چیت ہوئی تو میں نے معاویہ سے کہا: میں نے رسول خدا کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں مومنین کی جان سے بھی زیادہ اولی ہوں، اس کے بعد میرا بھائی علی ابن ابی طالب مومنین کی جان سے بھی زیادہ اولی ہے۔ پس جب علی شہید ہو جائیں تو حسن ابن علی مومنین کی جان سے بھی زیادہ اولی ہے، اس کے بعد میرا بیٹا حسین مومنین کی جان سے بھی زیادہ اولی ہے، جب وہ شہید ہو جائیں تو اس کا بڑا بیٹا علی ابن حسین مومنین کی جان سے بھی زیادہ اولی ہے، اس کے بعد میرا بیٹا محمد باقر ابن علی مومنین کی جان سے بھی زیادہ اولی ہے، اور اس کو تم بھی دیکھو گے اے حسین، اس کے بعد حسین کی اولاد سے بارہ امام مکمل ہوں گے۔

عبداللہ ابن جعفر نے کہا: اس کے بعد میں نے امام حسن، امام حسین، عبداللہ ابن قیس، عمر ابن ابی سلمہ اور اسامہ بن زید کو گواہ بنایا اور ان حضرات نے معاویہ کے سامنے میرے حق میں گواہی دی۔

سلیمان ابن قیس کہتا ہے: یہ روایت میں نے سلمان، ابو ذر اور مقداد سے سنی ہے اور انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے یہ حدیث رسول خدا سے سنی ہے۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسین ابن ابو خطاب نے حسن ابن محبوب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابو جارد سے، اس نے امام محمد باقر سے، انہوں نے جابر ابن عبداللہ انصاری سے نقل کیا کہ میں ایک مرتبہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور حالیکہ آپ کے دست مبارک میں ایک لوح تھی کہ جس میں اوصیاء کے نام تھے، لہذا میں نے شمار کیا تو بارہ نئے کہ ان میں سے ایک قائم تھے، تین محمد اور تین علی۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے محمد ابن عیسیٰ ابن عبید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن فضیل میرفی سے، اس نے ابو حمزہ ثمالی سے نقل کیا کہ امام باقر نے فرمایا: اللہ عزوجل نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جن وانس کی طرف بھیجا اور آپ کے بعد بارہ وحی مقرر کیے جن میں سے کوئی آپکا ہے تو کوئی باقی ہے جبکہ بروحی کی ایک روش وسنت ہے اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد آنے والے اوصیاء حضرت عیسیٰ کے اوصیاء کی روش وسنت پر چلیں گے اور حالیکہ ان کی تعداد بھی بارہ تھی۔ نیز امیر المومنین حضرت علی حضرت مسیح کی سنت پر چلیں گے۔

جعفر ابن محمد ابن مسرور نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن محمد ابن عامر اشعری نے نے علی ابن محمد بصری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: اس نے حسین ابن علی و شام سے، اس نے ابان ابن عثمان سے، اس نے زرارہ ابن امین سے نقل کیا کہ میں نے امام محمد باقر کو یہ کہتے سنا کہ ہم بارہ امام ہیں کہ ان میں سے حضرات حسن و حسین ہیں اور ان کے بعد کے ائمہ اولاد حسین میں سے ہوں گے۔

محمد ابن علی ماجیلوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ اعطار نے محمد ابن حسن صفار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابو

طالب عبداللہ ابن صلت قتی سے، اس نے عثمان ابن میسلی سے، اس نے ساعد ابن مہران سے نقل کیا کہ میں، ابوبصیر اور امام محمد باقر کے غلام محمد ابن عمران آپ کے مکان میں تھے کہ محمد ابن عمران نے کہا: میں نے امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے سنا کہ ہم بارہ محدثین ہیں تو ابوبصیر کہنے لگے: تمہیں خدا کا واسطہ ہے بناؤ کہ کیا واقعی تم نے یہ بات امام جعفر صادق سے سنی ہے تو اس نے قسمیہ کہا یا دو مرتبہ قسم کھا کر کہا کہ اس نے یہ بات امام جعفر صادق سے سنی ہے تو ابوبصیر کہنے لگے: مگر میں نے یہ بات امام محمد باقر سے سنی ہے!

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن ابو ہذیل نے مجھ سے روایت بیان کی جبکہ میں نے اس سے امامت کے متعلق سوال کیا کہ امامت کس کا حق ہے؟ اور امامت جس کا حق ہے اس کی علامت کیا ہے؟ تو اس نے کہا: (بذات خود وہ) اس پر دلیل ہے، مومنین پر حجت ہے، امور مسلمین کی باگ ڈور سنبھالتا ہے، قرآن ناطق ہے، احکام خداوندی کو جانتا ہے، اللہ کے نبی کا بھائی ہے، ان کی امت کا خلیفہ ہے اور امت پر ان کا وحی ہے کہ اس کی منزلت ایسی ہے جیسی حضرت ہارون کی منزلت حضرت موسیٰ کی نسبت تھی، اس کی اطاعت فرض ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اور اللہ نے اس کی توصیف اس طرح فرمائی ہے: انما ولیکم اللہ ورسوله والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ و ہم راکعون، اس کی ولایت کی جانب بلایا گیا ہے اور غدیر خم کے روز اس کی امامت ثابت کی گئی ہے کہ جب رسول خدا نے اللہ عزوجل کے اس قول کو نقل کیا تھا: کیا میں تمہاری جانوں سے بھی زیادہ سزاوار نہیں ہوں تو لوگوں نے کہا تھا: یقیناً ہیں! تو آپ نے فرمایا تھا: پس جس کا میں مولا ہوں تو علی اس کا مولا ہے، اے میرے اللہ، جو اس (علی) سے دوستی رکھے تو اسے دوست رکھ اور اس کے ساتھ دشمنی کرنے والے کا تو دشمن ہو جا، جو اس کی نصرت کرے تو بھی اس کی نصرت فرما، جو اس سے منہ پھیر لے تو بھی اسے تنہا چھوڑ دے اور جس کی اعانت علی ابن ابی طالب کریں تو بھی اس کی اعانت فرما کہ یہ (علی) امیر المومنین، امام المتقین، قائد غرّ ارجلیین، سب سے افضل ترین وحی اور رسول خدا کے بعد تمام کی تمام خلافت سے بہترین ہیں۔

علی کے بعد اس کا بیٹا حسن ابن علی، بعد ازیں حسین کہ دونوں سبط رسول ہیں اور دنیا کی تمام عورتوں میں سے بہترین عورت کے بیٹے، اس کے بعد علی ابن حسین، اس کے بعد محمد ابن علی، اس کے بعد جعفر ابن محمد، اس کے بعد موسیٰ ابن جعفر، اس کے بعد علی ابن موسیٰ، اس کے بعد محمد ابن علی، اس کے بعد علی ابن محمد، اس کے بعد حسن ابن علی اور اس کے بعد محمد ابن حسن۔

آج تک ان میں سے ہر کوئی یکے بعد دیگرے امام ہے اور یہی حضرات عترت رسول ہیں جو امامت اور وصایت سے معروف ہیں کہ کسی زمانہ کسی وقت اور کسی لمحہ زمین ان کے وجود سے خالی نہ رہے گی کہ یہی حضرات عروۃ الوثقی (اللہ کی مضبوطی) ، ائمہ برحق اور دنیا والوں پر حجت ہیں یہاں تک کہ اللہ انہیں وارث زمین و اہل زمین قرار دے۔ نیز جو ان کی مخالفت کرے وہ گمراہ ہے اور گمراہ کن بھی اور اس نے حق اور ہدایت کا ساتھ چھوڑ دیا۔

یہی حضرات مفسر قرآن ہیں اور رسول خدا کی نیابت میں گویا ہیں، لہذا جو شخص ان کی معرفت کے بغیر مر جائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ ورع (پرہیزگاری)، پاکدامنی، سچائی، بہبودی، اجتناب، ادائے امانت خواہ امانت رکھوانے والا نیکو کار ہو یا فاجر، سجدہ کو طول دینا، رات کو قیام کرنا، گناہوں سے پرہیز کرنا، صبر کے ساتھ انتظار فرج اور ساتھیوں اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا ان حضرات کا دین ہے۔

اس کے بعد تمیم ابن بہلول نے کہا: ابو معاویہ نے انہیں کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی اور اس نے امامت کے متعلق امام جعفر صادق سے بیعت حدیث بیان کی۔

محمد ابن موسیٰ ابن متوکل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے احمد ابن محمد ابن یحییٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن عباس ابن جریس رازی نے امام محمد تقی سے نقل کیا کہ امیر المؤمنین نے ابن عباس سے فرمایا: ہر سال شب قدر واقع ہوتی ہے اور اس رات امر سنت نازل ہوتا ہے اور اسی وجہ سے امر رسول خدا کے بعد والی حضرات ہیں تو ابن عباس نے فرمایا: وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں خود اور گیارہ میری صلب سے ائمہ اور محمد شین ہوں گے۔

انہی اسناد سے منقول ہے کہ رسول خدا نے اپنے اصحاب سے فرمایا: شب قدر پر ایمان لاؤ کہ میرے بعد یہ علی ابن ابی طالب اور اس کی گیارہ فرزندوں کے لئے ہے۔

محمد ابن علی ماجیلویہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یعقوب کلینی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو علی اشعری نے حسین ابن عبید اللہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن موسیٰ حشاش سے، اس نے علی ابن ساعد سے، اس نے علی ابن حسین ابن رباط سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے زرارہ ابن امین سے نقل کیا کہ میں نے امام محمد باقر کو یہ کہتے سنا کہ رسول خدا کے بعد آل محمد سے بارہ امام ہیں کہ جن میں سب کے سب محدث ہوں گے اور علی ابن ابی طالب ان میں سے ایک ہیں!

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے سعید ابن غروان سے، اس نے ابو بصیر سے نقل کیا کہ امام محمد باقر نے فرمایا: حضرت حسین ابن علی کے بعد ائمہ ہوں گے کہ ان میں نویں قائم ہیں علیہم السلام۔

جعفر ابن محمد مسرور نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن محمد ابن (ایک نسخہ میں علی ہے) عامر اشعری نے معالی ابن محمد (ایک نسخہ میں علی ہے) بصری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن علی و شام سے، اس نے ابان سے، اس نے زرارہ سے نقل کیا کہ میں نے امام محمد باقر کو یہ کہتے سنا کہ بارہ امام ہوں گے کہ جن میں سے حضرات علی، حسن اور حسین ہیں اور ان کے بعد اولاد حسین میں سے نو امام ہوں گے۔ مؤلف کتاب فرماتے ہیں: اسی مضمون کی حدیث کو میں نے کتاب کمال الدین و تمام النعمہ فی اثبات الغیہ و کشف الخیرہ میں نقل کیا ہے۔

﴿۷۷﴾ مسواک میں بارہ خوبیاں پائی جاتی ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن حسین لؤلؤی سے، اس نے حسن ابن یوسف ابن معاذ جوہری سے، اس نے عمرو ابن جمیع سے مرفوع روایت بیان کی کہ نبی نے فرمایا: مسواک میں بارہ خوبیاں پائی جاتی ہیں: منہ کو پاک کرتی ہے، پروردگار کو راضی کرتی ہے، دانتوں کو سفید کرتی ہے، دانتوں کی پیلاہٹ کو دور کرتی ہے، بطن کو نرم کرتی ہے، جھوک بڑھاتی ہے، نیکیوں کو دوگنا کرتی ہے، اس کے ذریعہ سنت پر عمل ہوتا ہے، فرشتے مسواک کرنے والے کے پاس حاضر ہوتے ہیں، مسوزھوں کو مضبوط کرتی ہے، قرآن کی قرأت کو شستہ کر دیتی ہے اور مسواک کر کے دو رکعت نماز پڑھنا خدا کو بغیر مسواک کیے ستر رکعتوں سے زیادہ پسند ہے۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے ابن احمد ابن یحییٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابراہیم ابن اسحاق سے، اس نے محمد ابن عیسیٰ سے، اس نے عبید اللہ ابن دہقان سے، اس نے درست سے، اس نے عبد اللہ ابن سنان سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: مسواک میں بارہ خوبیاں پائی جاتی ہیں: یہ سنت رسول ہے، منہ کو پاک و صاف کرتی ہے، بصارت کو جلا بخشتی ہے، خدائے رحمن کو راضی کرتی ہے، دانتوں کو سفید کرتی ہے، دانتوں کی پیلاہٹ کو دور کرتی ہے، مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے، جھوک بڑھاتی ہے، بلغم دور کرتی ہے، حافظہ کو بڑھاتی ہے، اس سے نیکیاں ڈگنی ہو جاتی ہیں اور فرشتے خوش ہوتے ہیں۔

ابوالحسن محمد ابن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو حامد احمد ابن محمد ابن حسین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یزید احمد ابن خالد خالدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن احمد ابن صالح تمیمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: انس ابن محمد ابن ابومالک نے ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے نقل کیا کہ رسول خدا نے حضرت علی کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علی، مسواک کرنا سنت رسول ہے کہ مسواک منہ کو پاک کرتی ہے، بصارت کو جلا بخشتی ہے، خدائے رحمن کو راضی و خوشنود کرتی ہے، دانتوں کو سفید کرتی ہے، دانتوں کی پیلاہٹ کو دور کرتی ہے، مسوڑھے کو مضبوط کرتی ہے، جھوک بڑھاتی ہے، بلغم دور کرتی ہے، حافظہ میں اضافہ کرتی ہے، نیکیوں کو ڈگنا کرتی ہے اور فرشتوں کو خوش کرتی ہے۔

﴿۸﴾ بارہ حجابوں کی حدیث: احمد ابن محمد ابن عبد الرحمن ابن عبد اللہ ابن حسین ابن ابراہیم ابن یحییٰ ابن عجلان مروزی مقری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو بکر محمد ابن ابراہیم جرجانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو بکر عبدالصمد ابن یحییٰ واسطی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن علی مدنی (ایک نسخہ میں مروزی ہے) نے عبد اللہ ابن مبارک کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سفیان ثوری سے، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے جد سے نقل کیا کہ علی ابن ابی طالب نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمانوں، زمین، عرش، کرسی، لوح، قلم، جنت، جہنم کو خلق کرنے سے پہلے نیز حضرات آدم، نوح، ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، موسیٰ، عیسیٰ، داؤد، سلیمان اور ہر اس چیز کو خلق کرنے سے پہلے کہ جس کے بارے میں اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے: ووهبنا له اسحق و یعقوب سے لے کر وهدیناہم الی صراط مستقیم تک (جیسا کہ سورہ انعام- آیت ۸۸۳۸۴ میں تذکرہ کیا گیا ہے) اور تمام انبیاء کو خلق کرنے سے بھی چار لاکھ چوبیس ہزار سال قبل نور محمد کو خلق کیا تھا اور اس نور کے ہمراہ بارہ حجاب خلق کیے: حجاب قدرت، حجاب عظمت، حجاب منت، حجاب رحمت، حجاب سعادت، حجاب کرامت، حجاب منزلت، حجاب ہدایت، حجاب نبوت، حجاب رفعت، حجاب ہیبت اور حجاب شفاعت۔

اس کے بعد نور محمد کو قدرت کے حجاب میں بارہ ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: سبحان ربی الاعلیٰ (پاک ہے میرا بزرگ و برتر پروردگار)، حجاب عظمت میں گیارہ ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: سبحان عالم السیر (پاک ہے اسرار سے واقف)، حجاب منت میں دس ہزار سال مقید کیا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: سبحان من ہو قائم لا یلہو (پاک ہے وہ قائم جس سے کوئی فعل عبث سرزد نہیں ہوتا)، حجاب رحمت میں نو ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: سبحان السرفیع الاعلیٰ (پاک ہے خدائے بزرگ و برتر)، حجاب سعادت میں آٹھ ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: سبحان من ہو قائم (ایک نسخہ میں دائم سے) لا یسجد (پاک ہے وہ قائم اور جو سجد نہیں کرتا)، حجاب کرامت میں

سات ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: سبحان من هو غنی لا یفتقر، (پاک ہے وہ جو بے نیاز ہے اور کسی کا نیام منہ نہیں) حجاب منزلت میں چھ ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: سبحان ربی العلیٰ الکریم (پاک ہے میرا بلند اور صاحب کرامت پروردگار)، حجاب ہدایت میں پانچ ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: سبحان رب العرش العظیم (پاک ہے عرش عظیم کا پروردگار)، حجاب نبوت میں چار ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: سبحان رب العزۃ عما یصفون (پاک ہے صاحب عزت و غلبہ ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں)، حجاب رفعت میں تین ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: سبحان ذی الملک و الملکوت (پاک ہے صاحب ملک و ملکوت)، حجاب بیعت میں دو ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: سبحان اللہ و بحمدہ اور حجاب شفاعت میں ایک ہزار سال رکھا درحالیکہ وہ نور کہتا تھا: سبحان ربی العظیم و بحمدہ۔

اس کے بعد اللہ عزوجل نے اس نور کا نام لوح پر ظاہر کیا تو لوح پر چار ہزار سال تک یہ نور منور رہا، اس کے بعد عرش پر ظاہر کیا تو سابق عرش پر سات ہزار سال تک ثبت رہا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے اسے صلب آدم میں رکھا اور پھر صلب نوح میں اور بعد ازیں ایک صلب سے دوسرے صلب میں منتقل کیا اور اس طرح بالآخر صلب حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب میں منتقل کیا اور اسے چھ کرامتوں سے مکرم کیا: اُسے رضا کی قمیض، بیعت کی ردا، تاج ہدایت اور معرفت کے زیر جامے پہنائے اور اس کو محبت کے ازار بند سے باندھ دیا، اس کی نعل خوف کو قرار دیا، اسے منزلت کی عصا دے دی اور پھر اللہ عزوجل نے فرمایا: اے محمد، لوگوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو: کہہ دو کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

مزید برآں اس قمیض کی حقیقت چھ چیزوں پر مشتمل تھی: اس کی لمبائی یا قوت کی تھی، اس کی آستینیں لولہ کی تھیں، اس کا دامن زرد بلور کا تھا، اس کی بغلیں زبرجد کی تھیں اس کا گر بیان سرخ مرجان کا تھا اور اس کا سینہ رب جل جلالہ کے نور کا تھا۔ پس اس قمیض کے ذریعہ اللہ نے حضرت آدم کی توبہ کو قبول کیا، حضرت سلیمان کی انگوٹھی واپس کی، حضرت یعقوب کو ان کا یوسف کو لوٹا دیا، حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ سے نجات بخشی اور اسی طرح دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی اسی قمیض کی بدولت آزمائشوں سے نکالا اور یہ قمیض سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کی نہ تھی۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: تمام ائمہ علیہم السلام اور مومنین کی ارواح کو بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کے ساتھ خلق کیا

گیا۔

﴿۹﴾ صاحبان تقویٰ کمی بارہ علامتیں ہیں: ابوالباب مظفر ابن جعفر ابن مظفر علوی بصری سمرقندی رضی اللہ عنہ نے ہم

سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد ابن مسعود عیاشی نے اپنے والد ابو نصر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن علی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن اسحاق نے یونس ابن عبدالرحمن کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، (اس نے ابن سنان سے)، اس نے عبداللہ ابن مسکان سے، اس نے ابو بصیر سے انہوں نے امام محمد باقر سے نقل کیا کہ امیر المومنین فرماتے تھے: بلاشبہ صاحبان تقویٰ کی کچھ علامتیں ہیں کہ جن کے ذریعہ انہیں پہچانا جاتا ہے: راست گوئی، ادائے امانت، ایفائے عہد، فخر اور غل کم کرتے ہیں (ایک نسخہ میں تحمل کرتے ہیں)، صلہ رحمی، کمزوروں پر رحم، عورتوں سے ہم بستری کم کرتے ہیں، حسن سلوک، حسن خلق، انتہائی بردباری اور علم کی پیروی کہ جو اللہ عزوجل کے قریب لے جائے۔

ان کے لئے طوبیٰ ہے اور ان کا انجام بخیر ہوگا۔ طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے کہ جس کی جڑ رسول خدا کے گھر میں ہے، اور کوئی مومن ایسا نہیں کہ اس درخت کی کوئی شاخ اس کے گھر میں نہ ہو اور وہ اپنے دل میں جس چیز کا ارادہ کرے گا وہ شاخ اسے عطا کرے گی۔ نیز اگر ایک تیز رفتار سوار اس کے سایہ میں سو سال تک سیر کرے گا تب بھی اس سے باہر نہ نکلے گا اور اگر کوئی نوا اس کی جڑ سے پرواز کرے گا تو اس کی اونچائی تک نہ پہنچے

سکے گا یہاں تک کہ وہ بوڑھا ہے کی وجہ سے سفید ہو جائے گا۔ لہذا تم لوگ اس میں رغبت پیدا کرو کہ یقیناً مؤمن اپنے آپ میں مشغول ہوتا ہے اور لوگ اس سے راحت میں ہوتے ہیں، جب رات چھا جاتی ہے تو اپنے چہرے کو خاک پر رکھتا ہے اور اپنے بہترین اعضا سے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے اور اپنے کو خلق کرنے والے سے مناجات کرتا ہے تاکہ اس کو (گناہوں سے) آزاہی ملے۔

خبردار، تم لوگ بھی ان کی طرح ہو جاؤ!

(شرح: بہترین عضو سے مراد پیشانی ہے)۔

﴿۱۰﴾ بارہ افراد کو سلام مت کرو: محمد ابن علی ماجیلوی نے اپنے چچا محمد ابن ابوالقاسم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ہارون ابن مسلم سے، اس نے مسلم ابن مسعدہ ابن صدوق سے، اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا کہ امام باقر نے فرمایا: یہودی، نصرانی، مجوسی، بت پرست، شراب کے دسترخوان پر بیٹھے والے، صاحب شطرنج، قمار باز، مخمٹ، پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے والے شاعر اور نماز پڑھنے والے کو سلام مت کرو۔

نمازی کو اس لئے نہیں کہ وہ جواب سلام نہیں دے سکتا کیونکہ سلام کرنے والے کے لئے تو سلام کرنا جائز ہے مگر نمازی پر اس کا جواب فرض ہے۔ نیز سودخور، پاخانہ پھرنے والے، حمام میں موجود شخص اور اس فاسق کو بھی سلام مت کرو جو علی الاعلان فسق و فجور کا مرتکب ہوتا ہے۔

﴿۱۱﴾ جب حضرت جعفر ابن ابی طالب حبشہ سے واپس لوٹے تو نبی نے ان کا بارہ قدم تک استقبال کیا: محمد ابن قاسم مفسر عرف ابو الحسن جرجانی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: یوسف ابن محمد ابن زیاد نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام حسن عسکری سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام علی نقی سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد تقی سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام علی رضا سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام موسیٰ کاظم سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسین سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام علی ابن ابی طالب سے نقل کیا کہ جس وقت حضرت جعفر ابن ابی طالب حبشہ سے واپس لوٹے تو نبی کھڑے ہو گئے، بارہ قدموں تک ان کا استقبال کیا، انہیں گلے لگایا، ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور گریہ کرتے ہوئے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ میں کس بات سے زیادہ خوش ہوں۔ آیا تمہارے لوٹ آنے سے اے جعفر، یا اس بات پر کہ اللہ نے تمہارے بھائی (حضرت علی) کے ہاتھوں خیر فتح کروایا۔ نیز آپ ان کو دیکھ کر خوشی سے رونے لگے۔

﴿۱۲﴾ دوزخ کسی تہ میں دکھئے ہوئے تابوت میں بارہ افراد ہیں: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسین ابن ابوالخطاب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن مسکین ثقفی نے عبدالرحمن ابن سیابہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے جعید ہمدانی سے نقل کیا کہ امیر المومنین نے فرمایا: اسفل (جہنم کے ایک درجہ کا نام) کے تابوت میں چھ افراد اولین میں سے ہیں جبکہ چھ افراد آخرین میں سے ہیں، پس جو چھ اولین میں سے ہیں وہ یہ ہیں: ابن آدم کہ جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا، فرعون، سامری، دجال کہ اسے اولین میں لکھا گیا ہے جبکہ یہ آخرین کے ساتھ خروج کرے گا، ہامان اور قارون۔ وہ چھ جو آخرین میں سے ہیں یہ ہیں: نعلش، معاویہ، عمر وابن حاص، ابو موسیٰ اشعری... یہاں روایت کو بیان کرنے والا دو نام بھول گیا!

﴿۱۳﴾ دسترخوان میں بارہ خوبیاں پائی جاتی ہیں: محمد ابن علی ماجیلویہ نے اپنے چچا محمد ابن ابوالقاسم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن علی کوئی سے، اس نے محمد ابن سنان سے، اس نے ابراہیم کرمی سے، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے اجداد علیہم السلام سے نقل کیا کہ امام حسن نے فرمایا: دسترخوان میں بارہ خوبیاں پائی جاتی ہیں کہ ہر مسلمان پر ان کا جان لینا فرض ہے: ان بارہ میں سے چار فرض، چار سنت اور چار باتیں آداب میں سے شمار ہوتی ہیں:

فروض باتیں: ۱. معرفت ۲. رضا ۳. بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا ۴. شکر بجالانا

سنت باتیں: ۱. کھانے سے پہلے وضو کرنا ۲. بائیں جانب بیٹھنا ۳. تین انگلیوں سے کھانا ۴. انگلیوں کو چاٹنا

چار آداب: ۱. جو تمہارے سامنے آئے اُسے کھانا ۲. چھوٹے چھوٹے لقمے لینا ۳. چبا کر کھانا ۴. لوگوں کی جانب کم دیکھنا۔

ابوالحسن محمد ابن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو محمد ابن محمد ابن حسین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یزید احمد ابن خالد خالدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن صالح الحمیری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یونس ابن محمد ابو مالک نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے نقل کیا کہ نبی نے حضرت علی کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علی، دسترخوان سے متعلق بارہ ایسی باتیں ہیں جن کا جان لینا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ ان میں سے چار فرض ہیں، چار سنت اور چار آداب:

فروض: ۱. کھائی جانے والی چیز کو اچھی طرح جانتا ہو ۲. بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا ۳. شکر بجالانا ۴. رضا

سنت: ۱. بائیں پاؤں پر بیٹھنا ۲. تین انگلیوں سے کھانا ۳. جو اس کے سامنے آئے اسی کو کھانا ۴. انگلیوں کو چاٹنا

آداب: ۱. لقمے چھوٹے بنانا ۲. چبا کر کھانا ۳. لوگوں کی طرف نگاہ کم کرنا ۴. دونوں ہاتھوں کو دھونا۔

﴿۱۴﴾ سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبد اللہ نے احمد ابن ابو عبد اللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے حماد ابن عیسیٰ سے، اس نے صباح ابن سیاب سے نقل کیا کہ امام محمد باقر نے فرمایا: اللہ عزوجل نے بارہ مہینے خلق کیے اور یہ تین سو ساٹھ دن ہیں: ان میں سے چھ دن نکل گئے کہ جن میں آسمانوں اور زمین کو خلق کیا گیا اور اسی وجہ سے مہینے ایک دوسرے سے چھوٹے ہیں۔

(شرح: سال چاند اور سورج (دو طرح کے حساب) سے ہوتا ہے۔ چاند کا سال (یا ہجری سن) چاند کی گردش سے بنتا ہے۔ زمین کے گرد چاند کے بارہ چکر ایک قمری سال ہوتا ہے۔ اور چونکہ زمین کے گرد چاند کے گردش ۳۰ دن سے زیادہ اور ۲۹ دن سے کم نہیں ہوتی تو اس کے بارہ چکر جو ایک قمری سال کے برابر ہوتے ہیں تین سو پچپن دن اور کچھ گھنٹے کا سال ہوتا ہے۔ یہ گھنٹے کئی سال میں ایک دن کے برابر ہو جاتے ہیں۔

اسی بنا پر قمری سال میں چھ مہینے مکمل ۳۰ دن کے اور چھ مہینے ۲۹ دن کے ہوتے ہیں اور جب لپ کا سال آتا ہے تو سات مہینے ۳۰ دن کے اور پانچ مہینے ۲۹ دن کے ہو جاتے ہیں۔ قمری مہینوں کے دنوں میں اختلاف اس لئے ہوتا ہے کہ مدار گردش مرکز زمین نہیں ہوتا بلکہ اس سے کافی فاصلے سے ہوتا ہے لہذا چاند کا فاصلہ زمین کی نسبت گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ قدیم ہیئت میں اس اختلاف کی وجہ سے زمین کے گرد چاند کی تعدیلی گردش بنائی اور وہ اس بارے میں چار کے تعدیل کے قائل تھے۔ جن کا تذکرہ ہیئت کی قدیم کتابوں میں کیا گیا ہے کہ یہاں ان کی تفصیل و وضاحت کا موقع

نہیں ہے اور اس میں بعض لائیکل مشکلات بھی سامنے آتی ہیں اور ان مسائل نے خواجہ طوسی اور محقق خنری جیسے بڑے ریاضی دانوں اور مفکرین کو صدہا سال سے پریشانی میں ڈالا ہوا ہے۔

سال شمسی (عیسوی سال) سورج کے گردش سے بنتا ہے۔ زمین کا سورج کے گرد ایک چکر ایک شمسی سال کے برابر ہوتا ہے جس میں بارہ مہینے ہوتے ہیں اور ہر ماہ ۳۰ دن کے لیکر ۲۹ دن ۱۰ تک کا ہو سکتا ہے۔ اور ان کا مجموعہ ۳۶۵ دن اور کچھ گھنٹے ہوتا ہے اور چند سال میں ایک لیپ کا سال آتا ہے۔ اور اس میں اس سال کے دنوں میں ایک دن کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ ۳۶۶ دن کا ہو جاتا ہے۔ شمسی مہینوں میں بھی اس لئے اختلاف ہے کہ زمین کا فاصلہ سورج سے کم زیادہ ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے فرق پیدا ہوتا ہے۔ ہیئت قدیم میں کچھ تعویلات کے ساتھ اس اختلاف کی تشریح کی گئی اور ہیئت جدید نے زمین کا سورج کے گرد چکر بیضوی مدار میں قرار دیا ہے اور اس مدار کی وضع کو اختلاف کا سبب سمجھا ہے۔ بہر حال خواہ قمری سال ہو یا شمسی ہر ایک کے لئے ایک فطری سبب ہے جو زمین کی وضع اور چاند اور سورج اور حرکت مدار کے ساتھ مستند ہے (وابستہ ہے) اور حدیث کے مضمون میں اسکی موافقت نہیں ہے کہ جس میں کہا گیا ہے کہ پہلے خدا نے ۱۲ ماہ قرار دیئے جس میں ہر ماہ ۳۰ دن کا تھا۔ اس کے بعد زمین و آسمان کی خلقت کی مدت جو چھ دن تھی اس سے منہا کر دی گئی اور مہینے ۲۹ دن کے رہ گئے اس روایت پر کئی طرح سے اعتراض وارد ہوتا ہے۔

یہ کہ پہلے سال ۳۶۶ دن کا بتایا۔

دوسرے یہ کہ تخلیق کے چھ دن ہمیشہ کے لئے ہر سال سے کم کر دیئے گئے۔

تیسرے یہ کہ ہر ماہ ۳۰ دن کا کہا۔

تاہم چونکہ حدیث سند کے اعتبار سے معتبر ہے لہذا رفع اعتراضات کے لئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ

۱۔ جدید سائنس دانوں کے نظریئے کے مطابق ہمارا نظام شمسی سورج اور چند سیاروں اور بہت سے چاندوں کا مجموعہ ہے اور یہ اپنی فضاء میں حادث ہوا۔ اس سے پہلے مدتیں گزریں یہ فضاء ان روش ستاروں سے خالی تھی اور آیات و احادیث سے ظاہری لحاظ سے یہ موضوع بھی ثابت ہے اور روز و شب اللہ کی دو مخلوقات ہیں اور مرکز نور سے سیارے بھی ظاہر ہو گئے ممکن ہے کہ آسمانوں اور سیاروں کی خلقت سے پہلے ہمارا نظام شمسی کسی دوسرے سیارے کا مبدائے نور ہو اور باقاعدہ سالانہ گردش رکھتا ہو جو بارہ ماہ پر منقسم ہوتی ہو اور سورج چاند اور زمین چھ روز تک اپنے مرکز سے اختلاف رکھتا ہو۔

قمری سال جو اس روایت میں ہے اپنی اس موجودہ صورتحال میں ظاہر ہو اور اس کی گردش اور چکر لگانے سے ۲۹ دن کے مہینے وجود میں آئے اس بات کی کوئی گواہی نہیں ہے کہ آسمان اور زمین کے پیدائش سے پہلے۔ یا الفاظ دیگر موجودہ نظام شمسی کے برقرار ہونے سے پہلے شب و روز اور ماہ و سال کیسے ہوتے تھے یا ہو ہی نہیں سکتے تھے اور اگر کوئی اس مطلب کو بعید سمجھے اور یقین نہ کر سکے تو ہم کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہر ماہ 30 دن کا تھا اور آسمان و زمین کی تخلیق کی وجہ سے تمام مہینوں میں کسر پیدا ہو گئی (یعنی کچھ حصہ کم ہو گیا) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاند کے مدار کو ابتداء میں دائرہ کی

لجو شمار نے لکھا ہے یہ اس کا لفظی ترجمہ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ شمسی سال میں ۳۱ سے لے کر ۲۸ دن ہوتے ہیں۔ اور لیپ کے سال میں فردی بجائے ۲۸ کے ۲۹ دن کا

قرار دیا جاتا ہے۔ (مترجم شرح)

شکل میں بنایا اور دائرہ ۳۶۰ ڈگری تھا چونکہ بارہ پر پورا پورا تقسیم ہونا تھا تو اس میں سے ہر حصے کی آفتاب کے گرد گردش ایک ماہ میں جو ۳۰ روز کا ہوتا ہے مکمل ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ زمین آسمان کے بعد تخلیق ہوئی اور زمین کا مرکز آفتاب و ماہتاب کے مدار کے مرکز کے مخالف تھا تو چند مہینوں کے دنوں میں کسر، تقسیم یا کمی پیدا ہو گئی اور ۳۰ روز ماہ کے میزان سے مدار یا (fraction) کے تقسیم کے تقاضے کے مطابق ہر ماہ میں کسر (fraction) پیدا ہو گیا۔

حسن ابن عبداللہ ابن سعید عسکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالقاسم عبداللہ ابن محمد ابن عبدالکریم ابن انجی ابی زرعد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن عمون نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم بلخی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: موسیٰ ابن عبید نے صدقہ ابن یسار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن عمر سے نقل کیا کہ إذا جاء نصر الله و الفتح والى سورت ايام تشرق (۱۱-۱۳ اذی الحج) کے وسط میں نازل ہوئی لہذا آپؐ سمجھ گئے کہ یہ حجۃ الوداع ہے، لہذا آپؐ اپنی غضبنا نامی سواری پر سوار ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بجالانے کے بعد فرمایا:

اے لوگو! دور جاہلیت کا ہر خون (آج سے) رائیگاں ہوا اور سب سے پہلا خون جو معاف کیا جا رہا ہے وہ حارث ابن ربیعہ ابن حارث (رسول اللہ کے چچا زاد بھائی) کا ہے جو بنو ہذیل میں کسی دایہ کی تلاش میں گیا تھا کہ بنو لیث نے اسے قتل کر دیا (راوی کہتا ہے) یا آپؐ نے فرمایا: بنو لیث میں کسی دایہ کی تلاش میں گیا تھا کہ بنو ہذیل نے اسے قتل کر دیا: اسی طرح دور جاہلیت کا ہر سود معاف ہے اور سب سے پہلا سود جو معاف کیا جا رہا ہے وہ عباس ابن عبدالمطلب کا سود ہے۔

اے لوگو! وقت گردش کرتا رہتا ہے، لہذا آج کا دن اس دن کی مانند ہے کہ جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو خلق کیا تھا اور جب سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو خلق کیا ہے اس کی کتاب میں یہ ثبت ہے کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے کہ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں: رجب مضر جو جمادی الآخر و شعبان کے درمیان میں ہے، ذی القعد، ذی الحج اور محرم۔ پس ان مہینوں میں اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو کہ حرمت والے مہینوں میں زیادتی کرنا کفر میں زیادتی کا سبب ہے اور اس طرح اللہ ان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جنہوں نے کفر کیا یا جس معنی کہ انہوں نے ایک سال اس کو حلال جانا اور ایک سال کو اس کو حرمت والا تاکہ اللہ کی مقرر کردہ تعداد پوری ہو جائے: لہذا وہ لوگ ایک سال محرم کو ماہ حرمت اور صفر کو حلال سمجھتے تھے تو ایک سال محرم کو حلال سمجھتے تھے۔

اے لوگو! شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ آج کے بعد کبھی بھی تمہارے شہروں میں اس کی پرستش کی جائے اور (اب) وہ اس بات پر راضی ہے کہ تم چھوٹے چھوٹے گناہوں کو انجام دو، پس تم لوگ اپنے دین میں چھوٹے چھوٹے گناہوں کے مرتکب ہونے سے بھی باز رہو۔ اے لوگو! جس کے پاس کوئی امانت رکھوائی گئی ہو تو اسے چاہئے کہ اس امانت کو اس کے رکھوانے والے کو لوٹا دے۔

اے لوگو! عورتیں تمہارے پاس بطور عاریہ ہیں لہذا اپنے لئے نفع نقصان کا فیصلہ ان کے اختیار میں نہیں ہے: تم انہیں اللہ کی امانت کے طور پر لائے تھے اور اللہ کے کلمات (نکاح) کے ذریعہ تم نے ان کے اندام نہانی کو حلال کیا تھا لہذا ان پر تمہارے حقوق ہیں اور ان میں سے ایک حق یہ ہے کہ وہ تمہارے علاوہ کسی اور سے ہمبستری نہ کریں اور نہ ہی کسی ایسے شخص سے کام میں تمہاری نافرمانی کریں جبکہ اگر وہ ایسا ہی کریں (تمہارے حقوق کو ادا کرتی رہیں) تو ان کا کھانا پینا اور لباس تم پر واجب ہے اور تمہیں چاہئے کہ تم انہیں نہ مارو!

اے لوگو! میں تمہارے درمیان کچھ چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہے تو ہرگز گمراہ نہیں ہو گے (کہ ان میں سے ایک) اللہ کی کتاب (قرآن) ہے لہذا تم لوگ اس کا دامن مت چھوڑو!

اے لوگو! آج کا دن کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا: یوم حرمت!

اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے لوگو! یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا: حرمت والا مہینہ!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا: حرمت والا شہر!

آپ نے فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نے تمہاری جانوں کو (ایک دوسرے پر) حرام قرار دیا ہے اور تمہارے اموال اور ناموس کو بھی اسی

قدر حرمت والا قرار دیا ہے جتنا کہ تمہارا آج کا دن، یہ مہینہ اور تمہارا یہ شہر (اور یہ حرمت باقی رہے گی) یہاں تک کہ تم اللہ سے ملاقات کرو۔

پس تم میں سے ہر حاضر پر واجب ہے کہ تم میں سے جو شخص یہاں پر موجود نہیں ہے اس تک یہ پیغام پہنچا دے کہ میرے بعد کوئی نبی ہے

اور نہ ہی تمہارے بعد کوئی دوسری امت!

اس کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ کو اتا بلند کیا کہ آپ کی بغل کی سفیدی نظر آنے لگی اور پھر آپ نے فرمایا: اے میرے اللہ، تو گواہ رہنا کہ

میں نے (پیغام رسالت) پہنچا دیا!

(شرح: یہ حدیث شریف جو پیغمبر کے حجۃ الوداع کے خطبہ مبارکہ میں شامل ہے اور تمام مسلمان کے درمیان محکم ترین احادیث میں سے ہے جس

کی افادیت واضح ہے اور اس میں پیغمبر کے جامع کلمات اور اسلامی شریعت کے احکام بھی موجود ہیں کی تشریح میں صرف ایک جملہ ان الزمان قد

استدار ”وقت گردش کرتا رہتا ہے“ دشوار معلوم ہوتا ہے۔ اور اس سے ظاہر یہ مقصود ہے کہ آج دین حنیف اور دین فطرت اسلام جو وہی خدا کا پاک

اور پہلا آئین ہے وہ احکام قرآن کے اظہار اور اشاعت سے دنیا میں نافذ ہو گیا اور پرورش انسانی اور عقلی کوتاہی کو ختم کرنے کی تمام راہیں مکمل ہو گئیں

اور وہ کئی اور خرافات جو خود غرضوں اور دین تراشیوں کی مکار یوں کی وجہ سے احکامات اسلامی اور دین حنیف ابراہیمی میں رونما ہو چکی تھیں اس سے

نکال پھینک دی گئیں اور گویا خدا تعالیٰ نے اس دنیا کو پاک فطرت اور صحیح دیانت کے ساتھ اس روز پیدا کیا اور گویا عالم روح آج وجود میں آیا اور یہ

جملہ زیادہ تر عقیدہ توحید کی طرف متوجہ کر رہا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ جب توحید اور خدا کے واحد کی پرستش ہی خلقت عالم کا راز ہے اور ہر امکانی

موجود کی ظاہری کیفیت بھی یہی ہے لیکن شیطانی وسوسوں کی وجہ سے شرک والحادی انسانی کے بہکاوے کا سبب بن گئے اب قرآن کی برکت اور میری

کوشش (کہ میں پیغمبر آخر الزماں ہوں) سے شرک و اعاد کی بنیاد اکھڑ گئی اب زمانے کی گردش کا گویا نئے سرے سے آغاز ہوا ہے اور فطرت توحید

اس طرح سے سامنے آئی جیسے آج ہی آسمان وزمین کا آغاز ہوا ہے۔)

محمد ابن علی ماجیلوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد

ابن ابی عمیر سے مرفوع روایت بیان کی کہ امام جعفر صادق نے اللہ عزوجل کے اس قول: ان عدة الشهور عند الله اثنتي عشر شهراً ففى

کتاب الله يوم خلق السموات والأرض کے متعلق فرمایا: محرم، صفر، ربیع الاول، ربیع الآخر، جمادی الاولیٰ، جمادی الآخر، رجب، شعبان،

رمضان، شوال، ذی القعد اور ذی الحجہ۔ نیز ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں: ذی الحجہ کے بیس دن، محرم، صفر، ربیع الاول کا مہینہ اور ماہ ربیع

آخر کے دس دن۔

(شرح: حرام مہینوں کا اس طرح تعین خلاف مشہور و معروف ہے۔ کیونکہ معروف و مسلم یہ ہے کہ حرام مہینے ذی قعد، ذالحجہ اور محرم ہیں ماہِ رجب کے ساتھ جیسا کہ خطبہ پیغمبر میں گزرا)۔

﴿۱۵﴾ رات کسی بارہ ساعتیں ہیں اور دن کسی بارہ ساعتیں ہیں: محمد ابن موسیٰ ابن متوکل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسین سعد آبادی نے احمد ابن ابو عبد اللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے ابان سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: دن میں بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں اور رات میں بھی بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں اور ان میں سب سے افضل گھڑی وقت نماز ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: جب زوال شمس کے وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور اللہ عز و جل اپنی مخلوق کی جانب نگاہ کرتا ہے تو مجھے یہ پسند ہے کہ میرا کوئی عمل صالح اس وقت آسمان پر جائے۔

پھر آپ نے فرمایا: نماز ختم کر لینے کے بعد تم لوگوں پر دعا کرنا لازم ہے کہ یہ مستجاب ہوتی ہے۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابراہیم ابن اسحاق سے، اس نے محمد ابن حسن ابن میمون سے، اس نے ابو ہاشم سے نقل کیا کہ میں نے ابو الحسن ماضی (امام علی نقی) سے کہا: واجب اور مستحب نمازوں کی رکعتوں کی تعداد پچاس کیوں ہے اور اس سے کم یا زیادہ کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: رات میں بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں اور طلوع فجر اور طلوع شمس کے مابین ایک گھڑی ہوتی ہے جبکہ دن میں بھی بارہ گھڑیاں ہوتی ہیں (کل پچیس ہوئیں) لہذا ہر گھڑی کے لئے دو رکعتیں مقرر کی گئی ہیں۔ نیز غروب آفتاب سے سورج کے پوشیدہ ہونے تک کے وقت کو غسق کہتے ہیں۔

(شرح: اس میں گھڑی سے مراد شب و روز کے متفرق حصے ہیں نہ کہ معمول کے مساوی حصے)۔

حسن ابن عبد اللہ ابن سعید عسکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا نے مجھے خبر سنائی، کہا: ابو اسحاق نے ہمیں خبر سنائی، کہا: تغلب نے ہمیں املاء کروایا کہ رات کی گھڑیاں یہ ہیں: غسق، فجر، عشاء، ہدأة، سباع، حج، ہزلیج (ایک نسخہ میں نقد ہے)، قعر، زلفہ، سحرہ اور بہرہ۔ نیز دن کی ساعتیں یہ ہیں: راد، شروق، منزع، ترمل، دلوک، جنوح، ہجیر، ظہرہ، اصیل، طفل اور تبوع۔

(شرح: یہ وہ نام ہیں جو عربوں نے فضا کی کیفیت یا لوگوں کی حالت کی مناسبت سے شب و روز کے ہر حصے کے لئے وضع کیے تھے اور ممکن ہے کہ ان کے وضعی معنی مقصود ہوں اور اس ساعت سے آج کا گھنٹہ مراد نہیں ہے کہ جو شب و روز کی مقدار میں معین حصہ کا نام ہے۔ وہ لوگ اول شب کو جھٹ پنا ہونے کے سبب غسق کہتے تھے، تاریکی ہو جانے کے بعد فجر نام دیتے تھے جس کے معنی کونکہ ہیں پھر رات چھا جانے پر عشاء، پھر ہداه یعنی وقت آرام۔ پھر سباع یعنی درزندوں کے آنے کا وقت اور اسی طرح۔۔۔۔۔)۔

﴿۱۶﴾ برجوں کی تعداد بارہ ہے، بیابان بارہ ہیں، سمندر بارہ ہیں اور عالم بارہ ہیں: محمد ابن موسیٰ ابن متوکل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسین سعد آبادی نے احمد ابن ابو عبد اللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد وغیرہ سے، انہوں نے محمد ابن سلیمان صنعانی سے، اس نے ابراہیم ابن فضل سے، اس نے ابان ابن تغلب سے نقل کیا کہ میں امام جعفر صادق کی خدمت میں موجود تھا کہ ان کے پاس یمن سے ایک شخص آیا اور آپ کو سلام کیا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: خوش آمدید! سعد! تو اس

شخص نے کہا: یہ نام تو میری ماں نے رکھا تھا اور بہت کم لوگ ایسے ہیں جنہیں میرا یہ نام معلوم ہے۔ امام جعفر صادق نے اس سے کہا: اے سعد مولیٰ تم نے بالکل ٹھیک کہا تو اس شخص نے کہا: میں آپ پر قربان، یہ میرا لقب ہے۔ امام جعفر صادق نے فرمایا: لقب میں کوئی بھلائی نہیں پائی جاتی، اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: وَلَا تَسَابِرُوا بِالْأَلْقَابِ بِسْمِ الْأَسْمِ الْفُسُوقِ بَعْدَ الْإِيمَانِ أَيْكٌ دُوسرے کو بڑے ناموں سے مت پکارو اور ایمان کے بعد نام فرمائی کے نام رکھنا بہت بُری بات ہے۔ (سورہ حجرات - آیت ۱۱)، اے سعد تمہارا پیشہ کیا ہے؟ اس شخص نے کہا: میں آپ پر قربان، میں خاندانی نجومی ہوں مگر ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ یمن میں ہم سے اچھا نجومی کوئی نہیں!

امام جعفر صادق نے اس سے کہا: اب میں تم سے کچھ پوچھتا ہوں تو اس ایمانی نے کہا: نجوم کے متعلق آپ جو چاہیں پوچھ لیں کہ میں اپنے علم سے آپ کو جواب دوں گا۔

امام جعفر صادق نے فرمایا: سورج کی روشنی چاند کی روشنی سے کتنے درجہ زیادہ ہے؟ اس نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو، چاند کی روشنی زہرہ کی روشنی سے کتنے درجہ زیادہ ہے؟ اس ایمانی نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو، زہرہ کی روشنی مشتری کی روشنی سے کتنے درجہ زیادہ ہے؟ اس ایمانی نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو، مشتری کی روشنی عطارد کی روشنی سے کتنے درجہ زیادہ ہے؟ اس ایمانی نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو، اس ستارہ کا کیا نام ہے کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو اونٹ بیجان میں آجاتا ہے؟ اس ایمانی نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو، اس ستارہ کا کیا نام ہے کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو گائے بیجان میں آجاتی ہے؟ اس ایمانی نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہہ رہے ہو، اس ستارہ کا کیا نام ہے کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے تو کتے بیجان میں آجاتے ہیں؟ اس ایمانی نے کہا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: تم ٹھیک کہتے ہو کہ ”میں نہیں جانتا“ تمہارے نظریہ کے مطابق نجوم میں رُحل کی کیا حیثیت ہے تو اس ایمانی نے کہا: شخص ستارہ ہے۔

امام جعفر صادق نے فرمایا: چپ رہو! ایسا مت کہو کیونکہ یہ امیر المؤمنین کا ستارہ ہے، یہ اوصیاء کا ستارہ ہے اور یہی نجم الثاقب ہے کہ جس کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

اس ایمانی نے کہا: ثاقب کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کے طلوع ہونے کا مقام ساتویں آسمان میں ہے اور یہ اپنی روشنی کے ذریعہ سورج بناتا ہے تاکہ دنیا میں چمک سکے اور اسی وجہ سے اللہ نے اس کا نام نجم الثاقب (سورج کرنے والا ستارہ) رکھ دیا۔

اے برادر یعنی تمہارے ہاں تو علماء بھی ہیں تو اس ایمانی نے کہا: ہاں، میں آپ پر قربان، یمن میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے علم میں ان کا کوئی مقابل نہیں۔

امام جعفر صادق نے فرمایا: ان کے عالم کے علم کی رسائی کہاں تک ہے؟ اس ایمانی نے کہا: وہ پرندہ سے فال لیتا ہے اور ایک ساعت

میں ایک تیز رفتار سواری پر سوار شخص کی مسافت سے قدموں کے نشان دریافت کرتا ہے۔

امام جعفر صادق نے فرمایا: مدینہ کا عالم یمن کے عالم سے زیادہ علم رکھتا ہے تو اس یمنی نے کہا: مدینہ کے عالم کے علم کی رسائی کہاں تک

ہے؟

امام جعفر صادق نے فرمایا: مدینہ کے عالم کا علم وہاں تک جاتا ہے جہاں کسی قدم کا کوئی نشان پایا جاتا اور نہ پرندہ سے فال لی جاتی ہے، بلکہ

وہ ایک لحظہ میں سورج کی مسافت کو جان لیتا ہے کہ وہ بارہ برج، بارہ بیابان، بارہ سمندر اور بارہ عالم طے کرتا ہے۔

اس یمنی نے کہا: میں آپ پر قربان، میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی اس قدر علم رکھتا ہوگا اور اس کی کُنہ تک پہنچ جاتا ہوگا۔

راوی کہتا ہے اس کے بعد یمنی اٹھ ہو کر باہر نکل گیا۔

﴿۱۷﴾ ان بارہ درہموں کے متعلق حدیث جو رسول خدا کو ہدیہ کیے گئے تھے: میرے والد نے ہم سے

روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے ابان الحمز سے،

اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا کہ ایک شخص رسول خدا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا در حالیکہ آپ کا لباس ٹرتھا۔ وہ شخص بارہ درہم لایا اور کہنے

لگا: یہ درہم لے لیجئے اور ان سے لباس خرید کر پہن لیجئے۔ حضرت علی فرماتے ہیں: میں بازار کی طرف گیا اور میں نے آپ کے لئے بارہ درہم کی

ایک قمیض خرید لی اور لا کر رسول خدا کو دے دی، جب آپ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: اے علی، اس کے علاوہ کوئی دوسری قمیض مجھ زیادہ پسند ہے، کیا

تم سمجھتے ہو کہ اس کا مالک اسے واپس لے لے گا؟ میں نے کہا: مجھے نہیں معلوم، تو آپ نے فرمایا: ذرا دیکھو تو۔ لہذا میں اس کے مالک کے پاس گیا

اور اس سے کہا کہ رسول خدا کو یہ ناپسند ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ کوئی اور قمیض خریدیں تو تم اسے واپس لے لو۔ اس نے مجھے درہم واپس کر دیئے اور میں

انہیں لے کر رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

اب کی مرتبہ رسول خدا میرے ساتھ بازار کو چلے تاکہ ایک قمیض خرید فرمائیں لیکن جب آپ نے راستہ پر بیٹھی ایک لونڈی کو روکتے دیکھا تو

رسول خدا نے اس سے پوچھا: کیا بات ہے؟ (تم رو کیوں رہی ہو؟) اس نے کہا: اے اللہ کے رسول میرے گھر والوں نے مجھے چار درہم دیئے

تھے تاکہ میں ان کی بتائی ہوئی چیز خرید لاؤں مگر وہ رقم مجھ سے کھو گئی اور اب مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ ان کے پاس جاؤں، لہذا رسول خدا نے اس کو چار

درہم عطا کیے اور فرمایا: اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جاؤ۔

رسول خدا بازار کی جانب گامزن ہوئے، وہاں جا کر آپ نے چار درہموں سے ایک قمیض خرید کر پہن لی اور اللہ عزوجل کی حمد بجلائے کہ

آپ کی نگاہ ایک برہنہ شخص پر پڑی جو کہ رہا تھا: جو شخص مجھے لباس پہنائے گا اللہ اس کو جنت کا لباس پہنائے گا تو رسول خدا نے اپنی خریدی ہوئی

قمیض اتار دی اور سائل کو پہنادی۔

اس کے بعد آپ بازار کی جانب گئے اور بقیہ چار درہم کی ایک قمیض خرید کر پہن لی اور اللہ عزوجل کی حمد بجلائے ہوئے اپنے گھر کی جانب

روانہ ہوئے کہ وہ لونڈی (پھر سے) راستہ میں بیٹھی روتی نظر آئی تو رسول خدا نے فرمایا: کیا بات ہے، تم اپنے گھر والوں کے پاس کیوں نہیں جاتیں

؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول، کافی دیر ہو چکی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ مبادا وہ مجھے ماریں تو رسول خدا نے فرمایا: میرے آگے آگے چلو اور اپنے گھر

کی طرف میری رہنمائی کرو!

رسول خداؐ اس کے گھرتک آ کر دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور کہا: السلام علیکم اے اہل خانہ! مگر ان لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا، رسول خداؐ نے دوبارہ سلام کیا مگر کوئی جواب نہ ملنے پر ایک مرتبہ پھر آپؐ نے سلام کیا تو اس بار انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا بات ہے کہ تم لوگوں نے پہلی اور دوسری مرتبہ میرے سلام کا جواب نہیں دیا؟ ان لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، ہم نے آپؐ کے کلام کو سن لیا تھا مگر ہم چاہتے تھے کہ آپؐ مزید کلام فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا: اس لوٹڈی کو کافی دیر ہو گئی ہے لہذا اسے اذیت مت دینا (ایک نسخہ میں ہے "اس کا مواخذہ مت کرنا") تو ان لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ کی مبارک تشریف آوری کی بناء پر یہ لوٹڈی اب آزاد ہے!

رسول خداؐ نے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے مخصوص ہیں، میں نے ان بارہ درہموں سے زیادہ برکتی درہم نہیں دیکھے کہ جن کی وجہ سے دو برہنہ کو لباس پہنایا گیا اور ایک مخلوق (ایک نسخہ میں غلام ہے) کو آزاد کر دیا گیا ہو۔

﴿۱۸﴾ نقباء بارہ ہیں: احمد بن زیاد بن جعفر ہمدانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی بن ابیہریم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد بن ابی عمیر اور احمد بن ابی نصر بزنطی سے، اس نے ابان بن عثمان احمر سے، اس نے مشائخ کی ایک جماعت سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے اپنی امت سے بارہ نقباء کو منتخب کیا کہ جن کی جانب حضرت جبرئیلؑ نے اشارہ کیا تھا اور آپؐ کو انہیں منتخب کرنے کا حکم دیا تھا جس طرح کہ نقبائے موسیٰؑ کی تعداد (بھی بارہ تھی) کہ ان میں سے نو خزرج سے اور تین اس سے تھے۔

خزرج کسے نو نقباء: ۱. اسعد بن ذرارہ ۲. براء بن معرور ۳. عبدالرحمن ابن حنظل ۴. جابر بن عبد اللہ ۵. رافع ابن مالک ۶. سعد بن عبادہ ۷. منذر بن عمرو ۸. عبداللہ ابن رواحہ اور ۹. سعد بن ربیع

تو اقل کا ایک فرد: عبادہ ابن صامت -- تو اقل کے معنی ہیں عرب کا باشندہ -- کیونکہ جب عبادہ مدینہ (یثرب) میں داخل ہوا تھا تو وہ خزرج کے اشراف میں سے کسی کے پاس گیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ جب تک میں اُس شہر میں ہوں مجھے اس بات کی ضمانت دو کہ مجھ پر ظلم نہیں ہوگا تو اس سردار نے کہا تھا کہ قوقلہ حیث شفت فانت فی حواری جہاں چاہو جاؤ کہ تم میری پناہ میں ہو۔ لہذا اس کو کسی نے تنگ نہیں کیا۔

اوس کے تین افراد: ۱. ابوالہیثم ابن تیہان ۲. اسید بن حنظل اور ۳. سعد بن خیشہ

کتاب نبوت میں میں نے ان کا قصہ بیان کر دیا ہے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: نقیب (نقباء کا مفرد) عرفاء کے سردار کو کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو کسی کی ضمانت لے (کفالت قبول کرے) ایک قول یہ بھی ہے کہ قوم پر گواہ کو کہتے ہیں۔ نقیب کا لغوی معنی نقب سے ہے یعنی کشادہ سوراخ، لہذا نقیب قوم اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی قوم کے احوال کی ٹوہ میں رہتا ہے جس طرح کہ اسرار کا اردلوں میں چھپے بھیدوں کا سراغ لگایا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل کے اس قول: بعثنا منہم اثنی عشر نقیباً کے معنی یہ ہیں کہ ان کی قوم نے اپنے دین کے متعلق جو عہد و پیمان کیے تھے اللہ نے ان میں سے ہر ایک کے سہلو کو ان کا ضامن و ذمہ دار قرار دیا ہے۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ نے ان کو سرکشوں کی جانب مبعوث کیا تھا تا کہ ان کے احوال سے واقف ہوں اور اس طرح وہ اپنے نبی حضرت موسیٰؑ سے رجوع کریں، لہذا وہ لوٹے اور انہوں نے جب اپنی قوم کو شدید جنگ کرتے دیکھا اور ان کو عظیم الجثہ پایا تو انہوں نے اپنی قوم کو قتل و غارتگری کرنے سے منع کیا اور یہ قصد بہت مشہور ہے تو، ری مراد نقیب کے معنی کو بیان کرنا تھی۔ اور خدا ہی صحیح بات کی توفیق دینے والا ہے۔

﴿تیرھواں باب﴾

﴿۱﴾ مسخ شدہ جانور تیرہ ہیں (یعنی جن کی صورت میں انسان کو مسخ کیا گیا تھا): محمد ابن علی ماجیلویہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسین نے علی ابن اسباط کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن جعفر سے، اس نے میسرہ سے، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام باقر سے، انہوں نے اپنے جد سے نقل کیا کہ بنی آدم تیرہ قسم کے جانوروں کی صورت میں مسخ ہوئے ہیں: بندر، سور، چمگاڈ، سوسمار (چھپکلی کی شکل کا بڑا جانور)، ریچھ، ہاتھی، کرم سیاہ (سیاہ کیڑا)، سگ ماہی، بچھو، سمیل، خارپشت، زہرہ اور مکڑی۔

بندر: یہ بنی اسرائیل کی قوم تھی جو ساحل سمندر پر آ کر ہفتہ کے روز چھلی پکڑ کر حد سے تجاوز کر جاتے تھے (اس لئے کہ اللہ نے انہیں ہفتہ کے دن چھلی پکڑنے سے منع کیا تھا) لہذا اللہ نے بندر کی صورت میں مسخ کر دیا۔

سور: یہ بھی بنی اسرائیل ہی کی قوم تھی اور حضرت عیسیٰ ابن مریم نے ان کو بدو عادی تھی لہذا اللہ نے سور کی صورت میں مسخ کر دیا۔
چمگاڈ: یہ ایک عورت تھی کہ جس نے اپنی دایہ پر جادو کر دیا تھا تو اللہ نے اسے چمگاڈ کی صورت میں مسخ کر دیا۔
سوسمار: یہ ایک بدو عرب تھا جو ہر اس شخص کو قتل کر دیتا تھا جو اس کے پاس سے گزرتا تھا لہذا اللہ نے اسے سوسمار (ایک صحرائی جانور) کی صورت میں مسخ کر دیا۔

ریچھ: یہ ایک منض شخص تھا جو لوگوں کو اپنے ساتھ بد فعلی کی طرف بلاتا تھا لہذا اللہ نے اسے ریچھ کی صورت میں مسخ کر دیا۔
ہاتھی: یہ ایک ایسا شخص تھا جو چوپایوں کے ساتھ بد فعلی کیا کرتا تھا لہذا اللہ نے اسے ہاتھی کی صورت میں مسخ کر دیا۔
کرم سیاہ: جو عورتوں کے ساتھ زنا کیا کرتا تھا اور کسی چیز کو نہیں چھوڑتا تھا لہذا اللہ نے اسے کرم سیاہ کی صورت میں مسخ کر دیا۔
سگ ماہی: یہ شخص تمام (ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر کرنے والا) تھا لہذا اللہ نے اسے سگ ماہی کی صورت میں مسخ کر دیا۔

بچھو: یہ ایک چغلوں کا شخص تھا لہذا اللہ نے اسے بچھو کی صورت میں مسخ کر دیا۔

(ایک شخص جو حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا لہذا اللہ نے اسے ریچھ کی صورت میں مسخ کر دیا)

سمیل: یہ ایک ایسا شخص تھا جو خراج وصول کیا کرتا تھا لہذا اللہ نے اسے ایک (سمیل نامی) ستارہ کی صورت میں مسخ کر دیا۔

زہرہ: یہ ایک عورت تھی جس نے ہاروت اور ماروت کو ورغلا یا تھا لہذا اللہ نے اسے مسخ کر دیا۔

مکڑی: یہ ایک بد اخلاق اور اپنے شوہر کی نافرمان عورت تھی جو اس سے روگردانی کرتی تھی لہذا اللہ نے اسے مکڑی کی صورت میں مسخ کر دیا۔

﴿۲﴾

خارپشت: یہ ایک بد اخلاق مرد تھا لہذا اللہ نے اسے خارپشت کی صورت میں مسخ کر دیا۔

ابو الحسن علی ابن اسواری مذکر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یحییٰ ابن احمد ابن سعدویہ بودی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو محمد زکریا

ابن یحییٰ ابن عبید عطار نے دیماط میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: قلائسی عبدالعزیز ابن عبداللہ اویسی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن جعفر نے امام جعفر صادق کے غلام معتب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے نقل کیا کہ میں نے رسول خدا سے مسخ شدہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ان کی تعداد تیرہ ہے: ہاتھی، رینچھ، سوزر، بندر، سگ ماہی، سوسمار، چوگاڈ، کرم سیاہ، بچھو، مکڑی، خرگوش، سہیل اور زہرہ۔ آپ سے پوچھا گیا: ان کے مسخ ہونے کی وجہ کیا تھی؟ آپ نے فرمایا:

ہاتھی: یہ اغلام باز تھا جو کسی خشک وتر سے دریغ نہیں کرتا تھا۔

رینچھ: یہ مخنث شخص تھا جو مردوں کو اپنے ساتھ بد فعلی کی طرف بلاتا تھا۔

سوزر: یہ نصاریٰ کی قوم تھی جنہوں نے اپنے پروردگار سے ان پر مانکہ (دسترخوان) کے نازل کرنے کی درخواست کی تھی اور جب وہ نازل ہو گیا تو انہوں نے شدید ترین انداز میں کفر اختیار کیا اور اسی طرح اسے جھٹلادیا۔

بندر: یہ وہ قوم ہے جس نے ہفتہ کے دن زیادتی کی ہے۔

سگ ماہی: یہ دیوث شخص تھا جو مردوں کو اپنی بیوی کے ساتھ زنا کی طرف بلاتا تھا۔

سوسمار: یہ بدو عرب تھا جو اپنے عصا سے حاجیوں کی چوری کیا کرتا تھا۔

چمگادڑ: یہ ایسا شخص تھا جو کھجور کے درختوں سے ان کے میوے چراتا تھا۔

کرم سیاہ: یہ شخص ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر کرتا تھا اور اس طرح محبت کرنے والوں میں جدائی ڈالتا تھا۔

بچھو: یہ شخص بد زبان تھا کہ اس کی زبان سے کوئی محفوظ نہیں تھا۔

مکوئی: یہ عورت تھی جو اپنے شوہر کے ساتھ خیانت کرتی تھی۔

خرگوش: یہ ایسی عورت تھی جو حیض وغیرہ سے پاک نہیں ہوتی تھی۔

سہیل: یہ شخص یمن میں خراج وصول کرتا تھا۔

زہرہ: یہ ایک نصرانی عورت تھی جو بنی اسرائیل کے کسی بادشاہ کی بیوی تھی اور یہی وہ عورت ہے جس نے ہاروت اور ماروت کو ورغلا یا تھا!

اس کا نام نامیل تھا جبکہ لوگ اسے نامید کہہ کر پکارتے تھے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: عوام الناس زہرہ اور سہیل کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ دو ستاروں کے نام ہیں

جبکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ یہ دو چوپائے ہیں، سمندری چوپائے کہ ان کے نام آسمان میں موجود دو ستاروں کے نام پر رکھے گئے ہیں جس طرح کہ آسمانی

برجوں کے نام روئے زمین پر موجود حیوانوں کے ناموں پر رکھے گئے ہیں، جیسے: حمل، ثور، جوزا، سرطان، عقرب، حوت، جدی اور اسی طرح زہرہ

اور سہیل۔

لوگ ان دونوں کے متعلق ہی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں نہ کہ باقی ستاروں کے متعلق اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور سے ان دونوں کا مشاہدہ

ممکن نہیں کہ انہیں دیکھا جاسکے کیونکہ یہ سمندر کی تہ میں زندگی بسر کرتے ہیں کہ جہاں کوئی کشتی جا سکتی ہے اور نہ ہی کوئی اور حیلہ کام آتا ہے۔ نیز اللہ

عزوجل نافرمانوں کو چمکتے انوار کی صورت میں مسخ نہیں کرتا کہ ان سے خشکی و سمندر میں رہنے کی حاصل کی جائے اور پھر انہیں اس وقت تک باقی رکھے کہ جب تک آسمان و زمین باقی ہیں جبکہ مسخ شدہ تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہے اور (تین دن کے بعد) مر گئے، لہذا ان کی نسل آگے نہ بڑھ سکی۔

ان حیوانات کو مسخ شدہ کہا جاتا ہے لہذا یہ لفظ "مسخ" کا استعمال مستعاراً و مجازی ہے، بلکہ ان کی مثال ایسی ہے جیسے اللہ عزوجل نے ان کی صورت میں اس قوم کو مسخ کیا تھا کہ جس نے اس کی نافرمانی کی تھی اور اس طرح اس کی نافرمانی کی وجہ سے وہ اللہ کی نعمت سے محرومی کے مستحق ہوئے تھے۔ نیز اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے گوشت کو حرام قرار دیا تاکہ ان سے کوئی نفع حاصل کیا جاسکے اور نہ ہی ان کی اس سزا کو معمولی سمجھا جائے! میں نے یہ حکایت ابو الحسن محمد ابن جعفر اسدی سے نقل کی ہے۔

﴿۲﴾ ایک لڑکے کے بالغ ہونے کی غمخو تیرہ مہینے سے چودہ سال ہرے میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن محمد ابن ابوالنضر بزنطی سے، اس نے حسین خادم سے جو لوگوں کی تجارت کرتا تھا، اس نے عبداللہ ابن سنان سے نقل کیا کہ میرے والد نے امام جعفر صادق سے یتیم کے متعلق سوال کیا جبکہ میں بھی وہیں پر موجود تھا کہ اس کے معاملات کب درست شمار ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: جب وہ حد بلوغت کو پہنچے۔ میرے والد نے کہا: وہ بالغ کب ہوتا ہے تو امام نے فرمایا: جب اُسے احتلام ہو۔۔۔ راوی کہتا ہے۔۔۔ میں نے کہا: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لڑکا اٹھارہ سال یا اس سے کم یا زیادہ کا ہو جاتا ہے مگر اسے احتلام نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ امام جعفر صادق نے فرمایا: اگر وہ بالغ ہے اور اب ثواب و گناہ اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں تو اس کے ساتھ معاملہ کرنا جائز ہے مگر یہ کہ وہ نادان ہو یا ضعیف العقل (کہ ایسی صورت میں اس کے ساتھ معاملہ کرنا جائز نہیں)۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن علی و شام سے، اس نے عبداللہ ابن سنان سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جب لڑکا اپنی بلوغت کو پہنچ جائے اور تیرہ سال سے ہو کر چودھویں میں داخل ہو جائے تو اس پر بھی وہ واجبات عائد ہوتے ہیں جو ایک حکم پر عائد ہوتے ہیں خواہ اسے احتلام ہو گیا ہو یا نہ ہو، لہذا اس کے نامہ اعمال میں برائیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کی نیکیاں بھی ثبت ہوتی ہیں اور اس کے لئے اپنے مال میں تصرف کرنا جائز ہو جاتا ہے مگر یہ کہ وہ ضعیف العقل ہو یا نادان۔

﴿۳﴾ امیر المومنینؑ کی تیرہ فضیلتیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن حسن مؤدب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن علی اصہبانی نے ابراہیم ابن محمد ثقفی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن حسن ابن عبید اللہ ابن موسیٰ عیسیٰ نے محمد ابن علی سلمیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن محمد ابن عقیل سے اس نے جابر ابن عبداللہ انصاری سے نقل کیا کہ میں نے رسول خدا کو یہ کہتے سنا کہ علیؑ میں کچھ ایسی خوبیاں پائی جاتی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی تمام لوگوں میں ہوتی تو لوگ اسی فضیلت پر اکتفا کرتے:

رسول اللہؐ نے فرمایا: جس کا میں مولا ہوں علیؑ اس کا مولا ہے۔

میں نے فرمایا: میں نے اسے سنا ہے۔ علیؑ نے فرمایا: میں نے اسے سنا ہے۔ علیؑ نے فرمایا: میں نے اسے سنا ہے۔ علیؑ نے فرمایا: میں نے اسے سنا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: علیؑ میرے لئے میرے نفس کی طرح ہے کہ اس کی اطاعت میری اطاعت اور اس کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: علیؑ سے جنگ کرنا اللہ سے جنگ کرنا ہے اور علیؑ سے صلح کرنا اللہ سے صلح کرنا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: علیؑ کا دوست اللہ کا دوست ہے اور علیؑ کا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔

آپؑ نے فرمایا: علیؑ اللہ کے بندوں پر اس کی حجت اور اس کا خلیفہ ہے۔

آپؑ نے فرمایا: علیؑ کی محبت ایمان اور اس سے بغض رکھنا کفر ہے۔

آپؑ نے فرمایا: حزب علیؑ ہی حزب اللہ ہے اور علیؑ کے دشمنوں کا گروہ حزب شیطان ہے۔

آپؑ نے فرمایا: علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق اس کے ساتھ ہے کہ یہ دونوں جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر

وارد ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: علیؑ جنت و جہنم کو تقسیم کرنے والا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: جس نے علیؑ کو چھوڑا اس نے مجھے چھوڑ دیا اور جس نے مجھے چھوڑ دیا تو اس نے اللہ عزوجل کو چھوڑ دیا۔

آپؑ نے فرمایا: شیعان علیؑ ہی روز قیامت کا میاب ہوں گے۔

﴿چودھواں باب﴾

﴿۱﴾ خضاب میں چودہ خوبیاں پائی جاتی ہیں: احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابراہیم ابن اسحاق نہادندی سے، اس نے محمد ابن علی بغدادی سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ ابن مبارک سے، اس نے عبداللہ ابن زید سے مرفوع روایت بیان کی کہ رسول خدا نے فرمایا: خضاب کے لئے ایک درہم خرچ کرنا اللہ کی راہ میں ایک ہزار درہم خرچ کرنے سے افضل ہے!

نیز اس میں چودہ خوبیاں پائی جاتی ہیں: دونوں کانوں سے ترنگ کو خارج کرتا ہے، آنکھوں کے دھندلے پن کو دور کرتا ہے، نتھنوں کو لطیف و ملائم کرتا ہے، منہ کو خوشبودار بناتا ہے، مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے، سستی و لاغرئی کو دور کرتا ہے، شیطانی وسوسوں کو کم کرتا ہے، فرشتوں کو خوش کرتا ہے، مومن کو شاد رکھتا ہے، کافر کو غیظ و غضب میں لے آتا ہے، زینت، خوشبو اور عذابِ قبر سے نجات ہے اور اس سے منکر و تکبر جیا محسوس کرتے ہیں۔

محمد ابن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو حامد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یزید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن صالح تمیمی نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: انس ابن محمد ابو مالک نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے نقل کیا کہ نبی نے انہیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علی، خضاب کے لئے خرچ کیا گیا ایک درہم اللہ کی راہ میں خرچ کیے گئے ایک ہزار درہم سے افضل ہے اور اس میں چودہ خوبیاں پائی جاتی ہیں: کانوں سے ترنگ کو باہر نکالتا ہے، بصارت کو جلا، بخشتا ہے، نتھنوں کو لطیف و ملائم بناتا ہے، منہ کو خوشبودار بناتا ہے، مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے، سستی و لاغرئی کو دور کرتا ہے، شیطانی وسوسوں کو کم کرتا ہے، فرشتے اس سے خوش ہوتے ہیں، مومن کو اس سے شادمانی حاصل ہوتی ہے، کافر اس سے غیظ و غضب میں آجاتا ہے، یہ زینت اور خوشبو ہے، منکر و تکبر اس سے شرم محسوس کرتے ہیں اور یہ اس کی قبر میں (عذاب سے) براست کا پروانہ ہے۔

ابو احمد محمد ابن جعفر بندار شافعی فرغانی نے فرغانہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو بکر مسعدہ ابن اسمع نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عمرو و احمد ابن حازم ابن یونس ابن محمد ابن حازم ابن ابی عروہ عفاقری صحابی رسول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد نے کہا: محمد ابن کتایبہ ابو یحییٰ اسدی نے ہمیں خبر سنائی، کہا: ہشام ابن عروہ نے عثمان ابن عروہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے زبیر ابن عوام سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: بوڑھاپے کو تبدیل کر دو اور یہود و نصاریٰ کے مشابہ نہ ہو جاؤ!

ابو محمد ابن عبداللہ شافعی نے فرغانہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو جعفر محمد ابن جعفر اشعث نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو حاتم محمد ابن ادریس نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عبداللہ انصاری نے محمد ابن عمر و ابن علقمہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابو ہریرہ سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: بوڑھاپے کو بدل دو اور یہود و نصاریٰ کی شبیہ مت بنو!

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: مذکورہ دونوں روایتوں کو میں نے باب خضاب میں بیان کیا ہے: ایک کوزیر سے اور دوسری کو ابو ہریرہ سے، اس لئے کہ نامہی افراد شیعوں کے خضاب استعمال کرنے کے منکر ہیں جبکہ اب ان روایتوں کو وہ رو نہیں کر سکتے (کہ ایک زبیر سے تو دوسری ابو ہریرہ

سے منقول ہے) اور اس طرح یہ دو صدہائیں اُن پر ہماری حجت ہیں۔

﴿۲﴾ غسل کسے چودہ مواقع: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے احمد بن ابونصر بزنطی سے، کہا: عبد اللہ بن سنان نے ہم سے روایت بیان کی ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: غسل چودہ موقعوں پر کیا جاتا ہے: غسل میت، غسل جنابت، غسل میت دینے والے کا غسل، غسل جمعہ، عید فطر اور عید الاضحیٰ کا غسل، عرفہ کے روز کا غسل، غسل احرام، کعبہ میں داخل ہونے کا غسل، مدینہ میں داخل ہونے کا غسل، حرم میں داخل ہونے کا غسل، غسل زیارت، رمضان کی انیس، اکیس اور تیسویں رات کا غسل۔

﴿۳﴾ اصحاب عقبہ کی تعداد چودہ ہے: احمد بن محمد بن بشم عجلیٰ کہتے ہیں: یحییٰ ابن زکریا قنّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبد اللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبد اللہ ابن فضل ہاشمی سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے زیاد ابن منذر سے، کہا: مشائخ کی ایک جماعت نے حذیفہ ابن یمان کے ذریعہ مجھ سے روایت نقل کی کہ جن لوگوں نے جنگ تبوک سے واپسی پر رسول خدا کے ناقہ کو پریشان کیا تھا ان کی تعداد چودہ ہے: ابوالشور، ابوالدوانی، ابوالعازف، اس کا باپ، طلحہ، سعد ابن ابی وقاص، ابو عبیدہ، ابوالاعور، مغیرہ، ابو حذیفہ کا غلام سالم، خالد ابن ولید، عمر واہن عاص، ابوموسیٰ اشعری اور عبدالرحمن ابن عوف۔

نیز یہی وہ افراد ہیں کہ جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: وہموا بما لہم ینالوا۔ ایسی بات کا عزم کیا جسے نہ کر سکے۔ (سورہ توبہ - آیت ۷۴)

﴿پندرہواں باب﴾

﴿۱﴾ جب یہ امت پندرہ خصلتوں کی مرتکب ہو گئی تو اس پر بلا نازل ہو گئی: حسن ابن عبد اللہ ابن سعید عسکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عبد اللہ بزاز نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن ابراہیم عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالریح سلیمان ابن داؤد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: فرج ابن فضالہ نے یحییٰ ابن سعید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن حنفیہ سے اور انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: جب میری امت پندرہ خصلتوں کی مرتکب ہوگی تو اس پر بلا نازل ہوگی۔

آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول، وہ کون سی بلا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب مال غنیمت لوگوں کی دولت، لوگوں کی امانت مال غنیمت، زکوٰۃ ادا کرنا ایک نقصان شمار ہونے لگے گا، مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا، اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے دوست سے نیکی اور اپنے باپ پر جفا کرے گا، قوم کا سردار ان میں کار ذیل ترین فرد ہوگا، قوم اس کا اکرام اس کے شر کے خوف کی وجہ سے کرے گی، مسجدوں میں آوازیں بلند کی جائیں گی، ریشم پہنا جائے گا، خوش الحان کنیریں رکھی جائیں گی، تنبورہ بجایا جائے گا اور اس امت کے اگلے لوگ پچھلوں کو لعنت کرنے لگیں تو (ایسی صورت میں) سُرخ آندھی، زمین میں دھنسنے اور سُرخ (ہونے) کا انتظار کرنا چاہئے۔

ابوسعید محمد ابن فضل ابن محمد ابن اسحاق مذکر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یحییٰ بزاز نیشاپوری نے اپنے اس اجازہ میں جو اس نے ہمارے لئے تحریر کیا تھا ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسام ابن عمران ثقفی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: قتیبہ ابن سعید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: فرج ابن فضالہ نے یحییٰ ابن سعید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن علی سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے حضرت علی ابن ابی طالب سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: جب میری امت پندرہ خصلتوں کی مرتکب ہوگی تو اس پر بلا نازل ہوگی۔

آپ سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول، وہ کون سی بلا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب مال غنیمت لوگوں کی دولت، لوگوں کی امانت مال غنیمت، زکوٰۃ ادا کرنا ایک نقصان شمار ہونے لگے گا، مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا، اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے دوست سے نیکی اور اپنے باپ پر جفا کرے گا، قوم کا سردار ان میں کار ذیل ترین فرد ہوگا، قوم اس کا اکرام اس کے شر کے خوف کی وجہ سے کرے گی، مسجدوں میں آوازیں بلند کی جائیں گی، ریشم پہنا جائے گا، خوش الحان کنیریں رکھی جائیں گی، تنبورہ بجایا جائے گا اور اس امت کے اگلے لوگ پچھلوں کو لعنت کرنے لگیں تو (ایسی صورت میں) انہیں سُرخ آندھی، زمین میں دھنسنے اور سُرخ (ہونے) کا انتظار کرنا چاہئے۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: آپ کے اس قول: اس امت کے اگلے لوگ پچھلوں پر لعنت کرنے لگیں سے مراد وہ خوارج ہیں جو امیر المؤمنین پر لعنت کرتے ہیں جبکہ آپ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے سلسلہ میں اس امت کے سب سے پہلے شخص ہیں۔

﴿۲﴾ بچہ کو پندرہ اور سولہ سال کی عُمر کے درمیان روزوں کا پابند بنایا جائے: جعفر ابن علی ابن حسن ابن علی ابن عبد اللہ ابن مغیرہ کوئی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد علی ابن حسین نے اپنے والد حسن ابن علی ابن عبد اللہ ابن مغیرہ کوئی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عباس ابن عامر غضبانی سے، اس نے اپنے سلسلہ سند میں سے کسی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: پندرہ اور سولہ سال کی عُمر کے درمیان بچہ کو روزے رکھنے کا پابند کیا جانا چاہئے!

﴿۳﴾

ایام تشریق (۱۰ تا ۱۳ ذی الحج) میں منیٰ میں پندرہ نمازوں کے بعد تکبیر کہنا: محمد بن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا محمد بن حسن صفار نے عباس ابن معروف کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن مہر یار سے، اس نے حماد ابن عیسیٰ سے، اس نے حرز ابن عبداللہ سے، اس نے زرارہ ابن اہب سے نقل کیا کہ میں نے امام محمد باقر سے ایام تشریق میں نمازوں کے بعد تکبیر کہنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: منیٰ میں پندرہ نمازوں کے بعد تکبیر کہنی چاہئے جبکہ باقی شہروں میں دس نمازوں کے بعد پہلی تکبیر قربانی کے دن (۱۰ ذی الحج کو) ظہر کی نماز کے بعد اور کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر، واللہ الحمد، اللہ اکبر علی ما ہلنا، واللہ اکبر علی ما رزقنا من بہیمۃ الأنعام۔ البتہ دیگر تمام شہروں میں دس نمازوں کے بعد تکبیر کہنی چاہئے اس لئے کہ جب لوگ منیٰ سے پہلی بار کوچ کریں (۱۲ ذی الحج کو) تو دوسرے شہروں میں موجود افراد کو تکبیر کہنے سے رک جانا چاہئے جبکہ منیٰ میں موجود افراد کو اس وقت تک تکبیر کہنی چاہئے کہ جب تک وہ منیٰ میں ہیں یہاں تک کہ آخری کوچ واقع ہو۔

میرے والد دروسی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا محمد ابن یحییٰ عطار نے حسین ابن حسین ابن اہلق تاجر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن مہر یار سے، اس نے حماد ابن عیسیٰ اور فضالہ سے، اس نے معاویہ ابن عمار سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق سے ایام تشریق میں تکبیر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: قربانی کے دن نماز ظہر سے اگلی دس نمازوں تک جبکہ منیٰ میں موجود افراد کو چاہئے کہ اگر وہ ظہر اور عصر تک قیام کریں تو تکبیر کہیں۔

﴿۴﴾

رجب کے پندرہ دن روزہ رکھنے والے کا ثواب: محمد ابن حسن ابن احمد ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن عیسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن نصر بن نبطی نے ابان ابن عثمان کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے کثیر التواتر سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: حضرت نوح رجب کی پہلی تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے تو آپ نے اپنے ہمراہ سوار ہونے والوں کو اپنے ساتھ اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا: جو شخص اس دن روزہ رکھے تو جہنم کی آگ اس سے دس سال کے فاصلہ پر رہے گی؛ جو شخص سات دن روزہ رکھے تو اُس پر جہنم کے سات دروازے بند کر دیئے جائیں گے؛ جو شخص آٹھ دن روزہ رکھے تو اُس پر جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جو شخص پندرہ دن روزہ رکھے تو اسے اس کی ماگی ہوئی چیز عطا ہوگی۔ نیز جو شخص زیادہ روزے رکھے تو اللہ عزوجل (اس کے اجر میں) اضافہ فرمائے گا۔

محمد ابن حسن نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن حسین ابن عبدالعزیز مہندی نے امام موسیٰ کاظم کے غلام سیف ابن مبارک ابن یزید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد مبارک سے نقل کیا کہ امام موسیٰ کاظم نے فرمایا: حضرت نوح رجب کی پہلی تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے تھے۔ اور پھر بیعت روایت بیان کی۔ نیز میں نے کتاب فضائل رجب میں اسی روایت کو بیان کیا ہے۔

﴿۵﴾

ہر پندرہ دنوں میں نورہ لگانا سنت ہے: میرے والد اور محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، دونوں نے کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے ہمارے کسی ساتھی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: سنت یہ ہے کہ پندرہ دن میں نورہ لگایا جائے لہذا اگر کوئی اکیس دنوں تک نورہ نہ لگائے تو اسے چاہئے کہ اللہ عزوجل کے نام پر قرض لے اور نورہ لگائے جبکہ اگر کوئی شخص چالیس دن تک نورہ نہ لگائے تو وہ مؤمن ہے اور نہ ہی مسلم اور نہ اس کا کوئی اکرام (رہ جاتا ہے)۔

﴿سولہواں باب﴾

﴿۱﴾ عالم کے سولہ حقوق ہیں: ابوالقاسم حسن ابن محمد ابن سعید ہاشمی کوئی نے مسجد کوفہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن ابراہیم غطفانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسن ابن عبدالرحمن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد ابن بشام وراق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن محمد سدوسی فقیہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن علوان نے عبداللہ ابن حسن ابن حسن ابن علی ابن ابی طالب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے جد علی ابن ابی طالب سے نقل کیا کہ حق عالم یہ ہے کہ تم اس سے زیادہ سوال مت کرو، جواب میں اس سے پہلے مت کرو، اگر وہ اعراض کرے تو اصرار مت کرو، جب وہ تھک جائے تو اس کے دامن سے مت لپٹو، اپنے ہاتھ سے اس کی جانب اشارہ مت کرو، اپنی آنکھ سے اس کی طرف اشارہ مت کرو، اس کی محفل میں اس سے سرگوشی مت کرو، اس کے عیوب تلاش کرتے نہ پھرو، یہ مت کہو کہ فلاں شخص نے تمہاری مخالفت میں یہ کہا ہے، اس کے راز کو فاش مت کرو، اس کے سامنے کسی کی غیبت مت کرو، اس کے سامنے اور پیچھے پیچھے بھی اس کی حفاظت کرو، عموماً سب کو سلام کرو اور عالم کو بالخصوص سلام کرو، اس کے سامنے بیٹھو (اس کے پیچھے نہیں)، اگر اسے کوئی ضرورت پیش آئے تو دوسروں سے پہلے تم خدمت کے لئے اقدام کرو اور اس کی طویل گفتگو سے زج مت ہوؤ کہ عالم کی مثال کھجور کے درخت جیسی ہے (جو دیر سے پھل دیتا ہے) لہذا تمہارے اوپر اس درخت سے کوئی منفعت گرنے تک کا انتظار کرو۔

عالم کی منزلت ایک روزہ دار نمازی مجاہد کی سی ہے کہ جب عالم کا انتقال ہوتا ہے تو اسلام میں ایک رخنہ پڑ جاتا ہے، ایسا رخنہ کہ جسے تا قیامت کوئی شے پُر نہیں کر سکتی، ایسے علم کے متلاشی کے جنازہ میں آسمان کے ستر ہزار مقرب فرشتے شرکت کرتے ہیں۔

﴿۲﴾ سولہ چیزیں تنگدستی کا باعث ہیں جبکہ سترہ چیزیں رزق میں زیادتی کا باعث ہیں: محمد ابن علی ماجیلویہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا محمد ابن ابوالقاسم نے محمد ابن علی قوسی کوئی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو زیاد محمد ابن زیاد بصری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن عبدالرحمن مدائنی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ثابت ابن ابی صفیہ ثمالی نے ثور بن سعید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سعید ابن علاقہ سے نقل کیا کہ میں نے امیر المومنین کو یہ کہتے سنا: کھڑی کے جائے کو گھر میں رہنے دینا تنگدستی کا باعث ہے، حمام میں پیشاب کرنا تنگدستی کا باعث ہے، جنابت کی حالت میں کھانا تنگدستی کا باعث ہے، تنکے سے خلال کرنا تنگدستی کا باعث ہے، کھڑے ہو کر کنگھی کرنا تنگدستی کا باعث ہے، کچرا گھر میں رکھنا تنگدستی کا باعث ہے، جھوٹی قسم کھانا تنگدستی کا باعث ہے، زنا کرنا تنگدستی کا باعث ہے، حرص کا اظہار کرنا تنگدستی کا باعث ہے، مغرب و عشاء کے درمیان سو جانا تنگدستی کا باعث ہے، طلوع عیش سے پہلے سونا تنگدستی کا باعث ہے، جھوٹ بولنے کی عادت اختیار کرنا تنگدستی کا باعث ہے، روزمرہ کے اخراجات کا اندازہ نہ کرنا تنگدستی کا باعث ہے، قطع رحمی تنگدستی کا باعث ہے، زیادہ گانے سننا تنگدستی کا باعث ہے، رات کے وقت مرد سائل کو رو کرنا تنگدستی کا باعث ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: کیا اس کے بعد میں تم لوگوں کو ان چیزوں سے آگاہ نہ کر دوں جن سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں اے امیر المومنین۔

آپ نے فرمایا: دو نمازوں کو باہم پڑھنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، نماز فجر کے بعد تعقیبات میں مشغول ہونے سے رزق میں اضافہ

ہوتا ہے، صلہ رجمی سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، سخن میں جھار دینے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، دینی بھائیوں میں برابری کا سلوک روار کھنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، علی الصبح رزق کی تلاش میں نکلنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، استغفار کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، امانت داری سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، حق بات کہنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، اذان کا جواب دینے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، بیت الخلاء میں بات چیت نہ کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، حرص کو ترک کر دینے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، نعمت دینے والے (ایک نسخہ میں صرف نعمت ہے) کا شکر ادا کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، جھوٹی قسم کھانے سے پرہیز کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، کھانے سے پہلے وضو کرنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، دسترخوان پر گری ہوئی شے کو کھانے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے اور روزانہ تیس مرتبہ اللہ کی تسبیح کرنے سے ستر قسم کی بلائیں دور ہوتی ہیں کہ جن میں کم ترین بلا تنگدستی ہے۔

﴿۳۱﴾ سولہ خصلتیں حکمت و دانائی ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار اور احمد ابن اوریس دونوں نے مجھ سے روایت بیان کی، دونوں نے کہا: ابو سعید کلبی ابن زیاد دی نے محمد ابن حسن ابن زید زیات کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عمر وابن عثمان جزاز سے، اس نے ثابت ابن دینار سے، اس نے سعد ابن طریف خفاف سے، اس نے اصح ابن نباتہ سے نقل کیا کہ امیر المؤمنین فرمایا کرتے تھے: راست گوئی امانت ہے، جھوٹ خیانت ہے، ادب ریاست ہے، عزم کی پختگی ذہانت ہے (ایک نسخہ میں ہے: اسراف تلف کرنا ہے) میانہ روی ثروت مند لاتی ہے، حرص تنگدستی لاتی ہے، پستی حقیر بنا دیتی ہے، سخاوت قربت ہے، ملامت اجنبیت ہے، رقت قلب عاجزی ہے، عاجزی تو بہن ہے، ہوا پرستی کجروی ہے، وفاداری پیانہ ہے، خود بینی بلاکت ہے اور صبر زندگی کی کسوٹی ہے۔

﴿۳۲﴾ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سولہ قسم کے افراد ان کے اہلیت سے محبت نہیں کرتے بلکہ ان سے بغض و عناد رکھتے ہیں: احمد ابن حسن قطان اور علی ابن احمد ابن موسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو بکر ابن محمد ابن بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو معاویہ ضریر نے اعمش کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا۔
بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے کہا: اور عبداللہ ابن محمد ابن باطویہ نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن عبدالمومن زعفرانی کوئی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مسلم ابن خالد زنجی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: امام جعفر صادق نے اپنے والد اور انہوں نے اپنے جد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی۔

بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے کہا: اور حسن ابن سنان نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے محمد ابن خالد برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے مسلم ابن خالد سے، اور اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا: ان سب نے کہا: تیرہ جبکہ تمیم نے کہا: سولہ افراد میرے جد کی امت میں سے ایسے ہیں جو نہ ہم سے محبت کرتے ہیں اور نہ ہی لوگوں کو ہم سے محبت کرنے پر اکساتے ہیں بلکہ وہ ہم سے بغض رکھتے ہیں، ہمیں دوست نہیں رکھتے اور خود ہم سے دور ہو جاتے ہیں اور لوگوں کو ہم سے دور کر دیتے ہیں لہذا یہ ہمارے حقیقی دشمن ہیں کہ ان کے لئے جہنم کی آگ ہے اور سوزناک عذاب!

میں نے کہا: اے فرزند رسول مجھے ان کے بارے میں تفصیل سے بتائیں کہ خدا آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آپ نے فرمایا:

۱۔ جس کی خلقت میں ایک زائد عضو ہو۔ لہذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے کہ جس کی خلقت میں ایک زائد عضو ہو مگر یہ کہ وہ ہمارا دشمن ہوگا اور تم اس کے دل میں ہماری محبت نہیں پاؤ گے۔

۲۔ جس کی خلقت میں ایک عضو کم ہو۔ لہذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو ناقص الخلق ہو مگر یہ کہ اس کے دل میں ہمارے لئے کینہ پاؤ گے۔

۳۔ جس کی وہابی آنکھ پیدا کئی طور پر دیکھنے سے قاصر ہو۔ لہذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو وہابی آنکھ سے پیدا کئی کانا ہو مگر یہ کہ وہ ہم سے جنگ کرنے والا ہوگا اور ہمارے دشمنوں سے صلح کرنے والا۔

۴۔ جس کے بوڑھاپے میں بھی کالے بال ہوں۔ لہذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جس کے بوڑھاپے میں بھی کالے بال ہوں اور اس کی ڈاڑھی کٹوے کے منہ کے بالائی حصہ کی مانند کالی ہو مگر یہ کہ وہ ہمارے خلاف لوگوں کو اکٹھا کرتا ہوگا اور ہمارے دشمنوں سے جا ملا ہوگا۔

۵۔ جس شخص کا رنگ انتہائی سیاہ ہو۔ لہذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جس کا رنگ انتہائی سیاہ ہو مگر یہ کہ وہ ہمیں گالی دیتا ہوگا اور ہمارے دشمنوں کی مدد سرائی کرتا ہوگا۔

۶۔ جس شخص کے سر پر بال نہ ہوں۔ لہذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو گنجا ہو مگر وہ ہمارے خلاف بد گوئی اور بد زبانی کرتا ہوگا اور ہماری باتوں کو ادھر۔ سے ادھر اور ادھر سے ادھر کرتا ہوگا۔

۷۔ جو شخص اپنے ہاتھ میں سبز گینہ جڑا چاندی کی انگوٹھی پہنے ہو۔ لہذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو اپنے ہاتھ میں چاندی کی سبز گینہ جڑی انگوٹھی پہنے ہوئے ہو مگر یہ کہ ان کی تعداد زیادہ ہوگی اور ایک چہرے کے ساتھ ہم سے ملیں گے تو ایک چہرے کے ساتھ ہم سے منہ پھیر لیں گے اور (ایسے لوگ) ہماری ہلاکت کی گھات میں بیٹھے ہوتے ہیں۔

۸۔ جو شخص زنا زادہ ہو۔ لہذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو زنا زادہ ہو مگر یہ کہ وہ ہمارا دشمن ہوگا اور بر ملا کینہ پرور (ایک نسخہ میں گمراہ ہے) بھی۔

۹۔ جس شخص کو برص ہو۔ لہذا خدا کی مخلوق میں سے تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو برص میں مبتلا ہو مگر یہ کہ وہ ہمارے لئے گھات لگائے بیٹھا ہوگا اور ہمارے شیعوں کی بھی تاکہ وہ اپنے زعم میں ہمیں راہ راست سے گمراہ کر دے۔

۱۰۔ جس شخص کو کوڑھ کا مرض لاحق ہو۔ کوڑھی افراد سنگ جہنم ہیں اور وہ اسی میں داخل ہوں گے۔

۱۱۔ جو شخص پستہ قد ہو۔ لہذا تم کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھو گے جو پستہ قد ہو مگر یہ کہ وہ ہماری بھوکے گا اور لوگوں کو ہمارے خلاف جمع کرے گا۔

۱۲۔ اُس شہر کے باسی جسے جحستان کے نام سے پکارا جاتا ہے کہ وہاں کے رہنے والے ہمارے دشمن ہیں اور یہ لوگ بدترین خلق ہیں کہ ان پر وہی عذاب ہوگا جو فرعون، ہامان اور قارون پر ہوگا۔

۱۳۔ اُس شہر کے باسی جسے رے کے نام سے پکارا جاتا ہے کہ یہ لوگ اللہ، اس کے رسول اور ان کے اہلبیت کے دشمن ہیں۔ نیز یہ لوگ

رسول خدا کے اہلبیت کے ساتھ جنگ کرنے کو جہاد کا نام دیتے ہیں اور ان کے مال کو غنیمت شمار کرتے ہیں، لہذا ان کے لئے دنیوی اور اخروی حیات میں رسوائی ہے اور ہمیشہ کا عذاب۔

۱۴۔ اُس شہر کے باسی جس کو موصل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور یہ لوگ روئے زمین پر بدترین لوگ ہیں۔

۱۵۔ اُس شہر کے باسی جس کا نام زوراء ہے اور اسے آخری زمانہ میں تعمیر کیا جائے گا کہ یہ لوگ ہمارے خون سے شفا طلب کریں گے، ہم سے بغض کے ذریعہ (خدا کا) قربت چاہیں گے اور مسلسل ہماری دشمنی پر نئے ہوں گے کہ یہ لوگ ہم سے جنگ کرنے کو فرض سمجھتے ہیں اور ہمیں قتل کرنا ضروری جانتے ہیں۔

اے میرے بیٹے! تم ان لوگوں سے ڈور رہو، پھر (آگاہ کرتا ہوں کہ) ان سے ڈور رہو کہ ان میں سے دو افراد بھی تمہارے اہل خانہ میں سے کسی سے نہیں ملتے مگر یہ کہ اس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔

شروع سے آخر تک اس روایت کے الفاظ تمیم بن بہلول سے نقل کیے گئے ہیں۔

(شرح: ۱۔) (اس میں شارح نے حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور مختلف راویوں کا تذکرہ کر کے ان کو غیر موثق یا مجہول بتایا ہے۔ اب وہ اصل روایت پر بحث کر رہے ہیں۔ مترجم شرح)

۲۔ تربیت سند کے لحاظ سے اصل روایت مضطرب ہے اور متن کے اعتبار سے بھی پریشان حال ہے کیونکہ جن دو طریقوں سے روایت آئی ان میں ایک سے تیرہ گروہ شمار کیے گئے اور پھر ایک اور طریقے سے آئی تو سولہ شمار کیے گئے اور جب وضاحت کی گئی تو ایک ساقط (کم) ہو گیا اور اس طرح کا اضطراب اور پریشان حالی حدیث کو کمزور بنا دیتی ہے۔ لہذا ممکن ہے کہ یہ حدیث کسی دشمن اہلبیت نے امام کے نام سے گڑھ کر شائع کر دی ہو۔ کیونکہ امام وقت کی نسبت سے یہ بدترین تبلیغات ہے کہ اس سختی کے ساتھ بہت سے گروہوں کو جو بڑے اہم گروہ ہیں ان کو امام کی زبان سے تنقید کا نشانہ بنایا جائے تاکہ اس بہانے وہ امام سے کٹ جائیں اور ان کے دشمن اور مخالف بن جائیں اور اس قسم کی فتنہ انگیزی خصوصاً دینی مقدس مقامات کے بارے میں خصوصاً جب کہ سیاسی پیمانے پر مخالفت جاری ہو ہمیشہ ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔

یقیناً امام ہشتم جعفر بن محمد صادق علیہ السلام کے دور امامت میں شیعہ تحریک اور تشیع کی تبلیغ تیزی کے ساتھ پھیل رہی تھی جس سے حکومت وقت اور خلافت بنی عباس کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے اور بنی عباس کے حامی بڑے احتیاط اور چال بازی کے ساتھ یہ چاہتے تھے کہ مخالفین کی سرکوبی کریں اور اپنا راستہ صاف کریں۔ اور امام کے بارے میں کہ جو نہ تلو اور کھینچے ہوئے تھے کہ شورش فساد کے بہانے گرفتار کریں، نہ سیاسی پارٹی بنائی ہوئی تھی کہ دوسرے الزامات ان کے خلاف تراش سکیں اور نہ ان کا علمی و دینی مقام قابل تنقید تھا تو پھر اسی قسم کی تبلیغات لوگوں کو ان سے بدظن کرنے کے لئے شائع کرنا بعید نہیں ہے۔ کیونکہ خلفائے وقت بعض ملامت افراذ کو اس بات پر آمادہ کیے ہوئے تھے کہ کافرانہ اور زندیقانہ احادیث وضع کریں اور ان کو امام سے نسبت دیدیں تاکہ اس طرح لوگوں کو ان سے متنفر کر سکیں اور ان کے گرد سے دور کر سکیں۔

۳۔ اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا جائے کہ یہ بیانات امام کی زبان سے ہی نکلے تو پھر ہو سکتا ہے کہ یہ عمومی نہ ہوں اور ہر زمانہ اور دور سے متعلق نہ ہوں بلکہ صرف ان کے اپنے زمانے کے لوگوں کے بارے میں ہوں اور شاید حضرت کو یہ پتہ چل گیا ہو کہ یہ سولہ صنف کے افراد ان مخصوص نشانوں کے ساتھ جو بیان ہوئی ہیں اس زمانے میں علیہم السلام کے مخالف لوگ تھے اور ان کے خلاف تحریکات چلاتے تھے لہذا آپ نے اپنے فرزندوں

کے لئے ایسے افراد کی نشاندہی کر دی کہ وہ ان سے دھوکہ نہ کھائیں اور مصیبت کا شکار نہ ہوں لہذا آخر حدیث میں یہ فرمایا کہ جب بھی ان میں سے کوئی شخص تنہائی میں تم سے ملاقات کرے تو اس سے خطرہ ہے کہ یا تو قتل کر ڈالے یا قتل کرنے کی کوشش کرے۔

اور بے شک وہ بعض علاقے جو اس حدیث میں شمار کیے گئے ہیں جیسے رے و جستان اس حدیث کے بیان کے موقع پر وہ متعصب ترین عربی قبائل پر مشتمل تھے اور حکومت وقت کے تابع اور انہیں کے پٹھو تھے۔ اور یہ بات قدیم شہر رے سے یوں ظاہر ہو رہی ہے کہ منصور عباسی شہر رے کو اس قدر اہمیت دیتا تھا کہ اس نے اپنے بیٹے مہدی کو وہاں کا حاکم دوایا بنایا تھا اور حقیقت میں اس نے رے کو اپنے ولی عہد کی پرورش گاہ قرار دیا تھا۔ اور یہ تو واضح ہے کہ جن حصوں میں بھی بادشاہ کا ولی عہد حکومت کرے گا تو وہاں کے لوگوں کو سو فیصدی حکومت کا حامی ہونا چاہئے۔ اور شاہی افواج میں قابل اعتماد سمجھے جائیں اور منصور جیسے خلیفہ جابر و ظالم کے لئے یہ بات بالکل درست تھی کہ وہ امام سے دشمنی برتتا اور لوگوں کو ان سے متنفر کرتا تھا اور ان کی اتباع سے روکتا تھا۔

انہی تمام حالات کا نتیجہ یہ نکلا کہ علاقہ رے صدیوں تک سنیوں کی سیاسی و علمی تبلیغات کا مرکز بنا رہا اور فخر رازی جیسے متعصب کج بیان لوگوں کی تربیت گاہ بنا جس نے اپنی تفسیر میں پوری قوت ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے حق کشی میں صرف کر ڈالی۔

اور اس خطہ کی پہلی شرمناک تاریخ کا نتیجہ یہ برآمد کہ مغلوں نے یہاں بے پناہ خونریزی و غارتگری کی اور ایسی ساری بنیادیں منہدم ہو کر رہ گئیں اور تمام لوگ نابود ہو گئے اور سوائے شیعہ و حق پرست تصنیفات و افراد کے کوئی باقی نہ بچا۔

اس زمانے میں سیستان کے علاقے کا ڈھنگ بھی یہی تھا کیونکہ یہ سرحدیں مرکز حکومت و خلافت سے دور تھیں اور ان کے بسنے والے صرف حکومت کے فوجی تھے لہذا خلیفہ وقت اور اس کے شان و شوکت کا ڈھنڈورا وہیں پیٹا جاتا تھا۔

اس موضوع کو سمجھنے کے لئے ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ اکثر افراد اور خصوصاً غیر عرب لوگوں میں دینی تعلیمات اور اسلام کا اثر اس وجہ سے تھا کہ اسلام و قرآن نے اپنی تعلیمات کی بنیاد علم و عدالت کو قرار دیا ہے۔ اور ہر قوم کے علماء و فضلاء جو قوت اسلام کے پھیلاؤ کے نتیجے میں اس کی تعلیمات سے آشنا ہوئے اسلام کے اسی لئے گرویدہ ہو گئے اور عام مسلمان بھی عدالتی قوانین سے متاثر ہوئے اور چونکہ خلفائے بنو امیہ اور وقت کے حکمرانوں کے ظلم و جہالت ان کی شرمناک حکومت میں کھل کر سامنے آچکے تھے تو وہ سب متحد ہو گئے اور اس بات پر تمل گئے کہ اس حکومت ظلم و جور کو جڑ و بنیاد سے اکھاڑ پھینکیں اور اس کا تختہ الٹ دیں اور انہوں نے حکومت کے حامیوں کا جو صرف ذاتی مفادات اور جاہ و مقام حاصل کرنے کرنے کے درپے رہتے تھے اور عوام کے صلاح و فلاح کے انہیں کوئی سروکار نہ تھا۔ حتیٰ خاتمہ کر دیا۔

اس عدالت کی جماعت جو قرآن و اسلام کا مرکز اعتماد تھی اور اس عالمانہ تحریک نے لوگوں کو اس طرح برانگیز کیا کہ مخالفین لرزہ براندام ہو گئے اور قدرتی طور پر لوگ ان دانشمند، عدالت پرور اور معصوم ائمہ کی طرف مائل ہوئے جو خاندان پیغمبر سے تعلق رکھتے تھے۔

منصور عباسی جو بڑا سیاسی گھاگ تھا اور اس نے ایک ایسا سلسلہ خلافت شروع کیا تھا جو بعد میں سینکڑوں سال تک چلتا رہا اس نے چن چن کر ایسے تمام لوگوں کا خاتمہ کیا جو بڑے جنگجو اور سیاست دان تھے لیکن جابر حکومت و سلطنت کے سخت مخالف تھے جیسے ابو مسلم کو اس نے تیرتھج کرادیا۔

اس نے ایک طرف تو علماء اور مراکز عدالت کو کہ جن میں عظیم ترین امام ششم تھے کو خانہ نشین ہونے پر مجبور کیا اور (معاذ اللہ) ان کو ذلیل کیا اور ان کو خانہ نشین کرنے اور لوگوں کو ان سے متنفر کرنے کے لئے ہر داؤد آزما اور ہر طرح کی موزوں باتیں ان کے بارے میں پھیلائیں۔ اور اس

میں ہر قسم کے لوگوں سے کام لیتا تھا اور ہر ناجائز حربہ استعمال کیا کرتا تھا۔ اور ہر شہر و صوبہ میں مخالفین اور بُری قوتوں کی ایک جماعت امام کے خلاف تیار رکھتا تھا۔

ان ناموزوں تبلیغات جن سے لوگ گمراہ ہوتے تھے اور حقیقت میں جو ان کی دین مقدس اسلام سے امیدیں وابستہ تھیں وہ ٹوٹی نظر آتی تھیں اور ان کو دین اسلام سے منحرف کرتی تھیں تو امام ان کا دفاع کرتے تھے اور اس قسم کے بیانات دیتے تھے۔

اگر وفات پیغمبر کے بعد جزیرۃ العرب میں مسلمان آپ کا جانشین آپ کی وصیت کے مطابق بناتے اور روز غدیر کے عہد نامہ کی نسبت مرکزی مخالفت نہ ہوتی تو لوگ اسلام سے منحرف نہ ہوتے اور مرتد نہ بن جاتے اور اسلام کے ابتدائی تبلیغی ادوار میں یوں قیمتی خون نہ بہائے جاتے۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ عربی تاریخ نویس خلافت اول کے وقت کی جنگوں کو ابوبکر کے عظیم فضائل سے شمار کرتے ہیں جب کہ بنظر انصاف دیکھا جائے تو یہ تمام شورشیں اور خونریزی حق کے اپنے مقام پر نہ رہنے دینے کے سبب واقع ہوئیں۔

دور بنی عباس میں بھی اسلام کے خلاف مختلف مقامات پر شورشیں برپا ہوئیں اور خونریزیاں کی گئی اور حقیقتاً یہ سب اس خاندان بنی عباس کی نا اہل قیادت کا نتیجہ ہے۔

جب قرآن کی دلاویز آواز عالم انسانی میں پہنچی جس نے ساری دنیا کو علم و عدالت کی خوشخبری سنائی تو لوگوں نے ایسے پیاسے کی طرح جو سالوں سے تلاش آب میں سرگرداں رہا تھا اس مژدہ آب حیات کو انتہائی خوشگوار کی ساتھ قبول کیا۔

لیکن جب وہ دائرہ قرآن میں داخل ہوتے اور گذشتہ ادوار کی بے انصافیاں اور ناجائز حرکات ان کو رنجیدہ و ملول کر دیتیں تو وہ حیران و پریشان ہو کر جوش میں کوئے ہو جاتے اور پانی سر سے گزر جاتا اور خونین اقدام کر گزرتے۔

آری دست بیچاہہ چوں بجاں نرسد

چاہہ جز پیر ہن در بدن نیست

ہاں جب کسی مجبور کو بے کس کا ہاتھ جان تک نہیں پہنچ پاتا

تو سوائے اس کے کہ وہ اپنے ہی کپڑے پھاڑ دے اور کچھ نہیں کر سکتا۔

(یعنی جب اصل مجرم ہاتھ نہیں لگتے تو نقصان اپنا ہی کیا جاتا ہے)

﴿سترھواں باب﴾

﴿۱﴾ غسل کئے سترہ مواقع: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حماد ابن عیسیٰ سے، اس نے حریر ابن عبداللہ سے نقل کیا، کہا: محمد ابن مسلم نے کہا کہ امام محمد باقر نے فرمایا: سترہ موقعوں پر غسل کرنا چاہئے: سترہویں رمضان کی شب کو کہ اس دن بدر میں دو لشکر ایک دوسرے کے مقابل آئے تھے، انیس کی شب کو کہ اس رات میں سال بھر کے حادثات و واقعات لکھے جاتے ہیں، اکیس کی شب کو کہ اس میں انبیاء کے اوصیاء اس دنیا سے رخصت ہوئے تھے اور اسی میں حضرت عیسیٰ ابن مریم آسمان پر چلے گئے اور حضرت موسیٰ کی روح قبض کی گئی، تیس کی شب کو کہ جس میں شب قدر کی امید ہے۔

نیز عبدالرحمن ابن ابوعبداللہ بصری کہتا ہے: مجھ سے امام جعفر صادق نے فرمایا: جو بیسویں شب کو غسل کیا کرو کہ ان دونوں راتوں میں ایسا کرنے میں تمہیں کیا حرج ہے!؟

محمد ابن مسلم کی روایت کا اگلا حصہ: عید فطر اور عید الاضحیٰ کے غسل، حرمین میں داخل ہونے کا غسل، احرام کے دن کا غسل، زیارت والے دن کا غسل، کعبہ میں داخل ہونے کے دن کا غسل، ترویہ کے دن کا غسل، عرفہ کے دن کا غسل، غسل میت، جب تم میت کو غسل دو، اسے کفن پہناؤ اور اس کے ٹھنڈا ہونے کے بعد جب تم اسے چھوؤ اس کا غسل، جمعہ کے دن کا غسل، سورج کو گرہن لگنے کا غسل بشرطیکہ پورے سورج کو گرہن لگے پھر تم بیدار ہو اور سورج گرہن کی نماز نہ پڑھی ہو تو ایسے موقع پر غسل کرو اور قضا نماز پڑھو۔

﴿ اٹھارہواں باب ﴾

﴿ ۱ ﴾ امیرالمومنینؑ کسی اٹھارہ فضیلتیں: ابو عبد اللہ حسین ابن محمد اشعری رازی نے بلخ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے جد نے مجھے خبر سنائی، کہا: محمد ابن عقیق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبد اللہ ابن صالح مقری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اسرائیل نے حکیم ابن جبیر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے مجاہد سے، اس نے عبد اللہ ابن عزاہد ابن ہادی سے، اس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ حضرت علیؑ کی اٹھارہ فضیلتیں ہیں کہ ان میں سے محض ایک فضیلت ہی ہوتی تبت بھی آپؐ نجات یافتہ تھے جبکہ آپؐ کی ایسی اٹھارہ فضیلتیں ہیں جو اس امت میں کسی کی نہیں۔

﴿ ۲ ﴾ اٹھارہ سالہ لڑکے کو اللہ عزوجل کی سرزنش: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبد اللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ابو عبد اللہ برقی نے اپنی اسناد کے ساتھ اللہ عزوجل کے اس قول: **أولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر** کیا ہم نے تمہیں عمر نہیں دی تھی کہ جو تم میں نصیحت حاصل کرنا چاہتا وہ نصیحت حاصل کرتا (سورہ فاطر - آیت ۳۷) کے بارے میں امام جعفر صادق سے مرفوع روایت نقل کی کہ یہ اٹھارہ سالہ لڑکے کو سرزنش کی گئی ہے!

﴿ انیسواں باب ﴾

﴿۱﴾ انیس کلمے ایسے ہیں کہ مصیبت کے وقت ان کے پڑھنے سے جھٹکارا ملتا ہے: ابو احمد ہانی ابن محمود ابن ہانی عبدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالحسن محمد ابن محمد ابن حسن قادری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو محمد عبدوس ابن محمد بلغاشازی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: منصور ابن اسد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن عبد اللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: اٹحق ابن یحییٰ نے حذیف ابن عبد الرحمن کے ذریعہ ہمیں خبر سنائی، اس نے سعید ابن جبیر سے، اس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ نبیؐ کے پاس تشریف لائے اور آپؐ سے کسی شے کے متعلق سوال کیا تو نبیؐ نے فرمایا: اے علیؓ، اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی مبعوث کیا، میرے پاس کم ہے اور زیادہ لیکن میں تمہیں ایک چیز کے متعلق کچھ بتاتا ہوں۔

میرے پاس میرے دوست جبرئیل آئے اور کہنے لگے: اے محمدؐ، یہ اللہ عزوجل کی جانب سے آپؐ کو ہدیہ کیا جا رہا ہے کہ اللہ نے اس کے ذریعہ آپؐ کو مکرم کیا اور آپؐ سے پہلے کسی نبیؐ کو عطا نہ کیا گیا؛ یہ انیس کلمے ہیں کہ کوئی دل سوختا، پریشانی، غمگین، رنجور شخص یا چوری اور آگ لگنے کے خوف سے یا کوئی بندہ جو کسی بادشاہ سے خوفزدہ ہو ان کے ذریعہ دعائیں مانگے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی اس پریشانی سے چھٹکارا دلائے گا۔ ان انیس کلمات میں سے چار حضرت اسماعیلؑ کی پیشانی پر، چار حضرت میکائیلؑ کی پیشانی پر، چار عرش کے ارد گرد اور چار حضرت جبرئیلؑ کی پیشانی پر تحریر ہیں جبکہ تین کلمے وہاں ہیں جہاں اللہ نے چاہا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: ان کے ذریعہ کیسے دعا کی جائے اے اللہ کے رسولؐ؟ آپؐ نے فرمایا: کہو:

يَا عِمَادَ مَنْ لَا عِمَادَ لَهُ، وَيَا ذُخْرَ مَنْ لَا ذُخْرَ لَهُ، وَيَا سِنْدَ مَنْ لَا سِنْدَ لَهُ، وَيَا حِرْزَ مَنْ لَا حِرْزَ لَهُ،
وَيَا عِيَاثَ مَنْ لَا عِيَاثَ لَهُ، وَيَا كَرِيمَ الْعَفْوِ، وَيَا حَسَنَ الْبَلَاءِ، وَيَا عَظِيمَ الرَّجَاءِ، وَيَا عَوْنَ الضُّعْفَاءِ، وَيَا مُنْقِذَ
الْغُرَقَى، وَيَا مُنْجِي الْهَلِكِي، وَيَا مُحْسِنَ، وَيَا مُجْمِلَ، يَا مُنْعِمَ، يَا مُفْضِلَ، أَنْتَ الَّذِي سَجَدَ لَكَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَ نُورُ
النَّهَارِ وَ ضَوْءُ الْقَمَرِ وَ شِعَاعُ الشَّمْسِ وَ دَوِيُّ الْمَاءِ وَ حَفِيفُ الشَّجَرِ، يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ يَا اللَّهُ، أَنْتَ وَ حُدُكَ لَا شَرِيكَ
لَكَ. اس کے بعد تم کہو: اَللّٰهُمَّ (ایک نسخہ میں حاصل ہے) اَفْعَلْ بِيْ كَذَا وَ كَذَا "اے بے سہاروں کے سہارے، اے بے
ذخیروں کے ذخیرے، اے سند نہ رکھنے والوں کی سند، اے پناہ سے محروموں کی پناہ، اے دادرس نہ رکھنے والوں کے دادرس، اے کرم کرنے
والے معاف کرنے والے، اے بہترین ممتحن، اے بڑی امید گاہ، اے کمزوروں کے مددگار، اے ڈوبتوں کو بچانے والے، اے تباہ ہونے
والوں کو بچانے والے، اے احسان کرنے والے، اے آرام دینے والے، اے نعمت دینے والے، اے عطا کرنے والے، تو وہ ہے کہ سجدہ
ریز ہے تیرے لئے رات کی تاریکی، دن کی روشنی، چاند کی چاندنی، سورج کی کرن، پانی کی آواز، اور درخت کی سرسراہٹ۔ یا اللہ، یا اللہ، یا
اللہ تو کیلنا ولا تانی ہے۔۔۔ اے اللہ میرے یہ یہ کام بنا دے۔"

پس تم اپنی بیٹھک سے کھڑے نہیں ہو گے کہ اللہ تمہاری دعا کو قبول کر لے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

احمد ابن عبد اللہ کہتا ہے: ابوصالح کہتا ہے کہ یہ (دعا یہ کلمات) کم عقل افراد کو مت بتاؤ۔

﴿۲﴾

انیس چیزیں عورتوں پر معاف ہیں: ابو الحسن محمد بن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو حامد احمد ابن حسین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن صالح تمیمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: انس ابن محمد ابو مالک نے امام جعفر صادق کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے نقل کیا کہ رسول خدا نے آپ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علی، عورتوں پر نماز جمعہ، اذان، اقامت، مریض کی عیادت اور جنازہ میں شرکت معاف ہے۔ نیز عورت صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ نہیں لگائے گی، حجر اسود کو نہیں چومے گی، سر نہیں مونڈوائے گی، قضاوت نہیں کرے گی، امور میں باہم مشورت نہیں کرے گی، جانور کو ذبح نہیں کرے گی مگر یہ کہ ضرورت پڑ جائے، تلبیہ کو بلند آواز سے ادا نہیں کرے گی، قبر کے پاس کھڑی نہیں رہے گی، خطبہ نہیں سنے گی، شادی کے معاملہ میں ولی نہیں بنے گی، اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں نکلے گی کہ اگر شوہر کی اجازت کے بغیر وہ باہر چلی گئی تو اللہ، جبرئیل اور میکائیل اس پر لعنت کریں گے، اپنے شوہر کے گھر سے کوئی چیز بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں دے گی، ایسی حالت میں رات نہیں بسر کرے گی کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو خواہ اس کا شوہر اس پر ظلم کرتا ہو۔

﴿۳﴾

ان انیس مسائل کا تذکرہ جو منصور کے دربار میں امام جعفر صادق نے طیب ہندی سے پوچھے تھے مگر وہ جواب نہ دے سکا تو امام جعفر صادق نے اس کو ان جوابات سے آگاہ کیا تھا: ابو العباس محمد ابن ابراہیم ابن اسحاق طالقانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو سعید حسن ابن علی عدوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عباد ابن صہیب نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے جد سے، اس نے منصور کے ندیم ربیع سے نقل کیا کہ ابو عبد اللہ (امام) جعفر صادق ابن محمد ایک روز منصور کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے جبکہ اس محفل میں ہند سے آیا ہوا ایک شخص تھا جو اس کے سامنے طب کی کتابیں پڑھ رہا تھا تو ابو عبد اللہ (امام) جعفر صادق ابن محمد اس کو غور سے سُن رہے تھے، جب وہ ہندی شخص پڑھنے سے فارغ ہوا تو اس نے آپ سے کہا: اے ابو عبد اللہ کیا آپ بھی میرے پاس جو کچھ ہے ان میں سے کچھ سُننا چاہتے ہیں؟ تو آپ نے کہا: نہیں! اس لئے کہ جو کچھ میرے پاس ہے وہ تمہارے پاس موجود (علم) سے بہتر ہے۔ اس نے کہا: وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں حرارت کا خشکی سے، خشکی کا حرارت سے، خشکی کا رطوبت سے اور رطوبت کا خشکی سے علاج کرتا ہوں اور میں شفا کا کام اللہ عزوجل کے حوالے کر دیتا ہوں اور صحت کے لئے رسول خدا کے دستور پر عمل کرتا ہوں۔ نیز میں جانتا ہوں کہ معدہ بیماری کا گھر ہے اور پرہیز ہی دوا ہے اور اسی طرح جس چیز کی بدن کو عادت پڑ چکی ہے میں اسی کو اپنی عادت بنا لیتا ہوں۔

ہندی نے کہا: کیا طب اس کے علاوہ بھی کوئی شے ہے؟

امام جعفر صادق نے فرمایا: کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ طب کی کتابوں سے اخذ کیا ہے؟

اس نے کہا: ہاں!

آپ نے فرمایا: نہیں، بخدا، میں نے یہ اللہ سبحانہ سے اخذ کیا ہے کسی اور سے نہیں۔

پھر آپ نے فرمایا: اب مجھے تم یہ بتاؤ کہ طب کے سلسلے میں تمہارا علم زیادہ ہے یا میرا؟ ہندی نے کہا: نہیں، بلکہ میں زیادہ جانتا ہوں۔

امام جعفر صادق نے فرمایا: تو پھر میں تم سے کچھ پوچھتا ہوں۔ اس نے کہا: پوچھئے۔

۱۔ آپ نے فرمایا: اے ہندی، مجھے یہ بتاؤ کہ سر کے اگلے حصہ میں کچھ ہڈیاں کیوں پائی جاتی ہیں؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۲۔ آپ نے فرمایا: تو پھر اس کے اوپر بال کیوں پائے جاتے ہیں؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۳۔ آپ نے فرمایا: پیشانی پر بال کیوں نہیں ہوتے؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۴۔ آپ نے فرمایا: پیشانی پر خطوط اور شکنیں کیوں ہوتی ہیں؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۵۔ آپ نے فرمایا: بھویریں آنکھ کے اوپر کیوں ہوتی ہیں؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۶۔ آپ نے فرمایا: آنکھیں بادام کی شکل میں کیوں ہوتی ہیں؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۷۔ آپ نے فرمایا: ناک دونوں آنکھوں کے درمیان میں کیوں ہوتی ہے؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۸۔ آپ نے فرمایا: ناک کے نتھے اس کے نچلے حصہ میں کیوں ہوتے ہیں؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۹۔ آپ نے فرمایا: ہونٹ اور مونچھوں کو منہ کے اوپر کیوں رکھا گیا؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۱۰۔ آپ نے فرمایا: آگے کا دانت تیز، عقل داڑھ چوڑی اور کچلی لمبی کیوں ہوتی ہے؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۱۱۔ آپ نے فرمایا: مردوں کی ڈاڑھی کیوں ہوتی ہے؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۱۲۔ آپ نے فرمایا: کاندھوں پر بال کیوں نہیں ہوتے؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۱۳۔ آپ نے فرمایا: ناخن اور بالوں میں جان کیوں نہیں ہوتی؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۱۴۔ آپ نے فرمایا: دل صنوبر کے دانہ کی مانند کیوں ہوتا ہے؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۱۵۔ آپ نے فرمایا: پھیپھڑوں کے دو ٹکڑے کیوں ہوتے ہیں اور وہ اپنی جگہ پر حرکت کیوں کرتے ہیں؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۱۶۔ آپ نے فرمایا: جگر خیدہ کیوں ہوتا ہے؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۱۷۔ آپ نے فرمایا: گردہ لوہیا کے دانہ کی مانند کیوں ہوتا ہے؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۱۸۔ آپ نے فرمایا: زانو پشت کی جانب سے خم اور سیدھے کیوں ہوتے ہیں؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

۱۹۔ آپ نے فرمایا: دونوں قدم باریک کیوں ہوتے ہیں؟ اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم!

آپ نے فرمایا: لیکن مجھے معلوم ہے! اس نے کہا: تو بتائیے۔ امام جعفر صادق نے فرمایا:

ج ۱۔ سر میں ہڈی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی کھوکھلی چیز میں کوئی فاصلہ نہیں ہوگا تو بہت جلد اس کو خشکی آ لے گی جبکہ اگر اس میں فاصلہ ہوگا تو خشکی اس سے نسبتاً دور رہے گی۔

ج ۲۔ سر کے اوپر بال ہونے کی وجہ یہ ہے تاکہ اس کی جڑوں کے ذریعہ تیل دماغ تک پہنچ جائے اور اس کی اطراف سے بخارات خارج ہو سکیں نیز بال دماغ کی طرف آنے والی ٹھنڈ یا حرارت سے اس کا دفاع کرتے ہیں۔

ج ۳۔ پیشانی پر بال نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہی پیشانی آنکھوں کو روشنی پہنچانے والی ہے۔

ج ۴۔ پیشانی پر خطوط اور شکنیں پڑنے کی وجہ یہ ہے تاکہ سر سے آنکھوں کی طرف آنے والے پسینہ کو روکا جاسکے یا اس مقدار کہ انسان اس سے اپنے آپ کو صاف رکھتا ہے بالکل اسی طرح جیسے زمین میں موجود نہریں جو پانی کو روک لیتی ہیں۔

ج ۵۔ بھویں آنکھوں کے اوپر ہوتی ہیں تاکہ حسب ضرورت روشنی اس تک پہنچ سکے۔ اسے ہندی، کیا تم نے نہیں دیکھا جس پر روشنی زیادہ پڑتی ہے تو وہ شخص اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی آنکھوں پر رکھ لیتا ہے تاکہ اس تک اتنی روشنی پہنچے جو ضروری ہے۔

ج ۶۔ ناک کو آنکھوں کے درمیان رکھا گیا تاکہ دونوں آنکھوں تک ایک جیسی روشنی پہنچ سکے۔

ج ۷۔ آنکھیں بادام جیسی ہوتی ہیں تاکہ دو اڈالنے سے میل اس میں جاری ہو جائے اور بیماری اس میں سے باہر نکل جائے۔ کیونکہ اگر آنکھیں چوکور یا گول ہوتیں تو اس میں سے میل جاری ہو سکتا اور نہ ہی بیماری باہر نکل سکتی۔

ج ۸۔ ناک کا سوراخ اس کی چٹلی جانب ہوتا ہے تاکہ دماغ سے اترنے والا فاضل مادہ اس میں ٹھہر جائے اور ہر قسم کی بوشام کے ذریعہ اس کے بالائی حصہ میں جاسکے، کیونکہ اگر یہ سوراخ اوپری حصہ میں ہوتا تو فاضل مادہ اس میں ٹھہر سکتا اور نہ ہی کوئی بو اس تک پہنچ سکتی۔

ج ۹۔ مونچھوں اور ہونٹوں کو منہ کے اوپر رکھا گیا تاکہ دماغ سے اترنے والا فاضل مادہ منہ تک نہ پہنچ سکے کہ مبادا انسان کیلئے کھانا پینا گوار ثابت ہو اور اس طرح وہ اس کو اپنے سے دور کر سکے۔

ج ۱۰۔ مردوں کے لئے ڈاڑھی رکھی گئی تاکہ (اس کی جنس) صاف ظاہر ہو جائے اور اسے بتانے کی ضرورت نہ رہے نیز لوگ باسانی سمجھ جائیں کہ یہ مرد ہے عورت نہیں۔

ج ۱۱۔ آگے کے دانت تیز بنائے گئے تاکہ چیزوں کو چبایا جاسکے، عقل داڑھ کو چوڑا بنایا گیا تاکہ اس کے ذریعہ چیزیں چبائی اور پیسی جاسکیں اور کچلی کو لمبا اس لئے بنایا گیا تاکہ وہ عقل داڑھ کو مضبوطی سے پکڑی رہے۔ چنانچہ اس کی اہمیت کسی عمارت کے ستون کی طرح ہے۔

ج ۱۲۔ کانڈھوں پر بال نہیں ہوتے اس لئے کہ لمس اسی کے ذریعہ واقع ہوتا ہے لہذا اگر اس پر بال ہوتے تو انسان اپنے سے ٹکرائی یا چھوئی ہوئی چیزوں کو نہ جان سکتا۔

ج ۱۳۔ ناخن اور بالوں میں جان نہیں ہوتی، اس لئے کہ ان کی لمبائی بدلتا ہوتی ہے جبکہ ان کا کوتاہ پن ان کا حسن ہے، لہذا اگر ان میں جان ہوتی تو ان میں تراشتے وقت انسان کو تکلیف ہوتی۔

ج ۱۴۔ دل صنوبر کے دانہ کی مانند ہوتا ہے، اس لئے کہ وہ اوندھا ہوتا ہے لہذا اس کے سر کو باریک بنایا گیا تاکہ وہ پھیپھڑے میں جاسکے اور اس کے ہوادینے سے پھیپھڑا ٹھنڈا رہے کہ مبادا اس کی حرارت سے دماغ جل نہ جائے۔

ج ۱۵۔ پھیپھڑوں کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا گیا تاکہ دل اس کے اندر تک جاسکے اور اس کی جنبش سے سرد رہے۔

ج ۱۶۔ جگر کو خمیدہ بنایا گیا تاکہ وہ معدہ کو قتل بنا سکے اور یہ پورا کا پورا معدہ کے گرد آجائے اور اس پر دباؤ ڈال سکے تاکہ اس میں موجود بخارات اس میں سے باہر نکل جائیں۔

ج ۱۷۔ گردہ کو گولوبیا کے دانہ کی مانند بنایا گیا، کیونکہ یکے بعد دیگرے منی کے قطروں کا مقام اسی پر واقع ہے، لہذا اگر یہ چوکور یا دائرہ نما ہوتا تو (ایک نسخہ میں قطرہ ہے) نطفہ کا اگا قطرہ پچھلے کے ساتھ ٹھہر جاتا، لہذا ایک جاندار کبھی بھی اس سے محفوظ نہ ہوتا کیونکہ منی ریڑھ کی ہڈی سے گردہ تک آتی ہے اور اس کی مثال ایک کیڑے کی سی ہے جو سکوٹا اور پھیلتا ہے اور یہ کمان کے غلہ کی مانند ہے جو (منی کے قطروں کو) ایک کے بعد ایک مثانہ کی طرف پھیلتا ہے۔

ج ۱۸۔ زانو کو پشت کی طرف بنا یا گیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ انسان آگے کی طرف چلتا ہے لہذا اس کی حرکات معتدل رہیں، کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان چلتے چلتے گر جاتا۔

ج ۱۹۔ قدم باریک ہوتے ہیں، کیونکہ اگر قدم مکمل طور پر زمین پر ٹھہرتے تو وہ ایسے ثقیل ہو جاتے جیسے چکی کا پاٹ کہ اگر وہ سرے پر ہو تو بچے اسے اٹھالے اور اگر نیچے گوگر جائے تو ایک مرد کے لئے بھی اس کا اٹھانا دشوار ہو جائے۔

ہندی کہنے لگا: آپ کے پاس یہ علم کہاں سے آیا؟

آپ نے فرمایا: میں نے یہ علم اپنے آباؤ اجداد سے سیکھا ہے، انہوں نے رسول خدا سے، انہوں نے جبرئیل سے اور انہوں نے اس رب العالمین جل جلالہ سے جس نے جسموں اور روحوں کو خلق کیا۔

ہندی نے کہا: آپ نے بالکل درست فرمایا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود جز اللہ کے اور یہ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول اور اس کے بندہ ہیں۔ نیز یہ کہ آپ اعلم زمانہ ہیں۔

﴿بیسواں باب﴾

[اس باب میں بیس اور اس سے اوپر کے عدد کے متعلق روایتیں ہیں]

﴿۱﴾ اہلبیت علیہم السلام کی محبت میں بیس خوبیاں پائی جاتی ہیں: محمد ابن فضل ابن زیدویہ حلاب (ایک نسخہ میں حلاب ہے) ہمدانی نے ہمدان میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن عروس ہمدانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن اسماعیل نے سعید ابن حکم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے اوزاعی سے، اس نے یحییٰ ابن ابی کثیر سے، اس نے ابی سلمہ سے، اس نے ابی سعید خدری سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: جس شخص کو اللہ میرے اہلبیت ائمہ کی محبت نصیب کرے تو اس نے دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر لی، لہذا کسی کو ہرگز یہ شک نہیں کرنا چاہئے کہ وہ جنت میں نہیں جائے گا اس لئے کہ میرے اہلبیت سے محبت کرنے میں بیس خوبیاں پائی جاتی ہیں کہ ان میں سے دس خوبیاں دنیا میں اور دس آخرت سے متعلق ہے:

دنیوی دس خوبیاں: زہد، (ایک نسخہ میں علم ہے) عمل کی حرص، دین میں وزر، عبادت میں رغبت، موت سے پہلے توبہ، رات کو قیام میں نشاط، لوگوں کے پاس موجود چیزوں سے مایوسی، اللہ عزوجل کے امر و نہی کی حفاظت، دنیا سے بغض اور سخاوت۔

آخری دس خوبیاں: اس کے لئے دیوان نشتر نہیں ہوگا، اس کے لئے میزان نصب نہیں کیا جائے گا، اس کا اعمال نامہ اس کے اپنے ہاتھ میں عطا کیا جائے گا، اس کے لئے جہنم سے آزادی مثبت ہوگی، اس کا چہرہ سفید ہوگا، اسے جنت کے لباس پہنائے جائیں گے، اپنے خاندان میں سے سوا فرد کی شفاعت کرے گا، اللہ عزوجل اس کی طرف نظر رحمت کرے گا، اسے جنت کا تاج پہنایا جائے گا اور وہ بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا۔ لہذا خوش نصیب میرے اہل بیت سے محبت کرنے والوں کے لئے!

﴿۲﴾ اللہ عزوجل پر مومن کے بیس حقوق ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن ابو عبداللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عبداللہ ابن مہران نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسین ابن عبداللہ یثکری نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن شعیب حنفی نے عثمان ابن زید کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے جابر ابن زید سے نقل کیا کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: مومن کے اللہ عزوجل پر بیس حقوق ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ادا کرتا ہے: اسے آزمائش (ایسی آزمائش جو اسے دین سے منحرف کر دے) میں نہیں ڈالتا، اسے گمراہ نہیں کرتا، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے برہنہ رکھے اور نہ ہی بھوکا، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اس کے دشمن کی شامت سے اسے محفوظ رکھے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے تنہا اور اکیلا نہ چھوڑ دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی آبروریزی نہ کرے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے غرقابی اور جل جانے والی موت نہ دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ کسی شے پر گرے اور نہ کوئی شے اس پر گرے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ چالبازوں کی چال سے اس کی حفاظت کرے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ جابروں کے تسلط سے اس کو پناہ دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ دنیا و آخرت میں اسے ہمارے ساتھ قرار دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اس پر کسی ایسی بیماری کو حاوی نہ ہونے دے جو اس کی خلقت کو بدناما بنا دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے برص اور جذام سے پناہ میں رکھے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اسے گناہ کبیرہ کی حالت

میں موت نہ دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کو اس کی نافرمانیاں بھلا نہ دے تاکہ وہ توبہ کر لے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اس سے اپنا علم اور اس کی حجت کی معرفت پوشیدہ نہ رکھے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اس کے دل میں باطل کو عزت نہ دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ جب روز قیامت وہ اسے مشہور کرے تو اس کا نور اس کے آگے دوڑ رہا ہو، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اللہ سے ہر کار خیر کی توفیق دے، اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اس کے دشمن کو اس پر مسلط کر کے اسے ذلیل نہ کرے اور اس کا اللہ پر یہ حق ہے کہ اس کا خاتمہ امن و ایمان کے ساتھ ہو اور وہ اسے ہمارے ہمراہ رفیقِ اعلیٰ میں جگہ مرحمت کرے۔ یہ اللہ عز و جل کی شرائط ہیں مومنین کے لئے۔

﴿۳۱﴾ بیس مرتبہ حج کونے والوں کا ثواب: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ادریس نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ معاذی نے محمد ابن خالد طلیسی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سیف ابن عمیرہ سے، اس نے ابوبکر حضرمی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص بیس مرتبہ حج کرے تو وہ جہنم کو نہیں دیکھے گا، اس کی آواز کو سنے گا اور نہ ہی اس کے شعلوں کی بھڑک۔

﴿۳۲﴾ امام زین العابدین علیہ السلام کی تیس صفات محمودہ کا ذکر: مظفر ابن جعفر ابن مظفر علوی سمرقندی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد بن مسعود عیاشی نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبد اللہ ابن محمد ابن حران خالد طلیسی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے محمد ابن زیاد کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے ازدی سے، اس نے حمزہ ابن حران سے، اس نے اپنے والد حران ابن امین سے نقل کیا کہ امام محمد باقر نے فرمایا:

امام زین العابدین ایک دن رات میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے جس طرح کہ امیر المومنین کیا کرتے تھے کہ ان کے پاس پانچ سو کھجور کے درخت تھے اور ہر درخت خرما کے پاس وہ دو رکعت نماز ادا کیا کرتے تھے جبکہ نماز کی حالت میں آپ کا رنگ دگرگوں ہوتا تھا اور آپ اس طرح کھڑے ہوتے تھے جیسے کوئی ذلیل بندہ اپنے مالکِ جلیل کے سامنے کھڑا ہو، آپ کے اعضاء و نواف خدا سے کانپتے تھے نیز آپ ایسے نماز پڑھا کرتے تھے جیسے کوئی وداع کر رہا ہو گویا اس کے بعد آپ کبھی نماز نہیں پڑھ سکیں گے۔

ایک روز آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کے ایک کاندھے سے ردا سرگ گئی تو آپ نے اسے درست نہیں کیا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ کے کسی صحابی نے اس کے متعلق پوچھا، لہذا آپ نے فرمایا: خدا تجھ پر رحم کرے، کیا تم جانتے ہو کہ میں کس کے سامنے کھڑا تھا؟ بندہ کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی مگر صرف وہ نماز جسے اس نے حضور قلبی کے ساتھ ادا کیا ہو۔ اس شخص نے کہا: ہم تو ہلاک ہو گئے! آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں، اس لئے کہ اللہ نوافل کے ذریعہ اس کی کوپورا کر دیتا ہے۔

نیز آپ رات کے گھپ اندھیرے میں نکل پڑتے تھے، زنبیل آپ کی پیٹھ پر ہوتی اور اس میں درہم و دینار سے بھری تھیلیاں ہوتی تھیں اور کبھی کبھار آپ اپنی پیٹھ پر کھانا یا لکڑیاں لاد کر جاتے تھے یہاں تک کہ ہر دروازہ پر دستک دیتے اور جو باہر نکلتا اس کے ہاتھ میں تھما دیتے درحالیکہ جب فقیر کو دیتے تو آپ کا چہرہ ڈھکا ہوتا تھا تاکہ وہ آپ کو پہچان نہ لے مگر جب آپ شہید ہوئے تو لوگوں تک یہ چیزیں نہ پہنچ سکیں اور اس طرح وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ امام زین العابدین علیہ السلام ہی تھے۔

جب آپ غسل دینے کے لئے تختہ پر لٹایا گیا تو ان لوگوں نے اونٹ کے زانہ پر بڑے گناہ کی مانند آپ کی پیٹھ پر بھی گئے دیکھے

جو غرباء و مساکین کے گھروں تک سامان لادنے کی وجہ سے پڑ گئے تھے۔

ایک مرتبہ آپ گھر سے اس حالت میں نکلے کہ آپ پر ایک خڑکی چادر تھی، ایک سائل آ کر آپ کی چادر سے لپٹ گیا لہذا آپ اس چادر کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔

آپ جائزے کے موسم میں نحو خریدتے اور جب گرمی کا موسم آتا تو آپ اسے فروخت کر دیتے اور اس کی قیمت کو صدقہ کر دیتے۔

آپ نے عرفہ کے دن ایک جماعت کو لوگوں سے مانگتے دیکھا تو آپ نے فرمایا: خدام پر رحم کرے، آیا اس جیسے دن غیر خدا سے مانگتے ہو جبکہ اس دن تو یہ امید کی جاتی ہے کہ رحم مادر میں جو بچے ہیں وہ سعادت مند ہوں گے۔

آپ اپنی والدہ کے ساتھ کھانا کھانے سے دریغ فرماتے۔ آپ سے پوچھا گیا: اے فرزند رسول، آپ تو سب سے زیادہ نیکو کار اور صلہ رحمی کرتے ہیں تو پھر آپ اپنی والدہ کے ساتھ کھانا تناول کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ مبادا میرا ہاتھ اس چیز کی جانب بڑھے جس چیز کی طرف میری والدہ کی نگاہ لگی ہو۔

آپ سے ایک شخص نے کہا: میں اللہ کی خاطر آپ سے شدید محبت کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا: اے میرے اللہ، میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ سے تیری خاطر محبت کی جائے جبکہ تو مجھ سے نفرت کرتا ہو۔

آپ نے ناقہ پر سوار ہو کر بیس حج کیے مگر آپ نے ایک بار بھی اسے چابک نہیں ماری اور جب وہ اونٹنی مر گئی تو آپ نے اسے دفن کرنے کا حکم دیا تاکہ اسے درندے نہ کھا جائیں۔

آپ کے متعلق آپ کی ایک کنیز سے پوچھا گیا تو اس نے کہا: بات کو طول دوں یا کلام مختصر کروں؟ اس سے کہا گیا: مختصر بیان کرو، لہذا اس نے کہا: میں کبھی دن میں ان کے لئے کھانا لے گئی اور نہ ہی رات میں کبھی ان کے لئے بستر لگایا۔

ایک مرتبہ آپ کا گدڑ کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جو آپ کو برا بھلا کہہ رہے تھے تو آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو اللہ میری مغفرت کرے اور اگر تم لوگ جھوٹے ہو تو خدا تمہاری مغفرت کرے۔

جب کبھی آپ کے پاس کوئی طالب علم آتا تو آپ فرماتے: رسول خدا کی وصیت کو خوش آمدید! اس کے بعد فرماتے: جب کوئی طالب علم اپنے گھر سے نکلتا ہے تو جس خشک وتر پر قدم رکھتا ہے وہ زمین اپنے سات طبوقوں سمیت اس کے لئے تسبیح کرتی ہے۔

آپ مدینہ کے سوغریب گھرانوں کی کفالت فرماتے تھے۔

آپ کو تیسوں، ناپیدناؤں، زمین گیروں اور مسکینوں تک کہ جن کا کہیں سے کوئی آسرا نہیں ہوتا کھانا پہنچانا بہت پسند تھا۔

نیز آپ اپنے دست مبارک سے ان کو دیتے اور جن کے اہل و عیال ہوتے تھے تو ان کے اہل و عیال تک کھانا پہنچاتے تھے۔

آپ اس وقت تک کھانا شروع نہ کرتے جب تک کہ اس طرح صدقہ نہ کر دیتے۔

آپ کے کثرت سے نماز پڑھنے کی وجہ سے ہر سال آپ کے سجدہ کرنے کے مقام سے سات گٹھے کاٹے جاتے، آپ انہیں اکٹھا کرتے

اور جب آپ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو انہیں آپ کے ہمراہ دفن کر دیا گیا۔

آپ نے بیس سال تک اپنے والد بزرگوار امام حسین پر گریہ کیا۔ جب بھی آپ کے سامنے کھانا پیش کیا جاتا آپ گریہ کرنے لگتے، یہاں

تک کہ آپ کے ایک غلام نے آپ سے کہا: اے فرزند رسول خدا، کیا اب تک آپ کے گریہ ختم ہونے کا وقت نہیں آیا؟ تو آپ نے اس سے کہا: خدا تجھ پر رحم کرے، حضرت یعقوب کے دوبارہ بیٹے تھے اور خدا نے ان میں سے صرف ایک کو غائب کیا تھا تب بھی کثرت گریہ کی وجہ سے ان کی بصارت زائل ہوگئی تھی اور غم و اندوہ کی وجہ سے ان کے سر کے بال سفید ہو گئے تھے اور اس غم میں ان کی کمر جھک گئی تھی حالانکہ ان کا بیٹا تو دنیا میں باحیات تھا جبکہ میں نے تو اپنے والد، اپنے بھائی اپنے بچپا اور سترہ اہل خانہ کو اپنے ارد گرد منتول دیکھا ہے تو میرا حزن بھلا کس طرح ختم ہو سکتا ہے؟!

﴿۵﴾ ماہِ رمضان کی اکیس اور تیسویں رات میں جو کچھ آیا: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد ابن عثمان سے، اس نے فضیل ابن یسار سے نقل کیا کہ جب اکیس اور تیس کی شب ہوتی تھی تو امام محمد باقرؑ رپوری رات دُعاؤں میں مشغول رہتے تھے اور جب رات گزر جاتی تھی تو نماز پڑھتے تھے۔

محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن حسن ابن ابان نے حسن ابن سعید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سلیمان جعفری سے نقل کیا کہ امام کاظمؑ نے فرمایا: اکیس اور تیسویں شب کو سو رکعت نماز پڑھو کہ جس کی ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ حمد اور دس مرتبہ قل ہو اللہ احد کی قرأت کی جائے۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن حسین ابن ابو خطاب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابن فضال سے، اس نے ابو جمیل سے، اس نے رفاعہ سے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: شب قدر ہی سال کی ابتدا ہے اور اس کی انتہا بھی۔ نیز ہمارے اساتذہ اس بات پر متفق ہیں کہ شب قدر ماہِ رمضان کی تیسویں شب ہے اور اس میں رات کی ابتدا سے اس کی انتہا تک غسل کرنا چاہئے۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن حکم سے، اس نے سیف ابن عمیرہ سے، اس نے حسان ابن مہران سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے شب قدر کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اکیس اور تیسویں شب میں اس کی جستجو کرو۔

﴿۶﴾ چوبیس خصلتوں کی ممانعت: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ابراہیم ابن ہاشم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسین ابن حسن قرشی سے، اس نے سلیمان ابن جعفر بصری سے، اس نے عبداللہ ابن حسین ابن زید ابن علی ابن حسینؑ ابن علی ابن ابی طالبؑ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے اجداد سے، انہوں نے حضرت علیؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل چوبیس خصلتوں کو ناپسند کرتا ہے اور تمہیں ان کی ممانعت کی ہے:

۱۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم نماز کے دوران بے کار حرکت کرو۔

۲۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم صدقہ میں احسان متاؤ۔

۳۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم قبروں کے درمیان منسو۔

۴۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم گھروں میں جھانکو۔

۵۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم عورتوں کی اندام نہانی دیکھو۔ کہا: یہ اندھے پن کا باعث بنتا ہے۔

۶۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم جماع کے وقت باتیں کرو کہ اس سے اولاد گوئی پیدا ہوتی ہے۔

۷۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم عشاء کی نماز سے پہلے سو جاؤ۔

۸۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم عشاء کی نماز کے بعد بات چیت کرو۔

۹۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم کھلے آسمان بغیر لنگ کے (برہنہ حالت میں) غسل کرو۔

۱۰۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم کھلے آسمان کے نیچے جماع کرو۔

۱۱۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ تم لنگ کے بغیر (برہنہ حالت میں) نہروں میں داخل ہوؤ۔ (نیز فرمایا: نہروں میں رہائشی اور سائکنین

فرشتے ہیں۔)

۱۲۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ حمام میں بغیر لنگ کے (برہنہ حالت میں) داخل ہو جائے۔

۱۳۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ صبح کی نماز میں اذان اور اقامت کے درمیان بات کی جائے یہاں تک کہ نماز قضا ہو جائے۔

۱۴۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ جب سمندر تلام میں ہو تو اس میں سفر کیا جائے۔

۱۵۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ بغیر دیوار کی چھت پر سو یا جائے۔ نیز فرمایا: جو شخص بے دیوار چھت کے اوپر سوائے تو میں اس سے بری

الذمہ ہوں۔

۱۶۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی شخص گھر میں اکیلا سوئے۔

۱۷۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی شخص اپنی حائضہ بیوی سے جماع کرے۔ اگر وہ ایسی حالت میں جماع کرے اور اولاد کو زہمی پیدا ہو تو

اُسے اپنے سوا کسی کو ملامت نہیں کرنی چاہئے۔

۱۸۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کرے جبکہ اسے احتلام ہوا ہو اور اس نے اس احتلام کا غسل جنابت بھی نہ کیا

ہو کیونکہ ایسا کرنے کی صورت میں اگر اولاد مجنون پیدا ہو تو اسے سوائے اپنے آپ کے کسی کو ملامت نہیں کرنی چاہئے۔

۱۹۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ کوڑھی سے بات کی جائے مگر یہ کہ بات کرنے والے اور کوڑھی کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ نیز آپؐ

نے فرمایا: کوڑھی سے اس طرح دور بھاگو جیسے تم شیر سے فرار اختیار کرتے ہو۔

۲۰۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ جاری نہر کے کنارے پیشاب کیا جائے۔

۲۱۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی شخص پھل دار درخت کے نیچے پاخانہ پھرے۔

۲۲۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی شخص کھڑے ہو کر جوتے پہنے۔

۲۳۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ کوئی شخص اندھیرے گھر میں داخل ہو سوائے اس کے کہ اس کے پاس آگ ہو۔

۲۴۔ اسے یہ بات ناپسند ہے کہ نماز کی جگہ پر پھونک ماری جائے۔

نماز جماعت فرادی نماز سے بیچیس درجہ افضل ہے: ابوالقاسم عبید اللہ ابن احمد فقیہ نے شیخ میں اپنے اجازت

نامہ میں مجھے خبر دی، کہا: ابو حرب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن ابراہیم نے ہمیں خبر سنائی، کہا: ابن بکیر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: لیث نے ابو الہادی کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن حساب سے، اس نے ابوسعید خدری سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: نماز جماعت فرادی نماز سے بچیں درجہ افضل ہے۔

نیز میرے والد نے اپنے رسالہ نماز میں کہا ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والا جنت میں فرادی نماز پڑھنے والے سے بچیس درجہ بلند ہوگا۔

﴿۸﴾ نماز میں اُنتیس خوبیاں پائی جاتی ہیں: احمد ابن ابراہیم ابن اٹحق طالقانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن

محمد ابن سعید ہمدانی بنی ہاشم کے غلام نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: منذر ابن محمد نے ہمیں خبر سنائی، کہا: جعفر (ایک نسخہ میں ہے ابن محمد ابن احمر)

نے ابان احمر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن علوان نے عمر وابن ثابت کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد

سے، اس نے ضمیرہ ابن حبیب سے نقل کیا کہ نبیؐ سے نماز کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: نماز شراعی دین میں سے ہے اور اس میں اللہ

عزوجل کی خوشنودیاں پائی جاتی ہیں، یہ پیغمبروں کی روش ہے اور نمازی کے لئے فرشتوں کی محبت ہے، یہ ہدایت ہے، ایمان ہے، نور معرفت ہے

اور اس سے رزق میں برکت پیدا ہوتی ہے، یہ راحت بدن ہے اور شیطان کے لئے باعث کراہت، کافر کے مقابلہ میں ہتھیار ہے، دعا کی اجابت کا

ذریعہ ہے، اعمال کو قبول کرواتا ہے اور دنیا اور آخرت میں مومنین کے لئے زاد راہ ہے۔ یہ مومن اور ملک الموت کے درمیان شفیع ہے، اس کی قبر میں

اُنس اور اس کے پہلو میں بچھونا ہے۔ یہ منکر و نکیر کے لئے جواب ہے اور بندہ کی نماز محشر میں اس کے سر کا تاج ہوگی، اس کے چہرہ کا نور ہوگی، اس

کے بدن کا لباس ہوگی اور اس کے اور جہنم کے درمیان حائل۔ یہ (نماز) مومن اور رب جل جلالہ کے درمیان حجت ہے، اس کے بدن کے لئے جہنم

سے نجات ہے، پل صراط پر سے گذرنے کا ذریعہ ہے، جنت کی کچی ہے، حوروں کے لئے مہر ہے اور جنت کی قیمت ہے۔ نماز ہی کے ذریعہ بندہ بلند

ترین درجہ پر فائز ہوگا کیونکہ نماز شفیع ہے، تہلیل ہے، تکبیر ہے، تجمید ہے، تقدیس ہے، گفتار ہے اور دعا ہے۔

﴿۹﴾ علم میں اُنتیس خوبیاں پائی جاتی ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے محمد ابن

عیسیٰ ابن عبید بن قطنی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہمارے کچھ ساتھیوں نے مجھ سے امیر المومنین سے مرفوع روایت بیان کی کہ رسول خداؐ

نے فرمایا: علم حاصل کرو کہ اس کا سیکھنا نیکی ہے، اس کا درس دینا شفیع ہے، اس کے بارے میں بحث کرنا جہاد ہے، جو شخص لاعلم ہوا علم دینا صدقہ

ہے، اس کے لائق افراد کے لئے اسے خرچ کرنا خدا کی رضا ہے کیونکہ اس کے ذریعہ حلال و حرام معلوم ہوتے ہیں، اس کی تلاش کی راہ میں چلنے والا

جنت کی راہ میں چلتا ہے، یہ وحشت میں (ایک نسخہ میں "وحشت سے" ہے) بہم اور تہائی میں ساتھی ہے۔ خوشحالی و بدحالی میں یہ رہنمائی کرتا ہے،

دشمنوں کے خلاف ہتھیار ہے، دوستوں کی زینت ہے، اس کے ذریعہ اللہ نے قوموں کو اس قدر بلند کیا کہ انہیں خیر کے پیشوا بنا دیا کہ ان کی اقتدا کی

جاتی ہے، ان کے اعمال پر دھیان دیا جاتا ہے اور ان کو نصب العین قرار دیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ فرشتے ان سے دوستی کرنے کی طرف راغب ہیں، دوران نماز ان سے اپنے پروں کو مس کرتے ہیں اور ان کے لئے ہر شے

مغفرت طلب کرتی ہے حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں اور دیگر جانور، بیابانی درندے اور چوپائے بھی کیونکہ علم دلوں کی حیات، اندھی آنکھوں کا نور اور

کمزور جسموں کی قوت ہے۔ اللہ نے اس کے حامل افراد کو نیکو کاروں کی منزلت دی ہے اور دنیا اور آخرت میں انہیں ابرار کی محفلوں میں نشست دے

علم ہی کے ذریعہ اللہ کی اطاعت کی جاتی ہے، اسی کے ذریعہ اس کی معرفت حاصل کی جاتی ہے اور اس کی وحدانیت بیان کی جاتی ہے، علم ہی کے ذریعہ صلہ رحمی کی جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ حلال و حرام میں تیز کر جاتی ہے۔

علم امام عمل ہے اور عمل اس کا پیروکار ہے کہ اللہ سعادتمندوں کو یہ الہام کرتا ہے اور بد بختوں کو اس سے محروم کر دیتا ہے۔

﴿۱۰﴾ وہ خصلتیں جن کے متعلق ابوذر رحمہ اللہ نے رسول خدا سے سوال کیا: ابوالحسن علی ابن عبداللہ ابن احمد اسواری مذکر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یوسف احمد ابن محمد ابن قیس سحری مذکر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوالحسن عمرو ابن حفص نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو محمد عبداللہ ابن (ایک نسخہ میں سعید ہے) محمد ابن اسد نے بغداد میں مجھ سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن ابراہیم ابوعلی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یحییٰ ابن سعید بصری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن جریج نے عطا کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عقبہ ابن عمید (ایک نسخہ میں عمرو ہے) لیشی سے نقل کیا کہ حضرت ابوذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ مسجد میں اکیسے تشریف فرما تھے لہذا میں نے اس خلوت کو غنیمت جانا۔ پس رسول خدا نے فرمایا: اے ابوذر، مسجد کے لئے تجریت ہوتی ہے۔

میں نے عرض کیا: اس کی تجریت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تم جو دو رکعت نماز پڑھو گے وہی اس کی تجریت ہے۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، آپ نے مجھے نماز کا حکم دیا ہے تو یہ نماز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ بہترین موضوع ہے کہ جو چاہے

کم پڑھے اور جو چاہے زیادہ۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، خدا کے نزدیک بہترین عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ پر ایمان اور اس کی راہ میں جہاد۔

میں نے عرض کیا: رات کا کون سا وقت افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: درمیانی شب۔

میں نے عرض کیا: کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کا قنوت طویل ہو۔

میں نے عرض کیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جو شخص شکر و تمند نہ ہو اور وہ اپنی حیثیت کے مطابق کسی بوڑھے فقیر کو صدقہ

دے۔

میں نے عرض کیا: روزہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ فریضہ ہے جس کا کئی گنا اجر دیا جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا: کس قسم کے غلام کو آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: قیمت میں گراں ترین ہو اور اپنے خاندان میں نفیس ترین۔

میں نے عرض کیا: کس قسم کا جہاد سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جو اپنے تیز رفتار گھوڑے کی ٹوچیں کاٹ دے اور اپنا خون

بہا دے۔

میں نے عرض کیا: اللہ نے جو آیتیں آپ پر نازل کیں ان میں سب سے عظیم کون سی آیت ہے؟ آپ نے فرمایا: آیت الکرسی۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے ابوذر، ساتوں آسمان کرسی کے مقابلہ میں محض ایک حلقہ کی مانند ہیں جو بیابانی زمین پر پھیلا ہوا اور عرش کو

کرسی پر وہ فضیلت حاصل ہے جو بیابان کو اس حلقہ پر۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، نبی کتنے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار۔

۱۔ لیکن سے یہاں اپنی پوچھی سے بے پرواہ ہو جانے کی طرف اشارہ ہو کیونکہ ایک بے زبان و فاہار جانور کو قتل کرنے کی طرح کسی شخص کو مار سکتا ہے۔

میں نے عرض کیا: نبی کریم کتنے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تین سو تیرہ۔ جم غفیر۔

میں نے عرض کیا: سب سے پہلے نبی کون تھے؟ آپ نے فرمایا: حضرت آدم۔

میں نے عرض کیا: کیا وہ نبی کریم بھی تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اللہ نے انہیں اپنے ہاتھوں خلق کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے ابو ذر، چار انبیاء سریانی تھے: حضرت آدم، شیث، اخنوخ۔ یہی حضرت ادریس ہیں علیہم السلام۔

اور سب سے پہلے ان ہی حضرت نے قلم سے لکھا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام، ان میں سے چار انبیاء عرب تھے: حضرت ہود، صالح، شعیب

اور تمہارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ بنی اسرائیل کے پہلے نبی حضرت موسیٰ تھے اور ان کے آخری نبی حضرت عیسیٰ اور دیگر چھ سو انبیاء۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، کتنی کتابیں نازل ہوئیں؟ آپ نے فرمایا: سو کتابیں اور چار کتاب۔ حضرت شیث پر پچاس صحیفے

نازل ہوئے، حضرت ادریس پر تیس صحیفے اور حضرت ابراہیم پر بیس صحیفے۔ نیز توریت، زبور، انجیل اور قرآن کو نازل کیا گیا۔

میں نے عرض کیا: حضرت ابراہیم کے صحیفوں میں کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: سب کے سب امثال پر مشتمل تھے۔

ان میں یہ بھی تھا کہ ”اے مغرور و بتلابادشاہ، میں نے تمہیں اس لئے نہیں بھیجا کہ تم دنیا جمع کرو، بلکہ میں نے تم کو دنیا میں اس لئے بھیجا

ہے تاکہ کسی ستم رسیدہ کی دُعا کو میرے پاس آنے کی ضرورت نہ رہے، کیونکہ میں مظلوم کی دُعا کو رد نہیں کرتا خواہ وہ دُعا کسی کافر ستم رسیدہ کی ہو۔“

”ایک عقلمند شخص کے لئے ضروری ہے کہ جب تک وہ مغلوب نہ ہو اپنے اوقات کے کچھ حصے کر دے: ایک حصہ میں اپنے رب عزوجل

سے مناجات کرے، ایک حصہ میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے، ایک حصہ میں اللہ کی مخلوق کے بارے میں غور و فکر کرے اور ایک حصہ میں حلال چیزوں

سے اپنے آپ کو محفوظ کرے کہ یہ وقت دوسرے (تین) حصوں کے لئے معاون ثابت ہوگا اور اس سے دل آسودہ اور شاد رہتا ہے اور وہ آمادہ ہوتا

ہے۔“

”عاقل شخص پر لازم ہے کہ وہ زمانہ شناس ہو، اپنے مقام کی رعایت کرے اور اپنی زبان کی حفاظت کرے، کیونکہ جس شخص کے لئے کلام

کے مقابلہ میں عمل کافی ہو اس کا کلام کم ہو جاتا ہے اور صرف بامعنی باتیں کرتا ہے۔“

”عاقل شخص پر لازم ہے کہ وہ تین چیزوں کا طالب ہو: اپنی معاش کی اصلاح، زادِ آخرت کی جمع آوری یا جائز کاموں سے لذت حاصل

کرے۔“

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، حضرت موسیٰ کے صحیفہ میں کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: اُن کا پورا صحیفہ عبرانی میں تھا۔

اس میں لکھا تھا کہ ”میں تعجب کرتا ہوں اس شخص پر جسے موت کا یقین ہے تو وہ کیونکر خوش ہوتا ہے؟ اس شخص پر جسے جہنم کا یقین ہے تو وہ

کیونکر ہنستا ہے؟ جس نے دنیا اور اس کی بے ثباتی کو دیکھا ہے وہ کیونکر اس پر تکیہ کرتا ہے، جو شخص قضا و قدر پر یقین رکھتا ہے وہ کیونکر بے جا تلاش میں

لگا رہتا ہے؟ جو شخص حساب کتاب پر یقین رکھتا ہے وہ کیونکر عمل نہیں کرتا۔“

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، جو کچھ حضرات ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں تھا کیا ان میں سے کچھ آپ پر بھی نازل ہوا ہے جو

ہمارے پاس ہو؟ آپ نے فرمایا: اے ابو ذر، یہ پڑھو: قد أفلح من تزكى و ذکر اسم ربہ فصلی بل تؤثرون الحیوة الدنیا والآخرة

خیر و ابقی ان هذا لقی الصحف الأولى صحف ابراہیم و موسیٰ۔ یعنی یقیناً وہ دلی مراد کو پہنچا جو پاک ہو اور اپنے پروردگار کے نام کا

ذکر کرتا اور نماز پڑھتا رہا۔ بلکہ تم لوگ تو دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت کہیں بہتر اور دیر پا ہے۔ بے شک یہی بات اگلے صحیفوں، ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں (بھی ہے) (سورہ اعلیٰ - آیات ۱۹۳-۱۹۴)

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، مجھے وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں خدا سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ یہ تمام امور کا سرگروہ ہے۔

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ قرآن کی تلاوت کرو اور اللہ کو کثرت کے ساتھ یاد کرو کہ یہ آسمان میں تمہارا ذکر اور زمین میں تمہارے لئے نور ثابت ہوگا۔

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: تم پر جہاد لازم ہے کہ یہ میری امت کی رہبانیت ہے! میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ خاموشی کو طول دو کہ یہ شیطان (ایک نسخہ میں شیاطین ہے) کو دور بھگاتی ہے اور تمہارے دینی امور میں معاونت کرتی ہے۔

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: زیادہ ہنسنے سے پرہیز کرو کہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے اور چہرے کی بشاشت کو ختم کر دیتا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، مزید بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اپنے سے کم تر کی طرف نگاہ کرو اور اپنے سے برتر کی طرف مت دیکھو کہ یہی زیادہ سزاوار ہے کہ مباد اللہ کی نعمتیں تمہیں ناچیز لگنے لگیں۔

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، مزید بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: صلہ رحمی سے کام لو اگر چہ وہ تم سے قطع رحمی کریں۔

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: مسکینوں سے محبت کرو اور ان کی ہمنشین سے بھی۔

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: حق بات کہو چاہے تلخ ہی کیوں نہ ہو۔

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: خدا کی راہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے مت ڈرو!

میں نے عرض کیا: مزید بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: جو کچھ تم اپنے بارے میں جانتے ہو اس کی وجہ سے لوگوں سے باز رہو اور لوگوں کے آئندہ کے بارے میں غم مت کرو۔

نیز آپ نے فرمایا: ایک شخص کے لئے یہی عیب کافی ہے کہ اس میں تین میں سے ایک بات پائی جاتی ہو: لوگوں کے عیوب کو جانتا ہو مگر اپنے انہی عیوب سے ناواقف ہو، لوگوں کی ان باتوں کو شرمناک سمجھتا ہو جو اس میں بھی پائی جاتی ہیں اور اپنے ہمنشین کو ناواقف دیتا ہو۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے ابو ذر، عقل جیسی کوئی تدبیر نہیں، و زرع جیسی کوئی روک تھام نہیں اور حسن خلق جیسا کوئی حسب نسب

نہیں۔

﴿اکیسواں باب﴾

[اس باب میں تیس سے اثنالیس عدد کے متعلق روایتیں ہیں]

﴿۱﴾ امام علیہ السلام میں تیس علامتیں بانی جاتی ہیں: محمد ابن ابراہیم ابن اسحاق طالقانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن سعید کوفی نے ہمیں خبر سنائی، علی ابن حسین ابن علی ابن فضال نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ امام علی رضا نے فرمایا: امام میں تیس علامتیں پائی جاتی ہیں: اعلم زمانہ ہوگا، دانشمند ترین ہوگا، سب سے زیادہ پرہیزگار ہوگا، سب سے زیادہ بہادر ہوگا، سب سے زیادہ سخی ہوگا، سب سے زیادہ عبادت گزار ہوگا، خفتہ شدہ پیدا ہوگا، پاکیزہ ہوگا، اپنے پیچھے کی چیزوں کو ایسے دیکھے گا جیسے اپنے سامنے والی چیزوں کو دیکھتا ہے، اس کا سایہ نہ ہوگا، حکم مادر سے جب زمین پر آئے گا تو اپنی تھیلیوں کے سہارے بیٹھے گا اور شہادتین کے لئے اپنی آواز بلند کرے گا، اسے احتلام نہیں ہوگا، اس کی آنکھ سو جائے گی مگر اس کا قلب نہیں سوئے گا، (فرشتوں سے) باتیں کرنے والا ہوگا، رسول خدا کی زرہ اس کے جسم پر چھوٹی بڑی نہ ہوگی، اس کا پیشاب و پاخانہ دیکھا نہیں جائے گا اس لئے کہ اللہ نے زمین کو اس کے فاضل مادہ کو نکلنے پر مامور کیا ہے، اس کے جسم سے مشک سے بھی بہتر خوشبو آئے گی، لوگوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حقدار ہوگا اور ان پر ان کے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہوگا، اللہ کے لئے سب سے زیادہ خشوع و خضوع کا مالک ہوگا، لوگوں کو جس بات کا حکم دے گا اسے خود انجام دیتا ہوگا، جبکہ جس بات سے ان کو روکے گا اس سے سب سے زیادہ پرہیز کرنے والا ہوگا، اس کی دعا مستجاب ہوگی حتیٰ کہ اگر وہ کسی چٹان پر نفرین کرے تو وہ بھی دو ٹکڑے ہو جائے، رسول خدا کے ہتھیار اور تلوار — ذوالفقار — اس کے پاس ہوگی، اس کے پاس ایک صحیفہ ہوگا جس میں قیامت تک کے شیعوں کے نام ہوں گے، ایک صحیفہ ایسا بھی ہوگا جس میں اس کے قیامت تک کے دشمنوں کے نام درج ہوں گے، اس کے پاس "جامعہ" ہوگا یعنی ایسا صحیفہ جس کی لمبائی ستر ہاتھ کے برابر ہوگی کہ اس میں اولاد آدم کی ضرورت کی ہر شے ہوگی، اس کے پاس جفرا کبر و جفرا صغر ہوں گے اور یہ بکری اور مینڈھے کی کھالیں ہیں کہ ان میں ہر چیز تحریر ہے حتیٰ خراش کی دیت، ایک، نصف اور ایک تہائی تا زیانہ (کی مزا) کے متعلق بھی بتایا گیا ہے اور یہ کہ امام کے پاس صحف فاطمہ ہوگا۔

(ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ امام نور روح القدس کی تائید حاصل ہوتی ہے، اس کے اور اللہ کے درمیان نور کا ستون ہوتا ہے کہ جس میں وہ بندوں کے اعمال دیکھتا ہے اور ہر اپنے عطا کیے گئے طریقہ سے ہر ضرورت کی چیز کا اس میں مطالعہ کرتا ہے۔)

امام جعفر صادق نے فرمایا: ہم پر کشف ہوتا ہے تو ہم جان جاتے ہیں، ہم سے پوشیدہ رکھا جاتا ہے تو ہم نہیں جان پاتے۔ نیز امام پیدا ہوتا ہے اور اس کی بھی اولاد ہوتی ہے، وہ صحت یاب ہوتا ہے تو بیمار بھی، وہ کھاتا ہے، پیتا ہے، پیشاب پھرتا ہے، پاخانہ کرتا ہے، خوش ہوتا ہے، غمگین ہوتا ہے، ہنستا ہے، روتا ہے، اسے موت آتی ہے، اس کی قبر بنائی جاتی ہے اور اس کی زیارت کی جاتی ہے تو اسے جانا جاتا ہے۔ اس کی دو ولیلیں ہیں: علم اور مستجاب الدعوات ہونا۔ اسی طرح وہ پیش آنے والے حادثات کو از قبل جان لیتا ہے اور یہ وہ میراث ہے جو امام کو رسول خدا سے آباؤ اجداد کے ذریعے ملی ہے اور رسول خدا کو جبرئیل نے علام الغیوب کی طرف سے لا کر دی۔

نبیؐ کے بعد گیارہ کے گیارہ اماموں کو قتل کیا جائے گا، کچھ تلوار سے قتل کیے جائیں گے اور یہ امیر المؤمنین ہیں اور امام حسینؑ ہیں جبکہ باقی اماموں کو زہر سے شہید کیا جائے گا اور یہ چیز فی الحقیقت ان کے ساتھ پیش آتی ہے۔

وہ بات سچ نہیں ہے جسے غالی اور متوَضد افراد -- خدا اُن پر لعنت کرے -- بیان کرتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ انہیں حقیقت میں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کے امور میں لوگوں کو غلط فہمی ہوگی ہے حالانکہ وہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں، کیونکہ کسی نبی یا حجت خدا کے امور میں لوگ غلط فہمی کا شکار نہیں ہوئے مگر صرف حضرت عیسیٰ ابن مریم کے سلسلے میں لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں اس لئے کہ انہیں زمین سے زندہ اٹھایا گیا ہے، آسمان و زمین کے بیچ ان کی روح قبض کی گئی تھی اور آسمان پر بلند ہونے کے بعد ان کی روح ان کو لوٹا دی گئی تھی اور یہی اللہ عزوجل کا قول ہے: **إِذ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنِي مَتْوَفِيكَ وَرَافِعِكَ إِلَىٰ جِسْرٍ قَدْ خُذْنَا فَرَمَاكَ لِيُصَلِّيَ! مِثْلَ تَهْمَارِي مَدَّتْ پُورِي كَرْنِ وَاللَّهِ هُوَ أَوْ تَمَّ كَوَاطِنِي طَرَفِ أَثْمَانِ وَاللَّهِ هُوَ (سورۃ آل عمران - آیت ۵۵) اسی طرح اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ کا قول نقل کیا ہے: وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلِيٌّ كَلَّ شَيْءٍ شَهِيدٌ. اور جس وقت تک میں اُن کا گواہ رہا پھر جب تو نے میری مدّت (قیام) پوری کر دی تو تُو اُن کا نگراں تھا اور تو ہر شے سے پوری اطلاع رکھنے والا ہے۔ (سورۃ مائدہ - آیت ۱۱۷)**

جبکہ ائمہ علیہم السلام کے بارے میں حد سے تجاوز کرنے والے کہتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ کے متعلق لوگ غلط فہمی کا شکار ہو سکتے ہیں تو ائمہ کے سلسلہ میں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟! اب اس کے جواب میں جو بات کہی جا سکتی ہے وہ یہی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ تو بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے تو اماموں کے لئے بغیر باپ کے پیدا ہونا کیونکر ممکن نہیں جبکہ اس سلسلہ میں تو وہ اپنے مذہب (قانون) کے اظہار کی جسارت نہیں کرتے، خدا اس بارے میں اُن پر لعنت کرے۔

جب تمام انبیائے الہی اور اس کی جہتیں ماں باپ سے پیدا ہوتے ہیں اور اُن میں سے صرف حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے تو پھر یہ بھی ممکن ہے کہ لوگوں کو حضرت عیسیٰ کے بارے میں کوئی غلط فہمی ہو جبکہ کسی اور نبی یا حجت خدا کے بارے میں نہیں بالکل اسی طرح جیسے حضرت عیسیٰ کے لئے بغیر باپ کے پیدا ہونا ممکن ہے مگر دیگر کسی نبی یا حجت خدا کے لئے نہیں۔ درحقیقت اللہ عزوجل اپنے اس امر کو آیت اور علامت قرار دینا چاہتا ہے تاکہ یہ جان لیا جائے کہ اللہ عزوجل ہر شے پر قادر ہے۔

﴿۲﴾ ماہ رمضان ہمیشہ تیس دن کا ہوتا ہے اور اس سے کم ہو سکتا ہے: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد بن عبد اللہ، عبد اللہ بن جعفر عمیری، محمد بن یحییٰ عطار اور احمد بن اوریس۔ سب نے۔ ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد بن محمد ابن عیسیٰ اور محمد بن حسین ابن ابو خطاب نے محمد ابن سنان کے ذریعہ سے روایت بیان کی، اس نے حذیفہ ابن منصور سے، اس نے معاذا بن کثیر سے کہ اس کو معاذا بن مسلم ہر بھی کہا جاتا ہے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: ماہ رمضان تیس دن کا ہوتا ہے اور بخدا کبھی اس سے کم نہیں ہوتا۔ محمد ابن علی ابن ماجیلویہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے یاسر خادم سے نقل کیا کہ میں نے امام رضا سے عرض کیا: کیا رمضان کا مہینہ اسی دن کا ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: رمضان کا مہینہ تیس دن سے کم ہرگز نہیں ہوتا۔

محمد ابن علی ابن ماجیلویہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا محمد ابن ابو القاسم نے احمد ابن ابو عبد اللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابو الحسن علی ابن حسین رقی سے، اس نے عبد اللہ ابن جملہ سے، اس نے معاویہ ابن عمار سے، اس نے حسن ابن عبد اللہ سے، اس نے اپنے اجداد سے، اس نے اپنے جد امام حسن ابن علی ابن ابی طالب سے نقل کیا کہ ایک یہودی رسول خدا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ سے

چند مسائل دریافت کیے کہ ان میں سے ایک مسئلہ یہ تھا کہ اللہ نے آپؐ کی امت پر دن کے وقت تیس دن کے روزے کیوں فرض کیے ہیں جبکہ دیگر امتوں پر اس سے زیادہ فرض کیے ہیں؟! نبیؐ نے فرمایا: جب حضرت آدمؑ نے اس درخت سے کھایا تھا تو وہ چیز آپ کے پیٹ میں تیس دن رہی تھی لہذا اللہ عزوجل نے اُن کی ذریت پر تیس دن بھوک و پیاس میں رہنا فرض قرار دیا۔ اب ان کے درمیانی وقت میں لوگ جو کھاتے ہیں تو یہ ان پر اللہ عزوجل کا فضل و مہربانی ہے۔ چنانچہ حضرت آدمؑ پر اسی طرح فرض تھا لہذا یہی فرض میری امت پر بھی عائد کیا گیا۔

اس کے بعد رسول خداؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ ایاماً معدودات تم پر روزہ رکھنا اسی طرح واجب کیا گیا ہے جس طرح تم سے اگلوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم پر ہیروزگار بنو۔ گنتی کے دن ہیں (سورہ بقرہ- آیت ۱۸۳-۱۸۴) اس یہودی نے کہا: اے محمدؐ آپ نے بالکل درست فرمایا۔

محمد ابن موسیٰ متوکلؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن ابو عبد اللہ کوفی نے موسیٰ (ایک نسخہ میں محمد ہے) ابن عمران نخعی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے چچا حسن ابن یزید نوغلی سے، اس نے علی ابن حمزہ سے، اس نے ابو بصیرؒ سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق سے اللہ عزوجل کی اس آیت ولتکملوا العدة اور (وہ چاہتا ہے کہ) تم لوگ گنتی کو پورا کر دو (سورہ بقرہ- آیت ۱۸۵) کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تیس دن۔

میرے والد اور محمد ابن حسن ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبد اللہ نے محمد ابن حسین ابن ابو خطاب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن اسماعیل ابن بزیع سے، اس نے محمد ابن یعقوب ابن شعیب سے نقل کیا اس نے اپنے والد سے کہ امام جعفر صادق نے ایک طویل حدیث میں فرمایا: ماہ رمضان تیس دن کا ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ولتکملوا العدة (ایک نسخہ میں ہے الکاملة النامة فرمایا: تیس دن) اور کامل پورے کو کہتے ہیں۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے کبر ابن عبد اللہ ابن حبیب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے تمیم ابن بہلول سے، کہا: ابو معاویہ نے اسماعیل ابن مہران نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میں نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا: بخدا، اللہ نے بندوں پر ان کی طاقت سے بھی کم تکلیف عائد کی ہے لہذا انہیں پورے دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کو کہا ہے، ہر ہزار درہم میں سے پچیس درہم نکالنے کو کہا ہے (زکوٰۃ) اور سال بھر میں انہیں تیس دن روزے رکھنے کو کہا ہے، ان (مذکورہ واجبات) میں سے ہر اک ایک حجت ہے جبکہ لوگ اس سے زیادہ پر قادر ہیں۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: ماہ رمضان کے متعلق شیعوں کے خواص اور صاحبان بصیرت کا عقیدہ ہے کہ یہ تیس دن سے کم ہرگز نہیں ہوتا اور روایتیں بھی قرآن کے موافق ہیں لیکن اہلسنت کی روایتوں کے مخالف۔ اب جو کمزور عقیدہ کے حامل شیعوں نے ان روایات کی طرف رجوع کیا ہے جو تقیہ میں وارد ہوئی تھیں کہ رمضان کا مہینہ بھی دیگر مہینوں کی مانند کم و زیادہ ہوتا ہے تو انہوں نے تقیہ کیا ہے جس طرح کہ مخالفین سے تقیہ کیا جاتا ہے لیکن پھر بھی وہ بات نہیں کہی گئی کہ جس کے قائل مخالفین ہیں۔ ولاتوۃ الابلانہ۔

(شرح: یہ تو واضح ہے کہ ماہ رمضان بھی عربی سال کے مہینوں کی طرح کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ مہینہ کے گردش کے دوران وہ گھٹے نہیں۔ جو لوگ ہر ماہ کی فطری وضع سے واقف ہیں ان پر یہ امر پوشیدہ نہیں اور کسی حد تک عام لوگ بھی اس کو محسوس کرتے ہیں۔ یہ احادیث جو ماہ

رمضان کو پورے تیس دن کا قرار دیتی ہیں اور اس میں کسی کمی کو نہیں جانتیں ان کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ بات طے ہے کہ ان احادیث کا مقصد اور شیخ صدوق کا نقطہ نظر کہ ان کو انہوں نے قابل اعتماد قرار دیا ہے اور ان کے موضوع کو شیعہ عقائد کہا ہے اور اس کی مخالفت کو ضعیف شیعوں کا خیال سمجھا جائے کہ ان کو ہمیں تقیہ پر محمول کرنا چاہئے۔

ایسا نہیں ہے کہ ماہ رمضان کو علم نجوم کے نقطہ نظر سے اور صرف کے قاعدے کی بناء پر ہم دنوں کا شمار کریں۔ جیسا کہ مخمین اور علم بیت کے ماہرین بیان کرتے ہیں۔ بلکہ یہاں تو ایک حکم شرعی بیان کرنا ہے یہ اس سبب کو بیان کرنا ہے کہ شریعت میں اس کے مطابق حکم دیا گیا ہے اور اس لحاظ سے یوں کہنا چاہئے کہ ان احادیث سے مقصود یوم الشک کی کیفیت بیان کرنا ہے یعنی جب کبھی بادل یا موسم کی خرابی کی وجہ سے ماہ رمضان کے آخری دن اور ماہ شوال کے پہلے دن میں اشتباہ واقع ہو جائے تو پھر اسے ماہ رمضان ہی ماننا چاہئے اور روزہ رکھنا چاہئے۔

اور یہ حکومت کی مشینری اور خلفائے جور کے فیصلوں کی طرف ایک کنایہ ہے جو غیر ذمہ دار اور اجرت یافتہ گواہوں کی بناء پر مشتبہ دنوں کو عید فطر قرار دیا کرتے تھے اور روزہ نہیں رکھتے تھے۔

(یہ ایک عام خیال ہے کہ اگر عید مثلاً روز جمعہ کو ہو تو حکومت پر بھاری ہوتی ہے لہذا اہل حکومت یہ کیا کرتے تھے کہ جمہور کو گواہیاں دلو اگر عید کا دن بنادیتے تھے اور بزم خودہ میدان کے لئے بھاری ثابت نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ مناظر آج کل بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ اب سے تقریباً ۲۵ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ جب عرب دنیا کے مسلمانوں کے ایک علاقے میں ۲۸ روزے ہونے کے بعد اگلے روز باقاعدہ گئی یہ اعلان ہوا کہ رمضان کے پہلے کے چاند میں غلطی ہوئی ہے پہلا روزہ چھوٹ گیا لہذا اب ۲۹ روزے ہو چکے ہیں اور آج یوم السعید ہے مسلمان بعد میں ایک روزے کی قضا کریں۔ سرکاری طور پر ہر جگہ نماز عید بھی ادا کی گئی۔ شیعہ حضرات نے خاموشی سے روزہ رکھا اور جب ان کی عید ہوئی تو وہ نماز عید منعقد نہیں کر سکے کیونکہ وہ حکومت کی مخالفت ہو جاتی۔ آج جب نام نہاد مذہبی آزادی کا ڈنکا پیٹا جا رہا ہے شیعوں کا یہ حال ہے تو پھر بھلا خون کے پیاسے حکمرانوں کے دور میں کس قدر محتاط رہنے کی ضرورت ہوگی! مترجم شرح)

چنانچہ کافی روایات کے مطابق جو اس موضوع پر ہیں یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ امام ہشتم علیہ السلام فرماتے ہیں ایک روز جبہ میں خلیفہ ابو العباس سفاح کے پاس تھا اور لوگوں نے دسترخوان لگوا دیا اور مجھے بھی دعوت طعام دی۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ ماہ رمضان کا آخری دن ہے اور وہ اس بہانے مجھے قتل کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے از روئے تقیہ افطار کر لیا کیونکہ ماہ رمضان کا ایک دن روزہ کھول لینا اور اس کی قضا کر لینا اس سے بہتر تھا کہ وہ مجھے دین کا عمومی مخالف شمار کر کے میری گردن اڑادیں۔ اور ان احادیث کے لئے دوسری توجیہات بھی ہو سکتی ہیں۔ جن کو سید نعمت اللہ جزائری نے زہر الرئیح کی جلد دو (۲) میں نقل کیا ہے۔ ہم از روئے وضاحت عین عبارت ہی نقل کیے دیتے ہیں۔

حدیث ماہ رمضان کا افادہ ناقص نہیں ہے کیونکہ اس کا ظاہر غلات کی ایک جماعت اور اہل سنت کے موافق ہے۔ اور اسی جہت سے اسے تقیہ اور متعدد روایات پر حمل کیا گیا ہے جو اس کے بارے میں کی گئی ہیں۔ (یہ کلام شیخ صدوق کی گفتگو کے مخالف ہے کہ ان روایات کو شیعہ عقیدے موافق اور مخالف تقیہ جانا اور ظاہر میں بھی ایسا ہی ہے)

جو کچھ شیخ اور دیگر کچھ علماء کہتے ہیں اس سے پابندی کی نفی ہی ہوتی ہے یعنی اس کا کوئی دائمی نقصان نہیں ہے۔

(یہ توجیہ روایات کی نص کے مخالف ہے اور بالخصوص اس توجیہ کی جو شیخ صدوق نے کی ہے)

اور اس میں سے ایک یہ ہے کہ حدیث کو اکثر پر محمول کیا جائے یعنی اکثریت تمام ہونے کی ہو اور اس میں سے ایک یہ ہے کہ اشتباہ کے موقع پر آخر ماہ میں چاند نہ دیکھ سکتے پر واجب یہ ہے کہ ماہ کو مکمل سمجھا جائے اور اسی طرح اول ماہ میں اشتباہ یعنی یوم الشک کے روزہ کے ترجیح دینے کے بارے میں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ نفس الامر میں نص واقع نہیں ہوگا چاہے رویت بلال میں غلطی ہوئی ہو۔ پس جب ماہ شعبان مکمل ہو جائے اول ماہ رمضان ہے اسی طرح امکان ہے کہ آخر شعبان بھی مشتبہ ہو جائے تو اس وقت شعبان کے مکمل ہونے کا ہی حکم لگایا جائے گا۔

پس یقیناً کہ اس کا آخری نفس الامر میں اول ماہ رمضان مانا جائے گا اور ہر چند کہ اس کی قضاء واجب نہیں ہے اور شاید یہی ابن بابویہ کی مراد ہے جیسا کہ وہ فرما رہے ہیں (یہ توجیہ بڑی پیچیدہ مفہم اور قابل غور ہے) اور ایک بات یہ کہ ثواب و فضیلت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی خواہ بحسب رویت کم بھی ہو اور اس میں سے ایک یہ ہے کہ اس پر کمی کا اطلاق کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ نقص (کمی) ایک بڑی صفت ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے قرآن پر مخلوق کے اطلاق کی نبی ابہام کے لئے یہاں مخلوق سے مراد مخلوق ہے۔ اور اس میں سے ایک یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ مکمل مہینے کے روزے مکمل مہینوں کے روزوں کے برابر نہیں ہو سکتے چنانچہ ایک روز کی قضا واجب ہے اور اس میں ایک یہ بھی ہے کہ ہرگز سے مراد طویل زمانہ ہے کیونکہ ہرگز کے معانی میں سے ایک معنی زمانہ طویل بھی ہیں۔ زہر الریح کا کلام ختم ہوا۔

﴿۳﴾ کسب و سنت کے مطابق حرام قرار دی جانے والی شرمگاہیں چونتیس ہیں: ابو محمد حسن ابن حمزہ ابن علی ابن عبداللہ ابن محمد ابن حسن ابن حسین ابن علی ابن ابی طالب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یزید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن احمد ابن محمد کوئی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو سعید بلال ابن صالح عباسی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن عبدالرحمن امی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: امام موسیٰ کاظم نے اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد سے ان شرمگاہوں کے متعلق سوال کیا گیا جنہیں قرآن میں حرام قرار دیا گیا ہے اور ان کے متعلق بھی جنہیں سنت رسول میں حرام قرار دیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے چونتیس قسم کی عورتیں حرام قرار دی ہیں کدان میں سے سترہ کا ذکر قرآن میں آیا ہے اور سترہ کا ذکر سنت میں:

قرآن کی حرام کردہ: زنا، اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَلَا تَقْرَبُوا الزَّانَا وَالزَّانَا قَرِيبٌ مَّتَّاجَا (سورہ بنی اسرائیل - آیت ۳۲)، باپ کی بیوی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ وَ امهاتکم . . . ”جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیے ہیں تم ان سے نکاح مت کرو اور تمہاری ماؤں سے، تمہاری بیٹیوں سے، تمہاری بہنوں سے، تمہاری چھوٹی بیٹیوں سے، تمہاری خالائوں سے، بھائی کی بیٹیوں (بھتیجیوں) سے، بہن کی بیٹیوں سے، تمہاری رضاعی ماؤں سے، تمہاری رضاعی بہنوں سے، تمہاری بیویوں کی ماؤں (ساس) سے اور تم نے اپنی جن بیویوں سے ہم بستری کر لی ہے ان کی ان بیٹیوں سے جو تمہاری گود میں ہیں، البتہ اگر ہم بستری نہیں ہوئے تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے صلیبی لڑکے (پوتوں، نواسوں وغیرہ) کی بیویوں سے اور دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا مگر جو ہو چکا وہ معاف ہے۔“ (سورہ نساء - آیت ۲۷)، حائضہ سے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَقْرَبُوا مَنۢ حَنۢیۡ یَطۡهَرۡنَ اُنۡ سَمۡعٰتِہُمۡ نَکَرۡنَا یٰہَاۤ اُنۡ تَکۡ کُذِّبَ پَاک ہوجائیں (سورہ بقرہ - آیت ۲۲۲)، اعتکاف میں مباشرت کرنا، اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَلَا تَبٰشِرُوہُنَّ وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسٰجِدِ . اور ان سے مباشرت نہ کرنا جبکہ تم اعتکاف میں ہو (سورہ بقرہ - آیت ۱۸۷)

سنت میں حرام کردہ: ۵۵: ماہ رمضان میں دن کے وقت ہم بستر ہونے سے لعان کے بعد ملاعت سے، دورانِ عدت نکاح کرنے سے،

احرام کی حالت میں نکاح کرنے یا کرانے سے، جس عورت کے شوہر نے اس کو ظہار کیا ہو تو کفارہ سے پہلے وہ عورت حرام ہے، مشرک عورت سے نکاح کرنے سے، اس عورت سے نکاح کرنے سے کہ جس کو وہ مرد نومرتبہ عدہ کے ساتھ طلاق دے چکا ہو، آزاد عورت پر کنیز سے نکاح کرنے سے، مسلمان عورت کے اپنی زوجیت میں ہوتے ہوئے ذمی عورت سے نکاح کرنے سے، اس عورت سے نکاح کرنے سے کہ جس کی پھوپھی یا خالہ پہلے سے اس کے نکاح میں ہو، آقا کی اجازت کے بغیر کنیز سے نکاح کرنے سے، کنیز سے نکاح کرنے سے جبکہ آزاد عورت سے نکاح کرنا ممکن ہو، تقسیم سے پہلے اسیر لونڈی سے نکاح کرنے سے، مشرک لونڈی سے نکاح کرنے سے، استبراء سے پہلے خریدی ہوئی لونڈی سے نکاح کرنے سے اور مکاتبہ سے نکاح کرنے سے کہ جس نے مکاتبہ کا کچھ حصہ ادا کر دیا ہو۔

﴿۴﴾ اللہ تبارک و تعالیٰ نے لوگوں پر دو جمعوں کے درمیان پینتیس نمازیں فرض کی ہیں: احمد ابن جعفر ہمدانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حماد ابن عیسیٰ سے، اس نے حریر سے، اس نے زرارہ سے نقل کیا کہ امام باقر نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے دو جمعوں کے درمیان پینتیس نمازیں فرض کی ہیں کہ ان میں سے ایک نماز کو باجماعت فرض کیا ہے اور وہ نماز جمعہ ہے۔

﴿بائیسواں باب﴾

اس باب میں چالیس سے لے کر سو عدد کے متعلق روایتیں ہیں]

﴿۱﴾ شراب پینے والے کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوتی: محمد بن حسن ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد بن حسن صفار نے معاویہ ابن حکیم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے ابان ابن عثمان سے، اس نے فضیل ابن یسار سے نقل کیا کہ امام محمد باقی نے فرمایا: جو شخص شراب پیتا ہے اس کی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوتی جبکہ اگر ان دنوں میں کوئی شخص نماز نہ پڑھے تو اس کے عذاب میں نماز نہ پڑھنے کے عذاب کا (بھی) اضافہ ہو جائے گا۔

ایک روایت میں منقول ہے کہ شراب پینے والے کی نماز آسمان وزمین کے درمیان بڑکی رہتی ہے، لہذا جب وہ توبہ کرتا ہے تو اس کو واپس لوٹا دی جاتی ہے۔

﴿۲﴾ روزہ کسی چالیس اقسام: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے قاسم ابن محمد اصہبانی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سلیمان ابن داؤد منقری سے، اس نے سفیان ابن عیینہ سے، اس نے زہری سے نقل کیا کہ میں امام زین العابدین کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے کہا: اے زہری، کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے عرض کیا: مسجد سے آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم لوگ کس سلسلے میں گفتگو کر رہے تھے، میں نے عرض کیا: ہمارا موضوع بحث روزہ تھا اور میری اور میرے ساتھیوں کی رائے یہ ٹھہری کہ ماہ رمضان کے روزوں کے علاوہ کوئی روزہ واجب نہیں تو آپ نے فرمایا: اے زہری، تم لوگوں کی رائے صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ روزہ کی چالیس اقسام ہیں کہ ان میں سے دس قسمیں واجب روزوں کی ہیں جیسے ماہ رمضان کے روزے واجب ہیں، ان میں سے دس قسمیں حرام روزوں کی ہیں، چار قسموں میں انسان مختار ہے کہ چاہے تو روزہ رکھے اور اگر چاہے تو نہ رکھے، اذن (اجازت) کی تین قسمیں ہیں، تادیب کا روزہ، مباح روزہ، روزہ سفر اور بیماری کا روزہ۔

میں نے عرض کیا: تفصیل بیان فرمائیں کہ میں آپ پر قربان۔ آپ نے فرمایا:

واجب روزے:

۱. ماہ رمضان کے روزے۔

۲. جو شخص ماہ رمضان میں ایک دن جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے تو اس پر مسلسل دو ماہ روزہ رکھنا واجب ہے۔

۳. قتل خطائی میں لگا تار دو ماہ روزہ رکھنا واجب ہے بشرطیکہ غلام آزاد نہ کر سکتا ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقِيَّةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسْلِمَةٍ إِلَىٰ أَهْلِهِ** اور جو شخص غلطی سے کسی مومن کو قتل کر دے تو اس کے ذمہ ایک ایمان دار غلام کو آزاد کرنا ہے اور پورا خون بہا اس (مقتول) کے درتاء کو دینا (سورہ نساء- آیت ۹۲) نیز فرمایا: **فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَابِعَيْنِ**۔ پھر جس کو غلام آزاد کرنا میسر نہ ہو تو اس کے ذمہ متواتر ۲ ماہ کے روزے ہیں (سورہ نساء- آیت ۹۲)

۴. اسی طرح ظہار کے کفارہ میں لگا تار دو ماہ روزہ رکھنا اس شخص کے لئے کہ جو غلام آزاد نہ کر سکتا ہو واجب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا

ہے: والذین یظاہرون من نساءہم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبة من قبل أن یتماسا ذلکم تو عظون بہ واللہ بما تعملون خبیر فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین من قبل أن یتماسا. اور جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کریں پھر جو کچھ وہ کہہ چکے اس کا تدارک کرنا چاہیں تو قبل اس کے کہ دونوں مباشرت کریں ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے۔ (سورہ مجادلہ- آیت ۳)

۵. قسم کے کفارہ کے طور پر تین دن روزہ رکھنا واجب ہے بشرطیکہ وہ کھانا نہ کھلا سکتا ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام ذلک کفارة ایمانکم إذا حلفتم. اور جسے یہ میسر نہ ہو تو تین دن کے متواتر روزے رکھنا۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے کہ جب تم کچی قسم کر چکے ہو (سورہ مائدہ- آیت ۸۹) یہ روزے پے در پے رکھنے ہیں جدا جدا نہیں!

۶. حالت احرام میں سر تراشنے کی اذیت سے بچنے کا روزہ واجب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: فمن کان منکم مریضاً أو بہ اذی من رأسہ ففدیة من صیام أو صدقة أو نسک. پھر تم میں سے جو شخص مریض ہو یا اس کے سر میں کسی قسم کی تکلیف ہو تو اس کا بدلہ روزے یا خیرات یا قربانی ہے (سورہ بقرہ- آیت ۱۹۶) البتہ اس میں بتلا شخص کو اختیار ہے کہ ان میں سے جو مناسب سمجھے انجام دے، لیکن اگر روزہ رکھے تو تین روزے رکھے۔

۷. حج تمتع کی قربانی کا روزہ واجب ہے بشرطیکہ قربانی نہ کر سکتا ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: فمن تمتع بالعمرة إلى الحج فما استیسر من الهدی فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام فی الحج و سبعة إذا رجعتم تلک عشرة كاملة. پس جو شخص عمرہ کوچ سے ملا کر فائدہ اٹھانا چاہے تو قربانی جو میسر آجائے (کردے) اور جس کو میسر نہ ہو تو حج کے دنوں میں تین دن روزے رکھے اور جب تم واپس آ جاؤ تو سات دن کے۔ یہ سب ملا کر دس ہوئے (سورہ بقرہ- آیت ۱۹۶)

۸. (احرام کی حالت میں) شکار کے کفارہ کے طور پر روزہ رکھنا واجب ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: من قتلہ منکم متعمداً فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم بہ ذوا عدل منکم ہدیاً بالغ الکعبة أو کفارة طعام مسکین أو عدل ذلک صیاماً. اور تم میں سے جو جان بوجھ کر شکار کو قتل کرے گا تو اس کا بدلہ چوپایوں میں سے ویسا ہی ہے، جیسا کہ اس نے قتل کیا۔ جس کے بارے میں تم میں سے دو منصف حکم لگادیں اور یہ قربانی کعبہ پہنچائی جائے گی یا کفارہ ہوگا مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اسی تعداد میں برابر روزے رکھنا۔ (سورہ مائدہ آیت ۹۵)

اس کے بعد آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ عدل ذلک صیاماً کا کیا مطلب ہے، اسے زہری؟ میں نے عرض کیا: مجھے نہیں معلوم۔ آپ نے فرمایا: شکار کی قیمت نکال کر اس کی گندم خریدی جائے گی، اس کے بعد اس گندم کو صاع صاع کر کے تولا جائے گا اور ہر نصف صاع کے بدلہ ایک روزہ رکھا جائے گا۔

۹. نذر کا روزہ واجب ہے۔

۱۰. اعتکاف کا روزہ واجب ہے۔

حرام روزے:

۱. عید فطر کا روزہ۔

۲. عید الاضحیٰ کا روزہ

۳ تا ۵. ایام تشریق کے تین روزے۔ (۱۱ سے ۱۳ اذی الحج)

۶. جس دن کے متعلق شک ہو۔ (کہ آیا رمضان کی پہلی تاریخ ہے یا شعبان کی تیسویں) اس دن ہمیں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور روزہ رکھنے سے منع بھی کیا گیا ہے یاں معنی کہ شعبان کا روزہ رکھیں اور ہمیں اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ رمضان کے روزہ کی نیت کی جائے جبکہ دیگر افراد کو اس دن کے بارے میں شک ہو۔

میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان، اگر اس نے شعبان کے مہینہ میں کوئی روزہ نہ رکھا ہو تو پھر کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: شک والی رات وہ یہ نیت کرے گا کہ ”میں شعبان کا روزہ رکھتا ہوں“ لہذا اگر رمضان کا مہینہ ہوا تو یہی روزہ کافی ہوگا ورنہ کوئی بات نہیں۔

میں نے عرض کیا: مستحب روزہ بھلا واجب روزے سے کیونکر کفایت کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس لئے کہ اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں مستحبی روزہ رکھے جبکہ اسے اس بات کا علم نہ ہو کہ ماہ رمضان ہے اور اسے بعد میں معلوم ہو کہ یہ رمضان ہے تو (ایسی صورت میں) مستحبی روزہ رمضان کے روزے سے کفایت کرے گا، کیونکہ واجب روزہ بعینہ اس کے مقررہ دن رکھا گیا۔

۷. صوم وصال حرام ہے۔ (مغرب سے سحر تک روزے کی نیت سے کچھ نہ کھانا)
۸. چُپ کا روزہ حرام ہے۔
۹. حرام کام کے لئے مائی گئی نذر کا روزہ حرام ہے۔
۱۰. صوم دہر (ہمیشہ کا روزہ) حرام ہے۔

اختیاری روزے:

۱. جمعہ کے دن روزہ رکھنا۔
 ۲. جمعرات کے دن روزہ رکھنا۔
 ۳. پیر کے دن روزہ رکھنا۔
 ۴. چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنا۔
 ۵. ماہ رمضان کے بعد شوال کے چھ دن روزہ رکھنا۔
 ۶. عرفہ کے دن روزہ رکھنا۔
 ۷. عاشوراء کے دن روزہ رکھنا۔
- ان تمام مذکورہ ایام میں انسان کو اختیار ہے کہ چاہے تو روزہ رکھے اور چاہے تو نہ رکھے۔

اجازتی روزے:

۱. عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتی۔
۲. غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتا۔
۳. مہمان اپنے میزبان کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتا۔

رسول خدا نے فرمایا: جو شخص کسی کے ہاں مہمان کے طور پر جائے اسے ان کی اجازت کے بغیر مستحی روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔
تادیبی روزے:

۱. جب بچہ بالغ ہونے کے قریب ہو تو اسے تادیب کے طور پر روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے حالانکہ یہ فرض نہیں ہے۔
۲. اسی طرح اگر کوئی شخص کسی بیماری کی وجہ سے دن کے ابتدائی حصہ میں افطار کر لے اور اس کے بعد اس میں قوت آجائے تو دن کے باقی حصہ میں اسے چاہئے کہ روزہ باطل کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرے اگرچہ یہ بھی بطور تادیب ہے نہ کہ فرض۔
۳. وہ مسافر جو دن کے ابتدائی حصہ میں کھالے اور پھر اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ جائے تو دن کے باقی حصہ میں بطور تادیب اسے روزہ باطل کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرنے کا حکم دینا چاہئے جبکہ یہ (بھی) فرض نہیں ہے۔

مباح روزے:

اگر کوئی شخص بھول یا تقیہ کی وجہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی کھاپی لے تو اللہ نے اس کے لئے مباح قرار دیا ہے اور یہ اس کے روزہ سے کفایت کرے گا۔

جہاں تک بیماری اور سفر کے روزہ کی بات ہے تو اس میں اہلسنت کا نظریہ مختلف ہے: کچھ لوگ کہتے ہیں روزہ رکھے گا جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں چاہے تو روزہ رکھے چاہے تو روزہ نہ رکھے۔

لیکن ہم کہتے ہیں کہ دونوں حالتوں میں روزہ نہیں رکھے گا اور اگر بیماری یا سفر کی حالت میں روزہ رکھے گا تب بھی ان کی قضا اس پر واجب ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: فمن كان منكم مريضاً أو على سفرٍ فعدة أيامٍ أخر. تو تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی پوری کر دے (سورہ بقرہ- آیت ۱۸۳)

﴿۳﴾ اس شخص کے متعلق جو پہلے چالیس دینی بھائیوں کے لئے دُعا مانگے اور پھر اپنے آپ کے لئے: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے محمد ابن عبد الجبار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے ہمارے کئی ساتھیوں سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص پہلے چالیس دینی بھائیوں کے لئے دعا کرے اور پھر اپنے آپ کے لئے تو ان مومنین کے لئے اور خود اس کے لئے کی گئی دعائیں مقبول ہوں گی۔

﴿۴﴾ اس شخص کے متعلق جس کی موت کے بعد چالیس مومنین اس کے لئے خیر کی گواہی دیں: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے احمد ابن محمد ابن خالد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن سنان سے، اس نے عبد اللہ ابن مسکان سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جب مومن کا انتقال ہوتا ہے اور چالیس مومنین اس کے جنازہ میں حاضر ہو کر یہ کہتے ہیں کہ اللہم لا تعلم منہ إلا خیراً و انت أعلم بہ منا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کہتا ہے: میں نے تمہاری گواہی کو کافی سمجھ کر اس کی ان غلطیوں کو معاف کر دیا ہے جسے میں جانتا ہوں پر تم لوگ نہیں۔

﴿۵﴾ چالیس دن سے زیادہ پیڑو کے بال نہ تو اشترے کی ممانعت: محمد ابن حسن ابن علی ماجیلوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا محمد ابن ابوالقاسم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے اجداد سے، اس نے حضرت علی سے نقل کیا

کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ چالیس دن سے زیادہ ناف کے نیچے کے حصہ کے بال کو تراشنا ترک نہ کرے، لہذا اگر آسترا (ایک نسخہ میں) نہ ملے تو چالیس دن کے بعد تپنچی سے کاٹ دے اور تاخیر سے کام نہ لے۔

﴿۶﴾ جس بچہ کی ختنہ نہ ہوئی ہو چالیس دن تک اس کے پیشاب سے زمین نجس رہتی ہے: میرے والدؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن یزید نوفلی سے، اس نے اسماعیل ابن مسلم سکونی سے، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے اجداد سے، انہوں نے حضرت علیؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ساتویں دن اپنی اولاد کی ختنہ کر دو کہ یہ طیب و پاکیزہ ترین ہے اور اس سے گوشت جلد از جلد بنتا ہے۔ نیز جس بچہ کی ختنہ نہ ہوئی ہو اس کے پیشاب سے زمین چالیس دن تک نجس رہتی ہے۔

﴿۷﴾ اس شخص کے متعلق جس نے لونڈی خریدی اور ہر چالیس دن میں اس سے ہمبستری نہ کرنے پر وہ فعل حرام کسی مرتکب ہو گئی ہو: میرے والدؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یعقوب ابن یزید نے محمد ابن ابراہیم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسین ابن مختار سے اس کی اسناد کے ساتھ حضرت سلمان رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوع روایت بیان کی کہ انہوں نے ایک طویل حدیث میں کہا: جو شخص کسی کنیز کو خریدے مگر ہر چالیس دن میں اس سے ہمبستری نہ ہو اور وہ فعل حرام کی مرتکب ہو جائے تو اس (کنیز) کا گناہ اس (مالک) کے سر ہوگا۔

محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے یعقوب ابن یزید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عثمان ابن عیسیٰ سے، اس نے کسی شخص سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص کسی اونڈی کو خریدے اور ہر چالیس دن میں اس سے ہمبستری نہ کرے تو اس لونڈی کا گناہ اس (مالک) کے سر ہوگا۔

﴿۸﴾ شکاری کتے کی دیت چالیس درہم ہے: میرے والدؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ابو عبداللہ برقی نے حسن ابن علی ابن فضال کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن بکیر سے، اس نے عبدالاعلیٰ ابن اعین سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: کتاب علی میں شکاری کتے کی دیت چالیس درہم ہے۔

محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولیدؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے احمد ابن محمد ابن خالد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابراہیم ابن عبد الحمید سے، اس نے ولید ابن صبیح سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: شکاری کتے کی دیت چالیس درہم ہے کہ رسول خداؐ نے بنو خزیمہ کو اس بات کا حکم دیا تھا۔
(شرح: ہر درہم نصف مثقال اور ۵/۳ نخود چاندی کا ہوتا ہے)۔

﴿۹﴾ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرعون کے دو کلموں کے درمیان اُسے چالیس سال کی مہلت دی: میرے والدؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن مزین نے اپنے بھائی علی ابن مزین کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عیسیٰ ابن محمد سے، اس نے ہمارے کسی ساتھی سے، اس نے عبداللہ ابن محمد سے، اس نے ابو جہیلہ سے، اس نے زرارہ سے نقل کیا کہ امام باقرؑ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرعون کے دو (کفر آمیز) کلموں: ”میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں“ اور ”میں تم لوگوں کے

لئے اپنے علاوہ کسی خدا کو نہیں جانتا“ کے درمیان اُسے چالیس سال کی مہلت دی اور اس کے بعد اسے دنیا اور آخرت میں اس کے انجام تک پہنچا دیا۔ نیز اللہ کے حضرات موسیٰ اور ہارون کو یہ کہنے: ”یقیناً میں تمہاری دعا قبول کر لی ہے“ اور اس کو عملی جامہ پہنانے کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: حضرت جبرئیل نے کہا: میں نے اپنے پروردگار سے فرعون کے سلسلے میں سخت حجت کی، لہذا میں نے کہا: اے میرے پروردگار، کیا تو اس سے درگزر کر رہا ہے جبکہ وہ کہتا ہے کہ ”میں تم لوگوں کا بلند ترین پروردگار ہوں“ تو اللہ نے کہا: اس قسم کی بات تم جیسا بندہ کر سکتا ہے۔

﴿۱۰﴾ وہ استغفار جس سے چالیس گناہان کبیرہ معاف کر دینے جاتے ہیں: محمد ابن علی ماجیلوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا محمد ابن ابوالقاسم نے احمد ابن ابی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جو مومن دن اور رات میں چالیس گناہان کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ ندامت کی حالت میں کہتا ہے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ، بَدِیْعُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ، ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، وَ اَسْأَلُهُ اَنْ یُّتَوَّبَ عَلَیَّ (میں مغفرت طلب کرتا ہوں اللہ سے کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اُس کے کہ وہ ہمیشہ سے زندہ و قائم ہے اور ہمیشہ رہے گا کہ وہی آسمانوں اور زمین کو جو دہشتے والا ہے اور وہ صاحب جلال و اکرام ہے۔ نیز میں اس سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری توبہ قبول فرمائے) تو اللہ ان گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: جو شخص دن اور رات میں چالیس سے زیادہ گناہان کبیرہ انجام دے اس کے لئے کوئی بھلائی نہیں۔

﴿۱۱﴾ رِخْمِ چالیس پشتوں تک ہوتا ہے: میرے والد نے ہم سے فرمایا: عبداللہ ابن جعفر حمیری نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسن ابن علی ابن وشاء سے، اس نے امام علی رضا سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام موسیٰ کاظم سے، انہوں نے اپنے اجداد سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: جس وقت مجھے آسمان کی سیر کروائی گئی تو میں نے ایک رحم دیکھا جو عرش سے معلق تھا اور ایک رحم کی شکایت اپنے پروردگار سے کر رہا تھا لہذا میں نے کہا: تمہارے اور اس کے درمیان کتنی پشتوں کا فاصلہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا: چالیس پشتوں کا۔

﴿۱۲﴾ جب حضرت قائم (عجل اللہ فرجہ الشریف) قیام کریں گے تو اللہ عز و جل ایک شیعہ کو چالیس افراد کی قوت عطا کرے گا: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے حسن ابن علی ابن عبداللہ ابن مغیرہ کوئی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عباس ابن عامر قصبانی سے، اس نے ربیع ابن محمد مسلمی سے، اس نے حسن ابن ثور ابن ابو فاختہ سے، اس نے اپنے والد سے نقل کیا کہ امام زین العابدین نے فرمایا: جب ہمارا قائم (عجل اللہ فرجہ الشریف) قیام کرے گا تو اللہ شیعوں کے جسمانی عیوب کو برطرف کر دے گا، اُن کے دلوں کو کوہ آہن کی مانند (مضبوط) کر دے گا اور ایک شیعہ کی قوت چالیس افراد جتنی کر دے گا۔ نیز یہ لوگ زمین کے حکام اور اس کے بزرگان ہوں گے۔

﴿۱۳﴾ چالیس حدیثیں حفظ کرنے والے کے متعلق: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن صفار نے علی ابن اسماعیل کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ دہقان سے نقل کیا، کہا: ابراہیم ابن موسیٰ مروزی نے امام موسیٰ کاظم سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: میری امت میں سے جس شخص نے اپنے روزمرہ پیش آنے والے ذہنی امور سے متعلق چالیس

حدیثیں حفظ کر لیں تو قیامت کے دن اللہ اسے عالم فقیہ محصور کرے گا۔

ابوالحسن طاہر ابن محمد ابن یونس نے حیۃ الفقیہ کے نسخے میں دیئے گئے اجازہ کے ذریعہ مجھے خبر سنائی، کہا: محمد ابن عثمان ہروی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد ابن سوار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حجر سعدی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعید ابن مسیح نے ابن جریج کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عطاء ابن ابوریاح سے، اس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ نبیؐ نے فرمایا: میری امت کا جو شخص سنت کی چالیس حدیثیں حفظ کر لے تو میں روز قیامت اس کی شفاعت کروں گا۔

ابوالحسن طاہر ابن محمد ابن یونس نے مجھے خبر سنائی، کہا: محمد ابن عثمان ہروی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد ابن سوار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: یحییٰ ابن احمد عسقلانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عروہ ابن مروان برقی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ربیع ابن بدر نے ابان انس کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میری امت کے جس شخص نے خوشنودی خدا اور دار آخرت کی خاطر اپنے دینی امور سے متعلق چالیس حدیثیں حفظ کر لیں تو اللہ قیامت کے دن اسے عالم فقیہ محصور کرے گا۔

محمد ابن یحییٰ ابن عبد اللہ ابن محمد زرگر اور علی ابن عبد اللہ وراق (کانغذینچنے والے) نے مجھے خبر سنائی، وہ کہتے ہیں: حمزہ ابن قاسم علوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن شبیل دقاق (آٹا بیچنے والے) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبد اللہ علی ابن محمد شادی نے علی ابن یوسف کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حنان ابن سدر سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا: جو شخص حلال حرام سے متعلق ہماری احادیث میں سے چالیس حدیثیں حفظ کر لے تو قیامت کے دن اللہ اسے عالم فقیہ محصور کرے گا اور اسے عذاب نہیں دے گا۔

علی ابن احمد ابن موسیٰ دقاق، حسین ابن ابراہیم ابن احمد ابن ہشام مکتب اور محمد ابن احمد سنائی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن ابو عبد اللہ اسدی کو فی ابوالحسنین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: موسیٰ ابن عمران نخعی نے اپنے چچا حسین ابن یزید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اسماعیل ابن فضل ہاشمی اور اسماعیل ابن زیاد سے، ان دونوں نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے نقل کیا کہ امام حسینؑ نے فرمایا: رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو جو وصیتیں کیں ان میں سے یہ وصیت بھی تھی کہ آپؑ نے فرمایا: اے علیؑ، میری امت میں سے جو شخص چالیس حدیثیں حفظ کر لے جبکہ اس کا مقصد خوشنودی خدا اور مقام آخرت ہو تو قیامت کے دن اللہ اسے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ محصور فرمائے گا اور یہ لوگ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں!

حضرت علیؑ نے فرمایا: اے اللہ کے رسولؐ، یہ کون سی احادیث ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: خدائے وحدہ لاشریک پر ایمان لاؤ، اس کی عبادت کرو اور اس کے علاوہ کسی اور کی پرستش مت کرو، نماز کو کامل وضو کے ساتھ بروقت ادا کرو اور ان میں تاخیر مت کرو کہ بغیر کسی وجہ کے ان کو تاخیر میں ڈالنا اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے، زکوٰۃ ادا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اگر تمہارے پاس مال ہے اور تم مستطیع بھی ہو تو حج بیت اللہ کرو، اپنے والدین کی نافرمانی مت کرو، ناحق یتیم کا مال مت کھاؤ، سود مت کھاؤ، شراب مت پیو اور نہ ہی کوئی نشہ آور مشروب پیو، زنا مت کرو، اغلام بازی نہ کرو، ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر نہ کرو، اللہ کی جھوٹی قسم مت کھاؤ، اسراف مت کرو، کسی کے حق میں جھوٹی گواہی مت دو چاہے وہ رشتہ دار ہو یا جنسی، جو حق تم تک لایا جائے اس کو قبول کر لو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، ظالم کے آگے گھٹنے مت ٹیکو اگرچہ وہ قریب ترین رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، خواہش نفسانی کی پیروی مت کرو، پاکدامن عورت پر تہمت مت لگاؤ، بیکاری سے کام مت لو کہ ادنیٰ ترین ربا اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنا ہے،

پستہ قد کو "اے پستہ قد" مت کہو اور نہ ہی لمبے کو "اے لمبے" کہہ کر پکارو جبکہ اس سے تمہارا مقصد اس کا عیب بیان کرنا ہو، اللہ کی کسی بھی مخلوق کا مذاق مت اڑاؤ، مصیبت و آزمائش کے وقت صبر سے کام لو، اللہ نے جو نعمتیں تم کو عطا کی ہیں ان پر اس کا شکر ادا کرو، جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو تو اللہ کے عقاب سے اپنے آپ کو محفوظ مت سمجھو، اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہونا، اللہ سے اپنے گناہوں کی توبہ کرو اس لئے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس کا کوئی گناہ ہی نہیں، استغفار (مغفرت طلب کرنا) کے ساتھ ساتھ گناہوں پر اصرار مت کرو کہ اس طرح تم اللہ، اس کے انبیاء اور اس کے رسولوں کا مذاق اڑانے والے ٹھہرو گے، یہ جان لو کہ جو چیز تم کو حاصل ہوگئی ہے وہ تم سے فوت نہیں ہوگی اور جو چیز تم سے کھوگئی ہے وہ تم کو حاصل ہونے سے رہی، مخلوق کو خوش کرنے کے لئے اللہ کی ناراضگی کے درپے مت ہونا، دنیا کو آخرت پر ترجیح مت دو کہ دنیا فانی ہے جبکہ آخرت باقی، جس چیز پر قادر ہو اس میں اپنے بھائیوں کے لئے بخل سے کام مت لو، تمہارا باطن تمہارے ظاہر کی طرح ہونا چاہئے، مبادا تمہارا ظاہر اچھا ہو اور باطن قبیح اس لئے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارا شمار منافقین میں ہونے لگے گا، جھوٹ مت بولو، جھوٹوں کے ساتھ میل جول مت رکھو، جب کبھی حق سنو تو طیش میں مت آؤ، حسب طاقت اپنے نفس، اپنے اہل خانہ، اپنی اولاد اور اپنے پڑوسیوں کی تادیب کرو، جو علم تم نے حاصل کر لیا اس پر عمل کرو، اللہ کی کسی بھی مخلوق کے ساتھ بھی حق کے سوا کوئی اور سلوک مت کرو، رشتہ دار ہو یا اجنبی اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، جاہل اور سرکش مت بنو، کثرت کے ساتھ تسبیح، تہلیل، دعا، موت کا ذکر، موت کے مابعد جنت اور جہنم کو یاد کرو، قرآن کی تلاوت کثرت کے ساتھ کرو، اس میں کبھی گئی باتوں پر عمل کرو، مومنین و مومنات کے ساتھ نیکی اور کرامت کو غنیمت جانو، جس بات کو تم اپنے لئے ناپسند کرتے ہو مومنین میں سے کسی کے ساتھ بھی ایسا مت کرو، نیکی سے زوج مت ہو، کسی پر بوجھ مت بنو، اگر کسی کو نوازو تو اس پر احسان مت جتاؤ، دنیا تمہارے نزدیک قید خانہ ہونی چاہئے یہاں تک کہ اللہ تمہیں جنت عطا کرے۔

پس یہ ہیں چالیس حدیثیں کہ میری امت میں سے جو کوئی ان پر قائم رہے اور انہیں حفظ کر لے وہ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوگا اور وہ اللہ عزوجل کے نزدیک انبیاء اور اولیاء کے بعد محبوب اور افضل ترین ہوگا اور قیامت کے دن اللہ اسے انبیاء و صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ مشور فرمائے گا اور یہ لوگ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں!

﴿۱۴﴾ مسجد کی حدود چالیس ہاتھ اور اس کا پڑوس چاروں اطراف سے چالیس گھروں پر مشتمل ہے: حسن ابن احمد ابن ادریس ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے محمد ابن علی ابن محبوب کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن حسین سے، اس نے حسین ابن علی ابن فضال سے، اس نے علی ابن عقبہ ابن خالد سے، اس نے اپنے والد عقبہ ابن خالد سے، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے اجداد سے نقل کیا کہ امیر المومنین نے فرمایا: مسجد کی حدود چالیس ہاتھ اور پڑوس چاروں اطراف کے چالیس گھروں پر مشتمل ہے۔

(شرح: حریم مسجد سے مراد یہ ہے جب مسجد مباح اور مواتی زمین پر تعمیر ہو تو اس کا حریم اتنا ہوتا ہے۔)
(موات: عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں خشک اور بخر زمین جس کا کوئی مالک نہ ہو)

﴿۱۵﴾ اس شخص کے متعلق جس کی عمر چالیس سال یا اس سے زیادہ ہو: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسن عطار نے ابراہیم ابن ہاشم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن علی مرقی سے، اس نے یحییٰ

ابن مبارک سے، اس نے عبداللہ ابن جبلی سے، اس نے اسحاق ابن عمار سے، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے اجداد سے، انہوں نے حضرت علی سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: جو شخص چالیس سال کا ہو جاتا ہے وہ تین چیزوں سے محفوظ ہو جاتا ہے: جنون، کوڑھ اور برص، جو شخص پچاس سال کا ہو جاتا ہے اللہ اسے اپنی طرف رجوع کرنے کی نعمت سے نوازتا ہے، جو شخص ساٹھ سال کا ہو جاتا ہے اللہ قیامت کے دن اس کے حساب میں آسانی پیدا کرتا ہے، جو شخص ستر سال کا ہو جاتا ہے اس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور برائیاں نہیں لکھی جاتی ہیں، جو شخص اسی سال کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ و آئندہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور روئے زمین پر وہ مغفور ہو کر چلتا ہے نیز ایسا شخص اپنے اہل خانہ کی شفاعت کروائے گا۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سلمہ ابن خطاب نے احمد ابن عبدالرحمن کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اسماعیل ابن عبدالخالق سے، اس نے محمد ابن طلحہ سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: اللہ عزوجل ستر سالہ کا اکرام فرماتا ہے اور اسی سالہ سے حیا کرتا ہے۔

محمد ابن حسن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن اور لیس نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد (ایک نسخہ میں ابن ہے) سندی سے، اس نے علی ابن حکم سے، اس نے داؤد ابن نعمان سے، اس نے سیف تمار سے، اس نے ابوبصیر سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جب بندہ تینتیس سال کا ہوتا ہے تو اپنی قدرت و طاقت کی اوج کو پہنچ جاتا ہے، جب چالیس سال کا ہوتا ہے تو اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے، جب اکتالیس سال کا ہوتا ہے تو وہ نقصان میں ہوتا ہے اور پچاس سالہ کے لئے مناسب یہی ہے کہ وہ مختصر کی طرح ہو (کہ جس کی موت واقع ہونے والی ہو)۔

انہی اسناد کے ساتھ داؤد ابن نعمان نے سیف کے ذریعہ اس نے ابوبصیر سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جب تک انسان چالیس سال کا نہ ہو جائے وہ وسعت میں ہے، البتہ جب چالیس سال کا ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے (ایک نسخہ میں فرشتوں ہے) دونوں فرشتوں کی جانب وحی کرتا ہے کہ میں نے اپنے بندہ کو ایک طویل عمر عطا کی لہذا تم دونوں اب اس کے ساتھ شدت و سختی سے کام لو، اس کی نگرانی کرو اور اس کا عمل خواہ قلیل ہو یا کثیر، خواہ چھوٹا ہو یا بڑا لکھ لو۔

کہا: امام محمد باقر نے فرمایا: جب بندہ چالیس سال کا ہوتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اب محتاط رہو کہ تمہارے پاس کوئی عذر نہیں حالانکہ چالیس سالہ شخص بیس سالہ شخص سے زیادہ عذر کا حق نہیں رکھتا، اس لئے کہ ان دونوں کو طلب کرنے والا ایک ہی ہے اور وہ ان میں سے کسی سے بھی غافل نہیں؛ لہذا عمل کرو کہ تمہارے آگے ہولناکی ہے اور فضول باتوں سے ڈور رہو!

احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو محمد ابن احمد نے عباس ابن معروف کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے عبدالرحمن ابن ابی نجران سے، اس نے محمد ابن ابوالقاسم سے، اس نے علی ابن مغیرہ سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا کہ جب انسان چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل اسے تین بیماریوں سے امان دیتا ہے: جنون، کوڑھ اور برص، جب پچاس سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کے حساب میں تخفیف کرتا ہے، جب ساٹھ سال کا ہوتا ہے تو اللہ اسے رجوع کی نعمت سے نوازتا ہے، جب ستر سال کا ہوتا ہے تو آسمان کے رہنے والے اس سے محبت کرتے ہیں، جب اسی سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کی نیکیوں کو لکھنے اور برائیوں کو نہ لکھنے کا حکم دیتا ہے اور جب نوے سال کا ہوتا ہے

تو اللہ اس کے گزشتہ و آئندہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کا شمار اللہ کی زمین میں اس کے اسیروں میں ہونے لگتا ہے۔ ایک اور روایت میں منقول ہے کہ جب سو سال کا ہوتا ہے تو یہ رذیل ترین عمر ہے۔ نیز روایت نقل کی گئی ہے کہ رذیل ترین عمر یہ ہے کہ اس کی عقل سات سالہ بچہ کی سی ہو جائے۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے سلمہ ابن خطاب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن حسین سے، اس نے احمد ابن محمد مؤدب سے، اس نے عاصم ابن حمید سے، اس نے خالد قنابی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: قیامت کے دن ایک بوڑھے شخص کو لایا جائے گا اور اس کا نامہ اعمال لوگوں کے سامنے کی بیرونی سمت سے اس کے حوالے کر دیا جائے گا کہ وہ لوگ اس میں صرف بدکاریاں ہی دیکھیں گے اور یہ اس پر سخت و طولانی ہوگا لہذا کہے گا ”اے میرے پروردگار، کیا تو مجھے جہنم میں ڈالنے کا حکم دے گا“ تو (خدائے) جبار جل جلالہ کہے گا: اے شیخ، مجھے تم کو عذاب میں مبتلا کرنے سے حیا آرہی ہے جبکہ دنیا میں تم نماز پڑھا کرتے تھے، (ایک نسخے میں ہے میرے لئے) (اے فرشتو!) تم اسے جنت میں لے جاؤ۔“

ابوسعید محمد ابن فضل نے محمد ابن اسحاق مذکر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو العباس محمد ابن یعقوب اصم نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن سہل دمیاہلی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن مہاجر بن زینب نجیبی (ایک نسخہ میں ابن زینب حسینی ہے) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن وہب نے جعفر ابن میسرہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے زید ابن اسلم سے، اس نے انس سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: کوئی اُدھیڑ عمر شخص ایسا نہیں جو چالیس سال کا ہو جائے مگر یہ کہ اللہ اس سے تین قسم کی بلاؤں کو نال دیتا ہے: جنون، کوڑھ اور برص، لہذا جب وہ پچاس سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کا حساب نرمی سے کرتا ہے، جب وہ ساٹھ سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کو (اپنی جانب) رجوع کی نعمت سے نوازتا ہے جو اللہ کی محبت اور رضا کا سبب بنتا ہے، جب وہ ستر سال کا ہوتا ہے تو اللہ اسے دوست رکھتا ہے اور آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں، جب وہ اسی سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کی نیکیوں کو قبول کرتا ہے اور اس کی برائیوں سے درگزر کرتا ہے اور جب وہ نوے سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کا شمار اللہ کی زمین میں اس کے اسیروں میں ہونے لگتا ہے نیز وہ اپنے اہل خانہ کی شفاعت کروائے گا۔

ابو احمد محمد ابن جعفر بندر فقیہ نے فرغانہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو العباس حمادی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن علی زرگر مکی نے مکہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن منذر خزاعی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن محمد ابن حسین نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عبداللہ ابن عمر ابن عثمان نے انس ابن مالک کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، کہا: رسول خدا نے فرمایا: اسلام میں کوئی اُدھیڑ عمر شخص ایسا نہیں جو چالیس سال کا ہو جائے مگر یہ کہ اللہ اس سے تین قسم کی بلاؤں کو نال دیتا ہے: جنون، کوڑھ اور برص، لہذا جب وہ پچاس سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کا حساب نرمی سے کرتا ہے، جب وہ ساٹھ سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کو (اپنی جانب) رجوع کی نعمت سے نوازتا ہے جو اللہ کی محبت کا سبب بنتا ہے، جب وہ ستر سال کا ہوتا ہے تو اللہ اسے دوست رکھتا ہے اور آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں، جب وہ اسی سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کی نیکیوں کو قبول کرتا ہے جبکہ اس کی برائیوں سے درگزر کرتا ہے اور جب وہ نوے سال کا ہوتا ہے تو اللہ اس کے گزشتہ اور آئندہ گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور اس کا شمار اللہ کی زمین میں اس کے اسیروں میں ہونے لگتا ہے نیز وہ اپنے اہل خانہ کی شفاعت کروائے گا۔

﴿۱۶﴾ جالیس حج کرنے والے کا ثواب: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے محمد ابن حسین

ابن ابوظباب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے جعفر احوال سے، اس نے زکریا موصلی کو کب الدم سے نقل کیا کہ میں نے العبد الصالح (امام موسیٰ کاظم) کو کہتے سنا کہ جو شخص چالیس حج کرے اس سے کہا جائے گا کہ جس کی چاہتے ہو شفاعت کروالو۔ نیز اس کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول دیا جائے گا کہ وہ اس میں سے داخل ہوگا اور وہ بھی کہ جس کی اس نے شفاعت کروائی ہوگی۔

﴿۱۷﴾ امیر المومنین کا حضرت ابوبکرؓ پر تینتالیس خوبیوں کے ذریعہ حجت قائم کرنا: احمد ابن حسن قطن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالرحمن ابن محمد حسنی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو جعفر محمد ابن حفص ثقفی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن عبدالواحد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ثقفی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن عبدالحمید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حفص ابن منصور عطار نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوسعید وراق نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام باقر سے، انہوں نے اپنے جد سے نقل کیا کہ جب لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کر لی اور حضرت علیؓ سے دست کش ہو گئے تو حضرت ابوبکرؓ ہمیشہ حضرت علیؓ کے سامنے خوش روئی کے ساتھ ملتے تھے لیکن وہ انہیں دل تنگ پاتے تھے لہذا یہ بات حضرت ابوبکرؓ کو گراں گذری تو انہوں نے آپ سے ماننا چاہا کہ اس طرح آپ کے دل کے حال کو بھی جان لیں اور معذرت کر لیں کہ لوگوں نے ان کو متفقہ طور پر منتخب کر لیا اور امر امت ان کی گردن میں ڈال دیا جبکہ ان کو اس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی اور وہ تو اس چیز سے پرہیز کرنا چاہتے تھے۔ بہر حال وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خلوت کا تقاضا کیا۔

انہوں نے کہا: اے ابوالحسن، جو کچھ ہوا نہ میں اس پر راضی تھا اور نہ ہی مجھے اس میں کوئی دلچسپی تھی نیز نہ میں نے لالچ سے کام لیا ہے اور نہ ہی امت کی اہم اور ضروری باتوں میں مجھے اپنے آپ پر بھروسہ ہے۔ اس کے علاوہ نہ میرے پاس مالی قوت ہے اور نہ ہی خاندانی۔ مزید یہ کہ میں یہ خلافت کسی کے ہاتھ سے چھیننا نہیں چاہتا تھا تو پھر آپ مجھ سے دل تنگ کیوں ہیں جبکہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں اور آپ میرے اس فعل سے کراہت کا اظہار کیوں کرتے ہیں اور اس سے بدبین کیوں ہیں؟

پہلی حجت: آپ نے فرمایا: جب تم کو اس میں دلچسپی نہیں تھی تو اس بات پر تمہیں کس چیز نے مجبور کیا؟ جبکہ نہ تم ولائ تھی اور نہ ہی تمہیں اپنے آپ پر بھروسہ ہے کہ تم اس کو قائم رکھ سکو گے اور امت کی ضروریات کو پورا کر دو گے؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: ایک حدیث کی وجہ سے جو میں نے رسول خداؐ سے سنی تھی کہ اللہ میری امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا اور جب میں نے ان کو سجا دیکھا تو میں نے حدیث نبویؐ کی پیروی کر لی جبکہ مجھے اس بات کا خیال نہیں تھا کہ یہ ہدایت کے برخلاف جمع ہوں گے اسی لئے میں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ ان میں سے کوئی بھی خلاف ورزی سے کام لے گا تو میں اس سے باز رہتا۔

دوسری حجت: حضرت علیؓ نے فرمایا: کیا تم نے (ابھی) اس حدیث نبویؐ کا ذکر نہیں کیا کہ ”اللہ میری امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا“؟ تو کیا میں اسی امت کا فرد ہوں یا نہیں ہوں؟

انہوں نے کہا: بالکل ہیں!

تیسری حجت: حضرت علیؓ نے فرمایا: کیا تمہارے خلاف کھڑے ہونے والے گروہ کے افراد: حضرات سلمان، عمار، ابوذر، مقداد،

قیس ابن عبادہ اور ان کے ہمراہ انصار امت محمدیؐ میں سے نہیں تھے؟

انہوں نے کہا: یہ لوگ (بجی) امت میں سے تھے۔

چوتھی حجت: حضرت علی نے فرمایا: پھر تم حدیث نبوی کو حجت کیسے قرار دے سکتے ہو جبکہ مذکورہ افراد جیسی ہستیوں نے تمہاری مخالفت کی حالانکہ نہ کسی امتی کو ان پر کسی قسم کا کوئی اعتراض ہے اور نہ ہی ان کے صحابی رسول ہونے میں کوئی شک؟ نیز انہوں نے اپنی خیر خواہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی!

انہوں نے کہا: مجھے ان کی مخالفت کا علم اس وقت ہوا کہ جب بیعت منعقد ہو چکی تھی اور مجھے ڈرتا تھا کہ اگر میں اس خلافت کو لوٹا دوں تو مبادا بات بڑھ جائے اور لوگ دین سے پھر جائیں۔ اسی طرح آپ لوگوں کی مخالفت کرنا یہاں تک کہ آپ حضرات میری موافقت میں آجاتے یہ امت کے لئے زیادہ آسان و بہتر تھا بہ نسبت اس کے کہ وہ آپس میں لڑتے اور کافر ہو جاتے۔ نیز مجھے اس بات کا بھی علم تھا کہ آپ ان کی بقاء اور ان کے دین کی بقاء میں مجھ سے کم تر نہیں ہیں۔

پانچویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: کیوں نہیں، لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ وہ کون سی چیز ہے جس کے ذریعہ کوئی شخص اس خلافت کا حقدار بنتا ہے؟

حضرت ابو بکرؓ نے کہا: وفادار ہو، زبانی جمع خرچ نہ کرے، بے جا داد و دہش سے کام نہ لے، نیک سیرتی، اظہار عدل، کتاب و سنت کا علم، دنیا میں زہد کے ساتھ قضاوت، دنیا میں کم رغبت کرے، مظلوم کو ظالم سے انصاف دلوائے خود وہ رشتہ دار ہو یا اجنبی اور اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے۔

چھٹی حجت: حضرت علی نے فرمایا: اے ابو بکرؓ، میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ تمہیں یہ خوبیاں اپنے آپ میں نظر آتی ہیں یا میرے اندر؟

انہوں نے کہا: آپ میں پائی جاتی ہیں اے ابوالحسن!

ساتویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: اے ابو بکرؓ، میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ تمام مسلمانوں میں سب سے پہلے رسول خداؐ کو کس نے بلیک کہا تھا: میں نے یا تم نے؟ انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ نے!

آٹھویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ تمام امت کے لئے حج کے دوران سورۃ برائت (سورۃ توبہ) کا اعلان کس نے کیا تھا: میں نے یا تم نے؟ انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ نے!

نویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ غار والے روز رسول خداؐ کو میں نے بچایا تھا یا تم نے؟ انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ نے!

دسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ آیت زکوٰۃ میں اللہ کی جانب سے رسول خداؐ کی ولایت کے ساتھ میری ولایت کا تذکرہ ہے یا تمہاری ولایت کا؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ کی!

گیارہویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ یوم غدیر کی حدیث نبوی کے مطابق میں تمہارا اور ہر مسلمان کا ولی ہوں یا تم؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ ہیں!

بارہویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خدا کی وزارت اور حضرت موسیٰ سے حضرت ہارون کی نسبت کی مثال میرے لئے مخصوص ہے یا تمہارے لئے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ کے لئے!

تیسرہویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ نصاریٰ کے مشرکین سے مہلبہ کے روز رسول خدا میرے، میرے اہل خانہ اور میری اولاد کے ہمراہ باہر نکلے تھے یا تمہارے تمہارے گھر والوں اور اولاد کے ساتھ؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ لوگوں کے ساتھ!

چودھویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ پلیدی سے تطہیر کی آیت میرے، میرے اہل خانہ اور میری اولاد کے بارے میں نازل ہوئی ہے یا تمہارے تمہارے گھر والوں اور تمہاری اولاد کے بارے میں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ اور آپ کے گھر والوں کے بارے میں!

پندرہویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کساء کے دن رسول خدا نے یہ دعا ”اے میرے اللہ، یہ میرے اہلیت ہیں انہیں آگ سے دور رکھ“ میرے، میرے اہل خانہ اور میری اولاد کے لئے کی تھی یا تمہارے لئے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ، آپ کے اہل خانہ اور آپ کی اولاد کے لئے!

سولہویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ اس آیت: یوفون بالنذر و یخافون یوما کان شرہ مستطیراً، منتوں کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں کہ جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی (سورہ دہر- آیت ۷) کا مقصود میں ہوں یا تم؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ ہیں!

سترہویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ وہ نوجوان میں ہوں جس کے لئے آسمان سے ندا آئی کہ ”نہیں ہے کوئی تلوار گرز و الفقار اور نہیں ہے کوئی جوان مگر علی!“ یا تم ہو؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ ہیں!

اٹھارہویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ نماز کو بروقت ادا کرنے کے لئے سورج کو تم نے پلٹا یا تھا کہ اس کے بعد وہ غروب ہوا یا میں نے (ایسا کیا تھا)؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ نے!

انیسویس حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ خیر کے دن رسول خدا نے اپنا پرچم تمہیں سونپا تھا اور اللہ نے اس پرچم دار کو فتح دی تھی یا وہ (پرچم دار) میں ہوں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ ہیں!

بیسویس حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا عمر واہن عبدو کو قتل کر کے رسول خدا اور مسلمانوں کے غم و اندوہ کو تم نے دور کیا تھا یا میں نے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ نے!

اکیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا وہ تم ہو کہ جسے رسول خدا نے رسالت کا امین بنایا تھا تا کہ وہ جوں تک پہنچا دے یا وہ میں ہوں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ ہیں!

بانیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خدا نے یہ کہہ کر کہ ”حضرت آدم سے تمہارے باپ تک میں اور تم نکاح سے پیدا ہوئے ہیں نہ کہ زنا سے“ حضرت آدم سے حضرت عبدالمطلب تک تمہاری پاکیزگی کو بیان کیا تھا یا میری پاکیزگی کو؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ کی طہارت کو بیان کیا تھا!

تیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ آیا رسول خدا نے مجھے منتخب کر کے اپنی بیٹی فاطمہ (سلام اللہ علیہا) سے میری شادی کروا کے کہا تھا کہ ”اللہ نے تمہاری شادی کروائی ہے“ یا وہ تم تھے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ وہ آپ ہیں!

چوبیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ نبی کے ریا حین حسن اور حسین کا باپ میں ہوں کہ جن کے بارے میں کہا تھا ”یہ دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے“ یا وہ تم ہو؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ ہیں!

پچیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ جنت میں تمہارے بھائی کو دو پروں سے آراستہ کیا گیا ہے کہ جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتے ہیں یا میرے بھائی کو؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ کے بھائی کو!

چھبیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خدا کے قرضوں کی ضمانت لے کر حج کے موقع پر ان کی ادائیگی کی ندا میں نے دی تھی یا تم نے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ نے!

ستائیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ جب رسول خدا نے اپنے پاس موجود

پرندے کو کھانا چاہا تو یہ دعا میرے لئے کی تھی کہ ”اے میرے اللہ، میرے بعد تیرے نزدیک محبوب ترین مخلوق کو میرے پاس بھیج دے“ یا تمہارے لئے؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ کے لئے!

انہا تیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خدا نے ناکثین، مارقین اور قاسطین کو تاویل قرآن کے مطابق قتل کرنے کی خوشخبری مجھے دی تھی یا تمہیں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ کو!

انیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خدا کے آخری کلام کے موقع پر حاضر ہونے والا، ان کے غسل اور دفن کی ذمہ داری پوری کرنے والا میں ہوں یا تم؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ ہیں!

تیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خدا نے یہ کہہ کر کہ ”علی تم میں سب سے بہترین قاضی ہے“ علم فضاوت میں لوگوں کی رہنمائی میری طرف کی تھی یا تمہاری جانب؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ کی طرف!

اکیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خدا نے اپنی حیات مبارکہ میں اپنے ساتھیوں کو مجھے امیر کہہ کر سلام کرنے کا حکم دیا تھا یا تمہیں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ کو!

بیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خدا سے قرابت داری میں مجھے سبقت حاصل ہے یا تم کو؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ کو!

تینتیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ بوقت ضرورت رسول خدا کو ایک دینار تم نے ہیہ کیا تھا، جبریل نے تمہاری بیعت کی تھی اور محمد اور ان کی اولاد کی مہمان نوازی تم نے کی تھی یا وہ میں تھا؟

راوی کہتا ہے: اس موقع پر حضرت ابو بکر روتے ہوئے کہنے لگے: نہیں بلکہ وہ شخص آپ ہی ہیں۔

چونتیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خدا نے کعبہ کے بتوں کو برطرف کرنے اور انہیں توڑنے کے لئے جس شخص کو اپنے کاندھوں پر اٹھایا تھا یہاں تک کہ اگر وہ چاہتا تو افق آسمان پر پہنچ جاتا وہ تم ہو یا میں ہوں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ ہیں!

پینتیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خدا نے تمہارے بارے میں فرمایا تھا کہ ”تم، یا اور آخرت میں میرے پرچم دار ہو“ یا میرے بارے میں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ کے بارے میں!

چھتیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ جب رسول خدا نے ان کی مسجد میں ان کے تمام اصحاب اور اہل خانہ کے دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا تھا تو اس وقت جس شخص کے دروازہ کو کھلے رہنے کا حکم دیا اور اس کے لئے وہ سب کچھ حلال رکھا جو آپ کے لئے حلال تھا وہ میں ہوں یا تم؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ ہیں!

سیستیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خدا کے ساتھ رازداری کی باتیں کرنے سے پہلے صدقہ دے کر آپ کے ساتھ رازداری کی باتیں کرنے والا شخص کون تھا، تم یا میں کہ جب اللہ عزوجل نے ایک قوم پر عتاب کیا تھا، لہذا فرمایا: أَلَمْ نَقِمْ أَنْ تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَي نَجْوِيكُمْ صَدَقَاتٍ... کیا تم اس سے ڈر گئے کہ اپنے تخیل سے پہلے کچھ صدقہ کرو... (سورہ مجادلہ - آیت ۱۳)

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ!

ازتیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ رسول خدا نے حضرت فاطمہ (سلاہ اللہ علیہا) سے باتیں کرتے ہوئے یہ کس کے بارے میں فرمایا تھا "...میں نے تمہاری شادی ایک ایسے شخص سے کروائی ہے جو لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لایا اور اسلام لانے میں سب سے پہلے اسی کو ترجیح حاصل ہے" میرے بارے میں یا تمہارے بارے میں؟

انہوں نے کہا: نہیں بلکہ آپ کے بارے میں!

پس حضرت علی اسی طرح اپنے ان مناقب و فضائل گناتے رہے جو اللہ عزوجل نے صرف آپ کو عطا کیے تھے نہ کہ حضرت ابو بکرؓ یا کسی اور کو اور آپ سے حضرت ابو بکرؓ کہتے تھے کہ انہی یا ان سے ملتے جلتے فضائل کا حامل ہی امت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے امور کی ہاں اور سنبھالنے کا اقتدار ہے تو حضرت علی نے ان سے کہا:

انتالیسویں حجت: تو چہرہ کون سی چیز ہے جس نے تم کو فریب میں مبتلا کیا اور تم نے اللہ، اس کے رسول اور اس کے دین سے انحراف کیا جبکہ تم ان خوبیوں سے عاری ہو جو اس کے دین کے لوگوں کے لئے ضروری ہیں؟

حضرت ابو بکرؓ نے لگے اور کہا: اے ابو الحسن، مجھے آج کے دن کی مہلت دے دو تاکہ میں اپنی حالت پر غور و فکر کروں اور ان باتوں پر بھی جو آپ نے بیان کی۔

چالیسویں حجت: حضرت علی نے فرمایا: تمہیں مہلت حاصل ہے، اے ابو بکرؓ!

اس کے بعد وہ اٹھ کر وہاں سے چلے گئے، پورے دن اور رات کا وقت تنہائی میں گزارا اور کسی کو ملنے کی اجازت نہ دی، جبکہ حضرت عمرؓ لوگوں میں آنا جانا کر رہے تھے کیوں کہ انہوں نے یہ سن لیا تھا کہ حضرت ابو بکرؓ حضرت علی سے خلوت میں مل چکے ہیں۔

بہر حال جب رات کو سوتے میں انہوں نے خواب دیکھا کہ رسول خدا ان کی محفل میں مجسم ہو کر تشریف لائے ہیں تو حضرت ابو بکرؓ آپ کو سلام کرنے کی غرض سے کھڑے ہو گئے مگر آپ نے اپنا منہ پھیر لیا۔

حضرت ابو بکرؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے کسی ایسی بات کا حکم دیا تھا جسے میں نے انجام نہیں دیا؟

رسول خداؐ نے فرمایا: کیا میں تم کو جو اب سلام دوں جبکہ تم نے اللہ اور اس کے رسولؐ (ایک نسخہ میں ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے

دوستوں) سے دشمنی کی ہے، حق اس کے حقدار کو واپس کر دو!

انہوں نے کہا: اس کا حقدار کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جس نے تم کو سرزنش کی ہے اور وہ علیؑ ہے۔

انہوں نے کہا: آپؐ کے حکم کے مطابق میں نے انہیں ان کا حق واپس کر دیا، لہذا صبح وہ رو رہے تھے اور حضرت علیؑ سے کہنے لگے: اپنا

ہاتھ آگے کرو، پھر آپؐ کی بیعت کی اور امر خلافت آپؐ کے حوالے کر دیا۔ نیز کہا: مسجد میں جا کر لوگوں کو میرے رات کے خواب اور ہم دونوں کے

درمیان جو کچھ ہوا اُسے بیان کر دو، اس طرح مجھے اس معاملہ سے چھٹکارا دو اور (اب) یہ خلافت میں تمہارے حوالے کرتا ہوں۔

حضرت علیؑ نے اُن سے کہا: ٹھیک ہے!

اس کے بعد وہ وہاں سے چل دیئے جبکہ ان کا رنگ متغیر تھا۔ راستہ میں اُن کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہو گئی اور وہ انہی کی تلاش میں تھے لہذا

کہنے لگے: اے خلیفہ رسول خداؐ، آپؐ کا کیا حال ہے؟ حضرت ابو بکرؓ نے اُن کو سب کچھ بتا دیا: اپنی رائے، اپنا خواب اور اپنے اور حضرت علیؑ کے

درمیان ہونے والی باتیں بھی۔ حضرت عمرؓ نے ان سے کہا ”میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں اے رسول خداؐ کے خلیفہ، تم پر بنی ہاشم کے سحر کا اثر ہو گیا ہے

اور یہ ان کا کوئی پہلا جادو تو ہے نہیں...“ بس اسی طرح کی مسلسل گفتگو کے ذریعہ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کی رائے بدل دی۔ چنانچہ اُن کے ارادہ کی

چنگلی ختم ہو گئی اور وہ بھی اُن کی باتوں میں دلچسپی لینے لگے لہذا انہوں نے خلافت کو سنبھالنے اور اسی پر قائم رہنے کو کہا۔

حضرت علیؑ مقررہ وقت پر مسجد میں تشریف لائے تو کسی کو بھی وہاں نہ پا کر آپؐ کو ان کی طرف سے شکر کا احساس ہو گیا، لہذا آپؐ رسول

خداؐ کی قبر کے پاس جا کر بیٹھ گئے کہ وہاں سے حضرت عمرؓ کا گذر ہوا تو انہوں نے کہا: اے علیؑ، تم اپنے مقصود کو کبھی حاصل نہ کر سکو گے، اس پر حضرت

علیؑ نے بات کو درک کر لیا اور کھڑے ہو کر وہاں سے اپنے گھر کو چل دیئے۔

﴿۱۸﴾ شوریٰ کے روز امیر المومنینؑ کا لوگوں پر انہی مناقب و فضائل کے ذریعہ حجت قائم کرنا: میرے

والد اور محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، دونوں نے کہا: سعد ابن عبد اللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسین

ابن ابی الخطاب نے حکم ابن مسکین ثقفی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابو جارود، یثیم (ایک نسخہ میں ہشیم ہے) ابو ساسان اور ابو

طارق سراج سے، اس نے عامر ابن واہلہ سے نقل کیا کہ شوریٰ کے دن میں گھر میں تھا کہ میں نے حضرت علیؑ کو یہ کہتے سنا: لوگوں نے ابو بکرؓ کو

خلیفہ منتخب کیا جبکہ بخدا میں اس خلافت کا اس سے زیادہ حقدار تھا اور اس سے بہتر بھی، ابو بکرؓ نے عمرؓ کو خلیفہ منتخب کیا جبکہ میں بخدا اس خلافت کا زیادہ

حقدار تھا اور اس سلسلے میں اس سے بہتر بھی۔

یاد رکھو، عمرؓ نے مجھے پانچ افراد کے ساتھ رکھا تھا کہ جن میں چھٹا میں تھا اور ان کو مجھ پر کوئی فضیلت حاصل نہیں تھی جبکہ اگر میں چاہتا تو چند

ایسی باتوں سے ان پر حجت قائم کرتا کہ جس میں تبدیلی لانا کسی عرب کے بس میں تھا اور نہ ہی کسی عجم کے، خواہ وہ مشرک ہو یا حلیف۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ آیا تم میں سے کوئی ہے جس نے مجھ سے پہلے خدا کی

وحدانیت کا اقرار کیا ہو؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ آیا تم میں سے کوئی ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا: تمہاری نسبت مجھ سے ایسی ہے جیسے حضرت ہارون کی حضرت موسیٰ سے سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ آیا تم میں سے کوئی ہے جو تمام جہانوں کے پروردگار، اللہ کے رسول کے لئے قربانی کا جانور لایا ہو اور پھر آپ نے اس کو اپنے ساتھ شریک کیا ہو؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) جب رسول خدا کے پاس (بٹھنا ہوا) پرندہ لایا گیا کہ آپ اسے تناول کریں اور آپ نے فرمایا ”اے میرے اللہ، میرے پاس اپنی محبوب ترین مخلوق کو بھیج دے“ تو کیا میرے علاوہ کوئی اور وہاں آیا تھا؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ جب (خیبر میں) عمر واپس لوٹے اور وہ اور ان کے ساتھی آپس میں ایک دوسرے کو بزدل کہتے تھے اور انہوں نے شکست تسلیم کرتے ہوئے رسول خدا کو پرچم واپس کر دیا تو کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ہے کہ جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو ”کل میں ایک ایسے شخص کو پرچم دوں گا جو میدان چھوڑ کر بھاگ نہیں اٹھتا، اللہ اور اس کا رسول اسے پسند کرتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کو پسند کرتا ہے؛ جب تک اللہ اس کے ہاتھوں فتح نصیب نہیں کرے گا وہ واپس نہیں آئے گا“ لہذا جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا: علی کو بلاؤ، اس پر لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول، علی کو آشوب چشم لاحق ہے جو ابھی ختم نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ اور جب میں آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا تو آپ نے میری آنکھ میں اپنا لعاب لگایا اور فرمایا: اے میرے اللہ، اس سے سردی گرمی کو برطرف کر دے لہذا اسی لمحہ اللہ نے سردی گرمی کو مجھ سے برطرف کر دیا اور میں نے پرچم اٹھالیا تو اللہ نے مشرکین کو شکست دی اور مجھے ان پر فتح بخشی؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ تم میں سے میرے علاوہ کسی کا بھائی میرے بھائی جعفر کی طرح ہے جسے اللہ نے جنت میں دو پروں سے آراستہ کیا ہے اور ان کے ذریعہ سے وہ جہاں چاہے پرواز کرتا ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ میرے علاوہ تم میں سے کسی کا چچا حضرت حمزہ شیر خدا ہے جو رسول خدا کا بھی شیر ہے اور جو سید الشہداء ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ آیا میرے علاوہ تم میں سے کسی کے ایسے دو سبط ہیں جیسے حسن و حسین میرے دو سبط ہیں جو رسول خدا کے بیٹے اور جنت کے جوانوں کے سردار ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا تم میں سے سوائے میرے کسی کی بیوی حضرت فاطمہ (مسلمہ اللہ علیہا) کی مانند ہے جو رسول خدا کی بیٹی، ان کا کلمہ اور جنت کی عورتوں کی سردار ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو ”جو تم سے خدا ہوا اس نے مجھ سے جدائی اختیار کی اور جس نے مجھ سے جدائی اختیار کی اس نے اللہ کو چھوڑ دیا“ لوگوں نے

کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو ”بنو لویعہ (بنو کنذہ کا ایک قبیلہ) کو چاہئے کہ وہ باز آ جائیں ورنہ میں ان کے پاس اپنے جیسے ایک شخص کو بھیجوں گا کہ اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اور اس کی نافرمانی میری نافرمانی اور وہ تلوار سے ان کو قابو کرے گا“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو: ”کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ جس کے دل میں میری محبت جاگ جائے مگر یہ کہ اس کے گناہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور (اسی طرح) جس کے دل میں میری محبت ہو اس کے دل میں تمہاری محبت بھی جاگ جاتی ہے۔ نیز وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو اس زعم میں ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جبکہ تم سے بغض رکھتا ہے“؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو ”تم ہر غیبت میں میرے اہل خانہ اور مسلمانوں کے جانشین ہو، تمہارا دشمن میرا اور خدا کا دشمن ہے جبکہ تمہارا دوست میرا اور اللہ کا دوست ہے“؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو ”اے علیؑ، جو تم سے محبت کرے اور تم سے دوستی رکھے رحمت اس کی جانب پیش قدمی کرتی ہے اور جو شخص تم سے بغض رکھے اور تم سے دشمنی رکھے لعنت اس کی طرف پیش قدمی کرتی ہے“۔ اس وقت عائشہؓ نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ، میرے اور میرے والد کے لئے دعا فرمائیں مبادا ہم علیؑ سے بغض اور دشمنی رکھنے والے ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم خاموش رہو، (کیونکہ) اگر تم اور تمہارا باپ ان لوگوں میں سے ہوئے جو علیؑ سے محبت و دوستی رکھیں گے تو رحمت تمہاری جانب سبقت کرے گی جبکہ اگر ان لوگوں میں سے ہوئے جو اس سے بغض و عداوت رکھیں گے تو تمہاری جانب لعنت سبقت کرے گی۔ تم اور تمہارا باپ سخت ناپسندیدہ ہو اس لئے کہ تمہارا باپ وہ پہلا شخص ہے جو اس پر ظلم کرے گا اور اس سے جنگ کرنے میں تم پہلی ہو“؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو ”اے علیؑ، تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ نیز خلد میں تمہارا مکان میرے مکان کے عین سامنے ہوگا جس طرح کہ بھائی ایک دوسرے کے سامنے ہوتے ہیں“؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو ”اے علیؑ، خدا نے ایک بات سے تم کو خصوصیت بخشی ہے اور تم کو عطا بھی کیا ہے، اللہ کے نزدیک دنیا میں زہد اختیار کرنے سے زیادہ پسندیدہ اور افضل کوئی عمل نہیں ہے، لہذا تم دنیا سے کچھ لوگے اور نہ ہی وہ تم سے کچھ لے گی اور زہد قیامت کے دن اللہ عزوجل کے نیکو کار بندوں کی زینت ہے۔ خوشانصیب اس شخص کے لئے جو تم سے محبت کرے اور تمہاری تصدیق کرے جبکہ وائے جو اس شخص پر جو تم سے بغض رکھے اور

تسبیح تم سے پڑھے، نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کو رسول خدا نے بھیجا ہوتا کہ وہ پانی لے کر آئے جس طرح کہ آپ نے مجھے بھیجا تھا تو میں جا کر اپنی پیٹھ پر مشک لاد کر اسی رہا تھا کہ ایک ہوا میرے سامنے آئی اور اس نے مجھے پلٹا دیا یہاں تک کہ مجھے زمین پر بٹھادیا، پھر میں کھڑا ہو گیا تو پھر ایک ہوا میرے سامنے آئی اور اس نے مجھے پلٹا دیا یہاں تک کہ مجھے زمین پر بٹھادیا، ایک بار پھر میں کھڑا ہوا کہ ایک ہوا میرے سامنے آئی اور اس نے مجھے پلٹا دیا یہاں تک کہ مجھے زمین پر بٹھادیا، بعد ازیں میں کھڑا ہو گیا اور رسول خدا کے پاس آ گیا تو آپ نے مجھ سے کہا: اتنی دیر کیوں لگادی؟ میں نے آپ کو پورا قصہ سنا دیا تو آپ نے فرمایا ”میرے پاس جبرئیل آئے تھے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ پہلی ہوا جبرئیل تھے جو جمع ایک ہزار فرشتوں کے تم کو سلام کر رہے تھے، دوسری ہوا میکائیل تھے جو جمع ایک ہزار فرشتوں کے تم کو سلام کر رہے تھے اور تیسری ہوا اسرافیل تھے جو جمع ایک ہزار فرشتوں کے تم کو سلام کر رہے تھے“؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق (بدر کے موقع پر) جبرئیل نے کہا ہو ”اے محمد، کیا آپ دیکھ رہے ہیں کہ علی کس قدر مواسات سے کام لے رہے ہیں!“ رسول خدا نے ان سے کہا ”وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے“ لہذا جبرئیل کہنے لگے ”اور میں آپ دونوں سے ہوں“؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے رسول خدا کی خاطر کچھ لکھا ہو جس طرح میں نے لکھا ہے کہ جب میں لکھ رہا تھا تو رسول خدا پر غشی طاری ہو گئی جبکہ میں سمجھ رہا تھا کہ آپ مجھے املاء کروا رہے ہیں مگر جب آپ بیدار ہوئے تو کہنے لگے ”اے علی، تمہیں یہاں سے وہاں تک کس نے املاء کروایا“ تو میں نے کہا کہ آپ نے اے اللہ کے رسول، آپ نے فرمایا ”نہیں بلکہ جبرئیل نے تمہیں املاء کروایا ہے“؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے لئے آسمان سے ندا آئی ہو ”نہیں ہے کوئی تلوار مگر ذوالفقار اور نہیں ہے کوئی جوان مگر علی“؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے وہ بات کہی ہو جو میرے متعلق کہی ہے ”اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ ہر کوئی تمہارے قدموں کی مٹھی بھر خاک لے کر اسے برکتی شمار کرے گا اور اسے اپنی آئندہ نسلوں کے لئے رکھ چھوڑے گا تو میں تمہارے بارے میں ایسی بات کہتا کہ لوگ تمہارے قدموں کی مٹھی بھر خاک کو تبرک کے طور پر اٹھاتے“؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو ”دروازہ کی نگرانی کرو کہ بلاشبہ فرشتے میری زیارت کو آتے ہیں، لہذا لوگوں میں سے کسی کو بھی اجازت مت دینا“ پس عمرؓ تین مرتبہ آئے تو میں نے ان کو رسول خدا کی بات بتادی کہ آپ حجاب میں ہیں اور ان کی زیارت کو فرشتے آئے ہوئے ہیں اور ان کی اتنی اتنی تعداد ہے۔ اس کے بعد (چوتھی مرتبہ) میں نے ان کو اجازت دے دی اور وہ اندر داخل ہو کر کہنے لگے ”اے اللہ کے رسول! میں آپ کے پاس متعدد بار آیا مگر علی نے مجھے لوٹا دیا اور کہہ دیا کہ رسول خدا حجاب میں ہیں اور ان کی زیارت کو فرشتے آئے ہوئے ہیں کہ ان کی اتنی اتنی تعداد ہے، تو علی تعداد کے متعلق کیونکر جانتے ہیں، کیا انہوں نے فرشتوں کو دیکھا تھا؟“ آپ نے فرمایا ”اے علی، یہ ٹھیک کہہ رہا ہے؟ تمہیں ان کی تعداد کا علم کیسے ہوا؟“

میں نے عرض کیا ”مجھے کئی مرتبہ سلام کیا گیا اور میں نے ان آوازوں کو سنا اور میں نے (اس طرح) تعداد شمار کر لی“ اس پر رسول خداؐ نے فرمایا ”تم ٹھیک کہہ رہے ہو، کیونکہ تم میں میرے بھائی عیسیٰ کی سنت پائی جاتی ہے“ پس عمرؓ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ آپؐ نے علیؑ کے لئے ابن مریمؑ کی مثال دی جبکہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: **وَلَمَّا ضَرَبَ ابْنُ مَرْيَمَ مِثْلًا ۖ اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُونَ ۝ وَقَالُوا الْهَيْئَا خَيْرَامْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ الْاِجْدَلَاءُ ۚ اِنَّ هُوَ الْاَعْيُدُ ۖ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مِثْلًا ۚ لَبِئْسَ اِسْرَاقِيْلُ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَجْعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلَفُونَ ۝** اور ”جب مریمؑ کے بیٹے کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تمہاری قوم کے لوگ کھل کھلا کر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ بھلا ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ (عیسیٰ) اُن لوگوں نے عیسیٰ کی مثال دی تو صرف جھگڑنے کے لئے، بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو، وہ (عیسیٰ) تو بس ہمارے ایک بندے تھے جن پر ہم نے احسان کیا اور ان کو ہم نے بنی اسرائیل کے لئے نمونہ بنایا اور اگر ہم چاہتے تو تم ہی لوگوں میں سے فرشتے بنا دیتے جو زمین میں تمہارے جانشین ہوتے“ (سورہ زخرف آیت ۶۰ تا ۶۵)۔ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو ”بلاشبہ طوبیٰ جنت میں ایک درخت ہے کہ اس کی جز علیؑ کے مکان میں ہے اور کوئی مومن ایسا نہیں جس کے گھر میں اس کی شاخوں میں سے کوئی شاخ نہ ہو“؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو ”تم میری سنت پر رہ کر جنگ کرو گے اور مجھے بری الذمہ کر دو گے“؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خداؐ نے فرمایا ہو ”تم ناکثین، قاسطین اور مارفئین سے جنگ کرو گے“؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو رسول خداؐ کی خدمت میں اُس وقت حاضر ہوا جب آپؐ کا سر مبارک اُن (جبرئیل) کی گود میں ہوتا تو انہوں نے میرے متعلق کہا ہو ”اپنے چچا زاد بھائی سے قریب ہو جائیں کہ آپؐ اُس کے سزاوار تر ہیں“؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کی گود میں رسول خداؐ نے سر رکھا ہو یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا ہو اور اس نے عصر (کی نماز) بھی نہ پڑھی ہو مگر جب آپؐ بیدار ہوئے تو فرمایا ہو ”اے علیؑ، کیا تم نے عصر کی نماز پڑھی؟“ میں نے کہا ”نہیں!“ اس موقع پر رسول خداؐ نے دعا کی ہو اور اس طرح سورج اپنی تابانی پر لوٹ آیا اور میں نے نماز پڑھی اور اس کے بعد سورج غروب ہو گیا ہو“؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق اللہ عزوجل نے رسول خداؐ کو حکم دیا ہو کہ کسی کو اظہار بیزاری (برائت) کے لئے بھیجیں تو رسول خداؐ نے اس سلسلے میں ابو بکرؓ کو بھیجا مگر جبرئیلؑ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ”اے محمدؐ، یہ کام سوائے آپؐ کے یا آپؐ کے کسی قریبی رشتہ دار کے کوئی انجام نہ دے!“ رسول خداؐ نے مجھے بھیجا اور میں ابو بکرؓ سے لے کر چلا گیا اور رسول خداؐ کی جانب سے میں نے یہ کام انجام دیا تو اس موقع پر اللہ نے آپؐ کی زبان پر یہ کلام جاری کیا کہ میں آنجنابؐ

سے ہوں؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو ”تم نور (ایک نسخہ میں امام ہے) ہو میری اطاعت سے اور میرے اولیاء کے نور ہو نیز تم وہ کلمہ ہو جس سے پرہیزگار لوگ منسلک ہیں؟“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو ”جس کے لئے یہ بات خوش آئند ہو کہ وہ میری زندگی ہے، میری موت مرے اور میری اس جنت میں کلین ہو جس کا وعدہ مجھ سے میرے پروردگار نے کیا ہے وہ جنات عدن جس کی بنیاد اللہ نے اپنے ہاتھوں سے رکھی اور اس کے بعد کہا ”ہوجا“ تو وہ ہوگی لہذا ایسے شخص کو چاہئے کہ علیٰ ابن ابی طالب کو دوست رکھے اور اس کے بعد اس کی ذریت کو بھی کہ یہی ائمہ ہیں اور یہی اوصیاء بھی نیز اللہ نے ان کو میرا علم اور میری فہم عطا کی ہے کہ (پھر) تم لوگ گمراہی کے باب میں داخل ہو گے اور نہ ہی باب ہدایت سے باہر نکلو گے۔ ان کو مت سکھاؤ کہ یہ تم لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں کہ جہاں یہ جاتے ہیں وہاں حق ان کے ساتھ ساتھ رہتا ہے؟“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو ”یہ حتمی امر ہے اور اس پر مہر ثبت ہو چکی ہے کہ تم سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہیں کرے گا اور سوائے منافق کے تم سے کوئی بغض نہیں رکھے گا؟“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے وہ بات کہی ہو جو میرے لئے کہی ہے ”تمہاری ولایت کے قائل قیامت کے دن اپنی قبروں سے سفید اونٹنیوں پر سوار نکلیں گے اور ان کی نعلین کے بندنور کے ہوں گے جو چمکیں گے، ان کے لئے راہیں آسان ہو چکی ہوں گی، ان سے سختیاں دور ہو گئی ہوں گی، انہیں امان بخشی جائے گی اور غم و اندوہ کو ان سے برطرف کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ عرش رحمن کے سایہ میں راہ چلیں گے۔ نیز ان کے سامنے دسترخوان رکھے جائیں گے جن میں سے وہ تناول کریں گے یہاں تک کہ وہ حساب سے فارغ ہو جائیں گے (درحالیہ) لوگ خوف کر رہے ہوں گے جبکہ ان کو کوئی خوف لاحق نہیں ہوگا، لوگ غمگین ہوں گے مگر ان کو کوئی غم لاحق نہ ہوگا؟“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جب ابو بکرؓ حضرت فاطمہ (سلام اللہ علیہا) کی خواستگاری کے لئے آئے تھے تو رسول خدا نے ان کے نکاح میں دینے سے انکار کر دیا، پھر خواستگاری کے لئے آئے تو ان کے نکاح میں دینے سے بھی انکار کر دیا ہو اور جب میں نے خواستگاری کی تو آپ نے میری شادی ان سے کروادی، لہذا ابو بکرؓ اور عمرؓ آئے اور کہنے لگے ”آپ نے ہم دونوں کو انکار کر دیا اور علیؓ سے شادی کروادی؟“ رسول خدا نے فرمایا ”میں نے تم دونوں کو منع کر کے علیؓ کی شادی نہیں کروائی، بلکہ اللہ نے تم دونوں کو دینے سے انکار کر دیا اور علیؓ سے شادی کروادی؟“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا تم لوگوں نے رسول خدا کو یہ کہتے سنا ہے کہ ”قیامت کے دن ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور نسب کے“ تو بھلا میرے سبب سے افضل کو نسا سبب ہے؟ اور میرے نسب سے افضل کو نسا

نسب ہے؟ جبکہ میرے والد اور رسول خدا کے والد آپس میں بھائی تھے، حسن و حسین جو رسول خدا کے بیٹے اور جوانان جنت کے سردار ہیں وہ میرے بیٹے ہیں اور فاطمہ (سلام اللہ علیہا) بنت رسول خدا میری زوجہ اور جنت کی عورتوں کی سردار ہیں؟ لوگوں نے کہا: بخدا، کیوں نہیں!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو ”اللہ نے مخلوقات کو خلق کیا اور پھر انہیں دو دستوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا، اس کے بعد ان قبیلوں کو خاندانوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین خاندان میں رکھا، اس کے بعد انہیں گھروں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین گھر میں رکھا، اس کے بعد میرے گھر والوں میں مجھے علی اور جعفر کو منتخب کیا اور مجھے ان میں سے بہترین قرار دیا۔ پس میں ابوطالب کے دونوں بیٹوں کے سامنے سورا تھا کہ جبرئیل آئے اور ان کے ہمراہ ایک فرشتہ تھا تو اس نے کہا: ”اے جبرئیل، تمہیں ان میں سے کس کے پاس بھیجا گیا ہے؟“ جبرئیل بولے: ”ان کی جانب“ اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے بٹھادیا؟“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ رسول خدا نے مسجد کی طرف کھٹنے والے ہر مسلمان کا دروازہ بند کروا دیا مگر میرے دروازہ کو بند نہیں کیا تو حضرات عباسؓ اور حمزہؓ آ کر کہنے لگے ”آپ نے ہمیں نکال دیا اور اس کو سکونت دی؟!“ آپ نے فرمایا ”میں نے تمہیں نکالا ہے اور نہ ہی اسے سکونت دی، بلکہ اللہ نے تم لوگوں کو نکالا ہے اور اسے سکونت دی ہے؛ بلاشبہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰؑ کی جانب وحی کی کہ مسجد کو پاک کرو اور اس میں تم، ہارون اور ہارون کے دونوں بیٹے فروکش ہو جاؤ“ جبکہ اللہ عزوجل نے میری جانب وحی کی کہ ”میں مسجد کو پاک کروں اور میں، علی اور علی کے دونوں بیٹے اس میں فروکش ہو جائیں؟“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو: ”حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ؛ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں؟“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جب مشرکین آپ کے قتل کے ارادے سے آئے تھے تو اس نے رسول خدا کو ان سے بچایا ہو، لہذا میں ان کے بستر پر لیٹ گیا تھا جبکہ رسول خدا غار کی جانب چلے گئے تھے اور جب انہوں نے دیکھا کہ میں ہوں تو مجھ سے کہنے لگے: ”تمہارے پیچازاد کہاں ہیں؟“ میں نے کہا: ”مجھے نہیں معلوم!“ تو ان لوگوں نے مجھے زد و کوب کیا اور قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کر دیتے؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے وہ بات کہی ہو جو آپ نے میرے متعلق کہی ہے کہ ”اللہ نے مجھے علی کی ولایت کا حکم دیا ہے، پس اس کی ولایت میری ولایت ہے اور میرے پروردگار کی ولایت بھی؛ مجھ سے خدا نے عہد لیا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں یہ بات تم تک پہنچا دوں تو کیا تم لوگوں نے سن لیا؟“ لوگوں نے کہا: ”ہاں، ہم نے سن لیا!“ آپ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو کہتا ہے کہ ”میں نے سن لیا“ جبکہ وہ اپنے کاندھوں پر لوگوں کو اٹھا کر اس (علی) سے عداوت سے کام لے گا!“ لوگ کہنے لگے: ”ہمیں ان افراد سے آگاہ کیجئے“ آپ نے فرمایا: ”آگاہ رہو! میرا پروردگار مجھے ان کے

بارے میں بتاتا ہے اور مجھے اس بات کا حکم دیتا ہے کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس کی وجہ سے میں ان سے روگردانی کروں اور تم میں سے ہر ایک کے لئے یہی کافی ہے جو عقیقے کے لئے اس کے دل میں ہے؟“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے بنو عبد المدار کے نو سو ماؤں کو قتل کیا ہو؟ ان میں سے ہر ایک پر چم اٹھائے تھا اور اس کے بعد ان کا غلام صواب حبشی آیا اور کہنے لگا: ”بخدا، میں اپنے آقاؤں کے بدلے میں سوائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کسی کو قتل نہیں کروں گا درحالیکہ اس کے ہونٹوں سے جھاگ بہ رہا تھا اور اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں اور اس موقع پر تم سب لوگ اس سے ڈر گئے اور کنارہ کشی کر لی مگر میں اس کے مقابلہ میں آیا لہذا جب وہ میرے سامنے آیا تو بلند بینار کی مانند تھا اور ہمارے درمیان دو دو وار چلے تو میں نے اس کے دو نصف ٹکڑے کر دیئے، اب اس کی دونوں ٹانگیں اور کولہے رہ گئے تھے اور اس کی ٹانگیں زمین پر کھڑی رہ گئیں لہذا جب مسلمانوں کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ ہنسنے لگے؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے قریش کے مشرکوں کو اس طرح قتل کیا ہو جس طرح کہ میں نے؟“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ جب عمر و ابن عبدود نے لکارا تھا کہ ”ہے کوئی مقابلہ پر آنے والا؟!“ اور تم سب کے سب دبک کر بیٹھ گئے تھے تو کیا میرے علاوہ کسی نے قیام کیا تھا کہ اس وقت رسول خدا نے فرمایا تھا: ”کہاں جا رہے ہو؟“ میں نے جواب دیا تھا: ”میں اس فاسق کی طرف جا رہا ہوں!“ اس پر آپ نے کہا تھا: ”یہ عمر و ابن عبدود ہے!“ میں نے جواب میں کہا تھا: ”اے اللہ کے رسول، اگر وہ عمر و ابن عبدود ہے تو میں علی ابن ابی طالب ہوں“ اس وقت آپ نے اپنی بات دہرائی میں نے بھی اپنا جواب دہرایا، لہذا رسول خدا نے فرمایا: ”اللہ کا نام لے کر جاؤ!“ پس جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے کہا: ”یہ مرد کون ہے؟“ میں نے کہا: ”علی ابن ابی طالب“ اس نے کہا: ”کریم ہم پہلے ہو، جاؤ اے میرے برادر زادہ کہ تمہارے والد میرے ہم نشین و ہم سخن رہ چکے ہیں لہذا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں تم کو قتل کر دوں۔“ میں نے اس سے کہا: ”اے عمر و تم نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ جو کوئی تمہارے سامنے تین باتیں پیش کرے گا تم ان میں سے ایک کو قبول کر لو گے“ اس نے کہا: ”مجھے بتاؤ وہ کیا باتیں ہیں؟“ میں نے کہا: ”تم یہ گواہی دے دو کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کی جانب سے آئی ہوئی ہر چیز کا اقرار کر لو“ اس نے کہا: ”اس کے علاوہ کوئی اور بات کہو“ میں نے کہا: ”تم جہاں سے آئے ہو وہیں لوٹ جاؤ!“ اس نے کہا: ”بخدا، قریش کی عورتیں مجھے طعنے دیں گی اگر میں تمہیں پیٹھ دکھا کر چلا گیا“ تو اس وقت میں نے کہا: ”تو پھر میرے مقابلہ پر اتر آؤ!“ اس نے کہا: ”ہاں یہ بات ٹھیک ہے“ لہذا وہ مقابلہ پر آیا اور میرے اور اس کے درمیان دو دو وار ہوئے تو اس کی ایک تلوار نے میری ڈھال کو توڑ دیا اور میرے سر پر جا لگی تو اس پر میں نے بھی اس پر وار کیا اور اس کی دونوں ٹانگیں کٹ گئیں اور اللہ نے میرے ہاتھوں سے قتل کیا؛ تو کیا تم میں سے کوئی ہے جس نے ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہو؟ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو مرحب کے مقابلہ پر گیا ہو جب وہ آ کر کہنے لگا تھا کہ ”میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام مرحب رکھا ہے جو سراپا تھیہار اور تجربہ کار جنگجو ہوں کہ کبھی نیزہ مارتا ہوں تو کبھی تلوار سے وار کرتا ہوں“ تو اس وقت میں اس کے مقابلہ پر گیا تھا اور اس نے مجھے ضربت لگائی تھی لہذا میں نے اس کے سر پر ضربت لگائی تھی کہ

اس کا سر بہت بڑا تھا اور اس پر کوئی ٹوڈ نہیں تھا کہ اس میں تلوار اپنی جگہ بناتی، اس نے ایک بڑے پہاڑی پتھر کو اپنے سر پر ٹوڈ کی جگہ رکھا تھا جو بیچ سے کھوکھلا تھا لیکن میری تلوار اس کے سر کے اندر گھس گئی؟“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے بارے میں رسول خدا پر آیت تطہیر انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیراً نازل ہوئی ہو اور اس موقع پر رسول خدا نے ایک خبیری چادر کو اٹھایا اور مجھے، فاطمہ، حسن اور حسین (علیہم السلام) کو اس میں شامل کر لیا اور پھر فرمایا ”اے میرے پروردگار، یہ میرے اہلبیت ہیں لہذا تو ان سے پلیدی کو دور رکھ اور انہیں ایسا پاکیزہ قرار دے جیسا کہ پاکیزگی کا حق ہے؟“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو ”میں بنی آدم کا پیشوا ہوں اور تم عرب کے پیشوا ہو اے علی!“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ جب رسول خدا نے مسجد میں آسمان سے نازل ہونے والی شے کو دیکھا تو آپ جلدی سے اس کی جانب گئے اور آپ کے اصحاب بھی آپ کے پیچھے چل دیئے، رسول خدا چار سیاہ افراد کے پاس پہنچے جو ایک تابوت اٹھائے ہوئے تھے تو آپ نے ان سے کہا: ”اسے زمین پر رکھ دو!“ انہوں نے رکھ دیا تو آپ نے کہا: ”اسے کھولو!“ انہوں نے کھول دیا تو کیا دیکھا کہ اس میں ایک سیاہ شخص ہے جس کی گردن میں آہنی طوق ہے، لہذا رسول خدا نے فرمایا: ”یہ کون ہے؟“ انہوں نے کہا: ”ریاحین کا غلام ہے جو خباثت اور فسق کرتے ہوئے ان کے ہاں سے بھاگ گیا تھا تو انہوں نے ہمیں اس کو آہنی طوق پہنا کر ذن کرنے کا حکم دیا ہے جس طرح کہ آپ دیکھ رہے ہیں“ تو اس وقت میں نے اُسے دیکھا اور کہا: ”اے اللہ کے رسول، اس نے مجھے کبھی نہیں دیکھا مگر کہتا تھا کہ بخدا میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تم سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہیں کرے گا اور سوائے کافر کے کوئی تم سے بغض نہیں رکھے گا۔“ تو کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے فرمایا ہو: ”اے علی، اللہ نے اس کا ثواب اس کو عطا کر دیا ہے کہ ابھی فرشتوں کے ستر قبیلے کہ ان میں سے ہر قبیلہ ایک ہزار گروہوں پر مشتمل ہے نے نازل ہو کر اس پر نماز پڑھی ہے، پھر رسول خدا نے اس کے طوق کو نکالا، اس پر نماز پڑھی اور اسے ذن کر دیا؟“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا میرے علاوہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے ایسی بات کہی ہو جو میرے متعلق کہی ہے کہ ”گذشتہ شب مجھے اذن دیا گیا کہ جو چاہوں دُعا مانگوں تو میں نے اپنے رب سے جو مانگا وہ اس نے مجھے عطا کیا جبکہ میں نے اپنی ذات کے لئے کچھ نہیں مانگا بلکہ محض تمہارے لئے دُعا کی ہے“ تو میں نے کہا ”الحمد للہ“؟“ لوگوں نے کہا: نہیں بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ رسول خدا نے خالد بن ولید کو بنو جذیمہ کے پاس بھیجا تھا تو اس نے وہ کام کیا کہ رسول خدا نمبر پر تشریف فرما ہوئے اور تین مرتبہ فرمایا: ”اے میرے اللہ، خالد ابن ولید نے جو کچھ کیا میں تیرے لئے اس سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔“ اس کے بعد فرمایا: ”اے علی، جاؤ!“ تو میں نے جا کر ان کی دیتیں ادا کر دیں۔ پھر میں نے انہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ آیا اب بھی کچھ باقی رہتا ہے؟ تو وہ لوگ کہنے لگے: ”آپ نے ہمیں اللہ کی قسم دی ہے تو اب ہمارے کتوں

کے ظروف اور اونٹوں کے زانو بند رہتے ہیں“ لہذا میں نے ان دونوں چیزوں کا جبران بھی کیا اور اس کے بعد بھی میرے پاس وافر مقدار میں سونا بیچ گیا تو میں نے وہ بھی ان ہی کو دے دیا اور کہہ دیا: ”یہ رسول خدا کا ذمہ ہے کہ جو تم جانتے ہو وہ بھی اور جس کا تم کو علم نہیں ہے وہ بھی اس میں شامل ہے اور عورتوں اور بچوں کے ہراساں ہونے کا عوض“۔ اس کے بعد میں رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں اس بات کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: ”اے علی، سرخ بالوں والے اونٹوں کے گلوں سے زیادہ خوش میں اس کام سے ہوں جو تم نے کیا ہے“؟ لوگوں نے کہا: بخدا، ہم جانتے ہیں!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا تم نے رسول خدا کو یہ کہتے سنا ہے کہ ”اے علی، گدشتہ شب میرے سامنے میری اُمت کو پیش کیا گیا اور اس میں پرچم دار میرے پاس سے گزرے تو میں نے تمہارے لئے اور تمہارے شیعوں کے لئے مغفرت طلب کی“ لوگوں نے کہا: بخدا، ہم نے سنا ہے!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا تم نے رسول خدا کو یہ کہتے سنا ہے کہ ”اے ابو بکرؓ، جاؤ اور اس شخص کی گردن مار دو جسے تم فلاں فلاں جگہ پر موجود پایاؤ!“ پس وہ لوٹ آئے اور کہنے لگے: ”میں نے اس کو قتل کر دیا ہے“۔ رسول خدا نے فرمایا: ”نہیں، تم نے اسے نماز پڑھتے پایا ہے“۔ آپ نے فرمایا: ”اے عمرؓ، تم جاؤ اور اسے قتل کر دو!“ وہ (بھی) واپس آگئے اور کہنے لگے: ”میں نے اسے قتل کر دیا“۔ رسول خدا نے فرمایا: ”نہیں، تم نے اس کو نماز کی حالت میں دیکھا؛ میں تم دونوں سے کہتا ہوں کہ اسے قتل کر دو تو تم دونوں کہتے ہو کہ ہم نے اسے نماز کی حالت میں پایا“ (پھر) آپ نے فرمایا: ”اے علیؓ، تم جاؤ اور اس شخص کو قتل کر دو!“ جب میں جانے لگا تو آپ نے فرمایا: ”اگر وہ تم کو مل جائے تو اسے قتل کر دو“ (ایک نسخہ میں ہے ”اگر وہ علیؓ کو مل جائے گا تو علیؓ اس کو قتل کر دے گا“) پس میں واپس آیا اور عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول، میں نے وہاں کسی کو نہ دیکھا“ تو آپ نے فرمایا: ”تم ٹھیک کہہ رہے ہو اس لئے کہ اگر وہ تم کو مل جاتا تو تم اس کو قتل کر دیتے“؟ لوگوں نے کہا: بخدا، ہم نے سنا ہے!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق رسول خدا نے وہ بات کہی ہو جو آپ نے میرے متعلق کہی ہے کہ ”تمہارا دوست جنت میں جائے گا اور تمہارا دشمن جہنم میں“؟ لوگوں نے کہا: نہیں، بخدا!

آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (مجھے سچ بتاؤ) کہ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ عائشہؓ نے رسول خدا سے کہا تھا: ”ابراہیمؑ آپ کی اولاد نہیں ہے بلکہ وہ تو فلاں قبیلے کا بیٹا ہے“ تو رسول خدا نے فرمایا: ”اے علیؓ، جاؤ اور اس قبیلے کو قتل کر دو!“ میں نے عرض کیا: ”اگر آپ نے مجھے بھیجا تو میری مثال اُون میں تاپے ہوئے لوہے کی سی ہوگی یا یہ کہ میں حقیقت کا پتا لگاؤں؟“ آپ نے فرمایا: ”نہیں، بلکہ (پہلے) تحقیق کرو!“ لہذا میں چلا گیا اور جب اس قبیلے نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ ایک باغ کی طرف چلا گیا اور میں نے بھی اس کا تعاقب کیا، اس پر وہ کھجور کے درخت پر چاڑھتا تو میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چڑھتا گیا، لہذا جب اس نے دیکھا کہ میں بھی چڑھ گیا ہوں تو اس نے اپنا زار بند کھول دیا تو میں نے دیکھا کہ اس کا عضو تناسل ہی نہیں ہے اور میں نے آکر رسول خدا کو یہ بات بتادی تو آپ نے فرمایا: ”تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم اہلبیت سے برائی کو نال دیا“؟ لوگوں نے کہا: بخدا، ہم جانتے ہیں!

آپ نے فرمایا: اے میرے اللہ! تو گواہ رہنا۔

﴿۱۹﴾

وہ پچاس حقوق جو امام زین العابدینؑ نے اپنے ایک صحابی کو تحریر فرمائے: علی بن احمد بن موسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد بن ابوعبداللہ کوفی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر بن محمد بن سالم فزاری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: خیزان بن داہر نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد بن علی بن سلیمان جبلی نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد بن علی سے، اس نے محمد بن فضیل سے نقل کیا کہ ابوجزہ ثمالی کہتے ہیں: یحییٰ بن حسین (امام زین العابدینؑ) کا خط ہے اپنے ایک صحابی کے نام: جان لو کہ اللہ عزوجل کے تم پر کچھ حقوق ہیں جنہوں نے تمہاری تمام حرکات و سکنات میں تمہارا احاطہ کیا ہوا ہے، خواہ تم جس حالت میں بھی ہو یا جس جگہ بھی اور خواہ تمہارے اعضا و جوارح کچھ بھی کریں۔ لہذا تم اللہ تبارک و تعالیٰ کے ان حقوق کی عظمت کو جان لو کہ اس نے تم پر اپنے لئے کیا فرض کیا ہے کہ یہی اصل حقوق ہیں۔

اس کے بعد یہ کہ اللہ نے خود تمہارے لئے، ہر ایک مختلف اعضا پر کیا واجب کیا ہے کہ اللہ عزوجل نے تمہاری زبان کے لئے تم پر ایک حق فرض کیا ہے تو ایک حق تمہاری سماعت کے لئے تم پر لازم جانا ہے، تمہاری آنکھ کے لئے تم پر ایک حق واجب کیا ہے، تمہارے ہاتھ کے لئے تم پر ایک حق لازم رکھا ہے، تمہارے پاؤں کے لئے تم پر ایک حق لازم کیا ہے، تمہارے بطن کے لئے تم پر ایک حق واجب کیا ہے تو ایک حق تمہاری شہ گاہ کے لئے تم پر لازم کیا ہے۔ پس یہی وہ سات اعضا و جوارح ہیں جن سے تم افعال کو انجام دیتے ہو۔

اس کے بعد ان افعال کے لئے اللہ عزوجل نے تم پر کچھ حقوق عائد کیے ہیں۔ لہذا تمہاری نماز کے لئے تم پر ایک حق فرض کیا ہے، تمہارے روزہ کے لئے تم پر ایک حق رکھا ہے، ایک حق تمہارے صدقہ کا تم پر فرض کیا ہے، تمہاری قربانی کے لئے تم پر ایک حق رکھا اور تمہارے افعال کے لئے (بھی) تم پر ایک حق لاگو کیا۔

اس کے بعد کچھ حقوق تم پر دوسرے لوگوں کے بھی عائد ہوتے ہیں کہ ان کے حقوق ادا کرنا بھی تم پر لازم ہے اور ان میں سے اہم ترین واجب حق تمہارے پیشواؤں کے حقوق ہیں، اس کے بعد تمہاری رعایا کے حقوق، اس کے بعد تمہارے قریبی رشتہ داروں کے حقوق۔ لہذا ان حقوق میں سے بھی چند دیگر حقوق برآمد ہوتے ہیں۔

پیشواؤں کے حقوق: پس تمہارے پیشواؤں کے تم پر تین حقوق فرض ہیں:

۱۔ جو سلطنت کے ذریعہ تمہارے امور کو چلاتا ہے اور تمہاری تربیت کرتا ہے۔

۲۔ وہ شخص جو علم کے ذریعہ تمہاری پرورش کرتا ہے۔

۳۔ وہ شخص جو اپنی بادشاہت کے ذریعہ تمہاری پرورش کرتا ہے

(ایک نسخہ میں ہے "ہر وہ شخص جو تمہاری پرورش کرے تمہارا پیشوا ہے")

رعایا کے حقوق:

۱۔ جس شخص کو تم نے اپنے علم کے ذریعہ اپنی رعایا بنایا ہے اس کے تم پر کچھ حقوق عائد ہوتے ہیں، کیونکہ جاہل عالم کی رعایا ہے۔

۲۔ اس شخص کا حق جس شخص کو تم نے ملکیت کے ذریعہ اپنی رعایا بنایا ہے جیسے بیویاں اور کنیریں۔

(مذکورہ) رعایا کے تم پر تین حقوق لازم ہیں:

۱۔ اہم ترین حق اس شخص کا ہے جو تمہاری بادشاہت کی بناء پر تمہاری رعایا ہے۔

۲۔ اس کے بعد جس قدر کوئی شخص تم سے قریبی رشتہ رکھتا ہے کہ ان کی تعداد بے شمار ہے۔

ان میں بھی سب سے واجب ترین حق تمہاری ماں کا ہے، اس کے بعد تمہارے باپ کا حق ہے، اس کے بعد تمہاری اولاد کا حق، اس کے بعد تمہارے بھائی کا حق، اس کے بعد جس قدر قریبی رشتہ ہو اس کے حق کی اہمیت اسی قدر ہے۔

اس کے بعد تمہارے اُس آقا کا حق ہے جس نے تم کو خرید کر آزاد کیا ہے، اس کے بعد تمہارے اس غلام کا حق ہے جسے تم نے آزاد کیا ہے، اس کے بعد تمہارے ساتھ نیکی کرنے والے کا حق ہے، اس کے بعد تمہاری نماز کے لئے اذان دینے والے کا حق ہے، اس کے بعد پیش نماز کا حق ہے، اس کے بعد تمہارے ہم نشین کا حق ہے، اس کے بعد تمہارے پڑوسی کا حق ہے، اس کے بعد تمہارے دوست کا حق ہے، اس کے بعد تمہارے شریک کا حق ہے، اس کے بعد تمہارے مال کا حق ہے، اس کے بعد تمہارے اس قرض خواہ کا حق ہے جو تم سے مطالبہ کرتا ہے، اس کے بعد تمہارے ساتھ میل جول رکھنے والے کا حق ہے، اس کے بعد تمہارے اس مقابل کا حق ہے جس نے تم پر دعویٰ کیا ہے، اس کے بعد تمہارے اس مقابل کا حق ہے جس پر تم نے دعویٰ کیا ہے، اس کے بعد تم سے مشورہ طلب کرنے والے کا حق ہے، اس کے بعد تمہیں نصیحت طلب کرنے والے کا حق ہے، اس کے بعد تمہیں نصیحت کرنے والے کا حق ہے جو تم سے بڑا ہے، اس کے بعد اس شخص کا حق ہے جو تم سے چھوٹا ہے، اس کے بعد اس شخص کا حق ہے، اس کے بعد اس شخص کا حق ہے جس سے سوال کیا گیا ہو، اس کے بعد اس شخص کا حق ہے جس کے قول و فعل سے خواہ مخواہ برائی سرزد ہوئی ہو، اس کے بعد تم پر تمہاری ملت کا حق ہے، اس کے بعد کافر ذمی کا حق ہے اور اس کے بعد وہ حقوق ہیں جو احوال و اسباب اور زندگی کی دیگر گونی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

پس خوش نصیب اس شخص کے لئے کہ ان واجب حقوق کی ادائیگی کے لئے اللہ اس کی اعانت کرے، اسے توفیق دے اور اس کے لئے راہ

بمبار کرے!

البتہ خدا کا تم پر سب سے بڑا حق یہ ہے کہ تم اس کی پرستش کرو اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ کہ اگر تم نے ہر خلوص ہو کر اس فعل کو انجام دیا تو اللہ تمہارے دنیا و آخرت کے امور کی کفایت کرے گا۔

تمہارے نفس کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اس کو اللہ عزوجل کی اطاعت میں استعمال کرو۔

تمہاری زبان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اسے دشنام طرازی سے محفوظ رکھو، اسے اچھی باتیں کرنے اور فضول اور بے معنی باتوں سے پرہیز کرنے کا ڈھکڑ بناؤ۔ نیز اس کے ذریعہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرو اور ان کے بارے میں اچھی باتیں کرو۔

تمہاری سماعت کا تم پر یہ حق ہے کہ اس کو غیبت سننے سے ڈور رکھو اور ہر اس بات کے سننے سے بھی کہ جس کا سننا جائز نہیں ہے۔

تمہاری بصارت کا تم پر یہ حق ہے کہ ایسی چیزوں سے چشم پوشی کر لو کہ جن کا دیکھنا تمہارے لئے جائز نہیں ہے اور دیکھ کر عبرت حاصل کرو۔

تمہارے ہاتھ کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اسے ایسی چیز کے لئے نہ پھیلاؤ جو تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔

تمہارے پاؤں کا تم پر یہ حق ہے کہ اس سے تم ایسی جگہ پر مت جاؤ جہاں جانا تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ ان ہی پیروں پر تم پل صراط پر

کھڑے رہو گے، لہذا تم ہوشیار رہو کہ مبادیہ و گمگاہیں اور تم جہنم میں گر جاؤ۔

تمہارے شکم کا تم پر یہ حق ہے کہ اسے حرام اشیاء کے لئے ظرف نہ بنالینا اور یہ کہ سیر ہونے کے بعد کچھ مت کھاؤ۔

تمہاری شرمگاہ کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اسے زنا سے بچائے رکھو اور یہ کہ اس کی حفاظت کرو کہ مہلک کوئی اسے دیکھ لے۔

نماز کا تم پر یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب تمہارا وفد ہے اور یہ کہ جب تم نماز پڑھتے ہو تو اللہ عزوجل کے سامنے کھڑے ہوتے ہو کہ اگر تم یہ جان لو گے تو حقیقتاً تم اس میں اس طرح کھڑے رہو گے جیسے کوئی ذلیل، حقیر، راغب، پریشان، امیدوار، خوفزدہ، بیچارہ، تضرع و زاری کرنے والا کھڑا ہوتا ہے کہ جس کے سامنے وہ کھڑا ہوتا ہے اس کو بزرگ شمار کرتا ہے اور سکون و وقار اور حضور قلبی کے ساتھ قیام کرتا ہے۔ نیز اس طرح تم اس کی حدود قائم کرو گے اور اس کے حقوق ادا۔

حج کا تم پر یہ حق ہے کہ تم جان لو کہ یہ تمہارے پروردگار کی جانب تمہارا وفد ہے اور تمہارے گناہوں سے اس کی جانب فرار کہ اسی کے ذریعہ تمہاری توبہ قبول ہوگی اور تمہارا وہ فرض ادا ہو جائے گا جو اللہ نے تم پر واجب کیا ہے۔

روزہ کا تم پر یہ حق ہے کہ تم جان لو کہ یہ پردہ ہے جسے اللہ نے تمہاری زبان، سماعت، بصارت، تمہارے شکم اور تمہاری شرمگاہ پر ڈالا ہے تاکہ یہ جہنم کی آگ سے تم کو پوشیدہ رکھے، لہذا اگر تم نے روزہ ترک کر دیا تو تم نے اس پردہ کو چاک کر دیا جو اللہ نے تم پر ڈالا تھا۔

صدقہ کا تم پر یہ حق ہے کہ تم جان لو کہ یہ تمہارے پروردگار عزوجل کے ہاں ذخیرہ ہو رہا ہے اور تمہاری وہ امانت ہے جس پر تم کو کسی گواہ کو کھڑے کرنے کی ضرورت نہیں۔ لہذا جب تم یہ بات جان لو گے تو اپنی اس امانت کو مخفی طور پر اس کے سپرد کرنے کو زیادہ مستند تصور کرو گے بہ نسبت اس کے کہ علی الاعلان اس امانت کو رکھو۔ اور (صدقہ کا تم پر یہ حق بھی ہے کہ) تم جان لو کہ دنیا میں یہ بلاؤں اور بیماریوں کو تم سے ڈور کرتا ہے جبکہ آخرت میں تم سے آگ کو دور کرے گا۔

قربانی کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اس کے ذریعہ خدا کی خوشنودی کو طلب کرو اور اس کے ذریعہ لوگوں کی قربت کا قصد مت کرو۔ نیز محض اللہ کی رحمت اور اس سے ملاقات کے دان اپنی روح کی نجات کے درپے رہو۔

حاکم کا تم پر یہ حق ہے کہ تمہیں اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ یہ سلطنت اس کے لئے آزمائش ہے اور اللہ نے تم پر جو اسے سلطنت عطا کی ہے اس کے ذریعہ وہ تمہارے متعلق (اس آزمائش میں) گرفتار ہے۔ اور یہ کہ تم اس کو ناراض نہ کرنا کہ اس طرح تم اپنے آپ کو بلاکت میں ڈال دو گے اور پھر جو برائی وہ تمہارے ساتھ روا رکھے گا تم بھی اس میں اس کے حصہ دار ہو گے۔

علم کے ذریعہ تمہاری تربیت کرنے والے کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اس کی تعظیم کرو اور اس کی محفل کی توقیر کرو، اس کی باتیں دھیان سے سنو، اس کی طرف متوجہ رہو، اس کے سامنے آواز بلند مت کرو، جب اس سے کوئی شخص سوال کرے تو تم جواب مت دو یہاں تک کہ وہ خود جواب دے، اس کی محفل میں کسی سے بات مت کرو، اس کے ہاں کسی کی غیبت مت کرو، جب تمہارے سامنے اس کو برے الفاظ میں یاد کیا جائے تو اس کا دفاع کرو، اس کے عیوب کو پوشیدہ رکھو، اس کی خوبیوں کا اظہار کرو، اس کے دشمن کے ساتھ بیٹھو اور نہ ہی اس کے دوست سے دشمنی کرو۔ پس اگر تم نے ان (مذکورہ) باتوں کا خیال رکھا تو اللہ کے فرشتے یہ گواہی دیں گے کہ تمہارا مقصود اللہ ہے اور اس کے علم کو اللہ جل اسمہ کی خاطر ہی حاصل کیا ہے نہ کہ لوگوں کی خاطر!

تمہارے روزمرہ کے امور کے مالک کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اس کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو سوائے ان باتوں میں جو اللہ عزوجل

کی ناراضگی کا سبب بنتی ہیں اس لئے کہ ”خالق کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوتی“۔

تمہاری رعایا کا تم پر یہ حق ہے کہ اگر تمہیں اس بات کا علم ہے کہ یہ اپنی کمزوری اور تمہاری طاقت کی بناء پر تمہاری رعایا ہے تو تم پر لازم ہے کہ تم ان کے بارے میں انصاف سے کام لو اور تمہاری رعایا کے ساتھ تم ایک شفیق باپ کا سا برتاؤ کرو یعنی ان کی نادانی کو معاف کر دو، انہیں سزا دینے میں عجلت سے کام مت لو اور اللہ عزوجل نے تمہیں ان پر جو قوت عطا کی ہے اس پر اس کا شکر ادا کرو۔

جسے تم نے اپنے علم کے ذریعہ اپنی رعایا بنایا ہے اس کا تم پر یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ اللہ عزوجل نے تمہیں جو علم عطا کیا ہے اور تم پر اس کے جو خزانے کھول رکھے ہیں ان میں تم کو ان کا سر پرست بنایا ہے، لہذا اگر تم علم سکھانے میں اچھی طرح سے کام لو گے، نہ بد اخلاقی کا مظاہرہ کرو گے اور نہ ہی دل تنگ ہو گے تو اللہ تم پر اپنے فضل میں اضافہ کرے گا جبکہ اگر تم لوگوں کو اپنا علم دینے سے منع کرو گے یا ان کے طلب کرنے پر تم بد اخلاقی کا مظاہرہ کرو گے تو پھر اللہ عزوجل کو یہ حق حاصل ہے کہ علم اور اس کا وقار تم سے چھین لے اور تم لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام کھودو!

بیوی کا تم پر یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ اللہ عزوجل نے اسے تمہارے لئے سکون و انس قرار دیا ہے، لہذا تمہیں اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ بیوی اللہ عزوجل کی جانب سے تم پر ایک نعمت ہے تو تم (بھی) اس کا اکرام کرو اور اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ گو کہ تمہارا حق اس پر لازم ہوا گیا ہے لیکن تم پر بھی اس کا یہ حق عائد ہوتا ہے کہ تم اس پر رحم کرو کہ وہ تمہاری امیر ہے، اسے کھانا کھلاؤ، لباس پہناؤ اور جب وہ نادانی سے کام لے تو تم اس سے درگزر سے کام لو۔

تمہارے غلام کا تم پر یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ وہ تمہارے پروردگار کی مخلوق ہے تمہارے ماں باپ (حضرات آدم و حوا) کا بیٹا ہے، تمہارا گوشت اور تمہارا ہی خون ہے۔ تم اس کے مالک اس لئے نہیں بنے کہ اللہ کی بجائے تم نے اسے بنایا ہے اور تم نے اس کے کسی عضو کو خالق کیا ہے اور نہ ہی تم نے اس کا رزق فراہم کیا ہے، بلکہ اللہ عزوجل نے اس سے تمہاری کفایت کی ہے، پھر اسے تمہاری تسخیر میں دیا اور اس کو بطور امانت تمہارے سپرد کیا ہے نیز تم کو اس سے ودیعت کیا تاکہ تم جو بھلائی بھی اس کے ساتھ کرو اس کی نگہداری کرے، لہذا تم اس کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ جس طرح کہ اللہ نے تمہارے ساتھ نیکی کی۔ ہاں، اگر تمہیں وہ ناپسند ہے تو تم اس کو تبدیل کرو مگر اس کو شکنجہ میں مت گسو۔ - ولا قوۃ الا باللہ -

تمہاری ماں کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ اس نے تم کو اس جگہ تکمیل کیا جہاں کوئی کسی کا بار نہیں اٹھاتا، اس نے اپنے دل کے میوہ سے تمہیں وہ عطا کیا جو کوئی کسی کو نہیں دیتا، اس نے اپنے تمام اعضاء و جوارح سے تمہاری نگہداشت کی جبکہ اس نے اس بات کی بھی پروا نہیں کی کہ وہ خود بخوبی رہی مگر تمہیں سیر کیا، خود برہنہ رہی پر تمہیں سیراب کیا، خود برہنہ رہی مگر تمہیں لباس پہنایا اور اس کی طرح خود دھوپ میں (جھلستی) رہی مگر تمہیں سایا بنانے کا ششما، تمہاری خاطر اس نے اپنی نیند گنوا دی اور تمہیں گرمی اور جاڑے سے بچایا تاکہ تم اس کے ہو جاؤ۔ پس تم اس کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتے مگر اللہ کی مدد سے اور اس کے حسن توفیق کی بدولت۔

تمہارے باپ کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ وہ تمہاری بنیاد ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو تم بھی نہ ہوتے، لہذا جب کبھی اپنے آپ سے ایسا فعل سرزد ہوتے دیکھو جو تمہیں پسند آئے تو تم سمجھ لینا کہ تم پر اس نعمت کی اصل وجہ تمہارا باپ ہے اور ساتھ ساتھ اللہ کی حمد بجاؤ اور اس کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں اس بات پر قادر کیا۔ - ولا قوۃ الا باللہ -

تمہاری اولاد کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ وہ تم سے ہے اور اس دنیا میں اس کے اچھے بُرے کو تم سے (بھی) جوڑ دیا جائے گا اور اسے اچھے

آداب سکھانے، اس کے پروردگار عزوجل کی طرف اس کی رہنمائی کرنے اور اس کی اطاعت میں اس کی معاونت کے بارے میں تم سے باز پرس ہوگی، لہذا تم اس کے امور میں اس شخص کی مانند کام کرو جو اس بات کو جانتا ہے کہ اس سے نیکی کرنے پر اس کو ثواب ملے گا جبکہ اس کے ساتھ بُرائی کرنے پر اس کو سزا ملے گی۔

تمہارے بھائی کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ وہ تمہارا بازو، عزت اور تمہاری قوت ہے، لہذا اللہ کی معصیت میں اس کو تھکھیا رمت بناؤ اور نہ ہی اللہ کی مخلوق پر ظلم کرنے میں اسے اپنا سہارا بناؤ نیز اس کے دشمنوں کے خلاف اس کی نصرت ترک مت کرو اور اس کے ساتھ مخلص رہو کہ اگر وہ اللہ کی اطاعت کرے (تو بہتر) ورنہ تمہارے لئے اللہ اس سے زیادہ صاحب اکرام ہونا چاہئے - ولا قوۃ الا باللہ -

تم کو خرید کر آزاد کرنے والے تمہارے آقا کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ اس نے تمہارے لئے اپنا مال خرچ کیا ہے، تمہیں غلامی کی ذلت سے باہر نکالا ہے اور غلامی کی وحشت سے آزادی کی عزت و انس کی طرف لے گیا ہے، پس اس نے تم کو ملکیت کی قید سے چھڑا دیا ہے، غلامی کی قید سے تمہیں رہائی عطا کی ہے، تمہیں قید خانہ سے باہر نکالا ہے اور تمہیں تمہارے نفس کا مالک بنا کر تمہیں تمہارے پروردگار کی عبادت کے لئے فارغ کر دیا ہے نیز تم یہ جان لو کہ یہ (آقا) تمہاری زندگی اور تمہارے مرنے کے بعد تمام مخلوق سے زیادہ تمہارا سزاوار ہے (ایک نسخہ میں ہے اور تمہاری تائید کرنے والا ہے) اور اپنی جان تک سے اس کی نصرت تم پر لازم ہے، اسی طرح اسے تم سے جس چیز کی ضرورت ہو - ولا قوۃ الا باللہ -

جس بندہ کو تم نے آزاد کیا ہے اس کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ اللہ عزوجل نے تمہاری دی ہوئی آزادی کو اس کی جانب وسیلہ قرار دیا ہے اور تمہارے لئے آگ سے حجاب - دنیا میں تمہارا انعام اس کی میراث ہے بشرطیکہ اس کا کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہوتا کہ یہ تمہارے خرچ کردہ مال کا بدلہ ٹھہرے، جبکہ آخرت میں (اس کی جزا) جنت ہے۔

تمہارے ساتھ نیکی کرنے والے کا یہ حق ہے کہ تم اس کا شکر یہ ادا کرو، اس کی نیکی کا تذکرہ کرو، اس کی مدح کرو اور اپنے اور اللہ کے مابین جو تعلقات ہیں (اس بنا پر) اس کے لئے خلوص دل سے دعا مانگو کہ اگر تم نے ایسا کر دیا تو گویا تم نے مخفی اور علانیہ طور پر اس کا شکر ادا کر دیا اور اگر کسی نے تمہارے اس کے احسان کا بدلہ اتار سکے تو اتار دینا۔

مؤمن کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ اس نے تمہیں تمہارے پروردگار عزوجل کی یاد دہانی کروائی ہے اور وہ تمہیں تمہارے اس نصیب اور مالک کی ادائیگی کی طرف دعوت دے رہا ہے جسے اللہ نے تم پر فرض کیا ہے، لہذا تم اس بات پر اس کا ایسے شکر یہ ادا کرو جیسے اپنے سے نیکی کرنے والے کا شکر یہ ادا کیا جاتا ہے۔

پیش نماز کا یہ حق ہے کہ تم یہ جان لو کہ تمہارے اور تمہارے پروردگار عزوجل کے درمیان اس نے سفیر کا کردار ادا کیا ہے، اس نے تمہاری طرف سے کلام کیا ہے اپنی طرف سے نہیں، اس نے تمہارے لئے دعا کی ہے اپنے لئے نہیں اور اللہ عزوجل کے سامنے کھڑے رہنے کی ہولناکی میں اس نے تمہاری کفایت کی ہے کہ اگر اس میں کوئی کمی واقع ہوگی تو تمہارا کوئی نقصان نہیں جبکہ اگر اس نے مکمل کیا ہے تو اس میں تم بھی اس کے ساتھ شریک ہو حالانکہ اس میں اسے یا اس کی نماز کو تم پر کسی قسم کی کوئی فوقیت (بھی) حاصل نہیں ہوگی، پس تم بھی اسی قدر اس کا شکر یہ ادا کرو۔

تمہارے ہمنشین کا یہ حق ہے کہ تم اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، الفاظ کے تبادلہ میں اس کے ساتھ انصاف کرو اور اس کی مجلس سے اس کی اجازت کے بغیر کھڑے مت ہو جاؤ، جبکہ تمہارے ساتھ بیٹھنے والوں کے لئے تمہاری اجازت کے بغیر کھڑا ہونا جائز ہے مگر اس کی لغزش کو فراموش

کردو، اس کی نیکیوں کو یاد رکھو اور اس کو صرف اچھی باتیں سناؤ۔

تمہارے پڑوسی کا یہ حق ہے کہ اس کی غیر حاضری میں اس کی حفاظت کرو اور جب وہ تمہارے سامنے حاضر ہو تو اس کا اکرام کرو، اگر وہ مظلوم ہے تو اس کی مدد کرو، اس کے عیب کو مت منلو، اگر تمہیں اس کی برائی معلوم ہو تو اس پر پردہ ڈالو، اگر تمہیں یقین ہو کہ وہ تمہاری نصیحت قبول کرے گا تو اس کو بالخصوص نصیحت کرو، سختی کے موقع پر اسے تنہا مت چھوڑو، اس کی لغزشوں سے درگزر کرو، اس کی خطاؤں کو معاف کرو اور بزرگی کے ساتھ اس سے میل جول رکھو۔ ولا فورة الا بالله۔

تمہارے دوست کا یہ حق ہے کہ تم اس کے ساتھ مہربانی اور انصاف کے ساتھ پیش آؤ، اس کا اسی طرح اکرام کرو جیسے وہ تمہارا اکرام کرتا ہے اور تکبریم کے معاملہ میں اسے سبقت مت لے جانے دو کہ اگر وہ سبقت لے جائے تو تم اس کا بدلہ نہ کاؤ، اسے اس طرح دوست رکھو جیسے وہ تمہیں دوست رکھتا ہے، اگر وہ کسی گناہ پر بہت کسے تو اسے باز رکھو اور اس کے لئے رحمت ثابت ہونا عذاب نہیں۔ ولا فورة الا بالله۔

تمہارے شریک کا یہ حق ہے کہ اگر وہ غیر حاضر ہو تو اس کے امور کو تم انجام دو، اگر وہ موجود ہو تو اس کا پاس رکھو، اس کے حکم کے بغیر کوئی حکم نہ دو، اس سے مشورہ کے بغیر اپنی رائے پر عمل مت کرو، اس کے مال کی حفاظت کرو، اس کی کسی معمولی یا غیر معمولی چیز میں خیانت نہ کرو اس لئے کہ جب تک وہ شریک ایک دوسرے سے خیانت نہ کریں اللہ تبارک و تعالیٰ ان پر اپنا ہاتھ رکھے رہتا ہے۔ ولا فورة الا بالله۔

تمہارے مال کا یہ حق ہے کہ اسے صرف حلال طریقہ سے حاصل کرو اور اسے الاحق کاموں میں صرف کرو، پس اس کے ذریعہ اپنے پروردگار کی اطاعت کرو اور اس میں نخل سے کام مت لو کہ عزا (ایک نسخہ میں وسعت ہے) کے ساتھ ساتھ حسرت و نہامت اٹھانی پڑے۔ ولا فورة الا بالله۔

تمہارے قرض خواہ کا کہ جو تم سے مطالبہ کرتا ہے یہ حق ہے کہ اگر تمہارے پاس مال ہے تو اس کو (قرض واپس) دے دو اور اگر تم تنگ دست ہو تو اچھی باتوں کے ذریعہ اسے رضامند کر لو اور اس طرح اسے نہایت نرمی کے ساتھ اپنے پاس سے لوٹا دو۔

میل جول رکھنے والے کا یہ حق ہے کہ اسے جھانسا مت دو، اس کے ساتھ فریب کاری نہ کرو اور اسے دیکھو کہ مت دو نیز اس کے معاملہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرو!

تم پر دعویٰ کرنے والے خصم (مدعی) کا یہ حق ہے کہ جس چیز کا وہ دعویٰ کر رہا ہے اگر وہ برحق ہے تو تم اپنے آپ کے خلاف اس کے گواہ بن جاؤ، اس پر ظلم مت کرو اور اسے اس کا پورا حق دے دو جبکہ اگر جس چیز کا وہ دعویٰ کر رہا ہے وہ غلط ہے تو اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اور نرمی کے علاوہ اس کے ساتھ کوئی سلوک نہ کرو نیز اس کے معاملہ میں اللہ کو ناراض مت کرو۔ ولا فورة الا بالله۔

تم نے جس کے خلاف دعویٰ کیا ہے اس خصم (مدعی عالیہ) کا یہ حق ہے کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں برحق ہو تو اس کے ساتھ اچھی طرح بات کرو اور اس کے حق میں زیادتی مت کرو جبکہ اگر تمہارا دعویٰ باطل ہے تو اللہ عزوجل سے ڈرو، اس سے توبہ کرو اور اپنے دعویٰ سے دست بردار ہو جاؤ۔

تم سے مشورہ طلب کرنے والے کا یہ حق ہے کہ اگر تم اس کے لئے کوئی رائے جانتے ہو تو اس کی طرف اشارہ کرو جبکہ اگر تم نہیں جانتے تو اس کی رہنمائی اس شخص کی طرف کرو جو جانتا ہو۔

تم جس سے مشورہ لے رہے ہو اس کا یہ حق ہے کہ اگر اس کی رائے صحیح ثابت نہ ہو تو اسے متہم نہ کرو جبکہ اگر اس کی رائے صحیح ثابت ہو تو اللہ

عزوجل کی حمد بجالاؤ۔

تم سے نصیحت طلب کرنے والے کا یہ حق ہے کہ تم اسے نصیحت کرو تو اس کے ساتھ تمہارا سلوک مہربانی اور نرمی کا ہونا چاہئے۔ تمہیں نصیحت کرنے والے کا یہ حق ہے کہ تم اس کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ اور اس کی بات دھیان سے سنو، پس اگر وہ صحیح بات کرے تو اللہ عزوجل کی حمد بجالاؤ جبکہ اگر اس کی بات صحیح نہ ہو تو اس پر مہربانی کرو اور اسے متم نہ کرو۔ نیز اگر تمہیں اس بات کا علم ہے کہ وہ غلطی پر ہے تو اس بات پر اس کا مواخذہ مت کرو سوائے اس کے کہ وہ تہمت کا مستحق ہو کہ پھر تو اس معاملہ میں کسی صورت میں بھی کسی چیز کی بھی پرواہ مت کرنا۔ ولا قوۃ الا باللہ۔

تم سے بڑے کا یہ حق ہے کہ تم اس کی غم کی وجہ سے اس کی توفیر کرو، اس بات پر اس کو عزت بخشو کہ وہ تم سے پہلے اسلام لایا، خصوصاً کے موقع پر اس سے مقابلہ نہ کرو، راستے میں اس کے آگے مت چلو، اس پر مقدم مت ہونا، اسے جاہل نہ سمجھو اور اگر وہ کوئی نادانی کر بیٹھے تو اسے برداشت کرو اور اسلام کے حق و حرمت کی بناء پر اس کا اکرام کرو۔

تم سے کم سن کا یہ حق ہے کہ اس کو تعلیم دینے میں اس پر مہربانی کرو، اس سے درگزر سے کام لو، اس کا پردہ رکھو، اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اور اس کی مدد کرو۔

سائل کا یہ حق ہے کہ اس کی ضرورت کے مطابق اس کو عطا کرو۔

جس سے سوال کیا جائے اس کا یہ حق ہے کہ اگر وہ عطا کرے تو شکریہ کے ساتھ قبول کر لو اور اس کی مہربانی کی معرفت رکھو لیکن اگر وہ منع کر دے تو اس کے عذر کو قبول کر لو۔

تمہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر خوش کرنے والے کا یہ حق ہے (ایک نسخہ میں ہے اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر کرنے کا یہ حق ہے) کہ پہلے تو تم اللہ عزوجل کی حمد بجالاؤ اور اس کے بعد اس کا شکر یہ ادا کرو۔

تمہارے ساتھ بُرائی کرنے والے کا یہ حق ہے کہ تم اسے معاف کر دو لیکن اگر تم سمجھتے ہو کہ اس کو معاف کرنا تمہارے لئے نقصان دہ ہے تو پھر انتقام لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَلَمَنْ اَنْتَصِرْ بَعْدَ ظَلْمِهِ فَاولئكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ**۔ اور جس پر ظلم ہوا ہو اگر اس کے بعد وہ انتقام لے تو اس پر کوئی الزام نہیں (سورہ شوریٰ - آیت ۴۱)

تمہاری ملت کے لوگوں کا یہ حق ہے کہ دل سے ان کی سلامتی چاہو اور ان میں سے جو بُرائی کرے اس کے ساتھ مہربانی اور نرمی کے ساتھ پیش آؤ، ان کے ساتھ الفت رکھو اور ان کی اصلاح کرو جبکہ ان میں سے نیکی کرنے والے کا شکر یہ ادا کرو، ان کو اذیت مت دو، ان کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، ان کے لئے وہی ناپسند کرو جو اپنے لئے ناپسند کرتے ہو، ان کے بڑے بزرگ تمہارے باپ کی جگہ، ان کے جوان تمہارے بھائیوں کی جگہ، ان کی بوڑھی عورتیں تمہاری ماں کی جگہ اور ان کے چھوٹے تمہاری اولاد کی جگہ ہونے چاہئیں۔

کافر ذمی کا حق یہ ہے کہ تم ان سے وہ چیز قبول کر لو جو اللہ عزوجل نے ان سے قبول کیا ہے (یعنی جزیہ) اور جب تک وہ اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو وفا کرتے رہیں ان پر ظلم مت کرو۔

﴿۲۰﴾ مومنین کی پچاس خوبیاں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار اور احمد ابن ادریس دونوں

نے کہا: محمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری نے حسن ابن علی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابوسلمان (ایک نسخہ میں سلیمان ہے) حلوانی سے یا اپنے کسی ساتھی سے کہ جس نے اس کے ذریعہ نقل کیا کہ امام صادق نے فرمایا: مومن کی صفت دین میں قوت، نرم خوئی کے ساتھ ساتھ احتیاط، یقین کے ساتھ ایمان، فقر میں حرص، ہدایت کے ساتھ نشاط، استقامت کے معاملہ میں نیکی، شہوت کے وقت چشم پوشی، علم کے ساتھ حلم، نرمی میں شکر، حق میں سخاوت، فارغ البالی میں میانہ روی، فاقہ کے وقت بردباری، قدرت کے ساتھ درگزر، اطاعت میں خلوص، رغبت کے ساتھ ذریعہ، جہاد میں حرص، مشغولیت کے ساتھ نماز، سختی کے وقت صبر، لرزادینے والی غلیتوں میں باوقار، مصیبتوں میں انتہائی صابر، خوشحالی میں انتہائی شاکر، غیبت نہیں کرتا، تکبر نہیں کرتا، زیادتی نہیں کرتا، اگر اس پر زیادتی ہو جائے تو صبر کرتا ہے، قطع رحمی نہیں کرتا، سست نہیں ہوتا، بدخلق اور سخت دل نہیں ہوتا، اپنی آنکھوں سے سبقت نہیں کرتا، اس کا شکم اسے رسوا نہیں کرتا، اس کی شرمگاہ اس پر غالب نہیں آتی، لوگوں سے حسد نہیں کرتا، بخل نہیں کرتا (ایک نسخہ میں ہے فضول خرچی نہیں کرتا)، اسراف نہیں کرتا بلکہ میانہ روی سے کام لیتا ہے، مظلوم کی مدد کرتا ہے، مسکینوں پر رحم کرتا ہے، وہ خود اپنے آپ کو رنج میں مبتلا کرتا ہے جبکہ لوگ اس سے راحت میں ہوتے ہیں، دنیا میں رغبت نہیں کرتا، اپنی تکالیف پر لوگوں کے سامنے جزع فروغ نہیں کرتا، جب لوگوں کو کوئی غم لاحق ہوتا ہے تو وہ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں جبکہ اسے کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اس کی بردباری اور رائے میں شگفتگی نظر نہیں آتی، نہ ہی اس کے دین میں ضیاع ہوتا ہے، جو شخص اس سے مشورہ طلب کرتا ہے اس کی راہنمائی کرتا ہے، جو اس کی مدد کرتا ہے یہ اس کی مدد کرتا ہے، باطل، بدشام طرازی اور نادانی سے گریزاں رہتا ہے۔ پس یہ ہیں مومن کی صفیتیں!

﴿۲۱﴾ ستر حج کرنے والے کا ثواب: میرے والد رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسین ابن ابوظباب نے علی ابن سیف کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ (ایک نسخہ میں ابن ہے) مومن سے، اس نے ہارون ابن خارجہ سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا: جو شخص ستر حج کرے اللہ جنت عدن میں اس کے لئے ایک شہر تعمیر کرتا ہے کہ اس میں ایک لاکھ محل ہیں اور ہر محل میں حورالعین اور ایک ہزار بیویاں ہیں نیز اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفقاء میں سے قرار دیا جائے گا۔

﴿۲۲﴾ امیر المومنینؑ کے وہ ستر مناقب کہ اُمت میں سے کوئی بھی ان میں آپ کا شریک نہیں: احمد ابن حسن قطن، محمد ابن احمد سنائی (ایک نسخہ میں سنائی ہے)، علی ابن احمد ابن موسیٰ دقاق، حسن (ایک نسخہ میں حسین ہے) ابن ابراہیم ابن ہشام ابن مکتب اور علی ابن عبداللہ وراق نے ہم سے روایت بیان کی، تمام مذکورہ افراد نے کہا: ابوالعباس احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سلیمان ابن حکیم نے عمر ابن یزید کے ذریعہ (ایک نسخہ میں "نور کے ذریعہ" ہے) ہم سے روایت بیان کی، اس نے مکحول سے نقل کیا کہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا: حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حافظ اصحاب جانتے ہیں کہ ان میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں کہ جس کی کوئی منقبت ہو مگر یہ کہ میں اس شخص کا شریک ہوں (ایک نسخہ میں "کہ جس میں میں اس کا شریک نہ ہوں) اور مجھے اس پر فضیلت حاصل ہے جبکہ میری ستر ایسی منقبتیں ہیں کہ ان میں سے کوئی صحابی بھی ان میں میرا شریک نہیں۔

میں نے کہا: اے امیر المومنینؑ، مجھ ان سے آگاہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا:

پہلی منقبت: یہ ہے کہ میں نے ایک لحظہ کے لئے بھی اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا اور نہ ہی میں نے لات و عزیٰ کی پرستش کی ہے۔

دوسری منقبت: یہ ہے کہ میں نے کبھی شراب نہیں پی۔

تیسری منقبت: یہ ہے کہ رسول خدا نے میرے بچپن میں میرے والد سے مجھے مانگ لیا تھا لہذا میں نے ان کے ساتھ کھایا پیا، میں ان

کا منوس ہوں اور میں ان کے ساتھ گفتگو کرنے والا ہوں۔

چوتھی منقبت: یہ ہے کہ سب سے پہلے میں ایمان اور اسلام لایا۔

پانچویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خدا نے مجھ سے فرمایا: ”اے علیؑ، تمہاری مجھ سے ایسی نسبت ہے جیسے حضرت ہارونؑ کی حضرت

موسیٰؑ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔“

چھٹی منقبت: یہ ہے کہ میں سب سے آخر میں رسول خدا سے جدا ہوا اور ان کو قبر میں اتارا۔

ساتویں منقبت: یہ ہے کہ جب رسول خدا غار کی طرف روانہ ہوئے تھے تو مجھے اپنے بستر پر سلا یا تھا اور اپنی چادر اڑھائی تھی، جب

مشرکین آئے تو انہوں نے مجھے رسول خدا سمجھ لیا اور مجھے بیدار کر کے کہنے لگے: ”تمہارا ساتھی کہاں ہے؟“ میں نے کہا: ”اپنے کام سے گئے

ہیں۔“ وہ لوگ کہنے لگے: ”اگر وہ بھاگے ہوتے تو یہ بھی ان کے ساتھ بھاگ گیا ہوتا۔“

آٹھویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خدا نے مجھے علم کے ایک ہزار باب تعلیم کیے کہ ہر ایک سے ایک ہزار باب کھلتے ہیں نیز میرے علاوہ یہ

علم کسی کو تعلیم نہ کیا۔

نویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خدا نے مجھ سے فرمایا: ”اے علیؑ، جس وقت اللہ اولین و آخرین کو محشر کرے گا تو انبیاء کے منبروں کے

اوپر میرے لئے ایک منبر نصب کیا جائے گا اور اوصیاء کے منبروں کے اوپر تمہارے لئے ایک منبر نصب کیا جائے گا، پس تم اس پر چڑھو گے۔“

دسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: ”اے علیؑ، قیامت کے دن مجھے کوئی چیز عطا نہیں کی جائے گی مگر یہ کہ

میں نے تمہارے لئے بھی اسی جیسی چیز کی درخواست کی ہے۔“

گیارہویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: ”اے علیؑ، تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں، تمہارا ہاتھ

میرے ہاتھ میں ہوگا یہاں تک کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔“

بارہویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: ”اے علیؑ، میری امت میں تمہاری مثال حضرت نوحؑ کی کشتی کی مانند

ہے کہ جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا جبکہ اس سے روگردانی کرنے والا غرق ہو جائے گا۔“

تیرہویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خدا نے اپنے دست مبارک سے مجھے اپنا عمامہ پہنایا تھا اور میرے لئے دشمنوں پر فتح مند ہونے کی

دعا میں کی تھیں، لہذا میں نے اللہ عزوجل کے اذن سے انہیں شکست دے دی۔

چودھویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خدا نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنا ہاتھ اس گوسفند کے تھن پر پھیروں کہ اس کا تھن خشک ہو گیا تھا، لہذا

میں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسولؐ، بلکہ آپؐ ہاتھ پھیر دیں“ آپؐ نے فرمایا: ”اے علیؑ، تمہارا فعل میرا فعل ہے!“ میں نے اس پر ہاتھ

پھیرا تو اس میں دافر مقدار میں دودھ آنے لگا، اس موقع پر میں نے رسول خدا کو ایک گھونٹ پلایا، اس کے بعد ایک بوڑھی عورت یہ اس کی شکایت

کرنے لگی تو میں نے اسے بھی پلایا تو رسول خداؐ نے فرمایا: ”میں نے اللہ عزوجل سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ تمہارے ہاتھوں اس امر کو میرے لئے مبارک قرار دے تو اس نے ایسا ہی کیا۔“

بندر ہو میں منقبت: یہ ہے کہ رسول خداؐ نے مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: ”اے علیؑ، مجھے غسل دینے کی ذمہ داری تمہارے سوا کوئی انجام نہیں دے گا اور نہ ہی تمہارے علاوہ کوئی میرے پوشیدہ اعضاء کو چھپانے کا کیونکہ اگر تمہارے علاوہ کوئی شخص میرے پوشیدہ اعضاء کو دیکھے گا تو اس کی آنکھیں باہر نکل آئیں گی۔“ میں نے عرض کیا: ”میں آپؐ کو کس طرح پلاناؤں گا اے اللہ کے رسولؐ؟“ آپؐ نے فرمایا: ”تمہاری مدد ہوگی؛ پس خدا کی قسم میں نے آپؐ کے اعضاء میں سے کسی عضو کو نہیں پلانا مگر یہ کہ وہ میرے لئے پلٹ دیا گیا۔“

سولہویس منقبت: یہ ہے کہ جب میں نے آپؐ کو برہنہ کرنا چاہا تو مجھے ندادی گئی کہ ”اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وصی، انہیں برہنہ مت کرو، لہذا میں نے آپؐ کو غسل دیا اور حالیکہ آپؐ کے جسم پر قمیض تھی۔ پس اس خدا کی قسم جس نے آپؐ کو نبوت کے ذریعہ مکرم کیا اور رسالت سے مخصوص کیا میں نے آپؐ کے پوشیدہ اعضاء کو نہیں دیکھا کہ یہ خصوصیت میرے علاوہ آپؐ کے کسی صحابی کو حاصل نہیں۔“

سترہویس منقبت: یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے میری شادی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کروائی جبکہ ابو بکرؓ اور عمرؓ نے بھی خواستگاری کی تھی مگر اللہ نے ساتوں آسمانوں پر میری شادی کروائی تو رسول خداؐ نے فرمایا: ”تمہیں مبارک ہوا اے علیؑ! بلاشبہ اللہ عزوجل نے تمہاری شادی فاطمہ سلام اللہ علیہا سے کروائی جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور یہ میرا نکلا ہیں۔“ میں نے عرض کیا: ”کیا میں آپؐ سے نہیں ہوں؟“ تو آپؐ نے فرمایا: ”کیوں نہیں اے علیؑ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں جیسے میرا دایاں میرے بائیں سے ہے۔ میں دنیا اور آخرت میں تم سے بے نیاز نہیں ہوں!“

اٹھارہویس منقبت: یہ ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ”اے علیؑ، آخرت میں پرچم حمد تمہارے ہاتھ میں ہوگا اور روز قیامت تم تمام لوگوں کی نسبت مجھ سے قریب تر بیٹھو گے؛ ایک مسند میرے لئے بچھائی جائے گی اور ایک مسند تمہارے لئے کہ میں انبیاء کے زمرہ میں ہوں گا جبکہ تم اوصیاء کے زمرہ میں ہو گے نیز تمہارے سر پر نور کا تاج پہنایا جائے گا اور تاج کرامت (بھی) تمہارے ارد گرد ستر ہزار فرشتے ہوں گے یہاں تک کہ اللہ عزوجل تمام لوگوں کے حساب سے فارغ ہو جائے۔“

انیسویس منقبت: یہ ہے کہ رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا: ”تم ناکشین، قاسطین اور مارقین سے جنگ کرو گے، پس جو شخص تم سے جنگ کرے گا ان میں سے ہر ایک کے عوض تمہیں اپنے ایک لاکھ شیعوں کی شفاعت کا حق حاصل ہوگا“ میں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسولؐ، ناکشین کون لوگ ہیں؟“ آپؐ نے فرمایا: ”طلحہ اور زبیر! یہ دونوں حجاز میں تمہاری بیعت کریں گے جبکہ عراق میں تمہاری بیعت توڑ دیں گے، لہذا جب یہ دونوں ایسا کریں تو تم ان دونوں سے جنگ کرنا کہ ان کے ساتھ جنگ کرنا اہل زمین کے لئے باعث طہارت ہے۔“

میں نے عرض کیا: ”قاسطین کون لوگ ہیں؟“ آپؐ نے فرمایا: ”معاویہ اور اس کے ساتھی۔“ میں نے عرض کیا: ”مارقین کون لوگ ہیں؟“ آپؐ نے فرمایا: ”ذوالثدیہ کے ساتھی کہ یہ لوگ دین سے اس طرح خارج ہوں گے جیسے کمانوں سے تیر خارج ہوتے ہیں، لہذا تم انہیں قتل کر دو کہ ان کا قتل کرنا اہل زمین کے لئے کفارتی کا باعث ہے، ان کے لئے جلد آنے والا عذاب ہے اور روز قیامت اللہ عزوجل کے ہاں تمہارے لئے ذخیرہ!“

بیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خدا کو مجھ سے یہ فرماتے سنا: ”میری امت میں تمہاری مثال بنی اسرائیل کے باب جٹھ کی سی ہے کہ جو تمہاری ولایت میں داخل ہو گیا تو وہ اس باب میں داخل ہو گیا جس طرح کہ اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے۔“

اکیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: ”میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ، پس شہر میں سوائے دروازہ سے ہرگز داخل نہیں ہوا جاسکتا“ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: ”اے علیؑ، تم بہت جلد میرے عہد کا پاس رکھو گے، میری سنت پر جنگ کرو گے اور میری امت تمہاری مخالفت کرے گی۔“

بائیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: ”اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے دونوں بیٹوں حسن اور حسین کو ایسے نور سے خلق کیا جسے اس نے تم میں اور فاطمہؑ میں ودیعت کیا تھا اور یہ دونوں اس طرح جنبش کرتے ہیں کہ جیسے کانوں میں گونش کر رہے ہیں اور ان کا نور شہداء کے نور سے ستر گنا زیادہ ہے۔ اے علیؑ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان دونوں حضرات کو ایسی کرامت سے نوازے گا کہ جس سے سوائے انبیاء و مرسلین کے کسی کو ملزم نہیں کرے گا۔“

تیسویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خدا نے مجھے اپنی حیات میں اپنی انگوٹھی، زرہ اور پڑکا عطا کیا اور اپنی تلوار میرے گلے میں جمائل کی جبکہ آپؐ کے تمام اصحاب وہاں موجود تھے اور میرے بچا عباسؑ بھی وہیں پر تھے مگر اللہ نے ان سب کو چھوڑ کر صرف مجھے یہ شرف بخشا۔

چوبیسویں منقبت: یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل کی: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَجَّيْتُمُ الرِّسُولَ فَخُذُوا مِمَّا بَيْنَ يَدَيْهِ نَجْوًا كَمَا صَلَّفْتُمْ لَآئِي رَسُولِكُمْ عَصَا مُؤْمِنُوا! جب اس رسولؐ کے کان میں کوئی بات کہنا چاہو تو سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو (سورہ مجادلہ - آیت ۱۲) تو میرے پاس ایک دینار تھا جسے میں نے دس درہم کے عوض تبدیل کر لیا، لہذا میں جب بھی آپؐ سے سرگوشی کرتا تو اس سے پہلے ایک درہم صدقہ کر دیتا جبکہ بخدا مجھ سے پہلے یا میرے بعد آپؐ کے کسی صحابی نے ایسا نہیں کیا تو اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی: أَشْفَقْتُمْ أَنْ تَقْدَمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ كَيْتُمْ لَوْ كَانُوا فِيكُمْ يَتَّبِعُونَ لَكُمْ فِي مَنَازِلِكُمْ مِنْ أَشْفَاقِكُمْ أَوْ تَكْفُرُ بِآيَاتِنَا كَمَا كَفَرْتُمْ بِالْحَقِّ وَالْحَقُّ كَرِيمٌ (سورہ مجادلہ - آیت ۱۳) تو کیا گناہ کے علاوہ بھی کسی چیز سے توبہ ہوتی ہے؟!

پچیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: ”جب تک میں جنت میں داخل نہ ہو جاؤں دیگر انبیاء پر جنت حرام ہے اور اسی طرح یہ اوصیاء پر بھی حرام ہے یہاں تک کہ تم اس میں داخل ہو جاؤ۔ اے علیؑ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے تمہارے متعلق وہ خوشخبری دی ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی، مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ تم اوصیاء کے سردار ہو اور روز قیامت تمہارے دونوں بیٹے حسن اور حسین جو انان جنت کے سردار ہیں۔“

چھبیسویں منقبت: یہ ہے کہ میرے بھائی جعفرؑ جنت میں ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہیں کہ انہیں دُڑ، یا قوت اور زبرد کے دو پر وں سے آراستہ کیا گیا ہے۔

ستائیسویں منقبت: یہ ہے کہ میرے چچا حضرت حمزہؑ سید الشہداء ہیں۔

اٹھائیسویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خدا نے فرمایا: ”اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے متعلق مجھ سے ایک وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اس کی

مخالفت نہیں کرے گا: اس نے مجھے نبی بنا یا اور تمہیں وصی بنایا۔ نیز میرے بعد تمہارے ساتھ میری امت ایسا ہی سلوک روا رکھے گی جیسے حضرت موسیٰ کے ساتھ فرعون نے کیا، لہذا تم صبر سے کام لو اور اللہ کے حساب میں ڈال دو یہاں تک کہ تم مجھ سے آمنو؛ جو تم سے دوستی رکھے اس سے میں دوستی رکھوں گا اور جو تم سے دشمنی کرے اس سے میں دشمنی کروں گا۔“

انتیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: ”اے علی، تم صاحب حوض (کوثر) ہو کہ تمہارے علاوہ یہ کسی کی ملکیت نہیں ہے اور عنقریب تمہارے پاس ایک قوم آئے گی اور تم سے (اس کا پانی) پلانے کی درخواست کرے گی تو تم کہو گے: ”نہیں، قطرہ بھر بھی نہیں!“ لہذا وہ لوگ سیاہ رُو وہاں سے لوٹ جائیں گے کہ اس کے بعد میرے اور تمہارے شیعہ تم پر وارد ہوں گے تو تم کہو گے: ”جی بھر کے سیراب ہو جاؤ۔“ لہذا وہ سیراب ہوں گے اور وہاں سے سفید چہروں کے ساتھ سیراب ہوں گے (ایک نسخہ میں ہے ”لوٹ جاؤ“ تو وہ لوٹ جائیں گے۔)

تیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: ”روز قیامت میری امت پانچ پرچموں تلے مشحور ہوگی۔ پہلا پرچم حوض کوثر کے گردے گا جو اس امت کے فرعون کا پرچم ہوگا اور وہ معاویہ ہے؛ دوسرا پرچم اس امت کے سامری کے ساتھ ہوگا اور وہ عمر و ابن عاص ہے؛ تیسرا پرچم اس امت کے جاثلیق کے ساتھ ہوگا اور وہ ابو موسیٰ اشعری ہے؛ چوتھا پرچم ابوعبید اسلمی کے ساتھ ہوگا اور پانچواں پرچم اے علی، تمہارے ساتھ ہوگا کہ اس کے (سائے) تلے مومنین ہوں گے اور تم ان کے امام ہو گے۔ اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ چار سے کہے گا: ”اپنے پیچھے واپس چلے جاؤ اور نور کو تلاش کرو، پھر ان کے سامنے ایک دیوار قائم کر دی جائے گی کہ اس کا ایک دروازہ ہوگا جس کے باطنی حصہ میں رحمت ہوگی اور یہ لوگ میرے شیعہ ہوں گے تو یہ لوگ ندادیں گے: ”کیا ہم لوگ تمہارے ساتھ نہیں تھے؟“ (میرے شیعہ) کہیں گے: ”کیوں نہیں، لیکن تم لوگوں نے اپنے آپ کو دھوکہ دیا، باز رہے، شک کرنے لگے اور تمہاری باطل خواہشات نے تمہیں (ایک نسخہ میں ہے دنیا میں) دھوکہ میں رکھا یہاں تک کہ امر الہی آیا اور شیطان نے اللہ کے معاملہ میں تمہیں فریب دے دیا، تو آج کے دن تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ ہی ان افراد سے کہ جنہوں نے کفر کیا تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے۔ یہی تمہارا آقا ہے اور یہ کتاب اٹھکانہ ہے!“ اس کے بعد میری امت اور میرے شیعہ وارد ہوں گے، یہ لوگ حوض محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیراب ہوں گے اور میرے ہاتھ میں عوج (ایک کانٹے دار درخت) کا عصا ہوگا جس کے ذریعہ میں اپنے دشمنوں کو دھتکاروں گا جس طرح کہ اجنبی اونٹوں کو دھتکارا جاتا ہے۔“

اکیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: ”اگر تمہارے بارے میں غلو کرنے والے ایسی بات نہ کہتے جیسی نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مرثیٰ م کے بارے میں کہی تھی تو میں تمہارے متعلق ایسی بات کہہ دیتا کہ تم جس قوم کے پاس سے بھی گزرتے وہ تمہارے قدموں کی خاک اٹھا کر اس سے شفا طلب کرتی!“

بیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: ”بلاشبہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے زعب کے ذریعہ میری نصرت کی، پس میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ تمہاری بھی اسی طرح سے نصرت فرمائے تو اس نے تمہارے لئے بھی وہی چیز قرار دی جو اس نے میرے لئے قرار دی۔“

تینتیسویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خدا نے میرے کان واپنے منہ کے پاس رکھا اور مجھے گزشتہ اور تا قیامت آئندہ کی باتیں تعلیم کیں،

پس اللہ عزوجل نے میری خاطر اپنے نبی کی زبان پر اس کو جاری کیا۔

چونیسویں منقبت: نصاریٰ نے کسی بات کا دعویٰ کیا تو اللہ عزوجل نے اس بارے میں آیت نازل کی: فَقُلْ تَعَالَوْنَا دَعِ ابْنَانَا وَ ابْنَاتِكُمْ وَ نِسَانَنَا وَ نِسَانَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْهَلْ فَجَعَلَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الْكٰذِبِيْنَ۔ پھر جب تمہارے پاس علم آپ کا اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی (نصرانی) عیسیٰ کے بارے میں حجت کرے تو کہو کہ آؤ، ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنے نفسوں کو اور تم اپنے نفسوں کو، اس کے بعد ہم سب مل کر خدا کی بارگاہ میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں (سورہ آل عمران - آیت ۶۱) پس میرا نفس رسول خدا کا نفس تھا، عورتوں میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا تھیں اور بیٹے حضرت حسن و حسین۔ پھر (وہ) قوم شرمندہ ہوئی اور رسول خدا سے معافی کی خواستگار ہوئی تو آپ نے انہیں معاف کر دیا۔ اس ذات کی قسم جس نے حضرت موسیٰ پر تورات نازل کی تھی اور حضرت محمد پر قرآن کا گروہ لوگ مبالغہ کرتے تو انہیں بندروں کی صورت میں مسخ کر دیا جاتا۔

بیتیسویں منقبت: بدر کے روز رسول خدا نے مجھے ایک ہی جگہ سے مٹھی بھر سنگریزے لانے کے لئے روانہ فرمایا، لہذا میں نے انہیں اٹھایا اور سونگھا تو یکا یک ان میں سے مشک کی خوشبو اٹھی، پس میں ان کو آپ کے پاس لایا تو آپ نے انہیں مشرکوں کے چہروں پر پھینک دیا؛ ان میں سے چار سنگریزے فردوس کے تھے، ایک سنگریزہ مشرق سے، ایک سنگریزہ مغرب سے اور ایک سنگریزہ زیر عرش کا تھا نیز ہر سنگریزہ کے ہمراہ ایک لاکھ فرشتے ہماری مدد کے لئے آئے ہوئے تھے اور اللہ عزوجل نے اس سے پہلے یہ فضیلت کسی کو بخشی ہے اور نہ ہی اس کے بعد کسی کو۔

چھتیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا ”وای ہوتہمارے قاتل پر کہ بلاشبہ وہ (ایک نسخہ میں شہود ہے) عمرو اور ناقہ شہود کو پے کرنے والے سے بد بخت تر ہے اور تمہارے قتل کی بناء پر خدائے رحمن کا عرش لرز جائے گا، لہذا تمہارے لئے خوشخبری ہے کہ تم صدیقین، شہداء اور صالحین کے زمرہ میں ہو گے۔“

سینتیسویں منقبت: یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو چھوڑ کر صرف مجھے ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ اور خاص و عام کا علم عطا کیا اور یہ اللہ کا مجھ پر اور اس کے رسول پر احسان ہے۔ نیز رسول خدا نے مجھ سے فرمایا: ”اے علیؑ، اللہ عزوجل نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قریب کروں اور تمہیں دور نہ کروں اور یہ کہ میں تمہیں علم عطا کروں اور تم پر جفا نہ کروں اور مجھ پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ میں اپنے پروردگار کی اطاعت کروں اور تم پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ تم اس کو حفظ کرو!“

اڑتیسویں منقبت: یہ ہے کہ رسول خدا نے مجھے جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور میرے لئے دُعائیں کیں نیز آپ کے بعد ہونے والے واقعات سے مجھے آگاہ کیا تو اس بات سے کسی صحابی نے غمگین ہو کر کہا: ”اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا زاد کو نبی بنانے پر قادر ہوتے تو یہ بھی کر گزرتے“ پس اللہ عزوجل نے مجھے اپنے نبی کی زبانی ان سب سے آگاہی کا شرف بخشا۔

انتالیسویں منقبت: میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: ”جھوٹ بولتا ہے وہ شخص جو اس زعم میں ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جبکہ وہ علیؑ سے بغض رکھتا ہے، میری اور اس کی محبت صرف مومن ہی کے دل میں جمع ہوتی ہے۔ بلاشبہ اللہ عزوجل نے میرے اور تمہارے محبوبوں کو جنت کی جانب پیش قدمی کرنے والے زمرہ کے پیش پیش رکھے گا جبکہ مجھ سے اور تم سے بغض رکھنے والوں کو جہنم کی طرف پیش قدمی کرنے والوں کے زمرہ کے پیش پیش رکھے گا۔“

چالیسویں منقبت: رسول خدا نے مجھے ایک غزوہ میں ایک کنویں کی طرف روانہ فرمایا، پس جب میں وہاں پہنچا تو اس میں پانی نہیں تھا تو میں واپس آ گیا اور آپ کو اس بات سے آگاہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا اس میں کچھ ہے؟“ میں نے عرض کیا: ”ہاں! آپ نے فرمایا: ”اس کی کچھ مقدار لے آؤ“ پس میں آپ کے لئے کچھ کی کچھ مقدار لے آیا تو آپ نے اس پر کچھ پڑھا اور فرمایا: ”اسے اسی کنویں میں ڈال دو!“ میں نے اس کو وہیں ڈال دیا تو یکا یک وہاں پانی پھوٹ پڑا یہاں تک کہ کنویں کی اطراف پانی سے پُر ہو گئیں تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں اس بات سے آگاہ کر دیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ”تمہیں توفیق دی گئی اے علی اور تمہاری برکت سے پانی پھوٹ پڑا“ لہذا یہ منقبت بھی نبی کے تمام اصحاب کو چھوڑ کر صرف مجھے حاصل ہوئی۔

اکتالیسویں منقبت: یہ ہے کہ میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: ”اے علی، تمہارے لئے یہ خوشخبری ہے کہ جبرئیل میرے پاس آئے تھے اور مجھ سے کہہ رہے تھے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے اصحاب کی طرف نگاہ کی تو اس نے آپ کے پیچھاڑا اور دادا یعنی حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے شوہر کو سب سے بہتر صحابی پایا، لہذا انہیں آپ کا وصی مقرر کیا اور آپ کا نمائندہ۔“

بیالیسویں منقبت: میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: ”تمہارے لئے یہ خوشخبری ہے اے علی کہ جنت میں تمہارا مکان میرے مکان کے عین سامنے ہوگا، تم اعلیٰ علیین میں رفیق اعلیٰ میں میرے ساتھ ہوگا!“ میں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول، اعلیٰ علیین کیا ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”سفید موتیوں کا منارہ کہ اس کے ستر ہزار دروازے ہیں جو میرا اور تمہارا مسکن ہے اے علی!“

تینتالیسویں منقبت: رسول خدا نے فرمایا: ”اللہ عزوجل نے میری محبت مومنین کے دلوں میں راسخ کر دی ہے اور اسی طرح اے علی، تمہاری محبت (بھی) مومنین کے دل میں راسخ کر دی ہے نیز مجھ سے اور تم سے بغض کو منافقوں کے دل میں راسخ کر دیا ہے، لہذا تم سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہیں کرے گا اور سوائے کافر منافق کے کوئی تم سے بغض نہیں رکھے گا!“

چوالیسویں منقبت: میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: ”عرب میں سے سوائے زنا زادہ کے کوئی تم سے بغض نہیں رکھے گا، عجم میں سے سوائے بد بخت ترین شخص کے کوئی تم سے بغض نہیں رکھے گا اور عورتوں میں سوائے اس عورت کے کوئی تم سے بغض نہیں رکھے گی جو سلف تقیہ ہوگی۔“

پینتالیسویں منقبت: رسول خدا نے مجھے بلایا جبکہ میں آشوب چشم میں مبتلا تھا تو آپ نے میری آنکھ میں اپنا لعاب لگایا اور فرمایا: ”اے میرے اللہ، اس آنکھ کی حرارت اس کی خشکی میں رکھ دے اور اس کی خشکی اس کی حرارت میں رکھ دے“ تو خدا کی قسم اب تک مجھے اس آنکھ میں کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

چھیالیسویں منقبت: رسول خدا نے اپنے اصحاب اور اپنے تمام پیچاؤں کو (مسجد کی طرف کھلنے والے) دروازے بند کرنے کا حکم دیا اور اللہ عزوجل کے حکم سے میرے دروازہ کو کھول دیا، پس سوائے میرے کسی شخص کو بھی یہ منقبت حاصل نہیں۔

سینتالیسویں منقبت: رسول خدا نے مجھے وصیت کرتے ہوئے اپنے قرضہ (ایک نسخہ میں قرضوں ہے) کی ادائیگی کا اور ان کے وعدوں کو پورا کرنے کا حکم دیا تو میں نے عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول، آپ تو اس بات کو جانتے ہیں کہ میرے پاس مال نہیں ہے“ تو آپ نے فرمایا: ”اللہ تمہاری مدد کرے گا!“۔ پس میں نے آپ کے قرضوں کی ادائیگی اور آپ کے وعدوں کو پورا کرنے کا ارادہ نہیں لیا مگر یہ کہ اللہ نے

میرے لئے آسانی پیدا کر دی یہاں تک کہ میں نے آپ کے بہت سارے قرٹے ادا کر دیئے اور آپ کے بہت سارے وعدوں کو وفا کر دیا کہ ان کی تعداد اسی ہزار تک پہنچ گئی اور کچھ باقی رہ گئے کہ جن کی وصیت میں نے (امام) حسن کو کر دی ہے کہ وہ اس کا ہم کو مکمل کریں۔

ازتالیسویں منقبت: رسول خدا میرے گھر پر تشریف لائے جبکہ ہم نے تین دن سے کھانا نہیں کھایا تھا تو آپ نے فرمایا: ”اے علی! کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟“ میں نے عرض کیا: ”اس ذات کی قسم جس نے آپ کو کرامت کے ساتھ مکرم کیا ہے اور آپ کو رسالت کے لئے منتخب کیا ہے میں نے، میری زوجہ نے اور میرے دونوں بیٹوں نے تین دن سے کھانا نہیں کھایا ہے“ نبی نے فرمایا: ”اے فاطمہ (سلام اللہ علیہا)! گھر کے اندر جاؤ اور دیکھو کہ کوئی چیز مل جائے“ آپ (سلام اللہ علیہا) نے فرمایا: ”میں ابھی ابھی باہر آئی ہوں“ میں نے عرض کیا: ”میں اندر جاؤں؟“ آپ نے فرمایا: ”اللہ کا نام لے کر تم اندر جاؤ!“ پس میں اندر گیا تو دیکھا کہ ایک طبق رکھا ہے کہ اس پر کھجوریں رکھی ہوئی ہیں اور ایک پیالہ شوربے کا ہے، لہذا میں اُسے اٹھا کر رسول خدا کی خدمت میں لے آیا تو آپ نے فرمایا: ”اے علی! کیا تم نے اس قاصد کو دیکھا جو یہ کھانا لایا ہے؟“ میں نے عرض کیا: ”جی ہاں!“ آپ نے فرمایا ”اس کا خدیہ بیان کرو!“ میں نے عرض کیا: ”سرخ، ہبز اور پیلے رنگ کا تھا“ آپ نے فرمایا ”یہ تو بالی جبرئیل کے انتوش تھے کہ جن کی ڈر اور یا قوت سے تاج پوشی کی گئی ہے۔“ پھر ہم نے شور بہ کھایا یہاں تک کہ ہم سیر ہو گئے مگر اس کے باوجود ہمارے ہاتھ اتنے صاف تھے کہ ان میں سوائے خطوط و انگلیوں کے کچھ نظر نہ آیا اور (اس بار بھی) اللہ نے تمام اصحاب پیغمبر کو چھوڑ کر مجھے اس خصوصیت سے نوازا۔

انچاسویں منقبت: اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی کو نبوت جیسی خصوصیت عطا کی جبکہ نبی نے مجھے وحی ہونے کی خصوصیت عطا کی، لہذا جو مجھ سے محبت کرے گا وہ خوش بخت ہے اور وہ انبیاء کے زمرہ میں محشور ہوگا۔

بچاسویں منقبت: رسول خدا نے برائت (سورہ توبہ) کے سلسلے میں ابوبکرؓ کو بھیجا، پس جب آپ نے انہیں بھیجا (ایک نسخہ میں ہے وہ گیا) تو جبرئیل آئے اور کہنے لگے: ”اے محمد، اسے آپ کی جانب سے کوئی ادا نہیں کرے گا مگر یہ کہ آپ بذات خود یا پھر آپ ہی میں سے کوئی ہو“ تو رسول خدا نے عضا، نامی اونٹنی پر مجھے روانہ کیا۔ چنانچہ میں ذوالخلیفہ پہنچا اور اس سورہ مبارکہ کو لایا تو اللہ عز و جل نے یہ خصوصیت بھی مجھے ہی عطا کی۔

اکیاون ویں منقبت: رسول خدا نے مجھے ندر خم کے دن تمام کے تمام لوگوں کے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا: ”جس کا میں مولا ہوں پس علی اس کا مولا ہے، لہذا ظالم تو مڈور و تابد ہو جائے!“

باون ویں منقبت: رسول خدا نے فرمایا: ”اے علی! کیا میں تمہیں ایسے کلمے نہ سکھاؤں جو حضرت جبرئیل نے مجھے تعلیم کیے؟“ میں نے عرض کیا: ”کیوں نہیں!“ آپ نے فرمایا ”کہو یا اِزِقِ الْمَقْلُیْنَ، و یا اِزِجِمِ الْمَسَاكِیْنَ، و یا اَسْمِعِ السَّمَاعِیْنَ و یا اَبْصُرِ السَّاطِرِیْنَ و یا اَرْحَمِ الرَّاحِمِیْنَ اِزْخَمْنِیْ و اِزْزَفْنِیْ“ (اے فلاں کو رزق دینے والے اور اے مسکینوں پر رحم کرنے والے اور اے سب سے زیادہ سُنے والے اور اے سب سے بہتر طور پر دیکھنے والے اور اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے تو مجھ پر رحم فرما اور مجھے رزق عطا کر۔)

تو بیسویں منقبت: اللہ تبارک و تعالیٰ دنیا کو فنا نہیں کرے گا یہاں تک کہ ہم میں سے قائم (عجل اللہ فرج الشریف) قیام کرے جو ہم سے بغض رکھنے والے قتل کر دے گا، جز یہ قبول نہیں کرے گا، صلیب اور تاج و تکر، کا، جنگ بندی کرے گا، لوگوں کو مال لینے کے لئے پائے گا،

مساوات کے ساتھ تقسیم کرے گا اور عایا کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک کرے گا۔

جو نونویں منقبت: میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا ”اے علی، بنو امیہ خدا ان سب پر لعنت کرے عنقریب تم پر لعنت کریں گے اور ان کی ہر لعنت کے عوض ایک فرشتہ ان کی جانب ایک ہزار لعنتیں پلانے گا اور جب قائم عجل اللہ فرجہ قیام کرے گا تو وہ ان پر چالیس سال تک لعنت کرے گا۔“

پچھنویں منقبت: رسول خدا نے فرمایا: ”تمہارے متعلق میری امت کے کئی گروہوں کی آزمائش ہوگی تو وہ کہیں گے: ”رسول خدا نے اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑا تو پھر علی کو کس بات کے لئے وصی مقرر کیا ہے؟ کیا اللہ عزوجل کے بعد کتاب خدا سب سے افضل شے نہیں تھی؟ اس ذات کی قسم جس نے نبی کو مبعوث کیا ہے اگر تم نے قرآن کی جمع آوری نہیں کی تو تا ابد یہ جمع نہیں ہوگا“ پس یہ خصوصیت بھی اللہ عزوجل نے میرے علاوہ کسی صحابی رسول کو عطا نہیں کی۔

چھتیسویں منقبت: اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے ایسی خصوصیت عطا کی جو اس نے اپنے اولیاء اور اطاعت گزاروں کو عطا کی اور اس نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث بنایا، اب جسے برا لگتا ہے اسے برا لگے اور جسے یہ چیز خوش کرتی ہے وہ خوش رہے۔ نیز آپ نے اپنے ہاتھ سے مدینہ کی طرف اشارہ فرمایا۔

ستاونویں منقبت: ایک غزوہ میں رسول خدا کے پاس پانی ختم ہو گیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ”اے علی! اس چٹان کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور کہو ”میں اللہ کے رسول کا بیٹا ہوں لہذا (اے چٹان) میرے لئے پانی پیدا کرو!“ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبوت سے مکرم کیا میں نے یہ پیغام پہنچا دیا تو اس کے گانے کی مانند تھن اُٹھ رہے اور ہر تھن سے پانی بہنے لگا، جب میں نے یہ منظر دیکھا تو نبی کی جانب دوڑا اور انہیں اس بات سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا: ”جاؤ اے علی، پانی لے آؤ!“ نیز دیگر افراد بھی وہاں آئے اور انہوں نے اپنی مشکوں اور پانی کے ظروف بھر لیے اور اپنے جانوروں کو سیراب کیا، خود نے بھی پانی پیا اور اس پانی سے وضو کیا۔ اللہ نے یہ خصوصیت بھی میرے علاوہ کسی صحابی کو نہیں دی۔

انہاونویں منقبت: ایک غزوہ میں چونکہ پانی ختم ہو گیا تھا، لہذا آپ نے فرمایا: ”اے علی، میرے لئے آب خورہ لے آؤ!“ جب میں ان کے پاس لے آیا تو آپ نے اپنا دبا ہوا ہاتھ اور اس کے ساتھ میرا ہاتھ اس آب خورہ میں ڈالا اور فرمایا ”پھوٹ پڑا!“ تو ہماری انگلیوں سے پانی پھوٹ پڑا۔

اٹھسٹھویں منقبت: رسول خدا نے مجھے خیبر کی جانب روانہ کیا، پس جب میں وہاں پہنچا تو میں نے دروازہ بند پایا، میں نے اسے سخت سے بلایا اور اُسے اکھاڑ کر چالیس قدم دور پھینک دیا۔ اس کے بعد میں اس کے اندر داخل ہو گیا اور مرحب کے مقابلہ پر آیا تو اس نے مجھ پر حملہ کیا اور میں نے اس پر حملہ کر کے زمین کو اس کے خون سے سیراب کیا جبکہ اس سے پہلے آپ اپنے دو اصحاب کو (اس مہم پر) بھیج چکے تھے مگر وہ دونوں شکست خوردہ و نچل لوٹ آئے تھے۔

ساٹھویں منقبت: میں نے عمر و ابن عبد و دو قتل کیا جبکہ اس کو ایک ہزار افراد کے برابر شمار کیا جاتا تھا اور رسول خدا نے میرے حق میں فرمایا تھا: ”خندق کے دن علی کی ضربت جن و انس کے اعمال سے افضل ہے“ نیز آپ نے فرمایا: ”کُل اسلام کُل کفر کے مقابلہ پر آتا ہے

—

اکسٹھویں منقبت: میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا ”اے علی، میری امت میں تمہاری مثال قیل هو اللہ احد جیسی ہے، لہذا جو شخص دل سے تم سے محبت کرے (ایک نسخہ میں ہے اپنی زبان کے ذریعہ تمہاری اعانت کرے اور اپنے ہاتھوں سے تمہاری نصرت کرے تو گویا اس نے پورے قرآن کی تلاوت کر لی) تو گویا اس نے ایک تہائی قرآن کی تلاوت کی، جو شخص دل سے تم سے محبت کرے اور اپنی زبان سے تمہاری اعانت کرے تو گویا اس نے دو تہائی قرآن کی تلاوت کی اور جو شخص دل سے تم سے محبت کرے، اپنی زبان سے تمہاری اعانت کرے اور اپنے ہاتھوں سے تمہاری نصرت کرے تو گویا اس نے پورے قرآن کی تلاوت کی۔

باستھویں منقبت: میں تمام واقعات اور جنگوں میں رسول خدا کے ہمراہ تھا اور ان کا پرچم میرے ہاتھوں میں ہوتا تھا۔

تیریسٹھویں منقبت: میں نے میدان جنگ سے کبھی فرار اختیار نہیں کیا اور جو کوئی بھی میرے مقابلہ پر آیا میں نے زمین کو اس کے خون

سے سیراب کیا۔

چونسٹھویں منقبت: رسول خدا کے پاس جنت سے ایک بھنا ہوا پرندہ لایا گیا تو آپ نے اللہ عزوجل سے یہ دعا مانگی کہ وہ آپ کے پاس اپنی محبوب ترین مخلوق کو بھیج دے، لہذا اللہ نے مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی توفیق دی یہاں تک کہ میں نے آپ کے ساتھ اس پرندہ میں سے تناول کیا۔

پینسٹھویں منقبت: میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک سائل نے آ کر سوال کیا جبکہ میں رکوع میں تھا، میں نے اپنی انگلی سے انگلی

نکال کر اُسے دے دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ وہم راکعون“ (سورۃ المائدہ آیت ۵۵)

چھیسا ستویں منقبت: اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے لئے دو مرتبہ سورج کو پلٹا دیا جبکہ امت محمدی میں سے میرے علاوہ کسی کے لئے نہیں

پلٹایا۔

سڑسٹھویں منقبت: رسول خدا نے اپنی حیات اور اپنی موت کے بعد مجھے امیر المؤمنین کہہ کر پکارنے کا حکم دیا، جبکہ میرے علاوہ کسی کو

(امیر المؤمنین) کہنے کی اجازت نہیں دی۔

اڑسٹھویں منقبت: رسول خدا نے فرمایا: ”اے علی، جب قیامت کا دن آئے گا تو باطن عرش سے ایک منادی ندا دے گا کہ کہاں ہے

انبیاء کا سردار؟ پس میں کھڑے ہو جاؤں گا، اس کے بعد ایک منادی ندا دے گا کہ اوصیاء کا سردار کہاں ہے؟ تو تم کھڑے ہو جاؤ گے اور رضوان

میرے پاس جنت کی کنجی (ایک نسخہ میں ہے کنجیاں) لائے گا جبکہ مالک میرے پاس جہنم کی چابیاں لائے گا، پھر دونوں کہیں گے: ”اللہ جل جلالہ

نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم یہ چابیاں آپ کے حوالے کر دیں اور آپ کو یہ حکم دے دیں کہ آپ ان کو حضرت علی ابن ابی طالب کے حوالے کر دیں“

اس طرح اے علی، تم جنت اور جہنم کو تقسیم کرنے والے ہو جاؤ گے!“

انہترویں منقبت: میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا ”اگر تم نہ ہوتے تو مؤمنین میں سے منافقوں کی شناخت نہ ہو سکتی۔

سترویس منقبت: رسول خدا خود لیٹے اور مجھے، میری زوجہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور میرے دونوں بیٹوں، حسن و حسین کو لایا اور ہم پر

ایک قطوانی عبادی تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ”إِنَّمَا يَرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا“ (سورہ احزاب آیت ۳۳) نیز حضرت جبرئیلؑ نے کہا ”اے محمدؐ میں (بھئی) آپ لوگوں کے ساتھ ہوں“ تو جبرئیلؑ ہم میں چھپے ہو گئے۔

محمد ابن ابراہیم ابن اسحاق طالقانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالعزیز ابن یحییٰ جلوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو حامد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالعزیز ابن خطاب نے بلید ابن سلیمان کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے لیث سے نقل کیا کہ مجاہد نے کہا: حضرت علیؑ کی شان میں ستر آیتیں نازل ہوئیں کہ ان فضیلتوں میں کوئی بھی ان کا شریک نہیں ہے۔

﴿۲۳﴾ نماز وتو میں خدا سے ستر مرتبہ مغفرت طلب کرنے والے کا اجر: احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ سے، اس نے حسن ابن محبوب سے، اس نے عمر ابن یزید سے جبکہ میں اس کو نہیں جانتا مگر یہ کہ اس نے امام صادق سے نقل کیا: جو شخص جب نماز وتر پڑھے اور اپنی اس نماز وتر میں کھڑے رہ کر ستر مرتبہ مغفرت طلب کرے اور اس عمل کو ایک سال تک جاری رکھے تو اللہ اپنے ہاں اسے سحر کے وقت مغفرت طلب کرنے والوں کی فہرست میں ثبت کر لیتا ہے اور اللہ عزوجل کی جانب سے اس کے لئے مغفرت لازم ہو جاتی ہے۔

﴿۲۴﴾ نماز فجر کے بعد خدا سے ستر مرتبہ مغفرت طلب کرنے کا اجر: محمد ابن علی ماجیلوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یحییٰ عطار نے محمد ابن احمد ابن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے علی ابن سندی سے، اس نے محمد ابن عمر ابن سعید سے، اس نے عمر ابن سہیل سے، اس نے ہارون ابن خارجه سے، اس نے جابر جعفی سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص نماز فجر کے بعد خدا سے ستر مرتبہ مغفرت طلب کرے تو اللہ اسے معاف کر دیتا ہے خواہ اس روز اس نے ستر ہزار گناہ کیے ہوں۔ البتہ ستر ہزار سے زیادہ گناہ کرنے والے کے لئے اس روز کوئی بھلائی نہیں۔

دیگر ایک روایت میں سات سو گناہ (درج) ہے۔

﴿۲۵﴾ شعبان میں اللہ عزوجل سے روزانہ ستر مرتبہ مغفرت طلب کرنے والے کا اجر: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: موسیٰ ابن جعفر بغدادی نے محمد ابن جمہور کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن عبدالرحمن سے، اس نے محمد ابن ابو حمزہ سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص شعبان میں روزانہ ستر مرتبہ کہے ”أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ“ تو اس کو اُفقِ مبین میں لکھا جائے گا۔ - راوی کہتا ہے۔ میں نے عرض کیا ”یہ اُفقِ مبین کیا ہے؟“ آپ نے فرمایا ”عرش کے سامنے ہے کہ اس میں نہریں ہیں جن میں ستاروں کی تعداد میں پیالے ڈالے گئے ہیں۔“

مظفر ابن مظفر علوی سمرقندی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد ابن مسعود نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن حسن ابن فضال نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن ولید نے عباس ابن بلال کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی کہ امام علی رضاً کو یہ فرماتے سنا: جو شخص اللہ عزوجل کے ثواب کی خاطر شعبان میں ایک دن روزہ رکھے وہ جنت میں داخل ہوگا، جو شخص شعبان میں اللہ سے ستر مرتبہ مغفرت طلب کرے گا روز قیامت وہ شخص رسول خدا کے زمرہ میں مشہور ہوگا اور اللہ کی طرف سے اس پر کرامت واجب ہوگی، جو شخص شعبان

میں کوئی صدقہ کرے گا خواہ نصف کھجور تو اللہ آگ پر اس کا جسم حرام کر دے گا اور جو شخص شعبان کے تین دن روزہ رکھے اور انہیں ماہ رمضان سے متصل کر دے تو اللہ (اس کے نامہ اعمال میں) پے در پے دو مہینوں کے روزے لکھے گا۔

﴿۲۶﴾ ہر چم حمد کے ستر پھریں ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن احمد اسکیت قمی نے رے میں مجھ سے محمد ابن علی سے مرفوع روایت بیان کی، کہا: محمد ابن حسان مسدسی (ایک نسخہ میں بے قوسی) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن محمد انصاری مروزی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن عبدالمکریم رازی عرف ابو درعد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالحمید حمانی نے لیث کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے مجاہد سے، اس نے ابن عباس سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل آئے جبکہ وہ بہت خوش تھے تو میں نے ان سے کہا: ”میرے حبیب جبرئیل تم اتنے خوش کیوں ہو؟ میرے بھائی اور چچا زاد علی ابن ابی طالب کی اس کے پروردگار کے ہاں کیا منزلت ہے؟“ انہوں نے کہا: ”اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی مبعوث کیا اور آپ کو رسالت کے لئے منتخب کیا میں اس وقت سوائے اس بات کے کسی چیز کے لئے نیچے نہیں اترا، اے محمد! بلند اور بلند ترین اللہ آپ دونوں پر سلام بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ محمد میری رحمت کے نبی ہیں اور علی میری حجت کو قائم کرنے والے! میں ان دونوں سے محبت کرنے والے کو خدا بن نہیں دوں گا اگرچہ وہ میری نافرمانی کرے اور میں ان دونوں سے دشمنی رکھنے والے پر رحم نہیں کروں گا اگرچہ وہ میری اطاعت کرے۔“

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا: قیامت کے دن جبرئیل میرے پاس آئیں گے تو ان کے ساتھ ہر چم محمد ہوگا اور اس کے ستر پھریرے ہوں گے کہ اس کا ایک پھریرا سورج و چاند سے بھی وسیع ہوگا اور میں رضوان کی کرسی پر ہوؤں گا جو قدس کے منبروں کے ایک منبر پر ہوگا، پس میں اسے اٹھاؤں گا اور علی ابن ابی طالب کی طرف بلند کروں گا! اس موقع پر یکدم عمر بن خطاب کھڑے ہو گئے اور کہا ”اے اللہ کے رسول، یہ ہر چم کس طرح اٹھایا جائے گا جبکہ آپ نے تذکرہ کیا کہ اس کے ستر پھریرے ہوں گے اور اس کا ایک پھریرا سورج و چاند سے بھی بڑا ہوگا“ تو نبی نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ علی و جبرئیل جتنی قوت، نور و آدم کی مانند نور، رضوان کے حلم کی مانند حلم، جمال یوسف کی مانند جمال، اور الحن داؤد کی مانند آواز عطا کرے گا جبکہ اگر حضرت داؤد جنت کے خطیب نہ ہوتے تو اللہ ان کو ایسی ہی آواز بھی دے دیتا، علی وہ پہلے فرد ہیں جو (حوض) سلیمان و زنجبیل سے نوش فرمائیں گے اور علی پل صراط پر جہاں قدم رکھیں گے وہاں ایک دوسرا (راستہ) استوار ہو جائے گا۔ نیز اللہ کی طرف سے علی اور اس کے شیعوں کے لئے ایسا مقام ہے جس پر اولین و آخرین رشک کریں گے۔

﴿۲۷﴾ سود کے ستوراہ جزا ہیں: محمد ابن علی ابن شاہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو حاند نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو یزید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن صالح تمیمی نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: انس ابن محمد ابن ابی مالک نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے نقل کیا کہ رسول خدا نے آپ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علی، سود کے ستوراہ ہیں کہ ان میں سب سے معمولی مجزویہ ہے کہ کوئی شخص خانہ کعبہ میں اپنی ماں سے مجامعت کرے؛ اے علی، (سود کا) ایک درہم ستر زنا سے بھی بڑا ہے جس میں سے ہر زنا خانہ کعبہ میں اپنے کسی محرم کے ساتھ کیا گیا ہو۔

﴿۲۸﴾ جہنم میں ستر خریف تک قیام کرنے والے بندہ کے متعلق ایک حدیث: میرے والد نے ہم سے

روایت بیان کی، کہا: محمد ابن احمد ابن یحییٰ نے حسن ابن علی کوئی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عباس ابن عامر سے، اس نے احمد ابن ارزق (ایک نسخہ میں رزین ہے) سے، اس نے یحییٰ ابن ابو عیسا سے، اس نے جابر سے نقل کیا کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: ایک بندہ جنہم میں ستر خریف تک قیام کرے گا جبکہ ایک خریف ستر سال کا ہے؛ اس کے بعد وہ اللہ عزوجل کو محمد اور ان کے اہلبیت کا واسطہ دے کر درخواست کرے گا کہ تو مجھ پر رحم کر تو اللہ عزوجل جبرئیل کو وحی کرے گا کہ میرے اس بندہ کے پاس جاؤ اور اس کو باہر نکال لاؤ، جبرئیل کہیں گے: ”اے میرے پروردگار، میں آگ میں کیسے اتروں گا؟“ اللہ فرمائے گا: ”میں نے آگ کو یہ حکم دے دیا ہے کہ وہ تمہارے لئے سرد اور سلامتی والی بن جائے“ جبرئیل کہیں گے: ”مجھے اس جگہ کا علم نہیں ہے!“ اللہ کہے گا: ”وہ تجھ کے ایک کنویں میں ہے!“ امام نے فرمایا: پس جبرئیل آگ میں جائیں گے جبکہ انہوں نے اپنے چہرے پر کچھ باندھ رکھا ہوگا اور اس طرح اسے باہر نکال لائیں گے تو اللہ تعالیٰ کہے گا: ”اے میرے بندہ، تم کتنے عرصہ آگ میں رہے کہ مجھے قسم واسطہ دینے لگے“ وہ کہے گا: ”میں نے شاک نہیں کیا اے میرے پروردگار!“ اللہ کہے گا: ”میری عزت کی قسم اگر تم یہ واسطہ دے کر درخواست نہ کرتے تو تم اب بھی آگ ہی میں جل رہے ہوتے مگر میں نے یہ اپنے آپ پر لازم قرار دے دیا ہے کہ جو کوئی بھی محمد و آل محمد کا واسطہ دے کر مجھ سے سوال کرے گا میں اسے اپنے اور اس کے بیچ گناہوں کو بخش دوں گا، لہذا آج میں نے تمہیں بھی معاف کر دیا۔“

﴿۲۹﴾ اُمت محمدی بہتر فرقوں میں بت جانے لگی: ابو احمد محمد ابن جعفر بندر شافعی نے فرغانہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: مجاہد ابن امین نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن فضل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابن لہیعہ نے سعید ابن ابولبلال کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے انس ابن مالک کے ذریعہ نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: حضرت عیسیٰ تک بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹ گئے کہ ان میں سے ستر فرقے ہلاک ہو گئے اور ایک فرقہ نجات پائے گا جبکہ میری امت بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی کہ ان میں سے اکہتر فرقے ہلاک ہو جائیں گے اور ایک فرقہ نجات پائے گا!

لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول، وہ کون سا فرقہ ہے؟

آپ نے فرمایا: جماعت جماعت جماعت۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: جماعت اہل حق ہیں خواہ وہ کم ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ نبی سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ”اکیلا مؤمن

(بھی) حجت ہے اور اکیلا مؤمن ہی جماعت ہے!“

﴿۳۰﴾ جنہوں نے یہ روایت بیان کی کہ اُمت محمدی تہتر فرقوں میں بٹ جانے لگی: احمد ابن محمد ابن یحییٰ

نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو العباس احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قنطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو معاویہ نے سلیمان ابن مہران کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے جد سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسین سے، انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے نقل کیا کہ میں نے رسول خدا کو یہ فرماتے سنا: حضرت موسیٰ کے بعد ان کی امت اکہتر فرقوں میں بٹ گئی کہ ان میں سے (صرف) ایک فرقہ نجات یافتہ ہے جبکہ ستر جہنم رسید ہوں گے: امت عیسیٰ ان کے بعد بہتر فرقوں میں بٹ گئی کہ ان میں سے (صرف) ایک فرقہ نجات یافتہ ہے جبکہ (باقی) اکہتر جہنم واصل ہوں گے اور میرے بعد میری امت میرے بعد بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی کہ ان میں سے

ایک فرقہ نجات یافتہ ہے جبکہ ان میں سے بہتر فرقے جہنم میں ہوں گے۔

﴿۳۱﴾ عورتوں کے تہتر آداب اور عورتوں اور مردوں کے احکام میں فرق: احمد ابن حسن قنّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن عسکری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو عبد اللہ محمد ابن زکریا بصری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: جعفر ابن محمد ابن عمارہ نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے جابر ابن یزید جعفی سے نقل کیا کہ میں نے امام محمد باقر کو یہ فرماتے سنا: عورتوں پر اذان، اقامت، نماز جمعہ، نماز جمعہ، مریض کی عیادت، جنازہ میں شرکت، تلبیہ کا بلند آواز میں کہنا، صفا و مردہ کے درمیان ہرولہ کرنا، حجر اسود کو بوسہ دینا، کعبہ میں داخل ہونا اور سر منڈوانا فرض نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنے بالوں کو تراشے گی۔

عورت قضاوت نہیں کرے گی، امیر نہیں بنے گی، اس سے مشورہ نہیں لیا جائے گا، بغیر مجبوری کے قربانی نہیں کرے گی۔

وضو کی ابتدا کہنی کے اندرونی حصہ سے کرے گی اور پاؤں کو اس کے ظاہری حصہ سے، وہ مردوں کی طرح مسح نہیں کرے گی بلکہ اسے چاہئے کہ فجر اور مغرب کی نماز میں سر کے مسح کی جگہ سے نقاب ہٹالے جبکہ باقی نمازوں میں اسی پر مسح کرے یا اس معنی کہ اپنی ایک انگلی اندر ڈالے گی اور نقاب ہٹائے بغیر سر کا مسح کر لے، جب نماز میں قیام کرے تو اپنے دونوں پیروں کو ملادے، اپنے دونوں ہاتھ سین پر رکھے، رکوع میں اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے اور جب سجدہ کرنا چاہے تو بیٹھ جائے، سجدہ میں زمین سے چمٹ جائے، جب سجدہ سے سر اٹھائے تو (پہلے سیدھی) بیٹھے اور اس کے بعد قیام کے لئے کھڑی ہو، جب تشہد کے لئے بیٹھے تو اپنی دونوں ٹانگیں اوپر کر کے دونوں رانوں کو ملادے، جب تسبیح کرے تو اپنی انگلیوں کے پوروں کے ذریعہ شمار کرے کیونکہ ان سے باز پرس ہوگی، جب عورت کو کوئی حاجت ہو تو اپنے گھر کی چھت پر جا کر وہاں دو رکعت نماز پڑھ کر اپنا سر آسمان کی جانب بلند کرے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو اللہ اس کی دعا قبول کرے گا اور اسے مایوس نہیں کرے گا۔

سفر کے دوران اس پر غسل جمعہ نہیں جبکہ حضر میں اس کا ترک کرنا اس کے لئے جائز نہیں، حدود کے کسی امر میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں ہے اور نہ ہی طلاق، رویت ہلال میں ان کی گواہی جائز ہے البتہ ان کی گواہی ان امور میں جائز ہے جنہیں مرد نہیں دیکھ سکتے۔

عورتوں کو بیچ راہ سے نہیں گزرنا چاہئے بلکہ انہیں چاہئے کہ کناروں پر چلیں، ان کے لئے بلا خانہ میں آنا جائز نہیں۔

انہیں تحریر کرنا نہیں سکھانا چاہئے، اُون کا تنا اور سورہ نور کی تعلیم لینا ان کے لئے مستحب ہے جبکہ مکروہ ہے کہ وہ سورہ یوسف کی تعلیم لیں۔

اگر عورت مرتد ہو کر اسلام کے دائرہ سے خارج ہو جائے تو اس کو توبہ کروائی جائے گی کہ اگر وہ توبہ کر لے (تو بہتر) ورنہ اسے ہمیشہ کے لئے قید خانہ میں ڈال دیا جائے گا لیکن اس کو قتل نہیں کیا جائے گا جیسے کہ مرتد ہونے والے مردوں کو قتل کیا جاتا ہے؛ البتہ ایسی عورت سے سخت خدمت یعنی چاہئے اور اسے کھانے پینے سے باز رکھنا چاہئے مگر یہ کہ جو اس کے زندہ رہنے کے لئے کافی ہو۔ نیز اسے ناگوار کھانا دیا جائے اور مومنے اور کھر درے کپڑے پہننے کو دینے چاہئیں۔

نماز اور روزہ کے لئے عورت کو مارنا چاہئے، عورتوں پر جزیہ نہیں ہے، جب بچہ جننے کا وقت آجائے تو اس کمرہ سے تمام عورتوں کو باہر نکال دینا واجب ہے تاکہ سب سے پہلے شرمگاہ پر اُن کی نظر نہ چلی جائے۔

حائضہ اور محب عورت کے لئے میت کی تلقین کے موقع پر حاضر رہنا جائز نہیں ہے کیونکہ ان دونوں سے فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے نیز ان دونوں کے لئے میت کو قبر میں اتارنا جائز نہیں ہے۔

جب عورت اپنی نشست سے کھڑی ہو جائے تو مرد کے لئے وہاں بیٹھنا جائز نہیں ہے یہاں تک کہ وہ جگہ سرد پڑ جائے۔ عورت کا جہاد اچھی شوہر داری ہے اور لوگوں میں اس پر سب سے زیادہ شوہر کا حق ہے۔ نیز جب بیوی کا انتقال ہو جائے تو شوہر تمام لوگوں سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کی نماز جنازہ پڑھے، عورت کے لئے یہودی اور نصرانی عورت کے سامنے بھی بے پردہ ہونا جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ اپنے شوہروں سے اُس کا خلیہ بیان کر دیں گی، جب عورت اپنے گھر سے باہر جائے تو اس کے لئے خوشبو لگانا جائز نہیں ہے، عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ مردوں کی شہادت اختیار کرے اس لئے کہ رسول خدا نے عورتوں سے مشابہ مردوں پر لعنت کی ہے اور (اسی طرح) مردوں سے مشابہ عورتوں پر (بھی) لعنت کی ہے، عورت کے لئے (زیورات سے) خالی رہنا جائز نہیں چاہے اپنی گردن میں دھاگہ ہی باندھ لے، عورت کے لئے جائز نہیں کہ اس کے ناخن سفید دیکھے جائیں چاہے ہلکی سی مہندی ہی لگا لے، حیض کے دوران اپنے ہاتھوں میں خضاب نہیں لگانا چاہئے کہ ممکن ہے شیطان اسے اذیت پہنچائے۔

دوران نماز اگر عورت کو کوئی ضرورت پیش آ جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائے جبکہ دوران نماز مرد اپنا سر بلائے گا، اپنے ہاتھ سے اشارہ کرے گا اور تسبیح بلند آواز سے پڑھنے لگے گا۔

عورت کے لئے نقاب کے بغیر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ کنیز ہو تو پھر وہ بغیر نقاب کے گھلے سر نماز پڑھ سکتی ہے، عورت کے لئے نماز اور احرام کے علاوہ دیا اور ریشم پہننا جائز ہے جبکہ مردوں کے لئے یہ حرام قرار دیا گیا ہے سوائے جہاد میں۔ نیز عورت کے لئے سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے اور اس میں نماز پڑھنا بھی جبکہ مردوں پر ایسا کرنا حرام ہے کہ نبی نے فرمایا: ”اے علی! تم سونے کی انگوٹھی مت پہننا کہ یہ جنت میں تمہاری زینت ہے اور ریشم مت پہنو کہ یہ جنت میں تبارک لباس ہوگا۔“

عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے مال سے بندہ آزاد کرنا یا بیٹی کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لئے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر مستحب روزہ رکھنا جائز ہے۔

عورت کے لئے ناعزم کے ساتھ مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ کپڑا ڈھکا ہوا ہو اور نہ ہی کپڑا ڈھکے بغیر اس کے لئے خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔

عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر مستحب حج کرنا جائز نہیں ہے۔

عورت کے لئے تمام میں داخل ہونا جائز نہیں ہے اس لئے کہ یہ اس پر حرام ہے، عورت کے لئے زین پر سوار ہونا جائز نہیں مگر یہ کہ ضرورت پڑ جائے اور سفر میں (بھی جائز ہے)۔

میراث میں عورت کو مرد کا آدھا حصہ ملے گا اور عورت کی دیت بھی مرد کی نصف دیت ہے جبکہ زینوں کی دیت میں ایک تہائی تک وہ مرد کے برابر ہے لیکن جب اس کی مقدار ایک تہائی سے بڑھ جائے تو پھر مرد کا پلہ بھاری ہو جائے گا اور عورت کا پلہ ہلکا۔ عورت اگر مرد کے ساتھ نماز پڑھے گی تو اس کے پیچھے کھڑی رہے گی اور اس کے پہلو میں (بھی) نہیں کھڑی رہے گی۔

جب عورت کا انتقال ہو تو اس پر نماز پڑھنے والا اس کے سینہ کے پاس کھڑا ہوگا جبکہ مرد پر نماز پڑھتے وقت اس کے سر کے پاس کھڑا ہوگا، عورت کو قبر میں اتارتے وقت اس کا شوہر ایسی جگہ کھڑا ہوگا کہ اس کی ران کو وہی اٹھائے۔

عورت کے لئے اس کے شوہر کی رضامندی سے بڑھ کر کوئی شفاعت کرنے والا نہیں۔ جس وقت حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا انتقال ہوا تھا تو امیرالمؤمنین نے ان کے پاس کھڑے رہ کر فرمایا تھا: ”اے میرے اللہ، میں تیرے نبی کی بیٹی سے راضی ہوں، اے میرے اللہ! نہیں وحشت میں ڈال دیا گیا ہے تو شو انہیں اُنس عطا کر۔ اے میرے اللہ، انہیں (تیرے پاس) چھوڑ دیا گیا ہے تو تو ان سے بیوسترہ رو۔ اے میرے اللہ، ان پر ظلم کیا گیا ہے تو تو اس کا فیصلہ کر کہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے!“

﴿۳۲﴾ اللہ عزوجل نے عقل کو پچھتر لشکر عطا کیے اور جہل کو (بھی) پچھتر لشکر عطا کیے: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبد اللہ اور عبد اللہ ابن جعفر میری نے ہم سے روایت بیان کی، دونوں نے کہا: احمد ابن محمد ابن خالد برقی نے علی ابن حدید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سماع ابن مہران سے نقل کیا کہ میں امام جعفر صادق کی خدمت میں موجود تھا اور وہاں ان کے چاہنے والے پچھ لوگ (بھی) جمع تھے کہ عقل اور جہل کا ذکر چھڑا تو امام جعفر صادق نے فرمایا: عقل کو پچھانو اور اس کے لشکر کو بھی تاکہ تم ہدایت یافتہ ٹھہرو!

سماع کہتا ہے: میں نے کہا کہ میں آپ پر قربان، ہم تو اتنا ہی بیچانتے ہیں کہ جتنی آپ نے بیچان کروائی تو امام صادق نے فرمایا: اللہ جل شانہ نے عقل کو خلق کیا جبکہ عرش کی دہنی سمت سے اس کے نور سے روحانین میں سے یہ اللہ کی پہلی مخلوق ہے۔ پھر اللہ نے اس سے کہا: آگے کی طرف آؤ تو وہ آگے بڑھی، اس کے بعد اس سے کہا بیچھو کو جاؤ تو وہ پیچھے چلی گئی۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: میں نے تمہاری خلقت کو عظیم قرار دیا ہے اور تمہیں اپنی تمام مخلوقات پر سب سے زیادہ مکرم کیا ہے۔

امام نے فرمایا: اس کے بعد اللہ نے ایک تلخ و تارک سمندر سے جہل کو خلق کیا اور اس سے کہا: بیچھو کو جاؤ تو وہ پیچھے کوچلا گیا، پھر اس سے کہا کہ آگے بڑھو تو وہ آگے کو نہ آیا لہذا اللہ نے اس سے کہا: تو نے تکبر کیا ہے اور اللہ نے اس پر لعنت کی۔

اس کے بعد اللہ نے عقل کے لئے پچھتر لشکر بنائے۔ جب جہل نے دیکھا کہ عقل کو اس قدر اکرام حاصل ہے (ایک نسخہ میں ہے اللہ نے اکرام بخشا ہے) اور اتنا کچھ عطا کیا ہے تو اس نے اپنے دل میں اس کے لئے عداوت رکھی اور جہل کہنے لگا: اے میرے پروردگار، یہ بھی تو میری طرح کی ایک مخلوق ہے کہ جسے تو نے مکرم کیا اور تقویت دی جبکہ میں اس کی ضد ہوں لیکن میرے پاس کوئی قوت نہیں، لہذا مجھے بھی اتنے لشکر عطا فرما جو تو نے عقل کو دیئے ہیں۔ اللہ نے اس سے کہا: اگر اس کے بعد بھی تو نے میری نافرمانی کی تو میں تجھے اور تیرے لشکر کو اپنی رحمت سے نکال باہر کروں گا۔ اس نے کہا: مجھے منظور ہے تو اللہ نے اسے بھی پچھتر لشکر عطا کیے۔ پس اللہ نے عقل کو جو پچھتر لشکر دیئے وہ یہ ہیں:

خیر جو عقل کا وزیر ہے اور شر اس کی ضد ہے جو جہل کا وزیر ہے، ایمان اور اس کی ضد کفر ہے، تصدق اور اس کی ضد انکار ہے، امید اور اس کی ضد مایوسی ہے، عدل اور اس کی ضد زیادتی ہے، خوشنودی اور اس کی ضد ناراضگی ہے، شکر اور اس کی ضد کفران ہے، الاحسان اور اس کی ضد مایوسی ہے، توکل اور اس کی ضد حرص ہے، مہربانی اور اس کی ضد فریب کاری ہے، رحمت اور اس کی ضد غضب ہے، علم اور اس کی ضد جہالت ہے، فہم اور اس کی ضد حماقت ہے، پاکدہشی اور اس کی ضد آبروریزی ہے، پرہیز اور اس کی ضد رغبت ہے، نرمی اور اس کی ضد سختی ہے، خوف اور اس کی ضد جرأت مند ہے، تواضع اور اس کی ضد تکبر ہے، سکون اور اس کی ضد جلد بازی ہے، بردباری اور اس کی ضد کم عقلی ہے، خاموشی اور اس کی ضد یاوہ گوئی ہے، تسلیم خرم کرنا اور اس کی ضد گھمنڈ کرنا ہے، تسلیم اور اس کی ضد سرکشی ہے، درگزر اور اس کی ضد کینہ پروری ہے، نرمی اور اس کی ضد سخت دلی ہے،

یقین اور اس کی ضد شک ہے، صبر اور اس کی ضد جزع فزع ہے، معافی اور اس کی ضد انتقام ہے، ثروت و ثندی اور اس کی ضد تنگدستی ہے، نور و فکر اور اس کی ضد جھول ہے، حفظ اور اس کی ضد فراموشی ہے، مہر و محبت اور اس کی ضد اقلتی ہے، قناعت اور اس کی ضد طمع ہے، مہاسات اور اس کی ضد محروم کرنا ہے، موذت اور اس کی ضد عداوت ہے، وفاداری اور اس کی ضد غداری ہے، اطاعت اور اس کی ضد نافرمانی ہے، خشوع و خضوع اور اس کی ضد گردان کشی ہے، سلامتی اور اس کی ضد بلا ہے، محبت اور اس کی ضد نفرت ہے، سچ اور اس کی ضد جھوٹ ہے، حقیق اور اس کی ضد باطل ہے، امانت اور اس کی ضد خیانت ہے، اخلاص اور اس کی ضد ملامت ہے، دلیری اور اس کی ضد کابلی ہے، زیری اور اس کی ضد کندہنی ہے، معرفت اور اس کی ضد انکار ہے، پردہ داری اور اس کی ضد پردہ ذری ہے، پردہ پوشی اور اس کی ضد مکاری ہے، رازداری اور اس کی ضد افشائے راز ہے، نماز اور اس کی ضد بے نمازی ہے، روزہ اور اس کی ضد افطار ہے، جہاد اور اس کی ضد سستی ہے، حج اور اس کی ضد عمدہ گھنی ہے، راست گوئی اور اس کی ضد سخن چینی ہے، والدین کے ساتھ نیکی اور اس کی ضد والدین کی نافرمانی ہے، حقیقت اور اس کی ضد ریا کاری ہے، نیکی اور اس کی ضد بُرائی ہے، ستر پوشی اور اس کی ضد سنگھار ہے، تقیہ اور اس کی ضد مشہور کردینا ہے، انصاف اور اس کی ضد طرفداری ہے، (ایک نسخہ میں آزمائش ہے) حرفت اور اس کی ضد زیادتی ہے، پاکیزگی اور اس کی ضد پلیدی ہے، شرم و حیا اور اس کی ضد بے حیائی ہے، میانروی اور اس کی ضد تجاوز (ایک نسخہ میں عدول) ہے، راحت اور اس کی ضد رنج ہے، آسانی اور اس کی ضد دشواری ہے، برکت اور اس کی ضد کمی و کاستی ہے، خوش بختی اور اس کی ضد بد بختی ہے، توبہ اور اس کی ضد اصرار ہے، مغفرت طلب کرنا اور اس کی ضد غرور ہے، مداومت اور اس کی ضد اجل انگاری ہے، دُعا اور اس کی ضد روگردانی ہے، چستی اور اس کی ضد سُستی ہے، آسودگی اور اس کی ضد غم و اندوہ ہے، الفت اور اس کی ضد جدائی ہے، سخاوت اور اس کی ضد کجوسی ہے۔

پس عقل کے ان لشکروں کی یہ تمام خوبیاں سوائے نبی یا وحی یا اس مومن کے علاوہ کسی میں یکجا نہیں ہوتیں جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لئے آزمایا ہے۔ جہاں تک ہمارے دیگر چاہنے والوں کا تعلق ہے تو ان میں ان لشکروں کی بعض خصوصیات پائی جاتی ہیں اور بتدریج وہ کامل ہو جاتا ہے اور پھر وہ جہل کے لشکر سے دُور ہو جاتا ہے کہ تب جا کر وہ انبیاء اور اوصیاء کے بلند ترین درجہ تک جا پہنچتا ہے۔

یہ کامیابی صرف عقل اور اس کے لشکروں کی معرفت اور جہل اور اس کے لشکروں سے دُوری اختیار کرنے کے ذریعہ حاصل کی جاسکتی ہے۔ اللہ ہمیں اور تم لوگوں کو اپنی اطاعت اور خوشنودی کی توفیق مرحمت کرے۔

﴿۳۳﴾ امیرالمومنینؑ کی شان میں اسی آیتیں نازل ہوئیں کہ جن میں آپؑ کا کوئی شریک نہیں: محمد ابن ابراہیم ابن اہلق طالقانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالعزیز ابن یحییٰ جلودی نے بصرہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ابان نے یحییٰ ابن سلمہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے زید ابن حارث سے، اس نے عبدالرحمن ابن ابولہب سے نقل کیا کہ قرآن کی خلاصہ اسی آیتیں حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئیں کہ اس امت میں سے کوئی بھی ان میں آپؑ کا شریک نہیں ہے۔

﴿۳۴﴾ نبیؐ نے شراب پینے پر اسی تازیانے لگائے: ابو یوسف رافع ابن عبداللہ ابن عبد الملک نے مروارود میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: یوسف ابن موسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو زکریا یحییٰ ابن عثمان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: ابولہب (ایک نسخہ میں لہب) نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: خالد ابن یزید ثمالی نے سعد ابن ابوبلال لیبی کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے منب ابن وہب ثمالی سے، اس نے محمد ابن حنفیہ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت علیؑ ابن ابی طالب

سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے شراب پینے پر آجی تازیانے لگائے۔

﴿۳۵﴾ دن بھر کی نمازوں میں پہچانوںے تکبیریں ہوتی ہیں: محمد بن حسن ابن احمد ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد بن یحییٰ عطار نے محمد بن احمد بن یحییٰ ابن عمران اشعری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے موسیٰ ابن عمر سے، اس نے عبداللہ ابن مغیرہ سے، اس نے صباح مزنی سے، اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا کہ امیر المؤمنینؑ نے فرمایا: دن اور رات کی نمازوں میں پہچانوںے تکبیریں ہوتی ہیں کہ قنوت کی تکبیر بھی ان میں ہی شامل ہے۔

﴿۳۶﴾ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ننانوںے نام ہیں: احمد بن حسن قنّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد بن یحییٰ ابن زکریا قنّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد بن یحییٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابوالحسن عبدی (ایک نسخہ میں عبدی ہے) سے، اس نے سلیمان ابن مہران سے، اس نے امام جعفر صادق سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقر سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسین سے (ایک نسخہ میں ہے انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب سے) نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اللہ عزوجل کے ننانوںے نام ہیں یعنی سو میں ایک کم کہ جس شخص نے انہیں شمار کیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ وہ (اسمائے حسنیٰ) یہ ہیں:

اللہ، واحد، احد، صمد، اول، آخر، سمیع، بصیر، قدیر، قاہر، علی، اعلیٰ، باقی، بدیع، باری، اکرم، ظاہر، باطن، حی، حکیم، علیم، حلیم، حفیظ، حق، حبیب، حمید، حمی، رب، رحمن، رحیم، (ایک نسخہ میں "ذاری" ہے) رزاق، رقیب، رؤف، خالق، سلام، مؤمن، مہمکن، عزیز، جبار، متکبر، سید، مستوح، شہید، صادق، صالح، طاہر، عدل، عفو، غفور، غنی، غیاث، فاطر، فرد، فتاح، فائق، قدیم، ملک، قدوس، قوی، قریب، قیوم، قابض، باسط، قاضی الحاجات، حافظ، مجید، مولیٰ، منان، محیط، مبین، مقیت، مصور، کریم، کبیر، کافی، کاشف الضّر، تر، نور، وہاب، ناصر، واسع، ودود، ہادی، وئی، وکیل، وارث، بر، باعث، تواب، جلیل، جواد، نجیب، خالق، خیر، الناصرین، دیان، شکور، عظیم، لطیف، شانی۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: نیز میں نے ان اسمائے حسنیٰ کی تشریح کتاب توحید میں کر دی ہے اور اس روایت کو بھی مختلف آسانوں اور الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

﴿۳۷﴾ سو (مرتبہ) لا إله إلا الله اور سو مرتبہ مغفرت طلب کرنے کا اجر: میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن ابوعبداللہ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے ہشام ابن سالم اور ابویوبؒ (دونوں) سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص سو مرتبہ لا إله إلا الله کہے تو یہ اس دن کا سب سے افضل عمل ہوگا مگر یہ کہ کوئی اس سے زیادہ (مرتبہ) کہے۔

میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسین ابن سیف سے، اس نے سلام ابن غانم سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جو شخص بستر پر لیٹے وقت سو مرتبہ لا إله إلا الله کہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے۔

﴿تیسواں باب﴾

[اس باب میں ایک سو ایک سے لے کر دس لاکھ عدد کے متعلق روایتیں ہیں]

﴿۱﴾ یہودیوں کے سوالات: علی ابن احمد ابن موسیٰ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قنّان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: بکر ابن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبدالرحیم ابن علی ابن سعید حنبلی (ایک نسخہ میں ہے جبلی) صدیقانی اور عبداللہ ابن صلت نے ہم سے روایت بیان کی اور الفاظ ابن صلت کے ہیں، دونوں نے کہا: حسن ابن محمد ابن نصر خزازی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عمر ابن طلحہ ابن سیاط ابن نصر نے مجھ سے روایت بیان کی، اس نے مکرّمہ سے، اس نے عبداللہ ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ دو یہودی بھائی جو یہودیوں کے سردار تھے مدینہ میں آئے تو ان دونوں نے کہا: اے قوم، ہمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تمہارے میں ایک نبی ظاہر ہوا ہے کہ اس نے یہودیوں کے خوابوں کو مٹی میں ملادیا، ان کے دین میں مینجیں نکالتا ہے اور اب تو ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مبادا ہمارے آباؤ اجداد جس دین پر قائم تھے وہ زائل ہو جائے تو تم میں سے یہ نبی کون ہے؟ اس لئے کہ اگر حضرت داؤد نے اس کی بشارت دی ہوتی تو ہم اس پر (بھی) ایمان لے آتے اور اس کے پیروکار ہو جاتے لیکن اگر وہ صرف سخن دان ہے اور شعر کہتا ہے اور اپنی زبان کے ذریعہ لوگوں پر غلبہ پالیتا ہے تو ہم اپنی مال و جان سے اس کے ساتھ جنگ کریں گے تو تم میں وہ نبی کون ہے؟

مہاجرین و انصار کہنے لگے: ہمارے نبی اب اس دنیا میں نہیں رہے!

ان دونوں (یہودی بھائیوں) نے کہا: تو تم میں سے ان کا وصی کون ہے؟ اس لئے کہ اللہ عزوجل نے آج تک کسی قوم کی طرف کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ اس کا ایک وصی ہوتا ہے جو اس کے بعد اس کے فرانس بجالاتا ہے اور اس کی طرف سے اپنے پروردگار کے احکام بیان کرتا ہے!

مہاجرین و انصار نے حضرت ابوبکرؓ کی جانب اشارہ کیا تو ان دونوں نے پوچھا: کیا یہ ان کا وصی ہے؟ اس کے بعد ان دونوں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: ہم آپ کے سامنے کچھ ایسے مسائل پیش کرتے ہیں جو اوصیاء کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں نیز ہم آپ سے کچھ ایسے سوالات کریں گے جو اوصیاء سے پوچھے جاتے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے ان دونوں سے کہا: تم لوگ جن مسائل کو چاہو پیش کرو کہ میں ان شاء اللہ تم دونوں کو ان کے جوابات پیش کروں گا۔ دونوں میں سے ایک نے کہا: میں اور تم خدا کے نزدیک کیا ہیں؟ وہ کونسا جاندار ہے جو کسی اور جاندار میں تھا مگر ان دونوں میں کوئی خوبی رشتہ ہے اور نہ ہی کوئی رشتہ داری؟ وہ کون سی قبر ہے جس نے اپنے صاحب کو سیر کروائی؟ سورج کہاں سے طلوع ہوتا ہے (ایک نسخہ میں ہے "اور کہاں سے غروب ہوتا ہے؟") اور کہاں غروب ہوتا ہے؟ وہ کون سا مقام ہے جہاں (ایک مرتبہ) سورج طلوع ہوا لیکن اس کے بعد وہاں کبھی طلوع نہیں ہوا؟ جنت کہاں واقع ہوگی؟ جہنم کہاں واقع ہوگی؟ تمہارا پروردگار بار اٹھاتا ہے یا اس کا بار اٹھایا جاتا ہے؟ تمہارے پروردگار کا رخ کس طرف ہے؟ اور حاضر چیزیں کون سی ہیں؟ دو غائب چیزیں کون سی ہیں؟ وہ کون سی دو چیزیں ہیں جو ایک دوسرے سے نفرت کرتی ہیں؟ ایک کیا ہے؟ دو کیا ہے؟ تین کیا ہے؟ چار کیا ہے؟ پانچ کیا ہے؟ چھ کیا ہے؟ سات کیا ہے؟ آٹھ کیا ہے؟ نو کیا ہے؟ دس کیا ہے؟ گیارہ کیا ہے؟ بارہ کیا ہے؟ تیس کیا

ہے؟ تم میں کیا ہے؟ چالیس کیا ہے؟ پچاس کیا ہے؟ ساٹھ کیا ہے؟ ستر کیا ہے؟ آسی کیا ہے؟ نوے کیا ہے؟ اور سو کیا ہے؟ پس حضرت ابوبکرؓ سشدر رہ گئے اور ہم ڈر گئے کہ مبادا لوگ اسلام سے مرتد ہو جائیں! لہذا میں حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ کے مکان پر آیا اور کہا: اے علیؓ، یہودی سردار مدینہ میں آئے ہوئے ہیں اور انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کے سامنے کچھ ایسے مسائل پیش کیے ہیں جن کے وہ جواب نہیں دے پارہے تو حضرت علیؓ ہم فرمانے لگے اور اس کے بعد فرمایا: آج وہی دن ہے کہ جس کے متعلق رسول خداؐ نے مجھے وعید سنا دی تھی! بہر حال حضرت علیؓ میرے آگے آگے چلنے لگے اور ان کے چلنے کا انداز ہو بہو رسول خداؐ کے چلنے کا انداز تھا یہاں تک کہ آپ اس مقام پر جا کر بیٹھ گئے جہاں رسول خداؐ بیٹھا کرتے تھے۔ پھر آپ ان دونوں یہودیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے یہودیوں، تم دونوں میرے قریب آ جاؤ اور میرے سامنے وہ باتیں پیش کرو جو اس شیخ کے سامنے پیش کی ہیں!

ان دونوں یہودیوں نے کہا: آپ کون ہیں؟

آپ نے فرمایا: میں علیؓ ابن ابی طالبؓ ابن عبدالمطلبؓ یعنی رسول خداؐ کا بیٹا ہوں، فاطمہ سلام اللہ علیہا کا شوہر ہوں، حسن و حسین کا باپ ہوں، تمام حالات میں آنجنابؐ کا وصی ہوں، ہر منقبت کا مالک ہوں اور نبیؐ کی عزت اور مقام ہر ازاداری میں ان کا شریک! ان دونوں میں سے ایک یہودی کہنے لگا: میں اور آپ اللہ کے نزدیک کیا (حیثیت رکھتے) ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب سے تم نے مجھے پہچانا ہے میں ایک مومن ہوں اور جب سے میں نے تم کو جانا ہے تم ایک کافر ہو اور اس کے بعد اللہ تمہارے ساتھ کیا کرے گا اے یہودی اس کا مجھے علم نہیں!

اس یہودی نے کہا: وہ کون سا جاندار ہے جو کسی دوسرے جاندار کے اندر ہے لیکن ان کے درمیان کوئی خون رشتہ ہے اور نہ ہی کوئی رشتہ

داری؟

آپ نے فرمایا: یہ حضرت یونسؑ ہیں جو مچھلی کے پیٹ میں تھے!

اس نے آپ سے کہا: وہ کون سی قبر ہے جس نے اپنے صاحب کو سیر کروائی؟

آپ نے فرمایا: حضرت یونسؑ کہ اس مچھلی نے انہیں سات سمندروں کی سیر کروائی!

اس نے آپ سے کہا: سورج کہاں سے طلوع ہوتا ہے؟

آپ نے اس سے کہا: شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے!

اس نے کہا: تو پھر غروب کہاں ہوتا ہے؟

آپ نے فرمایا: گرم چشمہ میں۔ میرے حبیب رسول خداؐ نے فرمایا ”سورج چڑھنے یا ڈھلنے کے موقع پر جب تک وہ ایک یا دو نیزہ پر نہ

ہو تم نماز نہ پڑھنا“۔

(شرح: غضب (غصہ) اور شہوت کی تو تین شیطان کے دو سینگ ہیں اور یہ دونوں تو تیں ہر انسان کے مزاج میں شیطانی وسوسوں سے پیدا ہونے کا وسیلہ ہیں۔ انسان عقل و شرح کے احکامات میں جتنی بھی مخالفتیں کرتا رہے وہ انہی دو قوتوں کی وجہ سے کرتا ہے بلکہ دنیا میں جتنی بھی زیادتیاں اور بے اعتدالیاں وجود میں آتی ہیں اگرچہ ان میں سے بعض گناہ بھی ہوں تب بھی انہی دو قوتوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور غصہ طبعاً اپنے اثر میں سرد اور جھانے

والی چیز ہے۔ اور ان دونوں کا اظہار انسانی اخلاق اور تمام جانداروں کے رویے کی نظر سے شہوت و غصہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جب ساری دنیا کے نظریے سے اس کو لیتے ہیں تو وہ انہی کو گرمی و سردی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور جب ہم اس کا اطلاق مادہ پر کریں اور عام فضاء جو تمام سیاروں و ستاروں کی گردش کے بنیاد ہے اس لحاظ سے دیکھیں تو یہی قوت جاذبہ و دافعہ کہلاتی ہیں جو مشہور سائنس دان نیوٹن کی تھیوری کے مطابق تمام نظام ہائے شمسی کی حرکت و انتظام کی بنیاد ہے۔ قوت جذب یا جاذبہ سورج کی مرکزی گرمی سے پیدا ہوتی ہے اور قوت دافعہ سیاروں کی سردی کے اثر سے وجود میں آتی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ ان کو مضبوط بے نور چٹانوں کی صورت میں تبدیل کر چکی ہے۔

سورج ہر افق کے مطابق طلوع ہوتا ہے اور آفتاب ایک افق کی مناسبت سے حالت طلوع میں ہوتا ہے اور ہمیشہ اس کے بالمقابل افق پر حالت غروب میں ہوتا ہے اور یہ طلوع و غروب اپنے پیدا ہونے کی جگہ کے لحاظ سے ان دو قوتوں کے وسیلے سے جاذبہ عامہ اور دافعیہ عامہ پیدا کرتا ہے۔ اور مادی موجودات میں ان کا تاثیر گرمی و سردی کا پیہم وجود ہے جو مادی موجودات کی ترقی و نشوونما کی بنیاد ہے۔ اور جب یہی سردی و گرمی مزاج حیوانی میں ترکیب پاتی ہے تو چاروں خلطیں پیدا ہوتی ہیں جن کو خون، بلغم، بصر، اودا کا نام دیا جاتا ہے۔ اور بدن انسانی کے تمام اعضاء انہی چار مادوں سے تخلیق ہوئے ہیں اور خون سے جو احساسات انسان میں پیدا ہوتے ہیں وہ شہوت و غصہ کا باعث ہیں اور مادی موجودات کے آپس میں میل جول اور ارتباط سے یہ تاثرات پیدا ہوتے ہیں جب کے نتیجے میں گرمی و سردی سامنے آتی ہیں اور جب وہ منعکس ہوتے ہیں تو انسانی مزاج اور سارے حیوانات میں ان کا انعکاس ہی شہوت و غصہ کہلاتا ہے۔ اس طرح حدیث نے بڑی خوبی سے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ آفتاب کا مطلع شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان ہوتا ہے یہ تعبیر بڑی جامع اور گہری ہے کہ جس میں ان تمام مراحل کو زیر نظر رکھا گیا ہے اور چونکہ حدیث شریف کی توجیہ خصوصاً اخلاقی پہلو ہے لہذا اس کو شہوت و غصہ کے معنی میں لیا گیا ہے جو عالم مادی کے عام مراحل کا حامل ہے اور انسان کے وجود میں شہوت و غصہ کی ہی وجہ سے تمام فسادات رونما ہوتے ہیں اور شیطانی اثر کے نتیجے میں جو ہر ضلالت و گمراہی و فساد اور بے ہودگی کی بنیاد ہے۔ یہ سب کچھ ہوتا ہے لہذا ان کو شیطان کے دو سینگ کہا گیا ہے اور عین حامیہ کی بنیاد سے مراد گرم چشمہ ہے کہ جس کو مغرب آفتاب تشخیص کیا گیا ہے اور یہ افق کی نسبت سے وہی گرم ہوا کا طبقہ جو صحرا یا سمندر کی سطح پر ہوتا ہے غروب آفتاب کا وقت سمجھا گیا ہے۔

اور شعاعوں کے پھوٹنے کی وجہ سے سورج کہ نکلیا میں آنکھ پھیل جاتی ہے اور افقی بخارات کے چڑھاؤ کی وجہ سے تاریک دکھائی دیتا ہے کہ پھر آنکھ سورج کی شعاعوں سے چکا چونڈ بھی نہیں ہوتی کیونکہ پھر ہر طرف دن نکل جاتا ہے۔

اس نے آپ سے کہا: وہ کون سا مقام ہے جہاں (ایک مرتبہ) سورج طلوع ہوا لیکن اس کے بعد وہاں کبھی طلوع نہیں ہوا؟

آپ نے فرمایا: یہ وہ سمندر ہے جس میں اللہ نے قوم موسیٰؑ - بنی اسرائیل - کے لئے راستہ بنایا تھا!

اس نے کہا: تمہارا پروردگار بار اٹھاتا ہے یا اُس کا بار اٹھایا جاتا ہے؟

آپ نے فرمایا: میرا پروردگار اپنی قدرت سے ہر شے کو حمل کر لیتا ہے جبکہ کوئی شے اسے حمل نہیں کرتی!

اس نے کہا: تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے: **و یحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ**۔ اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اس

دن اٹھ اپنے اوپر لیے ہوئے ہوں گے (سورہ حاقہ - آیت ۱۷)؟

آپ نے فرمایا: اے یہودی، کیا تم یہ نہیں جانتے کہ ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں، ان کے درمیان اور پاتال میں ہے اللہ کی ملکیت

ہے۔ لہذا ہر چیز شری پر ہے، شری قدرت پر ہے اور قدرت ہر شے کا بار اٹھاتی ہے!؟

اس نے کہا: جنت کہاں واقع ہوگی؟ اور جہنم کہاں واقع ہوگی؟

آپ نے فرمایا: جنت آسمان میں ہے اور جہنم زمین میں۔

اس نے کہا: آپ کے پروردگار کا رخ کس طرف ہے؟

حضرت علی ابن ابی طالب نے فرمایا: اے ابن عباس، میرے پاس آگ اور لکڑیاں لے آؤ، لہذا میں آپ کے پاس آگ اور لکڑیاں

لے کر آیا اور اسے روشن کیا تو اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے یہودی، اس آگ کا رخ کس طرف ہے!؟

اس نے کہا: میں اس کے رخ کو شخص نہیں کر سکتا!

آپ نے فرمایا: بلاشبہ میرا پروردگار عزوجل اسی مثال پر قائم ہے اور اللہ کے لئے مشرق و مغرب ہے تو تم لوگ جس طرف رخ کرو گے

پس وہیں پر اللہ کا رخ ہے۔

اس نے آپ سے کہا: دو حاضر چیزیں کیا ہیں؟

آپ نے فرمایا: آسمان اور زمین جو ایک لحظہ کے لئے بھی غائب نہیں ہوتے۔

اس نے کہا: تو پھر دو غائب چیزیں کون سی ہیں؟

آپ نے فرمایا: موت اور زندگی کہ ان سے کوئی واقف نہیں ہوتا۔

اس نے کہا: وہ کون سی دو چیزیں ہیں جو ایک دوسرے سے نفرت کرتی ہیں؟

آپ نے فرمایا: رات اور دن۔

اس نے کہا: ایک کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ۔

اس نے کہا: دو کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: حضرات آدم و حوا۔

اس نے کہا: تین کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: قوم نصاریٰ نے اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھا ہے کہ وہ تثلیث کے قائل ہیں جبکہ بخدا، اللہ کی کوئی شریک حیات ہے اور نہ

نہی کوئی اولاد۔

اس نے کہا: چار کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: قرآن، زبور، توریت اور انجیل۔

اس نے کہا: پانچ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: چھ گناہ نمازیں جو فرض ہیں۔

اس نے کہا: چھ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اللہ نے آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی ہر چیز کو چھ دونوں میں خلق کیا۔

اس نے کہا: سات کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جہنم کے تہ بہ تہ سات دروازے۔

اس نے کہا: آٹھ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے۔

اس نے کہا: نو کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: نو گروہ جنہوں نے زمین میں فساد کیا اور (کوئی) اصلاح نہیں کی۔

اس نے کہا: دس کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: عشرہ کے دس دن۔

اس نے کہا: گیارہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: حضرت یوسف کا اپنے والد سے یہ کہنا: ”اے میرے باپ، بلاشبہ میں نے گیارہ ستاروں، سورج اور چاند کو دیکھا کہ وہ

مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔“

اس نے کہا: بارہ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: سال بھر کے مہینے۔

اس نے کہا: بیس کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: حضرت یوسف کا بیس درہم کے عوض فروخت کیا جانا۔

اس نے کہا: تیس کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: ماہ رمضان کے تیس دن کہ ان میں روزہ رکھنا فرض ہے اور ہر مومن پر واجب، سوائے اس پر جو مریض ہو یا سفر کی حالت

میں ہو۔

اس نے کہا: چالیس کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: میقات موسیٰؑ جو تیس دن کا تھا مگر اللہ نے اس میں دس دنوں کا اضافہ فرمایا تو ان کے پروردگار کا میقات چالیس راتوں کا

ہو گیا۔

اس نے کہا: پچاس کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: حضرت نوحؑ پچاس کم ہزار سال اپنی قوم میں ٹھہرے رہے۔

اس نے کہا: ساٹھ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل کا ظہار کے کفارہ کے متعلق یہ قول کہ جو شخص دو ماہ لگا تار روزے نہیں رکھ سکتا اسے چاہئے کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

اس نے کہا: ستر کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: حضرت موسیٰ نے اپنے پروردگار کے میقات کے لئے اپنی قوم میں سے ستر افراد کا انتخاب کیا۔

اس نے کہا: اسی کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جزیرہ میں واقع ایک دیہات ہے جسے ثمانون کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح وہیں سے کشتی میں سوار ہوئے تھے اور وہ جوہی پر جاٹھری تھی تو اللہ نے اس قوم کو غرق کر دیا تھا۔

اس نے کہا: نوے کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: وہ باردار کشتی جس میں حضرت نوح نے اپنے چوپایوں کے لئے نوے کمرے بنائے تھے۔

اس نے کہا: سو کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: حضرت داؤد کی عمر ساٹھ سال کی تھی اور حضرت آدم نے اپنی عمر کے چالیس سال ان کو بہہ کر دیئے۔ پس جب حضرت آدم کا وقت وفات قریب آیا تو انہوں نے انکار کر دیا لہذا ان کی ذریت نے انکار کیا۔

اس نے کہا: اے نوجوان، میرے لئے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خلیہ بیان کرو کہ گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں تاکہ اسی لمحہ میں ان پر ایمان لے آؤں۔

حضرت امیر المؤمنین گریہ کرنے لگے اور اس کے بعد فرمایا: اے یہودی، میرے غم تازہ ہو گئے: میرے حبیب رسول خدا کشتادہ جبیں تھے، ان کی جھوٹی ملی ہوئیں، آنکھیں سیاہ، رُخسار کم گوشت تھے۔

آپ کشیدہ بینی، باریک لب، گھنی ڈاڑھی، سفید دندان کے مالک تھے۔

آپ کی گردن چاندی کی چھاگل جیسی تھی، آپ کی گردن کے اُبھار سے ناف تک بال ہی بال تھے جیسے کوئی کانور کی شاخ ہو نیز ان کے علاوہ آپ کے جسم پر کہیں بال نہیں پائے جاتے تھے۔

آپ بہت لمبے تھے نہ ہی پستہ قد (درمیانہ قد کے تھے)۔

جب آپ لوگوں کے ساتھ چلتے تھے تو آپ کا نور انہیں ڈھانپ لیتا۔ آپ جب چلتے تھے تو ایسا لگتا تھا گویا آپ اپنا پاؤں کسی سخت پتھر سے اٹھا کر کسی ڈھلان سے اتر رہے ہیں، آپ کے ٹخنے مدور، قدم باریک اور آپ کی کمر پتی تھی۔

آپ کے عمامہ کا نام سحاب تھا، آپ کی تلوار ذوالفقار تھی، آپ کا خنجر دلدل تھا، آپ کا گدھ لایفو ر تھا، آپ کی اونٹنی عضباء تھی، آپ کا رابا ہوار لڑا تھا، آپ کی عصا مشوق تھی، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں پر سب سے زیادہ مہربان اور ان پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے انسان تھے، آپ کے دونوں کاندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور اس مہر پر دو سطور لکھی ہوئی تھیں: پہلی سطر میں لکھا تھا: لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ اور دوسری سطر میں لکھا تھا:

محمد رسول الله.

یہ تھا آپ کا حلیہ اے یہودی!

دونوں یہودی کہنے لگے: ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود بجز اللہ کے اور ہم یہ گواہی (بھی) دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی وصی ہیں۔

پھر ان دونوں نے اسلام قبول کر لیا اور خوش عقیدہ ہو گئے نیز انہوں نے حضرت امیر المؤمنین کی ملازمت اختیار کر لی گویا وہ ہر وقت آپ کے ہمراہ ہوتے یہاں تک کہ جنگ جمل واقع ہوئی تو وہ دونوں آپ کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ ہوئے اور ان میں سے ایک جنگ جمل میں مارا گیا جبکہ دوسرا زندہ رہا اور جنگ صفین کی لڑائی میں شریک ہوا اور صفین میں مارا گیا۔

میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد بن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد بن حسین ابن سعید نے اپنے والد کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے جعفر ابن یحییٰ سے، اس نے اپنے والد کے ذریعہ امام محمد باقر یا امام جعفر صادق سے مرفوع روایت نقل کی: خیبر کے یہودیوں میں سے دو اشخاص اپنے ہمراہ کھلی ہوئی توریت لے کر آئے تاکہ نبی سے ملاقات ہو جائے مگر انہیں معلوم ہوا کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں تو وہ دونوں حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور کہنے لگے: ہم اس ارادہ سے آئے تھے کہ نبی سے ملاقات کر کے ان سے کچھ مسائل دریافت کریں گے مگر ہمیں پتا لگا کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں رہے۔

حضرت ابوبکر کہنے لگے: تم دونوں کے مسائل کیا ہیں؟

ان دونوں نے کہا: ہمیں بتائیے کہ ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس، بیس، تیس، چالیس، پچاس، ساٹھ، ستر، اسی، نوے

اور سو کیا ہیں؟

حضرت ابوبکر نے کہا: ان میں سے مجھے کچھ معلوم نہیں، لہذا تم دونوں حضرت علی کے پاس جاؤ!

وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور از سر نو اپنی زوداد بیان کر دی جبکہ ان کے ہاتھ میں کھلی ہوئی توریت تھی۔

امیر المؤمنین نے ان دونوں سے کہا: اگر میں ان باتوں کی خبر دے دوں جو تمہارے علم میں ہے تو کیا تم دونوں اسلام قبول کر لو گے؟

کہنے لگے: جی ہاں!

آپ نے فرمایا: واحد (ایک) تو خدائے وحدہ لا شریک ہے۔

دو اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: دو معبود مت بناؤ کیونکہ وہ ایک ہی معبود ہے۔

تین، چار، پانچ، چھ، سات اور آٹھ اصحاب کہف کے بارے میں کتاب خدا میں اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: سیقولون ثلثة رابعہم

کلبہم و یقولون خمسۃ سادسہم کلبہم رجماً بالغیب و یقولون سبعة و ثامنہم کلبہم۔ عنقریب یہ لوگ (نجران کے نصاریٰ)

کہیں گے کہ وہ تین آدمی ہیں جو تھا ان کا کتاب ہے، اور کچھ لوگ کہیں گے کہ پانچ آدمی ہیں چھ ان کا کتاب ہے، (یہ سب) انکل بچو سے کام لیتے ہیں اور

کچھ لوگ کہیں گے کہ سات آدمی ہیں اور آٹھ ان کا کتاب ہے... (سورہ کہف - آیت ۲۲)

نو اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: تسعة رھط یفسدون فی الارض ولا یصلحون۔ اس ہستی میں نو آدمی ایسے تھے جو زمین میں فساد

کرتے تھے اور (کوئی) اصلاح نہیں کرتے تھے۔ (سورہ نمل - آیت ۲۸)

دس اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: تلک عشرۃ کاملۃ یہ مکمل دس ہیں۔ (سورہ بقرہ- آیت ۱۹۶)

بیس اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین اگر تم میں بیس افراد شکستہ بانی سے کام لینے والے ہوتے تو وہ دو سو افراد پر غالب آجاتے۔ (سورہ انفال- آیت ۶۶)

تیس اور چالیس اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: و وعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ و اتممناھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ۔ اور ہم نے موسیٰ سے تیس دنوں کا وعدہ کیا اور ہم نے اس میں دس روز بڑھا کر پورا کر دیا، غرض اس کے پروردگار کا وعدہ چالیس راتوں میں پورا ہو گیا۔ (سورہ اعراف- آیت ۱۴۲)

پچاس اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: فسی یوم کان مقداره خمسیں الف سنة۔ ایک دن میں کداس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔ (سورہ معارج- آیت ۴)

ساتھ اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: فمن لم یستطع فإطعام ستین مسکیناً۔ تو تم میں سے جس شخص کے لئے (دو ماہ لگا تار روزے رکھنا) ممکن نہ ہو وہ ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ (سورہ مجادلہ- آیت ۴)

ستر اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: واختار موسیٰ سبعین رجلاً لمیقاتنا۔ اور موسیٰ نے ہمارے میقات کے لئے ستر افراد کا انتخاب کیا۔ (سورہ اعراف- آیت ۱۵۵)

اسی اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: والذین یرمون المحصنات ثم لم یأتوا بأربعة شہداء فاجلدوہم ثمانین جلدۃ۔ اور وہ افراد جو پاکدامن عورتوں پر الزام دھرتے ہیں اور اس کے بعد دو چار گواہ (بھی) نہ لائے تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ! (سورہ نور- آیت ۴)

توے اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: هذا اخی ولسہ تسع و تسعون نعجۃ۔ یہ میرا بھائی ہے کداس کی نوے اور نو بھیریاں ہیں۔ (سورہ ص- آیت ۲۳)

سو اللہ عزوجل کا یہ قول ہے: والزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منهما مائة جلدۃ۔ زانی عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ! (سورہ نور- آیت ۲)

راوی کہتا ہے: اس کے بعد دونوں یہودیوں نے اسلام قبول کر لیا۔

﴿۲﴾ نبیؐ ایک سو بیس مرتبہ معراج پر تشریف لے گئے: محمد بن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن متیل دقاق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سلمہ ابن خطاب نے یونس ابن صباح مزنی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا: رسول خدا ایک سو بیس مرتبہ معراج پر تشریف لے گئے اور ہر مرتبہ اللہ عزوجل نے اپنے نبیؐ کو حضرت علیؑ اور ائمہؑ کی ولایت کی وصیت کی نیز فرماؤں سے زیادہ اس امر کی وصیت کی۔

﴿۳﴾ پھلوں کے ایک سو بیس رنگ: میرے والد زاد محمد ابن حسن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبد اللہ اور عبد اللہ ابن جعفر حمیری دونوں نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن ابی عمیر سے، اس نے ایک اور سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جس وقت حضرت آدمؑ جنت سے زمین پر اترے تو ان کے ہمراہ ایک سو بیس شاخیں تھیں کہ ان میں سے چالیس

شاخوں (میں ایسے پھل لگتے ہیں جن) کے اندرونی اور بیرونی (دونوں حصوں) کو دکھایا جاتا ہے جبکہ چالیس شاخوں (میں ایسے پھل لگتے ہیں جن) کے اندرونی (حصہ) کو دکھایا جاتا ہے اور بیرونی (حصہ یعنی پھیلنے) کو پھینک دیا جاتا ہے اور ان میں سے چالیس ایسی ہیں جن کے بیرونی (حصہ) کو دکھایا جاتا ہے اور اندرونی (حصہ) پھینک دیا جاتا ہے اور (اپنے ساتھ) ایک بورا لائے تھے کہ اس میں ہر چیز کا بیج تھا۔

﴿۴﴾ ایک سو بیس قسم کے جنتی افراد: ابو احمد محمد ابن جعفر بندار شافعی نے فرغانہ میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو العباس جمادی نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: صالح ابن محمد بغدادی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبید اللہ ابن عمر قوری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مؤمل ابن اسماعیل نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سفیان ثوری نے علقمہ ابن مرثد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے سلیمان ابن یزید سے، اس نے اپنے والد سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: جنتی لوگوں کی ایک سو بیس اقسام ہیں اور اس اُمت میں ان کی اتنی اقسام پائی جاتی ہیں۔

﴿۵﴾ جو شخص قرآن حفظ کرے بیت المال سے اسے ہر سال دو سو دینار دینے جائیں گے: ابو الحسن احمد ابن محمد ابن حسین بزاز نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو حامد احمد ابن محمد ابن حمویہ نے مجھے خبر سنائی، کہا: ابو جعفر محمد ابن احمد ابن سعید رازی نے ہمیں خبر سنائی، کہا: عباس ابن حمزہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن ابراہیم دورقی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ربیع ابن بدر نے ابوشیبہ نخعی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: حضرت علی ابن ابی طالب نے فرمایا: جو شخص بخوشی اسلام قبول کر لے اور قرآن کو حفظ کر کے پڑھے تو اس کو ہر سال بیت المال میں سے دو سو دینار دیئے جائیں گے کہ اگر دنیا میں اسے محروم رکھا گیا تو قیامت کے دن پورے لے گا جبکہ اس وقت اس کو ان کی زیادہ ضرورت ہوگی۔

﴿۶﴾ سال بھر میں تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبد اللہ نے احمد ابن حسین ابن علی ابن یقظین کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے بکر ابن علی ابن عبد العزیز سے، اس نے اپنے والد سے نقل کیا: میں نے امام جعفر صادق سے سال کے متعلق سوال کیا کہ (ایک سال میں) کتنے دن ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں کہ ان میں سے چھ دن وہ ہیں جن میں اللہ عزوجل نے دنیا کو خلق کیا لہذا وہ اصل سال سے منہا ہو گئے اور اس طرح سال تین سو چھ دن کا ہو گیا۔ (شرح: بارہویں باب میں حدیث نمبر ۱۴ کے تحت اس کی شرح بیان کی جا چکی ہے وہاں سے رجوع کریں)۔

﴿۷﴾ مستحب ہے کہ جو شخص مگھہ جائے وہ سال بھر کے دنوں کی تعداد کے مطابق -- تین سو ساٹھ -- طواف کرے اور اگر ایسا نہ کر سکتا ہو تو تین سو ساٹھ چکر لگائے: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن حسن ابن ابان نے حسین ابن سعید کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے فضالہ ابن ایوب سے، اس نے معاویہ ابن عمار سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: مستحب ہے کہ سال بھر کے دنوں کی تعداد میں (یعنی) تین سو ساٹھ طواف کیے جائیں اور اگر اس پر قادر نہ ہو تو تین سو ساٹھ چکر لگائے جائیں اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہو تو جس قدر طواف کر سکتا ہو کرے!

﴿۸﴾ وہ خوبیاں جو شوائع دین ہیں: احمد ابن محمد ابن میثم ثعلبی، احمد ابن حسن قطان، محمد ابن احمد سنائی، حسین ابن ابراہیم ابن احمد ابن بشام مکتب، عبد اللہ ابن محمد صالح اور علی ابن عبد اللہ وراق رضی اللہ عنہم نے ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے کہا: ابو العباس احمد ابن

یحییٰ ابن زکریا قطن نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: مبرا بن عبداللہ ابن حبیب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: تمیم ابن بہلول نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابو معاویہ نے انعمش کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا: یہ شرائع دین ہیں اس شخص کے لئے جو یہ چاہتا ہے کہ ان سے متمسک رہے اور خدا سے ہدایت دے:

کامل وضو: جس طرح کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب ناطق میں اس کا حکم دیا ہے کہ چہرہ اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا جائے، سر اور دونوں پاؤں کاٹھنوں تک ایک ایک مرتبہ مسح کیا جائے جبکہ دو مرتبہ بھی جائز ہے۔

وضو صرف پیشاب کرنے، ریح خارج ہونے، سو جانے، پاخانہ کرنے اور جنابت کی وجہ سے باطل ہوتا ہے۔ نیز جو شخص موزے پر مسح کرے تو اس نے اللہ، اس کے رسول اور اس کی کتاب کی مخالفت کی اور اس طرح اس کا وضو بھی مکمل نہیں ہوا لہذا اس کی نماز بھی ادا نہیں ہوگی۔

غسل: غسل جنابت، غسل حیض، غسل میت، میت کے ٹھنڈا پڑ جانے کے بعد اس کو چھونے والے کا غسل، میت کو غسل دینے والے کا غسل، جمعہ کا غسل، عید فطر اور عید الاضحیٰ کے غسل، مکہ میں داخل ہونے کا غسل، مدینہ میں داخل ہونے کا غسل، غسل زیارت، احرام کا غسل، عرفہ کے دن کا غسل، رمضان کی سترہویں شب کا غسل، رمضان کی انیسویں شب کا غسل، رمضان کی اکیسویں شب کا غسل اور رمضان کی تیسویں شب کا غسل۔

واجب غسل: غسل جنابت ہے جبکہ غسل جنابت اور غسل حیض ایک ہیں۔

واجب نمازیں: نماز ظہر کہ اس کی چار رکعتیں ہیں، نماز عصر کہ اس کی چار رکعتیں ہیں، مغرب کی تین رکعتیں ہیں، عشاء کی نماز (بھی) چار رکعتی ہے اور فجر میں دو رکعتیں ہیں پس فی الجملہ واجب نمازوں کی رکعتوں کی تعداد سترہ ہے۔

مستحب نمازیں: ان کی چونتیس رکعتیں ہیں: چار رکعت عרב کے بعد کہ سفر ہو یا حضر اس کی قصر نہیں، عشاء کے بعد دو رکعت نماز بیٹھ کر ادا کی جاتی ہے جو ایک رکعت شمار ہوتی ہے، آٹھ رکعت سحر کے وقت اور یہی نماز شب ہے، شفع دو رکعت، وتر ایک رکعت اور وتر کے بعد دو رکعت فجر کی، آٹھ رکعت ظہر سے پہلے اور آٹھ رکعت عصر سے پہلے۔ نیز مستحب ہے کہ نماز اول وقت میں ادا کی جائے اور اسی طرح نماز جماعت کو فرادی نماز پر چوبیس گنا فضیلت حاصل ہے۔

کسی فاجر کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جاسکتی بلکہ صرف اہل ولایت ہی کی اقتدا کی جائے گی، مردار کی کھال میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے خواہ ستر بار اس کی دعا ہو چکی ہو اور نہ ہی درندوں کی کھال میں نماز پڑھنی چاہئے۔ زمین یا اس سے اگنے والی شے کے علاوہ کسی دوسری شے پر سجدہ جائز نہیں ہے بشرطیکہ وہ (اگنے والی شے) کھائی نہ جاتی ہو، کپاس اور کتان نہ ہو۔

نماز کی ابتدا میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ تعالیٰ عرشک اور نہ ہی یہ کہا جائے گا کہ تعالیٰ جدک اسی طرح پہلے تشہد میں السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین نہیں کہا جائے گا، اس لئے کہ سلام کے ذریعہ انسان نماز کی حالت سے خارج ہو جاتا ہے اور جب تم ایسا کہو گے تو (گویا) تم نے سلام کہہ دیا۔

آٹھ فرسخ پر نماز قصر ہو جاتی ہے اور یہ دو منزل (کا فاصلہ) ہے۔ نیز جب تم نماز قصر کرو گے تو تم روزہ بھی افطار کر لو گے جبکہ اگر کوئی شخص

سفر میں نماز قصر نہ پڑھے تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی اس لئے کہ اس نے اللہ عزوجل کے فرض کردہ میں اضافہ کر دیا۔

ہر نماز میں قنوت پڑھنا مستحب ہے البتہ ضروری ہے کہ اسے دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے اور قرأت کے بعد پڑھا جائے۔

نماز میت: پانچ تکبیروں پر مشتمل ہے کہ جو ان میں کمی کرے اس نے سنت کی مخالفت کر دی۔

مرد کی میت کو پاؤں کی جانب سے آرام سے قبر میں اتارا جائے گا جبکہ عورت کی میت کو لحد کی سمت سے عرضاً اتارا جائے گا۔ نیز قبروں کو

ہموار کیا جائے گا اور اسے ناہموار نہیں رکھنا چاہئے۔

نماز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے اور نماز کے واجبات سات ہیں: وقت، طہارت، توجہ، قبلہ، رکوع، سجود اور

دُعا۔

زکوٰۃ: ایک واجب فریضہ ہے کہ ہر دو سو درہم میں سے پانچ درہم ادا کیے جائیں گے اور اس سے کم چاندی پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اسی

طرح جب تک کوئی مال سال بھر اپنی ملکیت میں نہ رہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

زکوٰۃ صرف اہل ولایت کو ادا کی جائے گی جو امام برحق کو اطاعت کا حقدار جانتا ہو۔

جب سونا میں مثقال کی مقدار تک پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے یعنی نصف دینار۔ اسی طرح اگر گندم، جو، کھجور اور کشمش کی

مقدار پانچ وسق تک چاہئے تو اس کا دسواں حصہ بطور زکوٰۃ ادا کیا جائے گا بشرطیکہ ان کی آبیاری جاری پانی سے کی گئی ہو، لیکن اگر اس کی آبیاری کنویں

کے پانی سے کی گئی ہو تو اس کا بیسواں حصہ بطور زکوٰۃ ادا کیا جائے گا۔

ایک وسق ساٹھ صاع کے برابر ہوتا ہے جبکہ ایک صاع چار منہ کے برابر ہوتا ہے۔ (صاع = 2.830646 کلوگرام)۔

اگر بھیڑ بکریوں کی تعداد چالیس تک پہنچ جائے تو ان پر (بھی) زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ اگر ان کی تعداد میں اضافہ ہو جائے تو ایک سو

بیس تک ایک گوسفند واجب ہے اور اگر ایک سو بیس سے زیادہ ہوں تو دو سو تک ان کی زکوٰۃ دو گوسفند ہوگی؛ اگر اس سے بھی زیادہ ہو جائیں تو تین سو

تک ان کی زکوٰۃ تین گوسفند ہوگی اور اس کے بعد ہر سو میں ایک گوسفند واجب ہے۔

اگر گائے کی تعداد تیس تک پہنچ جائے تو ایک سالہ بچھڑا زکوٰۃ کے طور پر ادا کیا جائے گا اور چالیس کی تعداد تک ایک سالہ بچھڑا ہی دیا جائے گا

البتہ اس کے بعد ساٹھ تک دو سالہ بچھڑا دیا جائے، اس کے بعد نوے تک دو عدد دو سالہ بچھڑے دیئے جائیں گے، اس کے بعد تین عدد دو سالہ

بچھڑے دیئے جائیں گے اور پھر ہر تیس (گائیوں) پر ایک عدد ایک سالہ بچھڑا اور ہر چالیس پر ایک عدد دو سالہ بچھڑا زکوٰۃ کے طور پر ادا کیا جائے گا۔

اگر اونٹ کی تعداد پانچ ہو جائے تو اس کی زکوٰۃ ایک گوسفند ہے؛ دس اونٹوں کی زکوٰۃ دو گوسفند ہوگی؛ پندرہ اونٹوں کی زکوٰۃ تین

گوسفند؛ بیس اونٹوں کی زکوٰۃ چار گوسفند اور پچیس اونٹوں کی زکوٰۃ پانچ گوسفند ہوگی۔ اس سے ایک بھی زیادہ اونٹ ہوں تو اونٹ کا ایک دو سالہ بچہ

زکوٰۃ کے طور پر ادا کیا جائے گا؛ اگر پینتیس اونٹ ہوں اور ان میں ایک کا اضافہ ہو جائے تو ایک ایسا اونٹ دیا جائے گا جو چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہو؛

اگر پینتیس اونٹ ہوں اور ان میں ایک کا اضافہ ہو جائے تو ایک ایسا اونٹ دیا جائے گا جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو، اگر ساٹھ اونٹ

ہوں اور ان میں ایک کا اضافہ ہو جائے تو آسی تک ایک ایسا اونٹ دیا جائے گا جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو؛ اگر آسی پر ایک کا اضافہ ہو جائے تو

نوے تک اس کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو چھٹے سال میں داخل ہو چکا ہو؛ اگر ان کی تعداد نوے تک پہنچ جائے تو ایک سو بیس تک ان کی زکوٰۃ دو عدد

تین سالہ اونٹ ہیں جبکہ ان (ایک سوئیں) کی زکوٰۃ دو عدد چار سالہ اونٹنی ہیں کہ زرنے ان سے جفتی کی ہو اور اگر اونٹ بکثرت ہوں تو ہر چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور ہر پچاس اونٹوں کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

اس کے بعد کسی نصاب پر بھیڑ بکریوں کی زکوٰۃ واجب نہیں اور اونٹوں کے سالوں کی جانب رجوع کرنا چاہئے۔

زکوٰۃ فطرہ: ہر ایک پر واجب ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت۔

یہ چار من گندم، جو، کھجور اور کشمش میں سے ہونی چاہئے اور یہ ایک پورا صاع ہے۔

یہ سب سوائے اس شیعہ کے کسی کے لئے جائز نہیں جو امام کے حق طاعت کو پہچانتا ہے۔

حیض: عورت کے حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے اور کم سے کم تین دن۔

مستحاضہ: غسل کرے گی، اپنے پوشیدہ اعضاء کو روئی سے پڑ کرے گی اور نماز پڑھے گی جبکہ حائضہ نماز ترک کر دے گی اور اس کی

قضا بھی نہیں کرے گی البتہ روزہ ترک کرے گی مگر اس کی قضا ہے۔

رؤیت ہلال: رمضان کا چاند دیکھتے ہی اس مہینہ روزے رکھنا واجب ہے اور اسی طرح شوال کا چاند دیکھ کر روزہ افطار کر لیا جائے گا۔

مستحی نماز باجماعت نہیں پڑھنی چاہئے کہ ایسا کرنا بدعت ہے اور ہر بدعت ایک گمراہی ہے اور ہر گمراہی (کا ٹھکانہ) جہنم ہے۔

روزہ: سال کے ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا بہتر ہے: دو جمعرات کہ ان کے بیچ میں ایک بدھ ہو یعنی پہلے عشرہ کی پہلی جمعرات،

دوسرے عشرہ کا بدھ اور آخری عشرہ کی آخری جمعرات۔ اسی طرح شعبان میں روزہ رکھنا (بھی) بہتر ہے اس لئے کہ نیکو کاروں نے اس مہینہ میں

روزے رکھے اور اس میں دلچسپی لی۔ نیز رسول خدا شعبان کو رمضان سے ملادیتے تھے۔

اگر رمضان کے روزوں کی قضا الگ الگ کی جائے تو یہ جائز ہے جبکہ اگر پے درپے قضا کی آدائیگی کرے تو یہ افضل ہے۔

حج: جو شخص صاحب استطاعت ہو اس پر حج کرنا واجب ہے، یعنی اگر اس کے پاس زادراہ ہے، سواری ہے، تندرستی ہے اور حج سے واپس

لوٹنے تک اس کے اہل و عیال کے اخراجات ہیں۔

صرف حج تمتع جائز ہے حج قرآن اور حج افران نہیں سوائے ان لوگوں کے جو مسجد حرام کے پاس مقیم ہیں۔

میقات پہنچنے سے پہلے احرام باندھنا جائز نہیں اور نہ ہی میقات سے بغیر احرام گزارنا جائز ہے سوائے ان افراد کے جو بیمار ہیں یا تقیہ کی

حالت میں ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَأَتَمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ (اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے مکمل کرو) اور ان کی تکمیل حج کے دوران

جماع، جھوٹ اور جدال سے اجتناب کرنا ہے۔

نیز (حج میں) نخصی جانور کی قربانی جائز نہیں کہ وہ ناقص ہوتا ہے البتہ جس کے فوطے دبا دیئے گئے ہوں اس کی قربانی جائز ہے بشرطیکہ کوئی

اور جانور نٹل رہا ہو۔

حج کرے واجبات: میں احرام، چار تلبیہ یعنی لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ

لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ شامل ہیں۔

عمسره: میں خانہ کعبہ کا طواف فرض ہے، مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز، صفا و مروہ کے درمیان سعی (بکھی) فرض ہیں اور مقام ابراہیم کے نزدیک اس کی دو رکعت نماز بھی واجب ہے۔ اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کی جائے گی جو کہ فرض ہے۔ طواف: حج کا طواف فرض ہے، طواف نساء فرض ہے اور مقام ابراہیم کے پاس اس کی دو رکعت نماز بھی فرض ہے، البتہ اس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کی جائے گی۔

وقوف: اسی طرح مشعر میں وقوف واجب ہے اور حج تمتع کی قربانی بھی واجب ہے۔

جہاں تک عرفات میں وقوف کا تعلق ہے تو وہ ایک واجب سنت ہے، سرمنڈوانا سنت ہے اور شیطان کو ننگریاں مارنا سنت ہے۔

جہاد: عادل امام کی رکاب میں واجب ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔

جس مملکت میں تقیہ کے ساتھ زندگی بسر کی جا رہی ہو اس میں کسی کافر یا ناصبی کو قتل کرنا جائز نہیں سوائے اس کے کہ جو جنگ کرے یا فساد پھیلانے کی جستجو میں لگا ہو بشرطیکہ تمہیں اپنی یا تمہارے کسی ساتھی کی جان کا خطرہ لاحق ہو۔

تقیہ: جہاں اپنے مذہب کا برملا اظہار کرنا ممکن نہ ہو ایسی مملکت میں تقیہ کرنا واجب ہے!

جو شخص بطور تقیہ اپنے آپ کو ظلم سے بچانے کی خاطر قسم توڑ دے اس پر کوئی گناہ ہے اور نہ ہی کوئی کفارہ۔

طلاق: سنت کے مطابق واقع ہونی چاہئے جس طرح کہ اللہ عزوجل کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت میں پایا جاتا ہے اور سنت کے

برخلاف طلاق جائز نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بروہ طلاق جو سنت کے مطابق واقع نہ ہو وہ درحقیقت طلاق ہی نہیں ہے بالکل اسی طرح جیسے اگر کوئی نکاح کتاب و سنت کے مطابق نہ پڑھا گیا ہو تو وہ نکاح ہی نہیں!

چار سے زائد آزاد عورتوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں نہیں رکھا جائے گا اور اسی طرح اگر کسی عورت کو تین بار عدت کے ساتھ طلاق دے دی جائے تو حالہ کے بغیر اس کا شوہر اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔

اور فرمایا: ایک ہی مقام پر تین مرتبہ طلاقیں دی جانے والی عورت سے نکاح کرنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ ایسی عورتیں شوہر وار ہیں۔

صلوات: ہر مقام پر، چھینک، آندھیاں چلنے اور دیگر مواقع پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنا واجب ہے۔

تولاً و تبراً: اللہ کے اولیاء سے محبت اور ان کی ولایت کا اقرار کرنا واجب ہے۔ اسی طرح ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کرنا واجب ہے کہ جنہوں نے آل محمد علیہم السلام پر ظلم کیا اور ان کی آبروریزی کی، حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فدک چھین لیا، انہیں میراث سے محروم کر کے اسے غصب کر لیا، ان کے اور ان کے شوہر کے حقوق غصب کر لیے، ان کے گھر کو جلا یا اور اس طرح انہوں نے ظلم کی بنیاد اہل اور رسول خدا کی سنت میں تبدیلی لے آئے۔

ناکثین، ناسطین اور مارقین سے بیزاری کا اظہار کرنا واجب ہے۔ اسی طرح بتوں، زمانہ جاہلیت کے جوڑوں، گمراہ کن پیشواؤں اور قاندرین

ظلم و جور، ان کے اول سے لے کر آخری فرد تک یعنی سب کے سب سے بیزاری کا اظہار کرنا واجب ہے۔

اولین و آخرین کے بد بخت ترین فرد، ناقہ شمود کے پے کرنے والے کے بھائی یعنی قاتل امیرالمؤمنین علیہ السلام سے بیزاری کا اظہار

کرنا واجب ہے۔

اہل بیت کے تمام قاتلوں سے بیزاری کا اظہار کرنا واجب ہے۔

جن مومنین نے اپنے نبیؐ کے بعد کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا ان کی ولایت واجب ہے، جیسے حضرات سلمان فارسیؓ، ابوذر غفاریؓ، مقداد ابن اسود کندیؓ، عمار ابن یاسرؓ، جابر ابن عبد اللہ انصاریؓ، حذیفہ ابن یمانؓ، ابو الہیثم ابن تیہانؓ، بہل ابن حنفیہؓ، ابویوب انصاریؓ، عبد اللہ ابن صامتؓ، عبادہ ابن صامتؓ، خزیمہ ابن ثابتؓ و الشہادتین، ابوسعید خدریؓ اور ان کی روش اور نقش قدم پر چلنے والے افراد۔ اسی طرح ان کے پیروکاروں، اقتدا کرنے والوں اور ان ہی کی راہ پر گامزن رہنے والے افراد کی ولایت واجب ہے۔

والدین کے ساتھ نیکی کرنا واجب ہے اگرچہ وہ مشرک ہوں۔ البتہ ان کے یا کسی اور کے کہنے پر اللہ کی معصیت کا ارتکاب مت کرو اس لئے کہ ”خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوتی“۔

عصمت: انبیاء اور اوصیاء کا کوئی گناہ نہیں ہوتا کہ وہ معصوم اور پاکیزہ ہوتے ہیں۔

متعہ: مُتَعَسِّین کا حلال جانا واجب ہے جس طرح کہ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں نازل کیا اور سنت نبویؐ میں بھی اس کا ذکر پایا جاتا ہے یعنی حج تمتع اور عورتوں کے ساتھ غیر دائمی نکاح۔

میراث کے واجبات وہی ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل کیا۔

عقیقہ: اولاد کا عقیقہ ساتویں دن ہوتا ہے چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی، اسی طرح بچہ کا ساتویں دن رکھنا چاہئے، اس کا سر منڈوانا چاہئے اور اس کے بالوں کے وزن کے مطابق سونا یا چاندی صدقہ کرنا چاہئے۔

عدل و انصاف اور جبر و تفویض:

اللہ عزوجل کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اور نہ ہی وہ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بار رکھتا ہے۔

بندوں کے افعال خلق کیے گئے ہیں البتہ ان کی یہ تخلیق تقدیری ہے نگوئی نہیں!

ہر چیز کا خالق اللہ ہے کہ اس کی طرف سے جبر و تفویض نہیں ہے۔

اللہ عزوجل کسی گنہگار کی مزا کسی بے گناہ کو نہیں دیتا اور نہ ہی وہ بچوں کو ان کے آباؤ اجداد کے گناہوں کی سزا دیتا ہے۔ اس نے اپنی کتاب

محکم میں فرمایا ہے: وَلَا تَسْزُرُ وَاذْرِعُ وَاذْرِعُ وَاذْرِعُ. کوئی کسی کا بار اپنے کاندھوں پر نہیں اٹھاتا۔ (سورہٴ انعام۔ آیت ۱۶۳) نیز اللہ عزوجل فرماتا

ہے: اَنْ لِّبَسِ لِلْاِنْسَانِ اَلْمَا سَعٰی. وان سيعه سوف يرمى انسان کے لئے بس اتنا ہی (صلہ) ہے جتنی اس نے کوشش کی اور وہ اپنی کوشش کا

نتیجہ عنقریب دیکھے گا۔ (سورہٴ نجم۔ آیت ۳۹) اللہ عزوجل غفور و رکر گذر سے کام لیتا ہے اور وہ ظلم نہیں کرتا۔

اللہ عزوجل نے اپنے بندوں پر کسی ایسے شخص کی اطاعت فرض نہیں کی جس کے متعلق یہ جانتا ہے کہ وہ شخص ان کو راہ راست سے ہٹا دے گا

اور انہیں گمراہ کر دے گا۔

اللہ عزوجل کسی کو اپنی رسالت کے لئے اختیار کرتا ہے اور نہ ہی اپنے بندوں میں سے کسی ایسے کا انتخاب کرتا ہے جس کے متعلق یہ جانتا ہے

کہ وہ کفر کرے گا اور اس سے ہٹ کر شیطان کی عبادت کرے گا۔

اسی طرح اللہ اپنے بندوں میں سے سوائے معصوم کے کسی کو اپنی خلقت پر حجت قرار نہیں دیتا۔

اسلام اور ایمان میں فرق ہے؛ لہذا ہر مومن مسلمان ہے لیکن ہر مسلمان مومن نہیں۔
مومن چوری کرتا ہے اور نہ ہی مومن زنا کرتا ہے۔

جن پر حدود قائم ہوتی ہے وہ مسلمان تو ہیں مگر مومن ہیں اور نہ ہی کافر۔

اللہ تبارک و تعالیٰ مومن کو جہنم میں نہیں جھونکے گا کہ اس نے مومن سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور اسی طرح کافر کو جہنم سے باہر نہیں نکالے گا کہ اس نے کافر کو جہنم اور اس میں ہمیشہ کے لئے اس میں رہنے کی وعید سنائی ہے۔ البتہ اس کے علاوہ وہ جسے چاہے معاف کر دے گا۔

جن پر حدود قائم کی جاتی ہے وہ فاسق ہیں کہ مومن ہیں اور نہ ہی کافر۔ البتہ انہیں ہمیشہ کے لئے جہنم میں نہیں رہنا پڑے گا، بلکہ ایک نہ ایک دن وہ جہنم سے باہر نکل آئیں گے نیز ان کی اور ضعیف العقیدہ افراد کی شفاعت بھی زدو اب ہے اگر ان کے دین سے اللہ عز و جل راضی ہو جائے۔

قرآن: کلام خدا ہے اور یہ خالق ہے اور نہ ہی مخلوق۔

مملکتیں: آج کل کی مملکت تقیہ کی مملکت ہے اور یہی دارالاسلام ہے کہ نہ دارالکفر ہے اور نہ ہی دارالایمان۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر: واجب ہے اس شخص کے لئے جو اسے انجام دے سکتا ہو اور اس کی یا اس کے ساتھیوں کی جان کو خطرہ نہ ہو۔

حقیقی ایمان: فرائض کی ادائیگی اور حرام کاموں سے باز رہنے کا نام ہے۔

ایمان ہی دل میں معرفت، زبان سے اقرار، اعضا و جوارح سے عمل، عذاب قبر، منکر و نکیر، موت کے بعد اٹھائے جانے، حساب کتاب، پل صراط، اعمال کے تولے جانے کا اقرار، اللہ پر ایمان اور اللہ عز و جل کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار ہے۔

عید فطر اور عید الاضحیٰ کی نمازوں میں تکبیر واجب ہے: عید فطر میں پانچ نمازوں کے بعد کہ اس کی ابتدا عید فطر کی رات میں

نماز مغرب سے ہوگی اور عید کے دن نماز عصر کے بعد آخری تکبیر ادا کی جائے گی۔ وہ تکبیر یہ ہے: **اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ،**

وَلِلَّهِ الْحَمْدُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، عَلِيٌّ مَا هَدَانَا، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلِيٌّ مَا أَبْلَانَا کیونکہ اللہ عز و جل نے فرمایا ہے: **وَلتَكْمَلُوا الْعِدَّةَ وَلتَكْبِرُوا لِلَّهِ**

عَلِيٌّ مَا هَدَانَا۔ اور اس کی گنتی کو پورا کرو اور جس طرح سے اُس نے تمہاری رہنمائی کی ہے اس کے مطابق اللہ کی بڑائی بیان کرو! (سورہ بقرہ- آیت ۱۸۵) جبکہ عید الاضحیٰ میں شہروں میں دس نمازوں کے بعد (تکبیر کہی جائے گی) کہ ان کی ابتدا قربانی کے دن نماز ظہر سے ہوگی اور چوتھے دن فجر کی نماز کے بعد اس کا اختتام ہوگا۔ نیز (مذکورہ) تکبیر میں ان جملوں کا اضافہ ہو جائے گا: **وَاللَّهُ أَكْبَرُ، عَلِيٌّ مَا رَزَقْنَا مِنْ بَيْهَمَةِ الْأَنْعَامِ**۔

نفاس: والی عورت اگر تیس دن تک پاک نہ ہو تو تیس دن سے زیادہ (نماز اور روزہ) ترک نہیں کرے گی یعنی اگر تیس دن تک پاک نہ ہو تو اسے چاہئے کہ غسل کرے، روئی رکھے اور مستحاضہ کے احکام پر عمل کرے۔

شراب: کہ جس کا بیشتر حصہ مست کر دے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ حرام ہے۔

درندے اور پسرندے: جن درندوں کے نوک دار دانت ہوتے ہیں اور اسی طرح جن پرندوں کے بچے (چنگال) ہوتے ہیں وہ حرام

ہیں۔

تلی حرام ہے اس لئے کہ یہ خون ہے۔

مجھلیاں: اسی طرح (سندری جانوروں میں سے) بام مچھلی، مارماہی، طائی اور زمیر حرام ہیں۔ بلکہ ہر وہ مچھلی جس کے جسم پر چھلکے نہ پائے جاتے ہوں اس کا کھانا حرام ہے۔

انسدھے: جن انڈوں کی دونوں اطراف ایک دوسرے سے مختلف ہوں ان کا کھانا جائز ہے اور جن کی دونوں اطراف ایک ہی ہوں انہیں کھانا جائز نہیں۔

نڈیاں: کامل طور پر پرواز کرنے والی نڈیاں کھانا جائز ہے البتہ دباؤ کا کھانا جائز نہیں ہے کہ وہ کالا پرواز نہیں کر سکتیں۔
نڈی اور مچھلی کا تذکیہ: یہ ہے کہ انہیں زندہ پکڑا جائے۔

گنساہان کبیرہ: (کا انجام دینا) حرام ہے اور وہ یہ ہیں: اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، نفس محترم کو قتل کرنا، والدین کی نافرمانی، مجاز سے فرار ہو جانا، ناحق یتیم کا مال کھانا، واضح ہونے پر سوڈ کھانا، پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا۔

ان کے بعد زنا، انعام بازی، چوری، مردار، خون اور سور کا گوشت کھانا، بغیر ضرورت کے غیر خدا کے لئے نذریے گئے جانور کا گوشت کھانا، سخت کھانا (جیسے زنا کی اجرت وغیرہ...) ناپ تول میں کمی کرنا، جوا، جھوٹی گواہی، اللہ عزوجل کی رحمت سے ناامید ہونا، اللہ عزوجل کے نکر سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھنا، اللہ کی رحمت سے بالکل امید نہ رکھنا، مظلوموں کی مدد نہ کرنا، ظالموں کے آگے گھٹنے ٹیکنا، جھوٹی قسم کھانا، بغیر کسی مجبوری کے حقوق سے محروم کرنا، تکبر کرنا، جبر کرنا، جھوٹ بولنا، اسراف، تبذیر، خیانت، حج اور اللہ عزوجل کے اولیاء سے جنگ کرنے کو معمولی سمجھنا، وہ لہو و لہب جو اللہ عزوجل کی یاد سے باز رکھیں مکروہ ہیں جیسے گانا، ستار بجانا اور چھوٹے چھوٹے گناہوں پر اصرار کرنا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: عبادت گزار لوگوں کے لئے یہ دستورات کافی ہیں۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: گناہان کبیرہ سات ہیں اور ان کے بعد ہر گناہ اپنے سے چھوٹے گناہ کی بنسبت بڑا ہے اور اپنے سے بڑے گناہ کی بنسبت چھوٹا ہے۔ لہذا امام جعفر صادق نے اس حدیث میں جن سات سے زائد گناہوں کو گناہان کبیرہ کہہ کر یاد کیا ہے اس سے آپ کی یہی مراد ہے۔ ولا قوۃ الا باللہ۔ (باب ۸ حدیث ۱۲ کے تحت اس موضوع پر گفتگو گزر چکی ہے)

﴿۹﴾ امیر المومنین نے اپنے اصحاب کو ایک ہی نشست میں ایسے چار سو باب تعلیم کیے جو ایک مسلمان کے دین و دنیا کو سوار دیں: میرے والد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد بن عبد اللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن عیسیٰ ابن عبید یقظینی نے قاسم ابن یحییٰ کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے اپنے جد حسن ابن راشد سے، اس نے ابو بصیر اور محمد ابن مسلم سے، ان دونوں نے امام جعفر صادق سے نقل کیا: آپ نے امام محمد باقر سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: میرے والد (امام زین العابدین) نے اپنے اجداد سے نقل کیا کہ امیر المومنین نے اپنے اصحاب کو ایک ہی نشست میں ایسے چار سو باب تعلیم کیے جو ایک مسلمان کے دین و دنیا کی اصلاح کر دیں، آپ نے فرمایا:

۱۔ فصد کھلوانا بدن کی تندرستی اور عقل کی مضبوطی کا باعث ہے۔

۲۔ موشموں میں خوشبو لگانا نبی اور کرمانا کا تہن کے اخلاق میں سے ہے۔

۳۔ صداک کرنا اللہ عزوجل کی خوشنودی کا باعث اور سنت نبوی ہے اور یہ منہ کو خوشبودار بناتا ہے۔

۴۔ تیل لگانا کھال کو نرم و ملائم کرتا ہے، دماغ کو بڑھاتا ہے، (نالیوں میں) پانی کے بہاؤ میں آسانی پیدا کرتا ہے، خشکی کو ختم کر دیتا ہے اور رنگ کھیل جاتا ہے۔

۵۔ سر کو دھونے سے میل ڈور ہو جاتا ہے اور گرد و خاشاک زائل ہو جاتے ہیں۔

۶۔ پانی سے کلی کرنا اور اسے ناک سے کھینچنا سنت ہے جو منہ اور ناک کو پاک کرتا ہے۔

۷۔ ناس لینا سر کی تندرستی اور بدن کی صفائی کا باعث ہوتا ہے اور اس سے سر کے سارے درد دور ہو جاتے ہیں۔

۸۔ نورہ لگانا نشاط پیدا کرتا ہے اور یہ جسم کو پاک کرتا ہے۔

۹۔ جوتے صاف رکھنا بدن کی نگہداشت کرتا ہے اور یہ حصول طہارت اور نماز کے لئے مددگار ثابت ہوتا ہے۔

۱۰۔ ناخن تراشنا سب سے بڑی بیماری کو دور رکھتا ہے، رزق میں فراوانی پیدا کرتا ہے اور اسے جلب کرتا ہے۔

۱۱۔ بغلیں صاف رکھنا گندی بو زائل کرتا ہے اور یہ باعث طہارت ہے کہ جس کا حکم پیغمبر پاکؐ نے دیا ہے۔

۱۲۔ کھانا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا رزق میں اضافہ کرتا ہے، کپڑوں سے چکنائی کو دور رکھتا ہے اور بصارت کو جلا

بخشتا ہے۔

۱۳۔ رات کو قیام کرنا بدن کی صحت کا سبب ہے، پروردگار عزوجل کو خوشنود کرتا ہے، رحمت کے درپے ہوتا ہے اور اخلاق انبیاء سے متمسک

رکھتا ہے۔

۱۴۔ سیب کھانا معدہ کو طاقتور بناتا ہے۔

۱۵۔ کندر چبانانا انتوں کو مضبوط کرتا ہے، بلغم دور کرتا ہے اور منہ سے بو ختم کر دیتا ہے۔

۱۶۔ طلوع فجر سے طلوع شمس تک مسجد میں بیٹھنا طلب رزق کے لئے روئے زمین پر رزق کی تلاش میں بھٹکنے سے زیادہ زوداثر ہے۔

۱۷۔ یہی کھانا کمزور دل کو تقویت دیتا ہے، معدہ کو صاف کرتا ہے، دل کو توانائی دیتا ہے، بزدل کو دلیر بناتا ہے اور اولاد کو خوبصورت کرتا

ہے۔

۱۸۔ روزانہ ہارمنہ سرخ کشمش کے اکیس دانے کھانا تمام بیماریوں کو دور کر دیتا ہے سوائے مرض الموت کے۔

۱۹۔ ایک مسلمان کے لئے مستحب ہے کہ وہ ماہ رمضان کی پہلی شب میں اپنی بیوی سے جماع کرے اس لئے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

أَهْلَ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفِثِ إِلَى نِسَاءِكُمْ ”روزہ کی شب تمہارے لئے اپنی عورتوں سے جماع کرنا حلال ہے“ (سورہ بقرہ- آیت ۱۸۷)

۲۰۔ چاندی کے علاوہ کسی قسم کی انگوٹھی مت پہنو، اس لئے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: ”وہ ہاتھ پاک نہیں کہ جس میں لوہے کی انگوٹھی ہو“۔

۲۱۔ اسی طرح اگر کسی نے اپنی انگوٹھی پر اللہ عزوجل کا اسم نقش کرایا ہو تو اسے چاہئے کہ طہارت گاہ میں اس ہاتھ سے انگوٹھی نکال لے کہ

جس سے استنجا کرتا ہے۔

۲۲۔ جب تم میں سے کوئی آئینہ میں نگاہ کرے تو اسے یہ کہنا چاہئے: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَنِي فَأَحْسَنُ خَلْقِي وَ صَوَّرَنِي

فَأَحْسَنَ صُورَتِي وَ زَانَ مَنِي مَا شَانَ مِنْ غَيْرِي وَ أَمَكْرَ مَنِي بِالْإِسْلَامِ. تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں کہ جس نے مجھے تخلیق کیا تو بہترین خلقت عطا کی اور میری تصویر بنائی تو بہترین صورت سے نوازا اور مجھے خوش نمائی عطا کی جسے میرے علاوہ (دیگر لوگوں) میں بد نما کر دیا اور مجھے اسلام (جیسی نعمت) سے عزت بخشی!

۲۳۔ تم میں سے ہر ایک کو اپنے مسلمان بھائی کے پاس جاتے وقت اسی طرح زینت کرنی چاہئے جیسے وہ کسی اجنبی کے لئے زینت کرتا ہے تاکہ اسے اچھے خلیہ میں نظر آئے۔

۲۴۔ ہر مہینہ تین روزے رکھنا: دو جمعرات کے درمیان ایک بدھ اور شعبان کا روزہ سینہ کے دوسوہ اور دل کی بے چینیوں کو دور کر دیتے ہیں۔

۲۵۔ ٹھنڈے پانی سے استنجا کرنا بوا سیر کو قطع کر دیتا ہے۔

۲۶۔ کپڑے دھونا غم و اندوہ کو دور کر دیتا ہے اور یہ نماز کے لئے حصول طہارت ہے۔

۲۷۔ سفید بالوں کو زائل مت کرو کہ یہ مسلمان کا نور ہیں۔

۲۸۔ جس کا بڑھاپا اسلام کے دائرہ میں رہتے ہوئے آئے تو یہ بڑھاپا قیامت کے دن اس کے لئے نور ثابت ہوگا۔

۲۹۔ مسلمان جنابت کی حالت میں نہیں سوتا۔

۳۰۔ وہ صرف با وضو سوتا ہے، جبکہ اگر پانی میسر نہ ہو تو مٹی سے تیمم کر لیتا ہے؛ اس لئے کہ مومن کی روح اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب بلند کی جاتی ہے تو اللہ اس کو قبول کرتا ہے اور اس پر برکتیں نازل کرتا ہے، حتیٰ کہ اگر اس کی موت کا وقت آچکا ہو تو اسے اپنے رحمت کے خزانوں میں رکھ لیتا ہے، جبکہ اگر اس کی موت کا وقت نہ آیا ہو تو اس کے ہمراہ اپنے امین فرشتوں کو بھیجتا ہے جو اس روح کو اس کے جسم میں داخل کر دیتے ہیں۔

۳۱۔ مومن قبلہ رخ نہیں تھوکتا اور اگر بھول کر ایسا کرتا ہے تو اللہ عز و جل سے اس کی مغفرت طلب کر لیتا ہے۔

۳۲۔ مومن اپنے سجدہ کی جگہ پر نہیں پھونکتا۔

۳۳۔ وہ اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں (بھی) پھونک نہیں مارتا۔

۳۴۔ مومن اپنے تعویذ اور بازو بند میں بھی نہیں پھونکتا۔

۳۵۔ مومن عصا کے سہارے پر نہیں سوتا۔

۳۶۔ مومن چھت کی فضا میں ہرگز پیشاب نہیں کرتا۔

۳۷۔ نہ ہی وہ جاری پانی میں پیشاب کرتا ہے۔ لہذا اگر وہ ایسا کرے اور اس کو کوئی برائی آئے تو اسے اپنے سوا کسی کو ملامت نہیں کرنی چاہئے، کیونکہ پانی کے سائکین ہوتے ہیں اور فضا میں رہنے والے بھی پائے جاتے ہیں۔

۳۸۔ مومن اپنے چہرہ کے بل نہیں سوتا، لہذا اگر تم کسی کو اپنے چہرہ کے بل سوتے دیکھو تو اسے تنبیہ کرو اور اس سے ہرگز درگزر سے کام

مت لینا۔

۳۹۔ تم میں سے کسی کو بھی نماز میں سستی یا اونگھ کی حالت میں کھڑے نہیں رہنا چاہئے۔ اسی طرح اپنے بارے میں نہ سوچتا رہے کیونکہ وہ

اپنے پروردگار عزوجل کے سامنے کھڑا ہے۔

۴۰۔ بندہ کے لئے نماز کا وہی حصہ ہوگا جسے اس نے حضور قلبی کے ساتھ ادا کیا ہوگا!

۴۱۔ دسترخوان پر گرنے والی غذا کو اٹھا کر کھا لو کہ یہ اللہ عزوجل کے اذن سے اس شخص کے لئے ہر بیماری سے شفا ہے جو اس کے ذریعہ شفا

چاہے۔

۴۲۔ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اسے اپنی ان انگلیوں کو چاٹنا چاہئے جن سے اس نے کھانا کھایا ہے کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

”خدا تجھے برکت دے!“

۴۳۔ کپاس سے بنے کپڑے پہنو کہ یہ رسول خدا کا لباس تھا کہ آپؐ شہم کا یا اونی لباس زیب تن نہیں فرماتے تھے سوائے اس کے کہ کوئی

خاص وجہ ہو نیز آپؐ نے فرمایا: ”اللہ عزوجل جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے اور وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے بندہ پر اس کی نعمت کا اثر دیکھے۔“

۴۴۔ صلہ رحمی کرو خواہ سلام ہی کے ذریعہ کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والأرحام۔ اور اللہ سے ڈرو کہ

جس کے وسیلہ سے آپس میں سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے بچو! (سورہ نساء- آیت ۱)

۴۵۔ اپنے دن کو ادھر ادھر کی باتوں میں ضائع مت کرو اور یہ کہ ہم نے فلاں فلاں کام کیا، اس لئے کہ تمہارے ساتھ محافظ ہیں جو ہماری

اور تمہاری نگرانی کرتے ہیں۔

۴۶۔ اللہ کو ہر جگہ یاد کرو اس لئے کہ وہ تمہارے ساتھ ہے۔

۴۷۔ محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوات بھیجو کہ اللہ عزوجل محمدؐ و آل محمدؐ کا ذکر کرنے اور ان کے لئے تمہارے دعا کرنے اور ان کی حفاظت کرنے پر

تمہاری دعا قبول کرتا ہے۔

۴۸۔ گرم چیزوں کو رہنے دو یہاں تک کہ وہ ٹھنڈی ہو جائیں اس لئے کہ جب رسول خداؐ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا تو آپؐ نے

فرمایا: ”جب تک یہ (اتنا) ٹھنڈا نہ ہو جائے کہ اسے کھانا ممکن ہو اسے رہنے دو اس لئے کہ اللہ عزوجل ہمیں آگ نہ کھلائے، نیز برکت

ٹھنڈے (کھانے) میں پائی جاتی ہے۔“

۴۹۔ جب تم میں سے کوئی پیشاب کرے تو نضا میں پیشاب نہیں کرنا چاہئے، اسی طرح ہوا کے مقابل بھی پیشاب نہیں کرنا چاہئے۔

۵۰۔ اپنے بچوں کو وہ باتیں سکھاؤ جن سے اللہ انہیں فائدہ پہنچاتا ہے کہ مبادا فرقہ مرجمہ کا نظریہ ان پر غالب آجائے!

۵۱۔ اپنی زبانوں کی حفاظت کرو اور سلام کرو جیسا کہ سلام کرنا چاہئے تاکہ تم کو فائدہ پہنچے۔

۵۲۔ امانت رکھوانے والوں کو ان کی امانت لوٹا دو چاہے وہ اولاد انبیاء علیہم السلام کے قاتل ہی کیوں نہ ہوں!

۵۳۔ جب تم بازاروں میں جاؤ تو اللہ عزوجل کا ذکر بکثرت کرو۔

۵۴۔ اسی طرح لوگوں کے ساتھ مشغولیت کے موقع پر کہ یہ گناہوں کا گناہ ہے، اس سے نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے اور تم غافل افراد میں

نہیں لکھے جاتے۔

- ۵۵۔ جب ماہ رمضان آجائے تو بندہ کے لئے سفر کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: فمن شهد منكم الشهر فليصمه. تو تم میں سے جو (رمضان کے) مہینہ کو پالے اسے چاہئے کہ روزہ رکھے۔ (سورہ بقرہ- آیت ۱۸۵)
- ۵۶۔ شراب پینے اور موزے پر مسح کرنے میں کوئی تفریق نہیں!
- ۵۷۔ تمہیں ہمارے بارے میں غلو سے پرہیز کرنا چاہئے، (بلکہ) تم لوگ یہ کہو کہ ہم (اللہ کے) بندے اور پروردہ ہیں۔ (البتہ) ہماری فضیلت میں جو تم چاہو کہہ دو۔
- ۵۸۔ جو ہم سے محبت کرتا ہے اسے ہمارا عمل کرنا چاہئے اور اسے چاہئے کہ وہ زرع سے مدد طلب کرے کہ دنیا اور آخرت کے امور میں مدد حاصل کرنے کے لئے یہ افضل ترین ہے۔
- ۵۹۔ جہاں ہماری برائی کی جاتی ہو اس محفل میں شرکت مت کرو اور اسی طرح ہم پر لعنت کرنے والے ہمارے دشمن کے سامنے اظہار محبت کے ذریعہ ہماری مدح مت کرو کہ تمہارے حاکم کے ہاں تم لوگ ذلیل ہو جاؤ۔
- ۶۰۔ ہمیشہ سچ کہو کہ یہ باعث نجات ہے۔
- ۶۱۔ جو کچھ اللہ عزوجل کے پاس ہے اس میں دلچسپی لو۔
- ۶۲۔ اس کی اطاعت طلب کرو۔
- ۶۳۔ اس پر صبر سے کام لو۔
- ۶۴۔ اس لئے کہ کتنی قبیح بات ہے کہ مومن جنت میں بے آبرو داخل ہو! یہ مت سمجھو کہ جو عمل تم پہلے بھیج چکے ہو اس میں روز قیامت ہم تمہاری شفاعت کریں گے!
- ۶۵۔ روز قیامت اپنے دشمنوں کے نزدیک اپنے آپ کو رسوا مت کرو، نیز حقیر دنیا میں طمع کر کے اللہ عزوجل کے ہاں تمہاری منزلت کے بارے میں ان کے سامنے اپنے آپ سے جھوٹ مت کہو۔
- ۶۶۔ جس بات کا اللہ نے تم لوگوں کو حکم دیا ہے اس پر قائم رہو، اس لئے کہ لوگوں کو وہی گئی کوئی شے ایسی نہیں کہ جس پر تم رشک کرتے ہو اور اس سے محبت کرتے ہو مگر یہ کہ وہ فنا ہو کر رہے گی۔ آیا تم لوگوں نے رسول خدا کی اس حدیث کو نہیں سنا: ”جو کچھ اللہ کے نزدیک ہے وہ بہترین اور پائیدار ترین ہے“؟! پس اللہ عزوجل کی جانب سے اس (مومن) کو بشارت آتی ہے تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور وہ خدا سے ملاقات کو پسند کرنے لگتا ہے۔
- ۶۷۔ اپنے کمزور بھائیوں کو حقیر مت جانو، اس لئے کہ جو بھی کسی مومن کو حقیر جانتا ہے اللہ ان دونوں کو جنت میں یکجا نہیں کرے گا سوائے اس کے کہ وہ توبہ کر لے۔ جب مومن اپنے بھائی کی ضرورت کو جان جاتا ہے تو اسے اپنے سے مانگنے کی رحمت نہیں دیتا۔
- ۶۸۔ ایک دوسرے سے ملنے جاؤ، آپس میں مہربانی کرو اور ایک دوسرے پر خرچ کرو۔
- ۶۹۔ اس منافق کی منزلت پر مت پہنچو جو ایسی باتیں کرتا ہے جن پر عمل نہیں کرتا۔
- ۷۰۔ نکاح کرو کہ یہ رسول خدا کی سنت ہے۔ آپ اکثراً فرمایا کرتے تھے ”جو چاہتا ہے کہ میری سنت کی اتباع کرے تو اسے چاہئے کہ

نکاح کرے، کیونکہ نکاح میری سنت ہے۔ نیز اولاد طلب کرو کہ گل (روز قیامت) میں تمہارے ذریعہ دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

۷۱۔ اپنی اولاد کو نہ زنا کا عورت کا دودھ پلاؤ اور نہ ہی کسی یا گل عورت کا کہ دودھ سہرا بیت کرتا ہے!

۷۲۔ جس پرندہ میں سنگدانہ، پتھار اور پوانا نہ ہوں اس (کے گوشت) کو مت کھاؤ!

۷۳۔ جس درندہ کے نوکیلے دانت ہوتے ہیں ان کے کھانے سے پرہیز کرو! نیز چنگل والے پرندوں سے پرہیز کرو!

۷۴۔ تلی مت کھاؤ کہ یہ خراب خون بناتا ہے!

۷۵۔ سیاہ لباس مت پہنو کہ یہ فرعون کا لباس تھا!

۷۶۔ گوشت کے غدود سے پرہیز کرو کہ اس سے جذام کی رگیں حرکت میں آ جاتی ہیں!

۷۷۔ دین میں قیاس مت کرو، اس لئے کہ دین میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر قیاس کیا جاسکے۔ البتہ عنقریب کچھ قومیں ایسی آئیں گی جو

قیاس کریں گے، لہذا ایسے لوگ دشمنان دین ہیں۔ نیز سب سے پہلے اہلسب سے پہلے اللہ نے قیاس کیا تھا۔

۷۸۔ چشتکبرے جوتے مت پہنو کہ یہ فرعون کے جوتے ہیں اور فرعون ہی ہے جس نے سب سے پہلے کالے سفید جوتے پہنے تھے۔

۷۹۔ نشا اور چیز استعمال کرنے والے کی مخالفت کرو!

۸۰۔ کھجور کھاؤ کہ اس میں بیماریوں سے شفا ہے!

۸۱۔ رسول خدا کے فرمان کی اتباع کرو کہ آپ نے فرمایا: ”جو شخص دوسروں سے مانگنے کے باب کو کھولتا ہے اللہ اس پر تنگدستی کے باب

کو وا کر دیتا ہے!

۸۲۔ بکثرت استغفار کیا کرو کہ یہ رزق کو کھینچا کرتا ہے!

۸۳۔ جس قدر ممکن ہو کار خیر کو آگے بھیجو کہ گل (روز قیامت) تم اسے پاؤ گے!

۸۴۔ لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرو کہ یہ شک کا سبب بنتا ہے!

۸۵۔ جس کو اپنے پروردگار عزوجل سے کوئی حاجت ہو اُسے چاہئے کہ اُسے تین موقعوں پر طلب کرے: جمعہ کے دن، زوال شمس کے

وقت، ہوا کس چلنے کے موقع پر، کہ اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، رحمت نازل ہوتی ہے اور پرندے چھپاتے ہیں اور رات

کے آخری حصہ میں۔۔۔ طلوع فجر کے وقت۔۔۔ اس لئے کہ (اس وقت) دو فرشتے ندا دیتے ہیں: ”ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی

جائے!؟ ہے کوئی سوال کرنے والا جسے عطا کیا جائے!؟ ہے کوئی حاجت طلب کرنے والا کہ اس کی حاجت روائی کی جائے!؟ لہذا تم لوگ اللہ کی

طرف بلانے والوں کو لبیک کہو!

۸۶۔ طلوع فجر اور طلوع شمس کے مابین رزق طلب کرو کہ یہ روئے زمین پر رزق کی تلاش میں بھٹکنے سے زیادہ زوداثر ہے، کیونکہ یہی وہ

وقت ہوتا ہے کہ جب اللہ عزوجل اپنے بندوں کے درمیان رزق تقسیم کرتا ہے۔

۸۷۔ انتظار فرج کرو اور اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو جاؤ اس لئے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک پسندیدہ ترین عمل انتظار فرج ہے

تا وقتیکہ بندہ مومن اس پر قائم رہے!

۸۸۔ نافلہ فجر پڑھتے وقت اللہ عزوجل پر توکل کرو کہ اس میں آرزوئیں پوری کی جاتی ہیں!

۸۹۔ حرم میں تلوار مت سونتو اور نہ ہی تم میں سے نماز پڑھتے وقت کسی کے پاس تلوار ہونی چاہئے اس لئے کہ قبلہ (مقام) امن ہے!

۹۰۔ حج پر جاتے ہوئے جب تم خانہ کعبہ کی طرف جاؤ تو رسول خدا کی قبر کی زیارت کرو کہ اس کو ترک کرنا جفا ہے اور اسی بات کا تم کو حکم دیا

گیا ہے۔

۹۱۔ ان قبروں کی بھی زیارت کرو جن کا حق تمہاری گردن میں ہے اور ان کی قبروں کے پاس رزق طلب کرو۔

۹۲۔ کم گناہ کو چھوٹا مت شمار کرو اس لئے کہ کم (از کم) بھی شمار کیا جاتا ہے اور یہ زیادہ کی طرف مائل ہوتا ہے۔

۹۳۔ سجدوں کو طول دو، اس لئے کہ اہلیس پر اس سے گراں تر بات کوئی نہیں کہ وہ اولاد آدم کو سجدہ کرتے دیکھے کیونکہ اسے (بھی) سجدہ

کرنے کو کہا گیا تھا تو اس نے نافرمانی کی جبکہ اس کو حکم دیا گیا تو اس نے اطاعت کی اور نجات یافتہ ٹھہرا۔

۹۴۔ موت کو بکثرت یاد کرو۔ اسی طرح اپنی قبروں سے نکالے جانے اور اللہ عزوجل کے سامنے کھڑے کیے جانے کو (بکثرت یاد کرو)

تاکہ تم پر مصیبتیں آسان ہو جائیں۔

۹۵۔ تم میں سے جس کسی کو آنکھ میں شکایت ہو اسے چاہئے کہ آیت الکرسی پڑھے اور دل میں یہ خیال کرے کہ یہ اس کو صحیح کر دے گی تو

ان شاء اللہ اسے شفا ملے گی۔

۹۶۔ تمام گناہوں سے بچو کہ کوئی مصیبت آتی ہے اور نہ ہی رزق میں کمی واقع ہوتی ہے مگر کسی گناہ کی وجہ سے خواہ وہ بدن کی خراش ہو،

لغزش ہو یا پریشانی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: وما أصابکم من مصیبة فبما کسبت أیدیکم و یعفو عن کثیر. اور جو مصیبت تم پر پڑتی ہے

وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کر تو ت سے اور (اس پر بھی) وہ بہت کچھ معاف کر دیتا ہے۔ (سورہ شوریٰ - آیت ۳۰)

۹۷۔ کھانا کھاتے وقت اللہ عزوجل کا نام لو اور سرکشی نہ کرو کہ یہ اللہ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اور اللہ ہی کے رزق کا ایک حصہ،

لہذا تم پر اس کا شکر ادا کرنا اور اس کی حمد بجالانا واجب ہے۔

۹۸۔ نعمتوں کی جدائی سے پہلے ان کے بارے میں اچھی بات کرو اس لئے کہ (بصورت دیگر) یہ زائل ہو جاتی ہیں اور صاحب نعمت ان

کے ساتھ جو سلوک کرتا ہے (اس سلوک کی وجہ سے) یہ (نعمتیں) اس کے خلاف گواہی دیتی ہیں۔

۹۹۔ جو شخص اللہ عزوجل سے اس کے تھوڑے رزق پر راضی رہتا ہے اللہ اس کے تھوڑے عمل سے راضی رہتا ہے۔

۱۰۰۔ کوتاہی سے پرہیز کرو کہ مبادا تمہیں اس دن ندامت اٹھانی پڑے کہ جب کوئی حسرت و ندامت نفع بخش ثابت نہ ہوگی۔

۱۰۱۔ جب لڑائی کے دوران تم اپنے دشمن کا سامنا کرو تو اس وقت ہاتھیں کم اور اللہ عزوجل کا ذکر بکثرت کرو، نیز تم لوگ پیٹھ پھیر کر مت جاؤ

کہ اس طرح تم اپنے پروردگار کو ناراض کر دو گے اور اس کے غضب کے مزہ اوار ٹھہرو گے۔ اسی طرح جب تم دوران جنگ اپنے کسی بھائی کا پاؤں زخمی

دیکھو یا یہ کہ اسے عاجز کر دیا جائے یا دشمن اس کی جان کے درپے ہو تو اسے اپنی جان دے کر (بھی) بچاؤ!

۱۰۲۔ حتی المقدور نیکی کرو اس لئے کہ یہ بڑی موت سے بچاتی ہے!

۱۰۳۔ تم میں سے جو شخص یہ جانتا چاہے کہ اللہ عزوجل کے ہاں اس کی کیا منزلت ہے تو اسے یہ دیکھنا چاہئے کہ گناہوں کے وقت اس

کے ہاں اللہ عزوجل کی کیا منزلت ہے پس خدا کے پاس بھی اس کا اتنا ہی مقام ہے!

۱۰۴۔ اپنے اہل خانہ کے لئے گھر لے جانے کے لئے سب سے بہترین شے گوسفند ہے، لہذا جس کے گھر میں گوسفند ہوگا فرشتے روزانہ ایک مرتبہ اس کی تقدیس بیان کریں گے اور جس کے ہاں دو گوسفند ہوں گے تو فرشتے روزانہ دو مرتبہ اس کی تقدیس بیان کریں گے اور اسی طرح تین پروہ کہیں گے: ”مبارک ہو!“

۱۰۵۔ جب کوئی مسلمان کمزور ہو جائے تو گوشت کھائے اور دودھ پیئے کہ اللہ عزوجل نے اس میں قوت رکھی ہے۔

۱۰۶۔ جب تم لوگ حج کا ارادہ کرو تو ان ضروریات کی خریداری میں پیشرفت کرو جو دوران سفر تمہیں تقویت دیں، اس لئے کہ اللہ عزوجل

فرماتا ہے: وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً. اور اگر ان لوگوں نے روانگی کا ارادہ کیا ہوتا تو زادراہ فراہم کرتے! (سورہ توبہ - آیت ۳۶)

۱۰۷۔ جب سورج کے سامنے بیٹھو تو اس کی طرف پیٹھ کرو کہ (مبادا) یہ ٹڑی ہوئی (اندرونی) بیماری کو ظاہر کرتا ہے۔

۱۰۸۔ جس وقت تم خانہ خدا عزوجل کے حجاج کے طور پر (حج پہ) جاؤ تو بیت اللہ کی طرف بکثرت نگاہ ڈالو، اس لئے کہ اللہ کے گھر کے

پاس اس کی ایک سو بیس رحمتیں برسی ہیں کہ ان میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں کے لئے ہوتی ہیں، چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس (اس کی طرف) نگاہ کرنے والوں کے لئے۔

۱۰۹۔ ملتزم (در کعبہ اور رکن حجر اسود کے درمیان) کے نزدیک اپنے اُن گناہوں کا اعتراف کرو جو تمہیں یاد ہیں اور جو گناہ تم فراموش

کر چکے ہو اُن کے متعلق کہو: مَا حَفِظْتُمْ عَلَيْنَا حَفِظْتُمْكَ وَ نَسِينَا فَاعْفُوهُ لَنَا. ”(اے خدا!) تیرے پاس بانوں نے ہمارے جن گناہوں کو محفوظ کیا ہے اور ہم انہیں فراموش کر چکے ہیں ان کو معاف کر دے“ اس لئے کہ جو شخص اس مقام پر اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے، اسے شمار کرتا ہے اور اس کا ذکر کر کے اللہ سے اس کی مغفرت چاہتا ہے تو اللہ عزوجل پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ وہ اس کو بخش دے۔

۱۱۰۔ مصیبت نازل ہونے سے پہلے دعا کا اقدام کرو۔

۱۱۱۔ آسمان کے دروازے پانچ وقتوں میں کھولے جاتے ہیں: بارش برسنے، محاذ آرائی، اذان، قرآن کی تلاوت، زوال شمس اور طلوع

فجر کے موقعوں پر۔

۱۱۲۔ تم میں سے جو شخص میت کو غسل دے اسے چاہئے کہ وہ اسے کفن پہنانے کے بعد غسل کرے، کفن کو خوشبو مت دو اور نہ ہی تم اپنی

میتوں پر کافور کے علاوہ کوئی خوشبو لگاؤ اس لئے کہ میت مُحرم کی قائم مقام ہے۔

۱۱۳۔ اپنے اہل خانہ کو میتوں کے پاس اچھی باتیں کرنے کا حکم دو اس لئے کہ جس وقت حضرت فاطمہ بنت محمدؑ کے والد بزرگوار کا انتقال

ہوا اور اس وقت نبی ہاشم کی تمام لڑکیوں نے ان کا ہاتھ بٹایا تو آپ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: ”گریہ وزاری کو چھوڑو، بلکہ تم پر دعا کرنا لازم ہے۔“

۱۱۴۔ اپنے مرنے والوں کی زیارت کرو کہ وہ تمہارے زیارت کرنے پر خوش ہو جاتے ہیں اور انسان کو اپنے ماں باپ کی قبر کے پاس ان

کے لئے دعا کرنے کے بعد اپنی حاجت طلب کرنی چاہئے۔

۱۱۵۔ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا آئینہ ہوتا ہے، لہذا اگر تم دیکھو کہ تمہارا بھائی کوئی لغزش یا خطا کر رہا ہے تو تم لوگ اس کے خلاف نہ ہو

جانا، بلکہ اس کے لئے اس کے جیسے ہو جاؤ اور اس کی رہنمائی کرتے ہوئے اس کو نصیحت کرو اور اس کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ!

۱۱۶۔ اختلاف سے پرہیز کرو کہ یہ تم لوگوں کو پراگندہ کر دے گا!

۱۱۷۔ تم پر سچ لازم ہے تاکہ قریب ہو جاؤ اور تمہیں اجڑ دیا جائے۔

۱۱۸۔ تم میں سے جو شخص کسی سواری پر سفر کرے اسے چاہئے کہ پڑاؤ کے وقت پہلے اسے چارہ ڈالے اور سیراب کرے۔ ۱۱۹۔

چوپایوں کے چہروں پر مت مارو کہ یہ اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح کرتے ہیں۔

۱۲۰۔ تم میں سے جو شخص دوران سفر راستہ بھٹک جائے اور اسے اپنی جان کا خوف ہو تو اسے کہنا چاہئے ”یا صالح اغثنی“ اس لئے

کہ تمہارے جن بھائیوں میں ایک ایسا جن ہے جس کا نام صالح ہے جو شہروں میں تمہاری خاطر سیاحت کرتا رہتا ہے اور جب وہ تمہاری آواز سنتا ہے تو اس کا جواب دیتا ہے اور تم میں سے راستہ بھٹک جانے والوں کی رہنمائی کرتا ہے اور اس کی سواری کو روک لیتا ہے۔

۱۲۱۔ اسی طرح اگر تم میں سے کسی کو شیر سے اپنی جان کا یا اپنی بھیڑ بکریوں کو خطرہ ہو تو اسے چاہئے کہ ان پر ایک خط کھینچ دے اور کہے

”اللَّهُمَّ رَبِّ ذَانِيَالِ وَالْحَبِّ وَرَبِّ كَلْبِ أَسَدٍ مُسْتَأْسِدٍ إِحْفَظْنِي وَاحْفَظْ غَنَمِي“ اے اللہ جو دنیا وال اور اس گہرے کنوئیں کا پروردگار ہے

اور ہر خونخوار شیر کا (بھی) پروردگار ہے تو میری حفاظت فرما اور میری بھیڑ بکریوں کی بھی تو حفاظت فرما!

۱۲۲۔ تم میں سے جس شخص کو بچھو کا خوف ہو اسے ان آیات کو پڑھنا چاہئے سلام علی نوح فی العالمین انا کذلک نجزی

المحسنین انہ من عبادنا المؤمنین۔ نوح پر تمام عالموں میں سلام ہو؛ بے شک ہم نیکوکاروں کو اسی طرح بدلادیا کرتے ہیں؛ بلاشبہ وہ (نوح)

ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ (سورہ صافات- آیت ۸۲)۔

۱۲۳۔ تم میں سے جس شخص کو غرق ہونے کا خوف ہو اسے یہ پڑھنا چاہئے بسم اللہ مجریہا ومرسیہا ان ربی لغفور

رحیم ﴿سورہ ہود- آیت ۴۱﴾ بِسْمِ اللّٰهِ الْمَلِکِ الْقَوِیِّ ﴿۱﴾ و ما قدرہ اللہ حق قدرہ والأرض جمیعاً قبضتہ یوم القیامۃ

والسموات مطویات بيمينه سبحانه وتعالی عما یشرکون ﴿سورہ زمر- آیت ۶۷﴾ اللہ کے نام سے اس (کشتی) کا بہاؤ اور ٹھہراؤ

ہے، بلاشبہ میرا پالنے والا ہی بہت مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ﴿اللہ کے نام سے کہ جو مالک مطلق اور صاحب قوت ہے﴾ ان لوگوں

نے خدا کی کماحقہ قدر نہیں کی حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اس کے قبضہ میں ہوگی اور سارے آسمان (گویا) اس کے دانے ہاتھ میں پویت

دیئے جائیں گے؛ وہ پاک و برتر ہے (ہر) اس چیز سے کہ جسے وہ لوگ اس کا شریک گردانتے ہیں۔

۱۲۴۔ ساتویں دن اپنی اولاد کا عقیدہ کرو اور اس کے بالوں کے وزن کے مطابق کسی مسلمان کو چاندی صدقہ کرو کہ اسی طرح رسول خدا

نے حضرات حسن و حسین اور اپنی دیگر اولادوں کے ساتھ کیا تھا۔

۱۲۵۔ جب تم سائل کو کوئی چیز دو تو اس سے اپنے لئے دعا کرنے کی درخواست کرو اس لئے کہ تمہارے حق میں یہ دعا مقبول ہے جبکہ اس

کے اپنے حق میں کی گئی اس کی دعا مقبول نہیں اس لئے کہ یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔

۱۲۶۔ جس ہاتھ نے سائل کو دیا ہے اس کو بوسہ دو اس لئے کہ سائل کے ہاتھ میں جانے سے پہلے اسے اللہ عزوجل لیتا ہے جس طرح کہ

اللہ عزوجل فرماتا ہے: اللم تعلموا ان اللہ هو یقبل التوبۃ عن عبادہ و یاخذ الصدقات۔ کیا ان لوگوں نے اتنا (بھی) نہ جانا کہ یقیناً خدا

ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور (وہ ہی) خیراتیں بھی لیتا ہے۔ (سورہ توبہ- آیت ۱۰۴)

- ۱۲۷۔ رات کے وقت صدقہ دو کہ رات کا صدقہ پروردگار جل جلالہ کے غضب کو فرو کر دیتا ہے۔
- ۱۲۸۔ اپنے کردار کے ذریعہ اپنی باتوں کو شمار کرو تو سوائے نیک باتوں کے تم باتیں کم کرو گے۔
- ۱۲۹۔ جو اللہ نے تمہیں نصیب کیا ہے اس میں سے خرچ کرو، اس لئے کہ خرچ کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے قائم مقام ہے، لہذا جسے واپسی کا یقین ہے وہ سخاوت کرتا ہے اور اس کا نفس خرچ کرنے سے کسی لمحہ دریغ نہیں کرتا۔
- ۱۳۰۔ جسے (پہلے) کسی بات کا یقین ہو اور بعد میں شک کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے یقین پر عمل کرے، اس لئے کہ شک یقین کو باطل نہیں کرتا۔
- ۱۳۱۔ جھوٹی گواہی مت دو!
- ۱۳۲۔ جس دسترخوان پر شراب پی جا رہی ہو اس پر مت بیٹھو، اس لئے کہ بندہ کو نہیں معلوم کہ کب اس کا مواخذہ ہو جائے۔
- ۱۳۳۔ تم میں سے جب کوئی کھانا کھانے بیٹھے تو اس طرح بیٹھے جیسے کوئی بندہ بیٹھتا ہے، لہذا تم میں سے کوئی شخص بھی ہرگز اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پر رکھے اور نہ ہی چار زانو ہو کر بیٹھے اس لئے کہ اس قسم کی بیٹھک اللہ کو سخت ناپسند ہے اور ایسا کرنے والے سے اللہ نفرت کرتا ہے۔
- ۱۳۴۔ تین مہرون کے عشاء نیو کا وقت نماز عشاء کے بعد ہے۔ نیز رات کے کھانے کو ترک مت کرو کہ اسے ترک کرنا بدن کو خراب کر دیتا ہے۔
- ۱۳۵۔ تپ موت کی قیادت کرنے والا ہے!
- ۱۳۶۔ اللہ کا قید خانہ زمین میں ہے کہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس میں قید کر دیتا ہے اور یہ گناہوں کو جھاڑ دیتا ہے جس طرح کہ اونٹ کے کہو بان سے پشم گرنے لگتا ہے۔
- ۱۳۷۔ کوئی بیماری ایسی نہیں جو اندرونی نہ ہو سوائے زخم اور تپ کے کہ یہ دونوں جسم پر ہی وارد ہوتے ہیں۔
- ۱۳۸۔ تپ کی شدت کو بخشنا اور ٹھنڈے پانی سے توڑو اس لئے کہ اس کی حرارت جہنم کی تپش کا حصہ ہے۔
- ۱۳۹۔ جب تک مرض صحت پر غالب نہ آ جائے مسلمان شخص اس کی دوا نہیں کرتا۔
- ۱۴۰۔ دُعا تقدیر کے حتمی فیصلے کو نال دیتی ہے لہذا دُعا کو اپنا ہتھیار بناو!
- ۱۴۱۔ طہارت کے بعد وضو س نیکیاں ہے، لہذا طہارت حاصل کرو!
- ۱۴۲۔ سُستی اور کابلی سے دُور رہو، اس لئے کہ جو شخص سُستی سے کام لیتا ہے وہ اللہ عزوجل کا حق ادا نہیں کرتا۔
- ۱۴۳۔ جس ریح کی بو سے اذیت ہوتی ہے اس سے پانی کے ذریعہ پاک صاف ہو جاؤ۔
- ۱۴۴۔ خود اپنی رعایت کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اس میل کچیل سے نفرت کرتا ہے جو ان کے ہمنشین کو کرب سے کراہنے پر مجبور کر دے۔

۱۴۵۔ دوران نماز مِر دا پنی ڈاڑھی سے کھیلتا ہے اور نہ ہی کسی ایسی چیز سے جو اس کی توجہ نماز سے ہٹا دے۔

۱۴۶۔ قبل اس کے کہ تم کسی اور کام میں مشغول ہو جاؤ عمل خیر کی جانب تیزی سے اقدام کرو!

- ۱۴۷۔ مومن کا نفس اس کی وجہ سے رنج میں مبتلا رہتا ہے جبکہ لوگ اس سے راحت میں ہوتے ہیں!
- ۱۴۸۔ تمہارا ہر کلام ذکر خدا عزوجل ہونا چاہئے۔
- ۱۴۹۔ گناہوں سے دور رہو، کیونکہ جب بندہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کا رزق روک لیا جاتا ہے!
- ۱۵۰۔ اپنے مریضوں کی دوائیوں سے کرو!
- ۱۵۱۔ اپنے اموال کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ کرلو!
- ۱۵۲۔ نماز ہر پرہیزگار کے لئے تقرب کا وسیلہ ہے۔
- ۱۵۳۔ حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔
- ۱۵۴۔ عورت کا جہاد اچھی شوہر داری ہے۔
- ۱۵۵۔ تنگدستی ہی سب سے بڑی موت ہے!
- ۱۵۶۔ اہل و عیال کا کم ہونا بھی ایک ثروت مند ہے!
- ۱۵۷۔ اندازہ گیری (Planning) آدھی زندگی ہے!
- ۱۵۸۔ غم و اندوہ آدھا بوڑھا پاپ ہے!
- ۱۵۹۔ میانہ روی سے کام لینے والا کبھی تنگدست نہیں ہوتا!
- ۱۶۰۔ مشورہ طلب کرنے والا کبھی ہلاک نہیں ہوتا!
- ۱۶۱۔ صاحب حسب یادیندار شخص کے علاوہ کسی کے ساتھ قیمتی کرنے میں بھلائی نہیں!
- ۱۶۲۔ ہر چیز کا شمرہ ہوتا ہے اور تنگی کا شمرہ اس میں نجات کرنا ہے!
- ۱۶۳۔ جس شخص کو واپس کا یقین ہوتا ہے وہ داد و بخش سے دریغ نہیں کرتا!
- ۱۶۴۔ جو شخص مصیبت کے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر مارتا ہے اس کا اجر ضائع ہو جاتا ہے!
- ۱۶۵۔ کسی شخص کا سب سے افضل عمل اللہ عزوجل کی جانب سے کشادگی کا انتظار کرنا ہے!
- ۱۶۶۔ جو شخص اپنے والدین کو رنجیدہ کر دے وہ عاق ہو جاتا ہے!
- ۱۶۷۔ رزق کو صدقہ کے ذریعہ نازل کرواؤ!
- ۱۶۸۔ بلاؤں کے نازل ہونے سے پہلے انہیں دُعا کے ذریعہ اپنے آپ سے دُور کر دو! پس اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا بلا مومن کا رنج چوٹی کے اوپر سے اس کی نیچائی کی طرف آنے والے گھوڑوں کی رفتار یا وزن کھینچنے والے گھوڑوں کی دوڑ سے بھی تیز تر کرتی ہے!

۱۶۹۔ اللہ تعالیٰ سے بلاؤں کی سختی سے عافیت طلب کرو، اس لئے کہ سخت بلائیں انسان کے دین کو زائل کر دیتی ہیں!

۱۷۰۔ خوش بخت وہ ہے جسے کسی امر نے نصیحت کی تو اس نے عبرت حاصل کر لی!

- ۱۷۱۔ اپنے نفس کو اخلاقِ حسنہ کی ریاضت کرواؤ، اس لئے کہ مسلمان بندہ اپنے حسنِ خلق کی وجہ سے ایک عبادت گزار روزہ دار کے درجہ پر فائز ہو جاتا ہے!
- ۱۷۲۔ جو شخص یہ جانتے ہوئے کہ شراب حرام ہے اُسے پی لے تو اللہ سے خیال کا کچھڑ (دو زخیوں کا پیپ اور خون) پلائے گا اگرچہ اس کی بخشش ہو چکی ہو!
- ۱۷۳۔ معصیت کے لئے نذر نہیں ہوتی اور نہ ہی قطعِ رحمی کے لئے کوئی قسم قابلِ اعتبار ہوتی ہے!
- ۱۷۴۔ بغیر عمل کے پکارنے والا ایسا ہے جیسے بغیر کمان کے تیر!
- ۱۷۵۔ مسلمان عورت کو اپنے شوہر کی خاطر خوشبو لگانی چاہئے۔
- ۱۷۶۔ اپنے مال کی حفاظت کی خاطر قتل کیا جانے والا شہید ہے!
- ۱۷۷۔ جس کے ساتھ عُین کیا گیا ہو وہ قابلِ تعریف ہے اور نہ ہی اُسے کوئی ثواب حاصل ہوگا!
- ۱۷۸۔ باپ کے ہوتے ہوئے بیٹے کی قسم اور شوہر کے ہوتے ہوئے بیوی کی قسم قابلِ اعتبار نہیں!
- ۱۷۹۔ دن سے لے کر رات تک خاموشی کی کوئی اہمیت نہیں سوائے اس کے کہ ایسا کرنا ذکرِ خدا عزوجل کی وجہ سے ہو۔
- ۱۸۰۔ ہجرت کے بعد یہاں تک عرب نہیں بننا چاہئے اور فتحِ مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں!
- ۱۸۱۔ تجارتوں کا پناؤ کہ ان میں لوگوں سے بے نیازی ہے نیز اللہ عزوجل امین پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے!
- ۱۸۲۔ اللہ عزوجل کے نزدیک نماز سے افضل کوئی عمل نہیں، لہذا ایسا ہرگز مت ہونے دینا کہ نبوی امور تمہیں نماز کے اوقات سے غافل کر دیں، اس لئے کہ اللہ عزوجل نے کچھ قوموں کی مذمت کی ہے، لہذا فرماتا ہے: **الذین ہم عن صلاتہم ساهون**، یعنی یہ لوگ غافل تھے اور انہوں نے نماز کے اوقات کو سہک جانا۔ (سورۃ ماعون - آیت ۷)
- ۱۸۳۔ جان لو کہ تمہارے نیلو کارڈن باہم دکھاوا کرتے ہیں، لیکن اللہ عزوجل انہیں توفیق دیتا ہے اور نہ ہی سوائے ان کے خالص عمل کے کوئی شے قبول کرتا ہے۔
- ۱۸۴۔ نیکی کبھی بوسیدہ نہیں ہوتی اور گناہ کبھی فراموش نہیں کیا جاتا نیز خدائے جلیل ان لوگوں کے ہمراہ ہے جو توفیقی اختیار کرتے ہیں اور جو لوگ نیلو کارڈن ہیں۔
- ۱۸۵۔ مومن اپنے بھائی کو دھوکہ نہیں دیتا، اس سے خیانت نہیں کرتا، اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا، اُس پر تہمت نہیں لگاتا اور یہ نہیں کہتا کہ ”میں تم سے بیزار ہوں!“
- ۱۸۶۔ اپنے بھائی کے لئے دو شیزہ تلاش کرو اور اگر دو شیزہ نہ مل سکے تو اس سے عذر خواہی کر لو!
- ۱۸۷۔ کسی پہاڑ کو اس کی جڑ سے گرا دینے کی مشق کرنا آسان تر ہے بہ نسبت کسی ایسی سلطنت کو ہاتھ سے دے دینا جس کی مقبرہ مدت ختم نہیں ہوئی، پس اللہ سے مدد طلب کرو اور صبر سے کام لو کہ اللہ اپنے جس بندہ کو چاہے زمین کا وارث بنا دیتا ہے اور عاقبت تو پر سیزگاروں کے لئے ہے۔

۱۸۸۔ وقت سے پہلے کسی چیز کے بارے میں نجلت سے کام مت لو کہ مبادا پشیمان ہو جاؤ!

۱۸۹۔ مدت (ایک نسخہ میں ہے آرزو) کو طویل مت جانو کہ تم سخت دل ہو جاؤ گے!

۱۹۰۔ اپنے کمزوروں کی دستگیری کرو اور ان پر مہربانی کے ذریعہ اللہ عزوجل کی رحمت طلب کرو۔

۱۹۱۔ کسی مسلمان کی غیبت سے پرہیز کرو اس لئے کہ مسلمان اپنے بھائی کی غیبت نہیں کرتا جبکہ اللہ عزوجل نے اس سے منع فرمایا ہے:

ولا يغتب بعضكم بعضاً أئحب أحدكم أن يأكل لحم أخيه ميتاً. اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟! (سورہ حجرات - آیت ۱۲)

۱۹۲۔ دوران نماز ایک مسلمان اپنے دونوں ہاتھوں کو یکجا نہیں کرتا درحالیکہ وہ اللہ عزوجل کے سامنے کھڑا ہو، (کیونکہ اس طرح) وہ کفار

یعنی مجوس سے مشابہت رکھتا ہے۔

۱۹۳۔ تم میں سے ہر ایک کو کھانا کھاتے وقت اس طرح بیٹھنا چاہئے جیسے کوئی بندہ بیٹھتا ہے، زمین پر کھانا کھاؤ اور کھڑے رہ کر پانی

مت پیو!

۱۹۴۔ اگر دوران نماز کوئی (موذی) جانور سے دوچار ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اُس کو (مار کر) ذبح کر دے اور اس پر تھوک دے یا

فراغت ہونے تک اسے اپنے کپڑے میں لپیٹ لے۔

۱۹۵۔ (دوران نماز) کسی اور جانب اس طرح متوجہ ہو جانا کہ نماز کی صورت برقرار نہ رہے نماز کو باطل کر دیتا ہے۔ نیز اس طرح کرنے

والے کو چاہئے کہ وہ اذان اور تکبیر سے ابتدا کرے۔

۱۹۶۔ جو شخص سورج کے طلوع ہونے سے قبل گیارہ مرتبہ قل هو اللہ احد پڑھے، اسی طرح انا انزلناہ اور اسی طرح آیت الکرسی

تو اس نے اپنے مال کو (ہر قسم کے) خطرہ سے محفوظ کر لیا۔

۱۹۷۔ جو شخص سورج کے طلوع ہونے سے پہلے قل هو اللہ احد اور انا انزلناہ پڑھے وہ اس دن کوئی گناہ نہیں کرے گا خواہ ابلیس

کوشش کرتا رہے!

۱۹۸۔ دین میں کجروی اور لوگوں کے تسلط سے اللہ کی پناہ مانگو!

۱۹۹۔ جس شخص نے ہم سے منہ پھیر لیا وہ بلاک ہو گیا!

۲۰۰۔ کپڑا اور چڑھالینا اس کی طہارت کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وثيابك فطهور. اور پھر اپنے کپڑوں کو پاک رکھو! (سورہ

مدرثر - آیت ۴) یعنی اوپر چڑھالو۔

۲۰۱۔ شہد چائناہر بیماری سے شفا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يخرج من بطونها شراب مختلف ألوانه فيه شفاء

للناس. اُن (کھینوں) کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز نکلتی ہے (شہد) جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں کہ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ (سورہ

نحل - آیت ۹۶) (البتہ) یہ تلاوت قرآن کے ہمراہ ہے۔

۲۰۲۔ کندر کا چبانہ بلغم کو دور کرتا ہے۔

۲۰۳۔ اپنے کھانے کی ابتدا نمک سے کرو، چنانچہ اگر لوگ یہ جان جاتے کہ نمک میں کیا (خوبیاں) ہیں تو وہ اس کو محض تبریق پر (بھی) ترجیح دیتے؛ جو شخص اپنے کھانے کی ابتدا نمک سے کرتا ہے اس سے ستر بیماریاں اور وہ چیزیں دور ہو جاتی ہیں جنہیں سوائے اللہ عزوجل کے کوئی نہیں جانتا۔

۲۰۴۔ گرمی کے موسم میں تپ زدہ پر ٹھنڈا پانی گراؤ کہ یہ اس کی پیش کو خاموش کر دے گا۔

۲۰۵۔ ہر ماہ تین دن روزہ رکھو کہ یہ صوم دہر کے برابر ہے اور ہم دو جمعرات اور ان کے بیچ بدھ کے دن روزہ رکھتے ہیں اس لئے کہ اللہ عزوجل نے جنہم کو بدھ کے دن خلق کیا تھا۔

۲۰۶۔ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے جمعرات کے دن صبح سویرے اس کی طلب میں نکلنا چاہئے اس لئے کہ رسول خدا نے فرمایا: ”اے میرے اللہ، میری امت کے لئے جمعرات کی صبحیں مبارک قرار دے“۔ اسی طرح اپنے گھر سے نکلتے وقت آل عمران کی آخری چند آیات، آیت الکرسی، انا نزلناہ اور سورہ حمد کی قرأت کرنی چاہئے اس لئے کہ ان میں دنیا اور آخرت کی حاجت روائیاں ہیں۔

۲۰۷۔ تم پر مونے کپڑے پہننا لازم ہے اس لئے کہ جو شخص باریک لباس پہنتا ہے اس کا دین (بھی) باریک ہوتا ہے۔

۲۰۸۔ تم میں سے کوئی بھی اپنے پروردگار جل جلالہ کے سامنے ایسی حالت میں نہ کھڑا ہو کہ اس کے بدن پر ایسا لباس ہو جو اس کے بدن کی نمائش کرے۔

۲۰۹۔ اللہ عزوجل سے توبہ کرو اور اس کی محبت (کے دائرہ) میں داخل ہو جاؤ اس لئے کہ اللہ عزوجل توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور وہ پاکیزہ لوگوں سے (بھی) محبت کرتا ہے۔ نیز مومن اکثر توبہ کرتا رہتا ہے۔

۲۱۰۔ جب کوئی مومن اپنے بھائی سے ”اُف!“ کہتا ہے تو ان دونوں کے مابین استوار رشتہ ٹوٹ جاتا ہے اور جب اس سے یہ کہا جاتا ہے کہ ”تم کافر ہو!“ تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو جاتا ہے۔ نیز جب اس پر تہمت لگائی جاتی ہے تو اس کا اسلام ایسے زائل ہو جاتا ہے جیسے نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔

۲۱۱۔ جو شخص توبہ کرنا چاہے اس کے لئے اس کا دروازہ کھلا ہوا ہے، لہذا اللہ سے توبہ کرو (البتہ) توبہ نضوح کہ شاید تمہارا پروردگار تمہاری برائیوں کا جبران کر دے۔

۲۱۲۔ جب تم وعدہ کرو تو اپنے وعدہ کو پورا کرو۔

۲۱۳۔ کسی نعمت یا زندگی کی رونق کو زوال نہیں آتا مگر ان گناہوں کے سبب جن کے وہ لوگ مرتکب ہوتے ہیں۔ یقیناً اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ نیز اگر یہ لوگ دُعا اور (خدا کی طرف) رجوع کے ذریعہ سبقت کرتے تو کوئی بلا نازل نہ ہوتی اور جب خدائی انتقام نازل ہو گیا اور ان سے نعمت چھین لی گئی اگر اس وقت وہ سچے دل سے اللہ عزوجل کی پناہ لیتے اور انہیں سبک نہ جانتے اور نہ ہی زیادتی کرتے تو اللہ ان کے تمام گبڑے امور کی اصلاح فرما دیتا اور ان کی نیکی انہیں لوٹا دیتا۔

۲۱۴۔ جب کسی پر تنگی وارد ہو تو اسے اپنے پروردگار سے شکایت کرنی چاہئے کہ جس کے ہاتھ میں تمام امور کی چابیاں ہیں اور ان کی تدبیر

بھی۔

۲۱۵۔ ہر شخص میں ایک تہائی تکبر ہوتا ہے اور بدفالی اور بے جا آرزو بھی، لہذا جب تم میں سے کوئی بد شکونی خیال کرے تو اسے اس کی پروا نہیں کرنی چاہئے بلکہ اللہ عزوجل کا ذکر کرنا چاہئے۔ اسی طرح جب تکبر کا خوف ہو تو اپنے غلام اور خادم کے ساتھ کھانا کھالینا چاہئے اور گوشت کا دودھ دو لینا چاہئے۔ نیز بے جا آرزو کے موقع پر اللہ عزوجل سے سوال کرنا چاہئے اور اسی کی جانب متوجہ ہونا چاہئے، البتہ گناہ کے ذریعہ اس سے بھگڑا مت کرو!

۲۱۶۔ لوگوں سے ان کی معرفت کے مطابق میل جول رکھو اور جس بات کے وہ منکر ہیں اس سلسلہ میں انہیں چھوڑ دو اور انہیں اپنی اور ہماری بات ماننے پر مجبور مت کرو، اس لئے کہ ہمارا معاملہ بہت سخت اور ناقابل برداشت ہے کہ اسے کسی مقرب فرشتہ، نبی مہرسل اور ایسے بندہ کے علاوہ کوئی برداشت نہیں کر سکتا جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لئے آزمایا ہو۔

۲۱۷۔ جب تم میں سے کسی کو شیطان وسوسہ میں ڈال دے تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور کہے ”اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهِ مُخْلِصًا لِّهِ الدِّيْنَ“۔

۲۱۸۔ جب اللہ کسی مومن کو نیا لباس پہنائے تو اسے چاہئے کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے کہ جس میں سورہ حمد، آیت الکرسی، قل هو اللہ احد اور انزلناہ کی قرأت کرے اور اس اللہ کی حمد بجلائے جس نے اس کی شرمگاہ ڈھانپی اور لوگوں میں اس کو زینت بخشی۔ نیز لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بکثرت پڑھو تو اس (لباس) میں کوئی گناہ نہیں ہوگا اور اس کے ہر ریشہ کے عوض ایک فرشتہ اس کی تقدیس بیان کرے گا، اس کے لئے مغفرت طلب کرے گا اور اس پر رحم کی درخواست کرے گا۔

۲۱۹۔ آپس کی بدگمانی کو نظر انداز کر دو اس لئے کہ اللہ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

۲۲۰۔ میں حوض کوثر پر رسول خدا، اپنی عزت اور دونوں سبط کے ساتھ ہوؤں گا، لہذا جو شخص ہمارے ساتھ رہنا چاہے اسے ہمارے قول کو تسلیم کرنا ہوگا اور ہمارے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔

۲۲۱۔ ہر اہلیت کے لئے ایک نجیب ہے اور ہمارے لئے اور ہم سے مؤدّت رکھنے والوں کے لئے شفاعت ہے تو تم لوگ ہم سے حوض کوثر پر ملاقات کرنے میں ایک دوسرے سے رشک کرو کہ ہم اپنے دشمنوں کو وہاں سے دھتکار دیں گے اور اپنے محبوبوں اور دوستوں کو اس سے سیراب کریں گے؛ جو شخص اس میں سے ایک گھونٹ پیئے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ ہمارے حوض میں دو گھاٹ ہیں جو جنت سے جاری ہوتے ہیں کہ ان میں سے ایک تسنیم اور دوسرا معین ہے کہ ان کے کنارے زعفران کے ہیں اور لونو اور یا قوت کے سنگریزے ہیں کہ یہی کوثر ہے۔

۲۲۲۔ تمام امور اللہ کے دست قدرت میں ہیں نہ کہ بندوں کے دست قدرت میں، اس لئے کہ اگر بندوں کے اختیار میں ہوتے تو وہ ہم پر کسی کو ترجیح نہ دیتے مگر اللہ جسے چاہے اپنی رحمت سے مخصوص کر دیتا ہے، تو تم لوگ اس بات پر اللہ کی حمد بجلاؤ کہ اس نے اپنی بزرگ ترین نعمت سے تم کو نوازا، حلال زادگی جیسی نعمت۔

۲۲۳۔ قیامت کے دن ہر آنکھ روئے گی اور ہر آنکھ بے خواب گی مگر وہ آنکھ جسے اللہ نے اپنی کرامت سے نوازا ہے اور وہ امام حسین اور آل محمد کے ساتھ زیادتی پر گریہ کرتی ہے۔

۲۲۴۔ بخدا، ہمارے شیعہ شہد کی مکھی کے قائم مقام ہیں کہ اگر لوگ یہ جان جائیں کہ اس (شہد کی مکھی) کے پیٹ میں کیا ہے تو اس کو

نکال کر کھا جائیں!

۲۲۵۔ جو شخص کھانے پر بیٹھا ہو اس کے لئے جلد بازی سے کام مت لو یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے اور اسی طرح پاخانہ کرتے وقت یہاں تک کہ وہ رفع حاجت سے فارغ ہو جائے۔

۲۲۶۔ جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو جائے تو کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَرَبِّ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِيهَا، وَرَبِّ الْأَرْضِينَ وَمَا فِيهِنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. (نہیں ہے کوئی معبود جز اللہ کے کہ جو بڑا بڑا بار صاحب کرم ہے، اور وہی ہر شے پر قادر ہے، پاک ہے تمام انبیاء اور ان فرستادہ (انبیاء) کی آل کا پالنے والا، اور آسمانوں اور ان میں موجود ہر شے کا پالنے والا، اور تمام زمینوں اور ان میں موجود چیزوں کا پالنے والا اور عرش عظیم کا پروردگار! نیز تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے) اور جب نیند سے اٹھ بیٹھے تو کھڑے ہونے سے پہلے کہے حَسْبِيَ اللَّهُ حَسْبِيَ اللَّهُ الرَّبُّ مِنَ الْعِبَادِ، حَسْبِيَ اللَّهُ الَّذِي هُوَ حَسْبِي مُنْذُ كُنْتُ، حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (میرے لئے اللہ کافی ہے، بندوں کو چھوڑ کر میرے لئے پروردگار کافی ہے، کافی ہے میرے لئے اللہ کہ وہی ہے جو میرے وجود کے روزاؤل سے میرے لئے کافی رہا، کافی ہے میرے لئے اللہ اور وہ کتنا اچھا کارساز ہے!)۔

۲۲۷۔ جب تم میں سے کوئی رات کو کھڑا ہو تو اسے آسمان کی اطراف میں نگاہ کر کے اِن فِی خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ سَعَى لِرِجَالِكُمْ لَا تَخْلَفُ الْمِيعَادَ (سورہ آل عمران - آیت ۱۹۰ تا ۱۹۳) تک تلاوت کرنی چاہئے۔

۲۲۸۔ زم زم کے کنویں میں جھانکنے سے بیماری دور ہوتی ہے۔ لہذا اس کے اس حصہ کا پانی پیو جو رکن حجر اسود کے پیچھے ہے، اس لئے کہ حجر اسود کے نیچے جنت کی چار نہریں بہتی ہیں: فرات، نیل، سیحان اور جحجان کہ یہ دونوں (بھی) نہریں ہیں۔

۲۲۹۔ کسی مومن (ایک نسخہ میں ہے مسلمان) کو ایسے شخص کی رکاب میں جہاد کے لئے نہیں نکلنا چاہئے جس کی حاکمیت اس کے لئے قابل اطمینان نہیں اور نہ ہی وہ مال غنیمت کے بارے میں اللہ کا کوئی حکم نافذ کرتا ہے، کیونکہ اگر اس حالت میں وہ مر گیا تو ہمارے حقوق کو روک لینے اور ہمارا خون بہانے میں وہ ہمارے دشمن کا مددگار ثابت ہوگا اور اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

۲۳۰۔ ہم اہلبیت کا ذکر درداور بیماریوں اور سینہ کے وسوسوں سے شفا ہے۔

۲۳۱۔ ہماری محبت پروردگار عزوجل کی خوشنودی ہے۔

۲۳۲۔ ہمارے حکم کو تسلیم کرنے والا اکل (روز قیامت) ہمارے ساتھ قدس کے احاطہ میں ہوگا۔

۲۳۳۔ ہمارے امر کا منتظر اللہ کی راہ میں اپنا خون بہانے والے کی مانند ہے۔

۲۳۴۔ جو شخص ہمارے ساتھ جنگ میں شریک ہو یا ہمارے نالہ و فریاد کو سنے مگر ہماری مدد نہ کرے تو اللہ اس کو دونوں زخروں (بظاہر منہ مراد ہے) کے بل جہنم میں گرا دے گا۔

۲۳۵۔ جب لوگوں پر زیادتی ہو اور ان پر راستے تنگ ہو جائیں تو ہم مدد اور فریادری کے باب ہیں اور ہم ہی باب حلہ ہیں جو باب مسلم (ایک نسخہ میں ہے سلامتی کا باب) ہے کہ جو اس میں داخل ہو جائے تو نجات یافتہ ہو اور جو اس سے منہ موڑ لے وہ بھٹک گیا۔ ہمارے ذریعہ ہی اللہ

نے آغاز کیا، ہمارے ذریعہ ہی اللہ جو چاہتا ہے، ہمارے ذریعہ ہی مثبت کرتا ہے، اللہ ہمارے وسیلہ سے سخت زمانہ کو دور کرتا ہے اور ہماری بدولت ہی بارش برتی ہے تو (خیال رہے کہ) دھوکہ باز تمہیں خدا کے معاملہ میں دھوکہ نہ دیدے!

۲۳۶۔ جب سے اللہ عزوجل نے آسمانی دروازے بند کر دیئے ہیں آسمان نے ایک قطرہ نہیں برسایا اور اگر ہمارا قائم قیام کر لیتا تو آسمان اپنے قطرے برسادیتا، زمین نباتات باہر نکالتی، لوگوں کے دلوں سے کینہ دور ہو جاتا اور درندے اور چوپائے باہم صلح کر لیتے یہاں تک کہ ایک عورت عراق سے شام تک راہ چلتی تو اس کا ہر قدم نباتات پر پڑتا، اس کے سر پر زینت ہوتی اور اسے کوئی درندہ ہراساں کرتا اور نہ ہی وہ اس سے ڈرتی۔

۲۳۷۔ اگر تمہیں اس بات کا علم ہو جاتا کہ تمہارے دشمنوں کی جوازیت ناک باتیں تم سنتے ہو اس کے عوض تمہارا کیا مقام ہے تو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں!

۲۳۸۔ جب میں تمہارے درمیان نہ رہوں گا تو میرے بعد تم کو جان کا خطرہ ہوگا اور تم منکروں، دشمنوں، صاحبان اقتدار اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کو خلیف سمجھنے والوں کے کچھ ایسے امور کا مشاہدہ کرو گے کہ تم موت کی تمنا کرنے لگو گے مگر جب ایسا وقت آئے تو تم سب مل کر اللہ کی رستی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور آپس میں تفرقہ مت کرنا نیز صبر، نماز اور تقیہ کا دامن مت چھوڑنا!

۲۳۹۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے متلون بندوں سے نفرت کرتا ہے!

۲۴۰۔ حق اور اہل حق سے دست کشی نہ کرو، کیونکہ جس شخص نے ہمارے بدلے کسی اور کا انتخاب کیا وہ بلاک ہو گیا، اس سے دنیا فوت ہو گئی اور وہ اس سے باہر نکل گیا!

۲۴۱۔ جب تم میں سے کوئی اپنے گھر میں داخل ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے گھر والوں کو سلام کرے یعنی کہے ”السلام علیکم“ اور اگر اس کے گھر والے نہ ہوں تو کہے ”السلام علینا من ربنا“ اور گھر میں داخل ہوتے وقت قبل ہو اللہ احد پڑھے تو اس سے تنگدستی دور ہوتی ہے۔

۲۴۲۔ اپنے بچوں کو نماز سکھاؤ اور جب وہ آٹھ سال کے ہو جائیں تو اس پر ان کا مواخذہ کرو!

۲۴۳۔ کتوں کے قریب جانے سے باز رہو اس لئے کہ جو شخص کتے کو چھوئے اور وہ تر ہو تو اسے دھو لینا چاہئے جبکہ اگر خشک ہو تو اپنے کپڑوں پر پانی چھڑکنا چاہئے۔

۲۴۴۔ جب تم ہماری کسی ایسی حدیث کو سنو جس کی تمہیں معرفت نہیں ہے تو اسے ہماری جانب لوٹا دو اور اس موقع پر توقف کرو اور تسلیم کر لو یہاں تک کہ تم پر حق بات واضح ہو جائے۔

۲۴۵۔ جلد بازی میں ہمارے راز افشا کرنے والے نہ ٹھہرو!

۲۴۶۔ ہر غالی ہماری طرف لوٹے گا اور ہمارے حق میں کوتاہی کرنے والا ہم سے آملے گا۔

۲۴۷۔ جو شخص ہم سے متمسک رہے وہ (حق سے) جا ملتا اور جو ہمارے علاوہ کسی اور روش پر چلے وہ غرق ہو گیا۔

۲۴۸۔ ہم سے محبت کرنے والے اللہ عزوجل کی رحمت کی افواج ہیں اور ہم سے نفرت کرنے والے غضب خدا کی افواج!

- ۲۴۹۔ ہمارا راستہ میانہ روی ہے اور ہمارے حکم میں ہدایت ہے۔
- ۲۵۰۔ پانچ مقامات پر سہو نہیں: وتر، جمعہ، ہر فرض نماز کی پہلی دو رکعتیں، فجر اور مغرب (یعنی بھول جانے پر دوبارہ ادا کرنا چاہئے)۔
- ۲۵۱۔ جب پاک نہ ہو (ایک نسخہ میں ہے جب تک پاک نہ ہو جائے) کسی بندہ کو قرآن نہیں پڑھنا چاہئے۔
- ۲۵۲۔ اگر تم نماز میں ہو تو ہر سورہ کا حق اُسے ادا کرو جیسے رکوٰۃ اور سجود۔
- ۲۵۳۔ کوئی شخص دوران نماز اپنی قمیض کو بغل کے نیچے دبا کر اپنے کان دھے پر نہ ڈالے کہ یہ قوم لوط کے افعال کا حصہ ہے۔
- ۲۵۴۔ اگر کوئی بندہ ایک کپڑے میں اس طرح نماز پڑھے کہ اس کے دونوں گوشے اپنی گردن میں باندھ دے تو اس کی نماز صحیح ہوگی اور اسی طرح اس پیراہن میں بھی نماز جائز ہے جو خنیم ہو اور اس میں مٹن لگے ہوں۔
- ۲۵۵۔ کسی شخص کو تصویر پر سجدہ نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی کسی ایسے فرش پر جس پر تصویر بنی ہو۔ البتہ یہ جائز ہے کہ تصویر اس کے دونوں قدموں تلے ہو یا اس کو کسی ایسی چیز سے ڈھانپ لے جو اس کو چھپا دے۔
- ۲۵۶۔ نماز پڑھتے وقت کسی شخص کو اپنے لباس میں ایسے درہم نہیں رکھنے چاہئیں جن پر تصویر بنی ہو البتہ اگر اسے خوف ہو تو ان درہموں کو بیکہ یا کسی لباس میں رکھنا جائز ہے اور (ایسے موقع پر) انہیں اپنی کمر پر باندھ لینا چاہئے۔
- ۲۵۷۔ کسی شخص کو گندم یا جو کے ڈھیر پر سجدہ نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی کسی ایسے رنگ پر جو کھانے کے کام آتا ہو اور نہ ہی روٹی پر۔
- ۲۵۸۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہنے سے پہلے وضو شروع نہیں کرنا چاہئے۔ جب پانی کو چھوئے تو کہے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (اے میرے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں کے زمرے میں سے قرار دے اور تو مجھے پاک و صاف رہنے والوں میں سے قرار دے!) وضو سے فارغ ہونے کے بعد کہے "أشھد أن لا إله الا اللہ وحده لا شریک له و أشھد أن محمداً عبده ورسوله" کہ ایسا کرنے پر وہ مغفرت کا مستحق قرار پاتا ہے۔
- ۲۵۹۔ جو شخص اللہ کے حق کی معرفت کے ساتھ نماز بجالائے تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔
- ۲۶۰۔ کسی شخص کو واجب نماز کے وقت میں نافلہ نماز نہیں پڑھنی چاہئے سوائے اس کے کہ کوئی مجبوری ہو لیکن اس کے بعد (بھی) اگر اس کے لئے قضا کرنا ممکن ہو تو اس کی قضا کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الذین ہم علی صلواتہم دآئمون جو لوگ ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں (سورہ معارج- آیت ۲۳) الذین یقضون ما فاتہم من اللیل بالنہار و ما فاتہم من النہار باللیل۔ کہ جو رات کی قضا دن میں بجالاتے ہیں اور دن کی قضا رات میں۔
- ۲۶۱۔ واجب نماز کے اوقات میں نافلہ نماز کی قضا نہیں پڑھنی چاہئے؛ ابتدا فرض نماز سے کرو پھر جس نماز کا دل چاہے پڑھو!
- ۲۶۲۔ حریم میں نماز پڑھنا ایک ہزار نماز پڑھنے کے برابر ہے۔
- ۲۶۳۔ حج کے لئے ایک درہم خرچ کرنا ایک ہزار درہم کے برابر ہے۔
- ۲۶۴۔ ہر شخص کو خضوع و خشوع کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے اس لئے کہ جس کا دل اللہ عزوجل کے لئے خضوع و خشوع سے کام لیتا ہے اس کے دیگر اعضا و جوارح بھی خشوع کرتے ہیں۔

۲۶۵۔ نماز کے دوران کسی شے کے ساتھ بازی مت کرو!

۲۶۶۔ نماز جمعہ میں رکوع سے پہلے قنوت ہے اور اس کی پہلی رکعت میں سورہ حمد اور سورہ جمعہ پڑھی جائے جبکہ اس کی دوسری رکعت میں سورہ حمد کے ساتھ سورہ منافقون پڑھی جائے۔

۲۶۷۔ ہر دو رکعتوں میں بیٹھ جاؤ یہاں تک کہ تمہارے اعضاء و جوارح پر سکون ہو جائیں، اس کے بعد تم کھڑے ہو جاؤ کہ اسی طرح ہم نے (بھی) کیا ہے۔

۲۶۸۔ جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھوں کو سینہ کے مقابل رکھے اور جب تم میں سے کوئی اللہ جل جلالہ کے سامنے کھڑا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے سینہ کو آگے کو کرے اور بالکل سیدھا کھڑے ہو جائے کہ ذرا خم نہ ہو!

۲۶۹۔ جب تم میں سے کوئی نماز سے فارغ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کرے اور دُعا کا اقدام کرے۔

اس موقع پر عبداللہ ابن سبائے نے کہا: اے امیر المؤمنین، کیا اللہ ہر جگہ نہیں پایا جاتا؟! آپ نے فرمایا: کیوں نہیں!

اس نے کہا: تو پھر وہ بندہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف کیوں اٹھائے!؟

آپ نے فرمایا: کیا تم نے (قرآن میں) نہیں پڑھا: وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ. اور آسمان میں تم لوگوں کی روزی اور روہ چیز ہے کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے (سورہ ذاریات- آیت ۲۲) جبکہ اللہ نے صرف وہیں سے رزق طلب کرنے کا وعدہ دیا ہے جو اس کا اور اس کے رزق کا مقام ہے اور اللہ نے جس چیز کا وعدہ کیا ہے وہ آسمان ہے!

۲۷۰۔ انسان کو اس وقت تک نماز سے نہیں اٹھنا چاہئے جب تک وہ اللہ سے جنت کی درخواست نہ کر لے، جہنم سے پناہ نہ مانگ لے اور اس سے یہ درخواست نہ کر لے کہ وہ اسے حورالعین نصیب کرے۔

۲۷۱۔ جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے قیام کرے تو اسے چاہئے کہ ایک وداع کرنے والے کی مانند نماز پڑھے۔

۲۷۲۔ تبسم نماز کو باطل نہیں کرتا، البتہ تہنہ نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

۲۷۳۔ جب نیند دل سے مخلوط ہو جائے تو وضو واجب ہو جاتا ہے۔

۲۷۴۔ اگر دوران نماز تمہاری آنکھ تم پر غلبہ پالے تو نماز توڑ دو اور سو جاؤ، اس لئے کہ تم نہیں جانتے کہ (اب تم) اپنے حق میں دعا مانگ

رہے ہو یا اپنے لئے بددعا کر رہے ہو!

۲۷۵۔ جو شخص ہمیں دل سے دوست رکھے، اپنی زبان سے ہماری اعانت کرے اور ہماری رکاب میں ہمارے دشمنوں سے جنگ کرے تو وہ جنت میں ہمارے درجہ میں ہوگا؛ جو شخص ہمیں دل سے دوست رکھے اور اپنی زبان سے ہماری اعانت کرے مگر ہماری رکاب میں ہمارے دشمنوں سے جنگ نہ کرے تو وہ اس سے نچلے درجہ میں ہوگا اور جو شخص ہمیں دل سے دوست رکھے اور اپنی زبان اور اپنے ہاتھوں سے ہماری اعانت نہ کرے تو وہ جنت میں ان دونوں درجوں سے بھی نچلے درجہ میں ہوگا۔

۲۷۶۔ جس شخص کے دل میں ہمارے لئے نفرت ہو اور وہ اپنی زبان اور اپنے ہاتھوں سے ہمارے خلاف (دوسروں کی) اعانت کرے تو ایسا شخص جہنم میں ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہوگا، جس شخص کے دل میں ہمارے لئے نفرت ہو اور وہ اپنی زبان سے ہمارے خلاف (دوسروں کی) اعانت کرے تو ایسا شخص جہنم میں جائے گا اور جس شخص کے دل میں ہمارے لئے نفرت ہو مگر وہ اپنی زبان یا اپنے ہاتھوں سے ہمارے خلاف (دوسروں کی) اعانت نہ کرے تو ایسا شخص (بھی) جہنم میں جائے گا۔

۲۷۷۔ جنتی لوگ ہماری اور ہمارے شیعوں کے مکانوں کی طرف ایسے دیکھیں گے جیسے انسان ستاروں کی جانب دیکھتا ہے!

۲۷۸۔ جب تم آخری تسبیحات سے فارغ ہو جاؤ (ایک نسخہ میں ہے پڑھ لو) تو کہو ”سبحان اللہ الاعلیٰ“۔

۲۷۹۔ جب تم یہ پڑھو: **إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ** تو تم نبی پر صلوات بھیجو چاہے نماز کی حالت ہو یا کسی اور حالت میں!

۲۸۰۔ جسم کا وہ عضو جو سب سے کم شکر ادا کرتا ہے وہ آنکھ ہے، لہذا اس کی مانگ پوری مت کیا کرو کہ مبادا یہ تمہیں اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل کر دے!

۲۸۱۔ جب تم **وَالْتَيْنِ** کی تلاوت کرو تو اس کے آخر میں کہو **وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ** (اور ہم) بھی) اس پر گواہ لوگوں میں شامل ہیں)۔

۲۸۲۔ جب تم قولوا **آمَنَّا** کی تلاوت کرو تو کہو **آمَنَّا بِاللَّهِ** یہاں تک کہ تم مسلمین تک پہنچو۔

۲۸۳۔ جب کوئی بندہ آخری شہد میں بیٹھے ہوئے کہے **”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا، وَأَنَّ اللَّهَ يَعْتَمِدُ عَلَى الْقُبُورِ“** اور اس کے بعد کوئی حدیث صادر ہو جائے تو (پھر بھی) اس کی نماز مکمل ہو جائے گی۔

۲۸۴۔ اپنے گھر کی جانب راہ چلنے سے شدید تر اللہ کی عبادت کسی اور شے سے نہیں ہو سکتی۔

۲۸۵۔ خیر و بھلائی اونٹ کے سم اور گردن میں تلاش کرو جو آمد و رفت کرتے ہیں۔

۲۸۶۔ اللہ نے زم زم کا نام سقایت رکھا، کیونکہ رسول خدا نے اپنے لئے طائف سے لائی گئی کشمش کے بارے میں یہ حکم صادر فرمایا تھا کہ اس کی چاشنی حوض زم زم میں ڈال دو اس لئے کہ اس کا پانی تلخ ہے، دراصل آپ اس کی تلخی کم کرنا چاہتے تھے۔ لہذا جب نبیز خٹک ہو جائے تو پرانی ہو جاتی ہے اس کو مت پینا۔

۲۸۷۔ جب کوئی شخص برہنہ ہوتا ہے تو شیطان اس کی جانب نگاہ کرتا ہے اور اس میں طمع کرتا ہے، لہذا اپنے آپ کو پوشیدہ رکھو!

۲۸۸۔ کسی مرد کو رانوں تک اپنا لباس بلند کر کے لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھنا چاہئے!

۲۸۹۔ جو شخص کسی ایسی چیز کو تناول کرے جس کی بواذیت کرتی ہو تو اس کو مسجد کے قریب نہیں جانا چاہئے!

۲۹۰۔ جب کوئی مرد سجدہ کرے تو اسے چاہئے کہ سجدہ میں اپنے پچھلے حصہ کو بلند کرے۔

۲۹۱۔ جب تم میں سے کوئی شخص غسل کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ اپنے بازوؤں سے ابتدا کرے یعنی ان کو دھوئے۔

۲۹۲۔ جب تم نماز پڑھو تو اپنے آپ کو قرأت، تکبیر اور تسبیح سناؤ!

۲۹۳۔ جب تم نماز کے بعد اٹھنا چاہو تو اپنی دائیں جانب سے اٹھو!

۲۹۴۔ دنیا سے زاد آخرت فراہم کر لو اور اس میں زاد راہ کے طور پر سب سے بہترین شے تقویٰ ہے۔

۲۹۵۔ بنی اسرائیل کی دو امتیں گم ہو گئی تھیں: ایک سمندر میں اور ایک خشکی پر، لہذا جس چیز کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو صرف

اسی کو کھاؤ!

۲۹۶۔ جو شخص اپنے درد کو تین دن تک مخفی رکھے اور اس کے بعد اللہ عزوجل سے شکایت کرے تو اللہ پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ وہ اس کو

عافیت عطا کرے۔

۲۹۷۔ بندہ اس موقع پر خدا سے سب سے دُور ہوتا ہے جب اس کا مطمح نظر اس کی شرمگاہ اور اس کا شکم ہو!

۲۹۸۔ کسی شخص کو بھی کسی ایسے سفر پر روانہ نہیں ہونا چاہئے جس میں اس کے دین اور نماز کو خطرہ ہو!

۲۹۹۔ سماعت کو چار چیزیں عطا کرو: نبی، جنت، دوزخ اور حورالعین۔ لہذا جب بندہ نماز سے فارغ ہو جائے تو اُسے چاہئے کہ نبی صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجے، اللہ سے جنت کا سوال کرے، جہنم سے خدا کی پناہ مانگے اور اللہ سے درخواست کرے کہ وہ اس کی شادی حورالعین

سے کروادے، کیونکہ جو شخص نبی پر صلوات بھیجتا ہے نبی اُس کو سنتے ہیں اور اُس کی دُعا اور پلے جائی جاتی ہے؛ جو شخص اللہ سے جنت مانگتا ہے تو جنت

کہتی ہے: ”اے میرے پروردگار، اپنے بندہ کو وہ چیز عطا کر دے جس کا وہ سوال کر رہا ہے“۔ جو شخص دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہے تو جہنم کہتی

ہے: ”اے میرے پروردگار، اپنے بندہ کو اس شے سے پناہ دے جس سے وہ پناہ کا طالب ہے“ اور جو شخص حورالعین کی درخواست کرتا ہے تو وہ کہتی

ہیں: ”اے اللہ، اپنے بندہ کی مانگ پوری کر دے“۔

۳۰۰۔ گانا جنت پر اٹلیں کا نوحہ ہے!

۳۰۱۔ جب تم میں سے کوئی سونا چاہے تو اسے چاہئے کہ اپنے دانے ہاتھ کو اپنے دانے زخما کے نیچے رکھ دے اور کہے بِسْمِ اللّٰهِ

وَصَعْتُ جَنِّيَ اللَّهُ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَ دِينِ مُحَمَّدٍ وَ وِلَايَةِ مَنْ أَمَرَ اللَّهُ طَاعَتَهُ، مَا شَاءَ اللَّهُ سَكَانَ وَ مَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ (اللہ کے

نام سے میں نے اپنا پہلو اللہ کی خاطر ملت ابراہیم، دین محمد اور اس کی ولایت کے مطابق رکھا کہ جس کی اطاعت اللہ نے فرض قرار دی ہے، جو اللہ

نے چاہا سو ہوا اور جو اُس نے نہ چاہا وہ نہ ہوا) اور جو شخص سوتے وقت ان کلمات کو ادا کرے تو وہ غارت گر چوراہہ کرنے سے محفوظ رہتا ہے اور فرشتے

اس کے لئے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں۔

۳۰۲۔ جو شخص بستر پر لیٹے وقت قل هو اللہ احد پڑھتا ہے اللہ عزوجل اس پر پچاس ہزار فرشتوں کو مقرر کرتا ہے جو رات بھر اس کی

نگرانی کرتے ہیں، لہذا جب تم میں سے کوئی سونا چاہے تو جب تک وہ یہ (حسب ذیل) کلمات نہ کہہ لے اُسے اپنا پہلو زمین پر نہیں رکھنا چاہئے:

أَعِيذُ نَفْسِي وَ دِينِي وَ أَهْلِي وَ مَالِي وَ وُلْدِي وَ خَوَاتِيمِ عَمَلِي وَ مَا رَزَقَنِي رَبِّي وَ خَوْلَتِي بِنِعْمَةِ اللَّهِ وَ عَظْمَةِ اللَّهِ وَ جَبْرُوتِ اللَّهِ وَ

سُلْطَانِ اللَّهِ وَ رَحْمَةِ اللَّهِ وَ رَافَةِ اللَّهِ وَ عُفْرَانِ اللَّهِ وَ قُدْرَةِ اللَّهِ وَ بَجَلَالِ اللَّهِ وَ بَصْنَعِ اللَّهِ وَ أَرْكَانِ اللَّهِ وَ بَرَسُوقِ اللَّهِ وَ بَحْمَعِ اللَّهِ

وَ بِقُدْرَةِ اللَّهِ عَلَى مَا يَشَاءُ مِنْ شَرِّ السَّامَةِ وَ النَّهَامَةِ وَ مِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَ الْإِنْسِ وَ مِنْ شَرِّ مَا يَدْبُ فِي الْأَرْضِ وَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَ مِنْ

شَرَّ كُلِّ ذَاتِ نَبَا آخِذٌ بِمَا صَيَّبَهَا إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ [میں اپنی جان، اپنے دین، اہل خانہ، اپنی اولاد، اپنے اعمال کے انجام، میرے پروردگار کی عطا کردہ اور ہر وہ شے جو اس نے میرے تصرف میں دے رکھی ہے کو ہرزہ بریلے اور موذی جانور، جنم و انس، زمین پر چلنے والے چوپائے، اس سے نکلنے والی ہر شے اور ہر اس زمین پر چلنے والے کہ جس کا سرا (اللہ) تیرے دست قدرت میں ہے کے شر سے اللہ کی عزت، اس کی عظمت، جبروت، سلطنت، رحمت، مہربانی اور اللہ کی ہر اس قدرت کی پناہ میں دیتا ہوں کہ جس پر وہ چاہتا ہے (تو وہ اس کی قدرت میں آجاتی ہے) بے شک میرا پالنے والا صراطِ مستقیم پر ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے نیز نہیں ہے کوئی قوت و توانائی مگر اس اللہ کے دم سے کہ جو بلند مرتبہ بہت بڑا ہے]۔ کیونکہ رسول خدا حضرات حسن و حسین کو ان ہی کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ میں دیتے تھے اور اسی طرح رسول خدا نے ہمیں حکم دیا ہے۔

۳۰۳۔ ہم دین خدا کے خزانے ہیں اور ہم علم (ایک نسخہ میں ہے "کے چراغ") کی چابیاں ہیں نیز جب ہم میں سے ایک پیشوا چلا جاتا ہے تو دوسرا ظاہر ہو جاتا ہے۔

۳۰۴۔ ہماری پیروی کرنے والا گمراہ نہیں ہوتا اور ہمارا انکار کرنے والا ہدایت نہیں پاتا، اسی طرح ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں کی اعانت کرنے والا نجات نہیں پاتا اور نہ ہی ہمیں تنہا چھوڑنے والے کی مدد کی جاتی ہے، لہذا دنیا اور اس کی حقیر چیزوں کی طمع میں ہم سے منہ مت پھیر لو اس لئے کہ یہ تم سے چھین لی جائے گی اور تم اس سے ذور کر دیے جاؤ گے۔ پس جو شخص آخرت پر اس دنیا کو ترجیح دے اور ہمارے بدلے اس کو اختیار کرے تو کل اس کو بہت زیادہ ندامت اٹھانی پڑے گی اور یہی اللہ عزوجل کے اس قول کا مطلب ہے اَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتِي عَلَىٰ مَا فَرَطْتُ فِي حَسْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّٰخِرِينَ۔ کوئی شخص کہنے لگے کہ ہائے افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے (خدا کی بارگاہ میں) تقرب حاصل کرنے میں کی اور میں تو بلاشبہ ہنسی اُڑانے والوں میں رہا۔ (سورہ زمر - آیت ۵۶)

۳۰۵۔ اپنے بچوں پر لگی چکنائی کو دھو ڈالو کہ شیطان چکنائی کو سونگھتا ہے تو بچہ نیند میں ڈر جاتا ہے اور اس سے کرنا کاتین کا ذمیت ہوتی ہے۔

۳۰۶۔ عورت کی جانب پہلی نگاہ معاف ہے البتہ بار دیگر اس کی طرف نگاہ مت کرو یعنی فتنہ سے ڈور رہو!

۳۰۷۔ شراب کا عادی شخص جب اللہ سے ملاقات کرے گا تو ایسے ملے گا جیسے بتوں کا پرستار!

اس موقع پر حجر ابن عدی نے کہا: اے امیر المؤمنین، عادی کا کیا مطلب ہے؟

آپ نے فرمایا: جب شراب میسر ہوتی ہے اُسے پی لیتا ہے!

۳۰۸۔ جو شخص شراب پیئے اس کے چالیس دن اور رات کی نمازیں قبول نہیں ہوتیں!

۳۰۹۔ جو شخص کسی مسلمان کو ایسی بات کہے جس سے اس کا مقصد اس کی آبروریزی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو خبال کے کچھڑ میں مقید کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ ایسی دلیل مہیا کرے جس سے اس کی عذر خواہی تسلیم کر لی جائے۔

۳۱۰۔ دو مرد باہم ایک ہی چادر میں نہیں سو سکتے، لہذا اگر کوئی اس طرح کرے تو اس کی تادیب کرنی چاہئے یعنی اس کو تازیا نے لگانے

چاہئیں!

- ۳۱۱۔ کدو کھاؤ کہ یہ دماغ میں اضافہ کرتا ہے نیز رسول خدا کو کدو بہت پسند تھا!
- ۳۱۲۔ کھانا کھانے سے پہلے اور اس کے بعد لیو کھاؤ کہ آل محمد اسی طرح کرتے تھے!
- ۳۱۳۔ ناشپاتی دل کو جلا اور شکم کو تمام دردوں سے آرام بخشتی ہے!
- ۳۱۴۔ جب کوئی بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو ابلیس حسد سے اس کی طرف نگاہ ڈالتا ہے کہ اللہ نے اُسے اپنی اس نعمت کے سائے میں رکھا۔

- ۳۱۵۔ بدترین اُمور تازہ واقعات ہیں اور بہترین اُمور وہ ہیں جن سے اللہ راضی ہو!
- ۳۱۶۔ جو شخص دنیا کی پرستش کرتا ہے اور اسے آخرت پر ترجیح دیتا ہے اس کا انجام خطرناک ہوگا!
- ۳۱۷۔ پانی کو بطور خوشبو استعمال کرو!
- ۳۱۸۔ جو اللہ کے دیئے ہوئے پر راضی رہتا ہے اس کا بدن راحت میں ہوتا ہے!
- ۳۱۹۔ وہ شخص گھائے میں ہے جس کی عمر ایسی باتوں میں گزر جائے جو اُسے اللہ عزوجل سے دُور کر دے۔
- ۳۲۰۔ اگر ایک نمازی کو اس بات کا علم ہو جاتا کہ اللہ کے جلال نے کس قدر اس کا احاطہ کیا ہوا ہے تو اسے سجدہ سے سر اٹھانا منظور نہ ہوتا!
- ۳۲۱۔ نال مثل سے پرہیز کرو اور حتی الامکان عمل کرنے میں عجلت سے کام لو!
- ۳۲۲۔ جو رزق تمہارے نصیب میں ہے وہ تمہاری کمزوری میں بھی تم تک آپہنچے گا اور جو بلا تم پر آنے والی ہے اسے تم کسی حیلہ سے بھی نہیں نال سکتے!

- ۳۲۳۔ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور جو مصیبت تم پر آجائے اس میں صبر سے کام لو!
- ۳۲۴۔ مومن کا چراغ ہمارے حق کی معرفت ہے!
- ۳۲۵۔ سخت ترین اندھا پن ہماری فضیلت کو نہ دیکھنا ہے اور ہم سے کسی گناہ کے سرزد ہونے بغیر دشمنی کا اظہار کرنا ہے، مگر یہ کہ میں نے انہیں حق کی دعوت دی اور انہوں نے مجھے چھوڑ کر اس شخص کی دعوت پر لپیک کہا کہ جس نے انہیں فتنہ اور دنیا کی طرف بلایا تو انہوں نے فتنہ اور دنیا کو حق پر ترجیح دی اور اس طرح ہم سے بیزاری کا اظہار کیا اور ہم سے دشمنی مول لی۔
- ۳۲۶۔ پرچم حق ہمارا ہی ہے تو جو شخص اس کے سایہ تلے آ گیا وہ اس کو ڈھانپ لیتا ہے اور جس نے اس کی جانب پیش قدمی کی وہ کامیاب ہو گیا، جبکہ اس سے منہ موڑنے والا ہلاک ہو گیا، جس نے اس سے جدائی اختیار کر لی وہ پستی میں گر جاتا ہے اور اس سے متمسک ہونے والا نجات یافتہ ٹھہرتا ہے۔

- ۳۲۷۔ میں مومنین کا حقیقی سردار ہوں جبکہ مال و دولت ظالموں کا اصلی پیشوا!
- ۳۲۸۔ بخدا، سوائے مومن کے مجھ سے کوئی محبت نہیں کرتا اور سوائے منافق کے کوئی مجھ سے بغض نہیں رکھتا!
- ۳۲۹۔ جب تم اپنے بھائیوں سے ملو تو ان سے مصافحہ کرو اور ان کے لئے بشارت و خوشی کا اظہار کرو (یہاں تک کہ) ایک دوسرے سے جُدا ہو جاؤ کہ (ایسا کرنے پر) تمہاری ساری خطائیں نابود ہو جاتی ہیں!

۳۳۰۔ جب تم میں سے کوئی چھینکے تو اس کے لئے دُعا کرو اور کہو ”يَرْحَمُكُمْ اللَّهُ“ اور اُسے جواباً کہنا چاہئے ”يَعْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ وَ يَرْحَمُكُمْ“ اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَاِذَا حِينِم بِسُحِيَةٍ فَحَيُوا بِاِحْسَنِ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا۔ اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس سے بہتر جواب دو یا اسی کو لوٹا دو! (سورہ نساء- آیت ۸۶)

۳۳۱۔ اپنے دشمن سے مصافحہ کرو اگر چہ اسے پسند نہ آئے، اس لئے کہ اس بات کا حکم اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو دیا ہے، چنانچہ فرماتا ہے: اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ السِّيْنَةِ فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَ بَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۶﴾ و مَا يَلْقَاهَا اِلَّا ذُو حِظٍّ عَظِيْمٍ۔ ایسے طریقہ سے جواب دو جو نہایت اچھا ہو تو یکا یک تمہارے اور جس کے درمیان عداوت ہوگی گویا وہ تمہارا دوسرا دوست ہے ﴿۶﴾ یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں اور اُن ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو نصیبوں کے ذمہ ہیں۔ (سورہ فصلت- آیت ۳۲-۳۵)

۳۳۲۔ اپنے دشمن سے اس سے سخت تر کوئی بدلہ نہیں ہو سکتا کہ تم اس کے معاملہ میں بھی اللہ کی اطاعت کرو اور تمہارے لئے یہی دیکھنا کافی ہے کہ تمہارا دشمن اللہ عزوجل کی نافرمانیاں کرتا ہے۔

۳۳۳۔ دنیا گردش کرتی رہتی ہے، لہذا تم اس میں سے اپنا حصہ آرام سے طلب کرو یہاں تک کہ تمہاری باری آجائے۔

۳۳۴۔ مومن ہمہ وقت بیدار اور نگراں رہتا ہے اور وہ میں سے کسی ایک نیکی کا انتظار کرتا ہے (یعنی انتظار فرج اور خوش بختی کی موت) اسی طرح وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے بلاؤں سے خوفزدہ ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کی رحمت کا اُمیدوار بھی۔

۳۳۵۔ مومن خوف و امید کی حالتوں سے کبھی خالی نہیں ہوتا؛ وہ ہر وقت اپنے کردہ گناہوں سے ڈرتا ہے اور جس چیز کا اللہ عزوجل نے وعدہ کیا ہے اس کے طلب کرنے میں سہو سے کام نہیں لیتا اور نہ ہی جس چیز سے اللہ عزوجل نے اسے ڈرایا ہے اس سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہے۔

۳۳۶۔ تم لوگ زمین کو آباد کرنے والے ہو کہ اللہ عزوجل نے تم لوگوں کو اس میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے تاکہ اسے اس بات کا علم ہو جائے کہ تم کیا عمل کرتے ہو، لہذا نگراں رہو!

۳۳۷۔ تم پر لازم ہے کہ وسیع راستہ پر گامزن رہو کہ مبادا دوسرے لوگ تمہاری جگہ لے لیں!

۳۳۸۔ جس کی عقل کامل ہو جاتی ہے اس کا عمل اچھا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے دین کی جانب نظر کرتا ہے!

۳۳۹۔ اپنے پروردگار کی مغفرت کی جانب پیش قدمی کرو اور جنت کی طرف بھی کہ وہ عرضاً آسمانوں اور زمین پر مشتعل ہے اور اسے پرہیزگاروں کے لئے تیار کیا گیا ہے؛ تم اس کو تقویٰ کے سوا کسی دوسرے ذریعہ سے حاصل نہیں کر سکتے۔

۳۴۰۔ جو شخص گناہ سے آلودہ ہوتا ہے وہ اللہ عزوجل کے ذکر سے غافل رہتا ہے۔

۳۴۱۔ جن لوگوں کی اطاعت کا اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے اگر کوئی شخص ان سے اخذ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک شیطان مقرر کرتا ہے اور وہی اس کا ہم نشین ہوتا ہے۔

۳۴۲۔ کیا بات ہے کہ تمہاری مخالفت کرنے والے اپنی گمراہی کے بارے میں (ایک نسخہ میں ہے اپنے کچھ لوگوں کے بارے میں) تم سے زیادہ با بصیرت ہیں اور اپنے مال کو خرچ کرنے میں تم سے زیادہ سختی سے کام لیتے ہیں۔ دراصل تم لوگوں نے دنیا کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے، لہذا تم

لوگ نا انصافی پر راضی اور اس کی فانی اشیاء کے لالچی ہو گئے اور اس طرح جس چیز میں تمہاری عزت، سعادت اور تم پر زیادتی کرنے والوں کے خلاف تمہاری قوت تھی اس میں تقصیر کر بیٹھے، حتیٰ کہ جس بات کا تمہارے پروردگار نے تمہیں حکم دیا اس میں تم اس سے حیا بھی نہیں کرتے اور نہ ہی اپنے نفوس کی جانب نظر کرتے ہو حالانکہ روزانہ تمہارے ساتھ نا انصافی ہوتی ہے لیکن تم لوگ نیند سے بیدار ہوتے ہو اور نہ ہی تمہاری کاہلی جاتی ہے! آیات تم لوگ اپنے شہروں کی طرف نگاہ نہیں کرتے کہ تمہارا دین روز بروز بوسیدہ ہوتا جا رہا ہے مگر تم لوگ دنیا کی غفلت میں پڑے ہو! اللہ عزوجل تم سے فرماتا ہے: وَلَا تَرْكَبُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَنُمْسِكُمْ النَّارَ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصِرُونَ۔ اور ان لوگوں کے سامنے گھٹنے مت ٹیکنا جنہوں نے ظلم کیا کہ تمہیں آگ آگے لے گی اور اللہ کے علاوہ تمہارا کوئی دوست نہیں، اس کے بعد تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ (سورہ ہود- آیت ۱۱۳)

۳۳۳۔ اپنی اولاد کو نام دو اور اگر تمہیں اس بات کا علم نہ ہو کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی تو اس کا ایسا نام رکھو جو دونوں کے لئے مستعمل ہو، اس لئے کہ تمہارے سقط شدہ بچے قیامت کے دن جب تم سے ملیں گے اور تم ان کا نام نہیں لو گے تو وہ سقط شدہ بچہ کہے گا ”تم نے میرا کوئی نام کیوں نہ رکھا!“ جبکہ رسول خدا نے (بھی) پیدائش سے پہلے فاطمہ زہرا کے فرزند کا نام حسن رکھا تھا۔

۳۳۴۔ اپنے پیروں پر کھڑے رہ کر پانی پینے سے پرہیز کرو اس لئے کہ یہ ایسی موروثی بیماری کو جنم دیتا ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہوتا یا (یہ کہ) اللہ تمہیں عافیت دیدے۔

(شرح: امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ ممانعت رات کو کھڑے رہ کر پانی پینے کے لئے ہے کیونکہ فرمایا دن کو کھڑے ہو کر پانی پینا طعام کو مضہم کرتا ہے اور قوت بدن اور صحت جسم کا باعث ہوتا ہے اور رات کو کھڑے ہو کر پانی پینے سے پتہ اور صفرا کی زیادتی ہوتی ہے۔ (حلیۃ المستحقین اردو ترجمہ تہذیب السلام از علامہ مجلسی ص ۱۱۸)

۳۳۵۔ جانوروں پر سوار ہوتے وقت اللہ عزوجل کے نام کا ذکر کرو اور کہو سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿۱۳﴾ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ۔ پاک ہے وہ ذات کہ جس نے اس (سواری) کو ہماری تسخیر میں دیا حالانکہ ہم تو ایسے طاقتور نہ تھے کہ اس پر قابو پاتے ☆ اور ہم کو تو یقیناً اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ (سورہ زخرف- آیت ۱۳-۱۲)

۳۳۶۔ جب تم میں سے کوئی سفر پر روانہ ہو تو اسے کہنا چاہئے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصّٰحِبُ فِى السَّفَرِ وَ الْحَامِلُ عَلَى الظُّهْرِ وَ الْخَلِيْفَةُ فِى الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَالِدِ [اے میرے اللہ! تو ساقی ہے سفر میں اور پیٹھ (سواری) پر محمول کرنے والا اور اہل خانہ، مال اور اولاد کا خیال کرنے میں میری نمائندگی کرنے والا ہے]

۳۳۷۔ جب تم لوگ کسی مقام پر اترتو کہو اَللّٰهُمَّ اَنْزَلْنَا مِنْزِلًا مُّبَارَكًا وَاَنْتَ خَيْرُ الْمُنزِلِيْنَ۔ (اے میرے اللہ! تو ہمیں بابرکت جگہ قیام کروانا جبکہ تو بہترین مہمان نواز ہے)۔

۳۳۸۔ جب تم لوگ بازار سے اپنی ضروریات کی چیزیں خریدتو بازار میں داخل ہوتے وقت کہو اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ صَفْقَةِ خَاسِرَةٍ وَ يَمِيْنٍ فَاجِرَةٍ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ سَوَارِ الْاَلْيَمِ [میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جو یکتا ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم) اُس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے میرے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں نقصان وہ معاملہ سے اور (معاملہ میں کھائی جانے والی) جھوٹی قسم سے اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (جھوٹی) قسم کھانے پر واقع ہونے والی کساد بازاری سے ﴿۵﴾

۳۳۹۔ (ایک) نماز کے بعد (دوسری) نماز کے لئے انتظار کرنے والے کا شمار اللہ عزوجل کے زائرین میں سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے زائر کا اکرام کرے اور اس کی مانگ پوری کرے۔

۳۵۰۔ حج و عمرہ کرنے والے اللہ کا وفد ہیں اور اللہ عزوجل پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے وفد کا اکرام کرے اور انہیں مغفرت کی سوغات دے۔

۳۵۱۔ جو شخص کسی ایسے بچہ کو کوئی نشہ آور شے پلائے جو سمجھ دار نہ ہو تو اللہ اس کو خبال کے کچھڑ میں مقید کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ کوئی قابل قبول عذر پیش کرے۔

۳۵۲۔ صدقہ جہنم کی آگ سے مومن کی بہت بڑی ڈھال ہے جبکہ کافر کے مال کو اتلاف سے بچاتا ہے، اس کا صلہ اے فی الفور دے دیا جاتا ہے اور اس سے بلائیں نال دی جاتی ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں!

۳۵۳۔ زبان کے ذریعہ جہنمی جہنم میں گرے اور زبان ہی کے ذریعہ نورانی لوگوں کو نور عطا کیا گیا، لہذا تم لوگ اپنی زبان کی نگرانی کرو اور اسے اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول رکھو!

۳۵۴۔ خبیث ترین عمل وہ ہے جو گمراہی لے آئے اور بہترین عمل وہ ہے جس کے ذریعہ نیک اعمال انجام دیئے جائیں!

۳۵۵۔ تمہیں تصویریں بنانے سے پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ قیامت کے دن تم سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی!

۳۵۶۔ جب کوئی پلیدی تم میں سے نکل جائے تو کہو ”اَمَاطَ اللّٰهُ مَا يَكْفُرُهُ“ (ایک نسخہ میں ہے کہ جب تم سے کوئی پلیدی زور کر دی جائے تو کہو اَمَاطَ اللّٰهُ عَنكَ تَكْفُرُهُ ”اللہ نے تم سے وہ شے زور کر دی جسے وہ ناپسند کرتا ہے“)

۳۵۷۔ تمہارے حمام سے باہر آنے پر اگر تمہارا بھائی تم سے کہے ”حمام بخیر!“ تو تم کہو اَنْعَمَ اللّٰهُ بِاَلَيْكَ (خدا تمہارے حالات درست کرے)۔

۳۵۸۔ اگر تمہارا بھائی تم سے کہے حَيَّاكَ اللّٰهُ بِالسَّلَامِ (خدا عمر بھر سلامت رکھے) تو تم کہو وَاَنْتَ حَيَّاكَ اللّٰهُ بِالسَّلَامِ وَ اَخْلَكَ دَارَ الْمَقَامِ (اور خدا تمہیں بھی زندگی بھر سلامت رکھے اور تمہیں جنت میں سکونت عطا کرے)

۳۵۹۔ راستہ پر پیشاب نہ کرو اور نہ ہی پاخانہ کرو!

۳۶۰۔ مانگنے سے پہلے مدح ہوتی ہے، لہذا پہلے اللہ عزوجل کی مدح کرو اور اس کے بعد اپنی حاجتیں طلب کرو! (ایک نسخہ میں ہے ”اپنی حاجات کے طلب کرنے سے پہلے اللہ عزوجل کی ثناء کرو اور مدح کرو!“)

۳۶۱۔ اے زُعاما مانگنے والے، جو شے حلال نہیں اس کا سوال مت کرو اور نہ ہی اُن ہونی کا!

۳۶۲۔ جب تم لوگ کسی کولہ کے کی بیبائش پر تہنیت پیش کرو تو کہو بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِىْ هَيْبَتِهِ وَ بَلَغَهُ اَشَدُّهُ وَ رَزَقَكَ بِرَّهٖ (خدا اولاد کی صورت میں یہ تجھ تمہیں مبارک کرے اور اس کی عمر دراز کرے اور اسے تمہارا فرما شہر دار کرے)

۳۶۳۔ جب تمہارا کوئی بھائی مکہ سے واپس لوٹے تو اس کی دونوں آنکھوں اور منہ کو بوسہ دو کہ جس کے ذریعہ اس نے حجرا سود کو چوما تھا کہ جسے رسول خدا نے چوما تھا اور آنکھ ہی وہ (ذریعہ) ہے جس کے ذریعہ اس نے اللہ عزوجل کے گھر کو دیکھا تھا۔ اسی طرح اس کے سجدہ کے مقامات اور چہرہ کو (بھی) بوسہ دو اور اگر تہنیت پیش کرو تو کہو قَبْلَ اللّٰهِ نُسُكُکَ وَ رَجَمَ سَعِیْکَ وَ اَخْلَفَ عَلَیْکَ نَفَقَتَکَ وَ لَا جَعَلَکَ اٰخِرَ عَهْدِهِ بَیْنَهُ الْاَحْرَامَ (خدا تمہارے مناسک حج کو قبول فرمائے، تمہاری کوششوں پر نظر رحمت کرے، تمہارے آخر اجات کا عوض عطا کرے اور اپنے بیت الحرام کی مزید یارتیں نصیب کرے!)

۳۶۴۔ کہینے لوگوں سے دُور رہو اس لئے کہ مکینہ صفت انسان وہ ہوتے ہیں جو اللہ سے نہیں ڈرتے اور انہیں میں کے لوگ انبیاء کے قاتل ہیں اور انہیں میں کے لوگ ہمارے دشمن (بھی)!

۳۶۵۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے زمین کی طرف توجہ کی تو ہمیں منتخب کیا اور ہمارے لئے ہمارے شیعوں کو منتخب کیا جو ہماری نصرت کرتے ہیں، ہماری خوشی پر خوش ہوتے ہیں اور ہمارے غم میں غمگین ہو جاتے ہیں، ہماری خاطر اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں کہ یہی لوگ ہم سے ہیں اور ہماری طرف آئیں گے۔

۳۶۶۔ کوئی شیعہ کسی ایسے امر کا مرتکب نہیں ہوتا جس سے ہم نے اسے منع کیا ہے، پس وہ مرتے دم تک کسی نہ کسی آزمائش میں مبتلا رہتا ہے جو اس کے گناہوں کو دھو دیتی ہے یعنی یا مال کے ذریعہ یا اولاد کے ذریعہ یا اپنی جان کے ذریعہ، یہاں تک کہ وہ اللہ سے ملاقات کرتا ہے تو اس کا کوئی گناہ نہیں ہوتا، البتہ اگر اس کے باوجود بھی کوئی گناہ رہ جاتا ہے تو اللہ اس کے لئے سکرات میں سختی پیدا کر دیتا ہے۔

۳۶۷۔ ہمارے شیعوں میں ہر مرنے والا صدیق اور شہید ہے کہ جس نے ہمارے امر کی تصدیق کی، ہم سے محبت کی اور ہماری خاطر دشمنی کی اور یہ سب وہ اللہ عزوجل کی خاطر کرتا ہے اور (مومن) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: وَالَّذِیْنَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ وَالشّٰہِدَآءُ عِنْدَ رَبِّہِمۡ لَہِمۡ اُجْرَہُمۡ وَ نُوْرٌہُمۡ۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی لوگ اپنے پروردگار کے ہاں صدیق اور شہداء ہیں، ان کے لئے ان کا اجر ہے اور ان کا نور۔ (سورہ حدید- آیت ۱۹)

۳۶۸۔ بنی اسرائیل (کی قوم) بہتر فرقوں میں بٹ گئی اور غمگین یہ امت (بھی) بہتر فرقوں میں بٹ جائے گی کہ ایک جنت میں ہوگا۔

۳۶۹۔ جو شخص ہمارے راز فاش کرے اللہ اسے لوہے کا مزہ چکھائے گا۔

۳۷۰۔ ساتویں دن اپنی اولاد کی ختنہ کرواؤ اور گرمی یا جاڑا تمہیں اس سے باز نہ رکھے، کیونکہ یہ جسم کے لئے حصول طہارت ہے۔

۳۷۱۔ جس کی ختنہ نہ ہوئی ہو زمین اللہ تعالیٰ سے اس کے پیشاب سے نالہ کرتی ہے!

۳۷۲۔ نشہ کی چار قسمیں ہیں: شراب کا نشہ، مال کا نشہ، نیند کا نشہ اور حکومت کا نشہ!

۳۷۳۔ جب تم میں سے کوئی سونے لگے تو اسے چاہئے کہ اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے زخسار کے نیچے رکھے، اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ

اپنی اس نیند سے بیدار بھی ہوگا یا نہیں!

۳۷۴۔ مجھے مومن کے لئے یہ بات پسند ہے کہ وہ ہر پندرہ دن میں لوہہ لگائے!

۳۷۵۔ مچھلی کم کھایا کرو، اس لئے کہ یہ جسم کو بگھلا دیتی ہے، بلغم میں اضافہ کرتی ہے اور سانس لینے میں دشواری پیدا کرتی ہے۔

۳۷۶۔ دودھ کو گھونٹ گھونٹ پینا سوائے مرض الموت کے ہر بیماری سے شفا ہے!

۳۷۷۔ انار کو اس کے گودہ سمیت کھاؤ کہ یہ معدہ کو پاک صاف کرتا ہے اور انار کے ہر اس دانہ میں قلب کی حیات ہے جو معدہ میں

ٹھہر جائے، (ایک نسخہ میں ہے روشنی) نفس کے لئے اور مرض اور شیطان کے وسوسہ سے امان ہے، چالیس راتوں تک!

۳۷۸۔ بہترین شور بہہ سرکہ ہے جو صغرا (کے اثر کو) توڑ دیتا ہے اور دل کو حیات بخشتا ہے!

۳۷۹۔ کاسنی (ایک پودا جس کے پھول ہلکے اُودے رنگ کے ہوتے ہیں) کھاؤ، اس لئے کہ روزانہ صبح اس پر جنت کے چند قطرے

ہوتے ہیں۔

۳۸۰۔ آسمان کے پانی (مینہ) کو پیو کہ یہ بدن کو پاک کرتا ہے اور بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وینزل من السماء

ماء لیطہرکم بہ و یذهب عنکم رجز الشیطان و یربط علی قلوبکم و یثبت بہ الاقدام۔ اور وہ آسمان سے پانی نازل کرتا ہے تاکہ

تمہیں اس کے ذریعہ پاک کر دے اور شیطان کی پلیدی کو تم سے دور کر دے اور تمہارے دل مضبوط کر دے اور اس سے تمہارے قدم اچھی طرح

جمائے رہے (سورہ انفال- آیت ۱۱)

۳۸۱۔ سوائے موت کے کوئی بیماری ایسی نہیں جس کی دوا کلو نجی میں نہ ہو!

۳۸۲۔ گائے کا گوشت بیماری لاتا ہے۔

۳۸۳۔ گائے کا دودھ دوا ہے اور اس کا روغن شفا!

۳۸۴۔ حاملہ عورت کے لئے غذا اور دوا کے طور پر خرمد سے افضل کوئی شے نہیں! اللہ تعالیٰ نے حضرت مرثیٰ م سے فرمایا: وھزنی

الیک بجدع النسخلة تساقط علیک رطباً جلیباً فکلی واشربہ و قوی عیناً۔ تم درخت خرما کی ٹہنی کو بلاؤ تم پر یکے اور تازہ خرے

گریں گے تو تم اسے کھاؤ اور پیو اور اپنی آنکھ ٹھنڈی کرو! (سورہ مریم- آیت ۲۵)

۳۸۵۔ اپنی اولاد کی تحنیک کھجور کے ذریعہ کرو اور اسی طرح رسول خداؐ نے حضرات حسن اور حسینؑ کے ساتھ کیا تھا۔

۳۸۶۔ جب اپنی بیوی سے نجامت کرنا چاہو تو عجلت سے کام مت لو اس لئے کہ عورتوں کی کچھ ضروریات ہوتی ہیں!

۳۸۷۔ جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی عورت کو دیکھے جو اس کے دل کو لبھائے تو اسے چاہئے کہ اپنی بیوی سے ہمبستر ہو اس لئے کہ

اس کی بیوی کے پاس بھی وہی چیز ہے جسے اس نے دیکھا تھا۔ پس اُسے شیطان کو ہرگز کوئی موقع فراہم نہیں کرنا چاہئے تاکہ وہ اس اجنبی عورت سے

صرف نظر کر لے۔ البتہ اگر اس کی بیوی نہ ہو تو اُسے چاہئے کہ دو رکعت نماز پڑھے، اللہ کی بکثرت حمد بجالائے اور نئی پرصلوات بھیجنے کے بعد اللہ سے

اس کے فضل کی درخواست کرے تو اس کی مہربانی سے یہ (عمل) اس کے لئے نتیجہ خیز ثابت ہوگا جو اسے بے نیاز کر دے گا۔

۳۸۸۔ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے ہمبستری کرے تو اسے چاہئے کہ اس موقع پر باتیں کم کرے کیونکہ یہ (ہونے والی

اولاد کے) گونگے پن کا سبب بنتا ہے۔

۳۸۹۔ تم میں سے کسی شخص کو اپنی بیوی کی فرج پر نگاہ نہیں کرنی چاہئے کہ ہو سکتا ہے وہ کسی ناپسندیدہ شے کا مشاہدہ کرے اور (ہونے والی

﴿۱۳﴾ رسول خدا کے اصحاب بارہ ہزار مرد تھے: احمد ابن جعفر ہمدانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ہشام ابن سالم سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: رسول خدا کے اصحاب بارہ ہزار مرد تھے جن میں سے آٹھ ہزار مدینہ کے تھے، دو ہزار مکہ کے اور دو ہزار طلقاء کے کہ ان میں کوئی قدری تھا، نہ ہی کوئی مُرجی، نہ حروری (خارجی)، نہ معتزلی اور نہ ہی کوئی صاحب قیاس، (بلکہ) وہ رات اور دن میں (بھی) گریہ کرتے تھے اور کہتے تھے ”قبل اس کے کہ ہم خیرری (ایک نسخے میں ہے جو کی) روٹی کھائیں ہماری روئیں قبض کر لے!“

﴿۱۵﴾ اس نور کا تذکرہ جو حضرت آدمؑ کی خلقت سے چار ہزار سال پہلے اللہ عزوجل کے سامنے تھا: محمد ابن حسن ابن احمد ابن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن خالد ہاشمی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسن ابن حماد بصری نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابو جارد سے، اس نے محمد ابن عبداللہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے اجداد سے نقل کیا کہ رسول خدا نے فرمایا: میں اور علیؑ حضرت آدمؑ کی خلقت سے چار ہزار سال پہلے اللہ کے سامنے ایک نور تھے، پس جب اللہ نے حضرت آدمؑ کو خلق کیا تو اس نور کو ان کے صلب میں قرار دیا اور اللہ سے ایک کے بعد ایک صلب میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ اس کو حضرت عبدالمطلبؑ کے صلب میں رکھا اور پھر حضرت عبدالمطلبؑ کے صلب سے نکال کر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا کہ ایک حصہ حضرت عبداللہؑ میں رکھا اور ایک حصہ حضرت ابوطالبؑ میں، لہذا علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں؛ اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون، تو جس شخص نے اس سے محبت کی پھر مجھ سے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جس نے اس سے بغض رکھا اور پھر مجھ سے تو میں اس سے نفرت کرتا ہوں!

﴿۱۶﴾ حضرت آدمؑ کی خلقت سے بائیس ہزار سال قبل محمود نامی فرشتہ کے دونوں کاندھوں پر لکھی تحریر کا ذکر: جعفر ابن محمد ابن سرور نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: حسین ابن محمد ابن عامر نے معلى ابن محمد بصری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے احمد ابن ابی نصر بن ظنی سے، اس نے ابو جعفر سے (ایک نسخہ میں ہے علی ابن جعفر سے) نقل کیا کہ میں نے امام موسیٰ کاظمؑ کو فرماتے سنا: ایک مرتبہ رسول خدا تشریف فرما تھے کہ ایک فرشتہ آپؐ کی خدمت میں آیا کہ جس کے چوہیں چہرے تھے تو اس سے رسول خدا نے فرمایا: میرے حبیب جبرئیل، میں نے تمہیں اس صورت میں کبھی نہیں دیکھا تو آنے والے فرشتہ نے کہا: میں جبرئیل نہیں ہوں، (بلکہ) میں محمود ہوں کہ اللہ عزوجل نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں ایک نور کی دوسرے نور سے شادی کروادوں!

آپ نے فرمایا: کس کی شادی کس سے؟!

فرشتہ نے کہا: فاطمہ سلام اللہ علیہا کی علی علیہ السلام سے!

فرمایا: جس وقت وہ فرشتہ پیچھے کی طرف گھوما تو اس کے دونوں کاندھوں کے بیچ میں تحریر تھا ”محمد رسول اللہ، علی وصیہ“ تو رسول خدا نے فرمایا: تمہارے ان دونوں کاندھوں کے بیچ میں یہ کب سے تحریر ہے؟!

فرشتہ نے کہا: اللہ عزوجل کے حضرت آدمؑ کو خلق کرنے سے بائیس ہزار سال پہلے سے!

﴿۱۷﴾ اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی خلق کیے اور اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی خلق کیے: محمد ابن احمد بغدادی وراق نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن محمد مولیٰ رشید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: دارم

ابن قبیصہ ابن بہشل ابن مجمع صنعانی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: امام علی رضاً نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدینؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام حسینؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام علیؑ ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی خلق کیے کہ اللہ کے نزدیک ان میں سب سے زیادہ صاحب اکرام میں ہوں اور (مجھے) کوئی فخر نہیں اور اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار وحی خلق کیے کہ ان میں اللہ کے نزدیک علیؑ سب سے زیادہ صاحب اکرام ہے اور سب سے افضل بھی!

محمد ابن احمد بغدادی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن محمد رشید نے مجھ سے روایت بیان کی، کہا: عبد اللہ ابن محمد ابن سلیمان ابن عبد اللہ ابن حسن نے اپنے والد کے ذریعہ مجھ سے روایت بیان کی، اس نے اپنے جد سے، اس نے زید ابن علیؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدینؑ سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار (امام حسینؑ) سے، انہوں نے امیر المومنینؑ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی خلق کیے کہ اللہ کے نزدیک ان میں سب سے زیادہ صاحب اکرام میں ہوں اور (مجھے) کوئی فخر نہیں اور اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار وحی خلق کیے کہ ان میں اللہ کے نزدیک علیؑ سب سے زیادہ صاحب اکرام ہے اور سب سے افضل بھی! علیہم السلام۔

﴿۱۸﴾ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار کلمات کے ذریعہ مناجات کی: ابو الحسن محمد ابن احمد ابن علی ابن اسد اسدی عرف ابن جرارہ برومی نے رے میں ماہ رجب ۳۳۷ ہجری میں ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن حسن عامری نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ہارون ابن سعید املی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبد اللہ ابن وہب نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد نے جریر کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ضحاک سے، اس نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ ابن عمرانؑ کے ساتھ تین دن اور راتوں میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کلمات کے ذریعہ مناجات کی کہ اس دوران حضرت موسیٰؑ نے کچھ کہا اور نہ ہی کچھ پایا، پس جب وہ بنی اسرائیل کی طرف واپس لوٹے اور ان کی باتیں سنیں (ایک نسخہ میں ہے انسانوں کی باتیں سنیں) تو آپؑ ان سے نفرت ہوگئی کیونکہ آپؑ کے کانوں میں اللہ عزوجل کے کلام کی چاشنی بسی ہوئی تھی!

﴿۱۹﴾ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کو ایک ہزار باب تعلیم کیے کہ ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے:

میرے والد رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبد اللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن عیسیٰ اور محمد ابن عبد الجبار نے محمد ابن خالد برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے فضالہ ابن ایوب سے، اس نے سیف ابن عمیرہ سے، اس نے ابو بکر حفصی سے، اس نے حمزہ ابن رافع کی کنیز سے، اس نے ام سلمہ زہرہؓ سے نقل کیا کہ رسول خداؐ نے مرض الموت میں فرمایا: میرے دوست کو بلا لاؤ، پس حضرت عائشہؓ نے اپنے والد کو بلانے کے لئے بھیجا، پس جب وہ آئے تو رسول خداؐ نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور فرمایا: میرے دوست کو بلا لاؤ، پس حضرت ابو بکرؓ واپس چلے گئے تو حضرت حفصہؓ نے اپنے والد کو بلا بھیجا، جب وہ آئے تو رسول خداؐ نے (پھر) اپنا چہرہ ڈھانپ لیا اور فرمایا: میرے دوست کو بلا لاؤ، پس حضرت عمرؓ واپس چلے گئے تو میں نے حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کو حضرت علیؑ کے پاس بھیج دیا، پس جب آپؑ تشریف لائے تو رسول خداؐ کھڑے ہو گئے اور حضرت علیؑ اندر داخل ہوئے تو آپؑ نے حضرت علیؑ کو اپنے لباس سے ڈھانپ لیا: حضرت علیؑ نے فرمایا: آپؑ نے مجھے ایک ہزار حدیثیں سنائیں کہ ہر حدیث ایک ہزار حدیثیں ڈاکرتی ہے یہاں تک کہ میں پسینہ میں شرابور ہو گیا اور رسول خداؐ کو

کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: جب رسول خدا بیمار ہوئے کہ جس بیماری میں آپ نے اس دنیا سے کوچ کیا تو آپ نے اس بیماری میں حضرت علی کو بلا بھیجا، جب آپ تشریف لائے تو ان کے ساتھ مشغول ہو گئے اور مسلسل آپ سے گفتگو ہی کیے جا رہے تھے اور جب آپ باہر تشریف لائے تو دو افراد نے آپ سے ملاقات کی اور آپ سے کہنے لگے: آپ کے ساتھی نے آپ کے ساتھ کیا گفتگو کی؟!

آپ نے فرمایا: مجھ سے ایک ایسا باب بیان کیا جو ایک ہزار باب کھولتا ہے کہ ان میں سے (بھی) ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے۔ میرے والد رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد اور عبداللہ فرزندان محمد ابن یسعی نے حسن ابن محبوب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ہشام ابن سالم سے، اس نے ابو جزہ ثمالی سے، اس نے ابوالفتح سمعی سے نقل کیا کہ میں نے امیر المؤمنین کے کسی قابل وثوق صحابی سے سنا: میں نے حضرت علی کو فرماتے سنا: میرے اس سینہ میں علم کا جھمکا ہے جو مجھے رسول خدا نے تعلیم دیا اور اگر میں ایسے محافظوں کو پاتا جو ان کے رعایت کا حق ادا کرتے اور انہیں اسی طرح نقل کرتے جس طرح کہ انہوں نے مجھ سے سنا ہوتا تو میں اس علم کا کچھ حصہ بالضرورت ان کو ودیعت کر دیتا تاکہ اس کے ذریعہ سے بیشتر علم حاصل کرتے، بلاشبہ علم ہر دروازہ کی چابی ہے اور ہر دروازہ ایک ہزار در کھولتا ہے!

میرے والد رضی اللہ عنہ اور محمد ابن حسن رضی اللہ عنہ نے ہم سے روایت بیان کی، دونوں نے کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یسعی ابن عبید اور ابراہیم ابن اسحاق ابن ابراہیم نے عبداللہ ابن حماد انصاری کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے صباح مزنی سے، اس نے حارث ابن حصیرہ سے، اس نے اصبح ابن نباتہ سے نقل کیا کہ میں نے امیر المؤمنین کو فرماتے سنا: رسول خدا نے مجھے حلال و حرام اور گذشتہ اور تاقیامت ہونے والے واقعات کے ایک ہزار باب تعلیم کیے کہ ان میں سے ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے، پس یہ دس لاکھ باب ہو گئے، یہاں تک کہ مجھے موت، بلاؤں اور فصل خطاب کا علم دیا گیا۔

میرے والد محمد ابن حسن اور احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہم نے ہم سے روایت بیان کی، سب نے کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن یسعی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حجاج سے، اس نے حسن ابن حسین لؤلؤی سے، اس نے محمد ابن سنان سے، اس نے اسماعیل ابن جابر سے، اس نے عبدالکریم ابن عمرو سے، اس نے عبدالحمید ابن ابودیلیم سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: رسول خدا نے حضرت علی کو ایک ہزار باب کی وصیت فرمائی کہ ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے۔

احمد ابن محمد ابن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن حسین ابن ابوظباب سے، اس نے جعفر ابن بشیر جبلی سے، اس نے ابویحییٰ (ایک نسخہ میں ہے ابن) معمر قحطان سے، اس نے بشیر دہان سے نقل کیا کہ رسول خدا نے مرض الموت میں فرمایا: میرے دوست کو میرے پاس بلا لاؤ! (ایک نسخہ میں ہے "تو آپ کی دو بیویوں نے اپنے اپنے والد کو بلائے بھیجا) پس لوگ حضرات ابوبکرؓ اور عمرؓ کو بلا لائے اور جب آپ کی نظر ان دونوں پر پڑی تو آپ نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: میرے پاس میرے دوست کو بلا لاؤ! پس حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو بلا لیا گیا۔ جب آپ کی نظر ان پر پڑی تو ان کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گئے، پس جب آپ باہر تشریف لائے تو ان دونوں نے آپ سے ملاقات کی اور کہنے لگے: آپ کے دوست نے آپ کے ساتھ کیا بات چیت کی؟!

آپ نے فرمایا: مجھ سے ایک ہزار باب بیان فرمائے کہ ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے۔

محمد بن علی ماجیلوی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی بن ابراہیم بن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے یحییٰ ابن عمران ہمدانی سے، اس نے یونس ابن عبدالرحمن سے، اس نے ہشام ابن حکم سے، اس نے عمر ابن یزید سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق سے عرض کیا: ہم تک یہ بات آئی ہے کہ رسول خدا نے حضرت علی کو ایک ہزار باب تعلیم کیے کہ ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے! آپ نے فرمایا: ہاں! [ایک نسخہ میں ہے "تو امام نے مجھ سے فرمایا: بلکہ انہیں ایک (ہی) باب تعلیم کیا تھا کہ اس باب نے ایک ہزار (باب) کھولے اور ہر باب نے ایک ہزار باب کھولے □]

محمد بن حسن ابن احمد بن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد بن حسن صفار نے یعقوب ابن یزید اور ابراہیم بن ہاشم کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے ابراہیم ابن عبدالحمید سے، اس نے ابو حمزہ ثمالی سے نقل کیا کہ امام باقر نے فرمایا: حضرت علی نے فرمایا "بلاشبہ رسول خدا نے مجھے ایک ہزار باب تعلیم کیے کہ ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے۔"

میرے والد محمد بن حسن اور احمد بن محمد بن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہم نے ہم سے روایت بیان کی، ان سب نے کہا: سعد ابن عبداللہ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن حسن ابن علی ابن فضال نے حسن ابن علی (ایک نسخہ میں ہے ابن فضال) کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابو عبداللہ ابن کبیر سے، اس نے عبدالرحمن ابن ابو عبداللہ سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادق کو فرماتے سنا: بلاشبہ رسول خدا نے حضرت علی کو ایک ایسا باب تعلیم کیا جس سے ایک ہزار باب کھل جاتے ہیں کہ ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے۔

محمد بن حسن ابن احمد بن ولید نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد بن حسن صفار نے محمد ابن عبدالجبار کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے عبداللہ ابن محمد جمال سے، اس نے ثعلبہ ابن میمون سے، اس نے عبداللہ ابن ہلال سے نقل کیا کہ امام جعفر صادق نے فرمایا: رسول خدا نے حضرت علی کو ایک باب تعلیم کیا جو ایک ہزار باب کھولتا ہے کہ ہر باب کے لئے ایک ہزار باب کھولے جاتے ہیں۔

میرے والد اور محمد بن حسن رضی اللہ عنہما نے ہم سے روایت بیان کی، دونوں نے کہا: سعد ابن عبداللہ نے احمد ابن محمد ابن عیسیٰ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے حسین ابن سعید سے، اس نے اپنے ایک ساتھی سے، اس نے احمد ابن عمر حلبی سے، اس نے ابو بصیر سے نقل کیا: میں امام جعفر صادق کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا: شیعہ حضرات کہتے ہیں کہ رسول خدا نے حضرت علی کو ایک ایسا باب تعلیم کیا کہ جس سے ایک ہزار باب کھلتے ہیں (ایک نسخہ میں ہے "ہر باب ایک ہزار باب کھولتا ہے) تو امام جعفر صادق نے فرمایا: اے ابو محمد، بخدا رسول خدا نے حضرت علی کو ایک ہزار باب تعلیم کیے جس میں ہر باب سے ایک ہزار باب کھلتے ہیں! میں نے عرض کیا: بخدا، یہی تو حقیقی علم ہے!

آپ نے فرمایا: بلاشبہ یہی تو علم ہے اور دوسرے کسی کے پاس یہ علم نہیں ہے، نہ اس بات کا اور نہ ہی اس بات کا!

میرے والد محمد بن حسن اور احمد بن محمد بن یحییٰ عطار رضی اللہ عنہم نے مجھ سے روایت بیان کی، سب نے کہا: سعد ابن عبداللہ نے سند بن محمد بزاز کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے صفوان ابن یحییٰ سے، کہا: محمد ابن بشیر نے اپنے والد بشیر دہان کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے امام جعفر صادق سے نقل کیا: رسول خدا نے مرض الموت میں فرمایا: میرے دوست کو میرے پاس بلا لاؤ! تو (آپ کی) دو (بیویوں) نے اپنے اپنے والد کو بلانے بھیجا، پس دونوں آئے اور جب آپ کی نظر ان دونوں پر پڑی تو آپ نے ان سے منہ پھیر لیا

کمال الدین و تمام النعمۃ (اشیخ الصدوق)

اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ اس کو امام زمانہ کی خواہش پر تحریر کیا گیا۔ اس کتاب میں جن موضوعات کا ذکر کیا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

- (۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ خلیفہ چننے کا اختیار کس کو ہے؟
 - (۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ غیبت کے اثبات اور حکمت کیا ہے؟
 - (۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہ کے بارے میں تمام ائمہ علیہم السلام نے کیا فرمایا ہے؟
 - (۴) کیا آپ جانتے ہیں ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت قائم کا انکار کیا؟
 - (۵) کیا آپ جانتے ہیں ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے امام زمانہ کی زیارت کی؟
 - (۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ انتظار ظہور امام کا ثواب کتنا ہے؟
 - (۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام زمانہ کا نام لینے کی ممانعت کیوں کی گئی ہے؟
 - (۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ امام کے نائبین کو کیا توقعات جاری کی گئیں؟
- درج بالا اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات الکساء پبلیشرز کی کتاب ”کمال الدین و تمام النعمۃ“ سے رجوع فرمائیں۔

علل الشرائع (اشیخ الصدوق)

اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ آپ کے ذہن میں پیدا ہونے والے مختلف سوالات کے جوابات معصومین علیہم السلام کی احادیث کے روشنی میں

دیئے گئے ہیں۔ کچھ سوالات درج ذیل پیش کیے جا رہے ہیں مثلاً

- (۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے موت کی تمنا کیوں کی اور ان کی قبر کا کسی کو پتہ نہیں؟
- (۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ نجف کا نام نجف کیوں رکھا گیا؟
- (۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ لوگ بد شکل کیوں ہو گئے؟
- (۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ کافر کی نسل میں مومن اور مومن کی نسل میں کافر کیوں پیدا ہوتے ہیں؟
- (۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ جب حضرت علی کے پاس خلافت آئی تو انہوں نے فدک نہیں لیا۔ کیوں؟
- (۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ نماز شب کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟
- (۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ عید کے موقع پر آل محمد علیہم السلام کا حزن و غم تازہ ہو جاتا ہے۔ کیوں؟
- (۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے؟

(۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ آگ کی پرستش کیوں کی گئی؟
درج بالا اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات الکساء پبلیشرز کی کتاب ”علل الشرائع“ سے رجوع فرمائیں۔

التوحید (شیخ الصدوق)

اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ توحید باری کی جو ائمہ نے تشریح کی ہے اُسے شیخ صدوق نے اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔

- (۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ توحید اور عدل کے معنی کیا ہیں؟
 - (۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھوں، زبان اور کان کے معنی کیا ہیں؟
 - (۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ قرآن کیا ہے؟
 - (۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ اذان و اقامت کے حروف کی تفسیر کیا ہے؟
 - (۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کس ذریعے سے ہو سکتی ہے؟
 - (۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ عرش اور اس کی صفات کیا ہیں؟
 - (۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ مشیت اور ارادہ کیا ہے؟
 - (۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ استطاعت الہی کیا ہے؟
 - (۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ واحد، توحید اور موحد کے معنی کیا ہیں؟
 - (۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ قدرت کیا ہے؟
- درج بالا اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات الکساء پبلیشرز کی کتاب ”التوحید“ سے رجوع فرمائیں۔

ثواب الاعمال و عقاب الاعمال (شیخ الصدوق)

اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں ہر اچھے عمل کی جزا اور ہر بُرے عمل کی سزا ائمہ معصومین علیہم السلام کی زبانی بتائی گئی ہے۔

- (۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ کہنے کا کتنا ثواب ہے؟
- (۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ تسبیح اربعہ کثرت سے پڑھنے کا کتنا ثواب ہے؟
- (۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ نماز شب پڑھنے کا کتنا ثواب ہے؟
- (۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ یوم غدیر کے روزے کا کتنا ثواب ہے؟

- (۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ کسی مومن کو خوش کرنے کا کیا ثواب ہے؟
- (۶) کیا آپ جانتے ہیں کہ کسی مومن کو قرض دینے کا کتنا ثواب ہے؟
- (۷) کیا آپ جانتے ہیں کہ کسی مرحوم کا قرض معاف کرنے کا کیا ثواب ہے؟
- (۸) کیا آپ جانتے ہیں کہ کسی دو افراد کے درمیان صلح کرانے کا کتنا ثواب ہے؟
- (۹) کیا آپ جانتے ہیں کہ اہل بیت کے دشمن کی کیا سزا ہے؟
- (۱۰) کیا آپ جانتے ہیں کہ اپنے امام کی معرفت کے بغیر مرنے والے کی کیا سزا ہے؟
- (۱۱) کیا آپ جانتے ہیں کہ غرور و تکبر کی کیا سزا ہے؟
- (۱۲) کیا آپ جانتے ہیں کہ قطع رحمی اور دلوں میں اختلاف کی کیا سزا ہے؟
- (۱۳) کیا آپ جانتے ہیں کہ ریا کاری کی کیا سزا ہے؟
- (۱۴) کیا آپ جانتے ہیں کہ گناہ پر خاموش رہنے کی کیا سزا ہے؟
- (۱۵) کیا آپ جانتے ہیں کہ قرآن کو کمائی کا ذریعہ بنانے والے کی کیا سزا ہے؟

درج بالا اور انہی سے متعلق دیگر سوالات کے جوابات الکساء، ہلیشرز کی کتاب ”ثواب الاعمال و عقاب الاعمال“ سے رجوع فرمائیں۔

قصص العلماء (میرزا محمد تکانی)

نہب تشیع کے متفکر علماء کے حالات پر مبنی کتاب جس میں ان کی زندگی کے عام حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور دینی خدمات پر بھی۔ نیز مناظرے، مباحثے، مواعظ، مزاج، حاضر جوابی، انکساری، جلال، وقار، ایثار، اخلاق جو عالم کی طبیعت کا خاصہ ہیں اس کتاب میں دلنشین انداز میں بیان کیے گئے ہیں جنہیں پڑھ کر ہم نہ صرف ان کے واقعات سے آگاہ ہو سکتے ہیں بلکہ ان کی زندگیوں کے لائحہ عمل کو اپنا کر دنیا و آخرت کے فوائد بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

معانی الاخبار (شیخ الصدوق)

اس کتاب میں معصومین علیہم السلام کی بیان کردہ مشکل احادیث جن کی تشریحات بعد میں آنے والے معصوم نے نہایت تفصیل سے بیان فرمائیں ہیں اس کتاب میں موجود ہیں۔



۷۸۶
۹۲-۱۱۰
یا صاحب الزماں اور کنیؑ



لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

www.ziaraat.com

SABEEL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad

Sindh, Pakistan.

www.sabeelesakina.co.cc

sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL USE